

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَيْنَ يَدَيْكَ يَا مَلِكُ الْعَالَمِينَ



# تفہیماتِ بانیمہ

(از قلم)

موسم مولانا ابوالعطاء حسنین خان دہلوی

سابق متفقہ بلا دہلوی دہلی پبلشرز

شاخہ کراچی

مکتبہ الفکرین بلوچ

قیمت: مسعود کاغذ گیارہ روپے ڈیڑھ کاغذ: آٹھ روپے

# یادداشت

طبعات بار اول :- دسمبر ۱۹۳۲ء

بار دوم :- دسمبر ۱۹۳۲ء

تعداد اشاعت :- دو ہزار

مطبع :- ضیاء اسلام پریس پریس

شائع کردہ :- مکتبہ الفرقان - دہلی

ناشر :- علامہ حبیب الرحمن پیرا منار الفرقان دہلی

قیمت :- ہفتہ سو فیصد کاغذ - گیارہ روپے

مجلد انبساطی کاغذ - آٹھ روپے



مکتبہ الفرقان دہلی



## حضرت امام ہمامؒ کا ارشادِ گرامی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ نے کتابِ تقصیساتِ ربانیہ کے حلقہ اس کے پچھلے ایڈیشن کی اشاعت پر سالانہ جلسہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس کا نام میں نے ہی تقصیساتِ ربانیہ رکھا

ہے (جما کر پچھلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو

بہت اچھا تھا۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا

کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب

ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اس کے جواب میں اعلیٰ

لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے

اور اس کی اشاعت کرنی چاہیئے۔“ (المنفل، ص ۱۰۰، ۱۰۱)

نوٹ:- اس کتاب کے بارے میں، بزرگواروں کے ارد گرد کتاب کے امور و حالات میں خاص فراموشی و غفلت

# مختصر فہرست کتاب تفہیماتِ تباریہ

- ۱۔ دریاچہ طبع ثانی، (صورتِ آسمان) ۱
- ۲۔ دریاچہ طبعِ اول، غزوری گزاردشت ۲
- ۳۔ فصلِ اول، دہی کلاب و دیوانہ بخت کی حقیقت ۹
- ۴۔ فصلِ دوم، حضرت اقرامی کے تصور اور تصنیفِ طبری پر اعتراضات کے جواب ۲۹
- ۵۔ فصلِ سوم، حضرت شیخ ابو علی اسامی کے اجتہادات پر اعتراضات کے جواب ۹۲
- ۶۔ فصلِ چہارم، حضرت شیخ ابو محمد علی اسامی کے کثوت و اجتہادات اور {  
تألیفِ شریعت کا جواب ۱۲۹
- ۷۔ فصلِ پنجم، اختلافات بیانیہ کی جوابات ۲۱۳
- ۸۔ فصلِ ششم، دہی اقرامی کی حقیقت ۲۶۴
- ۹۔ فصلِ ہفتم، جہود اور دھوکے کے اجتہادات کی کٹنگ تردید ۳۲۲
- ۱۰۔ فصلِ ہشتم، حضرت شیخ ابو علی اسامی کے مآثر پر اعتراضات کے جواب ۴۰۳
- ۱۱۔ فصلِ نہم، حضرت شیخ ابو محمد علی اسامی کے استقالات و حقوق و فروع {  
و اعتراضات کے جواب ۴۴۲
- ۱۲۔ فصلِ دہم، حضرت شیخ ابو علی اسامی کے بیانیہ کی تردید پر اعتراضات کے جواب ۵۹۱
- ۱۳۔ فصلِ یازدہم، حضرت اقرامی کے اجتہادات کا جواب ۶۵۴
- ۱۴۔ فصلِ دوازدہم، اصحیت اسامی کے حوالہ (مآثر) کی تردید اور {  
مآثرات حضرت شیخ ابو محمد علی اسامی کے جواب ۷۰۵
- ۱۵۔ آخری گزاردشت — ۷۱

بِقَوْلِهِمْ إِنَّ خُورَ الرَّحْمَةِ

مَنْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

## حرف آغاز

(۱)

الحمد لله! الحمد لله! اگر کتاب تقیہ سب زمانہ کی دوبارہ اشاعت کی توفیق مل رہی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب دہرہ سلسلہ میں شائع ہوئی تھی۔ بقاء و یوں پسند کی اعانت سے مشنی کو معتوب صاحب پٹیاوی نے عشرۂ کاملہ نامی کتاب اس دعویٰ کے ساتھ شائع کی تھی کہ وہ ایک جواب کتاب ہے۔ اسی بنا پر مشنی صاحب دعوے کے جواب دینے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام کا بھی اعلان کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عشرۂ کاملہ اور تحقیق آسمانی و طبریہ کے جواب میں تقیہ سب زمانہ ایک جہاں تصنیف ثابت ہوئی ہے۔ اس میں مخالفین کے ہر اعتراض کا جواب پایا گیا ہے۔ مخالفین میں سے کسی کو آج تک جرأت نہیں ہوئی کہ اس کتاب کا جواب لکھا۔ میں نے سلسلہ میں مصنف عشرۂ کاملہ سے انعامی رقم کا مطالبہ بھی کیا مگر وہ اس کے تصنیف سے بالکل گریز کر گئے جس کا اعلان ہم نے اخبار طالعین کا دیان میں اسی وقت (۱۳۹۵ھ میں) کر دیا تھا۔ درحقیقت اہل باطل کے اس قسم کے انعامی پہنچ گھن ٹائٹھی ہوتے ہی چھٹنے میں اول کے دریا چ میں بھی اس کی وضاحت کر دی تھی۔

ہیں انسانوں کے کسی انسان کی خواہش نہیں ہے وہ انتہائی لائق و عابدی تو اپنے مسلمان بھائیوں سے معرفت بھی در خواست ہے کہ وہ خود اس سے کام لیں اس کتاب کو خود اور ترقی کے مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے گا۔

(۲)

پہلی مرتبہ اس کتاب کی ترتیب و تدوین کی تکمیل کہ مری می، افریقہ، عزم و عزم اور حسن صاحب خاں کے لئے کے مکان پر ہوئی تھی بلکہ ان کے مکان کے ایک کوئی حضرت سید محمد علی السلام کے بزرگ محرابی حضرت مولانا شیر علی صاحب دینی مشہور انگریزی ترجمہ القرآن میں معروف ہوئے تھے اور دوسرے کرو میں عاکسہ تقریباً آیت زبانہ کی تکمیل میں پہنچا ہوا کرتا تھا۔ ان دنوں میرے ہمراہ میرا بیٹا عن زعم علیہ السلام صاحب قادیان رہتا اور انور علی صاحب عبدالقادر صاحب داخل بھی تھے۔ وہی اور رات کے کام کا مقرریہ پروگرام میں تھا۔ بعد نماز عصر ہم سب ٹیبل کے لئے جایا کرتے تھے۔ کیا ہی ہانک اور کالی دھنک تھا ہم تھے۔ غالباً دس تا تیرہ سال میں میری کتاب ختم ہو گئی۔ میں نے قادیان پہنچ کر سیدہ حضرت خلیفۃ المسیح ثالثی علیہ السلام سے درخواست کی کہ حضور سے حاضر فرمائیں۔ چنانچہ حضور نے ازراہ لوہار شمس منظور فرمایا۔ اپنی غیر معمولی سعادت کے باعث میں پہنچے تک کہ آپ نے اپنی پہلی دو تین شخصیں دیکھنے کے لئے کہ آپ نے بگے فرمایا کہ میں نے ایک مقدمہ دیکھ لیا ہے بہت اچھا ہے آپ اسے پھر دہی، ایلانہ، جو کہ جلسہ پر طبع درجہ کے حضور تھے، اللہ حضور نے یہ اس کتاب کا نام تقریباً آیت زبانہ پر فرمایا اور آپ کی اجازت سے یہاں میں نے اسے اپنے محسن اور عزم استاد حضرت مولانا روشن علی صاحب دینی، اللہ عز کے نام پر منسوب کیا۔ وقت کی تنگی کے باوجود افریقہ عزم و عزم کے ختم میں صاحب سید ملک زو کا بیان کی اجازت سے عزم کتاب جلد ماہ رمضان پر طبع ہو گئی۔

تقریباً آیت زبانہ کو پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا۔ احباب نے بار بار تحریر کیا کہ اسے دوبارہ طبع کیا جائے مگر میرے گھر میں ختم ہو رہا ہے کہ یہاں تک کہ میرا عزم و عزم و عزم کے اجازت کے باعث اس وقت قادیان ہوئی۔ البتہ دوسری متحدہ کتب تصنیف کرنے کی توفیق

جنوری ۱۰۔ اس پر لکھے پنج ستر سو کے بعد یہ کتاب دوبارہ طبع ہو رہی ہے۔ یہ ہے کہ آسمان سے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔  
 اب نظر ثانی کے وقت عشرۃ کاملہ وغیرہ کتب کے اعتراضات کھرا باتیں ہیں۔  
 علیہذا فرجیات کے علاوہ اس میں ستر سو کا کچھ بھی ہے، امریکہ علیہ السلام مسند القماریہ اور مذاق حضرت شیخ محمد علیہ السلام کے اہم اختلافی مسائل پر سیر حاصل کی مثال کو دیکھی ہے۔ بعض نئے حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ ستر اور پڑھنے متعلق اعتراضات کے جوابات کے لئے ایک مفصل فصل (یا زمرہ) مخصوص ہے۔ ستر احمدیہ کے لئے کیا نفعیں جناب مولود علی صاحب اور جناب پرتوی صاحب کے فقہ ثبوت کے بارے میں یا نہ جملہ اعتراضات کے جواب بھی ہیں ایڈیشن میں شامل ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تفہیمات ربانیہ کا یہ دوسرا ایڈیشن مشہور و غریب لکھل - "الْعَوْدَةُ أَخْبَرْتُكَ عَلَى بَابِ" اپنی جامعیت اور قابلیت میں پہلے سے بھی کافی بڑھ کر ثابت ہو گا انشاء اللہ العزیز۔

(۳)

اس سال انگلستان میں نئے کوئٹہ ہائے کا اتفاق ہوا۔ میرا چھوٹا بیٹا مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے ہمراہ تھا۔ عزیز بھائی شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ اور مولانا صاحب لکھل کے پڑ سکون کا حوالہ میں لکھے اس تفہیمات ربانیہ پر نظر ثانی کا نہایت عمدہ موقعہ پیش آیا۔ جزا اللہ عنہم خیراً۔  
 جن شخص اصحاب اور معاونین نے دوسرے ایڈیشن کے لئے سفید دادر بہترین مشورہ دی ہے کہ اس کو دنگ میں اعداد فراہم کیے گئے ہیں۔ ایسی شکی قیمت اور فراہم یا ضرورت کے مطابق بطور قرض رقم فراہم کر کے کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ ان سب کا تروٹی سے شکریہ ادا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے غلوں اور سوال میں برکت دے۔ آمین  
 میرے دوست شیخ نور الدین صاحب خوشنویس ناہنا صافرقانی کے دیرینہ کاتب نے جس غلوں سے تفہیمات ربانیہ کے بیشتر حصہ کی کتابت کی ہے وہ کسری

جدا رفتی صاحب انچارج ضیاء الاسلام پر میں نے بھی طرح طباعت میں اہتمام کیا اس کے لئے وہ دونوں اور ان کے سب ساتوں مشکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ آمین۔

یہ کتاب محض حق کی تائید اور صداقت کی حمایت کے لئے اب دوسری مرتبہ شائع کی جا رہی ہے اسلئے بارگاہِ رب العزت میں غامی طور پر دعا و التجا ہے کہ وہ اپنی سب سے زیادہ رحمت سے قبول فرما کر بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور بچے اور میری ساری اولاد اور جملہ اصحاب و اصحاب کو ہمیشہ حق پر قائم رکھے اور دین اسلام کی بہترین خدمت بجالانے کی زندگی بھر توفیق بخشے اور جب ہم اس زندگی کے بعد اسی کے حضور حاضر ہوں تو سرخرو محکم حاضر ہوں اور وہ ہمیں اپنی آخری رحمت میں سے لے۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِیْن یا رب العالمین +

خاتمہ

نذیر خادیم اسلام

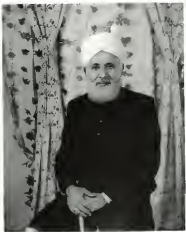
ابوالخطاء بالندہری

ایشیادہما الفرقان

رکبہ - ضلع جھنگ

(سنی پاکستان)

محمد میر علی شاہ



مؤلفہ تنہا ہے ربانیہ

(وہاں سے لے کر)

وہاں سے لے کر

وہاں سے لے کر  
جنگل میں  
(موت کا وقت)

لہذا

از قلم

ابو الطاهر مولانا مولانا صاحب جان دہری مولانا

میں نے اپنے صاحب تالیف تصنیف تاروان

میں نے اپنے صاحب تالیف تصنیف تاروان

شائع کیا

بازار دہری مولانا

میں نے اپنے صاحب تالیف تصنیف تاروان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَدَاةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ  
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

انتساب

میں اس کتاب کو

اپنے اخلاص، عقیدت اور تلمذِ خاص کے لحاظ سے

استاذِ الکریم حضرت جانِ نورِ روشن علی صاحبِ مہم رضی اللہ عنہ

و ادا م فیوضہ کے نام نامی و اہم گرامی سے

مُعَنُّون کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں

نیاز مند

ابوالعطاءؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین

# دِیَا چما

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا  
ضروری گذارشات

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر النبیین  
وسلم علی المرسلین وآلہم واتبعہم لا یتبعنا علی السیح الموعود  
والمہدین المعہود جرت اللہ فی کل الانبیاء اما بعد  
نقد قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز الحکمی اجل کتاب :

تاخرین کرام ! کچھ عرصہ پہلے منشی محمد یعقوب صاحب نائب تحصیلدار بنیاست پٹیوڈ  
سہ ماہ سال کی خدمت کے بعد ایک کتاب ”عشرہ کا طرہ نامی شائع کی جس میں عنایہ علیہ السلام  
عالیہ امویہ ہجو مولوی شاد اشعار قسری ”پیر بخش لاہوری“ اور مولوی محمد حسین شاہی  
و غیرہ کے اعتراضات کو یکجا جمع کر دیا۔ یہ کتاب سنئے اعتراضات پر مشتمل نہ تھی بلکہ  
انہی باتوں کو دہرایا گیا تھا جن کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے بار بار جواب دیا جا چکا  
ہے۔ اس لئے طبیی طور پر مجھ کو سختی تو جو نہ ہو ابلیسی یہ علوم کو کے کہ ہم اس سس  
اعتراضات کو یکجا صورت میں پا کر اس کو خاص اہمیت دے رہے ہیں۔ اور اس بناء  
پر مختلف عشرہ کا طرہ نامے شہور کر رکھا ہے کہ عشرہ کا طرہ کا جواب اُنہی مرتد ائمہ  
فیا مستحکم میں نہیں ملے سکتا۔ ”حیثہ قطاعات کا یقین و تصنیف نے اس کے جواب  
لکھنے کا بعد فرمایا اور حضرت مولانا شاد علی صاحب بی۔ اسے تاخر کا یقین نے  
اسی تاخیر کو اس کے متعلق اور شاد احمدیہ میری تبلیغی مصروفیت میں اور متواتر سفر

اس کی جملہ تکمیل میں خانجی نے دو کتاب آپ آج سے بہت پیشتر اس جواب کو طبع فرماتے ہیں  
 ہے کئی آنیہ مژخونوں پانڈا کا رہا۔ اس کا خیر سے بڑا غلط یہ ہوا کہ مصنف مذکور کی  
 دوسری مایا کا کتاب تحقیق کا ثانی "عشرہ کا طرہ" دوم بھی شائع ہو گئی اور ہم اس  
 مجموعہ میں پرورد کتب کا انشاء جواب شائع کر رہے ہیں۔ مگر "عشرہ کا طرہ" کی طبعی قول پر  
 استدلال تو یہ کیا جاتی اور اس کا جواب فی الغود شائع کیا جاتا تو شاید بعض مسائل  
 پر مصنف طاعت کا عذر کر دیتا، جیسا کہ اسی نے لکھا ہے۔۔

"پہلی اشاعت میں بعض سوالات کے ہندسوں کے تعلق پر احتیاط  
 ہو گئی۔۔۔ اور بعض بگ کا لی نوٹیں اور تیسو چھاپ کی ہر بات سے غیر منظر  
 ہی غلط ہو گیا اور چونکہ کتابت ہوتے ہی بہت جلد کتاب پر سب سے دیو گئی تھی  
 اور اصل مسودہ سے سوالات کا مقابلہ کرنے کا کچھ موقع تو اور وقت بھی ملتا تھا  
 اس لئے کبھی کبھی ایسا نقص رہ گیا۔ اب دوبارہ اشاعت میں سوالات کی  
 دیکھی اور صحت کا خاص اہم اہم کر لیا گیا ہے۔" (عشرہ کا طرہ دوم)

یاد رہی شیشوی زندگی سے چھاپا کہ دشمن گراہی جاری کا یہ موقع تو دیا جائے گا کہ  
 عذر باقی نہ رہے اور مصنف کا ثانی اس کے تمام کاروبار کو کاٹ کر رکھ دے۔ غلطی  
 اولاً و آخراً۔

یاد رہے کہ نئی سنہ اس کتاب میں "عشرہ کا طرہ" میں سوم کو مٹا دیا گیا ہے اور  
 اسی کے صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ "عشرہ کا طرہ" کی دہائی فصول ہیں۔ ہر ایک فصل میں تقریباً  
 دہائی سے بڑے اعتراض درج ہیں۔ نئی سنہ عشرہ کا طرہ فصل کا جواب آسے لیبر کی  
 فصل میں لکھا ہے۔ اس طرح سے دہائی فصلوں کے بالکل اسی کتاب میں دہائی  
 فصل ہیں۔ لیکن ہر ایک مصنف نے بعض مقامات پر غیر متعلق طور پر بھی اعتراضات  
 کئے ہیں ان کے نیز دوسری کتب (تحقیق کا ثانی) کو ان کی صفحہ ہوا ہیں  
 پروردی "فردہ" کا وہ دلیلیہ اسکے بعض غلطی سوالات کے جوابات کے لئے  
 فصل یا زراہم کو قصود کیا ہے۔ ہر صورتی فصل میں جماعت احمدیہ کے

دلائل و رہنمائی قائم کیسج علیہ السلام، احکامی ہوتے غیر تشریحی اور مصداقیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاصہ و روح کیا ہے۔ اسی ترتیب کے تحت اختلافی مسائل پر ہماری نظر ڈالنے کا موقع مل سکتا ہے۔ ”عشرہ کا ذکر کے کسی حصہ میں اگر آپ کو کوئی ایسا سوال نظر آئے ہیں کا برہاد است اس فصل سے تعلق نہ ہو تو اس کا جواب علیحدہ یا فصل میں متفرقات کے زیر عنوان موجود ہے وہاں مطالعہ فرمائیں۔“

میں نے اس کتاب میں ہر ممکن طریق سے تہذیب کو قدر رکھا ہے مگر چودھری کی گندہ و دانی بسا اوقات اشتعال و لاقی رہی مگر ہر مرتبہ پر میرے پیار سے آقا مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت سے

گلابیاں لٹک کے دعا دو پڑھنے کا اہم و بکری عادت جو محو تم و کھاؤ بکھاؤ میرے پیش نظر تھی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ صداقت اور ان کی اپنی خوبصورتی کے انجیل کے لئے ولایت کا ہی گستاخا نہیں۔ راستی اپنی غری کے ساتھ قرب پر مستحجابی ہے۔ میں نے سچی اوسمخ ذاتیات سے بھی اجتناب کیا ہے کہ کچھ نگرانی طرح اصولی بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ہمارا امتداد غیر احمدیوں سے کسی جائزہ زمین اور دنیاوی اسباب پر نہیں ہے بلکہ حسن خدا کے علم اور اس کی رضا کے لئے ہے۔ اسی لئے ہمارے تمام تر جہد و جدائی خود کے گرد ہوتی ہے۔ میں نے اسی نظریہ کے تحت یہ جواب مرتب کیا ہے۔ توقع ہے کہ قارئین علماء ان کا تعلق کسی عقیدہ سے ہو اسی نظریہ سے اس کو لا محدود فرمائیں گے

”عشرہ کا ذکر کی مناسبت و شائستگی کے متعلق کچھ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہر غیر متعصب میں نے اس کتاب کو بڑے حوصلہ سے اس کے اندر بیان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ خود مصنف کا اثر ہے کہ۔“

”اس کتاب میں قارئین بعض جگہ ایسے الفاظ بھی دیکھیں گے جو تنبیہ کی دیکھنا

کی دُوسرے قابل اعتراض اور غیر مانوس علوم ہوتے ہیں؟ (عشر و ست)

ایسے الفاظ ایک دوسرے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ان کے لیے منشی صاحب یا اس کے معیار کا کارواں کھوکھلا کرنا چاہتا۔ لیکن نئی دنیا کے شرکاء کے سامنے اس ذہنیست پر انکار افسوس کیجئے بغیر نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ہاتھوں ہاتھوں کے پیشوا 'جان' مال اور عزت سے ہر چہا محبوب پریشا پر چلے کر رہے گا اور وہ سو قیادہ الفاظ استعمال کرتا ہے ہاتھوں ہاتھوں خدا کے دلوں کو دکھ دیتا ہے۔ اور پھر اس کو خدمتِ دینی سمجھتا ہے۔ کیا پچ اسلام کا یہی منشا رہے؟ کیا بانی اسلام کا یہی اسودہ ہے؟ اور پھر کیا اسی طرح سے قلوب کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ حاشا وحشت۔

نئی ان فقرات کو نقل کر کے جو بعض وظائف کے لیے لکھے گئے ہیں اسے ناظرین کو طویل خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ بطور نمونہ ایک فقرہ یہ ہے: "مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال ایک شاہر بازار کی سی ہے؟" (مسک) فرمائیے بنی الفاظ کا مقصد بجز تو اس کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟ کیا شریعت انسان اپنے سے نکلنے والی انسان کو انہی الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے؟

نئی ان اسی جواب کو پسند نہیں کرتا لیکن چونکہ منشی صاحب نے اپنی کتاب میں بار بار اس کا مطالبہ کیا ہے نیز جو ایک قسم کے لوگ بجز ان اسی جواب کے تسلی نہیں پاتے اس لیے بعض جگہ جوڑا ان اسی جواب دو ج کیے ہیں لیکن ہر مقام پر اس کے متعلق کافی وضاحت موجود ہے تاکہ کسی کو غلط فہمی کا موقع نہ مل سکے۔ اور اس جگہ بھی نہیں لکھ دیتا چاہتا ہوں کہ میری کتاب کے تمام ایسے مقامات جہاں دشمنی کے حقائق یا اس کے مستر معانی کو ذکر کیا گیا ہے اور ان کے دُوسرے کوئی خرابی بتائی گئی ہے ان تمام مقامات کی ذمہ داری غیر احمدیوں کے خیالات پر ہے، مجھ پر یا جماعت احمدیہ پر نہیں ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی کامل توصیف

کے قائل ہیں۔ اور سب انبیاء و کائنات کے حکم سے مسکوم یقین کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا کھنڈ  
 عالمگیر اور خدا تعالیٰ کی آخری شریعت مانتے ہیں۔ عالم کائنات قیامت و مشرور و نشر اور دیگر سب  
 اینایات پر مکتب انقاد رکھتے ہیں۔ **وَمَا لَهُمْ لَنْ يَأْتِيَهُمْ شَيْءٌ**

مصنف مشرور نے اس کے جواب کے لئے ایک ہزار روپیہ کا نصاب عام بھی  
 اعلان کیا ہے اور نایات اس کی ادائیگی کے لئے ذمہ داری جاتی ہے۔ ہم اس جواب کے ساتھ  
 ہی مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے اعلان کے مطابق جلد فیصلہ کریں۔ اگرچہ ہم ایسے انعامی  
 ایامات کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں لیکن اقدامِ حقیت کی خاطر اس کے مستحق بھی آخری  
 فیصلہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ اور اس بارہ میں جو افسوس ہو گا اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ  
 اس کتاب کے اخیر پر درج کر دیں گے۔ آپ وہاں غلط فرمائیں۔ ہاں یاد ہے کہ  
 ہماری کتاب کا اصل مقصد سچائی کا اظہار ہے۔ جس شخص صاحب خود انعامی پہنچنے پر  
 قائم رہی یا لطائف الحیل اس سے گریز اختیار کریں خداقت پسند ناظرین  
 خود سرازداد کر سکتے ہیں کہ ”مشرور کا لہر کے اعتراضات کا جواب کسی تفصیل اور وضاحت  
 سے دیا گیا ہے۔ **وَأَنْ أَخْبِرْتُمْ تَالْآخِرَةِ**“

میں نے اس تصنیف میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بعد  
 سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کے ”العلوم“ اور ”نعم الاکیل“، ”المشرع“ اور ”مناقب مولوی  
 فضل العزیز صاحب پلیڈ ڈائمنڈ حق“ کا مستند جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی  
 سے بالتعمین استفادہ کیا ہے۔ اپنے محترم دوست مولوی تاج العزیز صاحب  
 لاٹچروی مولوی فاضل اور جناب مولوی غلام احمد صاحب تاج مولوی فاضل کے بعض  
 سوالات اور تحقیق سے بھی میں نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔ استاذی المکرم حضرت  
 مولوی حمزہ انصاری صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل خاص شکر ہے اور دعا کے مستحق ہیں۔ چونکہ  
 اس سلسلہ کی ترتیب میں بھی مشوروں سے اعانت فرمائی اور اس کو قبل طباعت غلط

فرمایا۔ جسٹرا حکم اللہ علیہ الجسار۔ ناظرین میرے لئے اور میرے تمام  
سازن کے لئے دعا فرمائیں۔

اسے عظیم دستار خود انویری کزوریوں کی ستاری فرما اور جتنی اپنے فضل و کرم  
سے اس کتاب کو اپنے حضور قبول فرما اسے فائدہ کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب بنے  
جو لوگ تیرے برحق مصلیٰ حضور کے سچے و سچے پیروں کے ساتھ ہیں ان کو پناہ کی دعا کہ  
تیرے بغیر راجح پانا ممکن ہے۔ ان کو فلاح دے کر تیرے ہی نور کشتا طاعت کریں اور  
اس آسمانی پانی کی قدر کریں۔

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی سکھنے  
پھر سے سب تیرے فضل میں طرے لیکھنا  
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَرْفَعُهُ إِلَىٰ ذَاتِ الْعَرْشِ الْمَشْرِقِيِّ الْمُتَشَارِقِ

قادیان دارالامان  
دارالبرکت ۱۹۸۷ء

خدا

ہمسرا حمید کا ادنیٰ ترین خادم

ہر مسدا اللہ و کا باندہ

تکبیر سوز گند و روشن علی صاحبنا اللہ

فاضل حق تبارک و تعالیٰ

شکریہ۔ انور مولوی ابو یوسف صاحب مولوی فاضل امداد فاضل علم صاحب  
انوار و انہوں نے اس کتاب کو بیرون کی بھیج میں کافی مشورہ کیا ہے شکر کے سخی میں نیز حکیم  
علوم میں صاحب انور مولوی محمد۔ جزا ہم اللہ۔ خاکسار مصنف

نوٹ۔ بیانیہ کہ وہ علم مولوی محمد صاحب صاحب کتابت آنکھوں پر اور مولوی محمد صاحب مولوی محمد صاحب  
یہ لے اور یہ کتابت محمد صاحب مولوی محمد صاحب کتابت آنکھوں پر اور مولوی محمد صاحب مولوی محمد صاحب

# فصل اول

کاذب عیاں نبوت اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ

آیت ولو تقول علينا بعض الاقاویل کا فیصلہ کن معیار

۵

ہے کوئی کاذب جہاں میں ناؤ لوگوں کو کچھ عیسٰی

میرے جیسی نہیں کی تائید یہاں نہیں ہر بار

(حضرت مسیح موعودؑ)

ابتداءً اور فریض سے خدا کے برگزیدہ نبی آسمانی پیغام لکھا آتے ہی خدا کا کلام اور الٰہی دنیا کے محدود و غیر محدود کلمے اور تاریخ کے فزونیوں سے اس کلام کا انکار کیا اور اس کے گھیسے کے درپے چلے گئے۔ آسمانی کلام اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کے مقبول و مقدر اور سچے رسول زمین لوگوں کی زبان سے کاذب اور جہاں اور حال قرار دے گئے۔ ان کو گائیاں دی گئیں۔ وہ سستے گئے۔ دشمنوں سے ہر دامن کے گئے۔ ان پر پتھر برسائے گئے۔ ان پر مٹی آسمانی آدم کے ایک بڑے نسل کے آدم کے بہت سوجے فرزندوں میں انجیل و عظیم السلام کے ساتھ نبیوت بڑا سلوک کیا۔ پھر خدا کے پیار سے اس کی خاطر محمدؐ میں دشمنی کے گئے۔ اپنے خدا و ہمیشہ سے انکی پہلو اور انکے دشمنوں کے لئے معاہدہ بنا دیا۔ معاہدہ ان کے لئے اس کی قدرت بزرگ اور اس نے اس میں اور ان کے غیروں میں نمایاں امتیاز قائم کر دیا۔ نشانات و معجزات کی بارشیں اختیار کئے تھے تہذیبیات اور دنیاوی کے جس میں کے لئے فیوض و انوار کی کثرت ان کی صداقت پر



زبردست گواہی۔

اللہ تعالیٰ نے صادق اور کاذبوں میں امتیازات قائم کر دیئے ہیں تاکہ دنیا اگر ایسی  
بے نجات پائے اور حق کی مخالفت سے تباہ نہ ہو جاوے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ وہ خود  
خدا جو انبیاء کے تجسین سے امتیاز کا ملوک کا وعدہ فرماتا ہے اور متیقن کے لئے  
قرآن بتایا کرتا ہے۔ صادق اور کاذب نبیوں کو بڑا امتیاز چھوڑ دیا؟ ہرگز نہیں۔  
خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرماتے ہیں کوئی کوتاہی نہیں فرمائی۔ مگر افسوس کہ ہم اس حق قرآن  
اپنی کورب پرست ذال کراس کی ٹھکی ٹھکی تائیدات سے انحراف کو کھادرتے ہیں کے  
پاک چہرہ سٹاں کے پاکیزہ افعال اور عورت قیامت سے انکار کے اس کی مخالفت پر  
کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور اس پر ایمان لانے کو ہائے عزائمات کا انتخاب کا مسئلہ  
شروع کر دیتے ہیں لیکن مناسب بصیرت انسان کے لئے ان اعتراضات کے باوجود  
صداقت حق پروردگار کے کھپر ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کبر و رازوں کی  
ایک صلاست یہ بھی ہوتی ہے کہ ان کے مخالفت وہی عزائم کہتے ہیں جو پہلے نبیوں کے  
کھڑے کرتے رہے اور اس طرح وہ اپنے مسلمات سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے  
کیا ہی طبع پرچہ میں اس صداقت کا اظہار فرمایا ہے۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعٍ مِّنْ شَيْءٍ  
وَمَا أَكُونُ تَائِبًا مِّنْ ذُنُوبِي وَلَا مَسْئُورًا مِّنْ أَعْمَالِي وَأَكُونُ مِنَ الْكَافِرِينَ  
کوئی نیکر رسول نہیں ہوں بلکہ سے پہلے ہی انبیاء و رسل جو کچھ میں تم میں ہند ہے  
مجھے یہ کہہ دو۔ دوسری آیت میں فرمایا۔ مَا يُعَالِي كُفْرًا وَلَا مَا قَدْ قَبِلْتُ لِلشُّرَاطِ مِثْلَ  
قَبُولِكُمْ (تم اسے نہ کہو) کہ اسے رسول! تم پر دگ وہی عزائم کہتے ہیں جو کچھ کافران  
نبیوں پر کئے گئے۔ مگر اگر وہ اعتراضات ہیں اسی غلط قرآن پر چلے گی۔ لہذا ان کے  
کے اعتراضات باطل ہیں اور ثورا مستحکم ہے۔

اس فرقانی صحیابہ کے مطابق ہر وہ عزائم جو حق طبعی صداقت سے گزشتہ  
نبیوں پر کیا غلط اور ناقابل لغات ہے کہیں قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ ان  
نے ام بعد ان الشقیین کا لقب لراہم (ان کے راز ان شقیوں کے بعد حاصل ہو کر فرقان  
وخال) کے ایک حدیث کے مطابق ان دو شخصہ ایسے ہو جہ کہ کذب (توڑ بھڑ) ملکہ  
کارت شد ہے۔ یعنی نہ کوئی ٹوٹے گا نہ نہیں ہو سکتا؟



گویا آپ ایت وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا كَلِمًا سِغَالًا کہ اس جوائی باتوں سے غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اسی ایک مقصد کے لیے آپ نے دلب و دایس حدود سے مروی باتیں لکھ دی ہیں۔ ہم تفصیل طور پر جواب شروع کرنے سے پہلے منشی صاحب کا اعتقاد بھی سن کے اپنے الفاظ میں مدعا کر دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

”قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں کہ مغز یا جگر پاک کر دیا جاتا ہے غلا پر اقرار کریم اسے بعض جلدی مارے گئے۔ بعض پہلے نہایت غریب تھے مگر اقرار اعلیٰ اللہ کر سننے کے بعد بادشاہین گئے اور حرم تک بادشاہت کے ساتھ اپنے اقرار کی بھی اشاعت کرتے رہے۔ پنا خیر محمد صاحب افریقہ۔ ان قوموت۔ صالح بن عربیت نے بتوت اور تولی دی کے دلو سے کچا اور تینوں بادشاہ ہوسے۔ اور حرم تک بادشاہت کرتے تھے۔ ان کی اولاد اور اقتت میں بھی حرم و راز تک حکومت و سلطنت رہی ہم ہی حال تھے نبیوں کا بڑا ہے کہ میں کو دشمنوں نے جلد ہی شہید کر دیا جیسے حضرت یحییٰ حضرت ذکریا علیہما السلام۔ اور بعض زیادہ حرم تک ہدایت پسند تھے۔“ (منہ)

ان ہر دو بیانات کا منظر یہ ہے کہ:-

(الف) ایت وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا كَلِمًا سِغَالًا ۲۴ سال و ۱۰ مہینہ ثابت نہیں کیونکہ کئی کاذب و جہان بتوت کا راز ۲۴ سال سے زیادہ ہوتا ہے۔ گویا کہ قرآنی کلام غیروم تبارکی واقعات کے خلاف ہے۔

(ب) نیز کئی صادق نبیوں کا راز ۲۴ سال سے بہت کم ہوتا ہے۔ جیسے حضرت یحییٰ و علیہ۔

(ج) ۲۴ سالہ میاں و کورست ماں کی بھی حضرت مرزا صاحب کی حدیث ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ کرمون سات سال بہت ملی ہے اور پھر ایت یحییٰ کی ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴ سال نہیں رہے۔

قرآن مجید ایک کلمہ کتاب ہے۔ دنیا کا کوئی علم اس کے ایک شوشہ کو

آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور میاں

پہل نہیں کر سکتا۔ ہر شاہنشاہ اور دیہے لایا توبہ الہی اہل میں بہت زیادہ دلاسن  
 خلفہ متکرمین من حکیمہ و عہد (عظم المجدد غ) فلسفہ اپنے تمام اصولوں کی  
 قرآنی حکمت کے ساتھ بالکل یکجہ نظر ہے۔ تاریخ اپنی سب روایات کے ساتھ بیانات  
 قرآنی کے سامنے ہتھی ہے۔ پس آؤ کہ ہم تاریخی روایات پر نظر ڈالنے سے پہلے حکمت  
 و عارض کے فرائض کو سمجھ سکیں کہیں۔ عروہ بھی اپنی روایت کے ماتحت نہیں کہہ  
 مت فتنوا القرآن ہر ایمہ فقد کفرک و عید موجود ہے۔ بلکہ القرآن منتشر بعضہ  
 بعضا کے ماتحت آیت قرآنی کو حل کریں۔ سب سے پہلے ہم کو اصول یاد دلنا چاہیے کہ  
 آیت متنازع فیہا کا کیا مشاہدہ ہے۔ اگر اس آیت سے ۲۰ سال دہائیہ و تباہی  
 ہر جہاں ہے تو مسخری کا اعتراض احمیت یا مسخری کی موجود حیات مستحکم پر نہ ہوگا بلکہ  
 قرآنی مجید اور انصاف علی خدا علی ظہر ہوگا۔ اور اگر یہ سیارہ ہی ثابت نہ ہو تو قرآنی  
 یہاں ہے۔ خدا تعالیٰ سورۃ الحاکمہ کو اس آیت فرماتا ہے :-

وَلَوْ تَشَاءُ لَقُلْنَا لَمْ يَخْلُ مِنْهُ لَآكُلُوا مِنْهُ وَالْأَنْبِيَاءُ أَكَلُوا  
 لَقُلْنَا مِنْهُ لَتَأْكُلُوا مِنْهُ لَمْ يَخْلُ مِنْهُ خَالِصِينَ ۝

ترجمہ: اگر یہ مہی بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا۔ تو ہم  
 اس کو دہانت داتہ سے بھر دیتے اور اس کی شاہد گاہ کاٹ دیتے۔ اور  
 پھر ہمیں سے کوئی اس کو بچا دیتا

اس آیت میں کفار و منکرین کے سامنے ایک نہایت زبردست اور حکمت مہیاں پیش  
 کیا گیا ہے۔ فرمایا اگر یہ مہی تیار نہ ہوتا بلکہ مسخری ہوتا جیسا کہ تیار دہانت ہے تو ہم کو  
 بکڑ لیتے اور قتل کر دیتے۔ لیکن آتنی جہالت نہ پا سکا۔ اس کا اتنی ہمت نہ تھی کہ  
 قتل سے بچ رہتا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ یہ جھوٹا نہیں۔

مفسرین کے دل خواہے | اس آیت کی تفسیر میں خود قرآن الہی راوی  
 دیکھتے ہیں :-

هَذَا ذِكْرٌ عَلَى سَبِيلِ التَّمْثِيلِ بَعْدَ فَضْلِهِ الْعَاطِلِ بِهِ

یہ اس میں دیکھو کہ عید ہر مہیہ کا ایک کہ جس کی صورت و نامہ صیغہ و تکرار کی تفسیر ہے  
 شکر ہے خدا ہے۔ اگر مسخری نہ تو اگر یہ قیاس نہ لے لے گا کہ جس کی یہ دہانت ہے۔

يُنْكَذِّبُ عَلَيْهِمْ نَائِمُهُمْ لَا يَسْمَعُونَ بَلْ يَصْرِفُونَ رَقَبَتَهُ

فی الحال . (تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۰۰)

ترجمہ: اسی آیت میں مغتری کی حالت تشبیہ بیان کی ہے کہ اس سے وہی سلوک ہوگا جو بادشاہ ایسے شخص سے کرتے ہیں جو ان پر جھوٹ بانہا ہے۔ وہ اس کو جہالت نہیں دیتے بلکہ فی الفور قتل کر دیتے ہیں۔ (یہ بھی حال مغتری علی اللہ کا ہوتا ہے)۔

پھر آپ اس عدم جہالت اور جہالت کے ہانپنے پر عقلی و فطری بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

هَذَا هُوَ الْوَاجِبُ فِي حِكْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى لِثَلَاثِ شَيْئَةٍ الْعِصَابَةِ

بِالْكَذَابِ (جلد ۱ ص ۱۰۰) کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت ایسا ہونا ضروری

اور دعا یہ ہے تاکہ ملاق و کاذب کے حالات مشہور ہو جائیں۔

گویا جس طرح آیت اسی سیار کی ترقیب ہے عقل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

نَأْتُمُّ اَبْرَجُفَرِطِي لَكْتِي هِي۔۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا هَقْدٌ بَعْضُ الْاَقَاوِيلِ الْبَاطِلَةِ وَتَكْذِبُ

عَلَيْنَا لِاِخْذِ نَامِنِهِ بِالْيَمِينِ يَقُولُ لِاِخْذِ نَامِنِهِ بِالْقُوَّةِ مَنَّا

وَالْقُدْرَةُ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ فِصَالًا الْغُلْبِ وَانْمَا يَصْنَعُ بِذَلِكَ فَه

كَانَ يَحَاجِلُهُ بِالْحَقْوَبَةِ وَلَا يُوْخِرُهُ بَهَا

(تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۰۰)

ترجمہ: اگلی شخصیت نے ہم پر افتراء بانہا ہوا تو ہم اس سے سخت گرت گرتے اور

پھر اس کی شدت کا شہ دیتے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جلد سزا دیتا اور آگنی

جہالت زد کرتا۔

علامہ زعفرانی فرماتے ہیں:-

وَالْمَعْنَى وَالْوَأْدُ عَلَى نَاشِئَةِ الْوَعْدَةِ لِقَطْعَانِهِ عَصْبًا كَمَا يَفْعَلُهُ

الْمَلُوكُ بَعْنِ يَنْكَذِّبُ عَلَيْهِمْ مَعَاجِلَةً بِالسَّخَطِ وَالْاِسْتِقَامِ ؟

(تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۰۰)

ترجمہ: اگر وہ کسی پر افتراء کرتا تو ہم اس سے جلد انتقام لیتے اور اس کو قتل

کہ دیتے جیسا کہ بادشاہ اس کے ساتھ کرتے ہیں جو اس پر جھوٹ بنو چکے ہیں؟  
 علامہ شیخ احمد مدنی لکھتے ہیں :-

والصحن لو كذب علينا لآ نشتأ ء فكلان كمن قطع وتينه . (خیر  
 عادی ہی ہو لیجئے جو یہ مشق اگر یہ ہم پر جھوٹ بنو چکا تو ہم اس کو فوراً  
 مروا دیتے۔)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے :-

قال شيثا من عنده فليسبنا اذ ليس كذلك لعا جيلنا هـ  
 بالعقوبة . کہ اگر یہ رسول اپنے پاس سے ایک بات بنا کر پارہ لڑ  
 محسوب کر دیتا تو ہم ان کو جلوس کرتے؟ (ابن کثیر رحمہ اللہ نے فتح البیان )  
 تفسیر روح البیان میں لکھا ہے :-

له الآية تنبيه على ان النبي عليه السلام لو قال من عند نفسي  
 شيئا او زادا او نقصا و قد احدثا عن ما اوحى اليه لعاقبه الله  
 وهو اكرم الناس عليه فمما ظننتك بغيره (بہرہ مسلمہ) کہ اس آیت  
 (لو تقول علينا) میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی بات  
 اپنے پاس سے کہہ دیتے یا وحی میں کہی دیتے تو اللہ تعالیٰ اگر سخت  
 مزا دیتا . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ اللہ کے ہاں سب سے اکر مہر ہیں  
 آپ کا یہ حال ہے تو وہ دوسرا مٹھری کی طرح پکا سکتا ہے ؟

علامہ سیوطی رقمطراز ہیں :-

ثم قطعنا منه الوتين نياط القلب وهو عرق متصل به اذا  
 انقطع مات صاحبه (جو کہیں صلیح مبتلائی مشق) قطع الوتين سے مراد موت  
 ہے کیونکہ الوتين دل کی رگ کا نام ہے جب وہ کٹ جاتی ہے تو انسان  
 مر جاتا ہے ؟

فتح البیان میں لکھا ہے :-

والصحن لقتلناه صبرا كما يفعل الملوك بمن يتكذب عليهم  
 معاجلة بالسخط والاستقام (جلد ۱ صفحہ ۱۷) اس آیت کے معنی یہ ہیں

کہ انفراد کا صورت ہی ہم اس کو جبر پاک کر دیتے۔ جیسا کہ بادشاہ اُن لوگوں کے متعلق کہتے ہیں جو اُن پر انفراد بانٹتے ہیں :-  
**شہاب لکھتے ہیں :-**

هو تصور لا خلا کہ با قطع ما يفعله الملوک بمن يعطون عليه وهو ان يأخذ القتال بيمينه ويكفحه بالسيف و يضرب به جوده (شہاب الہی ہندو ملوک) آتی اقرین و فریض ہرکت مغزی کا وہ جیسا کہ تری نقشہ کیسا گیا ہے جو شاہان وقت انکے اختیار کرتے ہیں۔ یہ وہ ناراخی ہوتے ہیں اور وہ یوں کہ جلاور ہی شخص یا مغزی کا وہ ایسا ہوتا ہے پھر لکھا اور تلوار اس شخص سے چھو کر گرنے لگا دیا گیا :-  
**علامہ الخلیف الشریعی فرماتے ہیں :-**

قال الحادی وحقاقل رضى الله عنهما انما منعنا منه بالحق واليمين على هذا بمعنى الحق (السراج المنیر جلد ۲ ص ۱۱۱) امام شریعی اور حق اکی کا قول ہے کہ اخذ نامنہ بالیمن سے کہی ہے مراد ہے کہ ہم مغزی سے یقیناً اتمام لیتے ہیں۔ تھلک عشق کا مملہ۔

تھا میرے کہی خواہات سے ہی ہر ہے کہ مغزی کے نزدیک اس آیت میں مغزی کی مراد کا ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کو اس قدر عرصہ کی بہت نہیں دی جاسکتی۔ جتنا عرصہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ کا اعلان فرماتے رہے۔ یعنی ۲۳ برس۔ بلکہ وہ جلد تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے اور اس کا سلسلہ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ مغزی اس دنیا میں حقن اللہ اس میں۔ اگر کچھ طوالت کا خوف نہ ہوتا تو حرم تھا میرے کہ خواہات نقل کر دیتا۔ بہر حال مغزی کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں مغزی کی جلد پاکت و بربادی کا معیار مذکور ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذب دعویٰ ابام کو تیس سال تک پہنچنے کا موقع نہیں دیتا۔

**در آیت قرآنیہ اور مغزی کی پاکت** | تا طری کام اکت دولت نقل  
 اکت کے مہم کی تا پیدا اور  
 عکوب فیالموی کے بیان قرآنی شریعت میں کہیں ذکر نہیں کہ مغزی جلد پاک کر دیا جاتا

ہے کہ مزید تروید کے لئے ہم ذیل ہی قرآن مجید کی دہلی آیات سورج کو سنتے ہیں۔

(۱) تَبَارَكَ الَّذِي مَتَوَسَّاتِ الْوُجُوْهَ لَا تَقْضُوْا عَلٰی اَنفُسِكُمْ تَقْدٰرَ  
وَقَدْ خَابَ مَنۢ اِنْفَرٰی (عروج) حضرت موسیٰ نے ان (جباروں) سے کہا تم  
خدا تعالیٰ پر انفرادی طور پر نہ دعوہ تم کو خدا آپ کا حکم کر لیجئے اور مغزی قیناء کا کام نہ لیں۔  
(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یَقْتُرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُعْلَمُوْنَ (انحل) جو لوگ اللہ تعالیٰ  
پر انفرادی کرتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

(سوا قبل ان انفریتمہ فصلیٰ اجراء فی وانا ہرقتی متا جہرمون (ہمدی)  
لے رسول کہتے کہ اگر تم نے انفرادی کیا ہے تو میں کا وبال بھر پڑ گیا ہوں یہی تہجد  
جہرمون سے بڑا ہوں۔ (والا سنی ان انفریتمہ فصلیٰ عقوبۃ انفرا۔  
بدیع السانہ ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی پچھلے کہ اگر تم نے انفرادی کیا ہے تو مجھے میرے  
انفرادی سزا ملے گی۔

(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ اَنذَرْنَا الْعَجَلَ سَبَّحْنَا لَهُمْ فَخُصِبَ مِنْ دَرْتِهِمْ وَتَدْنٰی  
الْحَبْرَۃُ اِلَیْہِمْ وَکَذٰلَکَ نَجْزِی السَّاطِرِیْنَ (احسن) ان لوگوں نے کھڑے  
کو سمجھو دنیا ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو گا اور ذات پر سے گی اسی زندگی میں ہم  
مغزوں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔

(۵) اَوَلَمْ یَذٰکَ لَا ذٰیٰ فَعَلِیْہِ کَذِبٌ (الاس) اگر یہ تری جھوٹا ہو گا تو میں کے  
جھوٹ کا وبال میں پر پڑے گا۔

(۶) قُلْ اِنَّ مِیْجِیْرٰی مِّنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَلٰنۢ اَحَدٌ مِّنۡ دُونِہٖ عَلٰی عِلْمِ (الاس)  
کہہ دے کہ (اگر تم نے انفرادی کیا ہے تو) بلکہ اللہ کے مقابلہ پر کوئی بناء  
نہیں دے سکتا اور مغزی ان کے سوا کوئی شکا نہیں۔

(۷) اِنَّہٗ یَقُوْلُوْنَ شَاعَرٌ فَرَقَ بَیْنَ رِیْبٍ وَالْمَنُونِ (مخدوم) کیا وہ دیکھتے ہیں  
کہ شاعر ہے ہم اس کی جاکت کے خطر میں نہ گویا کافر جو رسول پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم کو مغزی فرادہ دیتے تھے وہ بھی جانتے تھے کہ مغزی ہونے کا درجہ ہے  
ہم چاہے ہو گا۔ افسوس کہ آج مسلمان کہہ کر یہ لوگ مغزی کی جلد چاکت سے ملکر  
جلد رہتے ہیں۔



(۸) لَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أُولَٰئِكَ يَمُوتُ كَافِرًا  
 فَيَسْجَنُ لَهُمْ قَوْمٌ أَنْكِشَابٍ - (۱۰ عزراۃ) کون زیادہ ظالم ہے مغفرت سے  
 یا کتب آیات اللہ سے۔ ایسے لوگوں کو ان کا مقررہ عذاب و سزا کا انور  
 ملے گا۔ مگر مغفرت الی اللہ کے لئے میں سزا مقرر ہے جیسا کہ دوسری آیات واضح ہے۔  
 (۹) قُلْ إِنَّ أَقْرَبَ لِلَّهِ قَلِيلًا تَعْلَمُونَ لَوْ أَنَّ قُلُوبًا شَيْعًا - (۱۰ عزراۃ) اے  
 رسول کہ جسے کہ اگر میں نے یہ استہزاء کیا ہے تو تم اللہ کی سزا سے بھروسے  
 لئے کبھی چیز کے مالک نہیں ہو سکتے۔

(۱۰) قُلْ يَقَوْمِ اعْبُدُوا عَنَّا مَلَكًا تَعْلَمُونَ عَالِمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخَيِّرُ بَيْنَهُ وَيَهْدِي عَلَىٰ عَذَابٍ يَلْقَىٰ - (۱۱ عزراۃ) اے  
 نبی ان سے کہہ دے کہ میری قوم! تم اپنی بگڑ چل کر دینی اپنی بگڑ چل کر جاؤ۔  
 مغفرت تم جان لو گے کہ کس پر ذیسن کی عذاب (دنیا میں) آتا ہے اور عذاب  
 مقیم (آخرت میں) آتا ہے۔ کتاب علق کلامہ۔

یہ دس آیات اس باب میں تطہیر عروت ہیں کہ مغفرت یا کس کیا جاتا ہے اپنے  
 مقصد میں ناکام رہتا ہے، جلد تہاء کیا جاتا ہے اور مورد عذاب بنتے ہے۔ پس  
 آیت دلو تفتول علیہا کا مفہوم تھا سیر و درویش آیات کی روشنی میں وہی ہے جو  
 اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

تورات و انجیل کے دس جگہ  
 اور  
 مغفرت کی ہلاکت

(۱) خداوندوں کہتا ہے ان میںوں کی  
 بابت جو میرا نام لگے نبوت کرتے  
 ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا اور جو کہتے

ہیں کہ تم اور اور کمال اس سوز میں پڑ جاؤ گے۔ (یرمیاہ ۲۳)  
 (۲) ”وہ جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی استیرے نام سے کہے کہی کہنے  
 کا میں نے اسے محکم نہیں دیا۔ یا اعداء مجاہدوں کے نام سے کہے تو وہ بھی قتل  
 کیا جائے۔“ (استغلا و جلی)

(۳) "خداوند مبرور! کہتا ہے کہ میں تمہارا خاص نصیب ہوں اور میرا تقدیر ان چیزوں پر ہے جو وہ لکھ دیتے ہیں اور جو ان کی غیب دہانی کرتے ہیں پہلے لکھا۔ وہ میرے لوگوں کے مجمع میں متاعِ ندامتوں کے" (سفر تیسری ۱۳)۔

(۴) جو اپنے غیروں اور ان کے انجام کے متعلق فرمایا :-

"میں اپنے غضب کے طوفان سے اُسے توڑ دوں گا اور میرے قہر سے بھی جھگڑے گا اور میرے غم کے بحرِ بے پناہ میں گھرے گا۔ تاکہ اُسے تباہ کر دوں اور اُس دیوار کو جس پر تو نے اپنی کھلی کی ہے توڑ ڈالوں گا اور زمین پر لگے گا یہاں تک کہ اس کی نیوٹا ہر جگہ سے اُڑ جائے گی۔ اُن دنوں وہ گرسے گی اور تم اس کے پیچ میں ہلکے ہو گے اور جاؤ گے کہ میں خداوند ہوں" (سفر تیسری ۱۷)۔

(۵) "خداوند اسرائیل کے سر اور دُوم حدِ شام اُسے کو ایک ہی دن میں لٹا ڈالے گا اور ہر شے اور عورت و مرد کی سر ہے۔ اور ہر ایک جھوٹی باتیں لکھا تا ہے وہی دُوم ہے" (ایسیاہ ۱۷)۔

(۶) "اور ایسا ہر لاکھ کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ ہیں سے وہ پیدا ہوا اُسے کہیں گے کہ تو نہ بیچے گا۔ کیونکہ تو خداوند کا نام پہلے جھوٹ پر لاتا ہے" (زکریا ۱۰)۔

(۷) "اور میں ہی یاروہ خطاب دیکھنے والا (جسٹ) قتل کیا جائے گا" (استلیر ۱۰)۔

(۸) "میں اور کاہن و دونوں ناپاک ہیں۔ اُن میں نے اپنے گھر کے بیچ ان کی بُرائی پائی۔ خداوند کہتا ہے اسلئے ان کو رہا ان کے حق میں دیکھا ہو کہ مجھے پسند نہیں آتا۔ ان کے وقت میں وہ ان میں کھڑے جا کے وہاں گریں گے کہ میں ان پر بھروسہ نہ کر سکتا تھا۔ اُن سے انتقام لینے کا میری ہے تو یہیام ۳۷)۔

(۹) "دستِ اعلیٰ نبیوں کی دہشت کوں کہتا ہے کہ بچے نہیں بچیں ناگہر ناگہر دُعا دُعا اور چاہی کہانی چلاؤں گا۔ کیونکہ یہ اُٹھیں گے نبیوں کے سبب سے مدد کی سوزی میں سے دینا پسند ہے" (ایسیاہ ۴۰)۔

(۱۰) "یہ تو میری کام اگر تباہیوں کی طرف سے ہوا تو آپ برباد ہو جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مستحب نہ کر سکو گے" (اعمال ۱۷)۔

تلاک عشرۃ کاسلۃ۔

ان تمام بیانات سے جہاں ہے کہ اس طرح نصوحی قرآن مجزی کی ہر جگہ کت پر  
شاہد ناظر ہیں اس طرح بائبل کی شہادت میں اس باب میں بھی ہے۔ پس ۵

نعت ہے مغزی پر خدا کا کتاب میں عزت نہیں ہے وہ بھی اکی صاحبی  
تو دیت میں بھی یز کا ہم جیسے ہیں بھلا گیا ہے رنگ و عیر شعیب میں  
کوئی اگر خدا پر کہے کہ میں افراء ہر گاہ کہتی ہے یہاں اس نجوم کی سزا ہے

۲۳ سالہ معیار اور علمائے ملت الیخت | قرآن مجید کی تحریکات  
کے پیش نظر اس عنوان کی

ضرورت نہیں تھی لیکن تمام جہت کی خاطر اس ضمن میں بھی چند کتابیں لکھ دیں۔  
(۱) احادیث کی مشہور کتاب شرح احادیث نسبی میں لکھا ہے۔۔

”لما انزل العقل یبذر باقتناع اجتماع هذه الامور فی  
الانبياء وان یجمع الله تعالى هذه الکلمات فی حق من  
یسلم اذ یفتی علیه التریب لہ ثلاثاً وعشرین  
صفحة“ (میں بہت ہی حد)

کہ عقل اس بات پر کامل نہیں رکھتی ہے کہ امور و معجزات اور منجوق  
عالیہ وغیرہ وغیرہ کی تائید میں پاسے ہاتھ نہ لگائے بلکہ ان کے شرعیاتی و تاریخی  
مغزی میں بھی نہیں کہ یہ امور یہ بھی کہ پھر میں کو تائید میں نہیں دیتا۔

(۲) حضرت امام ابن تیمیہ کی حیاتی مناظر کے ساتھ بطور اولیٰ صداقت فرماتے ہیں۔  
وہو مستشرق الا فتراو علیہ ثلاثاً وعشرین صفحة  
وہو مع ذلک یؤیدہ۔ (آراء علماء ہندوستان)

کہ یہ کسی طرح ممکن ہے کہ جسے تم مغزی توہید ہے جو وہ عقلی نہیں رہی بلکہ  
شرعیاتی و تاریخی ہے اور شرعیاتی باقی ہیں اس کو ہدایہ کہہ سکتے ہیں۔  
بہائے اس کی تائید کہ ہے۔

مگر حضرت امام ابن تیمیہ کے نزدیک کسی دین تک بہت ہی اہمیت ہے۔  
(۳) شرح احادیث کی شرح مغزی میں ۲۳ سالہ معیار کی دہر بائی الفاظ دیتے ہیں۔

”فَاتَّخَذَ الْاَنْبِيَاءُ حُلِيِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَمُ بَحْثُ وَعَمْرُوۃ (۱۵۵۰)

سُنَّةٌ وَتَوَفَّى وَعَمْرُوۃ ثَلَاثًا وَتَقُوۡنُ سُنَّةٌ عَلٰی الصَّحِيْحِ (۱۵۵۱)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں بیعت ہوئے خود تریسٹ سال کی عمر میں حضور کا وصال ہو گیا۔ گویا حضورؐ بعد دعویٰ تیس برس تک زندہ رہے۔ اور یہ صداقت کا کامل معیار ہے۔ لیکن جو دعویٰ دئیواہام اتنا عرصہ بہت پاسے ودریقاً تھا ہے۔

(۳) مولوی شاد اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں :-

واللہ! ”نظام عالم میں جہاں اور قرآن میں خداوندی میں یہ بھی ہے کہ

کاذب دعویٰ نبوت کی ترقی نہیں ہڑا کرتی بلکہ وہ جہاں

بھارا جاتا ہے۔“ (مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱)

(ب) ”دعویٰ نبوت کا ذریعہ مثل نہ ہو سکتا ہے۔ جو کوئی نہ ہو کھانگا

ہلاک ہو گا۔“ (مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱)

ہن انتہا سات سے ظاہر ہے کہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک بلا عقائد

مستند علم ہے کہ سفر کا بدلہ ہوا ہے اور ان کو تیس برس کی بہت نہیں مل سکتی۔

یاد رکھئے :-

الترک کی ایسی دوسری نہیں جوت کبھی جو ہوش و حواس قرار سل قرار اختیار

نہیں کر سکتی اور اس مقام پر عاجز اگر یہ کہہ دیا کرتے ہیں

ایک شہید کا ازالہ کرے آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عام ہے اور ان

دلیل کا اثر صرف حضورؐ کی صداقت پر پڑتا ہے وہی۔ (کرنگ آسمانی صفحہ ۱)

یہ دعویٰ محض ”ذہبیہ کوٹھکے کا سہارا“ والی بات ہے۔ ورنہ کون اہل علم اس

سے ناواقف ہے کہ دلیل اور مدلول میں لازم ہے اور تعلقات المدلول میں مدلول

مرا مرقط ہے (درستیدر بحث انقضائے)۔ جہاں اگر یہ لایجاہان ناطق ہوتا کسی کی

انسانیت کی دلیل ہے تو جہاں حیوان ناطق ہوتا اس کو انسان کیوں ثابت نہیں کرتا؟

۱۴ سال تک بعد دعویٰ دئیواہام کی بہت چٹا آگ دلی صداقت ہے اور ہم کمال چٹک

صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کی کے واسطے یہ دلیل پیش کر کے آپ کی صداقت منوا سکتے

ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ کوئی دوسرا آدمی وہی چھوڑ دے ۲۲ سال پہلے پاسنے پر صادق قرار نہ پاسنے ؟

پھر میں کہتا ہوں کہ میرا ہے مخالف شخص ہماری عداوت سے قرآن مجید کی ایک زبردست دلیل کو انھیں قرار دے مجھے ہے۔ اگر وہ خدا ہی خدا کی تو انھیں معلوم ہو جائے کہ اگر کس کا ذہن ہے کہ ۲۲ برس تک پہلے ہی ممکن ہے۔ اور وحیات کی توجہ سے ایسا ہوتا ہے تو ممکن ہے اسلام کے سامنے دلوں تقویٰ دینا کی دلیل پر گزشتہ نہیں ہو سکتی۔ وہ خدا کہہ سکتے ہیں کہ اگر رسول کو ایمان حاصل ہو گیا تو کوس ۲۲ برس پہلے ہی گئی تو فلاں کا ذہن آدمی کو بھی مل گئی ہے۔ خدا جو اب کہہ نعوذوا بہنا۔

بھائیو! یقین قرآن کی کو باطل ذکر و اور حضرت احمد کی دشمنی میں قرآن مجید کو مست چھوڑ دے۔ یاد رکھو کہ دلیل جہاں پائی جائے گی اس کا نتیجہ بھی لازمی طور پر پایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ تک تمام علماء و متکلمین اس کو کوئی رنگ نہیں دیتے کرتے رہے ہیں۔ صاحب تفسیر روح البیان نے تو صاف لکھا ہے :-

”لما تبارک الخ وھو اکرم الناس علیہ لما خلقک بغیرہ“

کہ جب خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں یہ سزا بتائی ہے مالاخر حضورؐ بارگاہِ انوار کی اس سب سے زیادہ محبوب میں تو پھر دوسرا کوئی مغربی کیونکر سزا سے بچ سکتا ہے۔ (جلد دوم صفحہ ۱۸۸) خدا تبارک

قاریں کرام! آپ صاف فرمائیے کہ اسی استدلال پر حیرت نہ ہوں۔ باطل پرستی انسان کو صداقت سے پرست دوسرے مانتا ہے۔ دیکھئے لکھا ہے :-

”اگر فرض بالاحمال ہی بالعموم مراد لیا بھی جائے تو پھر خودی و لاوی

ہے کہ چلے سچا نہیں ہو تو پھر بھوٹ بوسے تو پھر خداوند تعالیٰ

اس کو ہلاک کر دیتا ہے“ (ذکرک مشرق)

معرض نے اس اعتراض میں مغربی کی جملہ ہلاکت کا استدلال قبول و تقویٰ علیہنا سے تسلیم کر لیا ہے۔ اب صرف اس آئین میں ہے کہ سچا نہیں ہو اور پھر بھوٹ بوسے؟ بخدا خدا اگر وہ سچا نہیں ہے تو بھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور

اگر جھوٹ ہوتا ہے تو چٹائی نہیں ہو سکتا۔ یہ اجتماع ناممکن ہے۔ مگر انہوں نے کون  
کی مخالفت میں بار بار کہا جاتا ہے "چٹائی ہو اور پھر جھوٹ ہوئے۔" وہ  
بے خوف عقل و حیرت کو ایسے چہرے پر ابھارت

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعامی حلیہ** آیات قرآنی، انجیل کے  
توہید و صداقت اور ہر زمانہ میں مضبوط چٹائی ثابت ہوئے اس کے لئے سب سے  
پہلے ہم مسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ عجیب و غریب حلیہ کہتے ہیں جو حضورؑ نے  
اپنے مخالفین کے سامنے پائنتہ دوپٹے کی انعامی رقم کے ساتھ پیش فرمایا۔ حضورؑ  
فرماتے ہیں:-

"اگر وہ بات مسیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مہدیؑ کے  
کار کوئی کر کے ہو گئے، گئے، طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنائے  
پھر باوجود مغز کی چھنے کے نہیں بریں ملک جو زمانہ کی آنحضرتؐ کا اثر  
علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں اسے نظیر پیش کرنے والے کو ہوا کے  
جولے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت  
دے گا یا خود قرآن پر نقد دے دوں گا۔" (ارتعین نمبر ۲ صفحہ ۱۰)

کیا کوئی شخص نے اس نظیر پیش کی جو اب کو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں تمام نظیر  
کا ایسا نظیر پیش کرنے سے قاصر رہا اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے کہ ایسا نظیر  
کی تلاش سنہٴ حاصل ہے۔

**واقعات گزشتہ اور ۲۲ سالہ معیار** | حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا  
جو اب پہلے بھائے خود ہی بات  
کی بحث دلیل ہے کہ کبھی بھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کسی مغز کی سنہٴ قرآن پر واداری  
کے بعد ۲۲ سال پہلے پائی ہو لیکن بحیثیت کی غلط فہمی میں چند شہادتیں ایسی  
کو کبھی کسی کا ذہن ابھام نہ آئے اس طرح پہلے نہیں پائی۔ کیونکہ اتنی پہلے پاتا  
دلیل صداقت قرآن پر چکا ہے اور وہ شہادتیں ہیں:-

اگر۔ علامہ محمد امجد علی نے لکھے ہیں۔

”وقد اذنی بعض الکذابين النبوة كسبيلة طيما في الاسود  
المنس وسجاج الكاهنة لقتل بعضهم وقاب بعضهم  
بالجملة ليعين تخلف امرا الكاذب في النبوة الا  
اياها معدودة“ (نور مجید بریلو مسکک)

ترجمہ۔ یہ شک بعض لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دیکھنے کے  
جیسے کہ سید، اسوہ غرض اور تہاج ہیں۔ لیکن پھر جن ان میں سے قتل  
کئے گئے اور بعض نے قریہ کر لی۔ بہر حال کسی جھوٹے مدعی کی بات  
چند دن سے زیادہ نہیں رہی؟

دوسرے بھوت امام ابن العجمی تحریر فرماتے ہیں:-

”لكن لا تسكرت كثيرا من الكذابين قائلين الوجوه و  
ظهورت له شوكة ولكن لم يتم له امره ولم تطل مدته بل  
سلط عليه دسله و اتيهم فمحقوا اثره و تطعروا ببرأ و  
استأسلوا حاشا فته خذم سفينة في عبادة من قامت اليه نيا  
والتي ان يورث الارض ومن عليها“

ترجمہ۔ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ بہت سے کذاب اور  
جھوٹے مدعی پیدا ہوئے اور ان کی ابتدا و شوکت میں کامیابی ہوئی لیکن  
وہ اپنے مقصد کو پا نہ سکے اور نہ ہی ان کی قدرت ملی ہوئی۔ بلکہ  
اللہ تعالیٰ کے دوسروں اور ان کے اتباع نے بہت جلد ان کی بیخ کنی کر کے  
ان کو بدنام و نشان کردہ اور ان کی گردن توڑ دی۔ ابتدا و مدتیہ سے  
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں یہی قسمت تھی اور ان کی امت رہے گی؟  
(نور مجید بریلو مسکک)

”لیجو مدت“ کی تشریح اس جگہ ”ثلاثا و عشرین سنة“ (۳۳ سال) لکھا گیا

میں موجود ہے۔

سورہ مائدہ اللہ صاحب امر ہی نے لکھا ہے۔





صدافسوس۔ مذاہب حیرت ہے کہ وہ حقیقت نگاہ میں سے غفلت امام ابن الغنیم مہمانی  
متاخر کو بیہوش کر دیا اور وہ کوئی نظیر اتنے جہلت پائے دوائے کی پیشی ذکر کرنا۔ منشی  
نور مقرب صاحب کی ایک برکت قلم سے باطل ہو گئی۔ العجب شذ العجب۔

ضمیر کی آواز | ناظرین کرام! آپ نے علامہ غلامرضا بیگ شیاہوی نے  
اپنی شذوذ و عداوت کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جھوٹے  
ای مرتب ہوئے۔ یہ آدھیں سال جہلت پائے تھے ہیں۔ ہم وائل سے اصولی طور  
پر اس کے دعویٰ کی تفسیر کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ حقیقت مکتوب  
کی غلط اور ضمیر میں اس کے غلط ہے۔ اس نے ضمیر کی کٹھن حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام پر اعتراض کرنے کی خاطر یہ سب باتیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ اس کے اپنے  
دعویٰ کے صحیح ذیل میں لکھا ہے۔

(۱) "اشکرکم بھی مغربیوں کے ہاتھ میں کوئی روشنی نہیں دیا کرتا ہے ایسے  
لوگ تو دماغ پرچ۔ ہوسٹس داری وچاواکی۔ تلوکات۔ ریکورڈ اور یہاں  
اطلاق۔ دھوکے اور دھوکہ سازی۔ تصنیف اور نئی سازی سب ہی کچھ قائم۔  
آٹھیا کرتے ہیں عداوت میں توڑے۔ ان۔ باآخر حق پر کد ہوتا ہے اور  
باطل باطل۔ اتے باطل کان زھوٹا؟ (ضمیمہ فانی مسند)

(۲) "اس تیرا نظریہ اس کے دھوکے میں ایسے بہت لوگ گمراہ ہیں جنہوں نے جھوٹے  
دعویٰ کے اور جھوٹے اہمیت کے لیکن سنت الہی کے مطابق  
بعض جملہ اور بعض کچھ عارضی فروغ کے بعد انجام کا غائب غائر  
اس جہان سے رخصت ہوئے۔" (عشر و کلام)

مستور قارئین! ہر دو اقتباس آپ کے سامنے ہیں۔ تشریح کی ضرورت نہیں۔ سادہ  
طرح پر یہ کد ہے کہ۔ مغربیوں کا توڑ ہے کہ "یہ جہلت حق ہے اور وہ جس سوال  
"غائب و غائر" اس جہان سے جلتے ہیں۔ خواہ "جملہ" یا زیادہ سے زیادہ کچھ عارضی  
فروغ "کے بعد۔

ناظرین مسرین شیاہوی کی ضمیر میں یہ کتنی ہے کہ مغربی کا سیلاب نہیں ہو سکتا۔ وہ  
جملہ تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس کو کچھ وقتی فروغ حاصل بھی ہو تو وہ جلد برباد

کی طرح جلاوطن ہانا ہے اور ہر طرح سے غائب و غاسر رہنا ہے۔ مکتوب نے اس طریقے کو سنت اچھی سے بھی تعبیر کیا ہے۔ ”وہ اصل یہ اس کی ضمیر کی آواز ہے۔“ چاہے۔  
 ﴿لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مِثْرَ آبٍ﴾

آیت ولو تقول علینا میں مندرجہ شرائط | جسے لوگ نادانانہ طور پر کہہ دیتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں سے کیت ولو تقول علینا کے استدلال کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ سزا میں پٹیا لکھی ہے بھی کیا ہے۔ نہیں چاہتا ہوں کہ اس مکتوب و حوالہ کی کیت دکھانے کے پیشتر آیت ولو تقول علینا کے شرائط میں ذکر کر دوں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایسے لوگوں کا ذکر اس مرتبہ نہایت ہی بے جواز ہے۔

اس آیت قرآنی کے الفاظ یہ ہیں۔ وَتَوَقَّقُوا عَنَّا بَشْرًا قَلِيلًا لَّا يَأْتِيَنَّكُمْ أَلَّا يَجْعَلَ اللَّهُ لِلنَّاسِ عَلَى النَّاسِ مِلًّا فَيُضِلُّوهم أَوْ يَتَّخِذَ اللَّهُ لِلنَّاسِ عَلَيْهِمْ مِثْرًا فَذَرُواهم بَعْدَ مَا نَصَبَ لَهم مِثْرًا إِنَّا نَحْنُ الْمُغْنِيونَ عَنْهم وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ

آول۔ وہ دعویٰ الہام اپنے دعویٰ میں تکلف اور تمسک سے کام لے۔ یعنی وہ یہ جانتے ہوئے کہ انہی پر خدا فرما کر رہا ہوں میں باتوں کو الہام قرار دے۔ انہوں نے خود دلوانہ مسطور ہے کیونکہ اس کا قول و فعل تمسک بنیاد پر نہیں جو یہ شریعت اسلامی اور عقل کے رُوسے ہیں وہ قابلِ نظر اندازی ہے۔ پھر لفظ تقول کا معنی بھی باب تفضل سے ہے جو تکلف پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ انہی نے اس آیت کی زد میں نہیں آئے گا۔ اور اس کا بہت پانا اس آیت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تفسیر میں بھی التَّقَوُّلُ لَا لِقَالٍ مِنَ التَّكَلُّفِ اور یہ ہے کہ جو وہ دعویٰ مستحقِ باری تعالیٰ کا قائل ہو اور اس کے معبود و ربود کا اقرار دیتا ہو اور اپنے باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہو۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہی قائل نہیں یا محض اپنے باتوں کو الہام سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ اس آیت کی زد سے باہر ہیں گے جیسا کہ آیت کا لفظ ”علینا“ صاف بتا رہا ہے۔

سورہ صافات میں لفظ الہام کا قائل ہو اور اپنے باتوں کو خدا کی باتیں قرار دیتا ہو۔ جو لوگ محض خیالات کو الہام کا شریعت سمجھتے ہیں اور دل میں آنسو والی بہت



تیسرے درجے تک ہر ایک کو پہلے ہی لوگوں کی خاص تقریر سے انکار دینی  
 نبوت میں چاہیے اور وہ پیامِ مبینیٰ کو چاہیے جو پیامِ انہوں نے خدا کے  
 نام پر لوگوں کو سنایا۔ یعنی یہ کیا کہ ان عقول کے ساتھ میرے پروردگار  
 ہوئی کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل عقلاہن کہہ دی کے لائق نبوت کے ساتھ  
 پیش کر کے چاہیے۔ کیونکہ ہماری تمام بحث و عقلی نبوت میں پہلی نسبت  
 یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات میں کو کے یہ کہا جاتے کہ خدا کا نام ہے جو  
 ہم نے پروردگار کہا ہے۔ (مکرر کیجیے مثلاً)

ابہم معنی چہاوی کے پیش کر دینا ہوں کے متعلق تفسیر بحث کرتے ہیں۔  
 معنی چہاوی نے اپنے جہانِ باگ و معنی کی تائید میں سب سے پہلے  
 ان کے معنی کے فرق و تصور بیان کیا ہے اور چنانچہ السنۃ کے جو حصے لکھا  
 ہے کہ اس نے جنت و دوزخ کا انکار کر دیا تھا اور صوم و صیتر و طہر کا بھی منکر تھا۔  
 پھر لکھا ہے :-

”کیونکہ عقل فرقہ اُس نے بنیاد رکھی تھی کہ سنائیے میں اسے نبوت کا دعویٰ  
 اور عظمت کے لئے شہرہ جہاوی اور کہا : (عشرہ مثلاً)

یہ درست ہے کہ ان خصوصیات کو دے گا وہ دوزخ و جہنم سے نجات کیا تھا اور لوگوں کے  
 حکومت کے خلاف بھی برا بیخبر کو تاراج تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب  
 منہاج السنۃ میں اس کا ذکر شیخ فرقہ کے ذریعے کیا ہے اور اس کی اباہمیل کو  
 قصیدہ بتایا ہے لیکن کسی ایک جگہ بھی اس کے دعویٰ نبوت کا اور ۲ برس  
 تک ہمت پانے کا ذکر نہیں ہے۔

کوئی دیکھائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

مکتوب نے اسی ملک کا ذکر نہائی السنۃ کے مولد سے ہی کیا ہے۔ پس اس کا فرض  
 ہے کہ وہ اس کے دعویٰ نبوت کا ثبوت دے لیکن وہ دیا ہرگز نہیں کر سکتا۔

منہاج السنۃ اور دیگر کتب کا درجہ سے صرف اسی قدر ثابت ہے کہ وہ ایک محد  
 انہی تھا اور انہی خیالات کی ترویج کا چاہتا تھا۔ پھر کہ جسے ابراہیم کا دعویٰ نبوت کیا تھا۔  
 چنانچہ اس کے لئے ان کے معنی اور جہاوی (ابن شہرہ) کا کتاب ”الفرقۃ فی التفریق“ میں

ابن خضروا الجہلی مذہبی مذکور کے متعلق لکھتے ہیں :-

” رَأَى فِي هَذَا الْجَهْلِيِّ أَنَّهُ خَلِيفَةُ الْهَادِثِ ثَمَّ الْأَحْسَدُ فِي  
دَعْوَاهُ فَرَزَعَمَ أَنَّهُ هَارِجٌ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَرَأَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَسَبَ  
بِيَدِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ بَلِّغْ عَنِّي ثَعْلًا نَزَلَهُ إِلَى  
الْأَرْضِ وَرَزَعَمَ أَنَّهُ انْكَسَفَ السَّمَاءُ عَنْ السَّمَاءِ الْمَذْكُورِ فِي  
قَوْلِهِ (وَمَنْ يَرُوا كَسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَحْمُومٌ)  
وَكُفِرَتْ هَذِهِ الطَّائِفَةُ بِالْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَمَا وَدَّوْا  
الْجَنَّةَ عَلَى خَيْرِ الدُّنْيَا وَالنَّارَ عَلَى هَرَمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَاسْتَحْلَا  
مَعَ هَذِهِ الْفَضْلَانَةِ خَلْقَ هَذِهِ الطُّغْيَانِ وَاسْتَمَرَّتْ تَقَبُّلُهُمْ  
عَلَى عَادَتِهِمْ إِلَى أَنْ دَقَّتْ يَدُ سَعْتٍ مِنْ غَمْرِ الثَّقَلَيْنِ وَرَأَى الْعَرَفُ  
فِي دَعَائِهِمْ عَلَى مَوَارِدِ الْمَنصُورِيَّةِ فَأَخَذَ ابْنُ خَضْرُو الْجَهْلِيِّ  
وَصَلَبَهُ ” (مکتبہ)

ترجمہ :- ابن خضروا مذکور نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ امام ہاتھ کا خلیفہ ہے۔ جہاں میں اپنے  
دعویٰ میں الحاد سے کام لیا اور کہا کہ اس کو آسمانی پناہ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے  
اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ میرے بیٹے میری طرف سے تبلیغ کر۔  
پھر اس کو زمیں پر اتارا۔ اس کا خیال تھا کہ ایت دان پیدا ہو گا لیکن انکساف  
الساقط کا ذکر ہے۔ وہ نہیں ہوا۔ خصوصاً فرقہ نے قیامت بہشت  
اور دوزخ کا الحاد کر دیا ہے۔ اور بہشت سے مراد نار و آگ دنیا کی قسمیں اور  
دوزخ سے مراد دنیا کی مصیبتیں لی ہیں۔ اس قدر خلافت کے بارے میں لوگ  
اسے مخالفوں کو گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ ان کا فتنہ بدی و آدھیکریہ و ستہ  
و شقاقی کو آگاہی ہوئی اور اس نے اس کے صاحب کو بدبانت کیا اور ابن خضرو  
جہلی کو بچا کر صلیب پر لٹا دیا ؟

اس انتخاب سے بھی دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ خاص ضرور ہندولی گئی چاہتا ہوں :-  
اولی :- ابن خضروا دعویٰ برگزینت کا نہیں تھا۔ دیکھو امام کا نہیں تھا۔ اس کا کوئی امام  
چشم نہیں کھولا گیا۔ اس میں نے الحاد اور بدعتی اختیار کیا اور شیعوں کے ایک حق

کو نام باقر کی طوالت کے دعویٰ کے باعث بنوا گیا۔

قدور جنس دار کیا۔ سلیب دیا گیا اور وہ اپنے کبوتر گردن کی بیچ لیا۔ کیا اس کو حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے عقاب پر پیش کرنا کفایت ملے گا؟

دوسرے خبریں سحری پٹیلانی نے کہیں توہرت کا ذکر کیا ہے  
اور اس کے متعلق لکھا ہے۔

**توہرت**

”پانچویں صدی کے شروع میں توہرت میں سہلی سوس نے دعویٰ کیا  
کہ ان کی سلطنت چین پر اور ہندی موجود ہیں۔ اس کے عادات میں ذکر  
ہے کہ اس نے نام فراتی دروازہ اور اس سے تحصیل علوم کے بعد اعلیٰ و نجوم  
میں بھی ہدایت، ہم پہچانی اور دوسرے وقت میں کاہنہ شروع کیا۔ کائنات  
اور اس کے شاگرد و مرید یہ لکھا: (عشر مقلد)

توہرت کا نام اہم سحری کے ہی دعویٰ کو اگرچہ کہ وہ کماست میں ہی تھا تب بھی اس سے  
اہمیت و توقیر حاصل ہے۔ اس کے شاگرد و مرید یہ لکھا: کائنات میں چار کائناتیں ہیں۔ پٹیلانی  
کے نزدیک بھی یہ کہ دعویٰ و کلام الہیہ ثابت نہیں۔ جو دعویٰ وہ کہتا ہے وہ خود اپنے  
بحث سے کوئی حقیقت نہیں دیکھتا۔ پھر اس کو دینی و نجوم میں ماہرین کی قیادت اور بھی نمایاں  
ہوتی ہے۔ انھیں ایک بحث، بطور نجوم کہتا ہے اور انسانی کے نام پر اس کے اہل کائنات  
نہیں کہ اس کو تو تقویٰ کے بالمقابل پیش کرنا سراسر غلطی ہے۔

توہرت توہرت اور اس کے خلیفہ جو دوسرے لوگوں کا ذکر تاریخ کامل میں پڑھو۔ مقلد  
و طوطہ مذکور ہے۔ ان توہرت کو کھنڈہ میں شاہ مراکش کے حکم سے دہرا سلطنت سے  
نکال دیا گیا۔ اس پر وہ سہلی سوس میں جا کر رہا اور لوگوں کو توہرت میں کھلافت کے  
عادات بتا کر رہا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

فتاویٰ بہ اہل ثلاث النواہی فوفدوا علیہ وجلسوا علیہم  
بوقت یدیدہ وجلسوا علیہم وید کرہم یا یا مراۃ وید کرہم  
شوراء الا سلاطین ویا فقیر علیہا ویا حدث من العظم والعلم والقدرة

یہ تاریخ کا وہی ہی کے نام فراتی ہے۔ یہاں لکھا گیا ہے۔ جو مقلد۔ انوار

لا یجب طاعة دولة من هذه الدول لا تباعهم الباطل بلایجب  
قتالهم ومنعهم مستأجرهم فیه فانما مرسل وانی نحو مستحق و  
تابعه هرقة تبیلہ وحق اتباعه الموحدين واعلمهم حق  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشقربا العهدی یملأ الارض عدلاً  
وإن مکانه الذی یرج منه المغرب الا قتل نقام الیہ عسراً  
رجال احدہم عبد المؤمن فکانوا لا یوجد هذه الا نیک ذات  
المهدی فیایسود علی ثلاث : (کون بن الیہ جہاداً)

ترجمہ : اس خطہ کے لوگوں میں اس کا پرچا ہوا کہ الیہ تو مروت کے پاس کھڑا اور الیہ  
کے منتخب خاندان سے اس کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اس نے الیہ کو دعا کیا اور  
ایام اشراودہ گئے۔ اسلام کی شریعت اور اس میں لوگوں کے فتنے و تبدل کا  
ذکر کیا۔ ظلم و فساد پیدا شدہ کا حال بیان کیا اور کہا کہ موجودہ خلافت الیہ کے گھوک  
میں خلافت واجب نہیں کیونکہ باطل کی پیروی کر رہی ہیں۔ بلکہ الیہ سے  
جنگ کرنا واجب ہے اور ان کی خدا جیوں کو ڈانڈ کرنا فرض۔ دیکھیں صلی  
اس طرح دینی شیخ پیچھا مارا۔ الیہ کا تعزیر ہرگز اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس نے  
اپنے ۳۰ بیٹوں کو مروجی کے لقب کے لقب کیا اور پھر ان کو تہذیب کا تحفہ  
صلی مشرعیہ و علم نے بشارت دی ہے کہ ایک ہمدی پیدا ہو کر زمین کو عدلی  
سے بھر دے گا۔ اور اس کا جائزہ ظہور القرب ہے جس پر ان کے تئیں میں  
سے دشمن ہیں جس لوگوں میں تھا کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ راستہ تو  
صرف آپ میں ہی پائی جاتی ہے۔ پس آپ ہمدی ہوا۔ لہذا انہوں نے الیہ کی  
بیعت کر لی۔ اتھنا :

اسی تاریخی اقتباس سے مندرجہ ذیل اصول و ضابطہ ثابت ہیں۔ (۱) الیہ تو مروت  
حکومت سے ناراض تھا اور اس کا مقصد حکومت کے خلاف بغاوت کا نظم بلند کرنا تھا۔  
(۲) اس نے اپنے دشمن کے لوگوں کو حکومت کے خلاف بغاوت کا نظم بلند کرنا اس کے گرد جمع  
ہو گئے۔ جیسا کہ اوائل میں لکھی ہوئی آؤنریٹلر ہندوستانی لکھے ہو گئے۔ (۳) اس نے  
اس مذہبی لوگوں کو مذہبی طور پر باغیخت کیا اور عام لوگوں کے متاثر ہونے کی بڑی وجہ بنی۔





یخرج فی انحرار الزمان و انق عیشی یکرہ صاحبہ ویسئل خلفہ  
و یفتی انہ اس شخص دعویٰ شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہی خدمت کو  
دیکھ کر عدا کیا تھا اور پھر اس نے خیال کیا کہ میں جہدی بکروں جو آخری  
زمانہ میں ظہر ہونے والا تھا میں اس کے ساتھ ہو گا اور شکر بچے نماز پڑھے گا۔

ابن خلدون کے اس بیان پر کہ مدار نے دعویٰ جہت کیا دعویٰ خاص طور پر قتالی تو ہے  
ہی۔ آؤں پر بیان ان خلدون نے شخص ایک شخص کی روایت سے نقل کیا ہے اور  
دیا کا کوئی حقیقت دیکھ لیجئے ہم مدار کے لئے خبر واحد کو مستند نہیں مانی جکتا۔ بالخصوص  
جبکہ اس دعویٰ کا بیان بھی کسی سو سال کے بعد ضبط تحریر میں آیا گیا ہو۔ ان دعوں میں خلدون  
نے مدعی ذکر کے اہام یا اس کا دعویٰ اس کے خلاف طریق نقل نہیں کیا بلکہ شخص لوگوں کی  
روایت ایک شخص کے ذریعہ سے مدعی کے بعد اور خود بھی اس کی صحت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اگر ہم ابن خلدون کی روایت کو صحیح سمجھیں تو مدار کو مدعی جہت بھی ہے  
لیکن تب بھی اس سے ہم مدعی استدلال پر کوئی رکت نہیں آتا۔ کیونکہ مدار ذکر کرتے اپنے  
دعویٰ کو علی الاطلاق جہت نہیں کیا بلکہ اس کو شخص رکھتا رہا چنانچہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

”و راجعاً فی طریقہ البدینہ ان ایمنہ الیام و معہ  
الیہ یعد الایہ صاحب الاندلس من بغیہ مئۃ و بیا ظہار  
دینہ اذا قوی امرہ و قائم بامرہ بعدہ ایمنہ  
الیام و لد یزل مظہراً للاسلام مسروراً لکما اوصاہ بہ  
ابوہ من کلمۃ کفر ہم“ (ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)

صلح بن طریت نے اپنے دین کی اپنے بیٹے کو وصیت کی اور کہا  
کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھنا اور جب تمہاری حکومت مضبوط  
ہو جائے تو اس دین کو ظاہر کرنا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا  
ایام والی ہوا۔ اور وہ ہمیشہ اسلام کو ظاہر کر رہا اور اپنے  
باپ کے وصیت کردہ مذہب کو چھپا کر رہا۔

گویا مدار بن طریت نے اس دعویٰ کو حامی بنک میں بیان نہیں کیا بلکہ میرزا غلام  
محمد قاسم نے لکھا اور اسے اختلاف کی حالت میں لکھا اور پھر اس کے بیٹے نے بھی اس کا اعتراف

نہیں کیا بلکہ وہ منہ بزم کا ہی اظہار کرتے تھے اور ایسے مضمون کی عام حالت ہے  
جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے ۔

”وكان ذلك المنظر عظيم بين الحسن فان عدداً كثيراً من  
انفاس يدعي كل واحد منهم انه حميد بن الحسن منهم من يقول  
ذلك لطفاً لغيره من انفس ومنهم من يكثره لكثرة الاش ولا يقدرو  
الا للفرار بعد والاختيار“ (منہاج السنہ جلد ہفتم ص ۱۷۸)

کہ ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ ہمدانی ہونے کا خیال عوام میں پھیل چکا ہے لیکن  
بہت سے لوگ اس امر کے ملک ہو سکے ہیں جن میں سے بعض نے اس دوسرے کو  
ایک جماعت کے مانعہ میں کیا جو بعض نے اس دوسرے کو بالکل ٹھیک یا بالکل  
سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کیا ؟

پس صاحبِ بی حرمت کو بطور نظیر پیش کرنا قطعی ہے اور دشمنی صاحبِ بی حرمت کا کئی  
ذکر تادم سال ایک ذرا بے اشتغال اور کامیابی سے لینے ذریعہ کی شامت کر رہا ؟  
ایک مرتبہ غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے ۔ کیا وہ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں ؟  
ہرگز نہیں ! حقائق اور حقائق کو ان کے منہ سے خارج نہیں ۔

**عبد اللہ مہدی** | سب سے ذکور لکھا ہے ۔

”سب سے ذکور میں ہمدویت کا وہی ہوا۔ اگلے سال افریقہ میں جا کر وہاں کا  
فرزند اور گیارہ ہمدویت کا زور خود سے اعلان کیا۔ ۱۲ سال کی عمر میں وہ  
جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں جب تک کوئی دینی دیکھ دیا ہمارے زور و زلف  
علینا بعض الا قادیل کے تحت نہیں آسکتا۔ مرن ہمدویت یہ خلافت کے ذریعہ  
ہو رہا ہے جسے ہمیں کیا تعلق۔ اور اگر کوئی ایسا دیکھ ہے جس نے خواہے الہام پانے  
کی جگہ پر حکم لکھا دعویٰ کیا تو اجماع پر بات ہے۔ مگر ایسا ہونا محال ہے۔  
عبد اللہ مہدی کے متعلق لکھا ہے ۔

”والتما نعتی المہدی عبد اللہ استشاراً هذا عند من

يصحح نصه“ (روایات الامین جلد سوم ص ۱۷۸)

کہ ان لوگوں کے خیال میں جو اسی کتاب کو دست بردار تھے،  
نے دینا ہم جہدی ٹیپس کہہ رکھا تھا۔

پھر وہ ساری خلیفان اسی بزرگ ایک اور دعوت و کٹھن میں اسی مذکورہ جہدی ٹیپس  
جہدی کو دوسرے یا تیسرے سال میں پہلے اس کے حاکم اس نے قید خانہ میں لے کر لیا تھا  
پھر جھوٹ ٹوٹ ایک شیعوں نے دوسرے آدمی کو جہدی ٹیپس قرار دے دیا۔

اور پھر جہدی ٹیپس کے خلاف وجہ فارسی ٹیپس کی کتاب لکھی  
میں لکھا ہے کہ جہدی ٹیپس جہدی کے دوسرے جہدی ٹیپس کا تھا، پھر اس کے  
راہنوں کا یہ طریق تھا کہ۔

”یقولون فیہن جو الہدی بن الرسول وجہ اللہ ویقولون  
للاخرین عواطفہ الخالق الرزاق“ (الدعوات صفحہ ۹)

بعض لوگوں کو جانتے کہ وہ جہدی ٹیپس اور جہدی ٹیپس کے دوسروں سے  
کہتے کہ وہ تو اشد حق و حقیقت ہے۔

ان حالات میں معلوم جہدی ٹیپس کے ذکر کے منشی صاحب کا کیا فرض ہے، کیا انہوں  
فرمان کو (نمودہ اشرا) غلط قرار دینے کے لئے اس کے نزدیک اسی کو روک دینے کی جوت  
اور مشہور روایات میں اس قدر ملتی ہے، فاعاد الحق الحق الخلیفہ

**منیر بن سعید علی** | اس قدر کے منشی صاحب نے لکھا ہے۔

”اس کو ہم اعظم جانتے کہ اس کی کتاب اور قروں کو فائدہ کہنے کا جہدی  
تھا، لیکن قسم کے شہادت و عظمت دیکھ کر لوگوں کو مستعد نہیں تھا، الخ“

اس کے ساتھ ذکر میں خود مرزا علی نے بھی دعوت نہیں کیا کہ اس نے غلطی  
ہے وہی پانچہ دعوت کیا تھا، تا اس کے وجہ سے تو تقویٰ علویاں پانچہ دعوت  
ہذا اس بزرگ اس کے منشی مرزا علی لکھا، ہی کافی ہے کہ جہدی جہدی علی وکی جہدی  
کہ بار میں ہے اور اس شخص کی کتاب نہ تھا، تا اس کے ساتھ ایک خیرہ جہدی

**بنان بن سحان** | اس کے منشی صاحب نے لکھا ہے۔

”سہاج السنہ میں لکھا ہے کہ یہ نبوت کا دلی تھا اور بہت تھا کہ مجھے اہم علم معلوم ہے؟“ (ملاحظہ ہو)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کے متعلق لکھا ہے۔

”بتان بن حسان الشیبی، الذی تنسب الیہ البیانۃ من عالیۃ الطبیعة انہ کان یقول بنی اللہ علی صوۃ الانسان وانہ یطاع کذلک“ (۱) وعلیٰ ہذا بنی اللہ یدعو الی الزہد فتجیبہ وانیہ یقول ذلک بالاسم الا انہم یقتلہ خالین عبد اللہ الشیبی کہ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی شکل میں ہے اور جس کے چہرے کے سامنے ہر ایک ہر ماں کے گا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ دیکھو کہ کتنا ہے تو یہ جواب دیتی ہے۔ اس کو خالین عبد اللہ نے قتل کر دیا تھا۔

گویا اس کی عزت نہ دعویٰ کی منسوب ہے نہ دعویٰ الہام اور نہ دعویٰ نبوت۔ اس کی شریعتوں سے پرانہ ”والی اہل بیت ہے۔“ بیکر لکھا ہے۔

”حک منہم ان کثیراً منہم یثبت نبوة بتان بن حسان؟“ (۲) و”سہاج السنہ“ (۳)

کہ اس کے پیروں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں سے کثیر حصہ بتان بن حسان کی نبوت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ گویا اہل قرآن کی دلی کا اپنا دعویٰ نہیں دوسرے نہ تو فیضان قتل کر دیا گیا۔ لہذا اس کو ذکر میں اس جگہ نہ منقول ہے۔

**مقتنع** | اس دلی کے متعلق تو منشی صاحب کو خود اصرار ہے کہ۔

”اس نے جبہ، فوق العادۃ کوٹے دکھا کر لوگوں کو اپنی عزت اہل و شرع کیا اور میرا اہل بیت کا قتل ہوا۔ سب لوگ اس سے انور ہو گئے تو ان فراتھن ترک کر دینے کا حکم دیا۔“ (۴)

لیکن معلوم کہ پھر اس دلی اور بیت کو ”میدان نبوت“ کی فرستیں کہیں پیش کیا ہے۔ — تاریخ کا آئی بن اثیری میں صحت لکھا ہے۔

”وادی الاکوہیۃ وادی الطہرۃ الذل الی جمیع اصحابہ۔“

کو اس نے اہل بیت کا دعویٰ کیا اور وہ بھی اپنے تمام ساتھیوں پر ظاہر کیا۔  
 اس کا یہ دعویٰ سوشلزم بھی نہیں تھا۔ (کامل جلد ۱، اور مکملہ میں مذکور نوکری  
 کرن۔ اور اس کا سراغ لگایا۔ (تکذیب کامل جلد ۱) گواہی ہم ساری ہیئت پائی۔  
 اس قبیل و صیغہ اور اس نامزدی کی صورت پر بھی اگر کوئی شخص اس کو حضرت مسیح موعود  
 علیہ السلام کے مقابلہ میں پیش کرتا ہے تو اس کی عقل و دانش پر ماتم کرنا چاہئے۔  
 حضرت عیسیٰ کا نام اس حدیث کے معلق بحوالہ

**ابو الخطاب اسدی** | نقل داخل لکھا ہے۔

”اس نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین  
 میں شمار کر کے لوگوں کا اعتقاد امام کے ساتھ توپ تحکم کیا اور ان کے دل میں  
 یہ بات نہ مانی کہ امام ان سے پہلے آیا جو کہ میں پھر ان پر جانتے ہیں؟ (۱۰۰)  
 اگر یہ بیان درست ہو تو یہ مسلم کر دیا جائے کہ ابی اس کا اصل نسبت سے کوئی عداوت نہیں  
 ہے تو ایک غالی اور دعویٰ اہل بیت کا ذکر ہے وہیں شیخ الاسلام ابی تمیم نے اس کے  
 ساتھیوں کے معلق لکھا ہے۔

”و بعدوا ابو الخطاب وزعموا انه ائمة و خرج ابو الخطاب عن  
 ابی جعفر المنصور فقتله عوسنی بن موسیٰ فی مہجة الکوفة؟  
 (منہاج السنہ جلد ۱۰۰)

کہ وہ لوگ ابو الخطاب کی پرستش کرتے ہیں اور اس کو خدا قرار دیتے ہیں۔  
 ابو خطاب نے ابو جعفر منصور کے خلاف بڑھائی کی اور اسی کو قتل کیا  
 عوسنی بن موسیٰ نے قتل کر دیا۔

پھر کتاب الفضل فی الملک داخل میں بھی لکھا ہے۔

”وقالت طائفة منهم بالہیة ابی الخطاب محمد بن ابی زینب  
 موسیٰ بن احمد (جلد ۱۰۰)

کاشیوں کے ایک گروہ نے ابو خطاب کو ائمہ قرار دیا ہے۔  
 پس تو تقویٰ علیہ السلام کی بحث میں ابو خطاب کو پیش کرنا بہت  
 بڑی غلطی ہے۔

**احمد کمال** | اس کے متعلق منشی محمد یعقوب صاحب نے لکھا ہے :-

"پچھلے وقتِ اطمینان کا وہی تھا۔ بعد ازاں امام اہل زمان ہونے کا

دعوہ صادر ہوا۔ اس سے ترقی کی توقع نہیں۔ القائم ہوں؟ (مستطاب)

اس بیان کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے کیا

ثبوت ہوا کیا؟ ۱۲ سالہ سیار باطل ہو گیا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہی مذکور کا خود دعویٰ

وہی و ثبوت موجود نہیں۔ باقی رہا لامرئی کا سوال اس کے متعلق اہل عقل و عقلی یہ لکھا ہے:-

"لما وقعوا على يد عتته تبرؤا منه ولقد كذبوا وعروا شيعته لهم

بعضا بدتہ و تواتر تھا لطفتہ۔ (بعد صحت بعد شیعہ انفسل فی المثل)

کوجب اس کی جماعت نے اس کی بدعت کو رد کیا تو وہ سب اس سے جدا

ہو گئے اس بدعت کی حدود مقرر ہو گئیں اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا؟

وہاں اس میں دستور کشتی صاحب موضوع نے اس قدر بحث کیوں کی کہ ان کے

ہم پیش کریں تاکہ اس بحث سے اس کا بھٹکتا نہیں۔

**ایک اہم سوال کا جواب** | ناظرین کرام! ہم سطور فوق میں بتا چکے ہیں کہ

متعلق منشی صاحب کو بہت دعوئی تھا اس میں سے ایک ہی ایسا وجہ نہیں جو لوگوں

کی اعلیٰ سطح ترقی کے لئے مفید ہے۔ جس سے صحت اور دیگر فوائد و فروع کو منشی صاحب

نے تحصیل کیا ہے۔ جس سے کوئی نہ کوئی دعوئی وہی و ثبوت ہرگز ثابت نہیں۔ جس کو پیش

کیا ہے اس میں سے جو قصور و مصلحت اور وہاں انتخاب کا دعویٰ اور بہت ثابت ہے اور

باقیوں میں سے کسی ایک کا بھی اپنا دعویٰ ماموریت یا ثبوت و رسالت اور ہذا نہیں

جیسے اس نے غلط لکھا اور بد پیش کیا ہو۔

اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کے حل کرنے کی اس نے بھی ضرورت ہے کہ اس

کا وہی اس مطالبہ فقیر و فروع کا نام پیش کر دیا کہ یہی ہے کہ کوئی اس کا دعویٰ و فروع

کتاب میں کیا گیا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ اگر یہ درست ہے کہ فروعی ہی اشد و استوار

گواہی دے بہت نہیں لیکن تو دعویٰ این اور بہت فروعی ضرور پادشاہی و رانی

(اس کا قول ہے لا الہ الا اللہ سبحانہ العزیزہ کہ اگرچہ ایک قیدی کے اندر)

خدا نہیں۔ سب سے مشن) وغیرہ کو کیوں میں بہت لی ہے؟

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہرود و جسم کے قانون کے لئے ملک ملک ہے لہذا قابل اعتراض بات نہیں۔ دعویٰ ماموریت و حکومت میں الزام کرنے والے کے لئے دلوں تقوّل کی وجہ سے ضروری فرمائی اور دلائل کو تنقید میں فرمایا۔  
وَمَنْ يَكْفُرْ يَكْفُرْ عَلَىٰ ذَاتِهِ لِقَاءٍ قَرِيبٍ ۖ قَدْ يَحْكُمُ تَعَجِيزًا يُرَوِّجُ الْفِتْنَةَ  
کَذِبَتْ أَعْيُنُ الْمُؤْمِنِينَ (انجیل)

کو جس شخص نے کفر کیا وہ خود اپنے لئے قریب قریب ہے اور ایسے قانون کی پیروی ہے۔

گویا خدا تعالیٰ نے ہرود و عمروں کے دعووں کی مزاحمت میں فرقہ رکھا ہے جس کی ایک کو دوسرے پر تیس کی غلطی ہے اور دلوں تقوّل کے مطالبہ پر مسلمان یا پادشاہ کا کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اس فرقہ کی بنا رکھا ہے کہ الہیت اور خدا تعالیٰ کا اقرار ہرود و عمروں کی بشریت الہی عقل کے لئے موجب فتنہ و گمراہی نہیں ہو سکتا (إِلَّا مَنْ سَبَّحَ ثَنِيَّةً) لہذا اس کی مزاحمت ضروری۔ لیکن انبیاء و ائمہ سے ہی انسانی میں سے بہت ہوتے تھے۔ لہذا گمراہی کوئی نہ ہو مگر قائم رکھا جاتا کہ دنیا کے لئے ضرورت سے بچے کا کوئی تدبیر نہ ہو۔ ایسے ائمہ تعالیٰ نے دعویٰ نبوت کا وہ کے لئے ہی نہیں قطع و قایل اور ان کا اس کی ضرورت ضروری۔

علاوہ اہل علم و فہم سے اپنی مشہور کتاب الفصل فی الملل والأہوال والنحل میں اس فرقہ کو تسلیم فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

”وقال بعض اصحاب الكلام ان الدجال انما يدعى الربوبية

ومدعى الربوبية في نفس قوله بيان كذبه قالوا فظهور الآية

عليه ليس موجباً لفساد من له عقل واقام على الحق

فلا يهبط الى ظهور الآيات عليه لانه كان يكون فساداً

لكل ذي عقل : (جدا مشن)

ترجمہ۔ بعض اصحاب کلام نے کہا ہے کہ وہاں دہریت کا دعویٰ ہوگا۔

اور دعویٰ دہریت کا نفس دعویٰ ہی اس کے کذب کی دلیل ہے۔ اس میں سے کسی

فرق صداقت کا انہوں کو اس فلسفہ کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ لیکن کاذب دعویٰ نبوت پر انہوں کو یقین نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ وہ ہر صاحب عقل کو گمراہ کرنے کا موجب ہو گا۔  
 میں دعویٰ نبوت اور دعویٰ اہمیت کی سزا میں فرق ہونا چاہیے تھا اور ہے۔ لہذا  
 فرعون کی آواز کی قسم دعویٰ ربوبیت کا تذکرہ ہے کل ہے اور ان کی ہمت کو دلو  
 تقویٰ طلب ہے کہ بالحق ان پر میں کن غلطی۔

۲۲ سالہ معیار صداقت  
 بعض جہول کا زمانہ  
 مندرجہ بالا بیانات سے صداقت ثابت ہو گیا  
 کہ نبوت و نبوت تقویٰ طلب کا مطلب تقاضا  
 صحت و حقانیت ہے اور واقعات کا تأیید  
 صحیح ہے کہ مغربی کوششیں سال کی ہمت نہیں  
 جی سکتے اور آج تک کبھی کاذب دعویٰ اہمیت کو نہیں مل سکا۔ اور نہ قیامت مل سکے گی۔ آسمان  
 و زمین کا کل جانا ممکن مگر خدا کا ہے۔ فوشستہ نہیں مل سکتا۔ اور نہ یہ قانون بالکل  
 ہو سکتا ہے۔

میرزا غلامی نے اس حیدر کی تردید میں دو سو اعتراض دیے تھے اور ان کا جواب کیا ہے کہ۔  
 "ایک سو کئی صدیقیوں کا زہر نبوت ۲۲ سال سے بہت کم ہے۔ لہذا  
 صحت نہ کہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (عز و جلال)۔"

الجواب  
 ایک دعویٰ اور مطلوب کو ثابت کرنے کے لئے چند دلائل دیے  
 کہ نہیں۔ حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کی صداقت پر کئی دلائل پیش  
 کئے گئے ہیں۔ مگر ۲۲ سالہ معیار پر وہ پُر عجز آ رہی تو اس میں کیا ہر ہے۔ بالکل وہی  
 اثبات دعویٰ کے لئے کافی ہیں۔ اور یہ کہ صداقت کے لئے وہی بیشمار دلائل مروت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات میں جمع ہیں۔ بالکل انبیاء (علیہم السلام) میں اس کے  
 شریک نہیں۔ اس لئے صحیح اسلام امام ہی جیسے ہے۔

"ما من دلیل یحل علی نبوة غیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 وغیرہما (الشیخین) الا والدلیل علی نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

نہ دعویٰ اہمیت اور نہ نبوت میں یہ فرق تو اس بہت خواہیے میں بھی لگ رہا ہے (خوف)



و خلافتہما القوی منہ ۹ و پہاچ اسسہ ہوا مس ۱۰

بلکہ چاقو ہے کہ جو علم و مہر و کائنات میں شعلہ و علم گر شہر انبیاء کی صداقت کا انحصار  
مجلس انصرفت کی تصدیق پر ہے۔ مرد و مذہب سے اس کے تجسین کی حالت بڑھ گئی اور انہوں نے  
پہلے پیشواؤں کو بھی نہایت عکس و صورت میں پیش کر رکھا ہے۔ یہ شخص اس المنبعی الارقی  
کا اصرار ہے کہ اس نے کہ وہ ان خدائی سے ہی عیون کی نبوت کو تسلیم کرنا پسند کرتا  
ان کی نبوت کے لئے ان کے پیروؤں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے جو ایک سبب و دلیل ہے  
ہوئی۔ امام ابن تیمیہؒ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

”ان المنصراف اذا اراء اثبات قوة المسيح و ان عتد لتو ساعد الاذلة“

اگر میرا انصرفت میں شعلہ و علم کے لئے کسی غیر مسیح کی نبوت ثابت کرنا چاہے  
تو وہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا :- (امتناع اسسہ ہوا مس ۱۰)

خلاصہ جواب :- ہے کہ ضروری نہیں کہ انصرفت میں شعلہ و علم کے لئے ہر ہی کھدائے  
مسیحیت ثابت کی جاوے۔ لہذا حضرت ابن اور حضرت نکر یا کو وہ امتناع کے لئے ۱۲ سال  
مسیحیت کا ان پر لہذا کا ضروری نہیں۔

**الجواب** حضرت نے اس پر ہر ایک مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ اس سال  
۱۰۱۱ء میں کہ ایک قرآن کی قوسے ثابت ہے کہ اس سال ۱۰۱۱ء میں کہ ایک قرآن کی قوسے  
بہت لڑا جاتا ہے۔ وہ بخیر نہیں ہو سکتا بلکہ قطعی طور پر تیار ہو گا (حضرت ۱۰۱۱ء حضرت ۱۰۱۱ء صاحب  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود و عورتوں کی وجہ تمام تیس سال بہت ضروری پائی ہے کہ یہی)  
یہی حضرت مرزا صاحب کا ذہن نہیں بلکہ قطعی طور پر صادق ہے (نتیجہ) ظاہر ہے کہ انہیں  
اس مسئلہ کی کج فہمی ہے۔ یہ عرض میں نہیں کر سکتا کہ حضرت علیؑ کو ۱۲ سال بہت نہیں پائی  
نہے۔ چنانچہ تو وہ عورتوں نہیں کہ ہر شی کو ۱۲ سال بہت ہی ہے بلکہ ہر اوروں و عورتوں کے کہ  
کو اس قدر بہت ہے۔ وہ خود تیار ہے جو کہنے کو اتنے بہت نہیں ہی سکتی۔ گویا اس بڑے بہت  
عوم خصوصاً مطلق ہے۔ یعنی جو وہی تمام تیس سال بہت پائی ہے۔ تو یقیناً تھا ہے (نتیجہ)  
چنانچہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تیس سال بہت ضروری ہے۔ لہذا امتناع کا یہی ہے  
مگر اگر ضروری ہو گا تب علم کہ اسے نہ حاصل کرے گا۔ وہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس پر کہ انہیں  
ہر ہی ہونے والے قسطنطین کے لئے ضروری ہے کہ اگر قسطنطین حاصل کرے۔ بلکہ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۰



ہر ایک غائب کی یہ آخری امید تھی لیکن اس کی حقیقت بھی تاویل کی گئی تھی۔  
 اگرچہ اہل بیت دلوں نقول علیہا کا الفاظ میں تصور و طور پر نبوت کا دعویٰ مذکور نہیں بلکہ اہل  
 دعویٰ کی وہ اہم مراد ہے لیکن بغرض اختصار ہم یہی تسلیم کر لیتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ پہنچتا  
 اس پر سوال باقی ہے کہ حضرت نے کب دعویٰ فرمایا؟ معترض کہتا ہے کہ سلفہ میں دعویٰ  
 کیا کیونکہ اس سے قبل تو آپ دعویٰ نبوت کا کفر قرار دیا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے  
 دعویٰ نبوت کب لے کر فرمایا ہے لیکن نہ صرف سلفہ تک بلکہ شافعیہ تک۔ بلکہ وہ  
 نبوت نبوت تشریحی ہے۔ وہ نبوت و قرآن مجید کا منسوخ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بعد ان کو ختم ہونے کے بعد تک کفر ہے۔ اہل نبوت کو آپ نے تمام کتاب میں اس سلفہ سے قبل بھی  
 اور بعد بھی کفر لکھا ہے چنانچہ آپ اپنے آخری مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

”میں کبھی اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور  
 اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ کوئی اہل نبوت  
 کا دعویٰ کرتا ہوں میں سے کبھی اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور میں کہ یہ  
 مسکن میں کوئی مستقل طور پر رہنے نہیں ایسا بھی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ  
 حاجت نہیں رکھتا اور اپنا فیصلہ کاردار محمد قبلہ بناتا ہوں اور حضرت پیغمبر خدا  
 منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار و اہمیت  
 سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ کھانا ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک  
 کفر ہے۔ اور نہ کچھ سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا  
 ہوں کہ اس آدم کی نبوت کا کچھ کوئی دعویٰ نہیں اور یہ امر میرے لیے ثابت ہے“  
 (بخاری، مسند، ج ۱، صفحہ ۲۱، ملاحظہ فرمائیے)

پس حضرت کا موعود علیہ السلام کا صاحب شریعت نہی ہونے سے انکار اور اس کا کفر قرار دینا  
 ابتداء سے اچھا لکھا ثابت ہے۔ اور یہ تشریح نبوت کا آپ کو دعویٰ تھا اور اس دعویٰ سے خود  
 نے بھی انکار نہیں فرمایا۔ سلفہ کے پیچھے سلفہ لکھا اور چنانچہ آپ نے لکھا ہے :-  
 ”میں میں باطنی نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف بن معنوں سے کیا ہے  
 کوئی مستقل طور کوئی شریعت نہ لے رہا نہیں ہوں اللہ کی مستقل طور پر نبوت  
 ظاہر معنوں سے کرتا نہیں نے اپنے دھول اقتدار سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور





پارہ پارہ کٹی میں جلا کر ما      شاد کٹی میں زمرہ اختیار ما  
 بر دلی خاں ابر دھت ایسا رہا      ہر مراد شاں بغضی خود برا رہا  
 آتش افشاں پر دودھ دیا اور میں      دشمن بائن و حبہ کی کاہی میں  
 درد مراد ہند گانت یا ہستی      قبلہ میں آستانت یا ہستی  
 درد دلی میں اکی جہست ویدم      کز جہاں اکی دانر ما یو شیدم  
 ہاں اندر دے جہت کار کی      اندر کے افشاں اے آن امراد کی  
 (حقیقۃ الہدی مل)

ترجمہ۔ اے قادر اور آسمان و زمین کے خالق۔ اسے رحیم ہر ماں اور بہنائی  
 کو نبی کے خدا۔ اے وہ ذات جو دلوں پر نظر رکھتی ہے۔ اے وہ  
 ذات جس سے کوئی چیز چھپ سکتی ہو نہیں سکتی۔ اگر تو دیکھتا ہے کوئی نستی و  
 شرارت سے بھر ہوں۔ اگر تیری نظر میں نہیں ایک جہاں انسان ہوں تو تو  
 مجھ کو کار کے غرضے لکھتے کر دے جو ان دشمنوں کے گرد کو غرض  
 کر دے۔ حق کے دلوں پر رحمت کا بادل برسا اور اپنے فضل سے ان کی کسب  
 مراد میں چوری کر دے اور میرے گھر بار پر آگ برسا دے۔ میرا دشمن ہر جا  
 اور میرے کار و بار کو تباہ کر دے۔ لیکن اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ میں  
 تیرے شخص بند دلی میں سے ہوں اور میرا قبلہ تیرا آستانہ ہے اور تیرے  
 دلی میں اپنی اس جہت کو میرا ہاں ہے جو باقی جہاں سے علیحدہ ہے تو پھر  
 تو میرے ساتھ اندر دے جہت سلوک کر اور اپنے حق و اذولی کو قتل کر  
 کا ہر فرما۔

بھائیو! میں درد میرے الفاظ کو دیکھو، اس وقت دیکھو کہ کون سا کلمہ اور  
 خدا تعالیٰ کی ہے انتہا تا نید و نصرت کو دیکھو۔ قرآن مجید لڑا ہے اَلَا يَتَذَكَّرُ  
 اَلْاِنْسَانُ اَنَّمَا هُوَ رُحُوۡةٌ وَّجَسَدٌ (الجمہ) مجھ نے جان و اجیت کبھی موت کی خواہش  
 نہیں کر سکتے۔ کیا میں درد و انگیزہ کا کوڑا کر بھی تم پر کہہ سکتے ہو کہ حضرت سرور صاحب  
 صادق نور و امتیاز نہ تھے؟ انصاف! خشیت!! اور تقویٰ!!!  
 حضرت مرزا صاحب اکیلے آئے۔ مخالفت کی آندھیاں اور دشمنی کے طوفان

آئے۔ آپ کو گایاں دی گئیں، پھر دوسے گئے، ہر رنگ میں لوگوں کو دکھایا،  
 مگر پھر آپ کی آواز میں مقناطیس قوت تھی اور وہ اتنا جذبہ کر دیا چاروں  
 کناروں سے آپ کی طرف بگوشی میں داخل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے  
 پسند کردہ نافرین ترقی نصیب کی۔ اللہ اللہ۔ وہ آواز جو کس پر بھی کی حالت  
 میں ایک لاکڑی سے بھل گئی کج دنیا کے گوشہ گوشہ میں گونج رہی ہے، ہجرت  
 کے لئے اس میں کتنے سے ۵

یہ فتوحات نمایاں یہ تو اتنے سے ناشی  
 کیا یہ ممکن، ہی البشر سے کیا یہ کار و کار  
 بہادری جو اس موحود کرسٹ ثابت کریں اور اس کے سچائی نفس سے  
 زندگی حاصل کریں۔ اسے کاش کہ شکلم قوم بیدار ہو ۶

فضل دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق غلط بیانیوں کا جواب

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اعباد کو ائمہ فخریہ خود پر حکومت پسند جو تیسویں، انجیل قہریت کے بہت نفرت ہوتی ہے۔ اور اگر قدرت کا نزدیک دست ہو تو ان کو کھینچ کر باہر دے گا تا وہ ہمیشہ کے لئے گمشدہ نہائی کہیں لپکے جائیں گئے اور کسی دنیا کے ماسخ نہ آتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے دل سے کائنات جبرائیلیں کرتے۔ ان کی کمال سادگی ان کے دلوں میں پناہ کی نزدیک دست پہنچاتی ہے اور ان کی عدم بناوٹ پر حق گوئی۔ وہ خدا تعالیٰ کے بنوائے سے بڑھے اللہ ہی کی طاقت میں کہہ سکتے ہیں۔ خود حضرت مسیحؑ کا ذات علیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح سرور میں لکھا ہے

لَا يَجُوزُ أَنْ نَقْعًا أَهْلِي الْكِتَابِ رَيْفَتُهُ يُؤْمَرُ بِهِ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۵)

باب فی حدیث النبی شعروہ (کا حضورؐ ان امور میں اپنی کتاب سے موافقت رکھنے کا پسند فرماتے ہیں) آپؐ ما مورد نہ جوتے تھے۔ یعنی جب تک خدا تعالیٰ کی وحی مراعات کے ساتھ نہیں کہیں بات کے ماسخ یا کہنے کا حکم نہ دیتی آپؐ اپنے سے پہلے اپنی کتاب کے طریق پر عامل رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ شَاءَ اِلّٰهُ مَا تَكُونُوْنَ مِنْ غُلَبَةٍ كَذٰلِكَ فَذَلَّلْنَا وَكُنَّا لَهُمْ خٰلِفَةً فِيْ اَنْشَارِهِمْ (سورہ اسرا ص ۶۸) اور جب وہ لوگ تو نبیؐ کی تعلیم کو نہ سمجھا۔ یعنی نبیؐ تو ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتا ہوں اور جب جب اللہ میرا حکم کرتا ہے

ان کی تعمیل کرتا ہوں اس میں میرا کیا تصور ہے؟

اصل عبارت ہے حضرت ابی علیؑ کہ جب یہودی نے پوچھا کہ کیا تو مسلمان



وآپ نے تو آپ خدا کا فرمایا (دوسرا نام) اس کا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کے حق میں  
صاف فرمایا تھا کہ وہی موعود ایلایا ہی (مسیح علیہ السلام) حضرت یحییٰ کا انکار یہودی کی شہر کا موعود  
ہوا۔ مگر یہ سب واقعات اس ترتیب کا ہے کہ ظاہر کے مقابلے میں کہ خدا تعالیٰ کے نبی کی طرف سے خدا اور  
بے نفس ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو سب پہلی وحی ہوئی تو حضور نے فرمایا شہود نہ  
میں ہاں کہ میں نبی اور رسول ہوں بلکہ عبادت کے کام ہے کہ حضور نے گہری حضرت خضر علیہ  
صباحات بیان کئے اور وہ آپ کو وہی قرآن فاضل صافی کے پاس سیکھیں اور سارا ماہ  
بیان کیا۔ وقت کے سب سے پہلے کہا۔

هَذَا أَنَا مُحَمَّدٌ الْقُدُّوسُ الْوَحْدَانُ (خداوند واحد و مطلق)

یہ تو وہ فرشتہ (جبرائیل) ہے جو حضرت موسیٰ پر شریعت دیکر آیا تھا اس نے آپ

بھی صاحب شریعت و رسول بھی۔

کئی ناموں میں جو اسی وقت پر اس طرح اس کی تعریف کر آپ اپنے دعوے کو دیکھ سکتے ہیں کہ  
کچھ پر آپ نے کہا۔ مگر یہ غلط ہے۔ اس وقت اس عالم کے واقعات میں نہیں تو بصورت  
پر ہے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بے نفسی اور سادگی میں ہے وہ کہنے لگا یہ اور حضور ہے  
ہو تو انی القدر اشتہار شروع کرے۔

پھر اوردہ لکھئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سب دنیاوی سے افضل تھے مگر سب تک حضور  
کیا اس کی کافی تشریح نہ کر دی تھی کچھ حضور نے اپنی طبیعت کا اعلان نہ فرمایا۔ ظاہر یہ ہوئی بات  
تھی کہ جو ساری دنیا کے لئے رسول ہے اور میری ایت مٹی کیا تھا امتحان و آزمائش و شوق  
اندر آئیں گے جو دنیا (موجودات مکتبی) کا نازل ہو چکی ہو وہ ہر حال تو ہی اور مکی رسول  
افضل ہو گا اور جو امتداد رسول ہے وہ وحی اور عہد و عہد کے ایمان سے امتداد ہو گا  
مگر آپ نے کھانا جو کیا وہ یہ تھا کہ جب تک علم ہر یہودی کا حضرت موسیٰ اور آپ کی طبیعت پر  
روح ہو گیا تو آپ نے فرمایا لا تقدیر و فی حق رسول (مسمیہ) امتحان و آزمائش و شوق  
روٹی پر کچھ طبیعت امتداد۔ پھر ایک اور حدیث میں حضرت یحییٰ کے حلق فرمایا میں مٹی کا  
خود بین ہوس بن مٹا فقد کذب (خداوند مطلق) یعنی وہ اپنے آپ کو حق سمجھتا  
ہے۔ کاذب ہے۔ لیکن جب ہر گویا ہی سے آپ کی طبیعت کا کھانا کھانے والا کیا تو آپ  
نے فرمایا انا مسیح و قد لا تقدیر و فی حق رسول (مسمیہ) کاذب ہوں کہ آپ

کرتی ہے وہ تو اس سوال کو سکتا ہے کہ چھٹے کپ سے یوں سے افضل ہونے سے اٹھارہ کیا ہے اور اب سب نبیوں سے انصافیت کا دعویٰ ہے تو میں تمنا دوں ہے بلکہ تکرار اہل ہی اپنی مرضی سے کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے حضور پر تعویذ فرمائی آپ اپنی ہمدردی اور شاکساری کے باعث عدم انصافیت کا ذکر فرماتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو افضل کیا تو آپ نے بھی اعلان کر دیا۔

بعینہ یہی حال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ شانوں مخالفتوں کی قریات کو ارتقا کی کڑی کر کے چھوٹے ہونے کی وسیلہ گردانتا ہے حالانکہ یہ بات صداقت کی زبردست دلیل ہے کہ جب تک وہی اپنی کھول کر نہ بنا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے ہیں آپ ان کی زندگی کا اعلان کرتے رہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس مژد کو آپ پر کھول دیا تو آپ نے صفائی سے اس کا اظہار فرما دیا۔ یہ بات آپ کی تنہائی کی وسیلہ ہے۔ وہ نہ اگر آپ نے حضور بنایا ہوتا تو کبھی بھی حضرت مسیح کی زندگی کے متعلق اتنا دور نہ دیتے۔ چنانچہ جب میراث پہنچنے کے عقیدہ پر علماء نے اعتراض کیا تو آپ نے تحریر فرمایا۔

دفعہ ۱: کیا اعتراض بنا دے گی۔ مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں مبینہ علیہ السلام کے کلمے کا اثر موجود ہے۔ لہذا انہوں نے اپنی عاقبت کیوں خراب کی۔ یہ وہی اثر وہی کہاں تھا ہے کہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور لکھ کر اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں مبینہ احمدی ہوں! بہت کچھ خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار کھیا کہ فریج موعود ہے اور میں فوت ہو گیا ہے تب تک میں کسی عقیدہ پر قائم تھا کہ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے بارے میں کہنے کا بہتہ دیا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بزرگ کمال تفسیر کے جویر سعدی پر مبنی ہو گیا اور لکھ دیا ہے۔ بحوالہ اس وحی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔ (احقار احمدی ص ۱۰)

دفعہ ۲: یہ شکیب گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر مجاہد تھا کہ میرا بھی یہ اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح پر سے جہنم میں گئے۔ اگلے میں نے خدا کی وحی کو

ظاہر پہل کی بنا پہا پہا جگہ اس جگہ کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد ہی دکھا جو تمام مسلمانوں کا تھا اور ان کی براہین احمدیہ میں شامل کیا جیلین بعد اسی کے اس بارہ میں بدین کی طرح وہی اپنی تاویل پیش کر دے مسیح موعود ہیں اسے خدا کا تھا کوئی ہے۔ اور ساتھ ہی کے حدود نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں پر تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چلنے ہوئے نشان بھی اس پر برسرِ کمر کے لیے اس طرف سے آئے کہ انہی زمین میں مسیح موعود کا نہیں ہی ہوں۔ وہ وہی اعتقاد تو وہی تھا جو انہی نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر انہی نے اس پر کھڑے ذکر کے اس وہی کو قرآنی ترجمہ پر عین کیا تو کیا بت قطعہ اہل سنت سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح ابی مریم فوت ہو گیا؟  
(حقیقۃ الہی مسئلہ)

کیا اس دعا مستجاب ہوئی کے بعد وہ لکھا کہ براہین احمدیہ میں حاتم صاحب لکھتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پھیلے گا۔۔۔۔۔ بعد میں خود مسیح بن گئے؟ (عشرہ مسئلہ) مدت لڑائی انتہائی پریشانی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر تحریر فرمادیا ہے۔

”میں نے مسلمانوں کو اس حقیقہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا میری سادگی اور صمیمیت باعثِ پیروہ گوہ ہو۔ وہ لکھا جو الہامی ذکر تھا بعض دینی تھانوں کو کہنے قابلِ امتنان نہیں کیونکہ ان کے خود کو مذہب کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ کہ خود خدا تعالیٰ کے ذبحا ہے؟“ (گفتگو اربعہ)

عشرہ لکھ کے صحت نے اس دوسری فصل میں بیان کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پہلے صحابی مقرر تھے پھر جتو، مکتبہ استیعاب، احمدی، امامانِ اسلام اور دیگر گئے۔ ہمیں ہی تھا موردِ اتفاق ہے۔ مقرر ہونے کا ذکر اگرچہ مقرر کیا گیا ہے مگر صحت نے خود ہی صلیح دوم کے دیباچہ میں لکھ دیا ہے کہ۔

”میں نے مرزا صاحب کی مختلف اور مسلسل حالت کا اظہار کیا ہے امت مسلمہ میں نہیں کیا؟“ (مسئلہ)



کو میری ابتلا سے کوئی اور چھٹی ایسے اور اور سوچ ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اب اگر کوئی بھی اتنی مقدم موسوی اور مقدم میسوی کا وارث نہ ہو تو یہودی اور عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ (نورہا) حضرت کا یہ نسب نامہ اگر کوئی زندہ ہو سکتے یا کوئی اور چھٹی زندہ ہو سکتے تو میرے تاجدار ہوتے اور چھٹی جا بروت ہے۔ حضرت کیج سرور علی السلام کے مختلف دعاوی کوئی ایسی اکثری وغیرہ اس بات کا ثبوت ہی کرنا مشہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سند جہاں انشاء برحق ہے اور آپ کی ذات قدسہ کو ثبوت اور مسیحیت کیا بلکہ تمام گزشتہ انبیاء کے کلمات کا وارث کر رہی ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعاوی ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ آپ نے جو دعویٰ کیا اور جب دعویٰ کیا خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ خود قرآن فرماتے ہیں۔

”خبر تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جسے جن باتوں سے کوئی خوشی ہے وہ  
 دین کریم کیسے ہو وہ کہہ دوں یا کیسے ان میں سے اپنے تئیں بہتر  
 ٹھہرائیں۔ خدا نے میرے ظہیر کی اپنی اس پاک و گامی آپ ہی ضروری ہے  
 جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ اَبْخِرُوا نَفْسُہِمْ مِنْ خُشْرٍ وَّ الْخُطَابِ  
 یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کوئی کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں  
 جانتا۔ یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے بدتر ہے۔ اور کوئی  
 خطاب دینا خدا کا فضل ہے میرا اس میں دخل نہیں..... میرے لئے یہ  
 کافی تھا کہ وہ میرے پر ختم ہو۔ بلکہ اس بات کی ہرگز تبادلی نہیں  
 پر مشیدگی کے جو وہی خدا اور کوئی بلکہ نہیں جانتا تھا۔ اور نہ بلکہ وہ کوئی  
 حق کو کوئی بلکہ شناخت کرے۔ اس نے اگر خدا تعالیٰ سے بلکہ میرا  
 نکلا۔ میں نے جہاں کہیں پر مشید رہوں اور پر مشید مروں۔ مگر  
 اس نے کیا کہ میں بلکہ تمام دنیا میں وقت کے ساتھ ثبوت دوں گا۔  
 پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا کون سے کیوں کیا؟ (حقیقۃ الہی مشہد)

آپ نے جسٹک ثبوت کا دعویٰ فرمایا مگر اس کے خلاف نہیں تھک کر فریاد  
 اس میں مشورہ اور حضرت مرزا صاحب کی تفسیر کے عادی کرنے والے ہی بلکہ  
 آپ ہی کے الفاظ میں لکھی ہے کہ۔

”جو کہ ہر سہ نزدیک ہی اسی کو کچھتے ہیں۔ یہ خدا کا کلام نہیں تو اس  
بلازلت نازل ہو جو طیب پر مشتمل ہو۔ لیکن خدا نے یہ کلام نہیں رکھا کہ  
بغیر شریعت کے:“ (مشکوٰۃ کلاسیک) بحوالہ تحقیقات (پہلی)

مومن مقامِ نبوت پر تشریف آئندہ کے دعاوی کا آخری مقام ہے۔ ان مقاموں کے  
میں سے متعدی مروجہ قرار گئے ہیں۔

بجز یکشم عداوت بزرگتر ہے است  
فلک است اسود و سرخ شمش عداوت

اہل دنیا کو متفق کرنے کے لیے غفلت انجام گاتے ہیں۔ خدا کچھتے ہیں کہ حضرت  
مذاہب صاحب نے خدا کا کیا، خدا کی بجائی خود خدا خود خدا کا آپ پر سنا کہ جو اسے کا  
جیسا کہ حضرت مشرکوں کو ملے لکھا ہے۔ معاذ اللہ من هذه الخرافات۔

ہم لوگ جو حضرت مذاہب صاحب کو کثرت واسطے ان کے کلام کو لکھنے والے اور ان  
کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں خدا کے واسطے کہ خدا کو عاجز و ناتواں کی حالتوں کو کثرت  
کی بعض الزامات بحسب ان کے ہیں۔ سستی حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
نے کبھی کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور نہ یہاں صحت دعویٰ ہے کہ یہ ایسا عقیدہ رکھا۔ دعویٰ  
مشرکوں اور منافقوں کے جو ایسی بات حضور انور کی طرف منسوب کرنا ہے۔ یہ تو ایسی ہی  
بات ہے جیسا کہ آریہ کیا کرتے ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کثرت پرستی  
کے نکال کر رسول پرستی لکھا۔ اور اپنے اہل بیت مآثر نبی کے بلا رقیبیت و رقیب  
الذین یسکتا یقتولک یا یکتا یکتا یکتون واللہ ینکد ظہور فوق آیتوں و انوار و  
یہی اور بیت کا دعویٰ کیا ہے (خود ہاشمی) کہ ہے شفا یقتل ظہور یکتوں۔

خدا کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام | یہ چونکہ ازراہ تمجید مسیح را  
مؤلف مشرکوں کو لکھتے ہیں۔

”عہدِ نبوی سے مذاہب صاحب نے خود کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔ اُنہی وقت  
مستغزلة ولدی (میتھوڈی ملک) اُنہی وقت مستغزلة اولاد ہی  
(دعویٰ مروجہ ملک) اصح ولدی (میتھوڈی ملک) مستغزلة

**الجواب** (الف) جیسا کہ تین جہاد میں ہے آخری یعنی اسلحہ و لدی  
 مستحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ کر ایہام نہیں اور نہ ہی  
 ابشری حضرت مسیح موعود کی کوئی کتاب ہے۔ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ  
 حضرت مسیح موعود کا ایک ایہام آستانہ ذ آثری (یعنی آستانہ اور دیکھتے ہوئے) اور  
 منظور اپنی صاحب نے اپنے ترجمہ کی رو میں وضع کیا جو کثرت کی غلطی سے بہا کے  
 ذ آثری کے "ذ آثری" بن گیا۔ چنانچہ دیکھتے ہوئے صاحب موصوف نے اپنی کتاب  
 "ابشری" میں اس ایہام کو "مذہب" مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۱۱۱ "وضع کیا ہے اور  
 مکتوبات احمدیہ میں مسیح ایہام آستانہ ذ آثری وضع ہے۔ اور پھر خود ہاؤ منظور اپنی  
 صاحب نے اس نصیحت کی صحیح شواہد گواہی ہے۔ لکھا ہے۔

"ابشری جلد اول ص ۱۱۱ سفر میں حضرت مسیح موعود کا ایک ایہام غلطی  
 سے اسلحہ و لدی کے بجائے اسلحہ و لدی چھاپا ہے اور ترجمہ میں اسے  
 میرے بیٹے نے غلط کیا گیا ہے۔ افدوی کو آج تک کسی دوست نے ہی  
 کی طرف توجہ نہ دلائی۔ میں اپنے ایک ہریان ہاؤ کا بہت منظور ہوں  
 کہ انہوں نے اس کی طرف مجھے توجہ دلائی۔ حوالہ مذہب ابشری اصل  
 کے ساتھ مقابلہ کرنے کے مضموم ہوا کہ اصل ایہام اسلحہ و لدی ہے۔  
 میں اصحاب کے پاس ابشری ہوا۔ اس غلطی کی اصلاح کریں۔"  
 (حوالہ جہاد انہار الغلط ص ۱۱۱)

گویا یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ اگر کوئی کتاب ایت قرآنی کو غلط لکھے تو یہی  
 ایسی ہے استدلال کو، شرع کو، تاخرین خود فراموش کر گیا اس صورت میں  
 مؤلف مذکور کا حتمی کہا جاسکتا ہے: ہرگز نہیں۔

(ب) حقیقت ایسی اور آج کے حوالہ سے ہوا ایہام وضع کے لگے ہیں و لدی  
 ہیں دیگر میں طریق تیسرے ایہام میں غلطی سے کام لیا گیا تھا جیسے اس طریق بن کر  
 ایہام میں قرین صوفی سے کام لیا گیا ہے۔ اگلیں اس بات کو نظر انداز کر دیں کہ  
 نے جہاد کی کیا تشریح کی ہے تب بھی ہرگز نہیں، عزرا میں نہیں کیونکہ اگلیں میں  
 حضرت مرزا صاحب کو بڑا ولد اللہ فراموش کیا ہے تو قرآن مجید کی آیت "وَلَا تُؤْتُوا

کَلَّا كَرِهْتَ الْفِتْرَةَ (مفتوحاً) اس سبب مومنوں کو جزا عطا دینی قرآن و یقیناً ہے۔  
 حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور خود اپنے ہوش سے پاک ہے۔ نفاہر جو پاک ہے۔  
 (سج) ان الہامات میں حضرت مرزا صاحبؒ کو بمقتلہ ولدی قرآن آیا ہے  
 جس کے معنی تھے یہی کہ میرا مومن نہیں کہ میرا قرآن و یقیناً ہے قرآن کے ترجمہ پر ہے  
 حالانکہ قرآن نہیں۔ پس نفاہر و نیست کج کے عقیدہ میں قطعی نہیں گویا۔ ولدی کی  
 امانت اعتقاد والوں کی بنا پر ہے۔ کہ حقیقت کی بنا پر۔ اور یہ مطلب یہاں  
 کلام قرآن مجید میں بجزرت و بعد مولا ہے۔ مولا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَتَقَرُّوْا بِرَبِّكُمْ  
 اَزَيْنَ شَرِّكُمْ وَنَا كَلَّا اَلَا تَلْفُ لَنَا مِثْلًا مِّنْ شَيْءٍ لَّا (مولا صاحبؒ) کہ  
 قیامت کے روز نہیں کہوں گا میرے شریک کہیں ہی۔ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم آپ کے سامنے  
 عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اس کا مددگار یا گواہ نہیں۔ خدا تعالیٰ اسی نسبت میں خود کو  
 شریک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ شریکوں سے پاک  
 ہے۔ مولا یہ ہے کہ میرا وہی ہادیوں کو تم لوگ میرا شریک قرار دیا کرتے تھے۔ یہی  
 طرح بمقتلہ ولدی کے معنی یہوں گے کہ قرآن میرے بیٹے کے ہم مرتبہ ہے۔ لوگ  
 مثل صدریٰ میرا گواہ دیتے ہیں۔ امداد میں صحت ہے الہام تو میرا ہے جس کے قیام اور الوہیت  
 میرے کے اہلال کے لئے نہایت نور و صحت اختیار ہے گویا عیسائی جس کو خدا اور مجید قرآن  
 دیتے ہیں اس کی شان کا انسان کی حضرت علیؑ علیہ السلام کے خدام میں شامل ہے اس سے  
 اسلام کی شرکت کا انبار ہوگا۔ خود مستحق حضرت کج ہوگا۔ حقیقتہً الہامی صحت کے ساتھ  
 پر قرآن لڑا کرتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے پاک ہے اور پاک (انست حق بمقتلہ ولدی)  
 بطور استدلال ہے۔ یہ کہ اس قرآن میں ایسے ایسے الفاظ سے گواہ  
 میرا مومن کے حضرت عیسیٰؑ کو خدا ٹھہرا دیکھا ہے ایسے مصلحت دینی سنے  
 چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے احتمال کہ سکتا میرا مومن  
 کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ وہ الفاظ ہیں کہ کج کو خدا مانتے ہیں اس  
 اہمیت میں میں ایک ہے جس کے نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ احتمال  
 کئے گئے ہیں۔“



پھر وہ سری جگننری فرما رہے ہیں ۔

”جس پر سنا ہے کہ اپنے دوست سے اس رسولِ نبیؐ کو قبول کیا اور  
اپنے کو خدا کا یا کہ خدا بنا دیا تو خدا تعالیٰ کی عزت کا عافیت غلام  
نکلیں ٹھہری سے یعنی رواج اس کا خیل کر کے اس نسبت میں سے ہوا کیا  
اور اس کا نسبت اپنے فضل و امان نام کا نیا یہ اس کو خدا یا تا میرا ہوں کہ  
معلوم ہو کہ تمام فضل خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے ؟ (مشکوٰۃ اشعار میں ص ۱۰)  
خوف اس قسم کے اہلِ اہانت میں سداقت و تہ کے شہرہ کی کہ

بزرگمان و درجہ کے اہلِ کثافت ہے + جس کا غم و غم کیسے اڑاں ہے  
انہوں میں ہی پر جو آبِ حیات سے بڑا نہیں۔

(۱۰) اولیاءِ عشق کے حامد ہیں ہاڑی طوطی کی دلی کو دلہ بکند میں جائز ہے ہر حال  
دوم فرما رہے ہیں ۔

اولیاءِ اطفال من اند اسے ہر  
در حضور و نصیب آگاہ باخبر  
عجبے مزینش از نقصانِ سنان  
کو کشد کہیں از بیست جانِ سنان  
گفت اطفال من اند این اولیا  
در غریب منہ از کار و کیا

(عشری و ترصوم ص ۱۰)

خود حضرت علیؑ و علمِ سفر بھی فرمایا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اَلْعِلْمَ اَلْحَقَّ اَلْمُنْتَظَرَ  
اِنَّ اَلْعِلْمَ مِنْ اَشْیَءِ اَلْاٰیِیَّیْنَ اِلَیْہِ اَلْعِلْمُ اَلْحَقُّ اَلْمُنْتَظَرُ اَسْأَلُكَ اَلْعِلْمَ اَلْحَقَّ اَلْمُنْتَظَرَ  
کہ ساتھ احسان کر کہے وہ خدا کا محبوب ترین و مقرب ہے (مشکوٰۃ باب المشقۃ) پھر  
ایک حدیثِ تھکی میں جو کہ ننگہ اور پیاسے کے ماتحت دوائی کو خدا تعالیٰ کی طاقت دوائی  
قرآن و پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریعت باب عیادۃ العریض ص ۱۰) صبر و محبت ہیں

اگر علم کو نہ نگرہ کر کہ شاد دلی اندوہ صاحبِ محنت و بخت افسانہ کمال کے حامد ہیں  
اور وہ علم کے متعلق تحریر فرمایا ہے ۔







اس بیان کو محنت نے پانچ شکریں تقسیم کی ہے، ہم بھی اسی طرز پر جواب لکھتے ہیں۔  
(۱) لغت (۲) مراد (۳) صاحب (۴) محض۔  
محنت مرصوف لکھتے ہیں۔

”یورپ دولت است یورو علم ملک۔ اس اہام کی تشریح مؤرخ صاحب کیل  
برون کو تفسیر کر۔“ ابراہیم الخنجر چاہتا ہے کہ تیرا بیٹا، لیجے یا کسی چیدہ یا اود  
کا پاک یا اطلاع پاسے مگر نہ تو اسے لے لے جسے خدات، کھٹنگا جو توتر  
جوں لے۔ اود تیرا بیٹا جس بلکہ وہ تیرا ہو گیا ہے جو ہنوز اعلیٰ اشد  
کے ہے۔ ترجمہ الہی ملک اود میں ملک ملک۔“ (عشرہ ملک)

کیا کہی عقل مند کہ عقلیات ہے کہ اس جہد میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ عرفا صاحب کو میں  
آتا ہے ؟ اس میں تو اس کی فحش کی گتہ ہے اور اس کی تردید کہتے ہوئے انھیں اپنے عقائد  
کا رددہ دیا گیا ہے مگر سچ تو اس کو اپنے دلوں کے ثبوت میں پیش کیے ہیں ۔  
العجب ثواب العجب ۔

باید جس کے کئی جواب ہیں۔ اول اس جہان میں تیریدوں کا غلط ہے  
یعنی دشمن تیر میں دیکھا جا رہے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وہ اس فتح میں جیتے ہوئے ہیں۔ کیا  
دشمنوں کے ارادہ کو نہ سمجھو۔ بات دیکھ ہی ہو جایا کرتی ہے اگر یہ درست ہے تو جنگ لے  
کیا کرتے تیریدوں؟ ان کی غلطیوں کو اٹھو یا اٹھو یا اٹھو (قرآن) اور کون کون  
ان کی غلطیوں کو اٹھو (قرآن) اس سے یہی ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا کا وعدہ کیا  
وہ اس کا کلام مبتلا ہو گیا۔ ۱۔ جس طرح ان آیات سے یہ استدلال غلط ہے ویسا ہی  
ہوام مندرجہ بالا سے اثبات جیتے ہوئے کا دعویٰ باطل ہے۔

وہ پہلی ہی فقرہ میں علامہ غفرلہ پر ایک طنز کیا گیا ہے کہ یہ کہتے تھے اسحق بن ہریم  
جب ہم نے تجھے مریم قرار دیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آؤ پھر ہم جیسا کہیں وہاں کو تیرا مریم  
پر نہ صرف مصفا کی مشابہت بلکہ ہمارے ایک مستعار نام تھا جس میں ہے کہ یہ لوگ اپنے بھائی کے





میں آناً فوقتوں۔ اقوات (تقریباً) کے مشابہت جہاں پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو  
زحمت کی جو کہ یا مرتبہ سے مشابہت قرار دیا ہے۔ بعض اہل بی سے حضرت اس کے  
تسعم ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ کی رنگ سے دلچسپی ہوتے ہیں مگر نادان اس حالت میں  
میں کا سرخس ہوتا ہے۔ ویلک انھم و عباد یکتوں۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ غالباً حقیقت صفت حضرت کا دلنے جو پاک الام  
سین حضرت کیج سو حوالیہ السلام پر لگایا تھا وہ سرکا پا خط اور سو فیاد وادایا سے  
قدری سعادت کا نتیجہ ہے۔

## نظم کے اعتراض کا جواب (ب) صفت عشرہ کھتے ہیں۔

”انت من عاونا وحکم من فضل۔ یعنی اسے مولا اور اس کے

پانی (نظم) سے ہے اور وہ سر سے لگ چکے۔ (انتیہ فیہ) ۱۰

(۱) انت من عاونا وحکم من فضل حضرت کیج مولا علیہ السلام  
کا اس پر تو وہ میں ماری وجہ ہے مگر مندرجہ بالا ترجمہ بالخصوص غلط

”نظم“ صفت کی آیتا لکھتے ہیں۔ حضرت کیج پاک نے اس عربی اہم کی جو تشریح  
و تبیین سے بھی بہت پہلے رقم فرمائی ہے وہ سب ذیل ہے۔

”جو فرمایا کہ کہہ لے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فضل سے اس جگہ

پانی سے مراد ایمان کا پانی، استقامت کا پانی، تقویٰ کا پانی، وفا کا پانی،

صدق کا پانی، محبت خدا کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے۔ اور فضل تو وہی

کہہ لے میں بلاشبہ جان سے آتا ہے۔ اور ہر ایک کے ایمانی اور ایمانی

کی جو وہی اللہ نامو کی ہے؟ (انتیہ فیہ) ۱۰

کما اس قدر وضاحت کے باوجود ملاحظہ ہی سر سر ضرورت نہیں؟

منصور! کیوں اب تو دلچاس میں عباد کا

اب تو کہہ دیا یہ حق تھا ای گشت کا

(۲) اگر ”خدا کا پانی“ نظم کیجی کہتے ہیں تو کیا فرماتے ہیں علماء فرائض و احکام اس

آیت قرآنی کے مستحق میں میں فرمایا ہے۔ وَخَفَّاهُ مِنْ شَفَاؤِ الْعِلْمِ (تو اس کی شفاؤ کی) ۱۰





نہیں وہ پانی جوں جو آترا آسمان کے دستہ پر  
 نہیں وہ جوں جو خزاں میں سے بڑا اور آشکار  
 ایک دوسرے کو تو پر لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے لکھتے ہے  
 نال شکت ہاں اللہ غا قاصد مناہل  
 فیصلت من عیون و عیون تنور

(گرائٹ لکھتے ہیں)

کہ اگر تم خدا کا پانی پہنچتے ہو تو میرے گھاٹ پر نہ تو نہیں پتھر نصیب ہو گا  
 عذرا لیت حاصل ہو گی

ایک نہایت گزے اعتراض کا جواب (ج) اللہ تعالیٰ سے پہچانی

سنت مذکور ہے اس خدا کے ہمت ایک کیلے کا خود و خود صاحب کی دعوت و دعا  
 کی ہے کہ حضرت شیخ سرور نے فرمایا کہ اگر کسی کشت میں خودت میں گیا ہو۔ ہم اس بیان کو دوسرے  
 بھوت اور اعتراضات کہتے ہیں۔ بعض اس کے داخلی نفس لاتی ہے حضرت شیخ سرور  
 علیہ السلام نے کہیں ایسا نہیں فرمایا اور نہ ہمارے سنت میں داخل ہے۔ جماعت احمدیہ  
 ایسے لوگوں کی ذمہ دار نہیں۔ کیا مسند حضرت کو دعوت کا طوطا اور خطبات معلوم نہیں  
 نہیں ہمیشہ دشمن اسلام پیش کرتے رہتے ہیں؟ اس قسم کی بیانات کو سند میں نہیں لے کر انجانی  
 معاہدہ کی دلیل ہے وہیں۔

استعارہ کے رنگ میں عمل کا جواب (د) اللہ تعالیٰ سے پہچانی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کشتیوں میں اللہ کی جہاز میں کسی کو کہہ چکا لکھتے ہے۔  
 "میرم کہ طرح پھینکے کہ نہاد جہاز میں تلخ کاغذ اور استعارہ کے رنگ  
 میں لکھتے ہمارے ظہر پائی ہو" (عشرہ مسک)

الجواب (ج) اول چونکہ اصل عبارت میں لفظ "استعارہ کے رنگ میں" نہیں ہے  
 لکھتے واضح بات ہے کہ وہ دعوت معنوی ہے جو اپنی صورت کے بھوتات  
 میں بکثرت مشتمل ہے۔ چنانچہ امام غلامرضا شیعہ امجدی فرماتے ہیں:-

”یصیر المرید جزء الشیخ کما من الولد جزء الوالد فی الولادة الطبیعیة وتصیر هذه الولادة النفاً ولادة معنویة کما ورد من عیسیٰ صلوات اللہ علیہ ان یلج ملکوت السموات لیریدہ مرتبتین فی الولادة الاولیٰ یصیر لہ ارتباط بالعلم الحلیث و بطریق الولادة یصیر لہ ارتباط بالملکوت قال اللہ تعالیٰ و کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض و یدیک من الوقتین وصرفت الیقین علی الکمال یحصل فی هذه الولادة و بطریق الولادة یتحقق حیرات الانبیاء من لیریدہ میراث الانبیاء معاً اولیٰ و من کان علی کمال من النطق والذکاۃ (۱) و آیت اللہ العظمیٰ مدظلہ العالی

ترجمہ۔ مری پختہ شیخ کا اسی طرح مستحق ہوتا ہے جس طرح کہ وہ تیار ہو گیا بیٹا اپنے باپ کا مستحق ہو گا ہے۔ مری کی ولادت و ولادت معنوی ہوتی ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دودھ نہ پیا اپنی جہاں وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ولادت طبعی سے انسان کا دنیا سے تعلق ہو گا ہے اور ولادت معنوی سے ملکوت و اللہ کے ساتھ۔ یہاں اس پر یہ کہہ دیں کہ کلمات نری ابراہیم۔ خالص اور کمال یقین اسی ولادت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اسی پیغام کی باعث ہی انسان انبیاء کی ولادت کا مستحق ہو گا ہے جیسا کہ روایت انبیاء نہی و بادید و انکو پوشیدہ ہونے کے بعد اپنی جہاں؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا متقوا قبل ان تموتوا (موت) اگر تم سے پہلے موت قبول کر دے۔ یعنی تم کو زندگی خود پر مشابہت ہو تو دودھ کے پلے یا لکھن الحصول ہے۔ گویا فرمایا کہ جب تم میں دودھ کو دھپ کی کھینچ کی طرح بدل دے گے تب تم نئے انسان ہو گے۔ اسی کا نام اصطلاح تصوف میں ولادت ثانیہ ہے۔ چنانچہ قلم خود فرمایا اسی فکر و ولادت کی اشغال کرنے ہی معنوی کج کامی علی السلام نے بھی استعمال فرمایا ہے۔

”یہ لوں رسول لکھا ہے۔“

”اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔“ (۲) (۱) (۲) (۳)

اب حضرت شیخ سرور علیہ السلام کے اسی استدلال پر اعتراض کرنا حاصل کام اولیٰ

پہلیا کے روحانی مادہ کی تخلیق کرنا ہے۔ فہموس کہ تحقیق کے مطابق اس کا وقت لوگوں کی نظر میں محدود نہیں لگتا۔ کیا کوئی دلیل ہے جو مشہور مولیٰ حضرت مہمل کے اس قول پر توہم کو ہے۔ یعنی۔

”الْحَقُّ ذَا كَرٍّ وَآلِ الْوَحْدَانِ اَنْتَ مَعَنَا فَاَرْسَلْنَا بِكَ  
مَعَايِنُ الْوَحْدَانِ“ (نور العرفان ص ۷)

اور وہ حق حق کی حقیقت کو کہہ رہے؟

حق حضرت حق کے معنی علیہ السلام نے المصباح (دہندہ) کی خود تشریح فرمادی ہے۔ حضورؐ تحریر فرماتے ہیں۔

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک دعوت اور وہی دعوت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس کی نسبت میری گہرے مشاعرہ کرنے کے لئے یہ اہم ہوتا تھا۔ تاکہ ان کے لفظوں میں چارچے التخلیۃ ثانی یقیضوناً وشیء یبذل هذا ذلک کتباً قلیلاً۔ خاص ہے مراد اس بلکہ وہ امور میں ہیں جس سے خوفناک نتائج پیدا ہوتے ہیں اور جذع التخلیۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی اولاد منکر مریت نام کے مسلمان ہیں۔ موعودہ ترجمہ ہے کہ دروازہ گزشتہ دعوت جس کا نتیجہ قوم کا باطنی دشمن ہوجانا تھا اس نامور کو قوم کے لوگوں کی طرف لاکھ بوجھد کی غلط شاخ یا بڑ کی مانند ہیں۔ تب اس سے خوف نہ کر کہ اگر کاسٹوں میں اس سے پہلے مرجع تھوڑا بڑا ہوجانا۔“ (براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۷۷)

اس تشریح کو دیکھ کر کوئی محض خوف نہیں اس بلکہ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ تفسیر بقول بعض ائمہ کرام قائلہ پر صورت نامائز ہوتی ہے۔ موعودہ کا لفظ صاحب امر تفسیر سے ظاہر ہے۔

”مسیح موعود کے فریق میں صاحب کے نہیں ہونے کی گواہی ہے۔“ (اہل بیت ص ۱۷)

لہٰذا فریق۔ حق نہ کہ ہے اور یہی ثواب اس کے لئے ہے۔ حق ہی ہوتا ہے۔

تخلیق کے نامور تفسیر کو دہندہ موعودہ کا باطنی دشمن ہوجانا اس کا لفظ تفسیر سے ظاہر ہے۔

پھر یہ سیدنا حضرت مولا صاحب نے خود اس جام کی ہذا مستغیر فرمادی  
 تو اس ساڈا کہ اس طرح تمہیں چاہئے خود سادہ معلوم ہے اس امانت کی بنیاد رکھو  
 سورہ فلق مدونہ: "مطلیٰ لیلت کے منور میں جو مشعل ہو ملکہ ہے چنانچہ  
 انجیل میں یہ لکھ دیا کہ ہے۔"

اسی طرح یہودیوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ (تیسری دفعہ)

انجیل کو صرف مہدی کہو مگر یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بطور خاص وہ بالفاظ اپنے حضور مہدی  
میں استعالیٰ ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام میں اس نکتہ میں آیا  
ہے۔ چنانچہ حضور مقرر فرماتے ہیں :-

”پھر مریم کو جو مردوں میں سے ہے مدد دے، تو کجیور کی طرف سے کافی یعنی حرام ہنس اور جالوں اور بے کجیور سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پس منظر تھا۔ جنہوں نے کجیور کو ایمان کی اور گائیاں دیں اور ایک طرف ان پر کیا؟“ (کشتہ نوح ص ۱۱۱)

پہلی مصنف کا اجازت نامہ اور حفاظت دی ہے اور صداقت ہے کہ میں نے

**مریم بننے کی حقیقت** | اس بزرگ مناسبت ہے کہ ہم نے بھی بتا دی کہ حضرت مسیح موعی علیہ السلام کو مریم قرآن مجید نے لاکھیا مطلب ہے۔ مسودۃ المقرء مریم و اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔

[illegible]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بت لایا ہے کہ کافر حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیوی  
 عیساہ بھی کافرت تھی۔ کفر کی نگاہ میں ان کے اقارب کی وجہ سے موردِ رحمت ہیں۔ ان کی  
 خرافاتی کابلی کفار کے پاس بتاتا ہے۔ یہ جانتے ہیں کہ وہ بتائی کہ تا ہے مگر وہ اس کے  
 ساتھ وہ مخالفت میں کرتا ہے۔ وہ بداد ہو جاتے ہیں۔ مومنوں کی مثال فرعونؑ کی ہے اور حضرت  
 مریمؑ صدیقہ سے دی ہے۔ یعنی مومن وہ قسم کے ہوتے ہیں۔ اولاً وہ بڑی اور ثانیاً وہ  
 پاکیزہ ہے۔ ملائحتی شیطان سے بھلی پاک نہیں ہوتے۔ بلکہ کبھی کبھار وہ مذہب خفائی کے  
 پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ان کی بہت جہلوت، کجیوت، من انشور، انشور، انشور، انشور، انشور  
 کہہ رہے ہیں اور مخالفت میں ہیں ان کی دستگیری فرماتا ہے۔ یہ مومن حضرت اسمٰعیلؑ  
 زکریاؑ سے مشابہ ہیں۔ ان کو یہ وہ مومن یا شیطان کے کام استحقاق کو ہند کے اھماہ  
 کی صفت سے قصوت ہو جاتے ہیں بلکہ شیطان ان کے سامنے کو چھڑا کر دیتی ہے۔ وہ  
 ہوتا ہے۔ یہ وہ رنگ ہیں جو مقامِ ربوبیت کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کی ہی کافراہ ہیں  
 حضرت صدیقہ سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

ان قرآنی شخصیت کے اہمیت اور لیاذات اور تکلیف کا یہ خیال و اعتقاد ہے  
 کہ بعض صفات میں ممانعت کی بنا پر ایک کام دوسرے کو چھو دیا جاتا ہے۔ اور یہ  
 عباد پر قوم میں ذلت و شائستگی ہے کہ سخی کو حاتم اور شرفور کو مستقیم قرار دیا جاتا  
 ہے۔ اسی اصول کی طرف توجہ کرنے کا خاطر مدارت فرمائی کہ وہ کی قرآن کی تعلیم ہے۔

”اطلاق اسم المثنیٰ علی ما وشا بعد فی اکثر خواصہ وصفاتہ  
 جائزاً حسن“ (تفسیر کبیرہ صفحہ ۱۷۷)

ترجمہ۔ کسی کا نام اس کے خواص اور صفات میں مشابہ پر ہونے بطریق میں  
 جائز ہے۔

اسی بنا پر فقہاء کا مشہور قول ہے: ”ابو یوسف صفت ابو حنیفہ“ یعنی نام ابو یوسف  
 حضرت امام ابو حنیفہ سے لینے مشابہ میں کہہ دیں۔

اصلی تخیل علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من امتہ من یشکر ان عیونہ من یوسف  
 زہدہ فلنظروا فی ان قدرہ اور (محببت بہت مستثنیٰ انہیں شیخ مشابہ میں تو تفسیر  
 لکھنے کے لیے ہیں مریم کہ دیکھا جاتا ہے وہ حضرت ابو حامد مدد کہ دیکھنے کے لیے دیکھا جاتا ہے۔

رنگ میں حضور پرکاش کے خیل تھے۔ اس باب میں صوفیہ کا قول سب قائل ہے۔۔  
 مرد عاقبت گل گاہے پر رہا سہ ریاضت پہن تو عورت سے فریاد  
 کہ فاضل اعلیٰ شاہ سے گروہ دین مرتبہ نہ صوفیہ پروردگار گویا  
 (انتہا ہی لا نور ص ۱۸)

نور احمد میر و تاج الدین علی ایک مشہور باخدا انصاف گوشتی ہیں پہلے فرمایا ہے۔۔  
 "اشراف اللہ! ہر انسان بقدرت کلام حق تعالیٰ عیسوی وقت تو پیش امت  
 و ہر دم ادرا ہر اسکے طور مقام نفس جیوی در پیش امت۔" (رد مالہ ص ۱۰)  
 مطبوعہ مطبعہ ثانیہ بھائی بھوپال ص ۱۸)

نکہ نیاز احمد صاحب دہلی فرماتے ہیں۔۔

میں نے کہا تم احسبوا دشمنی منم  
 محمد شہید ز منم من فہم من منم  
 (دعایں مراد شاد نیاز احمد صاحب دہلی ص ۱۸)

شیخ حسین الدین دہلوی فرماتے ہیں۔۔

و بعد مومن القوی اندر چھندو  
 میں نے کہہ دیا میں میں کافی شوم

قرآن مجید پر ممالک حسن و عیسیٰ کا نام مریم اور یحییٰ ابن مریم قرودیت  
 ۔۔ اور اس کے مطابق آیت شریفہ اس طرح پر لکھ دی ہے کہ ان کے نزدیک جو  
 صفات مشابہت ہیں لوگ گزشتہ زندگیوں کے نام سے موسوم ہو سکتے ہیں یا شراب  
 ابلیس صفاتی تشابہک پر مبنی ہوگا۔ بلکہ خصوصیت سے تشریح ہو چکا ہے کہ کلام حق  
 ہی میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق مریم ہی اور یحییٰ ابن مریم  
 چنانچہ بخاری شریف کی مشہور حدیث ص ۱۸۱ میں سورہ یونس ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴  
 .... الا مریم و ابنہا کہ صحیح تسلیم کہ کہ قرودیت تشریح کی گئی ہے۔۔

"معنا ان حثل سورہ یونس بطبع الشیطان فی الخوارق و الا  
 مریم و ابنہا فاقہما لانا معصومین و کذا ہذا کل من  
 کان فی صفتہما" (تفسیر کاشانی ج ۱ ص ۱۸)

خاموشی نے اس عبادت کے آخری فقرہ ”وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا كُفْرًا“ صحت من حیثاتی صفت تھا۔“ یہ بتایا ہے کہ اس عرصہ کے غلط مریم اور ابن مریم کا اطلاق ان تمام پر آتا ہے جو صفاتی طور پر مریت اور مصیبت کے سنگسوں و گھن میں مبتلا تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص بجا صحت کے وقت بسم اللہ اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ الْفُطْرَانِ وَبِحُجَّتِكَ الْفُطْرَانِ مَا وَرَقْنَا بِرَحْمَتِكَ اِنْ كُنَّا فِيْ سِتْرِ شَيْطَانٍ سِوَاكَ (مشکوٰۃ باب الدعوات مستطاب) خود فرمادیں ایک طرف اُمت کو وہ طریق بتا دیا جس سے اور وہی شیطان سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور دوسری طرف بطور حصر فرمایا کہ ہر جگہ بجز مریم و ابن مریم نبی شیطان سے قوت نہ ہو جاتا ہے۔ لہذا بالخاصہ و بالعموم فرمایا کہ اُمت کے بعض بچے صفت مری سے نصبت ہوں گے اور بعض عیسوی سنگسوں و گھن میں ہوں گے۔ و ہولاء۔

اس واقعہ بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ صفاتی طور پر مریم اور ابن مریم بجا صحت کے بجز نبی ہے۔ مستندنا حضرت مسیح سرور عالم کو اللہ تعالیٰ نے اسی طریق پر مریم قرار دیا اور پھر ابن مریم بتایا یعنی صرف صفاتی اشتراک ہے حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں:-  
 وَالْقَدَمُ بَعْضُ الْفُرَادِ اُتَتْ كِلَيْهِمَا فُرَادِيٌّ كَرِهَ مَرِيَّةً مُّتَقِدَةً سِوَا هَاتَيْنِ  
 وَكَيْفِيٍّ كَيْفِيٍّ سَنَے پادشاهی اختیار کی۔ تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی تدوین  
 چھوڑ دی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ  
 تھا کہ اس اُمت میں ایک شخص ہو گا کہ اپنے مریم کا رحم اس کو ملے گا پھر میں  
 عیسیٰ کی تدوین چھوڑ دی جائیگی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مری  
 صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ لہذا مریم  
 ہونے کی صفت سے عیسیٰ ہونے کا نتیجہ دیا۔ .... یہی واقعہ نبی جیسے  
 ابن مریم کہلایا کہ میری عیسوی حیثیت مری کی حیثیت سے خدا  
 کے خلق سے پیدا ہوئی۔ ”وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا كُفْرًا“

(ابن کثیر)

”قد تے بؤرم بر لب مری دست نازدادہ“ پر ابن زکی  
 ہرگز نہ کہے یا نعم نشو و نما از فیق را و حق تا آشفنا



ہمدردی ان کا وہ دہشت ہے  
پس بے غش و گلب و رخ شرمیای  
رو بہ عیسیٰ اخلاص مریم و سید  
زادان مومنین و ایمانی  
زہر مریم ہوا اول عالم من  
بہذاں مہربانی عیسیٰ شدم  
(مستند: توحید ص ۱۲۲)

سے تمام لوگوں پر قرآن مجید کو خدا کا کلام ہونے کا حرجی حجتی و مسلم کو اس کا حرجی  
دلیل دینے پر مستعد و کسبوت مرزا صاحب نے جو کہا وہ میں مستعد و کسبوت کا جواب  
کیا ہے؟ تصوف کا یہی حرجی نہیں؟ اسے کاش تم کو بصیرت دی جائے!

**دعویٰ اُلوییت کے اعتراض کا جواب** | لوری لہجہ و فصاحت کے حضرت  
انہی کی طرف؟ خدا کی دعا کا دعویٰ؟  
منسوب کی ہے جو خود اس کی دیگر مغز بات کے ایک ہے، وہ خود دلیل قرآن کا نظام  
۱۲۲ کے کشف کو پیش کی ہے جس کا ترجمہ اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔  
”میں نے خواب میں دیکھا کہ ہر ہوشیار اور فقیہ کیا کر لیں وہ ہوں۔“  
(حشر و کلام ص ۱۲۲)

**خواب اور ظاہر** | ہمدردی طرف سے اس اعتراض کے حسب ذیل پانچ  
جواب آتے ہیں۔

جواب اول۔ یہ ایک خواب ہے۔ دیکھا کشف کو نہ ہر شخص کی ضرورت  
کافی ہے۔ ہمدردی کی بناء پر اس ذہن کے موقعاً عظیم پر اور ہم ہر گز دیکھا، سر و ظلم ہے  
کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اسی مکتب بعد کتاب اللہ میں لکھا ہے کہ سر و کائنات مخلوق  
علیہ السلام نے فرمایا۔

”ما رایت فی رمدی سوا ربی من ذہب۔ الخ“ (میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا)

(کتاب المرقا)

نہی سے سونے کے وہ انگلیں ایسے یا خود ہی پہننے ہوئے، دیکھو وہ جگہ بہت  
بڑے معلوم ہونے کے اوصاف ہیں، خود فرستے ہیں کہ وہاں پہننا خود ہی پر ہی ہے۔ لڑکیاں  
وہ ہندو اور دیگر معاذ ہیں یہ توئی ہی ہے کہ انہوں نے خود فرستے فعلی حرام کا یہ کتاب کیا۔

پرگز بنی، لیکن قرأت کا لٹکا ظاہر ہے اور یہ واقعہ ہی یہ کہ ہے۔ اور کشف کو ظاہر  
عمول کے ظہور دہشت نہیں۔

**آنحضرت کی ایک روایت** | جواب درود۔ اگر حضرت مولا صاحب  
کے مورد ہا کشف سے حضورؐ کے لازم شرک ہو آپ کا  
ہوئی خدائی ثابت ہو جائے تو پھر اس حدیث کے شلق ان کا کیا خیال ہو ہی رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”رأيت ربي في صورة شامت اسود قطط له ونورة من شعور  
وفي وجهه خدلان من ذهب. الحديث لا يروى في الحديث والحمد لله  
جل جلاله. (موجودہ روایت کے تحت لکھیں)

”میں نے اپنے رب کو ایک سوچا ہوا ان کی شکل پر دیکھا اس کے لیے بال اسود  
اس کے بالوں میں سونے کے جھومتے تھے۔“

کیا غیر احمدی صاحب بصیرت کی طاقت میں رسول پاک پر بھی الزام شرک لگا کر  
آپ سے روگردان ہو جائیں گے؟

ان کے دوسرے کہ اس حدیث کے مستحق انکار ملک نہیں کیونکہ اس حدیث فرماتے ہیں۔

”حديث ابن عباس رضي الله عنهما لا يروى في الحديث والحمد لله  
عزت ایک ہی موجب ہے اور وہ یہ کہ یہ واقعہ کشف ہے۔ چنانچہ علی کا وہی فرماتے  
ہیں۔ اس حدیث میں حدیث علی العناور فلا اشكال في العناور موجود نہ کہ اگر اس  
حدیث کو خوب پرکھ لیا جائے تو کوئی اعتراض نہیں۔ نیز شیخ علی الدین ابن عربی  
کا بھی یہی قول ہے۔ فرمایا: ان هذه الرواية كانت في حال الخيال ومن شأن  
الخيال ان يمسك ما ليس من شأنه. التبع من المعاني. لا يروى في الحديث  
علیه السلام کہ یہ دنیا عالم کشف کا واقعہ ہے اور وہ ان غیر مستحکم چیزوں پر قائم نظر آتا ہے  
کہتا ہے۔

”من آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور مسیح موجود علیہ السلام کا کشف بالکل مشابہ ہے۔

نما ہو جو ایک نظر جو ایک  
حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ تعبیر | جواب سورہ حشر ص ۵۷





وزہمار دریں محاطہ تجب نہائی و با نگاہش نہائی زیرا کہ چون از سر  
وادی مقدمی نمود ائی انا اللہ رب العالمین سر برزد، اگر از نفس  
کاملترین موجودات است و نیز حضرت ذات است، اوست، اوست، اوست، اوست  
بنا بر محل تجب نیست: (کتاب مربوط مستقیم ص ۱۵۸)

(ج) حضرت مستبد بعد العاد و جمع فی دخی اندر حضرت فرماید: ۱۔

"قال الله تعالى في بعض كتبه يا ابن آدم انا الله لا اله الا انا اقول للشئ كن فيكون اطعني اجمعين تقول للشئ كن فيكون وقد فعل ذلك بكثير من انبياء و اولياء و رسل من قبلي من قبلك (فتح الغیب مقامك مثلاً)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ شے آ و خداوندی  
خدا شے واحد ہوں اور کُن کہنے سے ہر چیز پیدا کر دیتا ہوں۔ تو میری  
اطاعت کر۔ میں تجھ بھی کُن فرماؤں گے اختیار ادا کرے دوں گا۔ اور  
اللہ تعالیٰ نے۔ بہت سے انبیاء و اولیاء اور اپنے خاص بندوں کے  
پیشوا ہوں۔

(ج) حضرت فرمایا میں صاحب ہوں۔ آیت میں۔

"ہو شخص من می عمر ہو جائے رہ گیا۔ میں سزا پاؤں گی جو کہ ہے  
اور اگر وہ آدمی خود زد ہے اور سب ہی کو۔ ایک طرح جب نہیں ہو سکتا  
(ذکر الاولیاء ص ۱۰۰ ذکر باغیر بیضاوی)

(ج) مروجی جبرائیل صاحب صحت: یہ لکھتے ہیں۔

"ما من کے اتھو جس کے ہاتھ آدمی کی زبان خدا کی زبان آدمی کی  
ہاتھ خدا کی آنکھ ہر جاتی ہے (اور خدا تعالیٰ در حقیقت ان اظہار سے  
پاک ہے۔ ان کے اس جویش میں نکلتے صمد، الذی علی جمیع بہرہ  
طوب و شر ہے اور ان میں وحی و جود کا درجہ ہے۔ اگرچہ  
خدا شے پاک و بیخداات اور صفات میں چین کائنات سے پاک و بیخدا  
ہے، کوئی ممکن صاحب نہیں ہو سکتا۔ لیکن عارف پر و محبوب کا

ایک اور بات تو یہ ہے کہ اس کے انکار میں ہی ظہور کرنے لگتے ہیں۔ یہی  
لا تعزیر عالم میں ہونے لگتا ہے۔ خود شخص خافی الشعار ہوتا یا نہ  
ہو جانتے ہیں۔

ہرگز فیرو آئندہ دشمنی نہ ہو بد بختی

نیت است بر جہنم عالم دوم

یہی یہ انسان کا کمال، انتہائی ہے۔ سو یہ مرتد تھا، بنیادِ عظیمِ مسلم  
کو اور اس کے چاہنے والوں کے جیسے دریا، کو کام کا نصیب ہوتا ہے۔  
(مقتدرِ تعمیرِ حقانی ص ۱۱۱)

۱۱۔ انجمنِ اعتبارات اپنے مطبع کے لٹاکے نہایت نمایاں بھی شریعت کی خدمت  
نہیں۔ اسے کافی منہنی ہو کر مقرب صاحب اور اس کے رفقاء حضرت سید انیس صاحب  
کا نصیحت پر کان نہ دیکھ کر نہایت احمقانہ طریق پر اپنی کو ٹھکانا دے تو حکمِ حکم  
افراہن ذکر کرتے، بظاہر یہی ہے۔

قویٰ زندہ نگار بدعتیہ پانچویں

حضرت شیخ سرور کا کشت گرو صوفیاء کی زبان اور اس کے اصولوں میں حضور کی  
صدائے کاذبہ دستِ ثبوت ہے نہ قابلِ افراہن۔

جواب پنجم۔ افراہن کے حوالے سے حوالہ جہات کے بعد اب ہم حضرت  
شیخ سرور علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں جو حضور ﷺ کے حقیقہ کا تقریباً  
تمام فرائض ہے۔

”مکہ شریفہ اور مکنوہ کے خاتمہ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں کہ تم اسی کو جانتے  
ہو کہ خدا کی کوئی شریعت نہ کہ وہ اس کے اسم میں نہ کہ اس میں۔ خدا خدا  
خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جس کا پہلے نام تھا۔ خدا اب بھی وہی ہے  
جس کا وہ پہلے ہوتا تھا۔ اور اب بھی وہی ہے جس کا پہلے تھا۔ یہی  
نام ہے کہ اس نام میں وہ تھا تو ہے مگر وہ نہیں، مگر وہ تھا۔ اور  
ہو گیا ہے۔ اس کے تمام صفات وہی ہیں کہ اس کی صفات ہیں مگر وہ نہیں  
اور نہ بھی ہوگی۔ وہ وہی واحد و ترکیب ہے جس کا کوئی قیاس نہیں اور نہ

کوئی بچہ کی نہیں۔ اور وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی پوتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں الا : (الوصیت ص ۱۷)

کیا کوئی سیدہ فاطمہؑ اس تحریر کے دائم کو دینی اور دنیوی قدر کے ساتھ ہے ہرگز نہیں۔ اس عبارت کا ایک ایک حوت اس کی خانی اشرا اور بقاد با شکر پر دلیل ہے جس سے سوچنے والا سوچ کر یہ پستان طوفانی کیوں ہے ؟ کیا موت اس سیکے نہیں کہ دنیا کے فرزندوں کو دشتی سے روکا جائے اور وہ فوراً موت سے متوجہ ہو سکتے ہیں ؟ یاد رکھو کہ تہذیبی سب کوششیں نکالت جائیں گی اور خدا اپنے درستہ کی قبولیت کو دنیا کے کسے کسے میں پیجا دے گا۔ کوئی ہے جو خدا کے امداد کو روک سکے ؟

نئی زمین اور نیا آسمان | حضرت مرزا صاحبؒ نے زمین و آسمان کے خالق ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہی ہے کہ یہ سب کچھ زمین و آسمان پر نہیں بلکہ قسم کے روحانی افعال کا صدور و نتیجہ ہیں جیسے کہ آپ کے احادیث سے واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مزید وضاحت کے لئے اس ضمن اعتراض کے دوسرے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ یاد رکھئے کہ یہاں زمین و آسمان پہلے سے پیدا شدہ تھے۔ ان کے پیدا کرنے کا دعویٰ ہے اور نہ ہی یہ ممکن کیونکہ انسانی حاصل حال ہے۔ خود حضرت مسیحؑ جو اولین استاد مہربان کتاب انجیل کا لایا ہے اس میں لکھتے ہیں :-

وَأَنَا أَعْتَقَدُ مِنْ مَسِيحٍ قَبْلِي إِنَّ لِلْعَالَمِ مَائِئَتًا قَدَرًا وَاحِدًا  
قَالَ رَأَى كَرِيمًا مَعْتَقِدًا رَأَى عَنْ مَعْنَى مَا ظَهَرَ وَاسْتَغْفَرَ : (متی ۲۷)

ترجمہ: میں یسعیؑ سے اعتقاد رکھتا ہوں کہ اس جہاں و آسمان و زمین اور کائنات کا ایک قدیم قادر و مددگار خدا خالق ہے جو ہر کچھ پر قادر رکھتا ہے۔

اس حقیقت کے باوجود انبیاء کے طریق پر ایک قسم کے زمین و آسمان پیدا کرنے کا آپ کا دعویٰ تھا اور سبے شک آپ نے وہ پیدا کر دیا اور زمین و آسمان کو روحانی تھے بتلوا نہیں۔ ہر ایک عظیم نشان صلیبی کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین

بنائی جاتی ہے؟ (مختصر القرآن ص ۳۹)

یہ نیا آسمان اور نئی زمین پر ہی کے وقت میں بنی رہی ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ انجیل میں  
ہر جس کے حسب ذیل الفاظ آج تک مرقوم ہیں کہ۔

”اس کے بعد اس کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انکشاف کرتے  
ہیں جن میں رہنا مقبلاً ہی میں رہے گی؟“ (۲۔ پطرس ص ۵)

اور قرآن مجید نے بھی آیت ظہر الفساد فی البر والبحر میں ہی انقلاب کی  
طرح اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی اصل پاک علیٰ اشرار علیٰ وسلم کے زمانہ میں حکیم اللہ نے طور پر نیا  
آسمان اور نئی زمین بنائی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ اسی وقت مبعوث ہوئے جب دنیا میں تاریکی کا غلبہ تھا اور سلطان پر  
دہم کی دنیا میں دیکھ کر ہی آسمان و زمین نئے بن کر اٹھ گئے تھے۔ انوار تہجد اور انبیاؑ کی  
شان و شوکت کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے۔۔

”آسمان کے وہ بساط اٹھ رہی مسلمانوں کا اتھال اور اسے بدل گیا،  
ان کی درجہ و درجن سلطنت کے تختے بخرے ہو گئے، ان سے ظلم چھین لیا گیا،  
ان سے وہ خاصاں طلب ہو گئے جن کی وجہ سے مشرق و مغرب میں لگی جنگ  
تھی“ (ذبیحہ دار سہ ماہی مستند)

لہذا اب ضرورت ہوئی کہ نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کی جاوے۔ اسی کاروبار کی استعمال  
کرتے ہوئے مشنری لکھتے ہیں کہ۔

نئی چیز کا اب نئی ادائیگی	پچھلے گلیں اور یہاں ہوائیں
پھیرنے جو گئے تھے فراتے	نقصہ زدہ و ملامت زدہ ترانے
پھونکا ہے خاک و فسادوں	اب دلگداز ہے ہر گون
سیاہی جب نئی جگہ کے	وہ ٹھاٹھ بدل گئے ٹک کے

اب ضرورت ملک و دیار نئی ہے

افلاک نئے، زمین نئی ہے و شریعت بہت

حضرت مسیح موعودؑ عیہ السلام فرمایا کرتے ہیں۔۔

”الغیۃ“ الہ و نو کشتی دنگہ میں ملی نہ دیکھا کریں نئے نیا زمین اور نیا آسمان پیدا کیا



ہے۔ اور پھر میں نے کہا کہ آدھ انسان کو پیدا کریں۔ اس پر خدا ان مردوں  
نے خود چاہا کہ وہ مجھ کو اب اس شخص نے خدا کی کاروائی کیا ہے کہ اس کثرت  
میں مطلب تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کر لیا کہ  
گویا آسمان اور زمین کے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا  
ہو جائے گا۔ (پڑھیں یہ حاشیہ ص ۴۳)

(عقبت) "خدا نے ادا کیا کہ وہ انہی زمین اور آسمان بنائے۔ وہ کیا ہے نیا  
آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک، دل پر ہیں کہ خدا  
اپنے دامن سے بناد کہ وہ ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظہر  
ہو گا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی  
کے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن انہوں نے جو خدا کی اس نئی روش سے  
چشم کی؟ (کشتہ فون ص ۴۴)

پس خصوصاً گاہ مریں روحانی جماعت پیدا کرنے کا تھا۔ سو جماعت انہوں نے کہا "پارسلٹی"  
اسلام کی خدمت، سرگزشت و خدمت اور روحانی تنظیم صاحب دل انسان کے لیے ضروری  
ہیں۔ آپ نے پاکیزہ دل کا ایک گروہ پیدا کیا جو ان رنگی اور ذات پر گئی ترقی کر رہا ہے۔  
(الحکم لرحنا ولا تلتقنا) کیا یہ تنظیم وہ کہنے کے لیے مسلمان ہیرت ہیں؟

**خدا کے باپ بچنے کا دعویٰ** | مسیح "مسیح کا لٹنے" وہی ہے جو چاہتا تھا  
انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہی کا دعویٰ کیا ہے وہ ان کے خدا کا ہے۔  
"خدا کے باپ بچنے کا دعویٰ ہے۔ ایسا با با ہے۔"

انہوں نے مخالفت ہوتی ہے ان اعتراضات کے جانتے ہیں، مگر شاید اس سے بڑھ کر  
بددیانتی کا ممکن ہے کہ جو ہر کسی کی طرف سے انہیں منسوب کی جاتی ہیں جو ان کے عقائد میں داخل  
ہیں۔ جو یہ ہے کہ انہوں نے جو یہ اعتراضات صاف ظہر کئے ہیں کہ ہم سے  
خالص انہوں نے اصل عقائد پر اعتراض کی کتاب نہ کہ خود ایک اعتراضات پر مبنی کہتے  
ہیں اور پھر اس پر اعتراضات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ  
خشت اول چون بند سار کی  
کا اثر ہے وہ وہ اور کی

ہر حال میں یہاں کے اہل بیت کی خاطر صحت نے وہاں ہم پر پیش کی گئی ہے (۱)۔  
 پس (۲) مصلحت حق و اصلہ کائنات اللہ تعالیٰ من الشیاء اور ای  
 سے استدلال کیا ہے کہ خود اشد حضرت و صاحب کرامت کے آپ جو نے گا وہاں تھا  
 انہوں سے

اُن کی کجی کسی کو بھی دیکھنا نہ دے  
 جسے کسی کو موت پہنچا دے اور نہ دے

صحت نے یہاں حقہ اولیٰ صحت  
**الہام انت وئی وَاَنَا مِنْکَ** کے سہ سے نکلیا ہے اور اس صحت  
 اور جو "نئی" تھی جس میں "کے" خود ساختہ تھے ان کا چاہ ہے۔ یہاں کہیں جو پر صحت خط  
 ہے کیونکہ وہ تو اللہ کے ولی ہیں ان کا مطلب ہے جس پر ان کی جہاں پر اللہ آگاہ ہے وہ  
 آپ ہی کے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی آپ کے ہیں جب صحت طاقت ایک شجر ہزار  
 کے لیے اور ہر ستر میں ایک ہزار کی تو انہوں نے فرمایا۔

لَمَّا تَلَوْتُ لَیْسَ بِکَ فَکَرْتُ وَیَقُولُ مَنْ لَمْ یَلْقَکَ لَیْسَ بِکَ  
 (خروج) اگرچہ میں نے یہ کہہ دیا کہ میں نے نہیں اور جو نہ پہنچے گا وہ جس سے ہے  
 تو کیا آپ کا مطلب یہ تھا کہ جو ان کے سے گا وہ میرا دشمن ہے گا اور جو نہ پہنچے گا وہ میرا  
 دشمن ہی جائے گا (معاذ اللہ)۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ کا مطلب صرف یہ تھا کہ جو لوگ میرے  
 ہجوم میں نہ آئیں گے وہ میرے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہجوم میں وہ میرے  
 نہیں ہیں۔ چنانچہ مولیٰ خداوند صاحب ہر شے میں اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے جو  
 شخص اس ہجوم سے پہنچے گا وہ میری جماعت سے نہ ہو گا اور جو نہ پہنچے گا وہ میرا دشمن ہی  
 ہو گا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹)

نیز علامہ جلال الدین سیوطی بھی لکھتے ہیں کہ ترجمہ اسی میں لکھا گیا ہے  
 کہ میں - (جو لوگ نہیں)

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ صحت اور ایمان کا یہ قول بیان فرمایا ہے کہ مَن  
 تَجِدْ تِلْکَ وَیَقُولُ (اور ایمان) جو میری تابعداری کرے وہ جس سے ہے لکھا گیا  
 کے ہجوم میں کہ وہ میرا دشمن ہے اور کیا سر میں ایمان کی طرف وہاں "خبر" حسب طلب





پھر دوسرے موقع پر فرمایا :-

”ایسا انسان بھی کرنا نہ ملے گا کہ اس وقت دنیا میں آتا ہے جب خدا پرستی کا نام و نشان ریخت گیا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی جو کچھ گونا گونہ فسق و فجور پست و ذلیلہ ہے اور خدا مستی میں اور خدا دھوکے میں انھیں نہیں آتا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس قسم کو قائم کیا ہے اور میں اپنے فضل و کرم سے اس سے کچھ کو محسوس کیا ہے۔ تاہم ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے خبر ہیں اس کی اطلاع دے دوں اور دعوتِ اصلاح بلکہ حجتِ صدق اور میراثِ وحی و وحی کے ساتھ (اس طرح انہیں) اللہ تعالیٰ کو دکھا دوں۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے مجھے غائب کیا اور فرمایا: اَنْتَ رَاسِقٌ وَاَنْتَ بَصَلٌ؟ (خدا انکرم بدو، لبرو ۳۷)

پھر حضورؐ نے صاحبِ احمیہ کے لئے بطور تہنیت جواب دیا کہ :-

”وہ یقین کر لی کہ ان کا کوئی کام اور تیوہم اور خالقِ کلک خاص ہے جو اپنی صفات میں ذلی ہدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی کی بیوی؟ (کشکشا کج صلا)

پس جب ذالہام کے ان علی اندوئے ذہنِ مسرمن کے خود تراشیدہ مفہوم نکلیں ہیں اور ان کا صاحبِ اہام اس کا دھریا رہے تو پھر اعتراض کیوں اور کسی پر؟

مسرمن نے ذالہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارِ زبانی سے حضرت مسیح موعود کا نام لیا ہے اور اس کے ترجمہ میں مسرمن (پن) طرف سے لکھا ہے۔

**مظهر الحق والعلامہ**  
**كَانَ اللهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ**

”یعنی وہ ادا کا ایسا ہوگا جیسا کہ خدا خود آسمان سے آتا ہے۔“

گویا مسرمن یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اہام میں موجود وہی کوشا شہرہ آگیا ہے حالانکہ وہی حقارت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا اشتہارِ زبانی و ظہوری ہے نہ کہ ذات میں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام اس اشتہار میں اسی جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

”مظهر الحق والعلو کائن اللہ قرل من التسلو من کا نزول  
 بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور ۲۲  
 ہے۔ خود میں کو خدا سے اپنی دنیاوی کے طے سے مست کیا۔ ہم میں  
 اپنی نور ڈالیں گے اور خدا کا صبح اس کے سر پر ہوگا۔ جو جود ہوگا  
 اور اس کی برکت الہی کا موجب ہوگا اور نوری کے کندوں تک  
 شہوت پائے گا اور قریش اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفس نقطہ  
 آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً (انتہار  
 اور زور و شہوت) نتیجہ رسالت جلا مست

اس ایک سواد سے ہی مخرج کا اعراض باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا م  
 عہد منہ جتنی یا علم تفسیر کرنا نہ جانتا ہے۔ خود مخرج بنیادی نہ ہی لکھا ہے کہ  
 ”عہد منہ کی حقیقی تفسیر ہم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔“ اس کو بنی حاصل  
 ہے کہ مذہبی کی اہل تفسیر و تعلیم کے عقائد میں اپنی نئی گزرت تاریخی پیش  
 کرے۔“ (تحقیق کافی مش)

پھر لکھتے ہیں: ”حضرت کے حضور قرآن فرماتے ہیں۔“

”مظهر الحق والعلو کائن اللہ قرل من التسلو من ظہور  
 جلال رب العالمین یا تہات نوراً مسروحاً بطور الرحمن؟  
 (انجیل گاہی و صوم مشق)

ترجمہ۔ وہ صداقت اور نوری کا ظہور ہوگا؟ اس کے بعد سطور شعلی  
 کے جلال کا ظہور ہوگا۔ وہ ایک نور ہے جو خدا کے طے سے مست ہو کر  
 تیرے پاس آئے گا۔“

پھر حضور فرماتے ہیں: ”

”انما نبشرون بظلال مظهر الحق والعلو کائن اللہ قرل من التسلو من  
 ترجمہ۔ ہم ایک روشنی کی وجہ بناتے ہیں۔ یہی اس کے ساتھ حق کا ظہور  
 ہوگا۔ اس کے خدا آئے گا۔“ (مختصر ہی مشق)

اس بات کے کل جو ہار کے بعد کہ مشاہدات میں نہیں بلکہ عملاً فعلی ہوگا ہے



ایک اور طرح سے | حضور کو ہے ایک جیسے ملک و مملکت اس کے علم کو غیر نہیں  
ہوتے اور وہ اس کے علم کے بعد اس کو کہتے ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت شاہ کے لئے کہنے  
سورہ بقرہ میں ہے

لَا تَدْرِي لَكَ أَجْرٌ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

اس طرح پر اس الہام کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ روزِ قیامت تک اس کو معلوم نہ ہوگا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ فِيمَا كُنْتُمْ تُخْلِفُونَ بِالْأَلْفِ مَا يَخْلُفُ اللَّهُ فِيكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَظِيمٌ

وَاللَّهُ عَظِيمٌ ۚ (النحل: ۶)

یعنی اے لوگو! میں تم کو اللہ کے ذکر سے نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے وعدے کو بھول کر اس کے خلاف کیا کرتے ہو۔ اور اللہ عظیم ہے۔ اسی  
جہاز کے معنی میں کسی ایک انسان کا آنا خدا کا آنا کہہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کو تعذبات نے یہاں حفاظت ذکر کیا ہے :-

اللَّهُ عَظِيمٌ ۚ (النحل: ۶)

پس اللہ ہی صورتِ کائنات اللہ تعالیٰ ہی تمام کے معنی کامل معات ہیں اور اس سے  
خدا کے باپ جو صف کے واسطے کائناتِ غریب اور زہابی ولی کے ساتھ ہوتی ہے  
ہے۔ خدا ہم اللہ۔ اسی الہام کی تشریح ہی حضرت نے فرمائی ہے :-

بشارتِ نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ  
کوئی گاؤں نہ اسی شریف اور حیرا  
وہ گاؤں گاؤں کا ایک عالم کو پھیرا  
(مثنوی قدس)

سورہ بقرہ میں کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو پورا ہو گیا ہے  
خضر علیہ السلام کا یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو پورا ہو گیا ہے







مستزن ہوتا ان کی تصور نہیں ہے ان کے لیے ہمارا ایک ہی جواب ہے کہ

و اتھامی مدی یحنا کستم  
بنیاد کوشیجی اور حلال شدت

ہمیشہ سے فرزندِ حق کا شیوہ رہا ہے کہ وہ اسمانی علم کے باطنی اپنے درجی  
اور خشک علم پر تازہں ہو جاتے ہیں۔ بشرِ قہار فرما ہے قہر ثلثا اور قہار ہذا کہ حقیقتِ لویلی  
والہ صلیح کو جب اس کے پاس سے ملتا دھولے آتا تو انہوں نے اپنے علم پر اترا شروع کر دیا  
اس کا ہریت بھنگا اگر مودہ اور مع فرما تے ہیں

گر بعلم خشک کا بدی ہے

فرزانی دانہ اور بدی ہے

سجنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی تین اصلاح فرمائی ہے

گر بعلم خشک کا بدی ہے

ہر شے کے راز و ابی دہی ہے

پس معرفتِ حق کی سچ موعودؑ پر مشابہت میں کلامِ نازل ہوا بلکہ پرنی کی کہی حال  
تھا حضرت مسیح موعودؑ کو کئی تئیسوں میں کہتے تھے۔ اور فرمود تھا کہ ایسا ہوتا کہ اگر کائنات  
و جہنم کا بھی انکشاف تھا اور طبقاتِ دنیا کی آفتی کا بھی پھر خود یہ تھا۔ ہائی کیفیت سے نمود  
لوگ اس بیان پر ادب کیا اور کہتے تھے یہی۔ موعودؑ انہوں کا بھی اسی بیجا سے حق  
پنا ضروری تھا تاہم یقین کی یہ ضروری حالت بھی پوری ہو جائے۔ نعم ما قال  
المسیح الموعودؑ ہے

کفرت وما الکفر منک بید عفو

و رسم تقدیم عہد المعتقد

# فصل سوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر اعتراض  
اور

## اُن کے جوابات

ہر قدم پر میرے نواہنے تھے بلکہ نشان  
ہر حد پر محبت حق کی پڑی ہے ذرا مختار  
(منہجیہ روحانی)

تیسری فصل میں دشمنی کی سنسنی اور متروکہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے  
جہاد میں اعتراض کئے ہیں اور اپنی تاویلی سے ان پاکیزہ اور بے بہا باتوں کو شیطانی  
کلمات قرار دیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ دنیا کے شروع سے ذریعہ شیطانی اور مافی  
بینام کو اسی طرح ٹھکانا رہی ہے۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہہ رہی کہ داستان  
زندگی ان تیرہ باتوں کی ایذا رسانی، تکذیب اور گندہ دہانی سے بھرپور ہے۔ یہ بات  
انبیاء سے ہی مخصوص نہیں بلکہ تمام موجود کے سبب و اسباب اپنی اور اولیاء اللہ کے بھی  
ان لوگوں نے اسی طرح ڈکھ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :-

”لقد وقع لنا وللعارفين اسود وخطر بواصلة اظهارنا للحق  
والاستمرار وشهدوا خيبتنا بالزندقة وأذونا بالفساد الإلهي“  
(انوار حقیت ص ۱۷۱)



قرآنی حلقہ، تصوفی آقاؤ متین، اَلْمُبْتَغِیْنَ (شعبہ دوستی)۔ لیکن اس طرف اشارہ کر رہے ہیں  
حضرت مرزا صاحب کے اہلہات کو مسٹر من غلط قرار دیتے ہیں کہ بھی اس بات کا اعتراف کیا  
چکا ہے۔

مرزا صاحب کہ اپنے اُن کائنات، اہلہات اور پیشگوئیوں کے تیار ہونے  
پر بڑا غرور و دعویٰ تھا۔ (عشر مولا)  
اس کے بعد حضرت اقدسؒ نے جن الفاظ کو نقل کرنا ہے۔

”وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا قطعی اور یقینی ہے۔ اور میرا کتاب اور  
اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ کتاب اور اس کی روشنی ہے  
ایسا کہ میں اس کلام میں شک نہیں کر سکتا۔ بخدا کی طرف سے میرے یہ نازل ہوتا  
ہے۔“ (عشر مولا) بحوالہ تہذیبات (ج ۱)

اس ایک بات سے یہاں عقلمند انسان حضرت کی سچائی کو پرکھ سکتے ہیں۔ بجا یہ فریاد نہ کہ  
اور یہ اصول مستحکم شیطان اور شیطان کلام کو ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اتفاقاً اللہ  
لعبدۃ الاولیٰ الالہاب۔

نمایاں مسٹر من حضرت کی صحیح عمری مسئلہ اور  
**حضرت مسیح موعودؑ اور ابن مہدیؑ** | عید و سلام اور ابن مہدیؑ کو باہم شامل قرار  
دیتا ہے اور یہ جیسا ہے کہ جب مرزا صاحب کو جو امت احمدیہ نے رسول مانتا ہے تو ابن مہدیؑ  
کو کیوں رسول نہیں مانتا؟ اس میں ان کو اتنا بھی سلوم نہیں کہ ابن مہدیؑ سے کب پہنچا دعویٰ  
ہوا کہ کیا وہ کب اس نے الہی دنیا کو اپنے ہاتھ کی دعوت دی۔ اور پھر کیسی سیاروں کا کہ  
سے اُن کی سچائی ظاہر ہوئی بلکہ صحیح روایت کی بنا پر تو اس نے آفرکاروں کی گنجائش سے  
بھی تو بڑی کڑی تھی جس کی وجہ سے شیخ الاولیٰ مسٹر من اسے ”دلی ٹوٹی“ قرار دیتا ہے۔ اگر مصلحت صاحب کے  
نزدیک اس کو دیکھ لو دعویٰ تھا کہ اس کی وہی کوپتھی کرتے۔ اور پھر موت دعویٰ تو کوئی چیز نہیں  
جسٹک یہ ہیں اُنھے جنہوں نے کتاب صحافت کی کہ وہ کے مقابلہ جو کہ ختم و دعویٰ کے مگر  
ان کے تباہ حالی، غلامی اور غلامی کی موت نے ان کو صحیح نہیں کر کہاں پاک لایا خدا کی بنا  
لے خدا کی رحمت اور ان کی رحمت کے لیے آپ کی حق آواز کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ان کے خدا کی  
رسول اللہؐ کہتا دعوت و دعوت نہیں کہوتا۔ (مؤلف)

اور آسمان سے ان کی برادری سے ان کی اہلیات پر خجاست دیوی۔ کہاں وہ ملک و کہاں خلا  
کار و نیکی اس سے پہلے اللہ جلے ہی میں دھڑکی فرمایا "اچھا اور بچا نے اس کے دشمن ہو گئے۔  
سب سے اس کی قریب ہر دو کا اور امتیعال کے اصول سے سوچے اور مکان ہر کشتی کی  
ظرف سب کا مہر ہے اور سینہ کا دیوان کی دینا ہر سب پہ صواب کیا ہوا ایک تم تھا ہی  
سے ہمارے عظیم الشان، دوستوں کیا اور اس کی شائیں کی فن عالم میں جس کی ہیں اور خیر کیا  
تک اس کے حاسدوں اور شکر کے بچے کا سامنے بن گئیں۔  
پر نسبت ناکہ داہا لپک

یاد رکھو

عادلان وافر حق کا ہر عوام  
کا زبان ٹر وند شد ترک تمام  
نیرنگی ہوں کہ اگر حقیقت کا قیام نہ ہو تو حق قریب ہی ہوا ملک و حق  
کے لئے اس کا اپنا قریب  
"میرے پاس کچھ ہے اور کچھ ہے جو میں نے اس کا قیام کیا" (عشق کا دست)  
یہ کافی تھا۔ اور یہ بات ہی صورت کیج مروجہ اور اس کا ذہن ہی تھی فرقہ گردی کیا کرنے ہی  
نہیں پڑھا کر دے کا سچا مروجہ ہے سب اہلالت کے یقین، قطع اور مستجاب شدہ  
دیہ ہے۔ (عشق کا دست) بلکہ یقین کا ہی ہے فرما ہے:-

حق ان لوگ جہت اپنے تئیں تہہ کر رہے ہیں۔ نہیں وہ یہ نہیں ہوں کہ  
کہا ہے (الحزب ملک) ان کے بچے اور ان کے بچے اور ان کے زعمے  
اور ان کے ٹوٹے تمام ہی ہوا ہی اور میرے ہونے کے لئے دعائیں کریں  
تو یہ وہ اس تمام دھڑکی کا منت کی شکل میں ان کے تہہ پر دے گا۔  
(خیر و عین غریب مٹ)

ابن حیار کا اقراوی ملک و انتہا ہی ہی اس کے کا ذہن ہونے کی کافی دلیل ہے پہلے  
سیدہ امیر علی اور علی و علی نے اس پر فرما فرمایا۔ خلط علیات الامیر تہہ پر بات  
خلط علیت ہو گئی ہے (عشق کا دست) اگر اس کی کتب یا ان کے ثابت کرنے کے لئے دوسری  
دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر سحر کیج مروجہ کا اپنا دھڑکی پر ان یقین اور اپنے اہل عالم پر قطع

وہی حضور کی صداقت پر بردہ مستکرا ہے پس اس حقیقہ اور سچائی کو کلمہ کھلا فرق ہے۔

خداوند مفرقات ای تقرق

**وفات مسیح کے الہامات** | اس بکریہ کا دینا ایسا ضروری ہے کہ مسیحی دنیا پر پوری نفاذ آجائے بشری ملک کے ہر واسطے کلمہ ہے کہ دنیا صاحب نے وفات پر کچھ اور اپنی سمجھ کے الہامات کو دس سال تک جاری رکھا بلکہ رو کر دیا (ما مشیہ ملک مشر)

یہ الفاظ صحاح آجائے بشری ملک میں موجود نہیں ہیں۔ پس یہ تو مسیحی کی حدیث الہی ہے لیکن یہ بات بلا شبہ درست ہے کہ حضرت ابراہیم ایک عرصہ تک حضرت شیخ کو ذرا ملتے تھے۔ مگر یہ تو خود اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت شیخ اپنے دور کی سمجھ میں خصوصاً باری نہیں کی جاتی اس سے یہ سمجھ لیں کہ الہامات کو نہ کہ یہ "اس میں فکر" سرور باطل ہے جو شے ہے۔ حضرت کو کبھی کسی الہام کے بعد بھی دیکھیں تاکہ ان حضرات نے کسی الہام کو نہ کیا۔ اس دور کی سمجھت الہامات کے شیخ کے عہد کے تسلی صرف اس قدر قائم فرمایا ہے

ثُمَّ مَا اسْتَعِجَلَتْ فِي امْرِئٍ هَذَا اَبْلَ الْخَوَاتِمِ اِنَّ عَشْرَ سَنَةٍ بَلَى زَوْجًا عَلَيْهِ اَوَّلَتْ لِحُكْمٍ وَافْتِخَامٍ وَامْرُؤٌ مِمَّنْ اَمْسَتْ تَخْرُجُ مِنْ مِثْلِهِ لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ اَللّٰهُ بَارِي سَمَاعًا

فرق کا پتہ کے سب الہامات خدا کے جانب سے ہونے میں قطع اور قطعیت تھی ان کی ان کے سرور و غرور میں کمال سمجھت الہی اپنے اپنے اپنے وقت پر ہوتی رہی جیسا کہ تمام انبیاء الہام کے قطع میں کو ہوتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے زور و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے الہام کہ ان میں یہ دو تال ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لُحُوفٌ عَلَيْكَ اَوَّلُ لَحْيَةٍ لَكَ وَفَا تَلَا تَحِيْرًا لَكَ فِي قَتْلِهِمْ . (مشکوٰۃ باب قتله ابن مسعود)

کہ اگر یہ دو تال ہے تو تم اس پر متقدم نہیں ہو سکتے۔ اور اگر یہ دو تال نہیں تو اس کے قتل کرنے کا حکم کیا؟

پرسین حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان لِحُوفٍ عَلَيْكَ اَوَّلُ لَحْيَةٍ لَكَ تَعْلَنُ كَيْفَ يَكُونُ۔





اور زیادہ سے زیادہ ۹۰ سال کی ہوئی چاہیے تھی۔ مولا صاحب رحمہ اللہ

میں ۷۰ سال اور چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے؟ (عشرہ مطہرہ)

ہمیں اس شخص سے اتفاق ہے۔ اس شخص کی بہت غلط ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی لڑکا سال اور کچھ بچے ہوئے ہے۔ حضرت اس شخص کی قرأت 'تائید' کی گئی ہیں۔ یہ شخص اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ حضرت نے اپنے دوست کی تائید میں لکھا ہے کہ میں نے یہ پہلے ہم ان کا جواب تحریر کر دیا تھا۔

مصر عن کا پیش کردہ پہلا قول یہاں تک کہ ہے۔ جب میری عمر وہی تھا کہ میں تو خدا کے اپنے اہم اندکام سے کچھ مشرت کیا اور اس لیے اتفاق ہے کہ میری عمر وہی تھی کہ جو سفر صدی کا میری آجینا۔ تب خدا تعالیٰ نے اہم کفر میری سے بھی بظاہر کیا کہ تو اس صدی کا ہندو اور عیسائی تھی کا پادہ لگے؟  
اور پھر لکھا۔

"پس جب سب اقرار خود چودھوی صدی کے شروع میں آپ

پڑھے۔ یہاں تک کہ تو تو انتقال ہو رہی تھی اس وقت تک کہ میں

۹۰ سال کا ہو گیا ہو گئے؟ (عشرہ مطہرہ)

موجودہ اس شخص سے ظاہر ہے کہ حضرت اس شخص کی عمر وہی تھی کہ میں  
**الجواب** اس کی عمر کا خود چودھوی صدی کے شروع میں تھا۔  
تھا۔ بات باطل و واضح ہے اب موت صدی کے شروع کا تئیں کی چاہیے کہ اس سے کونسا سال مراد ہے۔ حضرت اس شخص کی عمر وہی تھی کہ میں

یہ سب اس شخص سے اس کو خدا تعالیٰ کا ایک شاہی بکتر ہیں کہ ایک بار تو تو اسے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف کا لکھا تھا۔  
اپکا تھا؟ (مختصرہ اولیٰ مطہرہ)

اس عبارت سے متئیں ہو گیا کہ صدی کے شروع میں وہ شخص لکھ رہا ہے۔ اس کے لکے سوال ہو گیا کہ حضرت اس شخص کی عمر وہی تھی کہ میں خدا تعالیٰ کے شاہی بکتر ہیں کہ اس کے لکے اس میں خود جزیل سوال کافی ہے۔ حضرت اس شخص کی عمر وہی تھی۔

” چونکہ آخر صدی کا یا مثلاً آخر ہزار کا اس صدی یا ہزار کا سرگھٹا  
 ہے ہی اس کے بعد شروع ہونے والا ہے اور اس کے ساتھ ہی سستہ ہے  
 اسلئے یہ کاوند ہر ایک قوم کا ہے کہ مثلاً وہ کسی صدی کے آخری حصے کو ہی  
 پر گویا صدی ختم ہونے کے حکم میں ہے۔ دوسری صدی پر جو اس کے بعد  
 شروع ہونے والی ہے اطلاق کر دیتے ہیں۔ مثلاً کہ خلیفہ ہی کو فلاں ہزار  
 بارہویں صدی کے سر پہ نظر آتا تھا گو وہ گویا دسویں صدی کے اخیر  
 پر نظر آتا ہے۔ گویا دسویں صدی کے چند سال پہلے ہی نے ظہور کیا ہو؟  
 (تمہ گولڈن ریلین اولیٰ جاسٹیفیکٹ)

پس اصل ہو گیا کہ ترقی القلوب کی جدت میں ”صدی کے سر پہ“ عوام حضور کے  
 نزدیک مسئلہ بھری ہو ہے۔ یہ اصول تو ظاہر ہی ہے کہ تفسیر القول بیحا کا  
 برضی بہ قائلہ درست نہیں۔ بلکہ صحیح تصنیف و تصنیف نیکو کتب یہاں کے مطابق  
 وہ کہانے لکھنے پر ہی گئے جو خود حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ حال ثابت ہوا  
 کہ مسئلہ میں حضرت شیخ موجود کی گزشتہ سال حق اہل مسئلہ بھری میں حضور کا انتقال  
 ہوا تو کل گزشتہ سال ثابت ہو گئی۔ مثلاً اعتراض

دوسرے سوال کا جواب | مسر عن نے حضرت اقدس کی کتاب تمہ گولڈن ریلین کے  
 حوالے سے اس کتب گاہ کر لیا ہے جس کی ٹوٹے ہوئے حضور  
 نے ابتدا و دنیا سے حضرت علی اشد علیہ وسلم تک قلمی زمانہ ۳۷۴ سال قرار دیا ہے  
 اور پھر اپنی پیدائش گیارہ سال کم چھٹے ہزار پر قرار دی ہے۔ مسر عن نے اس خاکے طریق  
 سے حضرت شیخ موجود کی عمر ۶۷ سال قرار دیا ہے۔

الجواب :- کیا قرآن کے دیانت کر سکا یہی طریق ہے کہ ہزاروں سالوں کے  
 حساب لکھے جاتے ہیں۔ بھلا اس قدر دور کا کاراستہ کمال کی کیا ضرورت تھی جبکہ حضرت  
 نے دعوت لکھا ہے کہ مسئلہ بھری میں نہیں اور ہر چکا تھا (صحیحہ الومی مسئلہ) اور وہی  
 بلکہ تحریر فرمایا ہے کہ کئی چالیس برس کی عمر میں مسرت ہوا۔ گویا آپ کی پیدائش کا سال مسئلہ  
 بھری ہے۔ جناب مسر عن! اگر آپ کے نزدیک تمہ گولڈن ریلین کی جدت کے سچے پیدائش  
 مسئلہ بھری ہوتا ہے تو یہ ہزاروں کی آنکھیں میں پڑنے کا تجربہ ہے۔ اصل بات یہ ہے

کو چار ہشتاد تیسویں اختلاف ہے اور ایک کا خاصہ حضرت خٹکے اپنی پیدائش کو گویا ۷۹ سال پر قرار دیا ہے لیکن حضورؐ کی دوسری تقریری بتا رہی ہیں کہ اس میں گیارہ سال کا فرق ہے۔ اور حقیقت میں میں پیدائش حضورؐ کا ۱۲۵ ہجری تک ہے اور اس کا خاصہ بھی حضورؐ کی عمر ۷۹ سال ہی بنتا ہے جو انعام کے بالکل مطابق ہے۔  
 ان دونوں حوالوں کا جواب دینے کے بعد اب ہم قرآن میں حضرتؐ کی عمر و تاریخ نام کی دو شہادتیں اپنی عمر کے تعلق میں دیکھ کر دیکھ رہے ہیں۔

### پہلی شہادت { تقریر فرماتے ہیں۔

”میری عمر سے ۴۴ برس مختلفہ کوڑائی کے مقابل چکر رہی ہیں یہ شہادت ہے ہوا تھا میں میں یہ فرق ہے کہ میں عمر میں شہادت کے قریب ہوں اور کوڑائی جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا ہوا ہے۔“ (حاشیہ قرآن حقیقۃ الہی ص ۱۸)

گویا ۴۴ برس مختلفہ کو شہادت میں ہونے کو وقت و مدت ۴۴ برس مختلفہ کی اس شہادت سے بھی اندازاً ۷۹ سال عمر ہوئی اور قری حساب سے تو وہ ۸۰ سال اور بڑھ جائیں گے۔

### دوسری شہادت { تقریر فرماتے ہیں۔

”مجھے دیکھو کہ انعام کہیں ہے۔ اس کی عمر کو میری عمر کے برابر ہی میں قریب ۶۶ سال کے“ (انعام ص ۱۸)

مفسر نے اپنی عمر ۶۶ سال کی عمر پر قرار دیا ہے اور انعام کی عمر ۶۶ سال بتائی ہے۔ گویا جبکہ انعام تراویح کی عمر میں ۶۶ سال تھی۔ انعام کی عمر کے ساتھ ہی انعام کو تمام فرزند ہدیہ (انعام) انعام میں) خیر یہ جملہ مختلفہ میں حضرت مرزا صاحب کی عمر ۶۶ سال تھی اب پانچ سال کا ہے سے مختلفہ میں قیاماً ۷۹ سال کا ثابت ہوئی۔

نقد و حواہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عمر کے متعلق مخالفین کی چند گویا یہاں [۱۰] اور نو گواہ



(۳) یہ سنت و کھروم مقبول تھا ہے۔

”بچائی دین کی عمر پہنچی ہنوز ملا تھی کہ آئندہ ہوتی ہے۔“

(امتیاز و تہذیب و عفت و تقویٰ و عفت و تقویٰ و عفت و تقویٰ)

اس صاحب سے ایک حضورؐ کی عمر ۷۰ سال کے زائد تھی ہے۔

(۴) مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر ”زمیندار“ کے دلچسپ و مفید و سیرج سیرج

علیہ السلام کی وفات پر زمیندار میں ایک مضمون نکلا تھا میں میں انہوں نے تقریر فرمادیا کہ۔

”مرزا غلام احمد صاحب سن ۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء کے قریب منشی یا مکتوب

میں تحریر تھے۔ میں دولت آباد کی عمر ۲۲-۲۳ سال کی ہوئی۔ میری عمر چھٹے

شہادت سے گزر چکے ہیں کہ جو ان کی میں نہایت صالح اور متقی اور

بزرگ تھے۔“ (امتیاز و تہذیب و عفت و تقویٰ و عفت و تقویٰ)

اس صاحب سے ایک حضورؐ کی عمر صاحب تقریباً ۷۰ سال تھی ہے۔

ان تمام حواہات سے قی طور پر ثابت ہے کہ حضرت سیرج سیرج علیہ السلام کی عمر

خود نے تحریر است خود اور فرزندوں نے شہادت کا اظہار کیا ہے۔ اس کا اس سے

زیادہ ہو سکتا ہے۔ میں حوالہ مکتوب کا یہ دعویٰ کہ ۷۰ سال اور پندرہ کی عمر میں فوت ہو گئے

بہت درست باطل ہو گیا اور اہم مقصود۔

**عمر کے اندازہ میں اختلاف کیوں؟ اور اس کا اصل**

میں حضورؐ کی زندگی میں اختلاف نظر آتا ہے۔ اور یہاں بھی بعض مقامات پر عمر حضرت

مسیحؑ پر عمر کی تحریر است میں ایک باری النظر ہے اختلاف نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ تمام حواہات سے قیامت کے وقت ہی ظاہر ہے کہ کسی کی عمر کے متعلق جب قیام

کلیا جائے گا تو ایک دو سال کا فرق پڑنا چندان بعید نہیں بلکہ باسوم و یقین ہر جا کا

ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق ایک بیان لا حضرت پروردگار ہے۔

”عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ برس کی اور بعض با شہر برس

بہت کم کی اور بعض با شہر برس کی کہتے ہیں مگر وہ اب تک قیام نہیں ہوئی

کی گئے ہیں۔“ (احوال الانبیاء و صلوات اللہ علیہ)

پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کی عمر کے متعلق قیاسات میں اختلاف ہو تو باعث کفر و کذب نہیں بلکہ خود موائت عشرہ کا تسلیم کرنا ہے کہ۔

تو یہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس کئی بارداشت نہیں کیا کہ اس نذر میں ہاتھ کی عمر کے لکھنے کا کوئی (حق ذکا) (ماشیہ عشرہ صحت)

نذر میں صحت عناد طریق یہ ہے کہ انسان کسی بات پر عند کسی سے بلکہ جو یہی کائنات شہادت اور قرآن سے دست نہایت ہو اس کے تسلیم کرے۔

عمر کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ کن بیان | بحساب ہر لایا تین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ صحت کی طرف سے ہر وقت کس قدر ہے؟ اس کے ہم اس میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

”میرا اصل اعانہ تو خدا تعالیٰ کے معلوم ہے مگر یہاں تک مجھے معلوم ہے کہ اس وقت تک جو سنی بکری سننے لگے ہے میری طرف سے اس کے قریب ہے۔ (خیر بآپنا حضور مسیح موعودؑ)

کیا یہی تا حق قول ہے۔ گویا سننے لگے میں ستر سال عمر ہے۔ اب اس کے تین چار سال بعد حضورؑ کا انتقال ہوتا ہے۔ گویا آپ کے اعانہ کے مطابق بھی ۴۰ سال کی عمر تک لیکن اصل اعانہ کو خدا کے علم کے سپرد کیے سن سن میں لکھ میں ہنگامہ دیا تو انہی کو پھر میں۔  
مراۓے نشانہ رنگ ہنگامہ دینے

عمر کے متعلق الہامی فیصلہ | تاقرن کرام! آپ نے پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اہلادت کے وقت اپنی عمر کا اندازہ لکھ دیا

ہو کے وہ یہاں شائع فرمایا ہے، ہمیں آپ کی صحت کا درجہ معلوم نہیں۔ اعانہ سے حضرت عیسیٰ پر بھی ایسی لکھ کا کوئی نہیں کہ الہامی شہادت اس بار میں کیا ہے؟ سو یاد ہے کہ اصل عمر حضورؑ علیہ السلام کی لکھ کے الہام ۴۰ عمر کی ہے۔ وہ میری طرف سننے لگے میں حضورؑ پر دہی آرتی ہے۔

”جہاد و قتال۔ قلب اجلت المقدر۔ (عقوبہ صحت)

یعنی تیرا وقت آچکا۔ مقتدا علی قریب آگئی ہے۔

مسلم ہونے کے سبب سے پہلے اس نے اپنی دینی و دنیا کی حالت کو حاصل کر لیا  
اس پر اللہ تعالیٰ کے الفاظ "جاء وقتک" وقت کی خبر دی گئی۔ گویا اس طرح ابھارنے  
کی یہ حدیث کافی تھی وچھ ہی ابھار سے اس میں اضافہ کا پورا ہو جان کا ظہور ہو گیا وقت  
کلمہ ویکٹ عدد ثانی عدلاً۔

اس اعتراض کے ضمنی اعتراضات ہم نے اصل اعتراض کا منتقلیوں پر  
یہ دیکھا کہ اس چند دلی جو ابھار کے بعد  
جو مسرت میں تھا کہ اس کے ہی سبب دینی رہا۔

اصولاً قبل۔ مسرت کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں ایک سو دو کھنڈ  
حالت میں ایک ہنگ صاحب کی قریب دعائیہ ایک سو دو قلم صاحب قریب سے چند سال  
زیادہ قریب رہا ہوں کہ وہ ان ہی اس سے دیکھیں۔ آخر قیامت اس کے بعد فقہان  
کے ساتھ اس نے نہیں کی۔ اس سلسلے میں وہ قریب سے مسرت نے حضرت اقریٰ کے ساتھ  
انکار لکھے ہیں۔

"وہاں کی میری قریب سے سال آدہ بڑھ جائے تب اس زندگ سے نہیں  
ہیں۔ اب میری عمر پچاس سال ہے۔"

(مشکوٰۃ کاغذی جلد الحکم ۱۱۱ و ۱۱۲)

الجواب (۱) یہ کھنڈ کا قلم ہے اور کشف بغیر قلم ہوتا ہے حضرت دوست  
اب اس سے اس نے کشف میں دیکھا کہ چار سو دو اور ایک سو ستارے ہنگ  
بجھ کر کہ ہے یہ (سورۃ کشف) کیا اسے خبر پر گولی کہ گئے، مگر نہیں تو منہ بولا  
کشف کہ کہیں غیب میں کہتے ہوں؟

(۲) اگر اس کشف کا وہی مطلب ہوتا جو تم بیان کر رہے ہو تو چاہیے تھا کہ مسرت  
مرزا صاحب میں کم از کم ایک اور غریب لکھے کہ میں پچاس سال تک زندہ رہوں گا۔  
یہ کہ کوئی خود لکھ چکے ہو کہ۔

"مرزا صاحب کی عمر بقول ان کے کم از کم ۷۰ سال اور زیادہ  
تھی۔ ۷۰ سال پہلے چاہیے تھی۔" (مشکوٰۃ)

پس تپا دیا یہ اعتراض باطل ہے۔



(۳) اس شخص میں سے ہے کہ صاحب قبر رنگ سے بار بار پائیں کھنڈے سے نکال کر کیا۔ آخر اس شخص احترام کے طور پر اس نے زمین پر گولی جس سے ظاہر ہے کہ وہ اس رنگ میں نہیں میں ہی سرخ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔

تاریخ کرام: مذکورہ بالا اقتباس میں سرخ رنگ لکھا ہے فقہ "اب میری نظر پچاس سال سے ہے" حضرت سید محمد علی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے توالد سے منسوب کیا ہے اس کا کٹھا کٹھا جھوٹ اور خرافہ ہے۔ اگر فقہ فقہاء کے تحریر سے کھائے تو اس کو یکصد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اگر نہ لکھا گئے اور بڑے جیسے لکھا گیا تو بعینۃ اللہ علی السکاۃ میں کا طوق ہی اس کے گلے کے لئے ہے۔ سرخ میں نے "تذکرۃ علی کئی آثار" کا مصداق: "یلمر بیا میں کو قرار دیا تھا۔" وہاں بدھیں اگر خدا کے قہر و عید دانی بچھوٹے تھے اور اچھا سنتا ہے اس کے مصداق بنادیا۔

یہی احترام اس کو دیا تھا قصور پناہ لکھا

اصول و فروع: سرخ میں لکھا ہے۔

"مولانا مردان علی حیدر آبادی نے مرزا صاحب کو خط لکھا کہ سال میں اپنی عمر میں سے کٹ کر آپ کو دیتا ہوں مرزا صاحب نے قبول کر لیا۔" (انوار اسلام) اسیلئے مرزا صاحب کی عمر بعد کا سو سال ہونی لازمی تھا؟ (ما مشہ مشروعت)

الجواب: (۱) مولانا مردان علی صاحب کے اس عقیدے میں کے انخاص اور ایثار کا فروغ دینا ہے مگر کیا کسی کے اپنا عمر دینے سے دوسرے کو وہ عمل مل جاتا ہے؟ اسے خدا میں سرخ میں؟ اگر یہ طریق ممکن ہو گا تو سب میں اپنی زندگیوں انبیاء کو دے دیتے اور وہ ایسا ہر ذمہ دہتے دیکھ جتنی فکر و خیال خدا نے رسول پاک سے دیا تھا خدا نے انکے بانی و ائمہ و اولاد کو (مشکوۃ باب صفات الخصال) کو ہم اپنے صالحین کو آپ پر قربان کرتے ہیں۔ یہ وہ نہیں کا انخاص جو تاکہ اس سے لڑکا نہ پادنی کا مسلہ ہوگا۔ سر اس وقت ہے۔

(۲) اگر سرخ میں کا استدلال درست ہوگا تو حضرت مرزا صاحب کی ایک دوسری

ہر تہ لکھنے کو میری عمر میں، پانچ سال بھی ناکہ ہو گئے ہی بڑے حضرت کا ایسا ذلت مسخری کی  
بجائے کی مرتضیٰ وکیل ہے۔

**ایک اور کھلا جھوٹ** | مسر خ نے لکھا ہے کہ مولوی مودودی نے کہا

کی بیشکن کو "مرزا صاحب نے قبول کیا۔ (۱۰۷)"  
یہ مرزا کو بوجہ جتن ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی بگڑا اپنی لکھا کوئی پاس  
پانچ سال عمر کی قرانی کو قبول کرنا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے جس دوستوں کا  
اس بیان میں ذکر کر کے لکھا ہے کہ انہوں نے "میں دس روپیہ ماہوار دینے پر قبول  
کیا ہے" معلوم ہوتا ہے۔ اسے قبول کیا ہے کہ لکھنے سے مسر خ نے دس لکھا ہے۔  
کیا اس پر تے پر لکھا ہے یا مولوی مودودی صاحبؒ کے متعلق تو حضورؑ نے لکھا ہے۔  
"خدا تعالیٰ اس دشمن کی عمر کو جو دیکھنے کو اس کی عمر دے کرے۔"

(ذکر عدم ملکہ)

اگر مسر خ یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحبؒ نے پانچ سال کی قبول کیا تو مسر خ یہ  
مرزا صاحبؒ کے کاوردۃ صنیۃ اللہ علیہ السلام کا لفظ نہیں لکھا ہے۔

اسر صوریہ مسر خ نے لکھا ہے۔

"مرزا صاحب کو بمقامہ اکثر عبد الملک خان صاحب الہام بخشا۔

اور تری لکھنا ہوں گا کہ معلوم ہو کہ میں خواہوں۔ (بھلا اشتہار بھولا)

(دعا مشیہ ص ۳۳۰)

**الجواب** | مسر خ لکھتا ہے کہ مرزا صاحبؒ نے "میں نے خالق غیبی دیکھا ہے"

اس بگڑا صوریہ ہے کہ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ "میں نے لکھنا ہوں گا کہ معلوم ہو کہ میں خواہوں"

بمقامہ اکثر عبد الملک خان صاحب الہام بخشا۔

یہ لکھنا اکثر عبد الملک نے پیشگوئی کی کہ حضرت مرزا صاحبؒ مجھ سے ہیں ہاک

ہو جائیں گے نہ تو خدا تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں الہام فرمایا کہ میں خواہوں

کہ لکھنا ہوں گا کہ معلوم ہو کہ میں خواہوں۔ (بھلا اشتہار بھولا)

مفسر کے ہر گز اشتہار ۱۹۰۷ء کا وہی صورت کے لکھنے کے لکھنا ہوں گا کہ معلوم ہو کہ میں خواہوں

نے اسے دوسرے رنگ سے جھوٹا کر دیا اور فریاد کی طرف متوجہ نہ کیا۔ کیونکہ فریاد کی  
 کی طرف سے وفات کا دن متعین کر دیا گیا تھا۔ صاحب حق باری نہ تو اسے سمجھا۔ علامات  
 بشرط فوات المشروط۔

امیر چھاوہر سمرن پٹیلوی لکھتا ہے کہ صاحب مرزا صاحب نے لکھ دیا ہے  
 کہ اپنی عمر کے متعلق ”ہمارے پاس کوئی یادداشت نہیں۔ کیونکہ میں مذہبی عقیدے کے محرکے لکھنے  
 لکھائی طرح نہ تھا۔“ تو حضرت غلام کبیر علیہ السلام کا فریاد کہ مرزا سلطان احمد کے عداوت  
 ثابت ہوئی اس شخص کے سچ ہو کر لکھتا ہے۔ فریاد دوست ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ میرے پاس  
 ہر یادداشت ہے۔ اس کے مطابق آپ کی پیدائش سنہ ۱۱۲۷ھ یا ۱۱۲۸ھ میں ہوئی تھی۔ مستند  
 بیان ہے۔ (مختصر ابن حاشیہ مشرقیہ ص ۱۱۷)

الجواب۔ ان دونوں بیانات میں کوئی تناقض نہیں۔ حضرت کبیر علیہ السلام نے  
 اپنی پیدائش کے زمانہ کا حال لکھا ہے اور اپنی پیدائش کے متعلق فریاد لکھا اور فرمایا  
 ہے اور مرزا سلطان احمد صاحب نے میں یادداشت یا بیان لکھا کہ کیا ہے۔ لیکن ان  
 پیدائش کے متعلق ہے۔ اس کے حضرت کبیر علیہ السلام کی طرف سے ثابت ثابت ہو چکا ہے  
 چنانچہ مرزا سلطان احمد صاحب کی سوئی درود اہل حنبلیہ میں ہے۔

”مستند بذات الجبہ کہنا تھا کہ میری پیدائش سنہ ۱۱۲۷ھ یا ۱۱۲۸ھ کی ہے اور  
 میں نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی فریاد کہ وفات کے وقت کم و بیش  
 اٹھارہ سال کی تھی؟ (ہجرت الہدیٰ ص ۱۱۷)

اس حساب سے حضرت احمد علی کی پیدائش سنہ ۱۱۲۷ھ کے قریب جگہ ثابت ہو چکی ہے  
 وهو المراد۔

امیر منجم۔ سمرن پٹیلوی حضرت کبیر علیہ السلام کی کتاب اقامت الدوام لکھنے  
 کے ایک جلد متعلق لکھتا ہے۔

”نظام احمد قادری ص ۱۳۰ کا عدد نکال کر اور پانچ سو سال کی عمر میں  
 فوت ہونا ظاہر کہ مرزا صاحب نے اپنی عمر ۶۰ سال تمام کا فریاد  
 فوت دیا؟ (مشرق ص ۱۱۷)

الجواب۔ بذات نظام احمد قادری کے اعداد۔ جو صحیح ہو گا کیا اہل علم

میں بتایا گیا ہے کہ اس سے پہلے آپ مامور نہیں ہوئے یا خدا تعالیٰ نے آپ کو  
شراب نکال دیا تھا جس پر گناہیں! اس قسم کی باتوں سے استفادہ کرنے  
۶۵ سال عمر ثابت کرنا یقیناً "الغریق بتثبت بالحمض" میں ڈوبنے کو تنگ  
لا سہارا کا مصداق ہے۔ جب حضرت نے اپنا حق بشت صامت طور پر منسلک بھری  
بتا دیا (حقیر اسوی مقلد) تو پھر ادھر ادھر جانے لگا کیا عزت ہے؟ ان ہی جگہ  
(از آراء ام میں) جہاں ان اصدا کا ذکر ہے وہاں صامت لکھا ہے۔

"اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الزامات بعد  
الماتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر  
میں مسیح موعود کا جلوہ ہوگا" (از آراء ام مقلد)

پس جب سیاق کلام تیرھویں صدی کے اوائل کے اثبات سکھانے پر تو صحت  
کے بعد سے غرا ادا کرنا کہاں تک درست ہے؟ اور اس الجھنے کے... ۴۰ کو کھنچ کر  
بھری کے تصور میں کرنا اور بھی عجیب ہے۔ کیا وہ ہے کہ اس... ۴۰ سے مراد حق بشت  
نبوی دیا جائے جو کہ حق بھری سے مستند یا دس سال پہلے ہے۔ اور اس  
لحاظ سے اہل بیان کی منسلک بھری کے ساتھ پندرہ صدی سے بشت میں ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً  
حیرت انگیز تو مخالفین کی شباحتیں بھی نہایت صامت ہیں مگر انہوں نے یہ جو نظم  
ثَلُوثٌ لَا يَخْلُقُونَ بِقَادِ قَطْمِ أَفْئِدَةٍ لَا يَنْبُو رُفَاتٍ بِقَالِكَ مَعْدَانِ

اصغر ششم۔ منشی محمد یعقوب صاحب پٹیالوی کہتے ہیں کہ حضرت مولا صاحب  
کا بیان اس وقت تمام دنیا میں غلام احمد کا دوا کی کسی کا بھی نام نہیں تھا۔ کیونکہ  
کاظمی افضل احمد صاحب قری کی کتاب کراہی فی دینی میں لکھا ہے کہ ذکر کاروان غلام احمد  
میں صد ایک غلام احمد ہیں۔ اور ایک ہی غلام احمد تریخی نام ایک شخص رہتا تھا۔  
(مخلصاً ماسخہ مشق عشق)

الجواب۔ (۱) کاظمی افضل احمد نے اپنے کتاب کراہی فی دینی میں  
سلسلہ عالم احمد کے خلاف باغیہ کتب دیوانی کی ہے اس کو بطور گواہ پیش کرنا سحرین  
پٹیالوی کے لئے ہی عوز دینا ہے۔

خوب گزشتے کی برفی بھینس لگے دینے دو

پہلا کہ میں مغرب الشمل ہے "خبر چہ داگوارہ ڈاؤ"۔ تاہم اس کے نام اہم معترض پٹیاوی  
 ہے کہ کہیں یہ جو قاضی احمد صیافی کی لکھی چٹا کر شہرت حاصل کی جا رہا ہے۔ اس شخص کے بارے  
 میں ایک کتاب لکھی گئی ہے کہ مشعل میں قاضی مذکور اور اس کی اس کتاب کے متن  
 بشریٹ و دیگر قول احمد صیافی کے حسب ذیل دیے گئے ہیں کہ بعد ازیں بھی قائم کیا گیا۔  
 "جو الزامات مستفیث (فضل احمد صیافی) نے اپنی کتاب "کفر" میں  
 مرد اللہ احمد قادری پر لگائے ہیں وہ جھوٹے اور توڑے مروڑے  
 ہوتے ہیں۔"

"حقیقت امر یہ ہے کہ مستفیث (فضل احمد صیافی) علوم دینی میں  
 نیم تعلیم یافتہ آدمی ہے اور اس کا علم عربی بہت ہی ناقص اور سطحی  
 ہے جیسے کہ بعض کی پیش گوئی ہے کہ حدیث پر اس کے جوابات لکھ کر پیش  
 کیے ظاہر ہوا ہے اس میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ جیسے کہ مغرب الشمل میں نیم تعلیم کو  
 غلط جہان کہا گیا ہے مستفیث (جو کہ نیم فقیہ ہے) غلط ایمان ہے (احمد  
 بشریٹ و دیگر قول احمد صیافی) خود مزاحمتی مشعل۔ منقول از رسالہ  
 تردید کتاب الفضل رحمانی"

اب انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے کہ کیا ایسے شخص کی روایت اور اس کی کتاب کا سند پر  
 اعتراض درست ہو سکتا ہے اور جبکہ وہ روایت بھی بجا ثابت ہو  
 جو اس (۲) طرحی مثال لگائی گئی روایت کو تسلیم بھی کر لی تب بھی کوئی  
 اعتراض پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حدیث کا ساتھ مشعل یہ ہے کہ  
 "غلام احمد دانی" یعنی ایسا شخص جو قادیان کا نسبت کے ساتھ مشہور ہو کوئی نہیں۔ اگر قادیان  
 کے کسی بھی کوئی میرا غلام احمد دانی یا غلام احمد دانی کے تو اس سے شخص حدیث صرف ایک ہی وجہ  
 احمد موعود پر لگا اور وہ حضرت مسیح موعود کا ہے۔ معترض پٹیاوی نے اپنے پیش کردہ  
 نام کو "غلام احمد قریشی" لکھ کر بھانے بیان کو اور بھی پختہ کر دیا۔

قریشی اول تو بیان ہی باوجود اختیار سے کیا ہوا ہے لیکن لگاتار دوست بھی ان لیا  
 ہوا ہے تب بھی مستفیث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان (موعود و محمدی قطعاً  
 قادیان نہیں۔)



ہوسکے اہود موجود تھیں غلط ہیں۔ دوسرے حضرات نے تفسیر کا ماحول ذکر نہیں کیا اور ان میں  
جملہ کا قیام ہے۔ فرض یہ دونوں الفاظ کے ساتھ ساتھ ہیں اور ان کے بعد احوال کے ساتھ ساتھ ہیں  
گندہ تہہ نہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے صاحب محل سے بعض مباحثوں کے لئے عکس کا جواب دیا ہے  
نے اس کے لئے طوطا اشارہ فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں۔۔۔

”اس ماحول کے ساتھ کفریہ عداوت اللہ جاری ہے کہ وہ شہداء میں  
امداد امداد و مدد تہی میں میرے پرکار ہو کر رہا ہے۔“

(آثار اہام ص ۱۱۱)

کیا تم میں کوئی ہے جو الہام ربانی کو تسلیم نہیں کرے۔ محمدی پروردگار کے لئے  
سزا جائے حق کے لئے اس نے اپنے دشمن کا بھی اور کفر کے لئے اس نے  
یہ ناپاک کلمات الہامی طور پر لکھے ہیں یا بعض اعتراضات نفس کا نتیجہ ہیں؟ تم لوگ میں  
ایک شخص کے وہ الہام کا دعویٰ کر کے میدان میں آیا تھا مگر جانتے ہو اس کا کیا حل ہے؟  
خدا کے جبر نے بچ فرمایا ہے۔

ہم گمانی نے نہیں بلکہ خدا کا روٹ

وہ نہ تھے میری عداوت پر رہی جیسا کہ

اب ہم تمام نفسی امور کے جواب سے فارغ ہو کر دوسرے اعتراض کا جواب  
دیتے ہیں وہ اللہ العزیز۔

پھر اگر ہم نے قبضیٰ پر و تعالیٰ فیصلہ کیا ہے کہ کفر کا لاد کے صفت کے خود اور  
تعلیٰ کا سرچنے کے لئے ہر چوتھے بڑے اعتراض کا جواب دی گئے اس لئے اس لئے اس لئے  
ہم کیا ہے آئندہ انشاء اللہ حق لا مکان انشاء اللہ نظر ہے گا۔

(۲) زلزلة الساعة پر اعتراض کا جواب | ختم ہے۔

”ہر چہ زلزلة الساعہ کی ایک بھاری زلزلة کا جواب میں کیا اس سے

تیسرے دن مرزا صاحب نے الہام منہج عنہ (زلازل الساعہ) پر

ظاہر کیا۔۔۔۔۔ الہام کے الفاظ اور مرزا صاحب کی تفسیر سے یہ قیامت خیز





کہ دیا۔ اس کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ "قیامت خیز زلزلہ" مرزا صاحب کی زندگی میں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ حضورؐ نے خبر برائی احمدیہ مشق میں اسے اپنی زندگی میں ہی ضرور ہی بتا دیا ہے۔ اس کے جواب میں

اُقول: یاد رکھنا چاہیے کہ "قیامت خیز زلزلہ" کے متعلق حضرت اقدسؒ نے اپنا اہام نہ کر فرمایا تھا، یہ ہے کہ دوسری تاریخ میں بتایا گیا ہے، چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرماتے ہیں:-

"میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ کو نہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دجائے  
اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس دعا میں خود ذکر فرمایا اور مجاہد بھی لیا ہے  
جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ ریت اُتو وقت عذاب۔ اُتوہ اُتوہ وقت  
مستحق۔ یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال  
دیا ہے؟" (حقیقۃ الوحی منہا احاسیہ)

گویا حضورؐ نے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہام "اُتوہ اُتوہ وقت مستحق کے  
ذریعہ "زندگی" والی قید کو اڑا دیا۔ یا یہ تبدیلی الفاظ کیوں کہہ سکے ہیں کہ زندگی کی شرط  
حضورؐ کے موعود علیہ السلام کا اپنا اجتہاد تھا لیکن اہام یہ اپنی نے وضاحت کر دی کہ وہ  
زلزلہ کو نہ قیامت تاخیر میں پڑائی۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر صریح الفاظ میں مذکور ہے  
کہ وہ قیامت خیز زلزلہ "حضورؐ کی زندگی میں ڈالے گا۔ اہامی کا یہ ہے وقت "لا  
شیر یقیظہ ذلک لزلزۃ" انشاء اللہ کہ اسے خدا کے کو قیامت خیز زلزلہ دکھا دیں گی اگرچہ  
یہ سلسلہ (۱)

ہیں جب اہام کے الفاظ میں زندگی کی قید نہیں تھی بلکہ اس کی تردید تھی تو پھر  
معرض کا یہ کہنا کہ "جو ظہر مرزا صاحب کی حیات میں کوئی زلزلہ ایسا نہیں آیا اللہ خود  
داخل ہو گیا۔"

حضورؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف زمانوں اور نشانات کی پیش گوئیوں  
فرمائی ہیں جو سب اپنے اپنے وقت پر کچھ دیر نہیں۔ حضورؐ اپنے اہام "چنگ و گنگہاں کا تم  
کو اس نشان کی دیکھ بار کے عاسیہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

اور اس ذلالت میں سے ایک ذلالت کے تعلق حسب ذیل الہام ہوئے :-

(۱) "تَشَبَّهَتْهَا الرُّبُوبَةُ" ترجمہ :- اس کے نیچے آئے گی نیچے آئے والی

یعنی ایک ذلالت (اس کے بعد ایک نور آئے والا ہے :-

(۲) "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر تپدی جوتی :- (دیوبند علیہ)

بابت ماہ فروری سن ۱۹۱۷ء)

یعنی ایک ذلالت موم بہار میں آئے گا۔ اپنی حقیقت کے لحاظ سے تو ہر ذلالت "ذلالت الہام" ہی ہے کیونکہ وہ اپنے اندر ایک نور قیامت کا رکھتا ہے جیسا کہ حضرت کے الہام میں بعض دوسرے ذلالتوں کو بھی ذلالت الہام کی گئی ہے مگر حضرت سے آخری ذلالت سب تک اور بڑی غلط ہونے والا تھا۔ اس لیے اس کے تعلق خاص نور ہوا گیا ہے۔ اور وہ حقیقت میں ذلالت کو حضرت اقدس آئے فیض پر ہیں مثلاً عیسیٰ اپنی زندگی کے ساتھ مشروط فرمایا ہے وہ وہی ذلالت ہے جس کے لیے موسم بہار کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور مثلاً کے فقرہ "خروج ہے کہ یہ عاود میری زندگی میں نمودار میں آجائے" بعد اس میں تحریر فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کا الہام یکساں ہے پھر بہار آئی خدا کی بات

پھر تپدی جوتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذلالت موعودہ کے وقت

بہار کے دن ہوں گے۔ اور عید کا جشن الہامات سے بجا جاتا ہے غالباً

وہ صبح کا وقت ہوگا :- (حاشیہ مثلاً فیض پر ہیں سنہ ۱۹۱۷ء)

فقرہ لکھی کہ موم بہار وہ ذلالت حضور کی زندگی میں آتا فریدی تھا کہ "ذلالت قیامت" اور آگیا چنانچہ خود حضرت کا موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس ذلالت (مورہ پر علیہ السلام

والے ذلالت) کے بعد عید کے دنوں میں پھر ایک نور ذلالت آئے گا۔

اس الہامی پیشگوئی کی ایک علامت یہ تھی۔ پھر بہار آئی خدا کی بات

پھر تپدی جوتی۔ چنانچہ ۲۸ فروری سن ۱۹۱۷ء کو وہ ذلالت کیا اور

کوہستان کی جگہوں میں بہت سا شعلہ بادل اور دھواں کے تعلق ہونے

سے ہوا :- (حاشیہ آگاہی مثلاً ۱۹۱۷ء)

نہایت واضح بات ہے کہ میں زلزلہ کو حضورؐ نے ہی زلزلہ کی منسوبیت یا تھا وہ۔  
در حقیقت عروج پہاڑوں اور زلزلہ تھا جو حضورؐ کی زندگی میں آگیا۔ فلانہ فوج الاشکالی  
بحد افسیر۔

**نبی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے** | ہم سب پیشگوئیوں کے متعلق پسند  
منودی اصل فصل دہم کے آغاز میں ذکر  
کئے ہیں۔ اسی جگہ صریحاً بتایا کہ کبھی وہ پیشگوئی کے وقت یا مقام کی  
تقریب میں نہ ہو، بلکہ تیسریں اہام کے الفاظ میں موجود نہ ہوں، غلطی ممکن ہے۔ انبیاء کے  
صریح صلی اللہ علیہ وسلم ایک روای کی بناء پر قرآن اور احسن اصحاب کو بلکہ بیت اللہ  
کے لئے بھی کھڑے ہوئے مگر وہ تمامات سے بتایا کہ وقت کے کچھ میں غلطی ہوئی۔ وہ  
روای اس سال کے سچے ذہن (مختصر) و تحفہ صبحی (انہاری باب علم الحدیث) ہے۔  
ایسا ہی ایک حدیث میں آیا ہے رسول قبول کرنے فرمایا۔

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّي أَخَا جُرُومٍ مَّسَّاهُ لَأَذِيهِ بَعَثَا  
لَعْنُكَ فَاذْهَبْ وَبُخِيلٌ إِنَّي أَنَا أَلَيْسَ عَدُوٌّ أَوْ خَيْرٌ قَسِيًّا  
عَنِ الْمَدِينَةِ يَثْرُبُ (بخاری جلد ۱۰، النہج، اصحابہ طبع المدینہ)  
کوئی نے نہ روای میں اپنی ہجرت گاہ مجرموں کی زمین دیکھی پس خیال  
تھا کہ میں یا میرا ہجرت شریک طرف ہجرت کروں گا مگر وہ ہجرت گاہ مدینہ  
ثابت ہوئی۔

عظریہ گرام! ہر وہ تمامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہیں کا اعلان ممکن  
ہے۔ ان سے ظاہر ہے کہ وقت اور مقام کی تیسریں میں غلط واقع ہوئی مگر اس غلطی  
کا اہام ذرا دیر نہیں بلکہ یہ شخص اجتہادی غلطی ہے جسے اجسنت والجماعت بھی  
تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ يَجْتَهِدُ فَيُكْذِبُ خَطَا كَمَا أَكْذَبَ الْفَرَسُ  
وَكَانَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشَاهِدُ الْخَطَاةَ فَيُنَادِي نَبَاكَ لَمْ يَكُنْ  
وَالْيَوْمَ هُمْ يَرَوْنَ جُرُومًا فِي ذِي الْحِجَّةِ..... وَفِي الْحَقِّ يَشْهَدُ لَكَ  
فِي الْمَدِينَةِ أَنَّكَ قَدْ تَوَلَّيْتَ فِي يَوْمِ ذِي الْحِجَّةِ فَيُنَادِي نَبَاكَ لَمْ يَكُنْ

بَشَرًا مُخْلِئًا ذَا أَوْنٍ مَّثَبٍّ لَا تُزْجَرُ مِنْهَا قِيَارًا وَمِثْلًا مَّا يَنْزَلُ مِنْ سَفَائِلِ النَّاسِ ثُمَّ  
 كَرِهِيَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ إِذْ وَصَّوهُم بِأَهْلِهِمْ ثُمَّ تَوَلَّى الْغَافِلِينَ  
 تِلْكَ لَئِيَّا يَتْلُو فِي السُّورِ الْمَوْلَى مِنْهُ فَمَنْ فَرَّغَتْ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ الْفَتَى  
 سَدِيقًا فِي مَشْرِئِهِمْ ثُمَّ فَرَّادَا فِي كَلْبٍ لَوْ كَرِهَ الْغَافِلُونَ  
 بَنَاءُ الْوَدَّ بِحَرْبٍ وَدَمَتْ بِحَرْبٍ هَلْ يَحْمِلُونَ كَثِيرًا تَوَدُّوا  
 اِسْ كِي ذَمُّهُ وَارِى لَجْمُ يَدِهِ هَلْ يَحْمِلُونَ كَثِيرًا تَوَدُّوا  
 اِسْ كِي ذَمُّهُ وَارِى لَجْمُ يَدِهِ هَلْ يَحْمِلُونَ كَثِيرًا تَوَدُّوا

اجتہاد میں کرتا ہوں ؟

اس حقیقت کے پیش نظر اگر ہم اسے ان نفس کو کس جگہ خیالی کر لیں کہ حضرت کی موجود  
 نے "قیامت غیر زلزلہ" (سب سے آخری دور برائے زلزلہ) کے وقوع کو اپنی زندگی  
 سے ہی متعین فرمایا ہے تو اہل علم کی روشنی میں وہ مضمرہ کا بیان اچھا تو فرمایا گیا ہے۔  
**زلزلة الساعة کب آیا؟ اور اس کی حقیقت**۔ زلزلۃ الساعة یعنی

زندگی کی قید جان عبادت سے ثابت نفس اور حضرت کے جس زلزلہ کے لئے زندگی کا تہ  
 لگائی تھی وہ موسم پیدا کر لیا تھا جو ہم (مردی مسئلہ) کو واقع ہو گیا۔ اس کے متعلق ہم  
 خود حضرت کیسے سرخوردگی کے حوالہ دیتے ہیں کہ چکری۔ اگرچہ سند صحیح بیان کے مشورہ کا  
 کا اعتراض غلط ثابت ہو گیا ہے لیکن تاہم "زلزلۃ الساعة" والی پیش گوئی پر غور و فکر  
 قابل ضروری ہے۔

زلزلہ کے معنی | یاد رہے کہ عربی زبان میں لفظ "زلزلہ" کے معنی خوفناک طور پر  
 حرکت کے ہیں۔ قادر محمد طاہر لکھتے ہیں۔

"الزَّلْزَلَةُ الْعَرَبِيَّةُ الصَّغِيرَةُ وَالْإِزْزَاجُ الشَّدِيدُ"

(یعنی آہستہ آہستہ)

کہ زلزلہ کے لغت میں اصل میں زلزلہ حرکت طبعی کہ کہتے ہیں۔ اور پھر اس کے تحت  
 زلزلہ کے معنی ہر قسم میں وہ بیان کیے گئے ہیں۔ اولیٰ زمین کو ہلکانی زلزلہ کہتے ہیں اور  
 لفظ دینے والی سمجھت۔ "الزَّلْزَلَةُ" کے تحت لکھا ہے۔  
 اَرْكَامَاتِ الْإِزْزَاجِ وَاهْتِزَازُهَا (یعنی اشد و ارجع)

(مستحب مذاکرات)

قرآن مجید نے جنگِ ابراہیم کو زلزلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ مومنوں کے شوق فرمایا۔  
 حَتَّالِیْقَ (مُتَّحِلِی) اَلْمُتَّحِلِیْنَ وَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ (ابراہیم) کا اس  
 وقت حق پر غور کا ذکر کیا۔ اہل بیت کی تعمیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔  
 ”معنی اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ  
 میں صحابہ پر زلزلہ آئے گا یہ مطلب ہے کہ ان کو سخت خوف کے ساتھ آزمایا  
 گیا گی ان کو جلد دیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک زلزلہ کے معنی | اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ اَلْمُتَّحِلِیْنَ

”اے نبی جیسا کہ میرا مذہب ہے باوجود یہ بھی کہ چکا ہوں کہ پیشگوئیوں کی  
 قطعی طور پر یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ موعودؑ کا ایک ہی خاص پہلو پر ہم ہونگا۔  
 ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ عظیم و عظیم کوئی دوسرا پہلو ان کے ہونے کے ساتھ  
 کرے جس میں وہی عظمت اور قوت اور ہر ناک صولت پائی جاسکے جس  
 پر پیشگوئی و اہل کفر کرتے ہیں۔“ (خیر برہان میں ص ۱۷۱ ج ۱)

(ب) زلزلہ کے معنی کا ہونا مراد لیکر تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ تو ہمارا اجتہاد ہے اور ہمارے خدا تعالیٰ کے سرور غنی کو خدا  
 خوب جانتا ہے اور ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اس سے زیادہ ہر پہلو کے  
 کوہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (خیر برہان میں ص ۱۷۱ ج ۱)

(ج) اغلب طور پر زلزلہ کے لغت سے مراد زلزلہ ہی ہے مگر ممکن ہے کہ قدیم  
 سنتِ اشرک کے موافق ان الفاظ سے کوئی اور ایسی شدید اور خارق عادت  
 اور سخت تباہی ڈالنے والی آفت مراد ہو جو زلزلہ کا رنگ  
 اور خاصیت اس سے خفا خور رکھتی ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں  
 استعارات بھی اکثر پائے جاتے ہیں۔“ (خیر برہان میں ص ۱۷۱ ج ۱)

(د) اہل غالب کے طور پر زلزلہ سے مراد عباد کی پیشگوئیوں میں زلزلہ ہی ہے  
 اور اگر وہ ہرگز ایسی خارق عادت آفت مراد ہے جو زلزلہ سے

من بہت دلکشی ہو اور کچھ سے خود پر نزلہ کا رنگ اسی کے اندر موجود ہے  
(مخلوق گار)

نوٹ۔ (۱) یہی ہے جس کا شعور من بہت کی وجہ سے نزلہ کا رنگ ہے  
بلکہ ایک جگہ رنگ کا آخری تجربہ بن گیا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَبِغَضَبٍ  
أَخْرَجُوا آيَاتَهُ دَخَلُوا قَرْيَةً بِلَغْوٍ ۝ (النور ۲۴)

گراہہ منوی نزلہ ہوتا ہے۔

(۲) پھر حضورؐ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”مومن ہیں کہ یہ منوی نزلہ ہو بلکہ کوئی اور شے جسے اللہ تعالیٰ  
نقلہ دیکھ دے جس کی نظیر کسی اس زمانہ سے دو ملے ہو۔ اور ہاں اور  
عما رتوں پر منت تھا ہی آوے“ (ہر جی مسند بزم ملاح مشیہ)

ان حواہات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسی پیشگوئی میں نزلہ سے عوارہ نزلہ کی بھی  
بلکہ کوئی اور طرح کا اور شے جسے اللہ تعالیٰ منت فرمادے۔ عمارت کے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ اس  
نزلہ کو دنیا کی چیز نزلہ چھت سالہ رنگ پر تو ہو مگر اس میں شریعت  
ہوئی اور سات سال تک لاکھوں انوس کو کھاتی رہی۔ شہر پر ہی ہو گئے، آبادییں کھنڈ  
ہو گئیں اور شاہ رانسی کے شاہان ہو گئے، لاکھوں عورتیں ہو گئے، عورتیں کھنڈ  
ہو گئے۔ (۳) ایک ہیبت تک اور بڑے عجب و تعجب سے جو دنیا کی تاریخ میں بدلے نظر ہے۔

اس میں واقعہ کی شان بہت ہی بلند ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسی جگہ کے تجربہ میں  
دہلی کی عظیم دشمن طاقت پارہ پارہ ہو گئی اور آبادی بھی نہایت ہی ابراہیم دار حالت میں  
نکل کر رہ گیا، اس کی بیٹیوں کے ساتھ اس کے ساتھ نبوت شریک خیال کا ارتکاب  
کیا گیا اور نہایت ہی اذیت کے ساتھ اس خاندان کا خاتمہ ہوا۔

اہل دنیائے عجب پہلی مرتبہ اس نزلہ کو دیکھنے والی اور کھنڈا دیکھنے والی داستان کو

لے آکر یہ دیکھنا۔ یہ حواہات جو نطق انوس کی کچھ بھی کہہ نہ سکیں، جگہ جگہ نظر آ رہے ہیں  
فام و قرآن کا نسیم کہہ رہی۔ موقوف

پڑھا اور انہیں بتایا گیا کہ قنادیاں کی چھوٹی کتا بستیا کے ایک کسیری انسان کے خدا کے  
 امیر پر ہزاروں ہزار دیکھو وہ مسلمان ہوں انکے سال قبل فرمایا تھا کہ

آؤ میں ہر گاہ کہ میں گھڑی بھال دوں

تب وہ وقت آگیا کہ ہزاروں آدمی سو جانے ہو گئے ہزاروں بیویاں نے شہنا شروع  
 کیا پہلے گنگے تو تب گواہی سے پرہیز ہو گئے اور ہزاروں گروہوں کو اپنی دعا کی گئی  
 گئی۔ قطوبی حسن ذامن وویل! حسن کفر۔

یہاں پر ہم حضرت احمیٰ کے وہ اخبار دیکھ کر ستم میں بھی کانپنے پہنچتے ہیں کہ  
 طور پر جنگ بیدار کا نقشہ کچھ ہے۔

مختصر سننے فرمائیے

ایک نئی ہے ایمرہ وہاں سے کھدائی کے بعد  
 جس سے گروہی کھائی گئی پیدل شہر و جزیرہ  
 آگے لا قیر ہذا سے خلق پر یک الغتاب  
 ایک درجن سے دیر ہو گا کہ تا ہنسے ازہر  
 یک بیکہ کڈ لڑا ہے سخت جھڑپ کھائی گئی  
 کیا بشر اور کیا بھر اور کیا جبر اور کیا بکار  
 ایک جھپک میں یہ زمین ہو جائے گی زور و زور  
 تالیلی خوں کی جھپکیں گویا جیسے کپ ر دو بار  
 رات جو کہتے تھے پڑا گئی برنگب یا بھی  
 صبح کو سنے گی انہیں شہل و دستاں چہار  
 ہوشی اڑ جائیں گے انہوں کے رعدوں کے گہاں  
 بھڑکیں گے غموں کو اپنے سب گہوڑا اور ہر جزیرہ  
 ہر صاف پر وعدہ ساعت نکلتے ہیں اور وہ گھڑی  
 داد کو بھولیں گے ہر کست و زنجیر و راہ دار  
 خون سے گروہوں کے کہستان کے کپ ر و ان  
 شہر چھائی گئے جیسے ہر شہر واپ و انبار

مضمل ہر بائیں گے اس خوف سے کہ سب ہر وقت وہاں  
 زار بھی ہو گا تو ہر گا اس گھڑی بھائی زار  
 ایک نمود پسند کا ہر گا وہ تباہی نشان  
 آسمان جھلے کرے گا کینچ کر اپنی کشار  
 ہاں نہ کر چلی ہے انگڑائی مگر ہاشم  
 ہی پر ہے میری بھائی کا سبھی دہر دہر  
 دھوا جی کی بات ہے ہو کر دے گی بے خطا  
 کچھ دنوں کو جس پر ہو کر حقیقی اور دہر دہر  
 یہ گمان مسک کر کر سب دگانی ہے صاف  
 قرین ہے وہی ملے گا تجھ کو یہ مارا آہل

(دہلی احمدیہ مسجد)

حضرت اقدس اٹھنے والے کی عظیم غوروں کے باعث پرنسٹن  
 لطیفہ میں گورنٹ کو خط لکھا۔

”وہ کوئی ایسا تریز کہ جس سے گورنٹ کے تمام جنوری لطیفہ  
 تک پھاڑوں سے اجتناب کریں۔“

اس پر مسز من پشاور کی تشریح ہے کہ دنیا کا فکر نہیں نیز یہ بھی پتہ نہیں کہ  
 اوپر دہلی جنوری سخت سردی کے چلے ہیں اور گورنٹ کے دفاتر ان دنوں میں چلا  
 پر نہیں دیتے۔ (مثلاً)

چاہے وہ خود کو اندھیرے میں بہت ڈر دے گا تو بھی

تو وہ اگر دیکھا کہ منکر نہ ہو تو اس کی بکریاں اٹھتے کون کی جاتی؟ کیا  
 ٹوٹے خدا اپنے قلم سے اسی دیو و آن دیوینے کی خط لکھ کے حوالہ سے ان کا  
 نہیں لکھے کہ ”خدا کے حکم سے یہ پیش گوئی کروڑوں انسانوں میں شائع  
 کی جا چکی ہے۔“

جس سے خوب کہا ہے وہ درد گوراما نظر نہ شد

سود گوراما دفاتر نہ رہنے کی بھی ایک بھاری ہے شک عارضی دفاتر اپنے مقام



پرا جاتے ہیں لڑکیاں مستقل، مگر ان کی سخت مردی سے ڈر کر میدانوں میں آجاتے ہیں؟  
 کیا ہیں ان کیفیت پر اس قدر کشمکش؟ نیز یہ بھی تو یاد رہے کہ خود کا مسئلہ نہ ملک کو  
 آجہائے نایت ہے جس کا آغاز اپنی مسئلہ سے ہے مگر اس قدر اہم ہے جیسا کہ  
 مومن گناہ میں ہے فلا اعتدال۔

(۲) دشمن کی ہلاکت | تیسرے فہرہ معترضین نے ابھام "میرا دشمن ہلاک  
 ہو گیا" (ابھام ۲۸) دیکھئے مسئلہ پیش کیا ہے۔  
 پر غلط ہے کہ۔

"یہ بھی بالکل غلط نظریہ کہ ان دو میں مرزا ابھی کھڑے دشمن و کفر  
 جہاد الخلیفہ علیہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و آلائہ السلام تھا۔" (مختصر ص ۱۰)  
 گویا ان دو میں سے کبھی ایک کے نہ مرنے کے باعث جہاد غلط قرار دیا۔  
 میرا دشمن و کفر و کفر و کفر و کفر  
 کیا مرزا صاحب کے مرتد ہونا دشمنی تھی؟

اسے دشمنی موات و دلچسپی اور پھر حضرت فخر علیہ السلام  
 "یہ عظیم دشمنی پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتایا گیا تھا کہ  
 اپنی دشمنی صاحب طاعون سے فوت ہوں گے" (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب  
 حقیقۃ الہی ص ۱۲۱)

مذہب و ابھام ۲۸ راجح کہ ہوتا ہے جس میں بطور پیشگوئی بتلایا گیا تھا کہ قریب  
 وہ دشمن ہلاک ہو جائے گا۔ لہذا کہ پیشگوئیوں میں عادت اللہ صی طرح ہے کہ جو مسئلہ الہی  
 بات کو احضار کے بعد میں ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے: **وَاَلَا تَتْلُوْا مَا نَزَّلَ**  
**الْبُرْجَانُ وَآلُؤْا لِقٰہُمْ ذَا لَہٗا اَنۡزَلۡنَا لَہٗا عَاۡدَۃً (مرجح) شَرِیۡرَتَہٗ تَلۡکَیۡنَہٗ**  
**الۡوَاۡکَۃَ وَآلۡسَاطِیۡکَۃَ (بقول)**

کس قدر چمکتا ہوا نشان ہے کہ ۲۸ راجح مسئلہ کو ابھام ہوتا ہے اور  
 عمار اپنی مسئلہ کو اپنے گھر پر اپنے آپ کو مومن قرار دیتا تھا طاعون سے ہلاک  
 ہو جائے گا۔ (توضیح الہی ص ۱۲۱) اتالی ذہانت ص ۱۲۱ اور ابھام

ریاست کامل میں پچاسی ہزار آدمیوں کی ہوتی | (۲) ریاست کاہن میں

وہاں سب سے زیادہ آدمی مری گئے۔

اس الہام کو گفتگو کر کے ستر میں لکھتا ہے۔۔

”عجیب گول مول الہام ہے جو آپ تک تو خلا ثابت ہوا ہے۔“

(عشرہ ص ۱۸)

الجواب۔ حضرت شیخ مودود علیہ السلام کہ ۱۲ برس پہلے تک الہام ہوا۔۔

مزید بتا دیں قریب پانچ سو برس کے آدمی مری گئے۔ (ابن عربی ص ۱۸۲)

”اس تک خلا“ کا مطلب یہ ہے کہ ستر میں ٹپا دی وہی ہدایت خیر و حق کے تھے

بعد کی کتاب ہے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے: وَتَسْتَفْهِمُ لَوْلَا فَالْعَذَابُ وَتَوَلَّى الْآجُلُ  
تُسْتَفْهِمُ لَوْلَا فَالْعَذَابُ ابْتِغَاءً لِّبَاطِلٍ تَقْتُلُ الْفُتُوَّةَ وَتَحْتَمِلُ الْفُتُوَّةَ

(حکمت ۱۷)

ترجمہ۔ اے رسول! کفار تجھ سے عذاب کے لئے جلتے ہیں کہ تم یہاں اور اگر موقوف ہو  
ذبح نہ کر لیں تو کفار عذاب الیم ہوں۔ وہ ان کے پاس پہنچنے کے لئے کاغذ پر ہیں کا اعداد  
نہیں کر سکیں گے۔

اس آیت میں ہیں ”بعد از ان“ کو کفار سے منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن وہی ستر میں ٹپا دی  
میں نظر آ رہا ہے۔ لَوْلَا فَتَقْتُلُ الْفُتُوَّةَ۔ ہنر خدا اکیلا اس کے لئے کوئی یکساں نہ  
سال کی پیداوار مقرر تھی جو تو اس الہام کو خلا ہذا میں جھوٹ لکھ رہا ہے۔ اگر یہ ستر میں  
ہے تو کیا ایک جہاں کے آدمی آپ کے عقیدہ کے مطابق ہو سکتے ہیں کہ قیامت کے متعلق  
قرآن مجید کی پیش گوئی اور الہام آج تک تو خلا ثابت ہوا ہے؟ یا کم از کم ہزاروں بے  
کلمہ رسول ہذا میں اللہ میں وہ علم ہے شیخ مودود کی آمد کا الہام مستحضر اور وہ ”اس تک  
خلا ثابت ہوا“ کیونکہ غیر صحابیوں کے نزدیک کوئی شیخ مودود نہیں آیا تو آپ سے حق کا  
بانی گئے؟ بڑی جنس! ایک کرہ میں پیش گوئی کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کے  
بعد سے قبل و بعد اس کے گول ہوں یہاں کہاں کہ ہے۔ کیا وہ وہ سیکھتا تھا شیخ مودود کوئی  
اللہ بزرگ کہ بعد سے پہلے گول ہوں“ دیکھ لیا؟ پھر کیا حق اللہ کی پیش گوئی کے لئے بابت جنس  
وقت کا مقرر ہوتا؟ اگر یہ ستر میں وقت علم انہی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اللہ خدا کو جو  
بے حد بچا ہوا ہے لکھو گئے اور خدا کا نام کاغذ پر یہاں ہو سکتا ہے۔ پس یہ اگر انہی کو

اہل ہے۔

غیرت خداوندی | تاخرین مسزین نے خودی کا مسئلہ میں مشرک کا

دروا لائے تھے لیکن کیا جو اس وقت ہمارے زیرِ فکر ہے۔ خودی کا مسئلہ میں مسزین کا یہی پر خوں تک پہنچا آئی جس سے قریب بچا سو ہزار کے آدھے ہو گئے۔ ہمدی مراد وہ محشر ہے جس کا یہ ہے جو ان مشرکانِ خودی کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ پاپا ہوتا۔ مسزین ہزاروں آدمی کیست ہے۔ باقاعدہ خودی میں یہ ملکات پر قابض ہیں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف ٹیپہ کا قاضی عالم امیر اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا تھا اعداب میں ان کے زمانہ میں رہا ہے وہ بھائی نہایت ہمدی سے خبیث لگے نہایت ذات سے مکسب ہو آ۔ بچا وہ خطاب ہے جو کہ قرآن مجید نے یزید بن ابی سفيان بن حنفیہ کے تعبیر فرمایا ہے۔ کیا منصف مزاج تاخرین اس عالم پر نشان نشان نہ لگے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی قادیان میں آنکھ کا جواب | (۵) مولوی ثناء اللہ

آنکھ کا بہت مسزین پٹھانوں لکھتا ہے۔

”دعا اچھا ہو مسزین کا چلا کر۔ ہرگز قادیان نہیں آئیں گے“

مگر مولوی صاحب نے درخود مسئلہ کو قادیان پہنچ کر پیش کی خود ثابت کر دی؟ (حکومت)

اس اعتراض کے جواب کے لئے بھی مسزین نے حضرت کیجی رحمہ اللہ کا نام لیا ہے کہ وہ مسزین کا بہت مسزین پٹھانوں کی خیانت میں نہیں ہوا ہے خود لکھتے ہیں۔

”وہ مسزین کا بہت مسزین پٹھانوں کے ذریعے حضرت کیجی کی نشان میرے

نہیں ہوں گے۔ (۱) قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتالی کے لئے

میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے خود بھی پیشگوئیوں کی اپنی فلم تصدیق

کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔ (۲) اگر وہ جیلنگ پر نہ مسخ ہوئے کہ

کاتبِ صادق کے پچھلے عدلے تو خود نہ پچھلے مری گے۔ (۳) خود مسزین

پچھلے مسزین مسزین ہوں تو قصیدہ کے مسزین سے ماہر نہ ہوں گے کہ

نہ مسزین ثابت ہو جائے گی؟ (۴) مسزین نے خودی کا مسئلہ لکھا ہے

لی احوال خبر و در سر من کے گشت گزینی کی اور یہ بھی کہ میں نے کئی گنا کھڑے ہو کر  
 کے مقابلے میں مولوی شاد احمد صاحب نے عدوت ڈکا کر دیا تھا۔ (وہ بھی غصہ ہی ہم پر اور احمد اموی  
 کی شکل و نسب سے وہ بالکل عاجز نہ گئے تھے۔ مخرج المین و بطنی ما کانوا یصلون۔ وہی  
 سر من نے خبر دہلی کے مشفق اٹھانے کے مولوی شاد احمد۔ اور جنور کا مسئلہ لڑا کرتا دیکھ چکے  
 گئے۔ اس نشان کے دو مختصر ہیں۔ (الف) تمام پیشگوئیوں کی برائی کے لیے نبوت  
 پاس نہیں آئیں گے۔ (ب) یہی قوم ہے نئی پیشگوئیوں کی تصدیق کرنا ان کے لئے  
 موت ہوگی۔

مذہب (ب) کے مشفق بھی سر من خاموش رہے۔ باقی مسند (الف) میں بھی سر من  
 نے اٹھا کر کہ میرے پاس نہیں آئیں گے۔ کیا مولوی شاد احمد حضرت کجا موحود علیہ السلام  
 کے پاس گئے؟ ہرگز نہیں۔ وہ آقا مہدی کے کہیں کے پاس گئے۔ انہیں کچھ اور بھی خبر ہے  
 حضرت احمدیؑ کے شکاک نہیں۔ (تخصیص کے لئے دیکھیں) انبیاء حق زمانہ (۱۳۳۳ھ)  
 علامہ انبیؑ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسند پر باہر پیشگوئی  
 (احمدی احمدی مسند) کا ہرگز یہ مسئلہ نہیں کہ مولوی شاد احمد کا حق تکلیف کا نام لگنا ہے  
 میرا کہ ہر گھڑا راندنی پر بلا رہے بلکہ اصل حقہ پیشگوئی بشرق (الف) میں بھی پیشگوئیوں کی  
 پڑھائی ہے اور مولوی شاد احمد نے اس طرف غور و جان تو نہیں کی لیکن وہ طریق اختیار  
 کیا جو گتھن حق کا طریق ہو گا ہے اور وہ ایک اس طریق کو اختیار کر چکے تھے جبکہ ان کا اصل  
 حق یہ تھا کہ ۔

”میرے ہاں پہنچتے ہیں آپ کہ پیشگوئی مسند بہت احمدی مسند  
 ہو گئی تھی“ (ص ۱۱۱۱ مسند مرزا مسند حاشیہ)

اسی کی تقلید میں سر من پڑا ہوا ہے بلکہ دیکھ کر کا قاریاں یہاں ہی پیشگوئی کرنا چاہیں  
 کرتے ہیں۔ تاہم یہی پیشگوئی کے اصل الفاظ آپ کے سامنے ہیں۔ آپ خود فیصلہ کر سکتے  
 ہیں کہ کس قدر زیادہ ہے کہ لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ کے مشفق احمدی کے حق کے طور کو حق

کہ لکھنا اس طرح چند عادات اور بد عاداتوں کے قرآن پاک کے باطل اور جہل مسند پر فقرات  
 لکھ کر دیکھ کر ان میں کہ بد عادات کا فقرہ بھی ہو گا۔ مسند احمدی کے باطنی لکھ (مواظف)

جہالت کو صحت گردیا جاتا ہے کیا بچہ شیطیت خدا کا نشانہ ہے ؟

بحث کہ قلم سے کیا حاصل اگر قلم میں نہیں

رہے غصہ صحت خدا کی کہہ سے وہی کا عار

سستی صفت کا موجود علی السلام نے موری شکار خود صاحب کو لکھا۔

”اگر آپ لوگوں کی صدقہ دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات

پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اعداء صمد کی نسبت بھی جو رہی ہے

تعلق رکھتے ہوں دفع کر دی تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی۔ بعد مگر یہ

نہی کی مثال ہو گئے کہ اپنی کتاب و آثار قلم میں مثالی کر چکا ہوں کہ نہیں اس

گروہ غفلت سے ہرگز باہمات نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا جو بزرگندی

گامیوں اور بادشاہ کلمات لکھنے کے عود کے باہر نہیں ہوتا۔ مگر خود میر

عالم حق کے شبہات ڈرو کہنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر یہ آپ نے اس

دعویٰ میں دعویٰ کر دیا ہے کہ میں عالم حق ہوں مگر مجھے جاتی ہے کہ اس

دعویٰ پر آپ قلم نہ لکھیں۔ جو کہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بحث کو

کشتاں کشاں بد جہود اور سو ہا سمات کی طرف سے آتے ہیں اور میں

خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے باہمات ہرگز نہیں

کر دی گا۔ سو، طریقہ جو ہا سمات نہایت ڈرو ہے وہ یہ ہے کہ آپ

اس وعدہ کو صحت کرنے کے لئے قادی و قرا کر دی کہ آپ ہر ایک بحث سے

باہر نہیں جائیں گے۔“ (انجام سورہ صحت موری شکار سورہ صحت)

نہایت واضح بیان ہے مگر جو کہ موری شکار خود صاحب کے ذہن میں تھیں وہ یہاں بھی

کافی تھا اور اس کے خیال میں پیشگوئی کو ہادیوں کی نظریں داخل بنانے کے لئے یہ کافی

تھا اس لئے نیز اپنی ہندو اور کزندی کے باعث ہی سلم ہو رہا ہے اس پر اس کا کافی ہر ایک طرح

میں پیشگوئیوں کی پڑتالی کے لئے دھما سہ نہ ہوا اور خدا کا کلام کہ وہ پیشگوئیوں کی

پڑتالی کے لئے تیار ہیں نہ اس لئے کہ اپنی آپ و کتاب سے یہ پڑا ہوا تھا کہ صحت کیج ہو

علیہ وسلم نے اس کو یہیں تک لکھا۔

”ابہ آپ اگر مراثت اور یہاں دیکھتے ہیں تھیں سے ہر تصنیف کے علاوہ



کا اردو کتاب کہتا ہے۔ اور پھر اس کا اہام کا غلط ترجمہ کیا ہے۔ احباب! احباب!

قرآن علیہا انوار الشبلیب کا جواب | (۶) تترۃ علیہا  
انوار الشبلیب و غیرہ الباقی

اس اہام کو سترین نے درج کر کے لکھا ہے۔

”اس اہام سے ٹھیک دو سال بعد چلے گئے اور کوئی دینی خدمت ہی  
میں ظاہر نہ ہوئی؟“ (عشرہ ص ۷۷)

اس اہام کا قصہ کیا تھا؟ خود جاننے کی ضرورت نہیں سنٹی مگر مقرب صاحب نے خود  
حضرت شیخ برہنہ کی فرمودہ تشریح درج کر دی ہے جس میں لکھا ہے کہ۔

”یہاں نے اپنی اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے دوا کی تھی جس پر یہ اہام  
بنا اس کے لئے خدا تعالیٰ پتھر مانتا ہے۔ صرف وہی قدر معلوم ہوتا ہے  
کہ خدا تعالیٰ میں صحت عطا فرماتے گا اور لکے وہ تو تین حکم لکھا جلی سے  
جلی خدمت دین کر سکیں؟“ (عشرہ ص ۷۷)

گویا سترین کی اپنی کتاب میں جو سہ درج ہے اس سے ثابت ہے کہ ان مہلات  
کے معنی صحیحاً اب ہونے کے ہیں اور صحت حضرت ام المومنینؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو  
حاصل ہو گئی۔ آپ اس کے بعد قبول سترین چلے آئی اور یہی دفعہ ہے کہ حضرت  
ہے کہ اس حوالہ میں آپ نے متعدد عظیم کتب پڑھ کر حضرت ام المومنینؓ اور ام کلثومؓ کی  
دعوتِ اہل بیت فرمائی۔ چشم بد میں کہ حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا کہ اسے توچ  
پیشہ آقا بہت اچھے لگے

حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا آج کس دفعہ میں۔ اور تعالیٰ ان کو دیکھ کر ہمارے  
سروں پر مسرت رکھے۔ آمین

فرمودیں حضرت ام المومنینؓ کی کتاب میں ہی موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ان کی  
خدمت نہیں۔

خواتین مبارکہ والے اعتراض کا جواب | (۸) ”خواتین مبارکہ  
اور ام المومنینؓ“

یہ صبح صبح کے وقت آپا ختم ہو گیا۔ تین نکات پر مبنی مسئلہ ہے۔ حضرت ام المومنینؓ

سرخیں پھیلا دی گھٹا ہے ۔

”اور خواتین بہادر کہ سے ہی سے تو بسن کو اس کے بعد پائے کا تیرے  
نسل بہت ہوگی“ (استخبار اور فردی ششہ ۲)

اس اہام کے بعد کوئی علاج ہوا نہ خواتین بہادر کو یہ عہدہ حاصل ہوئی  
اور نہ اصلاح ہوئی محمدی سلیم وہاں علاج شاید اس اہام کو چھوڑنا اگر اشارے  
ذہبا کو بھروسے کو تھا کہ لکھا ہے : ”استرا مکتا“

اسی اشتہار کو ذرا خود سے پڑھا جائے تو عوام غفل جانے کہ منہ بجا اٹھا  
اہام کے عطا خاص ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے اٹھا دہی میں جسٹس شہر قادیان کے  
اہام کے حضور اور قیام کو ذرا فرما رہے ہیں۔ یہی وہ عہدہ کہ عہدہ آپ کے ذیل میں یہ مذکور  
ہیں۔ اور قادیان سے آپ کے بعد وہ فرمایا کہ تیرے ہی نسل بہت ہوگی۔ چنانچہ خدا کے فضل  
سے وہ بزرگ و بابر ہیں۔ سرخیں کا یہ فقو ”عہدہ شہر دہوئی“ ”مروج جھوٹ اور گھٹا فرما  
ہے کیونکہ اور فردی ششہ کے بعد شیر اقل عہدہ گت ششہ کو حضرت میرزا  
بشیر الدین محمد احمد خلیفہ المسیح الثانی علیہ السلام نے اور میرزا ششہ کو میرزا  
احمد مجزاہ میرزا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ”عہدہ میرزا شریف احمد صاحب لکھنؤ  
میرزا بہادر احمد صاحب آپ کے بعد پھیل رہے تھے۔ نیز وہاں میرزا یونس قادیان کے غریب  
کو اس پر غصہ اسی قدر لکھا تھا ”فرما کر کہ اس کے بعد یہ عہدہ کہ وہ عہدہ حضرت  
مسیح موعودؑ کے عہدہ کو اہام سے نہیں کہے۔ سرخیں نے جو عہدہ کہ اس اہام کے بعد  
کوئی علاج نہیں۔ یہ درست ہے اس اشتہار میں حضرت اقصیٰ نے محمدی سلیم کے لکھنؤ کی  
پیشگوئی دیکھ کر ہے اور فقو ”بعض کہ اس کے بعد پائے گا“ ”محمدی سلیم کی طرف ہی  
اشارہ ہے۔ لیکن یہاں ہم محمدی سلیم کی پیشگوئی کے تحت منتقل ہوتے ہیں کہ اس اشارے  
و دیگر فصل دہم یہ علاج بعض لوگوں کے ساتھ وابستہ تھا اگرچہ اس شرط کا صورت کے  
اس فقرہ میں ذکر نہیں ملتا ہے نہ خود تحریر فرما رہے ہیں ”ما کان العالم فی ملوہ و ملوہ  
بالا کان متعہ شرط کسا قدر دیکھت فی اللہ بکرة العاقبة“ (توہم تمہد)  
کہ اس پیشگوئی کے ہر شخص میں شرط ہے۔ یہی حضرت ائمہ المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ  
صورت میں سلیم کے بعد محمدی سلیم کا آپ کے علاج میں آتا ہے اور احمدیہ کی حاکم کے ساتھ





بقدرہم خبر مشتعلہ

گو کہ اہام پہنچا میں جو کہ تھا بڑا ہر گیا۔ ستر منے سے اس قدر والی کہ ہے کہ چونکہ  
 وہ خبر کہ ہدک اور قوت ہو گیا لہذا اہام مفلطہ ہوا۔ حالانکہ میں طرز قوت کے جس طرح ہوئی  
 وہ بخار کا تو میں صورت کے ہدک کی شکل تصدیق ہے۔ اسی طرح ہدک احمک پھوٹی ہوئی  
 وفات میں آپ کی صداقت پر زبردست تسلیم ہے کہ اگر آپ نے قبل قریب ہی اپنے کے  
 مشعلی شاکر فرمایا تھا۔

واللہ اعلم بالصواب (ہدک احمد) پیدا ہونے کو تھا تو یہ اہام بڑا۔ انی اسقط  
 من اللہ و احیاء میں نہیں خدا کے ہاتھ سے نہیں پڑے۔ ہوا اور خدا  
 ہم کی طرف جانوں کا میں نے اپنے ہاتھ سے اسی کہ یہ تاروں کی گونج رہا  
 ایک ہوا اور گونج رہا ہوا اور خدا کی طرف میں کی حرکت ہو گیا اور یہ کہ  
 جلد قوت ہو جائے گا۔ اس بات کا تم خدا تعالیٰ کہ ہے کہ میں دونوں  
 باتوں میں سے کوئی بات اس کے ارادہ کے موافق ہے۔

(در بیان انقلب سے معبود مشتعلہ)

(مب) جس طرح بخار کے ٹوٹنے کا اہام بڑا تھا اسی طرح دوسرے مرض کے پیدا ہونے  
 پر ہم خبر مشتعلہ کو صورت کو اہام بڑا۔

لا یسلخ ذلک یخفظ

کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ دوسرے کے ہدک احمک احمک  
 ہو گیا۔ اتنا طہ و اتنا لیسہ و ایضاً۔

(حج) اہام طہ و اتنا طہ و اتنا لیسہ و ایضاً۔

”میں قریب قریب کو بہت بڑا ہوا گا اور بہت دور کا مگر بعض میں میں  
 سے کم قریب میں قوت میں ہوں گے۔“ (اشہد ہر فرد مشتعلہ)

پس صاحبزادہ ہدک احمک وفات میں صورت میں جو ہدک کی صداقت کی دلیل  
 ہے اس میں کے بخار کا تو میں بھی سہاٹی کا نشان ہے۔ اسے کافی کہ ہمارے خافین کو  
 والی آنکھوں میں جاتی۔

بکشتار کا ہے کہ میں ہے غریب کا

## شعبہ مبارک احمد کون ہے؟ (۱۰) بے غل منزل المبارک

سرخن پٹیا لوی نے دوسری نمبر پر سفیر مہدک احمدی کی پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

”آپ کے لڑکا پڑا ہے۔ بے غل منزل المبارک (میلنگی اور کنوڑی شہزادہ) کیاب علی شاہ کی بیٹی کے لڑکا پڑا ہے۔ یہ تو جی بھیرو مہدک احمدی کے لڑکا پڑا ہے اس کا نام مستم اور اس کا شعبہ ہنگا (استہد تہوہ وزیر شہزادہ) ان اہلالت کے بعد کوئی لڑکا نہ پڑا اور مرزا صاحب چلے گئے ہیں اس لئے وہ لڑکا الہام میں غلط ثابت ہوئے“ (غزوہ سنگ)

جواب اولیٰ: سرخن نے فقرہ ”آپ کے لڑکا پڑا ہے“ پر اعتراض کیا۔ فرما دیا کہ ”ہاں اگر اس کے ساتھ ہی لکھا ہے ”میں آئندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا“ (الہام بقدرہ اور کنوڑی شہزادہ) لیکن سرخن نے نصت لے لیا اور نصت جہارت چھوڑ دی۔ نیز اس کے بعد کہ چند اہلالت کو چھوڑ کر گئے ”بے غل منزل المبارک“ سے صاف دیا ہے اور جہاں یہاں جواب تو چھپے کہ آپ نے اسی اعتراض میں دھوکا دیا ہے یہی ملتی جہالت درج نہیں کی۔

جواب دوم: حضرت کو اللہ تعالیٰ نے کیا لڑکے کی بشارت دی ہے لیکن ساتھ میں فرما کر کہ ”نہی ہی صلب ہے اور تیری زندگی میں ہوگا۔ ان ملین ملک بشارت اس امر کا متعلق نہیں کہ بچہ آپ کی صلب اور آپ کی حیات میں ہی پیدا ہو لہذا فرما لے قرآن مجید میں حضرت سادہ کے متعلق فرمایا :-

فَبَشِّرْهُنَّ بِأَسْمٰئٍ ذٰلَیْنِ کَانَ لَکُمْ فِیْہِنَّ اٰیٰتٌ لِّعَقُوْبٍ۔ (سورہ)

کہ تم نے اس کو اسمائ کی بشارت دی اور اس کے بعد عقوبت کی۔

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سادہ کو عقوبت کی بشارت دی ہے اور کہہ ان کو بشارت تھام حضرت اسمائ کی نسل ہی سے ہونے والا تھا یہی غلط بشارت تھیں بچہ کو مستحکم نہیں۔ اور مرزا دعوئی ہے کہ حضرت شیخ مودود کے اہلالت میں ایک ایسا لفظ نہیں چھوڑا تھا جو کہ لڑکا آپ کی صلب سے ہو گا لہذا اعتراض باطل ہے۔

اگر کوئی شخص شیعہ مبارک احمد کے صلی ہوئے پر ہی امر و کرہ کرے تو اس کا ایک  
 ہر باب یہ بھی ہے کہ یہ غزل منزل المہاجرۃ شری مروت اتنا ذکر ہے کہ ایک ڈاکا  
 مبارک احمد کا قائم مقام ہوگا۔ یعنی جو صفات علیا مبارک احمد کے تعلق تھے انہوں نے  
 ان کا وادہت کی دوسرے صاحبزادے کو کر دے گا اور وہ اپنی عزیزوں کے علاوہ بھائی  
 مبارک احمد کا بھی مرگ ہوگا اور وہ وہی واقعہ جس کے تعلق فرمایا ہے وہ  
 شدت ملی کہ ایک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا  
 کروں گا اور اس شے سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ ایک عالم کو پھیرا  
 (بدائیں حمد)

چھرا اب سو پر شیعہ مبارک احمد کے تعلق فرمادی تھا کہ وہ حضرت کا پین  
 صلب سے نہ ہو کیونکہ ابہام اپنی کے خلاف تھا صاحبزادہ مبارک احمد کی بیعتی میں  
 جو ابہام ہوا اس میں شک ہے۔

إِنَّ اسْقَطَ مِنْ اللَّهِ وَاصْبِيَّةً . كَفَى هَذَا دَلِيلًا عَلَى بَرِّهِ وَنَجَاتِهِ  
 مَعَهُ الْكَلِمَةُ بِرَحْمَتِ اللَّهِ وَابْتِغَاءَ جَدِّهِ مَقْصُودًا

پچھے فقر میں مبارک احمد اپنی ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آتا ہوں اور اس کی طرف  
 جانوں گا اور دوسرے فقر میں اشارت تعلق فرماتا ہے کہ اب زین اور دکانی برائی سے  
 بمن آئندہ کوئی نہ لگا آپ کے گھر ہوگا۔ گویا صاف کھلی گیا کہ شیعہ مبارک احمد آپ کے  
 صلب سے نہ ہوگا بلکہ وہ آپ کا بیٹا ہوگا۔ اسے منکر کی اسٹیم اور گوشت پر مشتمل  
 کہ مبارک احمد کا قائم مقام ہو شیعہ وافر فرشتہ گریدا ہوئے والا مولد احمد ہے  
 جس کا نام صاحبزادہ ناصر احمد صاحب مکر رہا ہے اور حضرت میرزا بشیر الدین گور احمد صاحب  
 کا فرزند اور جنت ہے۔ کیا کوئی ہے جو ایمان لائے؟ ممکن ہے کہ اس بزرگاری کے فرزند  
 جگہ انہیں کہ وہ موجود تو مرزا صاحب کی صلب سے ہو چاہئے تھا۔ سوائے اولیٰ ترکیں یا  
 علی نہیں کہ وہ مرزا صاحب کی زندگی میں اور آپ کے لفظ سے ہوگا۔ جن ویر شریا مبارک  
 بیٹے ہیں کہ کے حقوق رکھتا ہے جنی کہ وہ اس حدیث پر مشتمل گواہت میں ہے جس کا یہاں  
 ہے اور قرآن مجید نے اس کو انکسار میں نہیں کیا۔ اسی نے کتب اعتراض میں ہے کہ اس  
 الابن حکم الاہل میں نہ لائے کے لئے بیٹی کا حکم ہے۔ سورہی شکر میں



سب سے اہم نکتہ ہاں کہ طرزِ گول مول نہ ہوتے تھے بنی کا مرد بڑا۔

جہاں چاہو چسپائی کر لو اور جہاں چاہو سنی نکالو۔

افسوس کہ مسیحی پڑاوی باطل یہود کے تئیں قدم پر چلی دیا ہے حضرت عیسیٰ کے  
ملک بن گئے تھا۔

يَا مُسَيَّبُ مَا لَكُم مِّنْ كَثِيرٍ اَوْ شَا قَقَوْلٍ . (ہود ۱)

اے مسیب! تیری باتیں بے سرو پا تھکتی ہیں کہ ہم کبھی نہیں ملے؟

ناپاک یہود نے جو نکتہ بنا خلعت میں یہی طرز کی تھی۔ اس وقت ہر جواب ذات

باری نے دیا تھا دیکھا جو اس پر ہوا ہے یعنی۔

بَلْ حَبِطَ كُلُّ شَيْءٍ بَاطِلٍ غَيْرِ مُتَّبَعٍ فَاُولَٰئِكَ وَسُوءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۃ ق)

کہاں بات کا تصور نہیں تھا کہ وہ اعمالی بدلے تباہی کے دل کو سپاہ کو کھا چلا

اب ان میں بگڑنے کی حالت نہیں۔

قرآن مجید کا عرب خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا کلام ہے اور تاقیامت

**الزامی جواب** | عقل شریعت ہے مگر بدستور کہ تباہی اور ہی اعلان گول مول لپکا

کا قرآن پاک ہے تباہی ہے مگر بیجا و بیدار چلے جو کہتے کہتے ہیں۔ ان احزاب کی کراہی

بڑھ گئی کہ ان گناہوں میں ملنے کو ہے جو اس امر کا انکار کرتے کہ جیسوں آیات کی تفہیم

میں خود مفسرین میں زنجی و اسماں کا اختلاف ہے۔ مگر امام ربانی ایک بات سے اور بگڑا

پہنچے ہیں تو دشمنی اس سے صورت ملے مراد چلتی ہے۔ تفسیر کے اختلافات سے بھر پور ہے

ہیں۔ کیا یہ کہنا درست ہے کہ (نورِ ہدایت) آیات قرآنی مگر گول مول نہیں۔ چنانچہ انہوں نے

۱۱ چسپائی کر لیا۔

مخبرِ مشائخ بہ ذلک منا انما است

مَشَا

(۱) اِنَّمَا الشَّيْءُ الَّذِي نَحْمَدُ بِرَحْمَةِ اللَّهِ لَا تَلَفَ . دیکھا جو اس کا ہی اکوٹے نگر نہیں۔

(۲) اِنْ يَكُ الْبُؤْسُ فِي الْبَعْضِ فَبِمَا كُنَّا لَا نَسْتَعِظُ . کہن تھا اس بگڑ کو نہیں۔

(۳) اِنَّمَا الْغَنَاءُ فِي الْبَعْضِ فَبِمَا كُنَّا لَا نَسْتَعِظُ . کہن کی صفات میں یہ مذکور نہیں۔

(۴) اِنْ يَكُ الْبُؤْسُ فِي الْبَعْضِ فَبِمَا كُنَّا لَا نَسْتَعِظُ . کہنہ میں یہ مذکور ہے؟ نام نہیں لکھا۔









بھی نہیں گیا۔ شاہ نذولی وغیرہ کے متعلق شاہ صاحب موصوفت طویل بحث کے ضمن میں لکھتے ہیں :-

”سبب نزول دو قسم است اُنکے آنست کہ عاودہ و آتی شکہ دل اپنی  
مومنان و عاقدین منفقان بنکدستہ امتحان اور چا کدوا عدد و احتساب  
اتفاق و افتاد۔ عاودہ و عاقدین کے ایسے ذکر و کلام میں آگاہی نازل مصلحت کا  
فیصلی گردد عیاں و دوزخی و دوزخی عیاں تو پریندہ است بسبب و خصوصیات  
ایں عاودہ و عاقدین کے و سبب اپنی و صاحبہ است کہ کلام فقیر آں عاودہ و  
شرح عاودہ آیت کا موقوف آں کلام پر فرما شدہ و روشن شدہ و جسکے آنست  
کہ کجھ آیت و عموم خود کا سہا است بغیر احتیاج و تفسیق عاودہ کا سبب  
تو دل شدہ است و حکم عموم فقہاء است کہ خصوص سبب و انقضائے  
مفسرین بقصد احاطہ آثار و ماسدہ بآں آیت یا بقصد عیاں یا  
صدق آں عموم آں فقہاء و ذکر کردہ بآں قسم و ذکر کردہ فی خبر و نصبت۔  
پیش آں فقیر محقق شدہ است کہ صاحبہ و تابعین بسیار بعد کلام  
الاولیہ فی کذا میگویند و طریقی و نشان تصویر یا صدق آں آیت بعد  
و ذکر بعض عاودہ کہ آیت آنرا بعموم خود شاہی شدہ است خود ہی کہتے  
مقدم باشند و ماضی اس کی بل باشند و جہلی یا سولہ تمام قبل آیت را  
دگر فرمے شد یا بعض آنرا و بشا علم ازلی تحقیق دانستہ شد کہ اجتہاد  
را دوزخی قسم و خطہ است و قصص متعددہ را آنجا گنجائش نیست :-  
(الغرض فکر فی اصول فقیر کا)

حضرت شاہ صاحب کی عبادت واضح ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جن آیت یا احادیث  
کا تفسیق کسی گزشتہ و آئندہ ہو اس کو تو ایسا کہ چاہے کہ یا نہ ہو یہ ممکن ہو ناممکن ہو۔  
جہاں چاہے جہاں ہر جگہ وہاں کرنا چاہیے۔ اس کے لئے اجتہاد کا راستہ کھلا ہے۔ اس  
بیان سے اصولی طور پر اعتراض کا حل ہو گیا۔

اعترافات کے تفصیلی جواب | پہلا اعتراض۔ سرین نے اہل تشیع پر فتویٰ  
پر یہی فتویٰ پھر یہی فتویٰ پھر یہی فتویٰ کے طلب میں

کہ حالت عورت ایسی ہے، بخاکرتہ ہے اس میں اہام کی کیا بات ہے۔ (حضرت مسک)  
 الجواب علی کیا جو بات عورت بڑا کرے وہ اہام نہ ہوتی چاہئے بلکہ  
 قاعدہ و سنت ہے تو آیات ذیل کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے۔

(الف) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نَارِ السَّاقِ وَالْإِنِّ نَارِ السَّاقِ وَالْإِنِّ نَارِ السَّاقِ  
 وَالنَّسَاءِ۔ (الفاتحہ) آپ کے خیال کے مطابق جب مریضہ دلوں کی حالت

عورت ایسی ہو بخاکرتہ ہے تو اس میں اہام کی کیا بات ہے؟

(ب) فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى خَلْقِهِ ۖ خُلِقَ مِنْ نَّارٍ سَمَوِيَّةٍ وَخُلِقَ  
 مِنْ نَّارِ السَّاقِ وَالنَّسَاءِ (المطارق)

(ج) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَخْرِجُ نَحْنًا بِأَنَّا نَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُهُ  
 نَارًا مَا تَسْمَعُ الْكَلِمَةَ يَخْرُجُ مِنْ خَلْقِهِ۔ (المندح)

معلوم ہوا کہ اگرچہ ایک بات عورت بھڑکتی ہو تب بھی اہام ہو سکتی ہے بلکہ  
 اس میں عورت وہ ہے اس میں کے نوازش طبع تو ہو کر ہے کہ عورت اور بھی کئی فرائض ہوتے  
 ہیں۔

جواب علی یہ اہام گرمی حالت بیان کرنے کے لئے تھا بلکہ ایک شکل  
 پر مشتمل تھا نہ نچر کر کے مریضہ ایسی مریضہ ہے۔

۳۔ مریضہ ایسی ہے جس میں اہام ہوتا ہے پھر عورت بھڑکتی ہو تب بھی

ساتھ ہی اس کے قیام ہوتا ہے اہام ایک نفس و دست کی نسبت ہے

جس کی موت ہے اس میں نہ کچھ ہے نہ کچھ نہ کچھ۔ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں

کو اہام تھا گیا اور ان کو ۳۔ مریضہ ایسی ہے کہ کئی کئی

پھر آخر مریضہ ایسی ہے جس میں ایک نہایت نفس و دست یعنی شاکر

نہ ہو کر یہاں اس وقت میں ایک کئی موت کے تصور میں نہ گئے۔

اول یہ ہوش ہے پھر کچھ غشی طاری ہو گئی پھر اس کا لیا اور دیا سے کچھ

کیا اور ان کی موت اور اس اہام میں موت میں کئی دن کا فرق تھا

(مختصرہ لکھی مسک۔ ص ۱۴)

اب اس پر مزید تشریح کا کوئی ضرورت نہیں۔



طرزی گروٹ اور اپنی مختصر میں بھی اس کا کافی تذکرہ ہے۔ اس پر ”دورانہ“ اور ”نام“ و ”نہم“ نے لکھا۔

”قدرت کے جہازات پر عقلی انسان دنگ ہے انسان کی حقیقت ہی کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دنوں آسمان سے عجیب آثار دکھائی دیتے ہیں۔ موزے آثار بیان پیشگوئی کہتے ہیں کہ کوئی بڑا نشان خدائی جلال کا وقوع میں آجایا ہوتا ہے۔ انگریزی اخبار میں بھی لکھا ہے کہ کئی مقامات پر تاحصہ لڑنے کی سرور مشغول دکھائی دی۔ کئی لوگ اس کو شہاب ثاقب بتاتے ہیں۔ سخت اخبارات میں طوفان طوفان کی خبریں ہیں، اور یہی نہیں بلکہ انگریزی اخبارات میں بھی اس کی کیفیت دی گئی ہے۔۔۔۔۔ جنوں سے خبر و تبہ آسمان سے ایک آگ کا گرد لگا بڑی بھاری آواز سنائی دیتی ہے کہ کئی جہاز پلٹتے ہیں اور اس آواز سے خبر مل گیا۔ لوگ گھبرائے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ مگر یہ اطلاع ایک نوید آگ کا لگا ہوا دیکھا گیا؟ (یہ اخبار قندہ اور اپنی مختصر)

کیا اس قدر کئی نشان کے باوجود انھیں بدیہ کی طاقت ہے؟ مگر انسانی ہوش کی طاقت ہی کہا گیا ہے۔ ”رَأَيْتُمْ أَفْعَوْا لَأَيْتُمْ تَفْعَلُوا“ نشان کو دیکھ کر انکار کیا کہ پیش جڑ لگا ایک ایک اور جہاز پر قیامت آنی ہے

تیسرا اعتراض۔ ”الہام“ ایک جہت تک کوئی بات نہ دے گا ”یہی تہی غارہ“ لکھا ہے۔ ہاں اگر اس ”الہام“ میں صاف طور پر قرینہ کی طرف اشارہ ہے لیکن سات چوبیس کے بعد دنیا کا اندازہ تم پر جائے گا کہ خدا کا ایک ہی ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ”الہام“ کے تعلق پر فرمایا ”غارہ“ حسب ذیل ہے۔۔۔

”ابھی شیک طوفان نہیں کھینکے کہ اس ”الہام“ میں حضرت سے کیا مراد ہے اور کس کے تعلق ہے حضرت موعودؑ نور اللہ علیہ صااحب نے فرمایا کہ ”اس میں قسم کے الہامات کس خاص مکان اور خاص زمانہ کے تعلق ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ”ست ہے۔ دنیا کی کتاب میں صریح اس کی کوئی نہ کہا گیا ہے اور دنیا کی عمر میں ایک جہت بتلائی گئی ہے۔ اس جگہ حضرت سے

مراد سات ہزار سال ہیں ایک دن ایک ہزار سال کہہ رہا ہے  
 جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے (وَإِنَّا وَفَدْنَا لَهُمُ الْجِبَالَ مُغَدًا  
 تُغَدُّ غَوَاةٌ فِرْعَوْنَ وَكُلَّ كَاذِبٍ وَلَنُفِثَنَّ مِنْهُ خَبِيرًا) (سجۃ: ۱۷-۱۸)  
 (انہوں نے وفد کے طور پر ان کے لیے پہاڑوں کو گھسیٹ کر لایا تھا)

کیا اس مرحمت کے باوجود ابہام کو "گول مول" کے تحت آہستہ آہستہ یاد  
 کرنا احسان کا طریقہ نہیں؟

ستیا نیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کے ذریعہ حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا کو لکھا گیا تھا کہ آپ کی یہی بیعت خدا کی یہی بیعت ہے۔

"فَلَمَّا بَلَغَ مِنْ ذَلِكَ ثَمِينًا" (مکہ کے چار سال بعد)

کوئی کہتا ہے اگر خدا کا یہ منشاء ہے تو وہ اس کو جو کر دے گا۔

اسی عقیدہ کوئی عقیدہ "گول مول" نہیں کہ مکتبہ مدنیہ کے کام میں پڑھائی جاتی تھی  
 برکتی ہوئی، اگر ایک محتاط پلہ ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّم

پورا تھا اعتراض اور اس کا جواب۔ ابہام ایسوی ایضاً "گوہ پرست" اور  
 سب سے زیادہ کسی میں بتایا گیا تھا کہ قوم کی تنظیم کی طرف توجہ تو ہو سکتی ہے لیکن احسان کی ایک شکل  
 میں مضحک کر دے۔ اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اتحاد، اُلفت اور باہمی مصلحتات  
 کی پوری تلقین فرمائی۔ نیز بتایا گیا تھا کہ مشرقی اور وسطی ممالک کی ایک تنظیم بنانے اور  
 ان کے کام کے تحت کام کرنے والی جماعت بنانے کا گویا کا تنظیم بنانے کا مقصد  
 کر دے جسے غفلتوں میں نہ کر لیا ہے۔

"ایسوی ایضاً" لفظ کے معنی انگریزی صنعت میں برکتیں ہیں۔

"A Society of persons joined together  
 to promote some object."

"بہنو و گن کا کسی خاص مقصد کے لئے بھیجے جاتا ہے اس ابہام پر اعتراض"

یہ بھی ہے۔

پانچواں سہارا اور نواں اعتراض۔ (۱-۲-۳) ان خبروں کی مشابہت  
 میں ابہام مدح لکھی ہے۔



”ہر چون قبل ہر حضرت اقدس نے ہوا فرمایا کہ تو میں دوسرے اہام

ہو تھا۔ ”حضرت“ (التمہید جلد ۱ نمبر ۱ ص ۱)

ابھو اسب۔ اس پر معرضی کو خود خود اعتراف ہے ورنہ بات تو واضح ہے کہ اس میں حضرت اقدس کی اس محنت شاق کو جو تصنیف و ترویج کے کام میں خود کو وقف برداشت کر رہے تھے۔ ”معرضت“ قرار دیا گیا ہے اور آپ کو اپنی صحت کے مضبوط کرنے کا ارشاد ہے۔

دوسواں اعتراف اور اس کا جواب۔ معرضی نے دوسری بار یہ اہام ”اہام صحت“ گولی مولیٰ قرار دے کر یہودیہ و حضرت کا ثبوت دیا ہے کیونکہ اس اہام کے ساتھ ہی اس کا تشریح خود حضور نے فرمادیا تھا۔ لکھا ہے۔

”فرمایا کچھ دن ہونے کو ہیں۔ پیادوں کے لئے دعا کا تھا۔ ایک شخص کے لئے خاص طور سے دعا کی۔ دیکھا کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر یہ اہام (آٹا صحت) اپنی مگر تصویر بالکل نہیں کہیں کی نسبت ہے“ (التمہید جلد ۱ نمبر ۱ ص ۱)

گویا یہ اہام وہ پیادوں ہی سے دعا کا ایک کے لئے ہے ہی کے لئے حضور نے دعا فرمائی۔ ”حضرت“ دہونے سے اس کی کاپی و تالیف ہو گئی۔

تاریخ کلام اس پر ہے دیکھا کہ معرضی نے فرمایا ہے کہ اس طرح کثرت کے حضرت کے بدلتے کرنا اہام مگر کاغذ کی تاؤ کب تک پہنچا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ اس پر ہزاروں سے لگا دیا جائیگا۔

صداقت چھپنے پر لکھا تاؤ کے کھروں سے

کو لکھنا نہیں لکھنا کچھ کاغذ کے پھروں سے

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی دوبارہ اہامات | افضل سومہ و فضل

چودھم سے متعارف ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہامات (نمونہ جلد ۱ ص ۱) میں بٹالوی کی طرف سے نہیں بلکہ افضل سومہ کے حضرت صحت کے جو بدلتے ہیں وہ ہیں دیکھنے والے کے لئے اور افضل چودھم کے آئندہ رہنے والے ہیں لیکن اس بڑے مولوی کی صاحب



بشاوری کی ایک شہادت کا ذکر کرنا ضروری ہے اور یہ شہادت اسی سبب سے  
 زیادہ مستحق توجہ ہے کہ پھر بعد میں مولوی صاحب نے عدالت و مسجد کی بناء  
 پر حضرت اقدس کی تکذیب میں سب سے زیادہ سخت لیا۔ گویا یہ شہادت  
 عدالتی تصرف کے ماتحت ہے۔ مولوی نور حسین بشاوری لکھتے ہیں :-

”شاہد امیر کسری معز ضیاء و منکریں ہوا احمدیہ کہہ کر کھڑے  
 کے نام کو بدنام کر رہے ہیں یہ اعتراض کریں کہ (مولا صاحب کے)  
 انگریزی زبان کے الہام میں حیست و خیال کی بناء پر کا احتمال  
 نہیں تو یہ احتمال تو ہے کہ یہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے  
 ہے ہر انگریزی، عربی، فارسی، ہندی کسی زبان میں صاحب  
 جو اس میں طیب کی باتیں اور پیشگوئیاں ہیں وہ شیطان نے  
 آسمان سے چھپ کر رکھی ہیں۔ حَقُّدَ اَیَّدُ قَالَ اَشْفَرَتْ  
 مِنْ قَبْلِہُمْ وَفَلَّی ثُمَّ لَہِمْ اَنفَا بَعَثْتُ لَکُمْ بَیِّنَاتٍ  
 یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی۔ پھر  
 اس کا جواب کھاتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف  
 سے دیا ہے وہی ہم اس مقام میں شرافت پر ہیں احمدی کی طرف  
 سے دیتے ہیں۔

سورة الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی وہی بات کے  
 جواب میں منسرد کیا ہے۔ وَمَا تَسْلُوْنَ وَلَا تَسْلُوْنَ وَلَا تَسْلُوْنَ  
 وَمَا تَسْلُوْنَ وَلَا تَسْلُوْنَ وَلَا تَسْلُوْنَ وَلَا تَسْلُوْنَ  
 الشَّمْسُ تَغْشَى الْوُجُوْهَ حَسْبُ اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ  
 تَسْلُوْنَ الشَّمْسُ تَغْشَى الْوُجُوْهَ حَسْبُ اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ  
 اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ الشَّمْسُ تَغْشَى الْوُجُوْهَ حَسْبُ اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ

یہ اسی کے حسن مولوی شاد اعظمی کسریہ کی زیر بصیرت کیا تراویح ؟ مصنف

کہ اس قرآن کو شیطانوں نے نہیں اتارا۔ اور ان کو یہ حالت ہے۔ وہ تو آسمانوں کی خبریں گھنٹے سے آگ کے شعلوں کے ساتھ (اب) روکے جاتے ہیں، ہم جنہیں بتا دیں کہ شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگاروں پر اترتے ہیں اور ان کو وہ جو کچھ چودہی سے شمن پاتے ہیں پہناتے ہیں۔ وہ اکثر باتوں میں جھوٹے نکلتے ہیں۔ اس جواب کا ماحصل (پہنچنا دلی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے، دیکھو وہ جسے اللہ شیطان نہیں ہو سکتا۔ آگ کے پیکر جن لوگوں کے پاس شیطان اتر کر کہتے ہیں وہ اپنے اعمال اور افعال میں شیطانوں کے دوست اور بھائی ہوتے ہیں، بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے اور یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی نہیں جاتیں۔ وہ تو شیطان کے دشمن ہیں اور اسی کو لعنت کہنے والے جھوٹ اور گناہوں سے پاک اور ان سے منع کہنے والے۔ حضور وہ باتیں جو شیطان کہتے ہیں اکثر جھوٹی نکلتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہیں۔

یہی جواب ہم اہل اہانت مولف براہین احمدیہ کی طرف سے دے سکتے ہیں کہ شیطان اپنے ان دوستوں کے پاس آئے ہیں اور ان کو (انگریزی خواہ عربی) پہناتے ہیں جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دوکاندار ہیں۔ اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کے رُوسے (واقعہ حبیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعا ہیں۔ اور نہ شیطان اہل ام اکثر جھوٹ نکلتے ہیں اور اہل اہانت مولف براہین احمدیہ کے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی و غیر) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا۔ چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ اللہ

شیطان کی پروغ بولتا ہے ؟ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کفہذیک  
 شیطان کو بھی یہ قوت ہے کہ وہ انبیاء و ملاحم  
 کی طرح خدا کی طرف سے اطلاع پائے اور اس کی کوئی  
 غیر طیب صدق سے خالی نہ پائے ۔ ماشاء اللہ !  
 (بسم اللہ الرحمن الرحیم نبی و ملاحم)

تاخیر کریم ! اس مفسر اور مدعی یہی کہ ہر کس طرح حاشیہ آرائی کی  
 ضرورت نہیں ۔ ہم آپ کی توہمیں شہادت حاصل کر کے دعوے کے بموجب  
 تعصب سے انعام لگایا کرتے ہیں ۔ اور جب نے دعویٰ شکر رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو بجا کہنا شروع کر دیا تھا ، کی طرف مبذول کمال ہوئے عین اتنا کہنا  
 چاہتے ہیں کہ معترضین کیا کوئی شخص مسلم کا عنوان ہو کہ شہر علی علیہ السلام  
 والی آیت رکھی ہے اور اس کو (عاکشہ بن) حضرت کے مولا علیہ السلام پر چسپاں  
 کرنے کی کوشش کی ہے مگر مندرجہ بالا بیان میں موقوف ہونے پر اس کا جواب موجود  
 ہے ۔ کیا کوئی منصف مزاج اس سے غائبہ اٹھائے گا ؟

# فصل چہارم

حضرت سید موعود علیہ السلام کے شوقِ اہلِ اہلِ شریعت  
 سب نشانِ بکارِ ان کے بغض کے آگے تھے  
 ہو گیا تیرے غضبِ اُن کے دل میں ابرار (محبوبِ حق)

اہلِ اصل میں بنیادی مسرت نے حضرت سید موعود علیہ السلام کے وہی اہلِ شریعت  
 میں لکچے ہوئی کھنڈ میں شریعتِ حق سے یہ کہہ کر کہ وہی (اہلِ اہلِ شریعت)  
 حضرت سید موعود علیہ السلام کا غضبِ مختلف "عشرہ کاٹنے" میں الفاظ  
 دیکھا ہے۔

"وہی تفرقہ بکلمۃ ایس کہ اصل صحیح فی الشریع  
 ملحقاً کان اور اجتہاداً فیہ الشیاطین متلاحقہ کر  
 شخص ایس بات کہ جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو خود وہ شخص علمِ اہلِ شریعت  
 ہی کہیں نہ ہو کہ یہ بات چاہیے کہ شیطان اس کے ساتھ کہیں ہے اور شیطان  
 ہو اور شیطان کا وہی اسلام ملک۔"

حضرت کا یہ وہی ملک کہ جس کے شر میں نہی اہلِ اصل میں جو زندہ رہا ہے وہی اہلِ شریعت  
 اور بہت دھرم کا خود ہے۔ چنانچہ حضرت کے متعلق خود اس کے علم ہے کہ۔  
 "میرا صاحب کو اپنے اہلِ اہلِ اہلِ شریعت کی صحت پر اتنا اعتبار اور  
 دھرم تھا کہ ان میں شک و شبہ کی بات نہ کی گئی تھی۔ اور حضرت

گویا حضرت مرزا صاحب باوجود متذکرہ حدود و مہجوبہ کے اپنے الہامات کے حصول  
یقینی کمال اور بصیرت و تامل حاصل کرتے تھے کہ وہ صحیح 'منہاج' القاد اور شریعت کے مطابق  
میں۔ ہر نامی حضورؑ قرار دے سکتے ہیں۔

وَأَنبِئْتُ مِنْ الْمَوَاحِشِ لِقَوْلِهِ عَنْ شَرِيفِهِ  
الْمُتَّقَةِ وَالْمُتَوَّابِ وَالْمُسْتَوْدَعِ وَقَدْ كُنْتُ عَلَى أَلْفَةِ خَيْرِكُمْ  
خَالِصِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا كَرْبَ فِيهِمْ وَلَا كَيْسَ وَلَا خَلَقَ  
فَلَا شُبُهَةَ ۝ بِإِذْنِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جس کا وزیر مملکت محمد یعقوب صاحب نے بھی حسب ذیل لکھا ہے۔۔

”میرے تمام جہان کے ان خاص اور موافق شریعت ہی ہیں کسی  
 شک و شبہ کو دخل نہیں ہے“ (عشرون)

منہرجہ بالا آیات کے معانی حوالی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا مذہب ہے اور یہ کہ آپ کے الہامات و کثوف میں سے ایک ایسی شریعت کے خلاف نہیں۔ اس حسب احکام انکو ٹیڑھے و لولہ دلائے آپ کی طرف یہ الزام منسوب کرتے ہیں۔ مگر یہ کہلے کئی بات نہیں کیونکہ امت کے نوید ہر ہمیشہ سے حق ظہیر پرست علماء کے ہاتھوں سے لکے گئے اعدا ان کے الہامات و کثوف کو خلاف شریعت قرار دیا گیا ہے اور ان کے وہ الہامات اور کثوف شریعت کے خلاف نہیں تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ ان حقیقت سے خود لوگوں کے خلاف خیالات کے غرور و غفلت تھے۔ انہوں نے کو یہ مانگ لئے تھے کہ ان کو شریعت قرار دینا مستحکم صحت و صواب کے نام پر کیا زور کا نشان کہتے ہوئے ان کو پسمند قبول و مصلحتی کرتے رہے اور ان کی تکفیر و تعزیر کرتے رہے اور انہوں نے ان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لیا تھا۔

«لَا يَنْتَظِرُ أَحَدٌ دَرْجَ الْعَرْشَيْنِ عَلَى تَشْهَدَ يَتَوَافَتُ  
مُسْتَبِينِي بِأَسْمَاءَ يُطَوِّشُ قَدْ دَهَقُوا لَهْ إِذَا أَطْلَقَ بِعُلُومِهِ  
الْأَسْرَارَ لَا يَسْمَعُ الصَّيْرُ نَوْبَهُ إِلَّا أَنْ يُسْكِرُوا كَلِمَةً كَثِيرَةً  
قُلْ عَادِمِ الشَّرِيعَةِ الْمُطَهَّرَةِ»

(۱) لیون، ایتھوپیا، بحر صحت، نام شریف (۲۰۱۸)۔

کو کوئی معرفت آکر حاصل نہیں کر سکتا جب تک جگہوں اور مقاموں پر  
بٹھے واسطے اور ہزاروں واقعات و تجزیہ و کھلاسنے واسطے ظاہر و مستحضر  
اس کے ذہنی اور دماغی و عقلی و قوت و دلی۔ کیونکہ جب وہ صوفی علوم کا سراور  
یہاں کسے کا تو وہ لوگ شریعت کے ظاہر پر غیبت کی کڑی کے خلاف  
بڑا جھوٹے گندہ بیٹھے؟

اسی صوفیہ تفسیر اصولی حضرت شیخ علی الدینیؒ کا قول تھا ہے :-  
"لَعَدُوٌّ قَتَلَ لَنَا وَ بَلَعَا قِيَمَةَ أَسْتَوْرُ وَ يَحْتَرِفُونَ بِحَقِّهِ أَكْثَرًا  
وَالْحَقَّ بَعْدَ ذَلِكَ شَرَّ مِنْ شَهَادَةِ الْبَيْتِ كَمَا يَأْتِي فِي قَوْلِهِ أَفْأَنْتُمْ  
أَشَدُّ إِيمَانًا؟"

کہ ان ظاہر پرست لوگوں کے ہاتھوں ہم اور دوسرے تمام عبادت لوگ  
مسلک و سراور کے ہمارے ہاتھ سے کھینچے گئے ہیں ذہنی قوت و دلی  
کو اللہ تحت اُنکے دلوں کا

پہن چیت ہو رہے کہ لوگ ایمانی اور دلی کو بڑی معرفت کی آستینائی کے ہاتھ  
ایک کھینچے ہیں۔ وہ عقلی و صوفی اور شریعت کی خدمت و درگاہ؟

اسی خیال است و بحال است و جہل

اہل اللہ کی باتیں اور مخالفت شریعت | صوفیاء کے ہاں یہ مسئلہ  
کا نہیں ہے۔

"كُلُّ شَيْءٍ مُّخْتَلَفٍ ذَا لَهَا خَيْرٌ مِنْهُ فَخَيْرٌ زَيْنٌ لَّهَا" (شرح التلخیص طحاوی)

کہ جو بات بھی مختلف شریعت پر وہ اتحاد و یکپارگی ہے اور اگر حقیقت

گر باہر ہر انہوں نے خواہم کہ ہمیشہ شریعت کی پیروی کی ہے کہ۔

"وہ حقیقت شریعت کے اور بعد انشور و بحال عبادت حق است و یکس دلیاں

وہ نیست؟ (شرح توح الفیض ص ۱۸)

پھر حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ رضی اللہ عنہ کے متعلقہ مسئلہ کے خاتمہ پر لکھو

شرح تھا ہے۔

"وہی کام عجیب است و منع از ہر عبادت پروردگار ہر حال و احوال

اپنی تحقیق و تدبیر اور اہل انگریز بظاہر درہم نیاد و منکر فائز و دہریہ  
توقفت و حکومت تسلیم و دان لوگوں و گاؤں و ملکین اس بظاہر شریعت  
نیز انکے پیشانی را اذان قیامت و مقام اوست کہ از نظر عوام نہیں ہے  
(شرح تفسیر المنیب ص ۱۰۰)

یہی اوہی را مذکور بعض باتیں تم کہ عکاس شریعت نظر آئیں تمہارا زمین  
ہے کہ ان کے عکاس میں جلدی ذکر و اورد تھا اوس میں عین دہریہ تھی  
ہے کہ جس کو تم نے غلام شریعت کہا، میں شریعت کے مطابق ہو گیا کہ  
ان لوگوں کے پیشانی نظر ان کے ایسے مطالبہ ہوتے ہی جیسا کہ عوام  
کا دماغ نہیں ہوتا۔

مختصر یہ ہے کہ معترضین ثیالوی نے جو اعتراضات "غلام شریعت" کے خلاف کیے  
ذکر کئے ہیں اس شریعت سے مراد محض اس کا اپنا خیال شریعت ہے۔ شریعت حقہ و  
برگ مود نہیں۔

(۱) عقیدہ اہلیت | اہل ہم معترضین ثیالوی کے تحریر کردہ "نہروں کے مطابق  
گفتگو کرتے ہیں۔

معترضین نے قرآن مجید کی آیت کا ذکر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ميث  
نہیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کو حسب ذیل الہام ہو سکتا ہے۔ انت متقی بمعقلۃ  
ولدای (حق تعالیٰ کی مثل) انت متقی بمعقلۃ اولادای (و آج اولاد)  
اصح ولدای (بہتر ولدای) ان پر مرزا صاحب نے مرزا صاحب کے ہر کیا  
ہے کہ شریف ان کو ولد (بیٹا) کہا کہ خدا صاحب کیا ہے لیکن حق تعالیٰ اس عقد  
کے قطعاً منکوت ہے۔ اگر مرزا حق ان کو استعارہ و مجاز کہتے ہیں تو مرزا  
صاحب کم از کم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعارہ کا  
یا کوئی مسودہ کو ثلاث چھوٹے جیسے کہ آیت قرآنی کو کہ بلا (حق تعالیٰ) ان حکایت  
لترحمہن ولد خاتما قول العابدین) سے واضح ہے۔ اور یہی مرزا صاحب  
تو حق مرزا صاحب پر لکھتے ہیں کہ مسیح اور اس عابد کا مقام وہی ہے کہ اس کو









کا لفظ لکھ کر عیسائی عقیدہ کی ذریعہ دست ترویج کی ہے لیکن ہم خود وضاحت کے لئے  
توضیح تراجم کی عقلی حیاست دینا کر سکتے ہیں۔ لکھا ہے۔

”یہ وہ عالی مقام ہے کہ جس اور کسج دعویٰ اس کا ٹکڑا نہیں پہنچ سکتا۔

اس کا نام مقام بیچ اور مقام وحدت نام ہے۔ پہلے بیوں سے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آمدی کی خبر دیا ہے اسی پرستہ اور

نشان پر خبر دیا ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا

مسیح اور اسی مابین کا مقام واسطہ ہے کہ اس کا امتحان کے طور پر طبیعت

کے لحاظ سے تعبیر کی جاسکتی ہے۔ یہاں پہلے یہ مقام و عیاشان مقام ہے کہ اگر

عیسوی نے امتحان کے طور پر صاحب مقام ہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے طور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا ہے اور اس کا انکشاف اسی لئے کیا گیا

نہایت ہے؟“ (توضیح تراجم صفحہ ۱۵۱ دوم)

نہایت لکھا ہے۔

”یہ سب روحانی مراتب ہیں کہ جو امتحان کے طور پر ہر سال امتحان

میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی رویت اس جگہ مراد ہے یا

حقیقی اور بیت مراد لی گئی ہے؟“ (توضیح تراجم صفحہ ۱۵۱)

توضیح تراجم کی عبارت کا نقل کر دینا بھی سزاوارتہ نہیں بلکہ اس کی تفسیر لکھ کر اس کی

کریختہ کے لئے کافی ہے اس لئے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ ہاں اس جگہ

قرآن مجید کی روایت میں اس مسئلہ پر بحث کو ضرورت سے صرفیاد میں سے لکھنا ضروری

ہوتا کہ مناسب ہے۔ شہد کتاب فصوص الحکم کی شرح خزائن اسرار الہام

میں لکھا ہے۔

واللہ اعلم۔ مقام فناء و فنا کا ہے کہ حریت اس میں اس مستند پہنچتی ہے کہ

ساکب کہ اپنے نفس اور فناء کا بھی خود باقی نہیں رہتا۔ اسی مقام میں

ہے اور وحدت کے سزاوارتہ بھی رہتا ہے کہ حضرت مراد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

”ہذا فی حقیقت ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مراد کے یہی لفظ ہیں کہ وہ علم کے لفظ ہیں

فرمادیے اور یہی آپ کا مراد ہے۔ (امام غفر)



خدا ہر نام بھی ثابت کر دے گا۔ جو اسے اور تماشخ کے قائل، قیامت کے منکر اور پشت و معذرت سے بھاری تھے، طعن و مستزہد کو کراش بھی کاذب و تماشخ تھا، جب مولوی باطل کراش ہی گئے تو یہ تھا جس کے ساتھ وہ کئی کس طرح رہے؟ (عشر و مشک)

الجواب ہے۔ ہر ماہی اگر کسی کو خواہت اسلام ثابت کرے گا یہی طریقہ ہے  
تو انہی ذمت اٹھانے کی ضرورت نہ تھی آپ صاف فرما دیجئے کہ جو حکمران صاحب  
مسجیت کے دروازے پہنچے ان کا اسلام پر ایمان نہیں کہو نگہ نگاہیں میں کیا نامہ مرئی  
کی اور بیت کا دروازہ کیسے سے منسوب کیا گیا ہے۔ ہذا خدا یا کرم ثابت قویہ کو کرنا چاہئے  
تھے کہ مرزا صاحب کے اہل اہانت و کثوف خلاف شریعت ہیں لیکن خود شریعت کے  
خلاف نہ تھا لہٰذا ہر کیا قرآن مجید میں نہیں فرمایا گیا قرآن میں اَشْفَقَ الرَّسُولُ عَلَى الْاَكْثَرِ  
لَا يُؤْخِرُ (فاطر ۶) وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولًا اَنْ اَقْبِلُوا  
اِلَىَّ وَ ابْغِضُوا اِلْهَاقُوتِ (اعمل ۶) اَلَا نَعْلَمُ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ اَكْبَرُ كَاوَمِ  
عَلَام (ممد ۶) کہ دنیا کی ہر امت میں ہم نے تو سید کی امتیں کے لئے انبیاء بھیجے  
ہیں؟ ہندوستان ایک مچا کا آباد اور دو سیاح کتب ہے کہ وہاں انہی میں ایک  
ہی۔ ضروری ہے کہ اس کتاب میں جو خدا نے نبی اور رسول بھیجے ہیں اور کائنات  
کتاب کے بہت بڑے درجہ اور مہارت کے ساتھ ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے کیا علم کیا ہرگز  
اسلام کے اہم اور روشنی علم کے تحت حضرت کو حق کو تو سید بھیجے نہ تھا نبی علیہ السلام کیا  
جیسے کہ بعض دوسرے مسلمانوں نے میں افراد کیا ہے جن کے صحابہات ان کے درجے ہیں۔  
صلوات اللہ علیہ وسلم و علیٰ آلہ و سلم

مجلس

ہے تاکہ بعض چند وقت کے کرشمے کی طرف بہت سے ناگزیرہ و افعال و خصلتوں  
مضبوط کیجے ہیں مگر اس میں ان کا کیا قصور ہے اور کیا اس وجہ سے ہم ان کو برا سمجھا  
غیاں کریں؟ اگر یہ طرح درست تسلیم کر لیا جاوے تو نہ صرف کرشمے کو چھوڑنا چاہیے بلکہ  
صحوت مسیح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ان کی قوم نے بھی  
ان کی طرف نہایت غلط اعتقاد و گندے افعال مضبوط کیے ہیں۔ بنی اسرائیل کے  
بعض نبیاء کے حالات و انجیل اور بیٹا و قصہ نئی کی کتاب میں ہیں تا ثانیستہ اعلا ظہری

دین میں شرافت و انصاف ان کے ذکر سے واضح ہے۔ یہ کیا کیجئے کہ یہود و نصاریٰ نے ان پر الزام لگائے ہیں ہم قرآن مجید اور اسلام کے اس استیلائی، عالمگیر اور تسلی علی اصول کو ترک کر دیں اور ان انبیاء کو ان انسانی کامرنگی بھریں؟ عاذا و عطا نہیں یہ طریقہ ہی غلط ہے۔ انہوں نے کہ وہ انھیں (مغرب پشیمانی) اور ان کے ماننے والے سے دوسروں کو کفر و کفران کہہ کر نصیحت کرتا تھا کہ قرآن و وحی کو چھوڑ کر ہندو مت کے پشڑے صافی سے شہرہ موڑ کر مشرکوں اور تاجک کے قاتلوں کے نیچے نیچے بھڑکیاں بٹھاسے پھر وہ درست نہیں۔ وہ خود قرآن سے روشن حاصل کرنے اور کوشش کے متعلق فیصلہ چاہنے کی بجائے۔ "گیتا" کے شلوک ثوبت قرآن میں پیش کر رہا ہے۔

وہ ان کی نصیحت و خود نصیحت

مالا کہ اگر کوشش کے عطا نہ کئے گئے مستند ہے تو حضرت مسیح کے عطا نہ کئے گئے

انجیل کیوں مستند نہ ہوگی؟

قرآن مجید نے کیا صاف فیصلہ فرمایا ہے کہ ہم نے ہر امت میں اپنے رسول بھیجے تاکہ وہ عبادت الہی کی تلقین کریں اور لوگوں کو شرک سے ڈھکھائی دیں۔ اگر سب آدمیوں کے انجیل اور انجیل کے متعلق مستقل فیصلہ ہو گیا۔ انہوں نے جو اس نیک فیصلہ کے باوجود اور اور اور چھٹکے پھریں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور کوشش کے عطا نہ کئے گئے

مسیح نے اپنے الزام کی بجائے

دیکھا ہے۔ وہاں پر حسب ذیل عبارت لکھی ہے حضورؑ فرماتے ہیں۔

(الفتح) وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پرچار کیا ہے اور دنیا کو دے دیا ہے کہ وہ نہ لے جائے کہ تو ہندوؤں کے لئے کوشش اور کوشش اور عبادت الہی کے لئے مسیح موجود ہے۔ یہی جانتا ہوں کہ جہاں مسلمان اس کو شکر فی الخود کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پرے کر لیں کہ عروج طود پر قبول کیا ہے۔ یہی یہ خدا کی وحی ہے۔ اس کے عطا نہ کئے

نہ کہ وہ نام مسلمان کوشش کی بجائے تھے یہی مسلمان کے لئے ہے۔ مؤلفین۔



دیا نہیں۔ کوئی پیشہ کیا ہے۔ اقول تو ان کا جواب انہی کے جواب میں آگیا ہے۔ حضرت نے بیشتر کوئی رسم نہ کی کہ انہوں نے قرآن مجید پڑھا ہے اور انہوں نے بادشاہ کا بھی کام کرتا ہے کہ مضافہ قاصدہ کی امیتوں کے ساتھ جو کہ ان کے ساتھ تھا انہی کے لیے۔ یہاں خدا کا نام ہے اور انہوں کے ساتھ جو کہ ان کے ساتھ تھا انہی کے لیے۔ (مکمل بیچ دوم)

پس حضرت کیج مروجہ کی یہی فرمودہ قشر کے مطابق کوئی اعتراض نہیں۔ جس طرح کہ اقول علی السلام نے کہا کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں اس طرح کہ قشر نے کہا کہ خدا نے مجھے آریوں کا بادشاہی فرمودہ ہے۔ وہاں یہودی دنیاوت ہوتا تھا یہی آریوں مضافہ فرمودہ نہیں۔ حضرت کیج، مروجہ قشر کا فرمودہ کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں۔ (دوسرا بیچ)

اس طرح حضرت کیج مروجہ علی السلام فرماتے ہیں کہ  
 کہ کو کیا کہوں کہ میرا ملک ہے سب سے بڑا  
 کہ کو کیا کہوں کہ میرا ملک ہے سب سے بڑا  
 ہم تو جیسے ہیں خاکسار اس دین کو کیا کریں !  
 آسمان کے چنے داروں کو دین سے کیا فائدہ  
 ملک و ممالک کی شاہی کی نہیں کوئی تکیہ

گویت گزستہ میں دنیا میں امیر و بھار (دوسری صورت میں)

پس مروجہ کا اعتراض سراسر باطل ہے۔

مروجہ پٹیاں کو ان بات پر بھی اعتراض ہے کہ متعدد ہم کہیں دیکھ گئے۔ جسوی کہ ان نصیب دیں اس کے میں کا رنگ نہیں متعدد دیں پر مروجہ نہ ہوتا۔ ہم وہ خدا فرمایا کہ  
 کہتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ ہم سے بڑھے۔ تو انہوں نے انہوں نے  
 آئی وافر آیت۔ اشہد انہی آیت سنل انہی غلظہ وکھلہ آیت اشہد انہی آیت  
 جہاں انہی وند کا فرمایا کہ انہی مروجہ (۱۹۹) انہی آیت اشہد انہی آیت اشہد انہی آیت  
 میں اس بات پر حضرت مروجہ اس بات کے اشہد انہی آیت اشہد انہی آیت اشہد انہی آیت

مروجہ لازم کیا؟

اس بات پر کہ میں اس بات کے اشہد انہی آیت اشہد انہی آیت اشہد انہی آیت



اگر ستر میں کوئی مطلق کا مشہور عقولہ "علاوہ الاعترافات لبطلت الحکمة" تھا  
 "تھا تو اس کے علاوہ معلوم ہونا چاہئے تھا کہ تو کون کی کج خلقیت حیثیات کے لحاظ سے اپنے  
 پر کیا ایمانی اور مادہ عقائد وغیرہ دعووں سے یاد کیا کرتا ہے اسی طرح اگر اس نے دعوے و عقود  
 کے جو موضوعات اور بیان ہے ان قوموں کے لحاظ سے تسبیح و تہلیل اور کائنات وغیرہ عام  
 دیکھ گئے تو اس پر پتہ چلتا ہے کہ وہ کون کی کج خلقیت اور کون کی کج خلقیت سے  
 پروردگار کو آگئی اور کون کی کج خلقیت سے پروردگار کو

پھر کسی وقت کے دشمن ہو سکے یہ نتیجہ دور

حضرت کرشن کے متعلق اہل اسلام کے اس سوال کے | تاخر ہم یہ بھی یاد دہا رہے تھے  
 لوگوں کے کیا خیالات ہیں۔ یہاں ہم نے یہ بھی یاد دہا رہے تھے۔

(۱) حضرت محمد و اہل بیت علیہ السلام بتائی "فرما سقوی۔"

"تاخر ہم یہ بھی یاد دہا رہے تھے کہ بعد سے یاد کرو اور انہما مشہور ہے  
 نقشہ ہاشمی کہ حضرت محمد کہ وہ ان کی صحابہ کے نقاد کو نرسے یاد کرو  
 اہل سیر میں بہت شہور ہے کہ وہ ان کی صحابہ کے نقاد کو نرسے یاد کرو  
 جیسے ان کے بعد سے یاد کرو کہ انہما انہما انہما انہما انہما انہما انہما انہما انہما  
 عقائد و شرک و رنگ و شہادہ اور خستہ و خستہ"

(مکتوبات اسلام بتائی بعد ازل مکتوب ۱۳۳)

(۲) مولانا محمد امجد علی صاحب قرآن مجید کی تفسیر میں لکھا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ  
 اور مستباز انسان تھے اور وہ اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے لئے خدا کی  
 طرف سے فرمایا ہو کہ اس کے لئے کہ انہما قرآن مجید میں ہے "وَلَا تَجْعَلُوا  
 الْأَعْلَاءَ فِيهَا شُرَكَاءَ رَبِّهِمْ" (اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر گز وہ  
 ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نہ بنے تھے)۔ (تفسیر محمدی زیر آیت  
 "وَلَا تَجْعَلُوا الْأَعْلَاءَ فِيهَا شُرَكَاءَ رَبِّهِمْ")

(۳) جلیل مولانا محمد امجد علی صاحب قرآن مجید لکھتے ہیں۔

”ہو سکتا ہے کہ اس ملک (ہند) میں اپنی تہائی کی طرف سے بعض انبیاء  
 بھی مہوٹ ہوئے ہوں..... کیونکہ ممکن ہے کہ..... مثلاً یہ باتیں  
 جو ان کی نسبت ان کی پرستش میں لکھ دی جوت ہیں؟“ (۴) (پندرہویں صفحہ)  
 (۴) جناب مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں:-

ہندوستان کے غیر ہندوؤں کے چاہ میں گم ہیں؟ (سچ تو انہی جانتے ہیں)

(۵) حضرت مولوی محمد امجد علی صاحب خان قزوینی باقی دوسرے درندہ لکھتے ہیں:-

(الف) ”راچندر، اگر سچی بات ہے؟“ (مستحرم و چارہ معتد میں، موصوفت)

(ب) ”کیا جب بھگت میں کہ ہندو صاحب اور تار لکھتے ہیں اپنے مذہب کے نبی

یا ولی یعنی تائب ہیں ہوں۔ قرآن شریف میں یہ بھی ارشاد ہے وَنُفِثْ

مِنْ نَفْسِنَا اِلٰی..... سو کیا جب بھگت انبیاء ہندوستان میں

انہی نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے نہیں کیا گیا۔ یہاں یہ بات

کہ اگر ہندوؤں کے اور کار انبیاء یا اولیاء ہوتے تو دعویٰ خدائی نہ

کرتے اور انہی ناشائستہ مثل زمانہ پجاری وغیرہ ان سے مرود

نہ ہوتے۔ حالانکہ انہوں نے معتقد ہیں ہندوؤں، دونوں باتوں کے

معتقد ہیں جس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ یہ دونوں باتیں بے شک

ان سے مرود ہوتی ہیں۔ سو اس مشبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دعویٰ خدائی نمودار نے منسوب کیا

ہے اور وہ اس عقل و نقل اس کے مخالف ہیں۔ ایسے ہی کیا جب بھگت

سری کرشن اور سری راجندر کی طرف بھی یہ دعویٰ جدید منسوب

کر دیا ہو؟ (بہت شایہ ہندو علم و ہنرمندوں میں یہ دعویٰ نہ ہو رہا ہو)

(۶) ایک مبلغ اسلام لکھتے ہیں:-

”میں اپنی طور پر ہندوستان کے دو نامور زندگی سری راجندر کی اور

سری کرشن کی عادت پیشین کہ ہوں..... یہ لوگ واقعی ہندوستان

کے رسول تھے؟“ (پیکر ہندوستان کے دو بزرگ)

یہ پیکر ان عادت و اسما میں کہ وہ سری راجندر کی طرف سے لکھے گئے۔ مؤلف

(۷) خواجہ حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں

(واقعہ) "سری کرشن میں دھندوستان کے دورے تھے۔ اس کو بھی ایک بڑی

اصلاحی قوم کی رہبری پر مامور کیا۔" (کرشن تہی سلاک)

(آپ) "سری کرشن کے ذات و شخصیت حضرت کی جانب سے نکالوں کی تباہی

اور بربادی کے لئے مامور ہوئے تھے۔" (کرشن تہی سلاک)

(۸) مولوی محمد علی صاحب مدظلہ فرماتے تھے کہ۔

"حضرت کے بیشتر لوگ (کرشن وراچند) مسلمان تھے۔" (دوسلر آؤٹ لاک)

بھائی فضل علی، دہلی میں اول سلاک)

(۹) حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے متعلق لکھا ہے کہ کرشن کے متعلق ایک کتبہ ہے۔

آپ نے فرمایا۔

"اس کی تعبیر دوسری ہے۔ جتنے لوگ ان لکڑیوں میں سے کسی خاص شخص

پر کفر کا حکم لگایا، نیز ثروت شری ہاتھ نہیں ہے۔ اور ان دونوں (کرشن و

وراجند) کا حال نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں۔ اور قرآن مجید میں آپ کا

ہے کہ برتر ہے، یہ ہدایت کرنے والا گناہ ہے۔ اس کے ظاہر سے لکھتے ہیں

بھی کوئی آدمی گناہ پر لگا۔ اس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ہندوؤں کی

برائی یا نبی۔" (دوسلر آؤٹ لاک دہلی میں اول سلاک)

(۱۰) مولوی مظہر علی خاں اڈیشی فرماتے ہیں کہ آپ نے لکھا ہے۔

"کوئی قوم جس کوئی گناہ دیا نہیں جس کی بڑائیوں کی حدود کے لئے

خدا نے بڑی حد تک خاص خاص اوقات میں دنیا کوئی رنگ و بند لگا

میں لگا، اور اس کے طور پر جو شہ کیا جو۔ سری کرشن مسیحوں کے اس عالم

بندہ کے متعلق لکھتے تھے۔" (خواجہ صاحب دہلی میں اول سلاک)

قاریوں میں گرا رہا! ان دنوں ہر اہل بات سے ظاہر ہے کہ حضرت کرشن کے متعلق

قرآن مجید کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو مماثلت فرمائی ہے، انسانی

کے بعد جب سے میں اس پر عباد کیا ہے، اور وہ اس آقا و نصیباً بن کر کرشن کی دنیا

کے قائل ہیں جس سے یہی سرسبز بنایا ہے، اس حقیقت کے اعجاز پرستہ، جو کچھ ہو

کو سلام سے خارج قرار دیا تھا۔ تاکہ ایسے گمراہ مسخرین کا یہی دوست ہے تو ہی بزرگی  
یا علو پر کیا فخری گئے گا؟ ہتھیار، قوس و رد۔

(۳) **يَعْلَمُكَ اللَّهُ مِنْ عَرْشِهِ وَعَيْشِي لِيكَ** | مسخرین کی طرف سے  
دعا کرنے کے بعد لکھا ہے ۔

”قرآن مجید کی پہلی آیت ہے اَللّٰهُمَّ ذُرِّيَّةَ الْاَنْبِيَاءِ سُبْحَانَكَ  
تو فرمیں اللہ ہی کے لیے مسزاد اور میں جو چاہوں کو پالنے والا ہے نہ  
سرور و امیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے تا ہے اپنے خدا کی  
حکم کیا مرزا صاحب کے اہام سے بوجہ کیا ہے قرآنی اللہ تعالیٰ کا  
مقابلہ اور غیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت تو نہیں؟  
اور کیا خدا سے اپنی حکم کو مرزا صاحب نے عربی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی افضلیت کا اظہار نہیں کیا؟“ (عشر و ست)

الجواب۔ اعتراض کا خدا سرور و سرور الی ہے ۔

(۱) مرزا صاحب نے جہاں ”يَعْلَمُكَ اللَّهُ“ کے ضد یہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کیا۔  
(۲) اس مقام سے مرزا صاحب نے حضرت محمد پر افضلیت کا اظہار کیا اور گفتار  
کی ہمت کی (امیاد اللہ)

فقہ اول کا جواب۔ (الف) بلاشبہ دوست ہے کہ بلافاصلہ اور حقیقی  
طور پر صرف ذاتِ ہدیٰ ہی محمد کی گنتی ہے۔ جس طرح الحق، القیوم، الشہید،  
البصیر، الخیر، الخالق، الخدایہ کا وہ تعالیٰ مگر انسان میں ذندہ، تا کہ نہ کہنے والا  
دیکھنے والا اور خبر دہ کہہ آئے۔ بلکہ خود قرآن مجید میں بھی اسی صفت انسان کے نسب  
کی گنتی میں لکھ کر کہی گئی ہے کہ ”وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ“ اور یہی لکھنے والا اور  
تم میں لکھنے والے اگر وہ تم خدا کے شریک نہیں ہے۔ تو اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ  
جسے تم خدا میں ذندہ ہے اور تم میں ذندہ ہے یہاں تک کہ تم خدا کی تسبیح اور اس کے  
واسطے ہے جب تک وہ ذندہ کے ہم ذندہ میں۔ یعنی اسی طرح محمد کا حقیقی طور پر  
خدا کی حق ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ہی کے حکم سے پہنچے کسی انسان کی محمد پر تو ہی کو خدا کا

مقابلہ قرار دینا انتہائی بجا بات ہے۔ بھلا جب خدا تعالیٰ نے ہمیں محمد کی غیاورین  
خبریں روایت فرمائی ہیں تو اس کی باتیں محمد کیوں مرسم ٹھہریں؟  
حضرت شیخ ابو محمد علیہ السلام ہی کے اہلہام پر اعتراض کیا گیا ہے خود تفسیر  
فرماتے ہیں۔

”لا یتحقق حقيقة الحمد كما هو حقها إلا لفظي  
هو مبدء الجميع الطيوس ولا نوارده عن وجه الصدق  
لا من غير الشعور ولا من الاضطراب فلا يوجد هذا المعنى  
إلا في الله الخبير البصير ذاته هذا المحسن ومنه المن  
حلتها في الاول والاخير وله الحمد في هذه الدار و  
تلك الدار واليه يرجع كل حمد ينسب الى الانبياء  
ترجمہ حقیقتِ حمد اصلی طور پر معرفتِ اسی ذات میں متحقق ہے جو تمام فیوض و  
افراد کی منبع و سرچشمہ ہے اور بالادامہ عملاً بلا ہر جا کلامِ احسان  
کہنے والا ہے اور یہ بات بجز اللہ غیر و بصیر کے نہیں پائی جاتی ہے  
وہاں حقیقی محسن ہے اور سچے اور ان کے سبہ حمدات اسی کی طرف سے آتے  
ہیں اس لئے اسی دنیا اور دیگر جہان میں حقیقی حمد اسی کے لئے ہے اور جو حمد  
اس کے غیر سے منسوب ہے وہ بھی صاف اسی کی طرف راہیں ہیں؟

(امام ترمذی ص ۱۱۱)

پھر اہلہام ”بحدث“ میں حمزہ اُنی مراد نہیں کیونکہ وہ ہر صورت میں خبر و خبرتِ جلالہ  
تعالیٰ ہے اور نہ ہے گی۔ اس طرح جو خود کے پیچ کر کہنے سے برکت ہے اس کی جگہ نہ ہے۔  
جواب (ہاں) اس کی اگر سوال کیا جائے کہ لفظِ حمد کا لفظِ حمد کے لئے  
استعمال مطلقاً ناہائز ہے تو یہ رکنا ہائز ہے کہ سب فعلی کی قلم سے پیدا ہوتی ہے۔  
قرآن مجید اور عربی زبان کی کتاب سے یہ ناہائز نہیں۔ بلکہ یہ اوقاتِ طیارہ کے لئے لفظ  
حمد ہونا لگا ہے۔ طوالتِ کام سے اجتناب کہ قلم جو لے ذیل میں دعوتِ جہاد لکھ کر  
کہا جاتی ہے۔

عام انسانوں کے لئے لفظِ حمد امام بخاری کہتے ہیں۔ حدیث

زید آتی کریم و عظیم کہ تم نے کی سخاوت اور اس کے علم کی بنا پر اس کی حمد  
 کی جکتے ہو یعنی لفظ حمد ہوتا ہوا ہے (تفسیر بیضاوی زیر آیت الحمد لله)  
 مجمع البحرین میں بھی لکھا ہے مَا نَزَلَتْ تَحْمَدُ الرَّجُلِ عَلَى صِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ  
 وَمِنَ صِفَاتِهِ (جدا مست) کہ ہر شخص کی صفات اور تشنیں وغیرہ لفظ حمد کا  
 بطریق کر سکتے ہیں۔

**کافروں کا اپنے لئے لفظ حمد** | شاعر نے تہذیب کی تعریف میں کہا ہے۔

لَا حَمْدَ إِلَّا بِأَبِ الْعَشِيرِ وَلَا يَرَى  
 إِلَّا بَيْتًا مَالِ حِجِّ الْعَلِيلِ رَاسِخِ  
 (مختار بیضاوی مکتبہ)

یہاں شاعر نے اپنے لئے لفظ حمد کا استعمال کیا ہے۔

**منافقوں کے لئے لفظ حمد** | اِنَّ تَعَالَى قُرْآنِ مَبْدُومٍ لِّوَقَاتِهَا وَتَعَالَى  
 اِنَّ يَحْمَدُ نَارًا يَتَنَا لَعْنَتُهُمْ لَوَافِدُهَا  
 گویا اس آیت میں لفظ حمد منافقوں سے منسوب کیا گیا ہے کہ انھوں نے خود پر  
 اپنی حمد چاہتے ہیں۔

**مومنوں کے لئے لفظ حمد** | تفسیر قرآن میں لکھا ہے کہ انصاف علیٰ شہ  
 امیرِ مسلم ایک مرتبہ دعا فرما رہے تھے کہ ایک  
 شخص نے سوال کیا اَنْ تَنَاقِي الْخَيْرَ بِالْشَّرِّ آپ نے فرمایا عافوشی کے بعد  
 لربنا "وَبِنَ هَذَا الْعَمَلِ" کہ سوال کرتے وہ کہیں ہے ۹ اس پر دعا دی کہتا ہے  
 كَمَا تَنْدُ حَسْبُكَ مَا كَرِهَ رَسُولُ بَكْتِ سَنَ اس مائل کی تعریف فرمائی۔ اس جگہ یکسویں  
 کے لئے حمد کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ (جدا مست) باب لغویات ما یخرج  
 من زهرة الدنيا)

وہ مری صحت میں ہے۔

يَقُولُ يَرْحَمُونَ اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ الرَّحْمٰلُ  
 يَتَمَلَّلُ الْعَمَلُ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُكَ اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ

يَلْتَفِتُ خَاجِلٌ يُشْفَى الْمَوْدُونُ ؟ (شیریں خباب القبر وصالہ)  
 "مومن کیا گیا کہ اسے رسول خدا ایک انسانی نیک کام کرنا ہے تو لگ  
 اس کا تھک کر رہے ہیں۔ فرمایا یہ مومن کے لئے پہلا مشقت ہے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ حمد (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 عَسَىٰ أَنْ يَبْتَغِيَ الْجَنَّةَ الْكُبْرَىٰ  
 مَقَامًا مَّا تَخْتَصُمُوهُ ۖ وَالَّذِينَ لَا تَشَاءُونَ سِيَرَةً سَبِيلِهِ ۖ فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِمَّنْ دَاخِلُنَا ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (التحریر میں لکھیں: ۱۵۷)

گو یا مقام محمود وہ ہے جہاں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مخلوقات اپنے  
 اللہ تعالیٰ سے کہنے لگیں، (اس جہاں میں لفظ "یوجد ذلك" خاص طور پر قابلِ یاد رکھنا  
 (۲) اللہ تعالیٰ نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محققہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 رکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ذات میں کی تجزیت اور بار بار محمد کی جیسے کے وہی  
 معنوں کے لئے سرانجامات قابلِ حاکم ہوں۔

(الف) لسان العرب میں لکھا ہے: "محققہ خدا کا لاسم منه کا تہ  
 حقد مترادف بعد اخیریٰ"

(ب) ریح البحار میں لکھا ہے: "اذا بلغ النهاية وتكاملت فيه  
 المحاسن فهو محقق وهو منقول من الصفة للتداول  
 انه سيجتهد في حقه (جداوی زیر لفظ حقد)"

گو یا انحضرت کا نام محققہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی ہے کہ لکھا گیا نا آپ کی  
 کرامت کو پروردگار سے۔  
 (ج) امام ابن قیم لکھتے ہیں۔

"تسوية صلى الله عليه وسلم بخلق الاصحادى محمد  
 لما اشتمل عليه من حسناء وهو الاحمد فانه صلى الله  
 عليه وسلم هو المحمود عند الله هو محمود عند الملائكة"

محمود عند اخوانه من المرسلین و محمود عند اهل الارض  
 کلهم بران کفر به بعضهم فاذ ما فيه من صفات الکمال  
 محمود عند کل عاقل وان کابر عقله جحوداً و عناداً و  
 جهلاً باقصان بها ولو علوا تصان به بها الحمد فانه محمود  
 من اتصف بصفات الکمال و یجهل وجوده فانه فهو  
 فی الحقيقة حاملاً له : (چلاخلافها مرثیہ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محققاً ایچھے ہے کہ اس نام اللہ کے سنی  
 (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) بہت ہی حمدوں کے جامع ہیں۔ آپ کی اللہ تعالیٰ کی طرف  
 سے بھی حمد کی گئی ہے اور آپ فرشتوں اور مرسلین کے نزدیک بھی حمد کی گئی ہے  
 اور دوسرے دین کے سب لوگ آپ کی حمد کرتے ہیں اور جو لوگ منافق اور جہل کے  
 وقت آپ کی صفات کمال سے منکر ہیں وہ آپ کے انکار ہی میں لیکن وہ حقیقت وہ  
 جو آپ کے حمد میں ہیں ان کو مرثیہ ان صفات کا علم نہیں جو حضور میں موجود ہیں  
 نہایت واضح عبارت ہے۔

(۷) صاحب زندگانی نے لکھا ہے :-

”ان المحمّد لفه هو الذی حقه حرة بعد مرق  
 الی غیر النہایة لا لمدح او الذی تکاملت فیہ  
 الاختصا الی محمود : (زندگانی علی لؤلؤ طبرم ص ۱۱۱)

پھر زکاء السعاد میں لکھا ہے :-

”محمّد هو الذی بحمد اهل السموات و اهل الارض  
 (زکاء السعاد ص ۱۱۱)

نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

أَلَا تَتَذَكَّرُونَ كَيْفَ بَشَّرْتُ اللَّهَ فَقِيًّا فَشَقَرْتُ زَيْنِي  
 وَكَعَلْتُمْ يَتِيمِي مَوْتِي مُدًّا شِعَارًا وَيَلْعَنُونَ مُدًّا شِعَارًا وَآثَا  
 مُكَلِّدًا . (نور جہد مشاہد ماجد فی احادیث رسول اللہ)

”کیا بات تمہارے لیے توجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے لیے







اب ہر ایک شخص جو کچھ بھی عقل و کتاب سے پاسائی کہہ سکتا ہے کہ تمام کلمات جو  
 اللہ تعالیٰ نے انبیاء و پیغمبر الہیہ میں کی شان میں فرمائے ہیں یہ سب ان کے حامد و مدحان کی  
 تعریفیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی بندہ نے نہیں کی ہیں یہ خیال سرور مرقوب ہے کہ  
 خدا تعالیٰ کسی بندہ کی تعریف نہیں کرتا اور اس کی ذات کے معانی ہے۔

یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ تمام تعریفیں کلمات اللہ تعالیٰ نے وحی پرستی  
 فرماتے ہیں کیونکہ قرآن پاک اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اللہ تعالیٰ نے وحی پرستی  
 وحی پرستی ہے۔ لہذا اب امر حق پر کسی غلط ثابت ہوا۔ بعدی مروجہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمائے ہیں یہ

کبریت مخالفت و تجسّی کہ  
 زمین دس قدم تو جبریل کہ  
 پھر کچھ ہی ہے

ترا عزّ و کبریاں ہیں امت شائستہ تو بلا و نہیں ہیں امت  
 خدا کی شادما حاصل کرنے کا ذریعہ۔ حضرت یحییٰ بن محمد علیہ السلام نے

خصوصیت میں فرمایا جگر فرما کہ میں کہ جب کوئی بندہ اپنے اعلا میں ترقی کر رہا ہے تو  
 "عند ذلک ینکون العبد المخلص فی العمل عبداً فی الخیر"  
 ذاق اللہ یحمدہ من عرشم؟

پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب بن جاتا ہے اور خدا تعالیٰ عرش  
 پر اس کی تعریف کرتا ہے اور آقا (سید عالم) کی تعریف کرتا ہے  
 گویا ہر شخص بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک کرتا ہے۔ اس کے حاصل  
 کرنے کے ذریعہ کے متعلق فرماتا ہے

مگر خدایا کہی گویا خیرات  
 بشوہ ذل شادما خواہی عیادت

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو "عبد اللہ" ہیں ان کے معنی عباد ہیں چنانچہ  
 تمہاری تعریف کرے گا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر  
 ایک مرتبہ شہود پڑے گا ہے تو صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ

مذکور چاہتا ہے یعنی اس کی تعریف کرتا ہے۔ حضرت سید مودودی علیہ السلام ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں :-

”بلاشبہ یہ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کلمات قدس سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام عالمگیری جگر پوری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اُنہ کی آنحضرتؐ کے کلمات سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے مگر اس لحاظ سے : اوشدات اللہ تم متوجہ ہو کر اس بات کو سمجھو کہ خداوند کریم نے اس فرض سے کہ کلامیہ میں اصل قبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور کلامیہ میں کے خداوند اس کی قبولیت کی کمال شعاعیں نمایاں کیں کہ عزم اور کلامیہ میں۔ اس طرح پرانی کمال حاکم اور دولت سے انکسار کر دیا ہے کہ بعض افراد افسوسناک کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر رازگار باطل اپنے نفس سے گئے گئے ہوئے ہیں۔ خدا ان کو کافی اور نیک مصفا حیشہ کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے ثمرہ کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ مہتاب خدا ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان کے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ حیثیت میں موجود تمام ان تمام تعریفوں کا اہم مصدر کمال ان تمام تعریفوں کا اہم مصدر کمال ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کمال طور پر وہ تعریفیں ان کے کائنات ہوتی ہیں اور وہی ان کا صدیقی اتم ہوتا ہے“

(برآئیں اور یہ جو م مکتبہ)

بالآخر ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ آیت الحمد للہ رب العالمین میں الحمد اللہ ہے جو فعل معروف و مجهول دونوں سے بنا ہے (یعنی الحمد و المجهول) اور اس کے معنی میں طبعی ہے کہ خدا ہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے وچشم ہی یہی ہے کہ کسی کی تعریف کرتا ہے۔ حقیقت یہی کہ سرور ہے کہ وہ عالم الہیہ والشمسہ وہ ہے اس کا علم تمام ہے اس کی تعریف ہی ہے اور مستقل تعریف ہوگی۔

ان معنوں کے نزدیک خود ہی ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی تعریف فرماتا۔  
اسی کے مطابق موجود، نادر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مقام  
حضرت پیغمبر کا بیان کی اس سے تعریف فرمائی تو اس میں اعتراض کا کوئی موقع ہے،  
میں کی تعریف جو یہ تھی اور اصل میں اللہ کی تعریف جو یہ تھی کی خاطر آیات قرآنی کی  
روشنی میں میرا یہ کج دخیل و غیور امور کی تردید فرما کر دنیا سے کاذب مغتری اور تعالٰی  
دخیل و غیور (نمودہ اللہ) نام رکھتا ہے۔ تھے خدا نے اُن کی تعریف فرمائی اور اصل تعریف  
میں وہ خدا کی طرف سے دیا گیا ہے۔

یہ اُنہی کے نزدیک ہیں کہ ان کی

ہر قدر کی کے واسطے درود میں کہیں

مومن پڑھا تو نے اہام کے تحت۔ یعنی ایسا ہے کہ اعتراض کو بند پڑی  
ہیں کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے ایسی طرح سے معلوم ہے کہ صرف تعریف ہی  
اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

”مَنْ أَكْفَرًا يَنْشُؤُنْ أَشْيَئُهُ هُوَ ذَاكَ“

کہ جو شخص میرے پاس میں کہتا ہے اُن کی کہیں خود کو کہتا ہوں۔

(صحیح مسلم جلد ۱ باب التکبر الی اللہ)

پس میں معنوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے خود کو کہتا ہے۔ انہی معنوں میں اس کے  
لئے مشن یعنی آقا اہل کتابت ہے فلا اعتراض۔

مومن پڑھا تو

حقیت اللہ کی طرف سے

یہ اہام درج کر کے

(۴) ”اخترتک لنفسی۔ الارض

والسمازمعک کہا ہو معی

لکھا ہے۔

”کیا مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے حکم و قدرت میں شریک ہیں؟“  
صاحب کے علم کی طرف دانی لفظ ”خو“ کے ظاہر ہوتی ہے یہی تھا چاہیے۔  
الجواب۔ اس اہام کا ترجمہ یہ ہے کہ ”میں نے تجھے اپنے نفس کے لئے پسند  
کیا۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں میں کہ میرے ساتھ ہیں۔“ (عشر و مشک میں سے)

حکم و قدرت ہی شرکت کا استعدا ل سرا سر باطل ہے۔ کیونکہ خود حضرت مولا علیؑ نے اس الہام کی تشریح میں فرمایا ہے ۔

خود خدا فرماتا ہے کہ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ بہت ہی قیامت ظاہر ہوگی اور زمین کے لوگ، جو اب گریں گے اور آسمان پر کھٹکتے ساتھ رہیں گے جیسا کہ آج کل بلور میں آیا ہے (براہی احمدیہ عقیدہ تعلیم ص ۱۷۱)  
اس اقتباس سے واضح ہے کہ آسمان و زمین کے ساتھ ہونے کا کیا مطلب ہے ؟  
اس کی تشریح میں فرمایا ہے

آسمان باد و نشاں ہر وقت سیگو وندی  
ہی دو شاہد از پے تصدیق میں آسمان وند  
(آئینہ گاہت معلوم ص ۱۷۱)

پھر فرمایا ہے

آسمان میرے لیے ٹوٹے جلائی ایک گراہ  
ہا خدا اور محمدؐ جس کے لیے ہے تکلیف کا  
ٹوٹے ظالموں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لیے  
آدھ پل سے جوں نشان ہوئی بھائی کا ما  
آسمان پر دعوت حق کے لیے بلکا گئی ہے  
محمدؐ ہے نیک بیسویں پر رشتوں کا آقا  
اسم و صوت التحا جاد المسیم جاد المسیم  
نیز بیشتر ان دین آمد امام کا ملا

(براہی احمدیہ عقیدہ تعلیم)

اس قدر تفریح کے باوجود اہل حق کی یقیناً صداقت کا حق کرنا ہے۔ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہوتا ہے۔ حق کا ان دونوں کا اللہ ہے۔ حضرت کا الہام حق ہے تب تو میرا جو رہی سبب جاس تیرا جو ان کے حلقوں جو انسان نا علم پر خدا ہوتا ہے۔ انانیت و خواہشات کو جسم کو رہتا ہے ہر چیز کے

کام میں لگا دی جاتی ہے۔ ہمارے حضرتؑ نے تحریر فرمایا ہے :-

«الْعَمَلُ» جو شخص بڑا صدق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ذوق رکھے، اُس کیلئے بڑے بڑے کام دیکھاتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جسے نبیؐ و اہل بیتؑ کے لئے غلاموں کی طرف کر دیا ہے۔ اسی کے منہ دے مطابق خیر میں تعزیر کرتا ہے۔ (تحریر حضرت)

دہ ۱۱: اسی مسئلہ فقہانہ کے درمیان پرچ کر اسلام صرف عقلی اسلام نہیں رہتا بلکہ وہ تمام حقیقت اس کی جو ہم بیان کر چکے ہیں حاصل ہو جاتی ہے۔

اور انسانی تدریج نہایت انکسار کے حضرتؑ احادیث میں پناہ سر دے دیتے ہیں۔ تب دونوں طرف سے کیے وراثت ہے کہ جو میرا سوتیرا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بولتا ہے اور بشکایت دیتا ہے کہ اسے میرے بندے جو کہ نبیؐ و آسمان و زمین میرے ساتھ ہے وہ سب تیرے ساتھ ہے۔ اسی عزم کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْمُوا عَلَىٰ اللَّهِ أَكْبَرًا عَمَّا أَشْرَكُوا لَا تَقْفُلُوا مِنْكُمْ لَكُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اللَّهُ يَخْتَارُ

اللَّهُ شَوَّابٌ جَمِيعًا (اللہ تعالیٰ ہر شے کو چاہتا ہے)

حضرت سید محمد تقیؑ و صاحب مہدیؑ فرماتے ہیں :-

«فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمٍ يَكْفُلُ كُلٌّ بِمَا كَفَرُوا وَهُمْ لَا يُدْرِكُونَ يَوْمَئِذٍ تَكْفُلُ الْوُجُوهُ لِلْحَسَنَاتِ وَالْأَسْفَلُ لِلْأَسْفَلِ وَهُنَّ حُسْنٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّ وَالْأَسْفَلُ لِلْأَسْفَلِ وَهُنَّ حُسْنٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّ وَالْأَسْفَلُ لِلْأَسْفَلِ وَهُنَّ حُسْنٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا خَالِدِينَ فِيهَا»

ترجمہ۔ اے مالک! (مترجمہ فرد الفرد میں) تو ہر رسولؐ کو اللہ تعالیٰ کا کلام بن جائے گا۔ تو خاتم الاولیاء ہو گا اور اہل جہنم کے پاس اُن کے عملات

تیرے ذہن سے خود ہوں گی تیرے ذہن سے ہر شے و ہر چیز کی اولیائیاں  
 آئیں گی اور مصائب و تکالیف ہر کس خاص و عام سرحدی و رحمت 'بلو شہ'  
 عام 'آفت' اور رب مخلوق کی تیرے ذہن سے خود ہوں گی اور نیکو کار  
 اور شہروں کا حریک و رہن جائے گا۔ (فتوح الکلیب مقالہ)

پھر دیکھا وہ خاص کی تیرے ذہن میں فرمایا :-

"يَهَيِّمُ تِلْكَ اَمْثَلُ الْاَرْضِ وَالْاَسْمَاءُ وَكَثَرُ اَمْرِ الْعَالَمِ وَالْاَكْبَرُ  
 وَبَعْلُكُمْ قَوْلُهُمْ اَوَّلًا دَاخِلًا اَرْضِ الْيَقِينِ وَخِي كَلَّ كَلَّ كَلَّ كَلَّ  
 الْبُحْرَانُ رَحْمًا؟"

ترجمہ۔ انہی لوگوں کے ساتھ آسمان و زمین کی نباتات اور مردوں و اولادوں  
 کا قرابہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کے لیے مستحق بنایا ہے  
 اور وہ اہمیت گزشتہ جیسے پیدائشی طرح جوتے ہیں؟ (فتوح الکلیب مقالہ)  
 بہت ممکن ہے کہ مستحب میں ان حقیقت کو لکھا ہے اسی لیے نبی کہتا ہوں کہ آسمان  
 و زمین کی حیثیت سے اگر قدرت و علم میں شراکت لازم آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حیثیت  
 سے تو اہمیت سے بھی چار قدم آگے ہی جاتا ہوگا۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے وَخَلَقْنَاكُمْ مِنْ غُلٍّ ذَلِيلًا تَتَعَفَّوْنَ اَنْتُمْ وَابْنَاكُمْ تَتَكَبَّرُونَ (تو خود راہم و اولاد  
 راہم سے تعفویٰ کرتے ہو) اَنْتُمْ وَابْنَاكُمْ تَتَكَبَّرُونَ (تو خود راہم و اولاد راہم سے تعفویٰ کرتے ہو)  
 اِنْ اَشَاءَ تَمْشِيْ اَنْتُمْ عَلٰی الْاَرْضِ (اگر چاہے تو تم کو زمین پر چلنے کی طاقت عطا کرے گا)  
 ہے جسے لوگوں کے ساتھ اللہ ہے۔ مومن نے کہا کہ میرا یہ دیر سے ساتھ ہے۔ رسول اکرم  
 نے فرمایا ضرور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اب کیا ان تمام مقامات پر اللہ کی حیثیت سے شرک لازم آتا ہے؟ ہرگز نہیں۔  
 اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ پس جب اللہ کی حیثیت قدرت الہیہ میں شریک  
 نہیں جاتی تو آسمان و زمین کی حیثیت کیسے بنا سکتی ہے؟ ان یہ بھی خیال کیجئے کہ لفظ کما  
 مشابہت سے لفظ تعفویٰ نہیں بلکہ ایک مقصود میں یکا لیت کے لئے بھی لفظ کما آتا ہے۔  
 اِنْ اَشَاءَ تَمْشِيْ اَنْتُمْ وَابْنَاكُمْ تَتَكَبَّرُونَ (تو خود راہم و اولاد راہم سے تعفویٰ کرتے ہو) اس کی تائید ہے۔ ہر حال میں  
 الہام کی وحدت میں بھی شریعت و احکام کے مخلوق نہیں۔



ہاں بگڑا شریعت کے قادی سرخ پٹیا لگا کر اس کے جنمواد پر بندھوں کے لئے ایک  
آواز ہے جو دنیا کو قہری شایہ وہ اس سے روکشی حاصل کر لیں۔ رب العرش  
فرماتا ہے :-

لَمَّا يَنْفَكُ عَنْهُمْ الشَّمَاوُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُتَكِلِينَ (النحل: ۱۲)  
فرمائی ہو گئے اور ان پر وہ آسمان و زمین روکیں۔

اس آیت سے التزم کیا جاتا ہے کہ زمین پر آسمان کی دغا ہے اور زمین ہی چٹائی  
نام مجاہد کا قول ہے :-

"وَالَّذِي الشَّمَاوُ وَالْأَرْضُ شَيْئَانِ عَلَى الْمَوْجِ أَنْ يَنْفَكَا عَنْهَا ؟"  
(الحج آیتیں سورہ مطہرات)

کہ زمین کی صورت پر چالیس دن تک آسمان و زمین دھوئے ہیں۔  
پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے :-

"مَآ شَأْنُ مَظْهَرِي فِي مَظْهَرِي فَأَبَتْ عِلَّةً فَبَيَّنَا بَيْنَهُمَا بَيْنَهُمَا وَالْأَرْضُ يَنْفَكُ  
عَنْهُمَا الشَّمَاوُ وَالْأَرْضُ ؟" (الحج آیتیں سورہ مطہرات)

کہ جو زمین مسافر میں ہیں بگڑ کر جیسے چٹائی اس پر دھوئے دیکھ کر  
تو اس پر آسمان و زمین دھوئے ہیں ؟

اب سوال یہ ہے کہ آسمان و زمین کا دغا کبں فرما لیا ہے ؟ اور پھر آگ آسمان و زمین  
کی مصیبت سے ؟ قدرت و حکم میں شرکت ؟ ثابت ہوئی تھی کہ آسمان و زمین کے دھوئے سے  
تو حقیقت بھی ثابت ہو جائے گی ؟ فتنہ تہذیب و تمدن ؟

اگر کہا جائے کہ ہمیں بگڑا ہوا آسمان و زمین مراد ہیں گے تو پھر اہل مذہب و نظر  
میں بھی عذوبہ مصافحات سے کیا ہرگز لازم آتا ہے ؟

اعراض کے دو مرتبہ حضری و عقلی طرز کہ علم و مشعر پیا لوی نے لفظ طرز  
اعراض کیا ہے۔ ایک گروہ اور دیا تا تب تحصیل اور عوالم کی غلطیاں نکالا ہے۔

بے کرہ آرزو و خشنودائی کی شان ہے تیرا جس دنیا کی  
کس سادگی سے کہتے ہیں "یہاں خشنودا چاہیئے ؟"

خشنودا صاحب اگر آپ کا قاعدہ دھوئے ہے تو فرمائیے کہ تو ان میں سے کس کی ہیں

آپ غصیاں نکالیں گے، مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) وَاللّٰهُ اَرْحَمُ رَحْمَةً اَنْ يُّزَكِّيَكُمْ اَشْرَادَكُمْ اَوَّلَ سَلْبٍ ذِي قَدَرٍ

کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ (تقریباً) کیا تمہیں بھی حکمتا ہوتا ہے؟

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ اَلَمْ يَخْلُقْ لَكُمْ اَلْجَنَّةَ

تم وہ طلب کرد میرا وہ خدا کے ذریعے سے جو یہ بزرگوں کی جنت اپنی رکھو اس کے

بانی سب بھلائی میں (تقریباً) کیا یہاں میں اُنکا کی جانتا ہے اُنکا چاہئے؟

وَمَنْ لَّا يَتَذَكَّرْ اِنَّ هُوَ اِلٰهٌ لَّا يَتَذَكَّرُ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَلْحَدِيْثُ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ

وہ خواب نہیں ہوتے۔ (تقریباً) کیا اس بزرگوں کی جنت کی جانتا ہے اُنکا

میں چاہئے؟

(۴) وَالَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِالْعَذَابِ وَالْيَمِيْنَةُ وَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ اِنَّ سِعْلِيْ اَللّٰهُ

(تقریباً) خداوند کی خبر ہے اور میری سزا اور پامالی وہ جہنم میں کیا اس بزرگوں

میں حکمتا چاہئے؟

یہی اختلاف ظاہر ہے کہ بجا اوقات چاہئے وہ جہنم میں کا ذکر ہوتا ہے مگر انکی طرف

ضمیر واحد (تاریکی) پھیرا جاتی ہے اس کو غلطی قرار دینا اور اصل میں مرکب کا توجہ

ہے۔ ہم نے قرآن پاک کی مثالیں دہرائیں کہ اس میں کتنا مستحق پامالی اور انکی جنت

خداوند کے لئے کی گئی ہے۔

انہوں پر انہوں کو اس بات کا ہے کہ اگر وہ لوگ اس قدر غلطی استعداد نہ کرتے

تھے تو پھر انکی یہ کیا غصہ ہے کہ سمجھتا ہے کہ جو وہ علیہ السلام کو ایک جگہ دیکھیں اس کے

تقریباً فرمادی کہ :-

(۱) اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ اِنَّ سِعْلِيْ اَللّٰهُ

وہ کفار کا ضمیر واحد (تاریکی) پھیرا جاتی ہے ان کی غلطی قرار دینا اور اصل میں مرکب کا توجہ

ہے۔ ہم نے قرآن پاک کی مثالیں دہرائیں کہ اس میں کتنا مستحق پامالی اور انکی جنت

خداوند کے لئے کی گئی ہے۔

انہوں پر انہوں کو اس بات کا ہے کہ اگر وہ لوگ اس قدر غلطی استعداد نہ کرتے

تھے تو پھر انکی یہ کیا غصہ ہے کہ سمجھتا ہے کہ جو وہ علیہ السلام کو ایک جگہ دیکھیں اس کے

حضرت مریمؑ سے کہا: اِنَّا مَخْطُوعَاتُكَ عَلَىٰ رِيشَاہِ الْفَلَوِیْنِ (اُن عورتوں کی حضرت  
 موسیٰؑ سے فرمایا: اِنَّا مَخْطُوعَاتُكَ اِنْشِیْقِ (فرمانِ برحق) اسے مریمؑ تیرے خاں کے  
 سب جہان کی حمدوں سے سچے لیا ہے۔ شہر کوئی نہیں ہے جگہ ہے جس کی گھٹائی بتایا اور  
 بازو یہ کیا ہے۔ وَ ذَٰلِكَ یُفْصِّلُ لِمَا یَشَآءُ وَ یُفْصِّلُ لِمَا یَشَآءُ (القصص ۲۸) عام قانون  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فنا دیتا ہے۔ معلوم  
 ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے لئے ایسے الفاظ استعمال فرماتا ہے۔ اس کو  
 خوب شریعت بہت درحقیقت غور و شریعت کو ان پٹری سے نکال کر ہے۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ یَقُومُ رَایَہَا قُصَّتْ | اِنَّ اللّٰهَ یَقُومُ رَایَہَا قُصَّتْ

قُصَّتْ (خیمہ انہوم) غم مٹانے پر ایسی حفاظت اعلان کی ہے۔

”کیا خدا ہم کو مرزا صاحب نے کوئی باؤ کا دیوولی مقبول رکھتا ہے

بہر وقت ان کے نیچے لکھی ہوئی پورا کتاب ہے؟“ (عشر و صفا)

الجواب: حفاظتِ مانت و مراث کو فکر شدہ کرنے کے علاوہ معرض  
 لغزو کا طور پر خیانت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب اور میں سفر سے ہمارے غم مٹ گیا  
 ہے وہاں پر اس کا سات غم ہم بھی لکھا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:-

”یمن خدا قیصر سے ساتھ ہے خدا وری کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو

یہ صحابہؓ اہل کے لئے ایک استعارہ ہے۔“ (خیمہ انہوم غم مٹا)

اللہ تعالیٰ ہر جگہ قائم ہے کیونکہ القیوم ہے۔ مگر اس کی نصرت کو اس قیام سے  
 تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ تاج خود حضرتؑ نے کوئی فرما دیا ہے۔ مگر ہم وہاں فرمائی آسمان اللہ  
 زمین کے درمیان کو فرعونوں کی جستجو کے بغیر ہونے کے استعارہ مان سکتے ہیں تو کوئی  
 نہیں کہ خدا کے کھڑا ہونے کو اس کی حمایت کے لئے استعارہ مان سکیں؟

قادر شہین گراہر! خدا کے پاکیزہ بندوں کی حفاظت سے درمیان علم سب  
 جو ہوتا ہے وہ اس کی نیکی باتیں کرتے لگتا ہے۔ بالخصوص ترکانِ جبر کے علم کا تو  
 ان کے پاس قوت باقی نہیں رہتا کیونکہ ان کے لئے گرد و پیش میں ہی غم مٹا ہے۔  
 معرض بنیادی نے اِنَّ اللّٰهَ یَقُومُ رَایَہَا قُصَّتْ پر غور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ



بدن اور غیر متغیر ہے۔ وہ کون کا کون سے کون کا کون بیٹا اور ڈکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ بارہود نہ ہونے کے وہ نزدیک ہے اور بارہود نزدیک ہونے کے دور ہے؟  
(گشتِ نزع مثلاً)

(جس سے گھٹنے والے گھٹنے ہمارا خدا اور خدا ہے جو آپ بھی زندہ ہے جیسے کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ جوتا ہے جیسے کہ وہ پہلے جوتا تھا۔ اور اب بھی وہ گھٹنا ہے جیسے کہ پہلے گھٹنا تھا۔ یہ خیال غامض ہے کہ اس زمانہ میں وہ گھٹنا تو ہے مگر جوتا نہیں۔ بلکہ وہ گھٹنا ہے اور جوتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات انسانی ابدی ہیں، کوئی صفت بھی مطلق نہیں اور نہ کبھی ہوگی؟  
(الانتمیت مثلاً)

(آج) پھر فرماتے ہیں:

وَجِبَتْ قَوْلُهُ لَا شَرِيكَ لِي بِذَلِكَ  
قَوْلِي قَوْلِي مُسْتَعْنَا مُسْتَعْنَا  
وَلَسْتُ كَلْبًا وَلَا أَكُوْلُهُ  
وَجِبَتْ قَوْلُهُ لَا شَرِيكَ لِي بِذَلِكَ  
(کلماتِ اعلیٰ نہیں مثلاً)

اللہ تعالیٰ کو غالب کر کے فرمایا ہے

بادشاہی ہے قویٰ اور دھماکہ دہانی

حکم چلتا ہے ہر کس قدر ہم ہر آں تیرا

(قد تمین امداد)

حضرت اقدس شریک، مقدماتِ شرعیہ نہیں۔ اب ہم پیش کردہ بیلیک، الہام پر علیحدہ علیحدہ وضاحت فرماتے ہیں۔

**الہامِ اولیٰ کی حقیقت** | مسرت نے خیال کیا ہے کہ "کل کلمہ ولا امرات" کے غالب حضرت مرزا صاحب میں تو گویا سب کچھ ان کے علم کے تحت ہو گیا۔ مگر اگر یہ سراسر غلط فہمی یا متعصبی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی نام نہان آیت (يَا اَيُّهَا الَّذِي لَا يَشْكُرُ) کو جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے ان سنوں میں کہنے کے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔

کہتے ہیں اور تجھ سے ہی خدا پوچھتے ہیں۔ اس کا یہی جواب ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے کہلوائے ہیں اور اس سے پہلے ثقی (تو کہ) مخدوم ہے۔  
جیسا کہ دوسری آیات اور قرآن سے ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا الہام  
میں بھی خدا تعالیٰ کا طلب ہے اور وہ ان پر بھی ثقی مخدوم ہے جس کا ثبوت یہ ہے  
کہ حضورؐ کے پہلاات میں بالخصوص مذکور ہے۔

(۱) "يَتْلُو الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ دُونِ بَعْدِ" کہ تمام نظم اعلیٰ اور آخر خدا ہی  
کا ہے۔ (ارتعین فہرہ مشک)

(۲) "قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهُ" کہ ان کو کہہ کہ تمام امر خدا ہی کے اختیار  
میں ہے۔ (جہانگیر خدی مشک)

(۳) "وَبِئْسَ الْكُلُّ شَيْءًا عَادَ" کہ فاحفظن واطعمن وارضعن  
اسے میرے وہ آپ پر بھی تیری ہی خدا کا ہے تو میری مخالفت اور نصرت  
کا انداز یہی نام لڑا۔ (الاستری جلد ۱ مشک)

(۴) "اِنَّ اَكْبَرَ حُفْنٍ سَأَ تَعْلُو" کہ سَقُولَةُ فِي حُكْلٍ اس پر ہیں  
رہن جوں ہر ایک میں تھے ہوت وہ لگا۔ (حقیقۃ الہامی مشک)

اس تمام نظم اور دماغ نسو کی موجودگی میں حُکْلُ کت کا طلب حضرت مرزا صاحب  
کو فراموش نہ ہوا اور اس سے شرک کا اثبات کیا و یا خدا ہی کے سر امر خدا ہے۔

اس امر میں بھی وہ مرزا الہام اکبر نے کیا اور حقیقت  
**الہام دوم کی حقیقت** ہے۔ اس کا سامان مطلب یہ ہے کہ جو آپ خدا اور اس کے  
مقام پر نہیں بھی وہ چاہتا ہوں۔ میں ان کو پورا کر دوں گا۔ یہ کہ ایک دوسرے الہام  
میں اس کی تشریح موجود ہے۔ فرمایا۔

"خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری مادی مرادیں تھے  
دے گا۔" (حقیقۃ الہامی مشک)

ان لوگوں کو اس جگہ وہ بھی یاد ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ میں (نعمہ باللہ حضرت  
مرزا صاحب کے تابع ہے تو اس کے لئے حسب ذیل جہاد و پہلاات کا کافی ہے۔  
حضرت فرماتے ہیں۔

(۱) "یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں" (کشتی نوح ص ۱۰)

(۲) "خدا جو چاہے، وہ کہتا ہے" (کشتی نوح ص ۱۰)

پھر کتب کے الہامات میں ہے "اللہ غالب علی کل شئ"۔ اقدار کائنات  
لہذا پُریدہ (اجترانہ جلد ۱ ص ۱۰) کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ اور وہ بڑا حکیم  
ہے اس کو یاد رکھنا ہے۔ یعنی کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔

فرمان الہام اُنویسہ مَا یُرِیدُ فَعَلَ میں بھی ہرگز ہرگز شریعہ الہامی کی مخالفت کا  
کوئی ثبوت نہیں پایا جاتا

لگبدا انور کیا جائے تو دراصل یہ وہی مقام ہے جہاں جاکو شد تعالیٰ اپنے بند  
کے بقول ہے کہ اب اگر جو چاہے کہ کیونکہ اس حالت میں اس کا پناہ ارادہ اور نصرت الہامی  
فرض دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں یکساں رہی جلتا ہے۔ اس کا تعلق اللہ کے حکم  
سے جوتا ہے (وَمَا یَنْصُرُنَّہِیْ اَقْرَبُ فَرِیْقَیْہِیْ خَوَالِدٌ یُّؤْتِہِیْ) اور اس کی حرکت  
اور اس کا سکون "عربی" کے تحت ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت پر خدا فرماتا ہے اب ہم تم  
کو مامور اللہ سے پہلے طور پر گزارہ کن ہو گیا ہے اسلئے اب تمہارا ارادہ میرا ارادہ  
ہے۔ چنانچہ اہل بد کہہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا اَطِیعُوا مَا یُشِیْخُکُمْ فَقَدْ لَقِیْتُمْ لَعْنَتَہِ  
(مسلم باب النساکی اہل بد جلد ۱ ص ۱۰) کہ اب جو چاہے ہو عمل کرو یعنی اب تمہارا اہل عیناً  
یقیناً اللہ تعالیٰ کے تحت ہی ہو گا تم کسی بھی کا ارادہ نہیں کرو گے۔ شیخ کی توجہ اہل  
قرآن سے ہے۔

"مَا اَنْیَیْزَ مَا مِنْ حَیْثُ وَیَسْتَعِیْزُ فَاِنَّہُ وَیَسْتَعِیْزُ فَاِنَّہُ وَیَسْتَعِیْزُ مَا  
یَسْتَعِیْزُ لَمَّا عَمِلَ اِلَّا مَا اَرِیْخَ لَہُ فَعَمِلَہُ" کہ اس مرتبہ کا انسان کوئی  
بدی نہیں کرتا بلکہ وہی عمل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جائز قرار دیا ہے  
(قرآن مجید ص ۱۰)

قرآنی مجید میں خطر کا وہ قسم سب کو معلوم ہے کشتی کو حیب واد بکسل کے فعل کو  
"مَا اَرِیْخَ اَنْ اَعِیْثَہَا" کے فعل سے بیان کیا اور کتب النجوم پر "مَا اَرِیْخَ اَنْ اَعِیْثَہَا" لکھا  
وہ "مَا" فرمایا۔ لیکن وہی اور کہ جلتا ہے "مَا اَرِیْخَ اَنْ اَعِیْثَہَا" اور خدا ہی کشتی کے  
حقیقی فعل کو اپنے ارادے سے منسوب کیا ہے اور کتب النجوم پر ہمارا ارادہ ہوا فرماتے

ہی اور دینار کے متعلق فیصلہ کو محض ارادہ اپنی جگہ میں۔ مگر اگر کار فرما قسم میں فرما  
 تھیں کہ ”عَنْ أَخِيَرِ بْنِ كُرَيْشٍ سَمِعَ سَبَّاحَةَ ارَّادَهُ سَمِعَ نَبِيَّ كَيْدٍ كَلَّمَ تَعَالَى كَلَّمَ  
 سَمِعَ كَيْدٍ كَلَّمَ“ اسی تمام تفصیلی میں بتایا گیا کہ اس وقت حضرت کارادہ اپنا ارادہ نہ تھا  
 بلکہ سبب بدی کا ہی ارادہ تھا لہذا وہ اس وقت مقام ”اریدہ“ کا قریب وہاں ہی تھا  
 ہماری شریعت میں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

قُلْنَا يَا لَيْتَ كَلِمَاتُكَ كَلِمَاتُكَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَلَا يَمْنَعْكَ الْقَوْمُ  
 تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عِنْدَ اللَّهِ عِنْدَ مَا تَوَكَّلُ عَلَيْهِ إِنَّكَ عِنْدَ مَا تَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
 يَكْفُرُ الْمُشْرِكُونَ مَا تَنَالُوا الْكُفْرَ فَتَسَاءَلُونَ فَسَاءَلَ كِتَابُ اللَّهِ رَسُولَ اللَّهِ  
 كَرِيمًا اقْرَبْ بِذُكْرِ اللَّهِ مِنْكُمْ اقْرَبْ بِذُكْرِ اللَّهِ مِنْكُمْ اقْرَبْ بِذُكْرِ اللَّهِ مِنْكُمْ  
 دُعا ہوں اور یہ دعا کسی شریک سے نہ لے کر ہے کہ میں اس سے دعا کروں  
 اور بلکہ کسی کام کے متعلق اپنا تکیہ نہیں بناتا جتنا کہ ہوس کی جان کے متعلق  
 ہوتا ہے بلکہ وہ سوت کی چوڑی کا ہے اور میں بھی اس کو تنگ نہیں کرتا  
 گویا جھکتا ہوں ۔

یہ حدیث اپنے خدیوان میں نہایت توجہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہوں کہ ہر ارادہ  
 کے موافقت کرتا ہوں مگر اگر مصیبت اپنی اور قانون قدرت کے تحت اگر کوئی  
 پہنچنے لگا جائے گا سب ہوتا تو میں اسے موت ہی نہ دیتا گویا اللہ تعالیٰ کو ہوس کی موت کے  
 وقت ”توقد“ ہوتا ہے۔ غرض یہ وہی مقام ہے کہ اریدہ کا قریب وہاں ہی تھا  
 انہوں نے مستقبل کے تحت سوز من لیا لہذا اس ایہام کو شریعت کے خلاف کہتا ہے حالانکہ  
 یہ حق غریب ہے ۔

آئندہ کے قصوں کو حائل ہو گئے سو خوشیاب

وہ قبل قاتر قاتر کا قزو و مسند اور کا

ایہام سوم کی حقیقت | آیت نہایت اچھی حضرت مرزا صاحب کے لئے قریب  
 دیکھ کر یہ دعا لکھی اس ایہام میں حق غالب اللہ تعالیٰ ہے اور مثال معذرت ہے حق تعالیٰ  
 صبر ایہام نقل کیا ہے سو میں پر بلاق و بلاق میں مسلسل ایہامات لکھ رہا ہوں ۔



تکھارنل ابدی خدا بڑیوں کو پانچکے، طاقت والا دین بے رعبیت،  
 دہت ریتی، مفلکوں کو فنا کن، مسحقہم تسبیحاً، زندگانی کے شیش  
 سے تودجا پڑے۔ ایتھا امرک انا اورک فیثا ان تقول لہ  
 کن فیکون۔ (حقیرہوی مشعلات: ۱)

اب ایک اور الٰہی توحید سے فلسفہ کہ ملک ہے کہ اس پر فقرہ ”اَللّٰہُ اَحَدٌ“ میں  
 مخاطب ذات، ہرگز نہیں ہو کہ حضرت مرزا صاحب، ہمیشہ کہ سورۃ کا ترکیبیت و اوائف  
 تفسیر میں مخاطب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ خدا کرے خود اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یعنی بندوں کی  
 زبان سے اور کیا گیا ہے۔ چنانچہ سنو! نے ان اہلکات، بچے حسب ذیل ترجمہ و درج  
 فرمایا ہے۔

”اَللّٰہُ اَحَدٌ“ خدا ہی وہ کہ ہے۔ آ۔ زمین و وجود پر اس کے کلمہ پر تگ  
 ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہرگز نہیں ہو کہ اس کا کلام و شمع سے ہے اس کے  
 زمین شان کرد، زندگانی کا حق ہے تود جا پڑے، تو اس بات کا ارادہ  
 کہ اس کے و ترے کلم سے فی الخور ہو جاتی ہے۔ (حقیرہوی مشعلات: ۱)

اگر حضرت کے لئے علیہ السلام علی القباس تھا تو اس کا ترجمہ میں موجود تھا اس کی تکرر  
 ہے بات واضح ہو سکتی تھی مگر یہ کام تود کرے بہت تفریق منظور ہو۔ پھر علیہ السلام کی تکرر  
 علیہ السلام کا ایک الہام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایتھا امر انا اذا ارادنا شئاً انا  
 نقول لہ کن فیکون (تروان الکتاب صفحہ ۱۷) کہ جلد ہی یہ شان ہے کہ جب ہم کو اللہ  
 کرنا کہیں جو توفی الخور ہو جاوے، اس الہام سے بھی قطعی یقین ہو جاوے کہ خدا توفی  
 الہام میں بھی ذات، ہرگز ہی مخاطب ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا اس بارے میں کیا کہ جب تھا میں آپ اختیارات کی فیکون  
 کہ کے لئے تھے، مشن فرما تھیں۔

”زیبک و قدر بلکہ جیسوں و قدریں نے خدا کی اور شانست کو ز میں پانچا  
 اور جیسے خدا کی اس آیت پر ایمان و پڑا کہ لہ صفت، استخوات و جود حق میں  
 زمین پر بھی خدا کی و شاہست ہے خود آسمان پر بھی خود پھر اس آیت پر  
 ایمان و پڑا کہ ایتھا امر انا اذا ارادنا شئاً انا نقول لہ کن فیکون

یعنی تمام زمین و آسمان اس کی اطاعت کر رہا ہے۔ بسا ایک  
کافر کو پابست ہے تو کب تک ہے کہ جو با قرنی انفرادی کام ہو جاتا  
ہے۔ (کشتی نوح ص ۳۷)

ہم نے آؤ پر حجت الہی کے مسلسل ابھارت دے گئے ہیں ان سے جہاں پر ظہور ہے  
کہ ”انما امرک“ میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے وہاں پر اہل مغلوب و فاقہ  
و غیرو سے یہ بھی جہاں ہے کہ آپ اپنی منطوقیت اور کثرت کی کوششیں کیے اللہ تعالیٰ  
سے ہی نصرت چاہتے ہیں۔ میں قرأت کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں وہو العزاد۔  
ہاں خدایم یہ بھی بتا دیا جانتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا ہی خدای ہے کہ ان تمام  
تشریحات کے باوجود بھی امر و نہی کے کہ ”انما امرک“ وہاں ابھام میں نصرت  
مردانہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مجازاً اختیاریت کی نیکون دیکھنے میں تو اسے یاد رہے  
کہ پھر بھی تم اس کو خلاف شریعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ آیت مسلمہ کے بہت بڑے بزرگ  
اور امر و نہی شریعت کے واقع حضرت سیدنا محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں اور اولیاء کو مجازاً اختیاریت کی نیکون  
دیکھنے میں اور ہر سطح بندہ کو وہ اب بھی دیتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب قدس  
دہلوی قادسی ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

”اسے فرمادہم اللہ تعالیٰ نیست کیے خدائے ملائکہ“ یہ کلام ہرگز  
نہیں کہ ہم کہیں کہ ہم آگاہ ہوا شو میں پیدا سے خود کی چیز فرمادہم  
کی مراد ہر عالم ترابی صفت کہ جوئی میں ہرگز نہ شو ہی سے شو  
ان چیز انہی کو جو ان اطاعت میں کنی و تمام تالیق امر و نہی شریعت  
و قافی شریعت از خود و باقی گویا ہیں۔ ظاہر گویا خود و قافی  
تو وہ پیدا گویا انہی انہی (فتوح الغیب مقالہ ص ۳۷)

اب اگر حضرت مولا صاحب کی مخالفت کا منظر دیکھ تو آؤ حضرت سیدنا محمد  
صاحب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگائے۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ قہر و امتناع  
داخل ہے اور حضرت مولا صاحب کا وہی مسلک ہے جو پہلے اور اب سادہ علماء کا  
عقلم و راستہ اختیار دکن ہے جو جو پہلے مفسرین اور حق سے بیگانہ لوگ اختیار

کہتے رہے۔ نعم ما قال السيد المسيح الموعود عليه السلام :-

میری نسبت جو کہیں کی ہے وہ میری ہے  
جھوٹ دینے کیلئے میرا کفر کا اختیار

(۷) **أَنْتَ مَعْنَى وَأَنَا مَعْنَى** | ساری نبرہ محقق مشر نے چاہام  
انت معنی و انا معنی کو بڑی کیا ہے۔

چونکہ ہم اس اہام پر فصل دوم میں متصل بحث کر چکے ہیں اس لیے اس جگہ دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۸) **أَنْتَ مَعْنَى بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي** | اس نبرہ میں حضرت نے  
اہام پر پیش کئے ہیں۔

”انت معنی بمنزلۃ توحیدیا و تفریدیا“ اور انت معنی بمنزلۃ تفریدیا  
اور پھر لکھا ہے :-

”جب اشرقاں نے بے مثل و بسما تفسیر تو انکی توحید و تفرید میں بے مثل  
ہے۔ لیکن جب مرزا صاحب خدا کی توحید و تفرید کی مانند ٹھہرے تو توحید و  
تفرید کہاں رہی کیا مرزا جی سینہ خواستے جبکہ اہام میں ان کا نظریہ بآ  
ظہور و ان ظہور رہی کی طرف اشارہ ہے۔ تاہل (یعنی خدا کا اظہوریت یا  
کیا ہے؟) (مشروہ صفحہ)

الجواب :- حضرت مرزا صاحب نے اس اہام کے لئے حسب ذیل لکھی :-  
(انت) ”تو مجھے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی کہیں تھے جاہل مومنین جیسے کہ  
اپنی توحید اور تفرید کہ سو میں کہیں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا  
ہی تھے دنیا میں شہرہ رکھنا۔ اور ہر ایک جگہ پر موزام ہانے کا تیرا نام ہی  
ساتھ ہوگا۔“ (اور تین نبرہ صفحہ)

دہ؟ اس کے لئے جو ہمارے خیال میں آستے ہی ہے کہ ایسا شخص ہزار توحید  
ہی جو کہ ہے جو توحید و تفرید کا ہر جگہ دنیا میں توحید اپنی کی جگہ لگتا  
ہی۔۔۔۔۔ ایسے وقت میں انہوں نے توحید و تفرید کا ہر قسم کا تصور  
اور فائیت تصور کر کے لکھی اس کا مقصد و مخطوب خدا تعالیٰ کی توحید ہی

ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اپنے طبعی جذبات اور مقاصد میں  
مقدم کر لیتا ہے۔ "و تقریر منہم الحکم" ہر اپنی عقل و فہم سے  
ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ الہام آیت میں جو "تقریر" لفظ  
تقریر یعنی کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تقریر" نام کا شہرت و شہرت  
اور چوں چوں توحید کا ذکر ہوگا تو ہم میں ساتھ ملے گا کیونکہ تو مقصد دعا میں ہی  
ہے کہ دنیا میں توحید پیچیدہ۔ اسی حد تک مطلب کہ جو ستم و ستم نہ معلوم معجزی سے  
کیوں افراتفری کر دیا ہے۔

الجواب مسئلہ شک اللہ تعالیٰ کی توحید و تفرید ہے مثل ہے کہ اگر کسی  
اللہ تعالیٰ کی طرح واحد و فرد و یگانہ نہیں ہو کر خدا خود ہے مثل ہے کہ کسی شخص کو کسی  
جو سے فرد و توحید کہ دیا جاوے تو توحید کے بنے مثل جو سے نہ کوئی منف نہیں آتا۔  
دیجئے اللہ تعالیٰ کی مثل ہے کہ اس کا فرد بھی ہے مثل ہے لیکن قرآن پاک فرماتا ہے "لَا  
توجد کثیر لکونہ یقیناً و یقیناً"۔ "لکونہ" (اللہ تعالیٰ) کہ اس کے فرد کا مثل ایک مشکل  
(حاجت) کے طرح ہے جس میں دو شخص پر آتا ہو تو کیا ہر دو کو خدا کے فرد کی مثل بیان ہوگی  
ایسا اس کا فرد ہے مثل ہے یا اللہ تعالیٰ؟ نہیں نہیں خود ہے اللہ تعالیٰ۔ ہاں اس کا لہ اپنے  
اثرات میں مشکوٰۃ سے صوری سے مشابہت رکھتا ہے۔ اسی طرح توحید فرد ہے اللہ تعالیٰ  
مگر حضرت مرزا صاحب بعد رسالت حق خدا کا بارگاہ میں توحید کی طرح یہاں بھی کوئی  
وہ اس زمانہ میں توحید کی صدا بلند کرنے میں لگا رہتے۔ اسی فکر کو نہ جاننے کے لئے جو  
سبھی اللہ کا یہ فرد و رسول کی فردیت کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا خدا کی توحید  
بجز اقرب رسالت لکھی ناقص ہے؟ اس کا یہی جواب ہے کہ اس وقت کے عالم  
رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان آتا تو توحید کی طرح ضروری ہے  
گیا وہ فرد و توحید ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان آئے بغیر حقیقی توحید پر ایمان نہ آسکتا ہی  
تھیں۔ اور ہر زمانہ میں ہر نئی لکھی توحید ہوتا ہے۔ یہی واقعہ ہے کہ اس کا خداوندی  
ہوتا ہے وہ ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ یہی "بعض لکھی توحید" کے الفاظ اس  
مفہوم کو کہہ رہے ہیں کہ موجودہ وقت میں حضرت مرزا صاحب کا لکھا دیا ہے جو یہی  
ہے جیسا کہ توحید کا اقرار یا بالفاظ دیگر کج حقیقی اور کامل توحید آپ پر ایمان آئے سے

یہی حاصل ہو گا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا طبیعت پر از یہی اس جہد مکلف فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا مَن مَاتَ وَهُوَ يَشْكُرُ اللَّهَ لَا دَلَّةَ إِلَّا اللَّهُ لَا حَسَنَ الْبَيْتَةِ (مستزید ص ۱۸۱ کتاب الایمان) کہ جو مرنے کے وقت لا الہ الا اللہ کا علم رکھتا ہو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ مگر دوسری حدیث کے آثار سے قرآنی میں دلائل ایمانیات کی بھی تصویر کشی ہوئی ہے۔ گویا یہ بتایا کہ تو یہ بخیر ہیں جنہوں پر ایمان کرنے کے ناقص ہے۔ اور یہ باتیں بطور حوالہ و تفسیر و تفسیر ہیں بلکہ تو حید کو مکمل کرنے کے طور پر اس کے یہ بزرگ توحید ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے مَن يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عَمَلًا خَالِصًا كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَنُحِرَ لِمِثْلِهِ طَعَامٌ (اللہ تعالیٰ کو جو شخص آغوشِ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔ گویا آنحضرت کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے گویا یہ مقام "بمغزلة توحید" سے بلند مقام نہیں! پھر آیت "وَيُؤْتِيهِ اللَّهُ الْفَلَاحَ" اللہ تعالیٰ اس کو فلاح عطا فرمائے گا۔ یہی وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ توحید لا الہ الا اللہ کے ساتھ فقر و غنہ رسول اللہ بھی چاہا ہے اور توحید کمال کے لئے رسالت محمدی کا اقرار و توحید میں ضروری ہے۔ جو کہ حضرت خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہی اس کے آپ کا بھی ضروری ہے۔ اور جو شخص آپ کا روگ کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ اور سیدنا انبیاء و مرسلین صلی علیہم وسلم کو بھی مدد کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت مرزا صاحب نے فرمایا:-

تو جو بچے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کہو کہ میری طبیعت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجد ہے۔" (مقیۃ الایمان ص ۱۸۱)

خلاصہ میں کہلا ہے کہ فقر و غنہ "بمغزلة توحید" حضرت مرزا صاحب کی رسالت پر گواہ ہے اور اس میں یہ مسئلہ نہ نظر ہے کہ آپ پر ایمان نہ ضروری ہے۔

الجواب ص ۱۸۱۔ حضرت مرزا صاحب نے توحید الہی کے متعلق سب ذیل تسلیم دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک "بمغزلة توحید" کا کیا مطلب ہے۔ فرماتے ہیں:-

(۱) "تم معیبت کو رکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تبارک و تعالیٰ کا دیر

ہے اور اس کی توحید کو نیا پر بھیجے گئے ہیں اپنی تمام طاقت سے  
کلام کر۔ (مکملتی نوح ص ۱۰)

(۱۲) "خدا کا حکمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اثر و نفرت  
زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو۔ (روحیت ص ۱۰)

(۱۳) "نجات دہندروں پر موقوف ہے۔ یکسو کہ کامل یقین کے ساتھ خدا  
تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لائے۔ دوسرے یہ کہ  
اس کامل محبت حضرت احدیت جنتیؑ کی اس کے دل میں جا کر رہے ہو کہ  
جس کے استیلا و اور غلبہ کا یہ تجربہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اس  
کی راحت جان بھیجے بغیر وہ بھی نہیں سکے۔ اور اس کی محبت تمام  
انجیل کی بحثوں کو پامال اور مسترد کر دے یہی توحید حقیقی ہے۔"  
(سفید آواز ص ۱۰)

(۱۴) "خدا نے چار سوویں صدی کے سرچ اپنے ایک بندہ کو جو چھٹے خدا  
ہے بھیجا۔ اس نبی (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہلی اور  
حکمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیر کو دنیا میں بھیجے۔  
(سیرت و حیات ص ۱۰)

ان اقتباسات سے عیاں ہے کہ حضورؐ کا مقصد اور دلش توحید الہی کی شناخت  
تھی اور یہی آپؐ نے جمہا حضرت احمدیؑ میں کیا کہ تلقین فرمائی چنانچہ یہی  
وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ ان تمام الزامات سے برادرت کا اعانہ کرتی ہے جو اسکے  
خالص حق تعالیٰ کو منحرف کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ شوق خدائی کا دعویٰ خدا کا بیٹا ہونے  
کا دعویٰ خدا کے برابر یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الحقیقت کا اعلان و خود و بیہودہ تمام  
اتہامات ہیں جو خالص حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خالصان کا یہ رویہ  
اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے اصل مقاصد پر ان کو احقران  
کی کتاب نہیں تب بھی تو اپنے پاس سے ایک خیال گرا کر اس پر اعتراض کر دیتے ہیں۔  
پروٹسٹانٹ مسیحی بمذہب توحید ص ۱۰ کی حقیقت کا ہے۔

باقی یہ کہ حضرت مرزا صاحبؒ کا اہلود خدا کا اہلود ہے۔ یہ ایک لطیف مستند











خود مستیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تحریر فرمایا ہے ۔

”تمام امور و مقبولوں کے ہی انبیا و مرسلین سے ہوتے ہیں اور ان کے انجیلوں کے بغیر پاکستہ اور ان کی برکات سے یہ جہاں آباد ہو رہا ہے انہی کی برکت سے دانشیں چرکتی ہیں اور انہی کی برکت سے دنیا میں امن و مہمانیہ اور دینا اور ہمتی ہیں اور خدا و خدا کے جاتے ہیں اور انہی کی برکت سے دنیا و دنیا کی ہمتی میں کامیاب ہوتے ہیں اور انہی کی برکت سے چاند نکلتا ہے اور سورج چلتا ہے ۔ وہ دنیا کے نور ہیں سب تک وہ اپنے وجود تو علی کے لہذا سے دنیا میں ہیں دنیا مستور ہے اور ان کے وجود تو علی کے خاتم کے ساتھ ہی دنیا کا خاتم ہو جائے گا کیونکہ حقیقی آفتاب و مہتاب دنیا کے وہی ہیں ”یہ آگہ آدم کی مروت بلکہ زندگی کا دار و ہی لوگ ہوتے ہیں ۔ اور یہ آگہ آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا دار و مہتاب ہیں ۔ اگر وہ نہ ہوں تو پھر وہ کچھ کہتے ہیں سے کیا حاصل ہے اور نہ مروت سے کیا حاصل ؟ یہ ایک نہایت باریک بینی سے جاننے کے لئے مروت آدمی دنیا کی شکل کا فی نہیں بلکہ وہ خود و کار ہے جو عالموں کو مہتاب ہے “ (آسمانی فیصلہ مشن : طبع سوم)

اس حقیقت کے پیش نظر یہ کہ اس لوح کے ایک عظیم مشن خود حضرت مراد سب سے ہیں تو ان کو اگر غولانٹ لیا مملکت الافلاک کا اہام ہو گیا تو کسی میں غلاب شریعت کو لیا امر ہے ؟

مشن مشن : دہر و خدا و خدا

چوتھا الہامت جس سے گواہی اس سے خدا مہتاب جس سے نوازش اس سے خدا نوازش

مسلوہ میں کہ مسرین کو اس میں کیا اعزاز ہے نظر آتا ہے کیا او یا وادش کا مشن کا بھی اسے علم نہیں ۔ دیکھئے حدیث میں آیا ہے ”خدا تعالیٰ نے فرمایا ۔

”مَنْ كَانَتْ لِي قَرِيْبًا فَقَدْ كَانَتْ لِي حَرْبًا“ (خدا کے قریب ہونے کا معنی جنگ ہونا)

پھر ایک روایت میں آیا ہے کہ :-

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سُرُوا بِحِثَاكُمُ مَا شَرُّوا عَلَيْهَا كَذِبًا فَقَالَ النَّبِيُّ  
سُرُوا بِمَنْ شَرُّوا وَسَلُّوا بِمَنْ شَرُّوا بِأَخْرَجِي لَنَا لَتُوا عَلَيْهَا  
كُتُوبًا فَقَالَ وَبِمَنْ شَرُّوا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا هَذَا أَلْفُ كِتَابٍ  
عَلَيْكُمْ غُلُوبًا كُتُوبًا لَهُ الْبَيْتُ وَهَذَا أَلْفُ كِتَابٍ عَلَيْكُمْ سُرُوا  
فَوَبِمَنْ شَرُّوا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا  
(مشکوٰۃ مبینہ کتاب البیان ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک جہنم گستاخوں نے کہا  
جہنم قرین کی۔ رسول پاکؐ نے فرمایا وہ جب ہوگی۔ پھر ایک نور جنانہ گستاخ  
صاحب نے اس کی برائی بیان کی۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ وہ جب ہوگی حضرت عائشہؓ  
عمر کی حسد کیا وہ جب ہوگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کائنات  
میں کی قوم نے ایک قرین کی اس کے لئے جنت وہ جب ہوگی اور اس کی قوم نے  
ذمت کی اس کے لئے آگ وہ جب ہوگی۔ کیونکہ تم زمین میں خدا کے گواہ ہو۔  
بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

انہی ہی صورت میں حضرت مرثیٰ صاحبؒ کے اہام کو غلوپ شریعت اپنا نصرت سے  
برے و دیکھ کر یہاں تک ثابت دیتا ہے۔

یا مَعْشَرَ الْفَاسِقِينَ هَذِهِ سُلَيْمَانُ بْنُ قَوْسٍ أَسَدٌ شَرٌّ مِنْكُمْ  
کامیاب و دیدہ۔

الجواب: مسزمن نے اس بگڑا حاکم نے کے لئے انصار کے منہ آگ کی بجائے  
انکے چہرے کا مدعا کر لیا ہے۔ حالانکہ انصار کے منہ اس بگڑا آگ کے ہی انداز سے  
خدا کے مذہب کا حق و حق و سوائے یہاں اس واقعہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ  
کو اہام کیا کہ کہو۔

”آگ سے جس مت ڈرا۔ آگ چلنے کی قوم بگڑا قوم کی قدام ہے۔“

(البیہار العلوم ص ۳۳)

اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں سے یہ واسطہ ہے حضرت ابو نعیم کو لوگوں نے



إِنَّ إِلَهُكُمْ مَنْ ذَاكَ الَّذِي قَلَعْتَ مِنَ الْعُقَدِ بَيْنَ (افسوس)

ترجمہ۔ فرعون نے اپنے دو بیویوں اور دو سادے بچوں کو لے کر کہاں کہاں اپنے خدا کیسے دوسرے خدا کو نہیں مانا تھا اسے یہاں ایشیوں کا کرمل ہاتھ تائی اور منی کے مروجہ خدا کو بھانپ لیا اور میرے نزدیک تو بھڑکا ہے ۔

پس فرعون کو ہستی باری تعالیٰ کا قائل قرار دینا چاہت ہے۔ لہذا اقل تو فرعون ذات باری کا شکر تھا اور حضرت کج موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

”کیا بدلتا ہے، انسان ہے جس کو یہ ایک ہے پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا

ہے یا جو ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا ہیشت ہمارا خدا ہے ہمارا ہیشت

لہذا ہم اسے خدا ہی میں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خواہر اس میں

میں پائی یہ دولت لینے کے ہوتی ہے اگرچہ ہاں سینے سے شے اور پل فرج

کے ہوتی ہے اگرچہ تمام چیز کو کہتے سے ماحول سے مکرور اور اس چیز

کی صورت ندرت کو وہ نہیں مریب کر لگا۔ یہ زندگی کا شہر ہے جو نہیں پائی لگا

(کشتیوں میں ملتا)

آن اور فرعون اپنی اہمیت کا دعویٰ تھا اور حضرت کج موعود علیہ السلام نے ان کے کلام کے کشت کے متعلق میں لکھا ہے ۔

وَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ مَا يَتَّبِعُ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ

وَمَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ مَا يَتَّبِعُ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ (ص ۳۳)

کہ اس کشت سے پہلے یہ ثور وہ جس جو وحیت اور جود سے لیا کہ تھی یا اہل

کاذب ہے جس میں اس کشت کا یہ مطلب جس کہ خدا کی عیسیٰ کو لیا۔ بلکہ تو تعالیٰ اللہ

کا وہی مقام ہے جو بخاری شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی پختہ

واللہ بہت سے کہا تھا یا توں آگاہ اور آگاہ میں جاتا ہوں ۔

گویا آپ اور ہمت کے دعویٰ میں بلکہ فرماتے ہیں ۔

”تمام دنیا کو یہ خدا ہے جس سے جو وہی تعالیٰ کا جس نے تیرے لئے

زبردست نشان دکھائے جس نے لکھ اس زمانہ کے لئے یہاں موجود

کہ لکھ لکھا۔ اس کے لئے کوئی خدا نہیں ان کے لئے میں خود میں ہی خوشی میں ہے

ایمان نہیں آتا کہ مسلمان کے قیام اللیل میں اگر گناہ ہے، (دیکھ کر حشر)

یعنی آپ کا دعویٰ درحالت اودا صورت کا ہے اسی حیثیت کا ہرگز دعویٰ نہیں۔

صوفیہ فرعون کا اہتمام فرشتہ کی حالت کا ہے اور حضرت یحییٰ مولانا کا اہتمام خود تسلیم کر کے جو کہ لغت ایک کثرت ہے جس کی تعبیر ہوئی ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا کشف تھا کہ سوچا پہاڑ اور دستار کے بلکہ کو سہارا کہہ رہی تھی۔ اب کیا حضرت یوسفؑ نے اس کشف میں دعویٰ کا دعویٰ کیا تھا، پھر حضرت یحییٰؑ نے اپنے کشف کی تعبیر کا خود بیان فرمادیا ہے جیسا کہ ہم مفصل طور پر چکے ہیں۔

چھٹا اور۔ فرعون نے انا کہتا کہ ان فرشتوں کے قیام کے طور پر لوگوں کو دوسرے خدا کی عبادت سے منع کیا، حضرت ابراہیمؑ اپنی جماعت کو فرماتے ہیں۔

”میں نے تمام لوگوں کو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہوئے

پر تم اسی وقت میری جماعت شمار کئے ہاؤ گے جب میری تعویذ کی دہریا

پر قدم ہاؤ گے، سو میری آخری قہر قہاروں کو اپنے خون اور عذوبت سے

ادھر دھکے کر دے گا، خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو، اور اپنے بعدوں کو خدا کی

صدق کے ساتھ پکارتے کرو۔ ہر ایک جو کلام کہتا ہے وہ لکھتا

ہے۔ اور میں پرکھی فرمائی ہو چکا ہے اور کوئی بھی نہیں دھکیا کہے۔

نئی کا خواہ رکھیں کہ وہ اور بھی کرے اور ترک کرے“ (دیکھ کر حشر)

یہ منجم۔ فرعون اپنے تمام مادی کاموں اور سوا کے پیش نظر کے مطابق فوق ہر اعلیٰ خدا

کا ہر صورت عورتا تمام اٹھا اپنے تمام خالص و مسامحہ خشنوں کے ساتھ بڑھا اس کا

ہشتم اکابر عالم میں لی گیا، خدا کی کفر و کفر کے نیست و نابود کرنے کے کوئی

ہوئے اور خدا کے کام کو کوئی روک نہ سکتا ہے۔ گنہگاروں کو کوئی سزا نہیں دیتی

گناہوں کی انہوں نے کہہ سنے وہوں سے اور دیکھ سے جی آئے اور کچھ کہہ کر

بہت سے آدمیوں سے یاد کے بدلے وہوں کو کوئی کہہ بھی گویا ہو گیا۔ کی

کا میرا ہی اور تیری ایک، ابراہیمؑ کی کیفیت ہے، کیا ابراہیمؑ کی یہی شہادت تیری

فلاح میں لکھا لکھا اور حق فرق نہیں؟ اسے نیا کے نصف مزاج، انا اور احمق دینی

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر فرشتے کے واسطے بارگاہِ خدا راہی کرادے گا۔ اسی انسان جو خود اسلام کی سب سے غیر خدمت کرنے والا بنادے انہوں نے خود کو اسلام کا شہید اچھا سمجھے جو اپنے مال و جان اور دینی قربان کر کے لڑا تو جس کی شہادت کے لئے دوسری مسجدوں اور پھاڑوں کو چھوڑتے ہوئے رنگبستوں کی گری اور کھجور کے کسے ہوئے کے صفائی پر نام بیٹھا دی اور کھجور کی صفائی اللہ عزوجل کی رحمت سے کیا کے کیا روں کو گرگھا دی کیا ایسا انسان فرمائی ہے؟ یا کیا وہ اسلام سے غار سے آفت؟ یا کافر؟ اتنے بے انصافی؟ اتنا ظلم؟ مگر تجھے کیا شکوہ؟ ہر جیسے ہے اندھن خدا و شہادوں کے ساتھ رہا یہی کرتے آئی ہے۔ خدا کے سچے خوب فرمایا ہے

فقلت یٰٰہذا ظلم کی دوستی رہے میری منزل  
اب اس زمان میں اگر فوجِ خیار کا ہے

(۱۰) کا فداات پر اللہ تعالیٰ کے دستخط | معراجِ روحیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس سے بعض کا فداات پیش کیا۔ یہ دستخط فرمائے ہیں اور اس وقت کہ قطراتِ دوشنائی کے حضور کے گڑبہ پڑ گئے جو حضرت مولوی محمد اشرف صاحبِ خود کاٹھے ملے لیا۔ (حقیقۃ الہی ملاحظہ)  
اس کو مدح کہنے کے بعد جو اعتراضات کیے گئے ان کے جواب میں حضرت مولوی صاحب نے اعتراضِ اولیٰ: اللہ تعالیٰ کا جسم ہے جو میرا کسی کا دیکھ لگا کے تجھ پر کام کرنا تھا۔ (عشر ملاحظہ)

الجواب: اللہ تعالیٰ کا جسم خود اس واقعہ کا کشف یا خواہ بہ حق و صواب (اسلم) کو کہے ہو تو یہ اس سے اللہ تعالیٰ کے جسم پر نہ کہ اس کے جسم کا استعمال کیے کہہ سکتے ہو۔ اس واقعہ کا کشف جو نا ہی اس کے جسم کی کافی تدبیر ہے۔ خواب کے حالات کو ظاہر پر قیاس کرنا خود ظالمی ہے۔ خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو نقلی صورت میں دیکھ سکتے ہیں اور اس سے اس کا جسم ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہماری بات نہیں مانتے تو امام شافعیؒ کے لئے بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں۔

”لا یحکم فی الدنیا فی الدنیا ولا یحکم فی الآخرة فی الآخرة“





مردہ ہو چکے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔" (عقروست) آپ غرض نقل کر چکے ہیں۔ لہذا استدلال باطل ہے۔

صوفیائے اسلام کا کیا مذہب ہے ؟ لکھا ہے ۔

”وَالشُّوْبَةُ بِمَعْنَى كَوْنِ رَاقٍ وَطَوَّافٍ جُلِيَ الْعَلَمُوتُ فِيهَا بِمَعْنَى  
مَعْنَى شَأْنٍ وَهُوَ شَيْءٌ كَثُرَ فِيهَا خَالِي الْعَقْدُ وَبَابُ خَلٍ وَطَوَّافٍ خَلَّى فَتَمَّ  
فِيهِ الرُّحْلَانِ بِمَا فِيهِ الْفَقِيرُ وَالْفَقِيرُ كَمَنْ خَلَّى طَوَّافٌ خَلَّى وَفُلَانٌ خَلَّى  
أَيْ خَلَّى فِيهِ شَيْءٌ كَثُرَ فِيهِ كَمَا فِيهَا مِنْ خَبْرٍ أَلْفَهُمْ نَبِيٌّ مَعْنَى كَثُرَ فِيهِ  
وَيَسْتَدْنُّ بِالْخَلْوَةِ وَتَحْوِي مِنْ خَلِّكَ الْفَقِيرُ كَمَنْ خَلَّى فِيهِ شَيْءٌ كَثُرَ فِيهِ  
وَرَجَعَهُ صُوفِيًا كَقَوْلِهِمْ كَيْفَ كُنَّا فِيهِ مِنْ صِدْقٍ فِي مَذْهَبٍ مُرَوٍّ كَرَفَعَهُ  
مُرَوِّدٌ مِنْ حَاضِرٍ فِي مَعْنَى مَعْنَى كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ  
جَبَّ وَكُنْ صِدْقٌ فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ  
بِمَعْنَى كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ كَرَفَعَهُ بِمَا فِيهِ  
وَعِلْوٌ كَالْعِلْوِ لَمْ يَكُنْ فِيهِ“

پس یہ صوفی مشنہ گزمن نشنوی

ان نیز انہی کا وہ عقیدہ لکھی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا مروجہ مذہب نہیں بلکہ کتب پڑھنے  
نے خود استخراج کی ہے۔ شاید یہ اعلیٰ حضرت کے حکم میں کہ اعلیٰ حضرت کا عقیدہ ثابت ہے اور  
لکھنے لکھنے پر کسی دعوے کی ضرورت نہ ہوتی ہے۔

پس عقل و دانش و ایم گریست !

شیخ پشیمانی اور اس کے ہم رفیقو! سنو! تم میں خدا کے وحی کے کئی ہر وحی  
وہی تعلیم کرتے ہو کہ خدا وحی پر چلتا ہے وہ وحی کا جسک میں چلتا ہے۔ یہاں تک کہ  
الوحی یا اللہ کو کہ (مستی ہے) وہ وہی ہے۔ وہ وہی ہے۔ وہ وہی ہے۔ وہ وہی ہے۔

ہر تم میں دانتے ہو کہ ہر شب کے کئی کئی خدا تعالیٰ دنیا کے سماں پر رول فرماتا ہے۔

(تذکرۂ جلالی، باب صفۃ الاولیاء)

تہا سے نہ ایک خدا کا ہوتا بھی ملے ہے۔ ہر تم میں بھی احتیاج لکھتے ہو کہ قیامت

لے حکم خدا ملا باب ایات اللطافۃ۔



رہزاست بادگاہِ زندگی میں پیش کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے منظور کر لیا۔ کیا خدا اپنے بندوں کی دعا نہیں سنتا کرتا؟ اور کیا اس نے یہ نہیں فرمایا اَنَا تَعَزُّونَ؟ (تو بے شک لکھو) (المؤمنین) تم دعا کرو میں قبول کروں گا تو کیا اب خدا تعالیٰ (نور اللغات) بندوں کے ہاتھ میں کھڑکتی ماکین گیا؟ حضرت انہوں نے اس بڑے ٹھکانے سے۔

”میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے بہا ہوا تو رقت اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے؟“ (عقرو منہ)  
 انوارِ حقیقۃ تھری صفحہ ۱۰۰

کیا یہ الفاظ لکھے لکھوں میں تمہاری تہذیب نہیں کر رہے؟

اعتراض چھارہ: مولا صاحب کے خدا کا کسی نہاد واقعہ کا انفرک طرح مسئلہ کے لئے جوئے علم پر معنی کو مستند کر دیا؟

الجواب: مستند کرنا حکم کو جاری کرنے کا مترادف نہ ہوتا ہے۔ باقی یہ کہ بلا علم تا وقت کار کی طرح دستخط کر دیئے یہ حضرت کے الفاظ میں ہے اور کشف میں ہے۔ یہ محض انفراد اور جھوٹ ہے۔ سو اس کا جواب بحسب اللہ علیہ السلام ہے۔

اعتراض پنجم: مولا صاحب کے خدا کے لئے کے طریقے سے تا وقت تک کو کلمہ کہیں گے؟ یا نہیں آئی۔ زیادہ سبب یہ تھا کہ حق تعالیٰ کی اور اسرار کا ارتکاب کیا؟

الجواب: لئے عقل کے دلیلیان زیادہ سبب یہ تھا کہ اور اس کو پھر ان اس شے اور نقش کو جاری و محد کشف کے لئے تھا۔ اس کو اسرار کہنا بالکل غلط ہے آپ جیسے عقل کے ذہان و سمجھوں کے لاکھوں میں پائی گئی اسرار ہی کہتے ہوں گے؟ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو پھر حضرت مولوی محمد شجاع مسعودی رضی اللہ عنہ ہیں وہ قلم کے چشم دید گواہ کس طرح جتنے اور کس طرح تحریر فرماتے کہ۔

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم کے ماتحت میں کشف کے متعلق

شمارہ عدد کے دو مرتبہ کتب عام میں میں جگہ شمارہ شمار ہے اور بنی الفاظ



ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ اور آپ کے ہاتھ میں شیشی لٹائی جس کو حضورؐ اٹھٹھٹھتے تھے میں نے چھپا حضورؐ یہ شیشی کیا ہے؟ فرمایا بھرتل سے لے لے کر دی ہے کہ یہ حضرت حسینؑ عراق کی زمین میں قتل کیا جائے گا اور یہاں کی شیشی ہے۔ اب دیکھئے خواب کی بات حق مگر وہ شیشی اور پھر خون سے شیشی حضورؐ کے ہاتھ میں بیماری کے وقت بھی لگتی۔

(۴۴) حضرت انجیل صاحب حبیبؑ مریٰ تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت ایٹان جناب دعوات گاہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ویرندو انجناب شہزادہ دست مبارک حضرت ایٹان دا خواہنیدہ بوسیگر یکسک خزا دست مبارک خود گرفتہ وہی حضرت ایٹان کے ہانودہ۔ بعد ازاں کہ بیمار شہنشاہ نفسی خود شہانہاں دوقیا حقانہاں رہا ہر افکندہ“ (عراقی مستقیم ص ۱۵۷)

کاجہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے پیچھوڑی اچھڑت مبارک سے انہیں وہی طرح کھوڑی کہ ایک ایک کھوڑ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹہریں ڈالتے تھے۔ بعد ازاں وہ جاگ پڑے تو اسی مبارک خواب کا اثر ان کے نفس میں ظاہر تھا۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعات عام لوگوں سے پیش نہیں آتے بلکہ خارق عادت ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت سچا موجدؑ نے اسی جگہ تحریر فرمادیا ہے کہ:-

”ایک میرا وہی اسی داد کو نہیں سمجھتا اور شک کرتا کہ کیا کھلا ہلکا ایک

خواب کا سارا محسوس ہوگا مگر میں کو روحانی امور کا علم ہوتا ہے اسی میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدائیت سے بہت کر سکتا ہے۔“ (عشرہ ص ۱۷)

گویا میں طرح ایک گنوار ہرمانی چھاندا اور وہاں میں کا اظہار کرے گا اسی طرح کاجہاں ہرگا مگر ہرودا ٹھکانا تہہ اتفاقات ہیں۔

اعتراض ششتم:- مرزا صاحب کے خدا کی عبادت کا تصور کہ اس میں عین آدمیوں کو لٹائی سے رنگ دیا۔

الجواب ہے۔ حضرت سیدنا محمد علیہ السلام کے گزرتے کے علاوہ صرف حضرت  
مولوی محمد امجد صاحب رحمہ کی قوی پر چند فقرات پر مشتمل تھے جی کو غیبا مولوی مریض نے  
"آدھریوں کو شریفی سے رنگ دیا" کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے مگر مگر وہ سزا دہشت  
خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان تھے اور اسی لئے ڈالے گئے تھے تا وہ نشان بن جائیں۔  
درجنا اذ مقافا کتبنا مع الشاہدین۔

ان تمام نکتے اعتراضات سے مریض نے صحت اپنا اسلام دشمنی کا ثبوت لیا ہے  
اور آپ درجہ چنگی کی کہ ان ہی ذرا بھی وزن نہیں۔

اب ہم ان اعتراضات کا منطقی جواب درج کر چکے ہیں مریض نے پٹیا لکھی ہے اپنی  
فصل چہارم میں درج کئے تھے۔ لیکن انہی فصل کو ختم کرنے سے پہلے چند سطور مزید لکھ  
پر لکھنا چاہتے ہیں۔

الزامی جوابات کی وجہ | اگرچہ مسلمان اور غرضی دھرم کے سامنے الہامی  
جواب زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں لیکن اس طرح  
پر یمن وغیرہ ماسکوں کو دھوکا دینے کے لئے علماء کھڑا کرتے ہیں کہ دیکھو صاحب  
یہ تو اسلام پر بھی اعتراض کر رہے ہیں۔ اعادہ یہ بھی جتنا کرتے ہیں۔ اصل کد تشریح  
اس بات کے متعلق جو کہ حقیقت کے گھنے سے گروم رہ جاتے ہیں اس لئے ہم نے اس کی  
خوب وضاحت کر دی ہے کہ ہم ان باتوں کو غلط نہیں قرار دیتے بلکہ ان پر ایمان رکھتے  
ہوئے حضرت مولا صاحب کے اہانت اور آپ کی باتوں کو ان پر پکھتے ہیں اور ان کی  
مطابقت کی وجہ سے ان پر ایمان لاسکتے ہیں۔ مگر کتاب دیگر جو صوری ہے (۱) اگر غلط ہے  
تو وہ تو غلط ہے (۲) اگر یہ درست ہے تو وہ تو ان کا ہی تسلیم ہے۔ اور جوابات نہایت بڑے  
اور اولیٰ و آست کے متنازعہ خیالات اور تحریروں سے ثابت ہو اس کو کوئی مستدری  
انسان غلاب شریعت نہیں کہہ سکتا۔ یہی اقلیٰ قرآن مجھے الزامی جوابات اس نوعیت  
کے ہیں۔ وہ سب مریض نے پٹیا لکھی ہے مریض کے جوابات کے متنازعہ اہانت کو کٹاؤ  
اعتراض کرنا کرنا کر لیا ہے کہ "مولا شریف اذنا ان سے کہہ لکھی تھی کہ ان قسم کے اہانت  
ہوئے لکھا (حشر و ملک)

اس لئے چند ایسے اہانت ہیں کہ ان کو غلبہ اعتراض کیا کہ کتنی بڑی کہہ دینے

ہی رہا۔ اس سلسلہ پر وہ بھی کہتا چاہتے ہی کہ یہ اس لئے ہے کہ خدا ایک لکھ چوبیس ہزار  
انبیاء کے نام قرآن میں اور پھر ان کے اہل بیت و کھائنے پھر یہ سلسلہ جاری۔ حضرت موسیٰ  
اور جبریل کے بعض اہل بیت ہیں۔ وہ بھی جو کچھ جانتے ہو کہ ان کی کیا حیثیت  
ہے۔ میں اول تو سطور میں غلط ہے۔ یہی کہتا ہوں کہ تم نے اب اس کے اہل بیت اہل بیت  
کو دیکھا اور ان پر ایمان لائے جو ایسا پہنچے کہ ہے جو۔ تم تو مسلمانوں کے گھر ہی پیدا  
ہو گئے۔ پہلے قرآن کے قائلہ سرور دنیا میں اسلوب پر تحقیق کر سکتے ہو اب اختیار کر لکھتے  
تو یقیناً سخت مسلمان قرآن ہوتے اور دوسرے نام بھی قرآن پر ایمان دار رکھتے۔ قبائلیہ پہلے  
خدا کا ایک نبی مبعوث ہوا۔ تم نے ہی کو دیکھا حالانکہ وہ اپنی امت اور امت کے ساتھ  
ایسا نہیں ہے۔ الہام دیا جیسے پہلے دے تھے۔ مگر اس کو جیسا کہ تم نے ثابت کر دیا کہ اس  
نہ پر بھی کہا ما ایمان نہیں۔ پر حال الزامی جواب کی شہر آہ دیکھو جس میں کسی کوئی نہیں  
کہا کہ تھانزنگ میں پیش کیے۔

**مشابہات اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ** قارئین کو اس پر آپ نے  
مسرح میں پٹیاں دے کر امت کے ہی وہ ہیں جو ان قبیل مشابہت میں خود کو  
مسیح موعود علیہ السلام نے ہی کہ مشابہات قرآن دیا ہے۔ تاہم اب اس کی جماعت آپ  
پڑھ چکے ہیں جس شخص کو قرآن پڑھا ہے کہ۔

”یقین دیکھو کہ خدا ان کا دل سے پاک ہے۔ تم ہم مشابہات کے گھر  
میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اس حد تک کہ مشابہات  
کی پیروی کرو اور دھاک ہو جاؤ۔“ (ما کی اہل بیت مشابہات)

اس لیے جماعت احمدیہ بھی جواب دیتی ہے کہ یہ مشابہات ہی اعدائے کو خطرات  
میں ایمان نہ دے گا۔ آقا پھر وہ جس شخص کے اہل بیت کا ضروری ہے۔ لیکن  
اس کے مشابہات صاحب لکھے ہیں۔

”مردان! ایسے اہل بیت کو مشابہات کہہ کر دیکھا چھڑا جاہل کہتے  
ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ مشابہات کے یہ منہ کی سے کہتے ہیں کہ وہ اصل  
اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ مرد صاحب قرآن شریف کو تو کھاتے ہیں۔“



ہاں سرور و رموز مختلف کرنے کے قابل تھے مگر کھانے، اٹنا منے کے  
لوگوں کو اہل حق پرستی ٹال دیا۔ (مشروحات)

بے شک یہ درست ہے کہ مشابہات کے اصل معنی اصولی و عام کے خلاف نہیں  
ہوتے اور نہ پہلی ہی، لیکن اصول تو یہ ہے کہ مخالف اور دشمن ان کے دہسکے کرتے ہیں  
جو حقیقت سے دور ہوتے ہیں اور محکمت کے خلاف۔ وہی سٹے کو ان کو مشابہات  
کہا جاتا ہے۔ پھر اگر مشابہات کے باعث لوگ (مثلی معرضین پٹیالوی) جتڑی  
ہستے ہیں تو خود ان کی اپنی بدتمیزی ہے وہ محکمت کی موجودگی میں جتڑی ہستے  
کی ضرورت کیا ہے؟ بلاشبہ حضرت مولا صاحب (عاری الاصل) قرآن پاک  
کو قرآن سے دھستے اور کتب سے قرآنی صداقت کے ورید پھاڑتے ہیں کسی کا کیا  
موج کو خاکہ لوگ پہلے خود میں بھی اس کے فرید گرد ہوئے اور اب بھی ہوتے  
ہیں۔ یَتَوَسَّلُ بِہِمْ کَثِیْرًا فَرِیْقَتٌ مِّنْ ہِمْ کَثِیْرًا وَفَرِیْقَتٌ مِّنْ ہِمْ اِلَّا  
الْمُتَّقِیْنَ قرآن پاک کی شای ہے یہی یہ صوف اپنی ہی کے نہیں ہے وہ جانتا  
نہایت واضح ہیں کیا قرآن پاک میں کوئی اعتبار ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ مشابہات  
کے متعلق بھی معرضین پٹیالوی وغیرہ کی طرح اہل زنج کا کیا شیوہ ہے؟ مولوی شاد انڈ  
صاحب امرتسری کے الفاظ میں واضح کیجئے۔

”اسی بلکہ خداوند تعالیٰ نے گو حکم اور مشابہ کی درست اور نہیں  
نہیں متدنی۔ لیکن اسی میں شک نہیں کہ مشابہات کا نتیجہ بتا دیا  
ہوئے صحت کی ماہیت کا بھی چنہ و جنبہ علم ہو گیا۔ چنانچہ اوشاد  
ہے کہ جی لوگوں کے دلوں میں لگی ہے وہ مشابہات کے نیچے  
بغرض قند پر دھری ہستے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کے  
اصل سے بھٹنا چاہتے ہیں یا جو ہم نے بیان کئے ہیں یہی اصل  
ہیں۔ اب ہم اپنے زمانہ کے اہل زنج (جیسائیوں اور آدیوں جتنی  
وغیرہم) کو دیکھتے ہیں تو اسی کثرت کی بالکل صداقت پاتے ہیں کہ یہ  
لوگ قرآن شریف کی جن آیتوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ آیات  
بول رہی ہیں کہ ہم مشابہات ہیں اور ہم پر نکرہ سمجھ کر نبولے

اہل زینح ہیں۔ مثلاً آیت اَسْمُوا اللّٰهَ فَتَسْبِيحُهُمْ جس کے ظاہری  
 معنی میں معانی خدا کو بھول گئے اور خدا کا فتنوں کو بھول گیا۔ اہل زینح  
 تو کتنے ہی سٹ پٹسے کو خدا بھی کسی کو بھول ... جہاں ہے ۔ دیکھو  
 مسلمانوں کا خدا بھولتا ہے۔ ایسا ہے ایسا ہے۔ یاد دوسری  
 آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ اِنَّمَا یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ  
 یَذُکُّوْهُ فَوَقَّ اَیُّدِیْہُمْ جس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو لوگ  
 تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اشد ہی سے بیعت کرتے ہیں اشد کا  
 ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ اسی پر اہل زینح نے شور مچا یا کہ کھستہ  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جزو خدائی کے مدعی ہیں اپنے ہاتھ کو  
 خدا کا ہاتھ بتلاتے ہیں۔ یا آیت کس علیہ سلام کے رُوح اللہ  
 اور کلمہ اشد والی میں کے ظاہری معنی سے اہل زینح نے وردق کے  
 وردق سیاہ کر دیئے کہ قرآن بھی کس کی اویسیت کا مقرر ہے  
 .... فَمِنْ اِسْ قَسَمِ کِ کا رد وائیاں اہل زینح کی دیکھ کر یقین ہوتا  
 ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیتیں بے شک متشابہ ہیں اور بعض  
 محکم۔ کیونکہ متشابہات کے معنی ہیں بلی بلی، جس کو کم فہم مخاطب  
 سرسری نظر سے نہ پہچان سکے۔ لیکن جو لوگ کھجور اور دھندلی آٹم  
 ہیں ان کو تو ان باتوں کی خوب پہچان ہے .... پس ہماری  
 تقرید سے ثابت ہوا کہ متشابہات وہی احکام اور آیات استدائی  
 ہیں جن کو اہل زینح بزمِ فتنہ پر دازی اشاعت کریں۔ عام اس  
 سے کہ وہ حروفِ مقطعات ہوں، نسوا و جنت ہوں، یا عذاب و ذرغ  
 صحیح۔ بعض صفات خداوندی ہوں، یا مسجرات نبوی، احکام متبدل  
 ہوں یا ثابتہ، اگر قرآن شریعت پر غور کیا جاوے تو یہی حکم  
 معلوم ہوتے ہیں .... پس جو آیات اہل زینح کے لئے  
 منزلہ الامتداع ہوں اور وہ بے گہی سے ان کے ذریعہ  
 فتنہ پر دازی کریں وہی متشابہات ہیں؟ (تفسیر ثانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

اس واضح انتخاب سے صاف نکل گیا کہ ادب اور عیسائی مخالفین نے قرآن کی  
 پرہیز و پستی ہی اعتراض کئے ہیں جیسا کہ معرین چٹا لوی نے اپنی تائید کتاب "مشرکوں  
 کی حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ اہلبیت پر کئے ہیں۔ گو یہ حضرت مرزا صاحب کے  
 مخالفین الٰہی دینے والے نکل مخالفین اسلام کے قدم، قدم چل رہے ہیں۔ بلکہ اسی کے  
 اعتراضات و تحقیقات مخالفین اسلام کی بھی سوا کے بدل گشت ہیں۔ یہاں سے کوئی  
 سیارہ کا یقیناں نکلتے (وَلَا مَنَاقِدُ قِمْلٍ بِهِنَّ شَيْءٌ مِنَ ثَمَرَاتِ) (فہم جہد)۔  
 کا دوسرے ان اعتراضات نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ہی روشن کیا ہے۔  
 یہاں سے

وَنِي كُلِّ شَيْءٍ لِّهٖ آيَةٌ

تَدَلَّى عَلٰٓى قَوْمٍ اَنَّهُ صَادِقٌ

حضرت قاری شریف! آپ خدا اور فرماوی کر کیا قرآن مجید نے متشابہات  
 کے ذریعہ لوگوں کو پتہ میں ڈال دیا ہے؟ اور کیا یہ جاہلستان میں؟ نہیں اور پتہ  
 نہیں! لیکن تا دہاں مسرت نہیں لے خود اپنے آپ کو گمراہ کیا وہی حال یہاں ہے۔ اگر  
 یہ اہلبیت نبوت باشرقاہی اعتراض ہیں تو پھر کیا وہ ہے کہ ہم ادب اور عیسائی الٰہی مانج  
 کو عقلی غیور، مسلمان اور مخالف وہی کے رنگ قرار دیں؟ یہی حضرت مسیح موعودؑ کا  
 کلام و شان و اہل بجا ہے کہ

انبیاء کے طور پر جنت ہوتی ہے ہر قسم

اس کے جوہر میں ہی اس میں سب کچھ ہے خدا

(مؤذنین)

# فصل پنجم

## اختلاف بیانیوں کی حقیقت

اے کہ بڑوں بدگمانی تیرا کاروبار ہے  
دوسری قوت کہاں کلمہ چٹکائے ہوشیار  
(حضرت کا سرور)

مستند مشرکوں نے اپنی فصل پنجم میں بڑے علم غریب مسیحی مسرت کا سرور  
علیہ السلام کے کام سے دئی اختلاف بیان کیا ہیں اور پھر ایت و کونکھا  
یمن و یمن و غیرہ لکھ کر کتبہ قاریتہ اختلافاً ظاہراً لکھ کر دکھا رہا ہے کہ  
حضرت مرزا صاحب جناب اٹھتے تھے۔ ہم اس موضوع پر تفصیل بحث کے مترشح  
امور ضروری عرض کرنا چاہتے ہیں۔

مسترحی نے حضرت کی چند تحریریں پیش کر کے ان کو تفسیر و بات  
اصرا قول قرار دیا ہے۔ حالانکہ اسے کتاب بھی معلوم نہیں کہ اس تفسیر کے تعلق کے لئے  
اکٹھ باتوں میں اتحاد ضروری ہے۔ اپنی منطق کا مشہور اصول ہے کہ

وہ تفسیر بہت حدت شرطوں وحدت موضوع و کول و مکان  
وحدت شرط و اختلاف جز و کل قوت و فعل است در اخذ ما  
یعنی موضوع، کمال، شرط، مکانی، زمانہ، احاطت، جز و کل، اور بالعموم و  
بالفصل کے لحاظ سے اگر وہ نتیجہ متفق ہوں۔ مگر اس میں ایجاب و سلب یعنی "ہے"  
اور "نہیں" کا ایسا عالم نیز قطعاً موجود ہے کہ اسے اور محصورہ کی ایت کا اختلاف ہو

تو وہ متناقض کہلاتی گئے۔ کیا اس طور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی کوئی ایک عبادت میں کسی دوسری سے اختلاف ہے تاہن ہمارا ذات کو متناقض بیانات کہا جائے گا ہرگز اور قطعاً نہیں! اگر کچھ ایسی ہی ایک بات اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسے جھٹکے گا کہ یہ غلط ہے صحیح بات تو یہ ہے اور مجرور اس کا اثر کیا ہے کلام کے مطابق ایمان کو دینا ہے کیا یہ متناقض ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس امر اول تو یہی ہے کہ اختلاف اختلاف کے لحاظ سے نہیں ضروری ہے۔

**امردوم** | دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور دلیل میں کوئی جواز نہیں۔ کیونکہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ ایت و لو کان میں عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ اور جواز ہر نامائیت کر دیں گے۔ ہم منقاد کلام کی خاطر اس کے بیان کردہ معنوں کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور اختلافات کا ملبوم بھی اختلاف بیان ہی مان لیتے ہیں مگر صرف اتنا واضح کرنا چاہتے ہیں کہ لوجدوا فیہ میں م کی ضمیر اگر صحیح قرآنی ہے ہے جیسا کہ ایت کے پہلے حصہ میں مذکور ہے **أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْكُتُوبَاتِ**۔ پس مطلب ایت یہ ہوا کہ قرآنی عیسائی کا ایمان اور اس کا منقول کلام ہے اس میں اختلاف نہیں۔ اور اگر اس میں اختلاف ہوتا تو رسول کریم کے جناب اللہ ہونے کے خلاف تھا۔ اس دعویٰ کے مطابق منکر پٹیا لکھ کا فرض تھا کہ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہیات میں اپنا مزاج اور اختلاف یکیش کرنا گریبا کہ ابھی تصدیقاً آپ پڑھیں گے اس نے اس فہم میں الہیات کے متعلق نہیں بلکہ حضرت کی اپنی قریبات کے متعلق بحث کی ہے۔ پھر حال دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں موجود۔ اعتراضات کی دوسری ایت مذکورہ کو عنوان میں درج کرنا علم قرآن سے اپنی محرومی کا ثبوت دینا ہے۔

یہ بھی حل طلب بات ہے کہ اختلاف کے وجود و عدم وجود میں کسی **امر سوم** | کے فیصد پر انحصار ہو گا کیا ساتھ اور مخالفت لوگوں کی بات تکلیف پہنچے گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ اگر اس تسلیم کا جادو سے قرآن کے نزدیک تو قرآنی عیسائی بھی بہت سے اختلافات موجود ہیں۔ عیسائیوں نے خاص اہل انجیل پر ایک سجدہ



کلام پر جتنا رد ہے جس کے زیادہ فصیح و فہیم فاضلین حسن ہے۔ لیکن کچھ لوگ اس کے خلاف  
ہیں اسے معترضین چلیا کر رہے

يُحَذِّبُ رِجَالًا مِّنَ التَّكْلَافِ مَثَلًا مِّمَّذَا

رِسْمِ تَعَادُلٍ مِّمَّذَا مَثَلًا مِّمَّذَا

**امریچہ مارم** | جگہ ان لوگوں پر سخت حیرت ہے جو خدا کے مخلوق اور ابدی  
قانون (قرآن مجید) میں مستند آیات کو منسوخ مانتے ہیں اور  
پھر وہ "اختلافِ مذہبی" کو بطور اعتراض پیش کرتے ہیں۔ غیر اصولی فرقوں کا قادیان  
اعتقاد ہے کہ قرآن پاک کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا اور واجب العمل  
تھا مگر کبھی دوسری آیت نے اگر اس حکم اور اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ اس لوگوں کا  
قرآن مجید پر یہ عجیب علم ہے۔ یہ شک ہے جو ادھوئی اور یسین ہے کہ قرآن مجید کا ایک  
سورہ ایک فقرہ ایک کلمہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا ورنہ ہر وقت ہے لیکن سوال یہ ہے  
کہ وہ لوگ جو مسیوین آیات کو منسوخ مانتے ہیں وہ کس کلمہ سے اختلاف بیان کرتے  
معترضین ہوتے ہیں؟ ان لوگوں میں سے بعض نے پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دیا اور  
بعض نے میں پر اکتفا کیا۔ اس پر بہت کچھ بحث و تمحیص کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ  
عزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شجر کو بھی لکھا تھا :-

"فَلَمَّا خُتِرَتْ لَوَاكِبُهُمْ مِنَ الْقَتْلِ إِلَّا فِي الْخَفِيِّ قَتَلُوا بَيْنَهُمْ"

(القرآن حکیم مشکوٰۃ)

کہ یہودیوں کی کتب پر پانچ آیات منسوخ ہیں۔ لیکن خدا کے جبرئیل علیہ السلام  
نے اس گمراہ کو اکل کھول دیا اور بتایا کہ چنانچہ ان لوگوں کو ان آیات کی حقیقت سے  
مطلع کیا گیا تھا۔ ایسے انہوں نے ایسا خیال کیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایک بھی آیت  
منسوخ نہیں بلکہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سالہ کے سارا قرآن مجید حیات  
قائم اور واجب العمل ہے۔

لیکن دوسری طرف چلا گیا جگہ صرف یہ مسئلہ مطلوب ہے کہ جو لوگ کلمہ  
نکس ہیں اختلاف بیان بیان بیان ہیں ان کا حضرت مرزا صاحب کے کلام میں  
"اختلافِ مذہبی" ثابت کرنے کے لیے کلمہ کشش کی کوئی بہت زیادہ قیاد نہیں ہے۔

کیونکہ یہ لوگ اس بات سے عادی ہو چکے ہیں۔

ناخوش: خدا ملکی کچھ کر لگیں دوست ہے کہ۔

”خدا کی عکس سے چند روز ایک حکم صادر فرما سکے اور بعد چند روز

کے اس کو اٹھا دے تو کوئی مشکل امر نہیں؟“ (تفسیر کافی جلد اول ص ۱۸۷)

تو پھر اگر خدا کا ایک بندہ چند روز تک ایک حکم کا ایک بات بیان کرے پھر کچھ دوسرے  
بندہ اس کو اٹھا دے تو یہ کوئی مشکل امر ہے؟ بزرگ نہیں۔ پھر اس کو ”اختلاف بیانی“  
قرار دے کر شور مچانا بلکہ تہی کی بھلائی کی دہلیز گردانا امر ناروا ہے۔

**مسئلہ فرض پڑھنا لکھی کا جلیغ** | اس فقرہ قرآن مجید کے بعد میں یہ جاننا چاہتا ہوں

کہ حضرت سیدنا محمد و آلہ و صحابہ کرام کی قرآن کی تلاوت کے وہ  
اختلاف ہیں جن کو دشمن صمد نہیں سے اختلاف قرار دے رہے ہیں درحقیقت کوئی اختلاف  
اور نہ ہی نقص نہیں۔ جیسا کہ آپ کو خود بھی اچھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن آپ سرسبز پلیدی  
کی جو صفت دوسری کا پس منظر دکھانے والا ہے تو یہ بھی جائز قرار دینا، جسے بدعت  
میں سمجھا ہے۔

”ہم (ہم) اس اختلاف بیانیاں یہاں صحت کے تقریبی اور میری اہمیاں

کو جلیغ دیتے ہیں کہ وہ اختلافات میں تطبیق کو کے دیکھ رہے ہیں؟“ (عشرہ ص ۱۸۷)

کون سے خوب کہا ہے۔ لڑیندگی کو بھی کام ہوتا۔

## اختلافات کا جواب

**پہلا اختلاف** | اس امر میں مثنیٰ صاحب نے اذکار اہم التوضیح تراجم اور  
ایک غلطی کا اذکار کے حوالے سے درج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”مواہبات (اذکار اہم) میں حدیثیت کا اقرار ہے اور نبوت کا انکار

مگر حدیث (ایک غلطی کا اذکار) میں نبوت کا دعویٰ ہے اور حدیثیت سے

انکار ہیں بقول خود آپ حدیثیت ہی ذہنی؟“ (عشرہ ص ۱۸۷)



الجواب بالاقول۔ اسے ستر فی ثمانیوں (اگر تھیں خود بھریں دیانت  
موجود ہے تو بت کر کیا تجھے رسالہ ایک نعل کا انا لائی میں ختم جہد فی جہاد نہیں لی؟  
مغز کجی موعود علیہ السلام دعویٰ نبوت کے اقرا اور انکار میں خود طبعیں دیکھ جو سٹے  
لڑاتے ہیں۔

”جس میں بگڑ نہیں ہے نبوت یا رسالت سے انکار ایک بہت عرت ہیں  
مغزوں سے کیا ہے کہ نہیں مستقل طور پر کوئی شریعت دے دے انہیں جو  
اور نہیں مستقل طور پر نہیں ہوں مگر ان مغزوں سے کہ نہیں نے اپنے رسول  
مقتدا سے وطنی غیر من حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس  
کے واسطے خدا کی طرف سے علم غیب پدیا ہے رسول اور نبی میں الگ ہے کسی  
جہد شریعت کے، اس طور کا ہی کہانے سے نہیں ہے کجی انکار نہیں کیا بلکہ انہی  
مغزوں سے خدا نے جگہ یہ اور رسول کہہ چکا ہے کہ ایک نعلی زاد میں ستر  
گی مستقل اور شریعت عالی نبوت کا انکار ہے اور نعلی موعود غیر شریعت نبوت کا انکار ہے  
ہذا کوئی اختلاف، تضاد یا کاتھش نہیں۔ لولا الاعتبارات لبطلت الحکمة۔  
اس کا ایسی ہی مثال ہے کہ کوئی شخص بکھڑی سے ایم۔ لے پائریٹ طور پر پاس نہیں کیا،  
لیکن گورنمنٹ کا پاس میں تسلیم پا کر پاس کیا ہے۔ کیوں دونوں میں اختلاف ہے؟ ہرگز نہیں۔  
کیونکہ میں حیثیت کی نعلی ہے اس کا اجماع نہیں۔ اور میں پہلو کا اجماع ہے اس کا انکار نہیں  
دو نئی اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ فیہ باپ ہے اسے بیٹے خاں کا اور بیٹے باپ نہیں گرو  
کے بیٹے بکر کا۔ کیوں متا کث بیانات ہیں؟ مغزوں کے سوا اور کیا دوسرے مقام پر  
تحریر لڑاتے ہیں۔

”اب بھڑکائی نبوت کے سب تو میں بند ہیں شریعت رسالت کی کوئی  
نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نہی ہو سکتا ہے مگر وہی جو بیٹے آتھ ہوں؟  
(تجلیاتِ انبیاء ص ۷۷)

اپنے تعلق فرمایا ہے

وکی سکا دوا کا سے خدائے عالم : کہ تو انہم سے بدبستانی چھوٹ  
(دور نہیں نکال رہا)

غلام کلام ہے جو کہ حضرت اقدسؑ نے خود اس کی تحقیق بنا دیتا۔ واضح باتیں ہوتی ہیں۔  
تقریر لکھا دی ہے۔ اب اس کے لئے ”میرزاؑ صاحبان کی پہنچ“ دینا کمال دشمنانہ ہے۔  
یہ کہ ہے اذالہ تفسیق فاسد ماضیت۔

الجواب الشافی۔ مسزمن پٹیالوی نے حوالہ ج سے یہ استدلال کیا ہے کہ  
”نبوت کا دعویٰ ہے اور محدثیت کے انکار“ اور پھر اس پر مطالبی ”انما الفساد علی  
الفساد“ لکھا ہے۔ پس بقول خود آپ محدث ہی نہیں؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ حوالہ  
ج کا وہ مفاد ہی نہیں جو مسزمن نے لکھا ہے بلکہ اس پر مذہب محدث ہی نہیں بلکہ  
کافرم کی خود بخود باطل ہو گیا۔ حوالہ مذکور مسزمن کے الفاظ ہی یہ ہیں ہے۔ فرمایا۔۔

”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والے نبی کا نام نہیں، لکھتا تو پھر  
بتاؤ کہ کس نام سے اسی کو پکارا جاسکے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث لکھنا چاہئے  
تو غیبی باتیں ہیں کہ توحید کے معنی نصرت کی کسی کتاب میں انکار غیب نہیں؟“

کیا اس عبارت کا یہ مفاد ہے کہ جو نبی مجدد محدث نہیں ہوتا؟ اگر نہیں۔ بلکہ اس  
کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ خدا سے غیب کی خبریں پانے والے کا نام صرف محدث نہیں  
دیکھ سکتے۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ تم اسی کا نام نہیں دیکھو۔ چنانچہ اس رسالہ میں متعدد قیود ہیں۔

”یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی نصرت کے لئے سے یہی کہ خواہی طریقے  
اعمال پاکر غیب کی خبریں پانے والے۔ پس وہاں یہ سبب صداقت آئیں گے نبی کا

لفظ بھی صادق کہنے گا۔“ (صفحہ ۱۰)

گویا خدا سے غیب کی خبریں پانے والے کا نام نبی دیکھنے میں تیار نہ رہا ہے اور حضرت  
اقدسؑ اس کے لئے نبوت دیتے ہوئے اس مفہوم کو محدثیت کے دائرہ سے بالاتریت  
کہہ رہے ہیں نہ کہ اپنی محدثیت کا انکار فرما رہے ہیں۔ کیا کوئی ایک بھی ایسا متکلم ہے جو یہی لکھا  
ہو کہ نبی محدث نہیں ہوں۔ یہ تو صرف نبوت کی تعریف کو محدثیت سے متار کیا گیا ہے بلکہ

سائل کے طور پر فرمیں کہ شک ہے جو کہ "مطلب کی خبری پانا" ہے۔ اسے کاڈیو سمجھ لیں  
 کہتا ہوں کہ "جس کے پاس یہ ڈیو موجود ہو وہی کاڈیو نام لکھا جائے گا" اگر کوئی لکھا جائے  
 کہتا چاہیے تو فرمیں کہتا ہوں کہ یہ "ڈیو" اس کے کافوں کے ماتحت یعنی اسے پاس  
 طالب علم کے پاس یہ ڈیو موجود ہوتا ہے؟ اس عبارت کا یہ مطلب ہوگا کہ نہیں لیا جائے گا کہ  
 وہ ڈیو موجود طالب علم ایعت۔ اسے پاس نہیں بلکہ یہ کہ ایعت۔ اسے پاس بھی ہے اور  
 یہ اسے بھی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتویٰ متعدد عبارت کا مطلب  
 صاف ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اور محدث بھی۔ فہملاً ما کانوا یأمنون۔

الجواب الثالث۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر لکھائی نظر  
 کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور کا "ڈیو" براہی امور کے ذمہ سے لیکر  
 پر ہم وصال تک یہ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بکثرت نکال دے وہاں تک کہ وہ  
 بھٹا چھٹا قیام کی طرحی ظاہر فرماتا ہے اور آپ نے ابام میں میرا نام بھی لکھا ہے۔ ان  
 امور کا ذکر کے بعد کو آپ نے ان میں محدث کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ کیونکہ  
 اس وقت تک آپ کے نزدیک بھی دوسرے لوگوں کی طرف ان کے لئے ہدیہ شریف  
 دینا مستقل ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ تقریر فرماتے ہیں۔

"اسلام کی اصلاح میں نبی اور رسول کے چہرے ہوتے ہیں کہ وہاں  
 شریعت دیتے ہیں یا بعض احکام شریعت مابعد کو سنوا کرتے ہیں چنانچہ  
 مہمان کی اُمت نہیں کہلاتے اور یہود و مسیحی و استفادہ کسی نبی کے  
 خود تعالیٰ سے متعلق دیتے ہیں" (الحکم جلد ۲ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۸)

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر واضح کر دیا کہ نبی کے لئے شریعت کا حق مستقل ہوتا  
 ہیں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان نہ ہوتا ضروری نہیں تو آپ کے صاف فرمادیا کہ۔  
 (الفت) "نبی کے لئے صرف یہ ہے کہ خدا سے بذمہ داری خبر پائے والا ہوا شریعت  
 نکالے اور وہاں علیہ السلام سے مشرق و مروجہ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری  
 نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا شیخ نہ ہو۔"  
 (خبر راجی ص ۱۰۰ صفحہ ۱۸)



تخص سے آپ کو نبی المرتب کہا تو آپ نے فرمایا: اذالت ابراہیم علیہ السلام کو بارائیم  
 کا مقام ہے۔ (اسلم جلد ہفتم فیاضات ابراہیم الخلیل) اور تخص دوسرے موقع پر تو آپ  
 نے یہ لکھ فرمایا: لَا تَقْعُدُوا قُرْبِي اَعْلَىٰ يُؤْتِيهِ مِنْ مَعْنَىٰ اِلَّا لَخِطِّ قُرْبِي اَعْلَىٰ مُوَسَّ  
 مَن قَالِ اَنَّا لَنُؤْتِي مِنْ يَدَيْهِ كَذَبٌ (مشکوٰۃ جلد ۱ ذکر الوصیاء) اگرچہ ہم نے  
 عہ افضل نہ کہو بلکہ موعظ پر فضیلت نہ دو؛ چنانچہ آپ کو انس سے ہرگز کہ وہ جھوٹا ہے۔  
 لیکن یہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحمت سے کھل دیا تو آپ نے فرمایا: اَلَا سَيَعْلَمُ اَنَّهُ  
 اَذُوْرٌ لَا يَفْعَلُ كَرِهِي اَوْ مَعْرُودٌ لِّكَ سِرٌّ (مشکوٰۃ الصحاح) پس اس قسم کے  
 بیانات کو مستحکم کہنا یقیناً کھل دے گا۔

**الجواب الرابع۔** ستر میں بیادوی کا یہ اعتراض قرآن مجید اور احادیث سے  
 دوہرا غیبت بلکہ اس سے دشمن پر بھی ہے۔ اگر اسے علم ہوتا تو وہ ہرگز یہ اعتراض نہ کرتا۔  
 اسے اس حکمت بھائی نہ قرار دیتا۔ قرآن مجید حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق  
 فرماتا ہے مَا كُنْتُمْ شَافِعِينَ مَا الْكُتَابُ اَوْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اِنْتَانِ وَفِيْكُمْ جَعَلْنَا كَاثِرًا  
 اَعْوَجَ (مشکوٰۃ جلد ۱) اگرچہ اس کتاب کے آئینے سے چھ کتاب اور زبان کا علم دیکھا کریں کہا  
 ہوتے ہیں ہم سید ہیں اس کو کہہ دیا ہے اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت کرتے ہیں۔ پہلی چک  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا دستور اصل تھا؟ لکھا ہے۔ اَلَا اَنْتُمْ شَرُّ اُمَّلٍ فَرَكَا  
 يَنْتَعِلُ الْفَرَسُ مَرْدُومًا (اسلم جلد ہفتم صفحہ ۱۷۷) کو آپ اس بات پر بھی کہ آپ نے  
 ہوتے تھے اور چھری آپ پر وہی نازل نہ ہوئی تھی نزول دلا لکھ اپنی کتاب سے ہر وقت  
 کہتے تھے۔ میں دیکھ کر کہ اور عقائد لکھ کر اپنی کتاب کہتے اور عقائد لکھتے تھے۔ جب  
 وہی نازل ہوا تو آپ کا اصل اور عقائد ہی کے مطابق ہو جاتا تھا۔ شریعت پر ہرگز  
 تیس سال میں مکمل ہو گئی۔

پھر لکھا ہے اِنَّمَا عَلَّمْتُ قَبِيْلَ بَنِي اَدْنَسَ اَلْمَشْرُوبِ سِلَّةً عَشْرًا لَقَدْ اَوْسَعْنَا  
 مَقْعَدَ شَعْرًا (عقائد عرب بعد قیامت) اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور یا سرور ہیں تو ان کا  
 بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اور بعد ازاں بیت المقدس کی طرف منہ

کہنے کا حکم تھا، آپ سفا و سرساز کا شروع کر دیا۔ مگر اس وقت بھی سرساز میں ایسی کائنات  
 کے لوگ تھے انھیں سفا و سرساز میں رہنے کی ہمت نہ تھی، لہذا انھوں نے توحید  
 قبول کیوں کر لیا یہ تو قابلِ اعتراض ہے، مگر جانتے ہو کہ بہت مسزوات نے ان سکھوں میں  
 کیا فرمایا؟ یہی کہ سَتَقَوُّوا الشُّعْبَاءَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ یعنی یہ لوگ سب وقوف ہیں جو  
 اس توحید کی وجہ سے مسزوات میں پیدا ہوئے ہیں۔ کیا قرآن کے ان الفاظ میں سرساز میں پیدا ہونے والے اس  
 کے رفیقوں کے لئے تازیانہ نہیں؟

اور پڑھیے مولوی شامش صاحب اور مری نے لکھا ہے کہ:-

”آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کی مشرکانه عبادت و لہو کو قبرستان کی

زیارت سے منع فرمایا بعد اصلاحِ اہانت ویدی۔ اور ان کے کھل کے مٹانے

کی فرض سے قربانیوں کے گوشت میں روزے کا ناکہ کھنکھنے سے منع کر دیا خدا کا

بعد میں اہانت ویدی۔ ایسا ہی شرب کے برتنوں میں بھی لکھا، چنانچہ کیا تھا

مگر بعد میں ان کے استعمال کی اہانت بخشی: ”اَتَقْرِئُكُمْ بِأَيِّ عِلْمٍ مَا شِئْنَا

گروہا بہا وکات ایسا ہوا کہ حکم دیا گیا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم کو

منسوخ فرمادیا۔ کیا یہ سب اختلاف بیانیاں ہیں اور قبولِ نبی یا قبولِ صاحبِ قطب اور

مختلف بیانات؟

الغرض ہم نے چار جہاد سے ثابت کر دیا ہے کہ مسنن و مشرک کا لہو احترامِ باطن

نہی اور بعض غلط ہے۔ ہر دو جہاد قدیمی و باطنی نہایت واضح ہے بلکہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے فرمایا کہ ہے: ”انھیں مسنن و مشرک بلکہ لہو۔“

دوسرا اختلاف مسزوات میں ہے کہ مسزوات میں مسزوات کے جن میں

سے پیش کیا ہے۔ جن پہلے حضرت موزا صاحب نے لکھا ہے کہ

کہا کہ فرمادے ہیں: ”انھیں فرمایا اور بعد میں وہ اعداء کی حمایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے حکم کو نہ کر سکتے تھے۔ لہذا یہ دونوں باتیں ایک سرساز سے نہیں الگ کیں۔

الجواب میں۔ کیا اس قسم کا اختلاف بیانوں پر آپ نے اتنی اُن تردیدیں

نامک دی تھیں، اے جو کوئی عقیدہ نہیں اس کو کتا نفس، اقتصاد اور اختلاف دیوانہ کہتا ہے۔  
 اگر یہی قہر کا ایسا نام ہے تو پھر اس میں خود بھی اضافہ کر لیجئے کہ پہلے حضرت مرزا صاحب  
 اپنے آپ کو سچ موعود نہ کہتے تھے پھر سچ موعود ہونے کے دلی ہوسے۔ پہلے دلی ہوسوت  
 دے تھے پھر دلی ہوسے، دلی و دلیو۔ اس قسم کی عبادات کو اقتصاد اور کتا نفس قرار دینا اعلان  
 کا حق نہیں ہے۔ کتا و دلی ہی ہوتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ظاہر نہ فرمایا  
 گیا آپ انکار فرماتے تھے جب اس باب میں اللہ تعالیٰ نے تواتر اہلالت کے ذریعہ کچھ  
 فرمادیا تو آپ نے بھی انکار فرمادیا۔ حیدر الانس و الجأت فرماتے ہیں:-

”مَنْ قَالَ اَنَا مُنْتَقِلٌ مِنْ كُذِّبَتْ رُفُوَّتِي فَقَدْ كُذِّبَتْ“ (ترجمہ: جو کہے کہ میں منتقل ہوں تو کتا ہوں تو کتا ہوں۔)

کہ جو کہے کہ میں حضرت یونس سے بہتر ہوں وہ کاتب ہے۔ لیکن بھلا تو دی سہاگ، اللہ  
 و بارہ اخصیت خود فرمایا اَنَا سَيِّدٌ وَلِي اَمْرٌ دُوْلَا فَعَلُوْا (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) سے  
 کہ میں سب کا سرداروں کا سردار ہوں۔ کیا کوئی دانتہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ حضور خدا کی  
 میں جو زنی اختیار کی یا یونس کی اخصیت کا احترام فرمایا تو وہ بھی زنی حقیر بریک نے  
 و کا خدا کے لئے لازم ہوتی ہے؟ (حشر و صف) منشی محمد یعقوب کا ایسا خیال تحقیق  
 اپنی باطنی حالت کا اظہار ہے۔ پچا ہے ظالم ہر کس بقدر قوت و دست۔

الجور اشب۔ منتر جن پٹیار نے انکار کفر کے لئے ترقی القلوب و فروغ مد  
 حواسے درج کئے ہیں اور بعد کی چند عبادات درج کر دی ہیں۔ یہ سوال میرے حضور سچ موعود  
 جیسا کہ اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ سائل لکھتا ہے:-

”حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی اور اہل قبلہ کو کافر  
 کہتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے اس سے عبادت ظاہر ہے کہ عبادت باطنی کے  
 جو آپ کی تعظیم کر کے کافر بنیں صرف آپ کے سامنے سے کوئی کافر نہیں  
 ہوسکتا۔ لیکن جدا حکیم خان کی آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص میں کوہری دعوت  
 پہنچے ہے اور اس نے کچھ قبول نہیں کیا اور سلطان نہیں ہے۔ اس بیان اور  
 پہلی کتاب کے بیان میں تناقض ہے۔ لیکن پہلے آپ ترقی القلوب و فروغ

میں لکھ چکے ہیں کہ میرے زمانے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا :-

”عجیب بات ہے کہ آپ کافر لکھنے والے اور ماننے والے کو کافر نام کے انسان شجرہ قدس مالا کہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کہ کافر جنس جگہ نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ جگہ مغربی تہذیب کے لائق قرار دیتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے کہ فرماتا ہے وَتَن آفَلَقُوا وَتَن اَفْلَقُوا قُلْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اَوْ كَذَّبَ الْاَبَیْمُ۔ یعنی بڑے کافر وہ ہیں جن پر ایک خدا پر افتراء کرنے والا اور سزا خدا کی کام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کوئی نے ایک مذہب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہو تو صورت میں ذریعہ صرف کافر ہو کر کافر ہو کر رہا اور اگر کسی مغربی نہیں تو جاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کُرت میں خود فرمایا ہے۔ ۱۵۰۔ اس کے جو جگہ نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی سچ ہو ہے۔“

حاشیہ پر نظر فرمائیے :-

”بلاشبہ وہ جنس جو خدا تعالیٰ کے کام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو جنس جگہ نہیں مانتا وہ جگہ مغربی تہذیب کے کافر نہیں مانتا ہے اس لئے میری تکذیب کی وجہ سے اب کافر نہیں ہے۔“ (دیکھئے حقیقۃ الامم مسکونہ حاشیہ)

پھر اسی ذیل میں تحریر فرمایا ہے :-

”نہیں دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ مجھ کو سب ایسے ہی کہہ کر تمام لوگوں کو وہی کہتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر نہیں مانتا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا



ہوں :- (حاشیہ حقیقۃً: اسی مسئلہ)

گویا جب تک ان لوگوں نے خود کو کفر پیدا نہ کیا تھا تو وہ کافر نہ تھے۔ اور جب وہ کفر پیدا کر لی تو کافر بن گئے۔ کوئی بھی کافر بنانے کے لئے نہیں آتا کہ وہ لوگ پہلے ہی ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔ یہی بنی بھلیکے شعل جہنم ہیں۔ ان کے پیروں کو ان پر ظاہر کر رہا ہے اور وہ انجیل، اشرعہ انبیاء کی شریعت پر منحصر ہوتا ہے۔ اس لئے تو حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا: میری کلام میں کچھ تناقض نہیں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کریں گے تو ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہو تا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں فرمایا ہے۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کیا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے :- (حقیقۃً: اسی مسئلہ)

پس سترضی چیلنج کا اعتراف غلط ہے اور مستحکم نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ وھو المطلب۔

مصنف نے اس جگہ یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ قرآن مجید تو حیدر ذات پر ایمان کے باوجود مسلمان کہہ سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کو نہ سمجھنے سے کفر کیسے بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہ اس بحث کا براہ راست اس مسئلے سے تعلق نہیں اس لئے اس کا جواب لے کر آ رہا ہوں۔ وہاں غلط فرمائی۔

**تیسرا اختلاف** | ختم نبوت۔ اس خبر میں سرمن نے لکھا ہے کہ پہلے ختم نبوت کی بات کے تحت یہ خبر کی بدولت کے قائل تھے بعد میں جوت کے ہوا کا انکار کر دیا۔ گویا سرمن نے اس مسئلے کے پہلے خبر کی کڑوا دیا ہے۔

الجواب۔ واضح ہے کہ ختم نبوت کے یہی نبوت کی بدولت کا استدلال کیا گیا ہے۔ وشریعت والی مسئلہ اور براہ راست نبوت ہے۔ خود پھر میں نبوت کا اپنے پیچھے ڈھکا دیا ہے۔ وشریعت اور انجیل کے واسطے سے حق ہے۔ فلا اشکال فیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے :-

”جی جی بگڑئی نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے عرب کا رسول ہے  
 کیا ہے کہ ان مستقل طوط پر کوئی شریعت نہ ملے والا نہیں ہوں اور ان مستقل  
 طوط پر بھی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ ان کے اپنے رسول خدا سے یا ان  
 فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطے خدا  
 کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت  
 کے۔ اس طرح کا ان کہہ سنے سے ان کے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ اپنی معنوں سے  
 خدا نے بلکہ ان کا اور رسول کر کے بگڑا ہے۔ سب اب بھی ان معنوں سے نبی اور  
 رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔“ (ایک نقلی کا ازاد مشطع سوم)

پھر ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”اب بگڑئی نے نبوت کے سب نبوتیں مدعی ہیں شریعت والا ان کوئی نہیں  
 آستانہ بغیر شریعت کے بلکہ جو مستحق ہے طوط کا جو پہلے آتے ہو ہیں ان  
 جادہ ہیں آتے بھی ہوں اور نبی ہوں۔“ (تہذیب الہیہ ص ۱۷۸)

**چوتھا اختلاف** | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اس  
 عنوان کے نیچے سرخ میں پٹیا لوی نے حضرت مسیح موعود  
 علیہ السلام کی کتاب مست بھی۔ ”وہ ازاد آستانہ“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کا تنہا  
 مسیح کی قبر و ظلم میں حق دست ہیں مگر اس کے اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا (۱۸۳۸)  
 جہاں نام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پیش ہو رہی ہے (دست ہیں مگر) اب تک گلیل میں  
 کی قبر موجود ہے۔ (دست ہیں مگر مشطع ص ۱۷۸)

ان سوا بات کو رد کر کے بعد خشن کو یعقوب صاحب لکھتے ہیں۔

”اب باقرین ہر جہاں اقبال پر خود کو کے خود ہی تہذیب کمال میں کوڑا لگا  
 کی کوئی بات کو پکا مانا جائے۔ پہلے مسیح کی قبر و ظلم میں بتلاتے  
 ہیں۔ پھر ان کے اپنے وطن گلیل میں پھر جہاں نام میں اور پھر ان  
 تینوں مقامات کو چھوڑ کر سری نگر کشمیر میں۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر

فرسے؟ اور چار مقامات پر مدفون ہوئے؟ یہ شکست باہمی اہل دماغ  
سے منسوب جو کتنی ہی یاہن کو عقل دماغ کہا ہائے؟ (عشر و مشق)

الجواب الاول۔ سرحد نے اپنی بہاوت کا ثبوت دیتے ہوئے "یاد شام"  
"دھن گیل" اور "یر و ظلم" کو باہم تنقاد اور مخالفت قرار دیا ہے۔ مدعا کا کہ ان میں کوئی اختلاف  
نہیں۔ "یر و ظلم" شہر کا نام ہے۔ گیلن اس شہر کے حکم قرار دیا ہو گا کہ نام ہے اور تمام اس تمام ملک  
کا نام ہے۔ گیلن کا لفظ ایک وقت میں درست ہے۔ اس کی لڑی ہی مثال ہے جیسے گیلن  
کرہی ہندوستان کا باشندہ ہوں۔ پھر گیلن پنجاب میرا وطن ہے۔ پھر گیلن کو  
کا دیا ہی میرا ملک ہے۔ کیا منشی محمد یعقوب صاحب ان تینوں الفاظ ہندوستان، پنجاب  
اور کا دیاں کو آپس میں مخالفت قرار دیں گے؟ اگر ان کو مخالفت قرار دینا درست نہیں اور  
یقیناً نہیں تو پھر کیا تمام گیلن اور یر و ظلم کو باہم مخالفت قرار دینا کھلی جرات نہیں؟ سے  
گراہیں شکست واری قاتل  
کارِ عینہ و تمام خواہ شد

غالب گمان ہے کہ منشی صاحب نے یہ لکھ دیا ہے کہ دنیا میں سب لوگ گیلن کے  
میرزا ہی ہوتے ہی گیلن خود کہے گا: مگر اس خیال کے قائم کرنے میں انہوں نے سخت  
عقل کی ہے۔ اچھا دنیا عقلمندوں سے خالی نہیں ہو گئی۔ ہر حال منشی صاحب نے "یاد شام" کا  
کا سوال کیا تھا وہ بالکل غلط ہے۔ ان کے پیش کردہ بیان کے مطابق جیسے صورت یر و ظلم  
اور سرحدی لفظ کا اختلاف قاطعی جو سب وہ جانتا ہے۔ گیلن اور یاد شام کا ذکر کہ انہوں  
نے اپنی ہی پر وہ دہرائی ہے۔

الجواب الثاني۔ اب یر و ظلم اور سرحدی لفظ (کثیر) کا اختلاف باقی ہے  
جیسے مخالفین دھوکہ کے لئے پٹری کر سکتے ہیں۔ مگر یاد و سرحدی لفظ والی قبر کا ذکر اکثر نام  
اور دست پہن میں جہاں جہاں ہے عیسائی عقیدہ اور انکا گیلن کی توجہ سے ہے گیلن کے  
یر و ظلم والی قبر کے متعلق مندرجہ بالا کتابوں کے میں صفحات کا ذکر کیا ہے وہاں ہی ساتھ  
قرات میں۔

واقف) اس کا دشنام ہی حضرت عیسیٰ کی قبر کی پریشانی اور عقربہ مار خوں پر ہزار بار عیسیٰ صلی علیہ وسلم اس قبر پر گرجا ہوتے ہیں۔ موصوفی حدیث (معنی لعن اللہ علیہود و النصارى) اتخذا قبور انبیاءہم مساجد و دورا (البحاری۔ اجماعاً) سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ ہی کی قبر ہے۔ کبھی مجروح ہونے کی حالت میں وہ رکے گئے تھے؟

(مت بحن حاشیہ ص ۳۳۵)

(ب) ”اور نکسہ شام کی قرینہ و درگودا نود تھا جس سے وہ نکل گئے اور مسیحی ہو گئے“ (حج) حضور نے ان کو دو دامن میں عیسیٰؑ انہار نور آستان جبرہ ۲۴ پر بل کا احرام سے عزائم سے ایک شخصوں تحریر فرمایا ہے جس کے ایک حصہ کو ”لَا تَقْرَبُوا الْعَشْرَةَ“ کہنے والے کی طرح مسخری پٹیا لپیٹنے میں کہا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دینا چاہیے۔ حضور نے نور آستان کی زمین میں کتاب اعمال کی چند آیات نقل کر کے صحت دکھائی۔

”اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر تو بیوقوف ہو کر گھٹنے ہیں کہ درحقیقت اسی جہم خاک کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا لیکن انہی معلوم ہے کہ یہ بیان تو گنا گاہے جس نے مذبح کو دیکھا اور وہ اسی کے شانہ میں سے نکلتا۔ چوتھے شخص کا بیان کہ عوالاتی اعتبار ہو سکتا ہے۔ جو شہادت روایت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اس میں کوئی ہے۔ اس میں اس کے یہ بیان سراسر غلط نہیں ہے ہرگز ہوا ہے۔ یہ تو یہ ہے کہ مسیح اپنے دلی گیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز یہ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے کہ بعد فوت ہونے کے کشتی طور پر مسیح یا عیسیٰ دن نکلتے ہوئے شام کو نظر آتا رہا۔ اس جگہ کوئی یہ نہ کہ یہ مسیح پر صوبہ ہونے کے فوت ہوا کہ وہ ہم ثابت کی گئی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مسیح کے مسیح کی جان بچائی تھی۔ بلکہ تیسری آیت اب اول اعمال کی مسیح کی عیسیٰ موت کی گواہی دے رہا ہے جو گیل میں اٹھ کھڑا ہوا۔“

اس موت کے پہنچنے کا میں وہی ممکنہ طریقہ اپنے شاگردوں کو نظر آتا رہا۔  
 ..... یاد رہے کہ یہ تاویلات اس حالت میں ہیں کہ ایمان جلدی  
 کو صحیح اور غیر محرف قبول کر لیں اس قبول کرنے میں بڑی دقتیں  
 ہیں ۱۱ (از الکلام صفحہ ۱۱۱ طبع سوم)

فاطمہؑ کے گرامر پر سہ عبادات آپ کے سامنے ہیں۔ ان کا ایک ایک غلط پار  
 دہا ہے کہ حضرت کج موجد و جہل اسلام نے اس قبر کو وہ شلم سے منسوب کیا ہے وہ انڈوسٹ  
 انجیل دھماکا نہ اٹھا رہی ہے۔ اور وہ وہ قبر ہے جس میں حضرت عیسا کو صلیب پر سے زندہ مگر  
 حالت غلو میں اٹھانے کے وقت دکھایا تھا اور جس کی آج تک نصاریٰ پرستوں کو کبھی  
 پس اٹھانے کی قیادت نہ ملے۔ قبر عیساؑ کی قبر ہے اور حضرت عائشہؑ کے قبر کے  
 عیساؑ کی قبر پر اٹھا ہے اس لیے سری گرو والی حقیقی قبر کا ذکر اس کے متناقض نہیں۔ وہ حضرت  
 خیرؑ کا شلم والی قبر کا ایک حادثہ اور غیر مستقل بنایا ہے جہاں حضرت عیساؑ کو عبادت گاہ کی  
 خاطر زندہ جاوید اور وہاں سے آپ زندہ ہو گئے۔ چنانچہ آپؑ کا ذکر کرتے  
 ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”گروا یہی نبیؑ کو سمجھنے والے اشد علیہ و علم اور شیخ اندریؑ اس طرح  
 قبریں زندہ ہیں داخل ہوئے اور زندہ ہیں اس میں ہے اور زندہ ہی تھے“  
 (امت یحییٰ ص ۱۱۱ حاشیہ)

لیکن سری گرو والی قبر حقیقی موت کے بعد کی مستقل قبر ہے۔ فلا اشکال فیہ۔  
 الجواب الثالث۔ اس کا پوری التکافؤ کا جبر و ابطل حضرت عیساؑ کو  
 علی الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہے بخود فرماتے ہیں۔

(۱) ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیساؑ کی بلا و شام  
 میں قبر ہے مگر اس صحیح حقیقی نہیں اس بات کے لکھنے کے لیے  
 مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر یہی ہے جو کشمیر میں ہے۔  
 (امت یحییٰ ص ۱۱۱ حاشیہ)

(۲) خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے نماظروں کو ذیل کہنے کے لیے اور اس واقعہ کو سہاٹی ظاہر کرنے کے لیے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ زہری ٹر میں مذکور غبار میں بڑا سمٹ کے نام سے قمر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشبک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے (اور حقیقت ہے)

ناظروں میں ! اس واضح اور قوی فیصل کے ہوتے ہوئے اور ست چکن زہری ہوتے ہوئے مسخرین بنیادی کا اس اختلاف کو مستحق کے ہونے کے پیش کی کیا بات اور انصاف کا خون کرتا نہیں قرار دیا گیا ہے؟ حضرت فرماتے ہیں کہ بلا و شام کی قبر کا خیال صحیح تصور پر مبنی نہیں ہے وہ ناسیل سے اخذ تھا صحیح تحقیق نہیں یہ خدا تعالیٰ کی گواہی موجود ہے کہ حضرت مسیح کی واقعی قبر زہری ٹر میں ہے۔ اس حقیقت و انوار کو غبار اختلاف اور تحقیق بتانا بعض دغا و دغا بدترین مظاہر ہے۔

ابھی اگر دیکھو تو کھائے گا خدا

اس بگڑی ہوئی عادی چاہتا ہوں کہ اگر کسی بارہ میں وہ قول میں تو ان میں سے ہر کے قول کو ترجیح دینی اسے ماننے اور بچنے کا مسوخی قرار دیا جاتا ہے حالانکہ سفری حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سے روایت رکھنا اور انکار کرنا ثابت ہے اس پر عام زہری فرماتے ہیں۔

”ثَانِيًا اَلْاُخْبَرُ فِيْ اَوَّلَاتِ الْوَيْطَرُ اَيْضًا اَلَا تَرَوْنَ اَنَّا كُنَّا لِنُشْكُ وَا  
رَمَوْا بِهٖ شَوْشَلًا اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَشَلَّوْا الْاَنْبِيَا اَلْاَنْبِيَا اَلْاَنْبِيَا اَلْاَنْبِيَا اَلْاَنْبِيَا“

کہ جو کو روزِ حراکت بعد اعلیٰ ہے مسیح ہی اس واقعہ ہے اور حضرت کا شک بھی ہے  
و اعلیٰ کی یہ بات اس کے لیے ہے کہ وہ عام صحابہ کرام میں ہی تھا کہ ان کا نہ شول اللہ  
شَلَّوْا اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَشَلَّوْا اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ  
باب اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ اَلْعِلَالِ  
انکا ہو گئی ہے۔

اس طرحی ہر حضرت مسیح موجود علیہ السلام کے وہ قول و بات کہ وہ بچا جا سکتا ہے آپ  
نہیں ان میں پہلی بات کے مطابق مسیح کی قبر وہ ٹر میں قرار دی گئی ہے ان کی حقیقتات سے

اس کی بجائے کہ تردید کو ہی اس لیے آپ نے میں اسے غلط قرار دیا۔ اس میں اختلافات یا  
میں تفسیر کی کچھ ثابت ہیں، و حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا کہ انکم کجولین  
کہ میری نذر نکلنا تو شاید زیادہ پہل گئے۔ دوسرے سال پہل گئے۔ صحابہ نے جو نذر نکلنے  
کا ارشاد کیا وہ دیا اور عرض کی کہ اس سال پہل بہت ہی کم گئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جیسا  
خیال تھا۔ دوسری امور میں تم جیسے فریادہ جانتے ہو۔ انکم اقلندہ یا متورہ یا قسبا کثر  
و انکم جرد و مت و سیر و سیرا میں صحیح التیقن کا علم ہو جائے یا اور پھر وہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
پہل بات کو درست قرار دینا اختلاف نہیں کہتا، بلکہ صحیح کہتا ہے جو اصل ضروری اور  
سبب الیہ اس کے میں ملتا ہے۔

**ایک لطیف مماثلت** اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
مشبہی مومن قرار دیا۔ فرمایا: **وَإِنَّمَا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا**  
**لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** اے رسول! ہم نے تجھے بالحق بشارت دینے والا اور نذر دہانے کے لئے  
بشاعت دی۔ **وَعَدْنَا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ** اے فرعون! ہم نے تم کو عذاب کی سزا  
فی الذکر یعنی تم کو اشد عذاب کی سزا دی۔ **وَأَنبَأْنَا هَاجِرَ بْنَ قَيْسٍ أَنَّهُ قَاتِلُهُمْ** اے  
اللہ تعالیٰ دیکھ ہی غلیظے قائم کرے گا جیسے کہ اس نے قیس بن قیس کی طرف سے کہ  
ایک مشبہی مسیح کا دیا جانا ضروری تھا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں  
سیح موعود کے آنے کی توقع فرمادی۔ خدا کا موعود آیا اور میں وقت پر آیا۔ اسی میں پہچان  
تھے اس کی مخالفت کی سستی حضرت موعود علیہ السلام کا صیغہ ہی عرصہ ہوا ہوا  
ہو یا حضرت موعود اور حضرت مسیح کے درمیان تھا خود ایک ذریعہ امت و اہل عدالت ہے  
مگر اس طرح مشابہت کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت لطیف اور اہل ذوق کے لئے  
نکرة و جلیلہ ہے۔

سین حضرت موعود کی وفات کے ذکر میں قیادت بہت ہے کہ۔

”خداوند کا بندہ موعود خداوند کے حکم کے مطابق موعود کی سوز میں مریگا اور  
اس نے اسے موعود کی ایک راہی میں بیت افتخار کے مقابل لگایا ہے آج

کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں ہانپا۔ اور مومن اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا۔ (مسند احمد)

گویا یہودیوں کے نزدیک مولیٰ کی آڑ میں دنیا سے نفرت تھی اور اس میں سے کوئی ایک دھانا تھا۔ لیکن الشیخ الاسلام مستجد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔  
 اَلَا تَحْسِبُ اَنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ نَحْمَ قَبْرِ اَبِي جَانِبٍ اَطْعَمَ نَفْسَكَ اَلْكَفَیَّةَ الْاَخْفَیَّةَ  
 (اسلم باب فضائل مومن) کہ مولیٰ کی قبر میں، اللہ کی طرف سے جو دیا ہے۔ اگر کسی دکان پر یا تو مرغ پیدا کی کہ بچے اور وہ کھتے کی جانب تم کو رو، قبر کھانا: گویا اپنے سے حضرت مولیٰ کی قبر انعام قبر کا نشان بنایا۔ حضرت مسیح عسری گویا صفی اللہ سے حال کے بغیر پہلی آسمان پر رہتے تھے اور اس کی قبر کے قریب کھتے حضرت عیسیٰ مسیح تشریف لے گئے اور آپ نے طوفان ہندو شہر سری نگر میں لے کر گئے ہیں حضرت عیسیٰ کی قبر کا نشان دہا لڑائی میں کے مشرق کی طرف تھیں، لیکن گرا ہوا ۱۲ آیت قرآن کے اشارات اور پہچاننے کے لئے اس طرح فیصلہ کرو۔ یہ ضرور تھا کہ یہاں ہوتا۔ تاکہ جس طرح حضرت مولیٰ کی قبر کے نشان پہنچنے والوں کو مشیخی مومن کے مولیٰ کی قبر کا پتہ دیا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کی قبر کا پتہ دے دے۔  
 والوں کو مشیخی عیسیٰ کی قبر کا نشان بنانا۔ صدق اللہ و رسولہ لانا انما بانہ و رسولہ و نحن من الشاہدین۔

(اسی لطیف مشابہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح عسری فرمادے ہیں۔  
 لفرما ہے کہ۔)

(۱) ”اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نظیر ہمارے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا ہے۔  
 میں عقلمندوں کا نظروں میں تو رہا ہوں گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 گویا وہی کوہ الزام سب جھوٹے نبی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے  
 گئے تھے۔ لیکن یہ گویا ہم کی نظروں میں نظر آیا اور ہمارے ایک حق دینے والے تعالیٰ  
 کے انصاف سے یہی پتا چلا کہ جیسا حضرت مسیح علیہ السلام کو مصوبہ کیا ایک  
 ہتھیار تھا اور امور دینیہ میں ہتھیار ہوسر میں سے تھا اسی طرح اعلیٰ اور ہتھیار





ہر حال میں کہ جس عیسا م کی قربان ہو تھا ایک ہزار ہزار عیسا م کی قربان  
حق ہے انہو دشمنوں کے ساتھ خدا کے برے کام کیا اور فرمایا ہے

ای مریم مرگیا حق کی قسم  
و اعلمی بخت ہزارہ محترم

اسے خدا کے برگزیدہ کیسے موعود آقا پر ہے خدا م آ۔ انار کی کے فرزندوں نے  
اسی آفتاب صداقت سے دشمن کی نظر آجگئے : ہے

ایک ہی جو پاک بندے ایک ہی دونوں کے گندے  
جیتیں گے صادق آسمان حق کا راہی ہے

پانچ اہل اختلاف | باور اناک صاحب علیہ الرحمۃ کا پرور۔ اہل زمین پر شہین  
صداقت موعود حق پناہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف  
”اختلاف پیدا“ منسوب کی ہے کہ آپ نے کبھی جو حضرت بابائیک کو خدا کی طرف سے  
کبھی الہ کا اپن ٹکا ہوا اور کبھی حق کے سلطان مرشد کا علیہ قرار دیا ہے ہزاروں سال تک  
اعتراف ہے۔ موعود حق کے اپنے الفاظ میں : موعود حق پر ٹکا ہوا ہے۔

”موعود حق خدا جہاد سے خود کی قربان کی چاہے جو جب سے  
خدا نے دیا مگر ممکن ہے کہ معرفت اس کی کل نہیں ہے۔ کھائی گئی جو وہی خود  
کا گزرتا بابائیک صاحب نے جن علیہ جو لیکن ایسا خیال کرنا ہے ایمانی ہے۔  
کیونکہ خدا کی باتیں عقل میں نہیں آسکتیں۔ بلکہ ضرور خود سے خود کو کھانا  
فرمایا۔ مگر جو بہت عجیب ہے کہ جو باور صاحب کے سلطان مرشد نے ان کو  
دیا۔ ان باور صاحب نے جو وہی کھانا کھا اور جو کھانا چاہا وہ کھا  
جو وہی بیکری کی باتیں کھائے۔ کیوں حضرت موعود حق کی ایک یہ تھا وہ خود ہی  
بد معنی کا ایک خوب نہیں ہے اختلاف اسلام کہتے ہیں چاہے بد و نیک  
عالم ہاں شدہ (مشرع و مفسر)

الجواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بہت بڑا اختلاف خود تائید اسلام

کے لئے ایک کاریگر، غلام کرتے ہوئے حضرت ابو نکتہ کا اسلام ثابت کیا۔ جس کے  
اقوال، احوال اور چہرہ ہات کے علاوہ آپ کی آنکھوں پر دو گار جو بعد میں کوئی ایسے ثبوت  
پر کبھی نہیں فرمایا۔ جو بعد میں کتبوں کے اس نہایت بزرگ پیر کیجی جاتی ہے اس پر مبنی  
آیات قرآنی مرقوم ہیں اور یہ حضرت ابانکتہ کے اسلام کی تاریخ دلیل ہے حضور علیہ السلام  
نے اپنی کتب مست کیں۔ میں اس موضوع پر نہایت لطیف گفتگو فرمائی ہے اور جو صاحب  
(حضرت ابانکتہ کے لئے) کا فتوہ بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔

اس چور کے متعلق جو چار سو سال قبل کی ایک منفی شخصیت کے ہاتھ پر  
حبیبہ امتنان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتبوں کی تاریخی ثبوت کو ترجیح  
دی کہ اس میں کوئی غائبہ اس کی قدرت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ مگر علامہ بی اور  
سفر من وکلی کو گمان ہے کہ یہ معجزہ درستی اور بھی ذکر فرمائی کی کہ کتبوں  
غالب اختلاف، بیانی، تضاد اور تناقض سے کفر کی تفسیر نفی، مخالفت انسان کو اٹھا کر  
ہے اور وہ ایک واضح بات کو بھی بگھنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ۔

”کتابوں میں یہ امر ایک تعقیب حیرت انگیز واقعہ کی طرح دکھائی دے گا یہ چار  
صاحب جس پر قرآن شریف لکھا ہوا ہے۔ اس میں سے اور اس کا جگہ  
اتفاق اور قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور قدرت کے ہاتھ سے جو کچھ  
کو پیدا کیا۔“ (مت، جن ۲۲ طبع سوم)

ناظرین! یہ ایک تاریخی دعویٰ ہے قرآن مجید کی نفی قطعی نہیں کتبوں کی بات  
کا اعتقاد ہے۔ مگر اس کی قرین بات کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے معجزہ، معجزہ اور کتبوں  
قرآنی کی غضب ہو گیا۔ ان تمام مولویوں کے لئے بھی کیا سوچا ہے یہ فرمایا ہے کہ تم  
پھر کو چھاتے اور دعویٰ کو ٹھیک جانتے ہو۔ یہ لوگ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر میں غلط  
اختلاف کریں ایک ایک بات کے متعدد معانی اور مختلف پہلوئیں دکھائی دیتی ہیں بلکہ  
بقول مولوی صاحب امر تشریح۔

”سب سے پہلی آیت قرآنی کے تعلق ایسے غلبہ میں کہ بعض کی آیت  
 کو کسی سورت کا ٹکڑا سمجھتے ہیں اور بعض کہیں کہ: (اعلایٰ آیت ۱۲) اور یہی غلبہ  
 تھا میری ہے شمار اسکا خدا میں ہر وقت کے تعلق متعدد بار ”یہ کہی“ اور ”یہ تعلق“  
 موجود ہو۔ لیکن اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو صاحب کے تعلق بلکہ قوم کے دعوے  
 کی بعض قیامتات ذکر کر دیں تو میں آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ الجب ثم الجب! الجب  
 مسخر من سے جو صاحب کے تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن قیامتات کی  
 طرف پہنچے مگر وہاں ان کا میں اشارہ کیا ہے وہ حضورؐ کے ہی الفاظ میں یوں مذکور ہیں۔  
 حضورؐ فرماتے ہیں۔

”ہاں“ بعض لوگ اللہ کی جہم سا لکھ کے اس بیان پر قہقہہ کر رہے ہیں اور  
 سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ  
 کی سے انتہاء قدرتوں پر نظر کر کے کہ قہقہہ کی بات نہیں کیونکہ اس کی  
 قدرتوں کا کسی نے سوچت نہیں کی۔ کون اس پر مکتا ہے کہ خدا کا قدرتیں  
 صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں۔ ایسے کفر و اودکار یک ایمان قرآن  
 لوگوں کے ہی جو اس جملہ پھر یہ جو اس کے نام سے موسوم ہیں۔ اور یہ بھی ممکن  
 ہے کہ جو صاحب کو قرآنی آیات الہامی طوع پر معلوم ہو گئی ہوں اور  
 اعلیٰ رتبہ سے لکھی گئی ہوں۔ لہذا بموجب آیت تبارک و تعالیٰ راداً و قیلت  
 و ذلک کہ اللہ تعالیٰ وہ سب فعل خدا تعالیٰ کا فعل کہا گیا ہو کیونکہ قرآن  
 آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک آئی الہام آسمان سے ہی نازل  
 ہوا ہے۔“ (مسند یحییٰ)

(ب) ”ابا صاحب کا یہ جو صاحب آپ کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ کامل  
 مسلمان بتاتا ہے۔ بعض لکھوں کا یہ جو صاحب ہے کہ یہ جو ابا صاحب سے  
 ایک قاضی سے ذہنی بھیجا تھا۔ یہ بہت پہلے ہر وہ جو اب کے لکھوں کو  
 اب تک خبر نہیں کہ قاضیوں کا کام نہیں کہ جس سے اپنے پاس رکھیں، اسلام

میں جو ملے رکھنا اس زمانہ میں قیروں کی ایک دھم تھی یہی یہ ہستی ہستی  
 ہے کہ اور صاحب کے مشعلے جو سلطان تھا چچ و ان کو دیا تھا۔ ان یہ بھی  
 ہو سکتا ہے بلکہ ختم ہاں کیوں میں بھی لکھا ہے کہ چچ کو اور صاحب ایک بہت  
 آدمی تھے اور بڑی مودت تھی سے ہندوؤں کے قلعے تعلق کر بیٹھے تھے، سر  
 یہیں بھی بیٹھے تھے اور ایک شخص حیات خانی نامی انسان کی لڑکی سلطان  
 بھی کیا تھا اور وہاں اور چند دوسرے دیوانہ صاحب کے قیروں پر چڑھ گئی  
 میں کہ تھا اسلئے خدا سے الہام پا کر یہ چلا انہوں نے بنایا تھا۔ یہ ان کی  
 کرامت ہے گویا چلا آسمان سے آرا: (ذکر الہیج ص ۳۳۳)

حضرات ائمہ میں ابن جبریل پر مکتوبہ فرماتیں اور سر محمد شاہ لاری کی عقل و فہم پر قائم  
 کریں کہ خود کئی بات ہے کہ اللہ کی حکمت عالم کی ایک بیان ہے جو خود کئی ایک چیز ہے۔  
 اچھے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی کسب قدرتوں کے مشی نظر دیا ہونا کمال نہیں لیکن کابھم چھوٹا  
 کے آسمان سے اتونے کی اور میں صورتیں ملکی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ اللہ انسان کا کام دیا تھا کہ  
 الہام کے مطابق کیا گیا کام خدا ہی کا کام اور کام کہتا ہے۔

تفسیر: اور گفتہ اللہ و ... کہ چچ از مقوم جبر اللہ و

لہذا ہر ملک ہے کہ حضرت بابائے ملک نے الہام پا کر خود چلا دیا و اللہ کے مطابق  
 بنایا ہو یا ان کے مشعلے آسمان کی رہنمائی سے دیا گیا ہو۔ جو بھی صورت ہو گی جبر و عقل  
 اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہی وقوع پذیر ہوگی۔ لیکن اس کو صاحب منطق اوست و تعارفہ  
 و اوستیہ و لیکن اطفہ و خاندانی اللہ و و لڑنے و و ما کو خدو و آسمان  
 سے آرا ہوا کہتا ہاں ہے۔

گویا چچ صورتیں ملکی ہو گئی ہیں (۱) پروردگار سے آرا ہوا (۲) بابائے  
 نے حسب الہام خود تیار کیا (۳) بابا صاحب کے سلطان مشعلے بارشا و خاندانی آپ  
 کو دیا ہو۔ ان پروردگاروں کو ملکی قرار دینے سے اعتراض ہے جا کہ بت ہو جائے کہ  
 عقل خود پر آسمان سے اتونے کہ یہی تو یہی ہوا کرتی ہے اور یہی آسمانی کتب کا طور ہے

یہ حقیقت یہ ہے کہ جس پر کو دشمن نے قابو کر لیا تھا یہ ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزگی، قلب اور استقامت کا ایک قوی ثبوت ہے۔ آپ نے کفن پہنچنے کے بعد گھوڑی کی تاریں کاٹ دیں یہاں ہے اس کو ٹھکرا نہیں دیا بلکہ قتل ایک کامل موقع کی حیثیت میں یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کدو کے ٹکڑے بنائی اور پھر ایک عارف باطن کی حیثیت میں اسکی تربیت فرمائی تاکہ حالت میں اس روحانی کی تعلیم دے سکے۔ گویا پھر یوں کے امتزاج کر بھی نمود کر دیا اور حقیقت حال میں ذکر کر دی۔ ایسے ہی کام میں اسکی نگاہ کا بیان (میں تاجی کا اور داؤد کھلا ہوا ہے۔ کیونکہ اوائل قرآن میں لکھا ہے کہ اس پر غصہ ہے۔ دوسرے میں کہ تاجی کی ضرورت میں ہے۔ آہ اور ہی بات جو ایک حقیقی اور مومن کے دل کو اپیل کرتی ہے اسکا کو دیکھ کر مساند مسر حزن میں جاتے ہیں۔

آنگھ کے انھوں کو حائل ہو گئے سو سو جہاں

وہ قبلہ تھا تراویح کا فرد سینہ دار کا

**چھٹا اختلاف** نزول حضرت مسیح علیہ السلام میں ہزار کے نیچے مسر خرویشیالی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ قریبات درج کی ہیں اور ہر یک قریشی اس کو اختلافات کے بغیر پر یہ لکھا ہے۔ حالانکہ اس کے ضمنی صاحب کا مطلب ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ پرنا پور دیکھئے۔

(الف) پہلی علامت آپ نے براہین احمدیہ مشرق سے بیٹنی کی اور مسیح کے دوبارہ اعدا لا رواد ذکر کیا ہے۔ اس حوالہ کے متعلق ہم قبل فرمیں۔ بحث کہ چنگیزی اس بلکہ معروف ایک دفعہ کہنا کافی ہے۔ خصوصاً خود خود تحریر فرمایا ہے۔

”میں نے فراموش نہیں ہو چکا کہ میں نے مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر معروف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف اہل کلی ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھگڑے ہیں۔ سو اس قدر ہر عقائد کے لحاظ سے میں نے فراموش نہیں ہو چکا کہ میں نے معروف طریق مسعودیوں اور میری تفاوت معروف روحانی مخالفت ہے۔ لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی خبر یہاں

بسمانی، دونوں طرف سے قتل ہو گیا۔ یہ بیان جو بتاتی ہے، اس سے جو کچھ ہے صرف اس سرسری بیرونی کی وجہ سے ہے جو قتل کو قتل و کشتنات اصل حقیقت اپنے ہی کئے کا روبرو رکھے گا تو اسے حرم ہے۔ کیونکہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے اہتمام پاس کرتے ہیں وہ غیر بلائے نہیں ہوتے اور غیر کھائے نہیں جکتے اور غیر قتل کئے کوئی دھوا نہیں کئے اور اپنی طرف سے کسی قسم کا دیر نہیں کر سکتے۔ ام

(انکار و اہم علیٰ قولہ ۱۹۸۰-۱۹۸۱)

اس میں کہ موجودگی میں بتاتی کا اور خود کو اس میں جوتا ہے۔ فلا اشکال فیہ۔  
 (ب) حضرت کیج سید کی دوسری جملہات سرخ نے وہی الفاظ صریح کی ہے۔  
 "کیج کہ کلمات اس کے عدم نزول اور پہلے ہیج ہونے کے اہتمام میں ہے  
 اس میں ایک مقررہ رکھا جگا اس کو رد کر دیا اور حکم واضح اور صریح کا منتظر  
 کلمات بشریٰ صلا" (عشرہ صلا)

الجواب نفسی اور اس کے متعلق تو یہ ہے۔ بہتہ ہو چکا ہے۔ اور وہی جگہ ہم یہ بتا  
 ضروری جکتے ہیں کہ سرخ نے نہایت خیانت سے کام لیا تو وہ "جگا اس کو رد کر دیا" اپنی طرف  
 سے اپنے اور کہ حضرت کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ آیت بشریٰ میں سبذی عبادت ہے۔  
 "ثم ما استجبت فی امری هذا بل اقرنتہ الی مشورۃ بل  
 ذہت علیہا و کففت لحکم و اصرصریح من المنتظرین" صلا  
 ترجمہ۔ پھر میں نے اپنے اس اہتمام میں بعد از اس سے کام نہیں لیا جگا اس کو  
 وہی سال بلکہ یہ وہ صریح تاخیری رکھا اور اس اہتمام کی طرف سے  
 کس واضح حکم اور صریح زبان کا منتظر تھا؟

گویا آپ نے اس دھوا کی سیاحت و غیرہ میں بعد از اس سے کام نہیں لیا بلکہ سبقت بہت  
 اہتمام کی عبادت اور واضح دھوا کی سیاحت دھوا فرمایا۔ لیکن اس عبادت میں کسی جگا کہ نہیں  
 کیا آپ نے اس اہتمام کو رد کر دیا۔ یہ سراسر کذاب بیانی ہے۔

اگر تعالیٰ نے حضرت کیج سید کو علیٰ السلام سے فرمایا تھا اپنی ٹیپٹے تن آؤ

یہاں شک کریں اس کو کہ اس کو دیکھا جوتھے ذلیل کرنا چاہے۔ ہر طرف پڑھا لکھا حضرت کے کلام میں بزرگم خود اختصا نہ برائی "عنایت کوئی چاہی لیکن کتب برائی کے باعث خود ذلیل ہو گیا۔ جب مہتر حق مذکور امداد کے تمام ہمناموں کا فرق ہے تو حق نہ اپنی طرف سے یہ فقرہ لکھائیں ورنہ ہماری طرف سے صرف نسبت اللہ علیہ السلام کا جو دشمن رکھیں۔

(ج۔ ۵۔ ۵) یہ تینوں حوالہ جات قرآن ادا ہوا ہے۔ خود میں جہاں حضرت نے لکھا ہے کہ (۱) "میرا یہ دعویٰ نہیں کہ مہتر میں کوئی مشیل کیج پیدا نہ ہوگا لیکن یہ کسی شخص کا نہ ہے جس میں خاص کو مہتر میں بھی کوئی مشیل پیدا ہو چکا ہو" (صفحہ ۱)  
(۲) "میرے نزدیک ممکن ہے کہ کائنات نہ مہتر میں میرے جیسے اور وہی ہوا ہو لیکن مشیل مسیح آجائیں" (صفحہ ۱)

(۳) بالکل ممکن ہے کہ کسی نہ مہتر میں کوئی ایسا کیج بھی آجائے جس پر مہتروں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ لیکن اگر یہ مہتر اس دنیا کی حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ الخ" (صفحہ ۱)

ان حوالہ جات کے بعد مہتر غریب پڑا لکھا ہے :-

"جب یہ بات ہے تو پھر اپنے مخالفوں پر ہرگز بے غائی نہ ہو کہوں  
الکھا ہے :- (مشرکہ صفحہ ۱)

الجواب :- ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت کیج موجود علیٰ امتداد ہے تو ایک آپ کے بعد بھی مشیل کیج آسکتے ہیں وہی۔ اس عام قانون سے کہی کو انکار جو ممکن ہے خود حضرت کیج مہتر، حضرت علی مہتر و سلم کی تربیت میں فرما چکے ہیں :-

صدر بزار میں یہ ہے۔ یہ ہم وہی چاہو ذوق

وہاں مسیح کا مہر تھا نہ وہاں ہے اوجہ شمار

خود خاں ادرام میں وہی قسم کے مشیل جس نے کو ایک عام قانون بتاتے ہوئے فرمایا ہے :-

"ہمیں اس سے انکار نہیں کر سکتے جو کوئی اور بھی کمال مشیل میں کائنات کو

نہ انکار ادرام ملتا ہے یہ وہاں نہیں ہے ہاں ملتا ہے مذکور ہے۔ (ابو العباس)



نبیوں کے شبیل ہمیشہ دنیا میں رہ سکتے تھے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک نفس اور یقیناً بیشک کوئی ہی میسر ہو رہا ہو کہ دکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک نفس پیدا ہو گا جس کو کئی باتوں میں سچ سے مشابہت ہوگی تو وہ ایک نفس

پس متذکرۃ الصدوق و روایات میں خدا تعالیٰ کے ایک عام قانونِ قدرت کی تشریح کی گئی ہے وہیں۔ بالقرنہ اور سوال کہ سب بیانات ہیں تو پھر اپنے ذہن سے وہی پرچہ بگڑ جائے گا کہ نظر کیوں اٹھا گیا ہے۔ ”موسیٰ کا اس بگڑ کوئی تعلق نہیں مثیل سچ ہزاروں ہوں کیوں اٹھا اس سے موعود سچ کا زمانہ تباہی نہیں دی سکتا خدا کے سچ موعود کو قبول نہ کیا بہر حال ایک ذہن پروردگار حضرت مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر اس ذہن کی تحقیقت و اشکات فرمائی تو اس میں ہر جگہ یہ ہے ”مستزین نے جو روایات ذکر کئے ہیں ان میں سے قول ”لقد رحمت اللہ علیہ“ یہ ایک فقرہ وضع ہے جو خود خود اس اعتراض کو حل کر دیتا ہے حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

”ہاں اس زمانہ کے لئے نہیں مثیل سچ ہوں اور دوسرے کی انتقاد ہے شکوہ ہے“ (ازاد آدم طبع اقول ص ۱۱۱)

اسی کتاب میں دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے۔

ایک نظم کو سب بشارت آدم + میں کہ است با نہیں با جنرم  
 موعود و بشارت آدم + میں است کہ عید و عید منظر  
 دہم جو گندم است بفرقہ توحید + زمانہ کی آمد است دعا خواہ موعود  
 غرض مخرج کے پیش کنند ہر روایات میں سے کوئی بھی مخالفین کے لئے مفید نہیں ہے  
 ان کو بعد از اختلاف بیانی ”پیش کرنا تو سرور کا حق ہے۔“

ایک دوسری شق کا جواب | غرض ہے کہ مستزین کا مستند ان جہان کے پیش کرنے سے جو کہ گویا اسود ہائے صحرانہ کے موعود حضرت  
 مسیح، مری کے دوبارہ نزول کو بھی ممکن قرار دے لے لے کر یہ سخت مضامین میں ہو گئی کیونکہ ہر جگہ  
 سے یہ روایات منقول ہیں ان کے ساتھ بطور وضاحت حضرت ائمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ۔  
 ”ان میں کوئی خاص موعود کشف و اہلنا و حقلاً و فرغاناً جگہ ہے نہ ہی ہوتی نظر نہیں کرتی

کہ وہ لوگ پہنچا لیکن وہی حضرت کی یہی مریم کو آسمان سے اترنے والی  
 تھیں گے۔ سو انہیں اس بات پر حیران کر دیا کہ تم ہی وہی تھیں وہی تھے کہ جب سچ  
 کو پہنچا آنکھوں سے اسی سے اترتا ہوا مشاہدہ کریں گے ایک خطرناک  
 جذبہ ہے؟ (از قدام ہم پہلو ایڈیشن مست)

علامہ کلامیہ ہذا کو حضرت کے بعد بھی شیعہ کی سچ بخود ملی انبیاء کے خیال میں اس قدر عجیب لگے کہ  
 حضرت سچ موجد علیہ السلام موجد مسیحؑ ہی اور آپ کا اتنا از میں غریب ہے۔ وہ عبادتوں  
 میں نہ کوئی قصا ہے نہ تعاد میں نہ

گرد چہد بروز شجرہ چشم  
 پیشہ آفتاب دا چہ گنہ

ساتواں اختلاف | ڈاکٹر محمد الحکیم خاں کی تفسیر۔ اس بڑے معززین پشاور  
 نے ڈاکٹر پشاور کی تفسیر کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس کا بہت بڑا  
 مرد صاحب نے لکھا "ہدایت اللہ ہے" شیری بیان ہے احکامات قرآنی خوب بیان کئے ہیں  
 دل سے نکلے اور دلوں پر اثر کر سکتا ہے۔

بدی و عبادتہ و جہنم و جہنم لکھا۔

"ڈاکٹر محمد الحکیم خاں کا تھوڑا سا بڑا آدمی ہے۔ کبھی تفسیر لکھے گا ہم میں لکھ کر  
 وہ اس کا اپنی نہیں ہے۔ اس کی تفسیر میں ایک ذوق و دعائیت نہیں ہے نہ کچھ بڑی  
 علم کو لکھ سکتا ہے؟

اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ "میں نے اس کی تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا۔"  
 ان چیزوں، اقتباسات کے بعد معززین پشاور ہی لکھتا ہے۔

"مگر کسی نہیں پڑھا تو پہلی اور پہلی راستے کی طرف قائم کر دی غرض

تینوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں؟ (حشو مست)

الجواب۔ اس اعتراض کے وار جتنے ہیں۔ وہ آگے کہ حضرت کی سچ موجد علیہ السلام  
 نے جب اس تفسیر کو پڑھا ہے تو اس کے متعلق کوئی دوسرے کس طرح قائم کر سکتے ہیں۔ مدام

اسی وقت کہ وہ اس اختطاط کیوں ہے ؟

مفسرِ قبل کا جواب یہ ہے کہ ہر شک آپ نے اسی تفسیر کو اپنی پڑھا اور اس کے لئے  
کے بعد اس کے معنی فرمایا۔ لیکن تاہم اس کے متعلق دانتے کا کہنا کہ آپ کو حق تھا۔ کیونکہ خود  
ڈاکٹر عبدالحکیم بعد از وفات لکھتے ہیں :-

”خود مولانا نور الدین صاحب بھی جو جماعت احمدی میں اسلام کا ایک عامل  
نورانی ہیں ان آیات میں جبکہ نئی تفسیر انقرآن بغرض احمدی حضرت مولانا صاحب  
اور جناب کو شکیاں کرنا تھا فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کو تو میں شکایت  
کچھ کی بہت شکیاں کروں ؟“ (ڈاکٹر الحکیم کا مکتبہ)

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ موجود علی اسلام نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر کو شکیاں کیا کہ ہم  
اس کے بعض مقامات غلط سمجھتے تھے۔

پھر ڈاکٹر نے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب غرضتہ شیخ ماقول یعنی شریعت کا نائب  
کہتے ہوئے اپنے خلاف مؤرخہ اور بی سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

”میں آیات میں مرزا صاحب کو نئی تفسیر انقرآن شکیاں کرتا تھا کہ آپ کو بھی یاد  
ہو گا کہ تمام تفسیریں مرزا صاحب نے کسی ایک مقام پر بھی دو کوئی اصول کا  
دکھانے خاص نکتہ سے صرف بتایا۔ آپ نے یہ شکایت بھی غلطیوں پر مبنی تھی  
اور بعض نئے نکات بھی دانتے ؟“ (ڈاکٹر الحکیم کا مکتبہ)

پھر حال حضرت شیخ موجود علی اسلام نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر کو شکیاں کیا تھا لیکن آپ اس  
کے متعلق دانتے ظاہر کرنے کا حق رکھتے تھے۔ غرض یہ بھی درست ہے کہ آپ نے اس تفسیر کو اپنی  
پڑھا کیونکہ جماعت کے بعد آپ نے اس کو رد کیا اور رد فرمایا۔ اس خود ڈاکٹر دانتے کے متعلق یہ بات  
بغرض اصول اس کے بعض مقامات حضور کے کوششوں سے لکھے۔ اور دیکھا ہے کہ تفسیر انقرآن کو بھی  
دانتے کا کہنا تھا کہ یہ ہے۔ فلاہذا من۔

اب رہے سوال کہ تفسیر کے متعلق حضرت شیخ موجود  
احمر آف کا دوسرا حصہ | عیالات سلام غنہ منقبت دینی کیوں ظاہر کیا ؟ اس

کے کئی جواب ہیں۔

اترک۔ تفسیر کے متعلق حضرت علیؓ کی جودا سنے تہایت جو بہت غریب بیان ہے شک کے حوالہ میں مذکور ہے اس کے سلسلے میں شیخ الاسلام نے کوئی جواب نہیں دیا تاکہ بعد میں وہی جواب نہ ملے اصل بات یہ ہے کہ یہ دلائل خود ڈاکٹر محمد سلیم خاں نے مرتبہ ہونے کے بعد اپنے عالم اہلکار سلیم کے ساتھ میں اپنی اپنی روایت سے تصدیق کی ہے جو درجہ بزرگی والے انتہائی مقامات نہیں۔ وہ اس دعوای میں متعدد کذب بیانیوں کو چھپا ہے۔ قرآن پاک کے اقوال ہے **وَاِذَا جَاءَ اَکْثَرُ قَوْمٍ بِمُؤْتَفِقٍ فَلْيَبْیْئْهُمْ فَاَنْتَبِہْ لَهَا** کہ قاسم کی خبر پر اجماع نہ ہو۔ پس جواب اول تو یہی ہے کہ دلائل اول کے متعلق کوئی مستند کوئی حوالہ، کوئی ثبوت روایت میں نہ ہو۔ جب تک ایسا نہیں کہہ سکتے تو یہ دعویٰ پایہ اعتبار سے گرا ہوا ثابت ہوا اور شک کا کوئی اثر اس پر باقی نہ رہا۔

دعا دوم بطریق قرآن اگر ہم تسلیم کریں کہ حضورؐ نے فی الواقع قرآن ہی ان الفاظ کے ساتھ سن کر کوئی ہرگز نہیں کیونکہ ایک ہندوی کی جو سند انراٹھی کے سلسلے میں کچھ دیا جاتا ہے۔ دیکھئے ایسا کہ وہ در شک جو اصل کے قتل کے بعد میں متاخر کر رہے تھے انھوں نے علیؓ علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔

”عَلَا طَعْنًا قَعْلًا“

تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ عطا کرنا فی اس پر فرماتے ہیں۔

”اتصا علی بالحق من الله علیه وسلم ولا تخافوا فتنة تطيبها“

القلب الآخر من حيث حق له مشا ربعة فافقتهم

والتفہیر ما مشہور بحالہ وبتہیئہ

کہ انھوں نے خود دوسرے دلائل کے دلی کو قتل کرنے کے سلسلے میں فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے اور انہیں یہ کہہ کر ہر دو قاتل کو اس کو قتل کیا ہے کہ اس کی شرکت حاصل تھی؟

اب وہاں بات ہے کہ ڈاکٹر محمد سلیم حضرت ابو تفسیر کے بعض اصحاب سے نقل ہے یہ کہ ایک دو گروہ کا قاتل ہے جن کی ایک طرف خویشی ہے اور دوسری طرف انراٹھی کی







ہے! کلام متناقض آپ کر لی اور اس کا جواب وہ جو خدا تعالیٰ نے  
فرمادیا ہے کہ لو کان من عند غیر اللہ: (مستوفی)

الجواب۔ سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سرزمین نے متحدہ امریکی دستوں کے  
نقروہ خدا سے چاہا کہ جسے اس سے کم نہ رکھے جسے اصل غلط استدلال کیا ہے کہ اگر  
اس میں کسی شے پر ہوی گا دعویٰ کیا ہے۔ سرزمین پٹیا دہی کو وہی اس لیے اختیار  
کرنا پڑا تاہم وہ عام کر یہ بتا دے کہ پہلے کسی کے برابر ہونے بلکہ فضیلت کا دعویٰ  
کیا اور ان کوئی فضیلت کا دعویٰ کیا کر دیا۔ تاہم نہ تحقیقت یہ ہے کہ سرزمین کا نقروہ کا مطلب  
دعویٰ مساوات نہیں بلکہ اس جگہ تو اس کی فضیلت کا دعویٰ ہے۔ ظاہر ہے کہ کم نہ رکھنے  
کے وہ مطلب ہو سکتے تھے۔ برابر کر دیا، افضل بنا دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت  
عیسیٰ مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جہاد میں "کم نہ رکھنے" کے کیا مراد ہے سو اس کے لیے اس مسئلہ  
کا یہ نقروہ نہایت واضح تشریح ہے کہ۔

"معاذ اللہ کہہ رہے کہ اس سوال کے دو فی غلام امرائیکہ کیسے ہی مریم جو  
بٹھ کر لی: (مستوفی)

پس یہ بات تو علیٰ دعویٰ کسی سے فضیلت و عدم فضیلت ہی بہ اعتراض نہیں کرتی ہے  
مساوات والی تیسری صورت یہاں موجود نہیں۔ حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنی  
نہانے آئے ہی۔ اول جب آپ حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اپنے سے افضل  
کہتے تھے اور اپنے نفس کو حق تعالیٰ کی فضیلت دیتے تھے۔ دوسرے جب آپ نے ان کے  
کی واضح تعویذ کے بعد اپنی نبوت کا کلمہ اعلان فرمایا اور اپنے آپ کو مسیح بدلتی  
فضیلت دی۔ پس اب صرف جزئی فضیلت اور کلی فضیلت کا سوال رہا ہے  
ہم اس سوال پر نبوت کے دعویٰ کے نفس میں حق تعالیٰ کی فضیلت کو پہلے ہی حضرت مسیح صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"انسانی میں میرا ہی عقیدہ تھا کہ جب کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت  
ہے۔ وہ نہیں ہے اور خدا کے نزدیک تعویذ میں ہے۔ خدا کو کوئی  
امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو علیٰ اس کہ جزئی فضیلت قرار  
دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وہی بادشہ کی طرح میرے ہی عادل ہونے



اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ دینے دیا اور صریح طور پر یہی کاٹھا لکھا ہے۔  
 لکھے۔ دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ملک پہلو سے نی اور ایک پہلو سے  
 اٹھتا..... اور نیچے بھی دھلتا ہوں کہ سچ بن مریم آخری عقیدہ موسیٰ  
 علیہ السلام کا ہے اور میں آخری عقیدہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل  
 ہے۔ اس لیے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ دے سکے میں خوب  
 جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے ان لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے لوں  
 میں حضرت مسیح کی محبت پرستی کی حد تک پہنچا تھا ہے۔ مگر میں ان کی  
 پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کروں۔ کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور  
 کس طرح اس روکش سے جو مجھے دی گئی ہے تاکی میں آسکتا ہوں۔  
 خصوصاً کہ میری کلام میں کچھ تعلق نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی  
 وحی کی پیروی کو قبول کرتا ہوں۔ جب کہ مجھے اس سے علم نہ تھا میں ہی  
 کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو  
 میں نے اس کے مخالفت کہا۔ میں انسان ہوں مجھے علم و دلیل کی وجہ سے  
 نہیں۔ بات سیدھی ہے۔ جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے میں نہیں جانتا  
 کہ خدا نے ایسا کیا کیا۔ اس میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ  
 کی قوت میسائیلوں کے مقابل پڑ جوشی اور بڑا ہے۔ انہیں نے انھیں  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالفت و تادیب کے الفاظ استعمال کئے  
 ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان چٹ جائیں۔ میں خدا و کھلا کا  
 ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیل مسیح بن مریم سے  
 بڑھ کر ہیں۔ میں شخص کو اس فقرہ سے لینا و غضب ہواں کہ استیبار  
 ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا کیا اور خدا جو چاہتا  
 ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدر ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نہ  
 کیوں کیا؟ (حقیقۃً اسی کا مطلب ہے)

حضرات ناظرین! اس کے خدا انصافاً بتائیں کہ کیا اس وضاحت کے  
 بعد ان بیانات کو اختلاف و بائی کی مثال ہی پیش کرنا دیا تدریج کا اقامت تھا ہر

مسیح سرور علیہ السلام نے جوئی فصیلت کا زمانہ اور پھر اس کی وجہ بتا دی ہے۔ پھر یہ  
 خدا تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ آپ افضل ہیں آپ نے خدا فصیلت کا دعویٰ فرمایا۔ گویا پہلے  
 حضور نے اپنی طرف سے اوقت فرمایا مگر جب بادش کی طرح وہی نازل ہوئی تو آپ نے  
 فاضل فرمایا۔ انا افضل منکم کے مطابق اس کا اعلان فرمادیا۔ پہلے سے سترہ سو سال قبل علم  
 نے فرمایا تھا کہ میں قاتل انا قاتل من یؤنس نبی عشق نقض کذاب ہر وہ جس نے فضل  
 اللہ بہتر ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے مگر جب خدا تعالیٰ کی وہی سنے آپ کو  
 خاتم النبیین قرار دیا تو آپ نے فرمایا انا سیدہ و اولو ائہ مراد لا فخر و انما  
 کو کائنات میں و میں نے کتبہ لکھا و یستقنا لا انا آتیا میں (یعنی آیت) و الحمد للہ کہ  
 میں صبا کہ مرادوں کا سرور ہوں۔ اگر آج میں اور عیسیٰ زعمہ ہوتے تو میں آج بھی  
 کے سوائے ان کے کچھ کوئی چاہتا کار نہ تھا۔ اب اگر کوئی اس کا نام استقامت بیانی  
 رکھ سکتا ہے تو وہ شوق سے حضرت مسیح موعود کے ہر وہ بیانات کے نام بھی تھا و اور  
 حق تعالیٰ قرار دے۔ مگر یہ قول کسی عقل مند کا نہیں ہو سکتا و لا من سفہة نقضہ۔

پھر دیکھئے جب تک بقول اللہ الامام ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن صیاد کے  
 متعلق انکشاف نہیں ہوا حضور نے اس کے متعلق تردید اختیار فرمائی چنانچہ لکھا ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابن صیاد) قول میری وقت گنتہ و فرمودت یکن  
 ہو و ابی نزد اہل قدم او بعد منہ بود و چوں تمیم داری اندا خبر کہ ہر دم  
 فرمود با نکر و جال ہمای مجوس است کہ تمیم اور اوید و جویٹ او بیاد و  
 صلیت مژدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اوست۔ و کوچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اہل بود کہ وہ سے دران وقت مژدہ بود۔“ (تجلی المکارم ص ۱۸۸)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کے ہاتھ میں پہلے کتاب کا کلام  
 فرمایا اسی نے کہا کہ اگر یہ دعویٰ ہے حضور کا یہ کلام میری آنکھ کے شروع  
 کا ہے۔ جب تمیم داری نے حضور کو خبر دی تو حضور نے یقین فرمایا کہ وہ جال  
 وہی ہے جسے تمیم داری نے جزیرہ میں جمع کیا تھا ہے حضور نے اس کی  
 بات میں ذکر فرمادی حضرت عمرؓ کا حضورؐ کے مدینے ابن صیاد کے جال  
 ہونے پر تمیمؓ اٹھا ناخن کی بنا پر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پناہ

اس دہرے قحی کو حضورؐ اس وقت تک اس بات میں متروک نہ تھے :

(الحج انکار مشافہ)

اب اگر کوئی شخص اس قسم کی بات کو "کلام متناقض" سے تعبیر کرے گا تو وہ اپنی دماغی  
کا نظریہ عقلی غلط یا شریر ہی کہلائے گا۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو فیضیت  
کا ذکر فرمایا ہے وہ ہرگز متناقض نہیں دیکھئے کہ بڑی فیضیت آپ کے اپنے خیال سے  
حق اور کی فیضیت کا دعویٰ خدا تعالیٰ کی طرف سے بادش کی طرح متواتر دہی کہ وہ  
سے تھا۔ انہی ہے کہ ہمارے مخالفین اس کی موٹی بات سمجھنے کی ہیں تاہم یہ نہیں  
دیکھتے تھے

بدگمانی نے تمہیں جھوٹ وادھا کر دیا

وہ تھے میری صداقت پر پڑا ہی بے شمار

حضرت مسیح کے پروردے ۔ اس بڑی سرسبز پھیلائی  
نواں اختلاف | نے حضرت آدمؑ کی عمارتوں کے چند نقبائی دیکھے ہر ایک  
بتایا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے حضرت مسیحؑ کے سبب خلق الطبیور کی تکلیف  
تشریح نہیں کی۔ میں شکر ہے کہ نتیجہ اور اس عقیدے واسطے تاہم کی سچ کا اظہار  
کلیں یا کھولنا اور آگے دکان لوگ مراد لیندی۔ بعض ادھولے حوالے سے کہنے کے  
بعد سرسبز نکلتا ہے ۔

"تاہم قرآن شریف کے صحت الفاظ کا مرزا صاحب کی کلامیت

فاسد سے متاثر کریں گے۔ یہ پڑھیں خیال کیا کہ حق اور جھوٹ کے واسطے

سے منسوب ہر شے کی یا انہیں اسمانی غیرت سے کچھ بھی تعلق ہے؟"

(حشرہ صفحہ ۳۳)

الجواب۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خلق الطبیور کو حضرت مسیح سے منسوب کیا گیا  
ہے۔ مگر جیسا کہ دوسری آیات قرآنیہ سے ظاہر ہے۔ اس کے حقیقی معنیوں پر عمل نہیں کیا جاتا  
کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ﴿لَیْسَ لَہٗ مُکَلَّفٌ شَیْءٌ وَ لَہٗ الْوَاحِدُ الْفَلْکَانِ﴾ یعنی  
﴿لَکُلِّ شَیْءٍ حَکْمٌ وَ لَکُلِّ رَءٍ لَکُلِّ رَءٍ﴾ (۱۲۸) ﴿لَکُلِّ رَءٍ لَکُلِّ رَءٍ﴾ (۱۲۸) ﴿لَکُلِّ رَءٍ لَکُلِّ رَءٍ﴾ (۱۲۸)

کو صرف ایک اندر ہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی بتا رہے۔ اُس شہر پر چڑھ کر پہنچ کر کے اُس کے لئے ایک امانہ مقرر فرمادیا۔ کیا واسطہ شرک! خدا کے سوا بھی کوئی خالق ہے! ایمن ہو گئے ہیں۔ ایسے ہی جیسوں کیسات میں ہر ہر شے کی طرح اس شرک آلود خیالی کو پانہ پاس کر دی جی کہ حضرت مسیح نے فی الواقع پروردگار سے پیدا کیے اور وہ حقیقی پروردگار تھے۔

**مفسرین اور حضرت مسیح کے پروردگار** | اسی کیفیت باہر کی موجودگی میں  
 ہوا کرتا ہے کہ فی الواقع حضرت مسیح حقیقی مفسرین میں پکا پکا کئے ہوئے لوگوں کے مانتے تھے؟  
 یہی وجہ ہے کہ جملہ مفسرین کا بھی خیال ہے کہ حضرت مسیح کے عزم پرست صرف مفسرین  
 کی نظروں تک پر داند کرتے تھے اور وہ جوں جوں ہوتے ہی مر کر بیرونِ خاک ہو جاتے تھے۔  
 اگرچہ مفسرین میں عام طور پر یہ پسند کا جذبہ غالب نظر آتا ہے مگر اس جگہ پر اجماعاً  
 مبالغہ سے لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

(۱) علامہ جمال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں :-

”خَلَقَ كَهْمُ الْفُتَّانِ لَا شَكَّ الْقَمَلُ الْفَارِغُ لَقَدْ اَنْشَأَ  
 يَلْبِيزُ قَهْمٌ يَنْظُرُونَ كَلَامًا اَخَابَ عَنْ اَعْيُنِهِمْ سَقَطَتْ

(دو آئین علیٰ مبنیٰ ملاح)

اس مقام پر یہاں فرماتے ہیں :-

”كَانَ يَلْبِيزُ قَهْمًا اَخْبَرُ النَّاسَ يَنْظُرُونَ اَيْسَ كَلَامًا اَخَابَ عَنْ اَعْيُنِهِمْ  
 سَقَطَتْ قَسِيئًا“ (تفسیر تفسیر ابن عربیؒ ص ۱۰۱)

اس مقام پر یہاں فرماتے ہیں :-

”قَوْلُهُمْ اَنْشَأَ الْفَارِغُ كَلَامًا اَخَابَ عَنْ اَعْيُنِهِمْ سَقَطَتْ قَسِيئًا  
 كَانَ يَلْبِيزُ قَهْمًا اَخْبَرُ النَّاسَ يَنْظُرُونَ اَيْسَ كَلَامًا اَخَابَ عَنْ اَعْيُنِهِمْ  
 سَقَطَتْ قَسِيئًا“ (القرآن مجید ص ۱۰۱)

گویا سب مفسرین یہی سمجھ کر رہے ہیں کہ وہ مصروف پروردگاروں کے سامنے ان کی نظریں  
 منکسر ہی آ رہی تھیں کہ بعد از گریختانہ کیا ہوا تھے ضعف جائید کے لئے اس میں  
 ایمن نہیں؟ کیا وجہ ہے کہ مفسرین کو خلقِ عظیمہ پر گہرا ماحول کافی نہیں۔ کیوں نہیں

نے حقیقی پر بندے اور طبعی حیات پانے والے پر بندے نہیں تسلیم کئے ۱۶ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی طور پر کسی کا خالق من دون اللہ پرانا ناممکن احوال اور متعین ہے۔ پر بندے تو بڑی چیزیں انسان ایک کیشے کا پاؤں اور کچھ لک جانتے سے عاجز ہیں۔ یہودیوں کا اظہار کی شان میں فرمایا خداوندی ہے۔ **قَدْ يَلْمِزُونَكَ بِمَا لَا يَخْلُقُونَ اَشْيَاءً**۔

اس جگہ ہم سب سے عرض کیا تو ہی اور اس کے تمام چمنوا وید ہندوؤں سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر خالق الطبیور کتنا بڑی قوم ہے، لگتا ہے کہ اس سب کچھ سے تو ان تمام فطرتی کے متعلق تہداری کیا دے سکتے ہیں۔ اگر اصل احوال کو تسلیم کرتے ہوئے تفصیل کے متعلق تہداری کی ہدایت ہے تو حضرت مرزا صاحب کا کیا تصور ہے؟ کیا یہ وہی طریقہ نہیں جو تمام فطرتی نے اختیار کر رکھا ہے یعنی تاویل۔ پس اگر وہ لکھتے ہیں تو

یہ کہ بہت کدہ غیر متاخر کنند

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ۔

”یہاں حق و باطل غلط اور فاسد و شر کا خیال ہے کہ شیخ میں سکھ رہے

ہاں کہ اور ان میں پسوں کا ذکر انہیں پہنچا کے جانور بنا دیتا تھا۔“

(مشکوٰۃ بحوالہ آقا امام)

کیا تہذیبی فہم اور ذہنی فطرتی میں سے ایک ہی ہے جو شیخ کے جانتے ہوئے جانور بنا کر پکڑنے کے جانور تسلیم کرتا ہے؟

**مہجرت عیسوی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام** | سب سے زیادہ اہم

کہ اگر اس صورت مرزا صاحب نے حضرت شیخ کے سہولت کے ہی منکر تھے۔ اس قدر چاہتے کہ حضورؐ ان سہولت کو ترک کی طرف دلی صورت میں تسلیم کرتے اور کوئی موقع نہیں لیا مان سکتا ہے بلکہ مطلق سہولت کے منکر ہو گئے ہیں۔ ذرا ہی اس کے متعلق چند احتیاطات و احاطہ ہوں۔ بخود تقریر فرماتے ہیں۔

”لقد“ ایک صاحب دولت افسانہ ہمیں نے ان کا جو بہت عیسوی کا الزام ہے

عاجز کو دیکر ایک دماغ میں خفا کیا ہے وہ اپنے ذہن میں ہماری کتاب لاکھوں

کی بعض جہاتوں سے برقیج لکھتے ہیں کہ اگر ہم خود اللہ صوبے سے حضرت

یہاں علیہ السلام کے معجزات سے منکر ہیں۔ منکر واضح رہے کہ ایسے لوگوں کی اپنی نظر اور فہم کی غلطی ہے۔ ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے صاحب معجزات ہونے سے انکار نہیں۔ بے شک ان سے بڑا ہی معجزات ظہور میں آئے۔ (تہذیب القرآن ص ۱۸)

دوسرا غلط فہم یہ ہے کہ بعض حضرات مسیح علیہ السلام کے خالق عیسا اور علیہ السلام ہونے کا منکر ہے اور اس کو نہیں مانتا۔ منکر یہ جواب یہ ہے کہ نبی حضرت مسیح کے انجاری احیاء اور انجاری خلق کو مانتا ہوں۔ ان اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرح حقیقی طور پر کس ثواب کو زندہ کیا ہو یا حقیقی طور پر کس پر عذاب کیا ہو۔ کیونکہ اگر حقیقی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے ثواب زندہ کئے اور پر عذاب پیدا کئے تو تسلیم کیا جائے تو ہی سے خدا تعالیٰ کی خلق اور اس کا احیاء مشتبہ ہو جائے گا۔ مسیح علیہ السلام کے ہندوؤں کا حال عیسائی مومن کی طرح ہے جیسے وہ مساب کے طرح ہندوؤں کا تھا مگر ہمیشہ کے لئے اُس سے اپنی اصل حالت کو نہ بھوڑا تھا۔ یہ بھی تحقیق ہے ظاہر ہے کہ مسیح کے پر عذاب لوگوں کے نظر اسے تک اڑتے تھے لیکن جب نظروں سے بھول ہو جاتے تو زمین پر گر پڑتے اور اپنی پہلی حالت پر آ جاتے تھے۔ (صحاح الجہنمی ص ۱۸)

(ج) واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جن سے عبادی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شوق الخمر جو ہمارے سستہ و مرنی نہیں اصل اثر علیہ کلام کا مجبور تھا اور غلامانی کی غیر محدود قدرت سے ایک دوسرا دوا کا بی بی کی حکمت ظاہر کرنے کیلئے اس کو کہنا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس حقایق کاوت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتا ہے۔ جیسے حضرت یسوع کا وہ مجبور جو متروک متروکاً میں تھا اور فرشتے جس کو دیکھ کر یسوع کو ایمان نصیب ہوا۔ اب جاننا چاہیے کہ کتنا ہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا مجبور حضرت یسوع کے مجبور کی طرح صرف عقلی تھا اور خدا کا نام

ناظرین! ان ہر عبارت سے ثابت ہے کہ حضرت شیخ موجود علی السوم کو حضرت مسیح کے سمجھنے والے تھے۔ انکار میں یہ کہ ہے وہ اس کی مشرقاً صورت اور شریعت ہے۔ آخری آیت میں حضورؑ نے اس کو عقلی سمجھنے کی دلیل میں شمار فرمایا ہے اور یہ صورت اُن زمانہ کے مطابق تھی۔ سمجھتے ہیں کہ ان کے مطابق جو ان کے تھے۔

**حضرت مسیح کے مجرّاد اور اُس وقت کی حالت** | جب حضرت شیخ مسیح تھے

وہ شہید، بازی و خیر کے کام میں رہتے تھے۔ اس بات کے کہنے میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر ایسے عجائب و معجزات فرمائے ہیں جو ہر ایک کی طرف سے دیکھے اور سمجھے جاسکتے ہیں۔ پناہ پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے اپنی شہرہ آفاق کتاب کو بھیجا تھا۔

”وقد حقق في الكتب الكلاسيكية ان معجزة كل نبی بايتبا هي  
به قومه بحيث لا يتصوروا المزيد عليه كالسحر في زمن موسى  
عليه السلام والطب في زمن عيسى عليه السلام والبلوعة  
في زمن سقراط اعتقد عليه السلام“

ترجمہ: علمِ عام کی کتابوں میں تحقیق کیا گیا ہے کہ ہر نبی کو اس ملک کا معجزہ دیا گیا  
جس پر اس کی قوم کو فرقہ تھا۔ اور اس کیفیت و کیفیت کی صورت میں دیا گیا  
پر یاد دہانی تھی۔ جیسے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بحر اور جادو تھا۔ اور  
حضرت مسیحؑ کے وقت میں طب تھی اور انھوں نے علی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ  
جانتی تھی: ”کہ ان کے قریب معجزہ و معجزہ اول ملے“

سلسلہ صحابہ کے ائمہ کرام نے مولوی نور حسین صاحب بٹالوی نے بھی لکھا ہے۔  
”خدا تعالیٰ کی تعظیم سے عادت ہے کہ ہر زمانہ میں اس قوم کے معجزات و  
عوارض ملکر رہے ہوں گے۔ اور اُن زمانہ کے لئے مناسب ہوں۔ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بحر کا جادو تھا اس لئے ان کو ایسا معجزہ  
دیا جو بحر کا علم جنس یا علم صورت تھا اور وہ سحر و جادو کا علم تھا۔ حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا پڑا ہوا تھا اس لئے اُن کو

ایسا معجزہ دیا گیا جس نے طیسوں کو مغلوب کیا، انھوں نے اٹھنا شروع کیا۔  
 علیہ وسلم کے غیاب میں وقت کو غصہ سے کاٹ رہے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو  
 اڑا لیں وہ جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باوجود خیر کے لوگوں کا ہجوم لگائے، ہم  
 رکھتے تھے۔ ۱۰" (امامی آثار، جلد ۱، نمبر ۱۵۷)

اس حقیقت کے پیش نظر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان احباب کو پڑھنے سے  
 وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو  
 سانبہ نامہ کو دیکھ کر دیکھتے تھے اور کئی قسم کے ہافہ تیار کر کے انھیں  
 کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں  
 کے ملکوں میں پس لگتے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے سامعین  
 کام لے لے تھے جیسے کہ قرآن کریم میں اس بات کا ثبوت ہے جو کچھ  
 کی جگہ میں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق  
 پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک ہی کا کھانا کھانے کے دہانے یا کھانا  
 مارنے کے طور پر یا یہودیوں کا کرنا ہو جیسے پر عہد پر وہ کرنا ہے یا کھانا  
 جنہیں تو یہودیوں سے چھتا ہو۔ (ان تفسیر، جلد ۱، ص ۱۵۷)

ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کے غیاب میں رہے ان کے لئے خود کا طریقہ  
 اس قسم کی کوئی توجیہ کرنا پڑے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ توجیہ سنائی جو  
 واقعات کے مطابق اور انسانی عقل کے موافق ہے اور پھر لکھنا بھی ہے کیونکہ اس صورت  
 پر سانبہ نامہ اطلاع دی گئی تھی اس کے ساتھ ہی لوگ مغلوب ہو گئے اور چونکہ پہلے  
 باطنی مفسرین عارضی اور وقتی زندگی پاسے تھے اس لئے اس کو کلی اثر کا نتیجہ قرار دینا  
 بھی درست ہے۔

**عمل التوبہ کی حقیقت** | حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس جگہ میں جاننا چاہیے کہ سب سوائے ان کے جو اپنے گناہوں کو گناہ قرار دیتے ہیں۔



ڈالی دینا درحقیقت پر سب اہل الترتب کی تائیں ہی۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ اور مقلعہ، مہر و حق و حقائق و طبع و ان کی تربیت چاہے ہوتے نہ ہوں۔ جن لوگوں کے معاملات و کسب ہیں وہ میرے اسی بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقر و فاقہ بندی و مہر و مادی و غیرہ سے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض دن میں یہاں تک تان گزرتے ہیں کہ صبح بجا رہیں کہ پہنچیں و یہاں سے بھاگ کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محلی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اسی خاص وجہ کی مشق تھی۔  
(از قلم علامہ مثلاً)

گو اہل الترتب بالذات کوئی نئی چیز نہیں تھی مگر اس کا بڑا استعمال کرتا ہے اور مسکن صمدیہ کی صورت میں اس کا جائز طریق اختیار کرتا ہے وہ غلط کرتا ہے۔ البتہ بلند دعائیت کے لحاظ سے یہ کوئی اعلیٰ کمال نہیں اس لیے حضرت آدمی نے اپنے لیے اسی کو ناپسند فرمایا ہے بلکہ حضرت مسیح علیا سلام کے متعلق بھی تحریر فرمایا ہے۔

”حضرت یحییٰ نے بھی اس عمل جہانی کو یہودیوں کے جہانی طور پرست خیالات کے درجے سے جو ان کی نظرت میں مرکوز تھے باطن و ظہر الہی اختیار کیا تھا و بعد ازاں اصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا“ (از قلم علامہ مثلاً)

جہاں سے اسی بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح صمدی علیا سلام نے حضرت یحییٰ کے سحر و خلق الطبیعہ کو عمل الترتب کہہ کر اس کی توجہ نہیں فرمائی بلکہ آپ نے صرف اسی حقیقت کو جس کا تمام مغربیوں کو اقرار ہے ایک مجدد اصطلاح ”عمل الترتب“ کے ذریعہ بیان فرمادیا ہے۔ ایک دوسری جگہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

”اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی اہام ہوا، اھل الترتب اللہ فی لا یعلمون۔ یعنی یہ وہ عمل الترتب ہے جس کی اصل حقیقت کی زیادہ سمائی کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں“ (از قلم علامہ مثلاً جن سوم)

بالذات انسان کا فرض ہے کہ حقیقت پر خود کو سے اور دوسری انجمن و صفا عزرائی  
 ذکر آچلا جائے۔ حضرت اقدس کا عقل حزب کے لحاظ سے حضرت مسیح کے اچان کی عقلی کو  
 روکنا نہ کر نہیں بلکہ حضور قوی پر ایمان رکھتے ہیں جب کہ اور عبادت و روح ہوتی ہے۔  
 عقل ہے وہی بلکہ کسی کو نہ ہم نہ انگیز ہو کہ  
**خرق عادت اور مقدور بشر** | اب یہ سب عقل حزب ہے تو پھر مقدور بشر  
 ٹھہرا کیلئے خرق عادت ضروری۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت نہ تھی  
 کہ موجودگی میں وہ ہم از خود دینی ہو جائے لیکن تاہم نبی میں موعود کا عموماً تحصیل صاحب  
 شہید و بطریق کا ایک حوالہ دیا گیا جاتا ہے تاخوبی عادت کا صحیح مفہوم یہی نفسانی  
 ہونے کے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”ہا زم نیست کہ بر خرق عادت خارج از مطلق طاقت بشریہ باشد بلکہ  
 ہمیں قدر ہا زم است کہ نسبت صاحب عادت قصد و برائی خود عادت  
 باشد بجهت فقدان اوجہات و آفات پس بسیار چیز است کہ بطورائی از  
 مقبولین حق از قبیل خرق شمرده سے شود و ماہکا مثالی ہمیں انصاف بلکہ انائی  
 و اکلی اذای اندازد باسب محرو و اصحاب طعم ممکن الوقوع باشد پس بدقتی کہ  
 بر عافرائی واقعہ ای کہ در ثابت باشد کہ صاحب عادت عادت و دلنی محرو  
 طعم نے وارد پس ہا بعد و بظاہر مذکورہ علامت صدق ہو تو اندر ہر  
 و پیدا تو دل نامہ از بجز است حضرت مسیح شمرده سے شود نکات آنچہ  
 اہل سر بسپار کے از امشبہ نفیرہ از جنس محرو و شیرینی ہست عافیت  
 مشیہ طین عافیت کے آوند“ (درمہ مقابہ عادت طاقت)

یہی جگہ ہوں کہ موعود نامہ دوم نے ماہیوں کے حصول میں بہت اچھا فیصلہ کر دیا  
 ہیں حضرت مسیح کے حضور حق علیہ السلام کا عقل حزب یا انوکھی کا کل و ذریعہ کے باعث تو دینے  
 ہے ہا زم نہیں آتا کہ بخار عادت نہ تھا یا عادت عافیت حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 کہتا ہوں کہ اگرچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کتاب کا کمال کے مکان کو یہ نہیں پرچش کے

طوری ذکر کیا ہے کہ اگر ایسا کام انہیں ملے تھا تو انہیں داخل ہے۔ لیکن اگر یہ سوجھ و بوجھ ہی ہو  
تو یہ بھی غرقِ عادت میں رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس کام کی تلاش میں جتنا تیراؤ اس کا حصول تک پہنچاؤ گا  
جیسا کہ جہاں حقیقتاً غرقِ عادت ہے۔ لہذا اس طرحی تیراؤ ہی کا حرازمی نام ملے ہے۔

خلاصہ کلام | ہم نے ضرورت کے تحت، جس فیروز پوری بحث کے لیے لکھا اس کا ذکر اس کتاب میں کئی جگہ سے خواص طور پر کیا ہے اس کو پیش کیا کرتے ہیں۔

خداوند کلام بہت کم حضرت شیخ موصی علیہ السلام نے حضرت شیخ کے سحر یا خلق العجیبہ والا شکاری  
الکلام میں تسلیم کرنے کے بعد حسب حدیث الکلی فی انہ یغفلون بنظرہ اس کی تشریح فرمائی  
ہی (۱) ظاہری جو انور مذکور ہوئی۔ اور میں کلام صلی علیہ وسلم کے کہ بے شک وہ دینہ سے ہی گئے  
تھے مگر حقیقی نہ تھے بلکہ یا تو قلعی العرب کا تہمت تھا یا پھر کسی نئی دھڑوکہ وجہ سے تھے جس کی  
حضرت شیخ کو سچا ناب ہند تسلیم کی گئی تھی (۲) یا غلطی۔ اس تشریح میں آپ نے تقریر کیا کہ۔

”ہو کر قرآن شریف کثرتِ استقامت سے پھرا پڑا ہے ایسیجئے ان آیات سے کہ روحانی طور پر یہ معنی بھی کہہ سکتے ہیں کہ مٹی کی پریشانی سے غروبِ وقتی اور فانی لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا۔ گویا اپنی صحبت میں ایک پرندوں کی صورت کا خدا کی گینچا پھر چیت کا روح ان میں چھوٹک دیا جس سے وہ پرواز کہنے لگے۔“ (ازہارِ دہم طبع موسمِ صوفیہ ص ۱۲۱)

گی۔ وہی تشریحات جو کتب میں - ہاتھ کی بھی باتیں ہیں - مل سکیں کہ وہ اس سے ظاہر تشریح  
ایک شخصیت امر ہوا جو پانچویں اور چھٹی ہر گا - لیکن داخلی تشریح ایک عقل اور اہم صورت  
ہے اور دنیا کے میں شاید ہی خالی - یہ ہے کہ آئین کے متعدد تفصیل کے تمام اہل علم کا طریق  
ہے کہ اگر کوئی چیز جو اس کے علم ہے -

فاظطروحت: اجماع نے کلام حقیقت گفتگو خود پر آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ۱۵۰  
میں کوئی اختلاف ہوا ہے۔ کلام متناقض گفتگو متناقض ہے کہ اس کو اپنی حقیقت اختلاف  
بیان میں لائے اور یہ خبر ہے کہ کوئی ہے۔

لے کر اس میں حضورؐ کی تعظیم اور عزت کے ساتھ ساتھ آپؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

ہاں فرمایا وہ ہے کہ ہم اس بات کو لکھا لکھا شرک سمجھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ہادی کے لیے مقرر ہے۔ اس کے لیے کوئی جاسے اور حضرت یونسؑ کو قحطی عانی تھیں کیا ہائے۔ وہ حقیقت ہمارے خضر علیہ السلام کی نظر میں ہمارا ہی جرم ہے کہ ہم اس بات کو لکھا لکھا کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور اس کے باعث ہم ان اصحاب کی نظروں میں محدود صاحب ہیں جو حضرت مسیح کے متعلق غایہ و خیالات رکھتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس مجرور میں خود کو کبیرہ و غباری سے بھی چار قدم آگے بٹل گئے ہیں۔ انامیں کی کوڑھ جھانڈو وہاں یہ مجرور حقیقت پر غور کی پیدا نہیں کیا کہ جس نے دیکھو گئے۔ مگر وہ خود تھا تو کیا ممکن تھا کہ انہیں تو یہ عزیمت ہانڈ کی ہمارے چڑھا کر اس کو ذکر نہ کرے؟ ان کا ذکر نہ کرنا صاف و علانیہ کرتا ہے کہ یہ ہر نہایتی پرندہ نہیں تھے۔ یا تو روحانی پرندے مراد ہیں یا مجازی۔ کما صغر۔ ہیں سے۔

کبیرہ بنایا ایسی مریم کو خدا	سخت اٹھ سے وہ کیوں پیر ہوا
ہے وہی اکثر بندوں کا خدا	اس خدا مافیٰ پر تیری مرصا
مردی صاحب ایسی تو یہ ہے	ہکا ہو کس دیو کی تقلید ہے

(دو تہیں)

**دسوال اختلاف** | و قبال کے متعلق مرزا صاحب کی تحقیقات۔ اس میں

کے آٹھ سو مرتبہ بیان کی گئی ہے۔

(۱) اعلیٰ مقامات مرزا و قبال ہیں۔ (۲) اعلیٰ مقام مرزا۔

(۳) ہاں قبال تو ہیں و قبال ہیں۔ (۴) ان کا گرجا ہے۔ (۵) اعلیٰ مقام مرزا۔

(۶) پادری و قبال ہیں۔ (۷) اعلیٰ مقام مرزا۔

(۸) ایسی میاں و قبال ہے۔ (۹) اعلیٰ مقام مرزا و قبال ہیں کہ کے مرتبہ بیان کی گئی ہے۔

”پادری و قبال ہمارے گار ہیں۔“ (۱۰) مرزا و قبال۔

الجواب۔ (۱) ”حقیقت“ کو ”اختلاف“ بولی۔ اور ”کلام متناقض“ قرار دیا۔ خضر صاحب اور دیوبندی اصحاب کا یہی کام ہو رہا ہے۔ خود غیر حجت میں آپ نے جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفانہ عقائد کو و قبال موعود قرار دیا ہے یہ

مرا مردھوا کہ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری کتاب ”فتح اسلام“ میں  
 ایسا ہی لکھا۔ یہ شخص مسیحی کی مستطد دی ہے۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب نے  
 تو ایسا نہیں لکھا مگر ایسے لوگ خود اپنی غلط بیانی اور دروغ بانی کے ذریعہ اسکی تصدیق  
 کر رہے ہیں۔ پھر مسیحی نے پادریوں اور باقبال قوموں کو الگ الگ بیان کیا ہے،  
 حالانکہ حضرت نے اذآکرہم میں، باقبال قوموں سے مراد پادریوں کا گروہ ہی لایا ہے۔  
 غرض اس اعتراض میں، اول تو مسیحی نے غلط بیانی اور پھر مستطد دی حکم لیا ہے۔  
 (۳) وقبال کے معنی مطلق ہیں، لکھا ہے۔۔

”معنی و قبالی بر صیغہ مبالغہ بسیار فریب دہندہ تبیس کنندہ و مردھمت  
 و در پی سخن مست قولی و سے عظم و تشبہ و تلمیح کردہ و بیکر فاطی و اصحابہ السلام  
 اِنِّیْ وَ تَحْذِثُکَ لِحَقِّیْ وَ تَسْکُتُ بِسَبْطِیْ اِلٰی یَمِّیْنِیْ مِنْ خَدِیْجِ عَلٰی وَ یَمِّیْنِیْ بَرْتُو  
 نیستم؟“ (صحیح الفکر و روش)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے۔۔

”اعت میں، و قبالی محمودوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط  
 کر دیتے ہیں، اور خلق اللہ کے گروہ کرنے کے لئے مکر اور تبیس کو کام میں  
 لاتے ہیں؟“ (اذآکرہم ص ۱۱۱)

”ایک اور بات، ایمان سے جلاء کے لئے خود کے دامن سے کہ عادیث  
 میں صرف ایک و قبالی کا ذکر نہیں بلکہ سب و قبالی نکلتے ہیں؟“ (اذآکرہم ص ۱۱۱)

پس جب و قبالی متعدد ہیں، اور کم از کم تین و قبالیوں کے متعلق تو غیر احمدی بھی بہت  
 ذکر کیا کرتے ہیں۔ تو اگر حضرت مسیح موعود کے و قبالیوں کا ذکر کر دیا تو اس میں کتنی  
 کیجے لازم آیا؟

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”و قبالی محمود“ تو پادریوں کے گروہ کا  
 قرار دیا۔ ہاں اسی عباد کو ایک و قبالی قرار دیا ہے، معصوم لگتے ہیں۔۔  
 (اعت) و قبالی بہت گزشتے ہیں اور شاید آگے بھی ہوں مگر وہ و قبالی بکری کا



یہی آنحضرتؐ، جیسے مخالف کہے کہ ابی سید وہاں ہے۔ حضرت قرآن حضرت  
ابی قرآن اور حضرت عابد انصاریؓ کا تو اعتقاد تھا کہ یہی وہاں ہے۔  
لیکن طویل بیان کے بعد لکھا ہے۔

لَا شَكَّ أَنَّكَ مِنْ جَمَلَةِ الْعِدَّةِ بِمَا لَيْسَ بِهِ (خبریں مشفق)

کہ بلاشبہ ابی سید وہاں ہی سے ایک سو دو سال تھا۔

نواب صدیقی حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”خبر بہ صورت ابی سید آئی کہ ابی سید کے اندر جہاد و شہداء (بجی انکو مرثیہ)

فرمان ابی سید کا سلطان وہاں ہونا سب کو تسلیم ہے اور یہی حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

باقی وہاں محمود حضرت کے پادریوں کو قرار دیا ہے اور یہی درست ہے۔ مولوی برنار واد  
عاشقہ فرماتے ہیں قاتل القاری کا قول نقل کہتے ہیں۔

”یسکن ان یسکن لہ (لہذا وہاں) ابد ان تلتلفہ قطاھرا فی عالم

العتق والنجیال۔“ اتر مع اختلافات اصول وہاں لہذا فی عالم العتال

مقتید بالسلامی والافتحان والعلی المانی من مکتوم کمالہ فی

الفتنة ووجود سلاسل الشیوة۔“ (خبریں مشفق)

یعنی وہاں کا مصداق ابدی مخلوق ہو سکتے ہیں۔ پھر وہاں کے ہمارے کہ وہاں محمود

ہیں جو ابدان مخلوق ہیں ان سے کیا مراد ہے۔ پادریوں کا وہاں پہنچنا تو کساوا جیسے کہ

مولوی ثناء اللہ قرنی کو بھی ملانی کہ پڑا۔

”مسلمانو! جزیرہ عرب میں مشرکوں کا ماننا یہ خاص خاص قرب قیامت

ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں فیضان اسی

سے تا سید ہر جگہ بکڑھتا ہے بھلا کہہ دو سو مسعودیہ جہاں کے لیکن آپس کی

قرینیت بہت ہوگی لیکن ساتھ اس کے یہی فرمایا گیا کہ قرب قیامت کے

وہاں بکڑھیں لیکن تمام بکڑھیں میں پہنچ جائے گا یہیں اگر مشرکوں کا

گزر جزیرہ عرب میں پڑا تو یقین جانو کہ قیامت نہایت قریب

یہ اصرار ہے بڑا انقلاب ہونے والا ہے (انجیل پلویٹ سید پرچہ غفرلہ)

ناظرین! اگر آپ نے غور فرمایا کہ مجال کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس میں اختلاف بیانی کا شائبہ نہیں بلکہ وہی معنوں و درستی اور حاد و ریشہ کا بیان ہے۔ بلکہ وہی مسر عن نے ہی بیان کیا مگر اختلاف بیانی کے ضمن میں درج کیے گئے ہیں۔ افسانہ اور دیوانی کا اظہار ہو گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کے یہ الفاظ آپ پر صحت کے لیے مقرر کیا  
 الشَّيْءُ مَعَكُمْ إِنَّهُ كَانَ لَمَتًا مِّنَ اللَّهِ بَشَآئِلَ اب ان حضرت  
 مرزا صاحب نے لکھ دیا کہ "مفسر پر دجال کا حقیقت کا رد و جہد موجود ہونے کی  
 نوبت کے مقرر شدہ ہوتے ہو تو کچھ تفسیر کی بات نہیں" تو ایسے میں کونسی  
 قیامت لازم آتی ہے۔ عالم الیب تو صرف خدا تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔

ہر چیز کا ایک مذاق ہوتا ہے۔ جو شخص لکھ سکتا ہو جو  
**لطیفاً** اگر وہ اس میدان میں دم مارے گا تو شک کے بی گناہ گا۔

شیب الی مسر عن نے نہایت ہوشیاری سے لفظ کے حوالے سے لکھا ہے  
 آخر صاحب کی تدوین سے سوال! یعنی "آپ مسیح کس طرح ہونے لگے  
 آپ کا دجال ابن صیاد ۱۳۰۰ء میں ہونے لگا" (مشرق و مغرب)

## الجواب۔ یہ ہے کہ

الہی کچھ کس کو بھی ایسی خدا دے

دے آدمی کو موت پر دانا دے

یہاں ہی! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنی امت کو دجال موعود  
 سے وارنہ جو آپ کو اسی قدر لطیف گوئی کی رحمت اٹھانی پڑی! حضرت مسیح  
 اسی کو صرف ایک دجال قرار دیا ہے۔ دجال موعود تو یاروں کا گروہ ہے جو ایسے  
 وقت اسلام کے استیصال کے دو پہلے ہیں۔ اسی لئے تو خدا کے کشمکش و کشمکش



قادیان کے مستر علی احمد کی خوب فرمایا ہے سے  
 لیکن وہ پانی ہوں جو آگیا آسمان سے وقت پر  
 نہیں وہ چوں نور خدا میں سے جوں دل آشکار  
 ہم ایسے لوگوں کی بات و الفاظ میں الفاظ کو دیکھ کر ہی کہا گیا ہے سے  
 خشک قول ہوں ہند مسلمان  
 تاثیر سے رود و دریا رکا  
 الحمد للہ کہ ہم اب پٹیاری مسرین کی پانچویں فصل کے اعتراضات کا کافی و کافی  
 جواب تحریر کر چکے ہیں +

---

# فصل ہشتم

## دش افراؤں کی حقیقت

صفت میں لازم خدا کے مت بننے کے ملکہ  
یہ خدا کا ہے اس لیے یہ خستہ کی کا لاد و بار  
افراؤں صفت ہے اور پر خستہ کی معنی ہے  
پر لیں وہ لگا ہے جو ملکہ سے دکھتا ہے نقار

(حضرت شیخ رحمہ)

شفت عشر ای طرح واقع ہوئی ہے کہ بی بی و انبیاء کو بیوٹ فرمایا ہے تو ایک  
گروہ اپنی سیدہ باطن کے باعث انہما کی خدا کو تہک کہ ترک کرنے کے لیے ان سے  
برسر پر کار ہو جاتا ہے۔ فرمایا وَ كَذِبَاتٍ جَعَلْنَا بَعْضُكَ نَبِيًّا عَذْرَاءَ شَيْطَانٍ  
الَّذِينَ وَالْجَنَّةِ يُؤْمِنُ بَعْضُهُمْ إِنْ يَشَاءُ كَذِبَاتٍ كَذِبَاتٍ كَذِبَاتٍ وَ كَذِبَاتٍ  
شَاءَ وَ كَذِبَاتٍ مَا تَعْلَمُونَ فَذَرْنَهُمْ وَمَا يَفْعَلُونَ (الاحزاب) کہ ہر مہماد قیام کے  
بالعدال کچھ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے وہی جو ایک دوسرے کو جھوٹی اور فتنہ خیز باتیں  
بتلا رہے ہیں۔ فرمایا اگر خدا کو میری ہدایت دینا مقصود ہوتا تو یہ منافقت اور منافقت  
کبھی سر نہ اٹھا سکتی۔ مگر میں امتیاز دہی ہدایت منظور ہے اس لیے (اس امر کو فکر انداز





کے اجماع کا کام کے متعلق پڑھے پانچ مسئلے مسطور کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی علم کیلئے  
کوئی مضمون عنوانِ فصل کے متعلق نہیں دیکھتا؟ ہمہ مدد ٹھکرا کر، خدا را شکر، اور مسامحہ کا حکم  
موجود رکھتے ہیں کہ اس کی اس قریب کاروں کے چہرے سے بھی پردہ اٹھ دیں جو اس نے  
ان صفحات میں اختیار کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اشتعال آئے اپنی غیر معمولی تائید کے ذریعہ وہاں  
علم کو باور کرنے وہاں کام عطا فرمایا۔ آپ نے آسمانی تائید سے متعدد کتب اور مقام لرائیں  
وہی زبان میں اور مقام قرآنی ایسی زبان کا بقولِ خلافت عطا آپ ایک میخروہ جانتے تھے۔  
اللہ ہی قرآنی مجید کے متعلق وسعت و عظمت تحریر کئے۔ خلافت موعودوں کو ہدایت کی  
دعوت دی اور عقائد کو سننے پر ہر دلی اور سیکڑوں مدد پہلے منہم مقرر فرمایا۔ غیبت و حق تعالیٰ  
کے بچے اٹھیا۔ عکس

انٹرنیشنل کے لئے کوئی دانا پرستند

ہر خلافت کو مستحق بنایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بطور مسجودہ قریب کام دی گئی تھی وہی کچھ  
اشکات فی التفسیر و کتباً (آل لڑن)، اس لئے ضروری تھا کہ تبلیغ مسیح کو بھی کام  
کا مجرہ دیا جائے۔ جہاں خود دیکھا۔ مگر پہلے مسیح کا مجرہ پہنچا کا مجرہ تھا۔ اسلئے وہ بعض  
قائم رہے مگر۔ لیکن مسیح محمدی کو اس مجرہ دیا گیا۔ اس کی تعلق میں مجرہ نہ وقت کا اظہار  
کیا گیا۔ وہ خلافت و خلافت اور کتاب قرآنی سے محور کیا گیا اسلئے اس کا مجرہ کچھ بھی  
لفظ ہے اور وہ قیامت نہ دے رہے گا۔ نیز اس قسم کا مجرہ اسلئے بھی ضروری تھا کہ قرآنی مجید  
نے آیت: مَا أَزْنَعْنَا مِنَ الْقُرْآنِ وَلَا يَسْتَوِي الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ  
کی حالت میں اس کو قرآن دیا ہے۔ جہاں قرآنیت بھی کی تفسیریں ملتا ہے۔ (آل لڑن) (آل لڑن)

ماہک القرآن میں ملتا ہے "الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ الْقُرْآنُ الْقَرِيبُ" (ماہک  
ماہک قرآن میں ملتا ہے) پر لکھا کہ اس کی قوم کی زبان صحابی ہے۔ یعنی وہ اس میں پائیدار ہے

کام کرتا ہے۔ اس کا تشریحی و اصولی مقبول عمل و تدبیر و حکم کا یہ اہتمام ہے۔ اُن کی یہ  
جوامع الکلم و خواصہ (ان کی آبدوز و کتابیں)

بہرہ میں ہر دور و دور کے تحت مسیح موجود کے لئے ضروری تھا کہ اس کو مسلمانوں کی  
ذہنی زبان عربی میں (جو تمام ممالک کے اپنی اسلام کی مشترک دینی زبان ہے) انصاف و  
بافت کا معجزہ مقام بنایا جائے۔ سیدنا حضرت مولانا صاحبؒ نے اسی ضمن میں بحالی  
و انصاف تمام جنت کردی۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ۔

”ہمارے یہ دعوت آئندہ نسلیں کے لئے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہوگا  
طریق سے ہوگا۔“ (امستہارہ اردو میرمنڈلہ)

اُن تہذیبی کے فلسفے سے آگاہ نگاہ (جیسا کہ ثابت ہوئی) ہے اور اس قیامت ثابت ہوتا ہے  
اس مسئلہ میں مسیح کی دعوت میں اعجاز المسیح اور اعجاز احمدیؑ میں مماثلت  
رکھتی ہے۔ ان کے مقابلہ پر تصنیف کرنے والوں کے لئے رقم غلطی تمام بھی مقرر کی گئی تھی  
ان کی مثل نہ جاسکا۔ ستر مئی پشاور سے ان دنوں کا بھی ذکر کیا ہے، اہم محلہ انجیری پر اکتسار  
کرتے ہیں۔

یہ وہ سرگزشت اور اور عظیم الشان تصنیف ہے کہ ہر جہتی دنیا  
**اعجاز المسیح** ایک احمیت کی صداقت کا روشن ثبوت ہے۔ یہ میرمنڈلہ  
صاحب آف گوٹ، ضلع داوہندہ کے ایک کتاب بنام ”خمس جہاد“ میں شائع کی اور اس  
میں طبع قرآن کا دعویٰ کیا، حضرت مسیحؑ موجود علیہ السلام نے۔ اور جو ان مسئلہ کو ایک  
استہدائے حق کے جواب میں شائع کیا اور پھر علی شاہ صاحب کو دعوت مقبول دینے پہنچے تھے۔

”صاحب ہے کہ ہر دور میں جو صد مقام پنجاب ہے صادق اور ملاحظ  
کے پرکھنے کے لئے ایک جملہ قرار دیا جائے اور اس طرح سے جملہ جہاد  
کریں کہ قرآن و ہدای کے طور پر قرآن شریعت کی کوئی سمیت نکالیں اور  
اس میں سے جالیں کت یا ساری سورۃ (اگر جالیں آیات سے نکالیں  
نہیں) دیکر فرطین میں یہ عاجز اور میر علی شاہ صاحب آفلی یہ دعا کریں کہ

یا الٹی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک رہتا ہے اس کو تو اس بار  
 میں اس صورت کے حقائق اور مصداق فصیح و بلیغ عربی میں ہیں اسی جلسہ میں  
 لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس  
 سے اس کی مدد کر اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف  
 اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توقع نہیں ہے۔ اور اس  
 کی زبان کو فصیح عربی اور مصداق قرآنی کے بیان سے روک دے تاکہ لوگ  
 معلوم کر لیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس  
 کی تائید سے عزم ہے۔ پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر  
 کو لکھنا شروع کریں۔۔۔۔۔ جب فریق لکھ چکیں تو دونوں تفسیری بعد کستہ تین  
 اہل علم کتب کا اہتمام حاضر و انتساب پر پھر عربی شاہ صاحب کے دست پر لکھا  
 جائیگا۔ اور ان ہر سہ سووی صاحبان کا یہ کام ہوگا کہ وہ حقائق و اس کے ظاہر  
 کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر اور  
 عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے۔ اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں  
 عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلے میں داخل ہو اور نہ پھر عمل شک کا فرج  
 ہو۔۔۔۔۔ اس طرز کے باعث اور اس طرز کے تین سوویوں کی نگاہی سے اگر  
 ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پھر عربی شاہ صاحب تفسیر اور عربی فریق میں تائید یافتہ  
 لوگوں کا طرز ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں  
 نے میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ یہی اقرار  
 کروں گا کہ حق پھر پھر شاہ کے ساتھ ہے۔ اور اس صورت میں یہی اقرار  
 کتابوں کی اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے سلسلے میں جلاؤں گا اور  
 اپنے شیخ مخدوم اور مرؤدہ گھوٹوں گا۔ میری طرف سے یہ قریرہ کافی ہے  
 جس کو میں آج بہ نسبت شہادت میں گواہان کے اس وقت لکھتا ہوں۔ لیکن  
 اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور پھر عربی شاہ صاحب

کی زبان بند ہو گئی، اندھ مسیح مرگ پر تاد رہے تھے اور مدعا حقائق و معادیت  
سودت قرآنی میں سے کچھ کلمے بیان کر اس بیاض سے انہوں نے انکار  
کو دیا تو ان تمام سودتوں میں ان پر واجب ہو گا کہ وہ قویہ کر کے کلمے سے  
بیعت کریں؟ (استشہاد، ج ۱، صفحہ ۱۷۱)

اس جلال اور بڑی شوکت اعلان سے گڑا دی پر اسی پر لکھی گئی مولوی صاحب نے فرما  
کے لئے ایک سید تر شاہ جہاں عقلاۃ "عذر لکھتے تو دے گئے" کا مصدق تھا، آپ اپنے  
جہاں اشتہار میں لکھتے ہیں :-

"میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گزارش کو منسلک  
قرآن مجید کے منسلک فرمادیں گے وہ یہ ہے کہ پچھلے وہی تیسری بیعت  
و رسالت لسانی تقریر سے بننا و اختیار جسرا اپنے دعویٰ کو پانچ ثبوت بخود  
جو اب اس کے نیا ذمہ کی مسودہ سے عذریہ کو حضرات حاضرین فیملی فرما کر  
اپنی رائے ظاہر فرمادیں گے، کچھ کو شہادت و رسالت کے کچھ کو املا کر ام لکھتے  
مرزا صاحب (یعنی مولوی کہ آپس میں صاحب بنالوی، مولوی جہاں جہاد صاحب  
فروری و مولوی جہاد صاحب کو لکھی پر وضیرہ جوری اسکے قبول کی گئی کچھ  
عذر نہ ہو گا، بعد پھر اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو پانچ ثبوت نہیں  
پہنچا سکے مرزا صاحب کو بیعت قبول کرنی ہوگی، بعد اس کے عقائد مسودہ  
مرزا صاحب جوری میں منسلک عذر کی انتہی درجہ سے مغرور ہیں بحث تقریر کا  
عذر دے گئے ہو کہ مرزا صاحب کو بیعت عقائد تقریر کی دلی چاہیگی؟

حضرات! اس کا نام ہے "سوال گندم جو اب دینا" لیکن اس پر کیا بھی ہے آپ کے  
لیک مرید مولوی قادی صاحب نے اسی اشتہار کے ساتھ بطور وضیرہ جو اشتہار شانی کیا  
اس میں صاف لکھ دیا :-

"قبل از بحث تقریری مذکورہ مجوزہ مرزا صاحب ایک بحث تقریری دعویٰ  
مسیحیت و بعدویت و غیرہ عقائد مرزا صاحب پر جو مسودہ میں لکھا گیا اس کے

کہ آپ کو بعد اس کے کہ آپ نے اس کے ساتھ لکھا ہے وہ دعویٰ مسیحیت لکھ کر یہ کہہ کر لکھا ہے کہ  
دیکھا کہ یہ لکھ کر جو مسودہ ہے :- "اس میں لکھا گیا تھا کہ مسیحیت اور بعدیت"



قریب ہی۔ اور ان کے ہاں کتب میں دستخط بھی تھا۔ بخدی اور دہلی پہنچے۔ ان  
(استقرار ۲۰۲۰ء درجہ ۲ فی سنہ ۱۳۸۰ء)

یہ کہ ہے کہ پیراں سنہ ۱۰۸۰ء و ۱۰۸۱ء سے ۱۰۸۲ء تک تو پیر صاحب کا سید جوئی  
پری انگشت دندان تھے کہ پنے ۱۰۸۲ء میں پری صاحب قبل مقابلہ تفسیری غزوی  
قرارداد کسی طرح پیر صاحب کی پندہ دہی نہ ہو، طلبہ بڑے میاں سوڑے میاں پھرنے  
میاں شہوانی ۱۰۸۲ء

تاخرین کام! پیر صاحب کا مندر بالا شرط کسی حد پر مشتمل ہے! اس لیجئے۔  
اول تو حضرت سید محمد میر عسکرمیں سے چار سال قبل اپنے مشہور کتابت نامہ  
میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

”ان معانی لا تخاطب العلماء بعد هذه التوضیحات و مستودنا  
كما اردنا من قبل من انعامات و ما ظننا عليهم فلا التبرجات  
وانما الاتصال بالنیات فانما نود منهم بدعوى جارية من  
المسرات و عیون فریقة فی سبیل الصیرات و هذا مناخات  
المخاطبات“ (منہج)

یعنی میں اب علماء سے اپنے صداقت اور افتخار کی مسائل پر تقریری بات بات نہیں کرتا  
میں ان پر بحث تمام کر چکا ہوں۔ سووی گوئی صاحب کو یہ کتاب (انعام) تمام بخدی و جوی  
بھیجی جا چکی تھی۔ لیکن انہوں نے مقابلہ تفسیری سے اس طرح پر گزریا کیونکہ انہیں  
معلوم تھا کہ حضرت اقدس اپنے ان واضح اقوال کے بعد ان سے افتخار کی مسائل پر تقریری  
بحث نہ کریں گے اور پیر صاحب اپنے مریدوں میں شیخ کے خلاف دینے کہاں گئے! ان کا  
کس طرح سے مذہب کے نام پر دینا تہوی کا خون کیا گیا!

۱۰۸۲ء۔ پیر صاحب نے وفات پائی! صداقت سید محمد میر عسکرمیں و غیرہ کے  
بناوی اور اس کے مکتوب و خط و کتابت قرار دیا گیا ان کے فیصلہ پر حضرت سید محمد  
کے لئے ضروری ہو گا کہ پیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت قوم کے مریدوں میں جائی اور ہر جگہ

معاہدہ خود ہی کی دی جاسکے گی۔ اگر یہی طرح گفتگو تھا تو شاہی اور سکریٹریوں کی طرف سے  
 ہدیہ پر لکھا کفر پہنچا ہی لگا چکے تھے۔ نیز دوست کے بعد معاہدہ تحریری کی اجازت کسی دستہ  
 مضحکہ خیز اور نامہ اشتہار کا بھی معاملہ رہی ہے۔ بعد ازاں پھر اپنے میر تقی میر  
 میں معاہدہ پر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہی چالیں کیں جو وہ دہریہ کسے کیے کیا کر  
 عروانی ان سے اور بھی لیاں ہو گئی۔ مذہب کا دعویٰ اور طرحی عملی ؟ ۱۰

تغیر تو اسے پہنچا کر دوں تھو

ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کا منہ بولا متعدد فقرہ آ رہا تھا۔  
 ان لوگوں کو اگرچہ قبلی مطلوب ہوتی تو اسی قسم کی کدو و دھار گفتگو شروع نہ کرتے بلکہ  
 پھر بھی اگر دہریہ صاحب کے شیخ مسعود کو پہنچا پتہ نہ دے سکے یا وہ مسلمان پیدا ہو گئے  
 اقول جناب بروہی صاحب صاحب فاضل عربی نے جو اگست ۱۸۸۷ء کو ایک اشتہار  
 شائع کیا جس میں علامہ ابن ہادی کے ابطال کے بر گزرا دہریہ صاحب کے ساتھیوں کی طرف  
 سے پیش کی گئی تھیں مباحثہ کے بعد بھی منکوری کا طعن کیا گیا۔ اس پر جناب گزرا دہریہ ایسے  
 خاموش ہو گئے ۱۱ گوئی کہ قرونہ اند۔

حقیر مستین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور تمام حجت ایک اشتہار شائع  
 ۱۲ اور ہر مسئلہ شائع فرمایا جس میں مرقم تھا۔

”جو کہ بگے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے الرحمن علو  
 القرآن کہ خواہے جسے قرآن علیہ یا ایسے میرے صدق یا کذاب کے پرکھنے  
 کے لئے یا نشان کافی ہو گا کہ یہ میری شانہ صاحب میرے مقابل پر کسی مسودہ  
 قرآن مزین کی طرح صحیح بیٹھیں یا غلط لگیں۔ اگر وہ حق اور غالب رہے  
 تو پھر ان کی بزرگی اسے میں کہہ کر کہ کام نہیں ہو گا۔ پس یہی حکم قرار  
 دے کہ ان کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں مزاحمت کی جتنی سے کام  
 لیا گیا تھا لیکن اس کے جواب میں میں چاہوں گا کہ انہوں نے اختیار کیا ہے اس سے  
 صاف ثابت ہو گیا کہ ان کو قرآن شریف سے کچھ بھی نہ بہت نہیں اور نہ علم



و چاروں کے درپے بھی غلبہ کریں۔ فریقین کی تفسیر چار جہت سے کم نہیں  
ہونی چاہیئے اور اگر معاد مجوزہ ایک یعنی ۵۰۰ مجرستہ سے  
۵۰۰ فرد کی سلسلہ تک جو شروع میں فریقین میں سے کوئی  
فریق تفسیر فاتحہ بھابہ کو شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائے کہ  
وہ مجبوراں سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے سے شکستہ کسی  
اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ (اشتہار صفوان پر مرغل شاہ  
صاحب گزراوی بطریقہ انوار احمدی اور محمود شاہ اور مجرستہ)

اسی مصلحت اور مقتضایہ دعوتی پر جو صدق اور کاذب کے بیچے بطور معیار تھا اور جس پر  
پھر صاحب کی غیبت کو پروردگار کی طرف سے بھی صاحب گزراوی پر تو جہت ہوئے  
ہی کے مروجہ دین کے گائیوں کے تسلط کو بھی تیز کر دیا مگر شروع گزار گئے اور وہ سودا  
غلو کی طرح تفسیر شائع نہ کر سکے۔ اور کسی طرح کو چکے تھے جبکہ مسلمان ہر بعد ہر چاقی سلسلہ  
میں اپنے اشتہار کیا دنیا کا ایک بھی شخص انہیں اسی امر کی تردید کر سکتا ہے کہ یہ  
گزراوی اور اس کے رفیق اس مقام پر جس طرح شکست کھا گئے اور وہ خطہ مسلمانوں کی  
دیکھ سکے یہ مستحکم ہے "ایک کلمہ مجوزہ ہے۔" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
نے ان دنوں میں باوجود عوامی سلسلہ بعض تائید دہانی سے ایک ضخیم کتاب تائید ہوا  
جزو طبع ہوئی ہے بطور تفسیر سورۃ فاتحہ شائع فرمائی اور اس کے ورد قہر خطہ علی رقم فرمایا۔  
"لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ قِيَسْ لَا جُنُودَ لَكَ قَاتِرُ الْخَبَابِ وَ تَنْشُرُ  
كُتُوبَ يَوْمِي أَنْتَ تَكْذِبُ وَ تَكْذِبُ"

ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ جو شخص جواب کے لئے نکلا  
ہوگا اور تیار ہی کرے گا وہ دیکھے گا کہ اس طرح آدم اور شرمندہ ہوا ہے؟  
بہنہ اعجاز المسیح کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کی تائید کا ٹھکانہ  
نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سہائی پر برہان قاطع اور  
معاہدہ کے لئے سکھ اور دشمنہ مجوزہ جو تا قیامت ہمدردی اب و تاب

میںے قائم رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سے

صادقان و انورین کا بد عوام

کا ذہن ٹرود و شدت کی تمام

اعجاز ایلح اور پٹیا لوی معترض

منشی محمد یعقوب صاحب لکھتے ہیں۔

”میرزا صاحب نے پیر ہر علی شاہ صاحب کو لکھا تھا کہ میرے دوستوں کو تسلیم کرو یا مجھ سے مناظرہ کرو اور خود ہی ضرورت مناظرہ یہ تجویز کی تھی کہ لاہور میں ایک عام جلسہ کے بعد قرائن شریف کی منتخب ۳۰ آیات کی تفسیر و مذاہب اور پیر صاحب و دونوں کریں جس کا فیصلہ تین سالوں سے کیا جائے ہو چکے سے غلط مفروضہ کر دینے جائیں گے۔ جس کی تفسیر کو اچھا کہا جائے گا وہی حق پر کہا جائے گا۔“ (مشترکہ مسئلہ)

ناظرین! اس تجویز کا جو مشر بہا وہ آپ فریقین کی کشیدہ جہادوں میں ٹوڑ پھٹا کر فروا چکے ہیں ان کے علاوہ کی ضرورت نہیں۔ ان اس ضمن میں معترضین پٹیا لوی نے چند غلطیاں کیا کہ ہیں ان کا نہرو اور جواب درج ذیل ہے۔

(۱) قولہ :- ”پیر صاحب نے اس مناظرہ کو منظور کر لیا اور ۲۰ اگست کو منعقد ہوئی۔“ (مشترکہ مسئلہ)

اقول :- بالکل غلط۔ پیر صاحب نے نہ خود ضرورت بخود نہ منظور نہیں کیا بلکہ ایک مذہب نامہ کے ذریعہ سے ڈیڑ گروانی کی جیسا کہ خود ان کے اشتہار کی عبادت اور پروا کر ہر ایک کے معترضین پٹیا لوی کا مزید جھگڑا ہے۔

(۲) قولہ :- ”۲۰ اگست کو پیر صاحب نے مجھے پہنچائے اور وہ ۲۰ اگست تک وہاں رہے مگر میرزا صاحب نے نہ آنا تھا اور نہ آئے۔“ (مشترکہ مسئلہ)

اقول :- جب پیر صاحب نے مناظرہ کی ضرورت کو بخود نکالیا تھا تو لاہور آئے گا کیا ذکر ہے؟ پیر صاحب تو اپنے مریدوں کی آنکھوں میں خاک بھرنے آئے تھے۔

سیدنا حضرت سچا موعود علیہ السلام نے تو اسی وقت بھی پہلے اشتہار ہوا ان  
 "پیر مرعلی شاہ صاحب کے قہر و کائنات کے لیے آخری میل" میں مؤرخہ ۸ مارچ ۱۸۸۱ء  
 مسئلہ کو شائع فرمایا کہ۔۔

"اگر پیر صاحب نے اپنی قیمت کو درست کر لیا ہے اور سید سے  
 خود پر بغیر زیادہ کر کے کسی شرط کے وہ ہرے مقابل پر غریب یا تیسرے لکھنے  
 کے لئے طیار ہو گئے ہیں تو نبی خدا تعالیٰ کی قسم کیا کوکت ہوں کہ پیر مرعلی  
 اس مقابلے کے لیے بلا تعین و القابل و بلا تفسیر لکھنے میں ہو گا اور پیر  
 اپنے تئیں پہنچاؤں گا؟"

مگر پیر صاحب نے نہ اس کے لیے راضی ہونا تھا اور نہ راضی ہوئے۔ اور پیر صاحب  
 احمدی کے گمراہی سے ہے وہ پہلے متعدد اشتہار نکالے پیر صاحب کو دہشتی مشعل  
 خطوط لکھے، غیر احمدی معترضین کو بھیجا مگر پیر صاحب کو سناپ سونگہ گیا۔ آپ نے ہرگز  
 بالقابل تفسیر تو کسی کے لئے ہاں نہ کی اور کیجئے کرتے؟ سائنس ہلاکت اور موت نظر آتی  
 تھی۔ انہیں فریقانی لاہور سے اور فہرستہ میں تمام اشتہار رات اور پیر صاحب  
 کے آدھ ہجرت کے مستقل حالات یک سالہ م "واقعات" میں "ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح  
 صاحب کے ذریعہ شائع کر دیئے ہیں مثنیٰ شاد و تفصیل تلخیص الیہ۔

(۳) قولہ۔۔ لاہوری علماء کے قہر و کائنات۔

"اس قسم کے اشتہاروں سے مرزا کو سوائے اپنے ثبوت اور علماء کو  
 شک کرنے کے اور کچھ متصور نہیں اس لیے آئندہ کوئی ذی علم ان سے  
 خطاب نہ کرے۔" (حشر و ملاح)

اقول۔۔ اولاً تو میں اس روایت میں شائبہ بدعت نظر نہیں آتا۔ دوسرے ہم  
 کو واقعات کے تحت پتہ ہے۔ غیر احمدی لوگوں کے ذی علم ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح  
 علیہ السلام سے ہے۔ کیا مولانا شاد و اشتہار قسری وغیرہ "ذی علم" دیکھے یا موصوفی چٹاوی نے  
 اس تحریر کے ذریعہ اپنے اگلازمیہ میں اضافہ کیا ہے؟ ہم بوجہ بدعت دوسرے پہلو کو

زیادہ دوست سمجھتے ہیں۔

(۴) **قولہ** ”اس شرمندگی اور بدنامی کو شائے کے نیچے مرزا صاحب نے پیر صاحب کو لٹھا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر چار جزو ستروں میں نہیں لکھتا ہوں تم بھی لکھو۔ مگر پیر صاحب بوجہ اقرب جیسے مذکور مخاطب نہیں ہو سکے مرزا صاحب نے خود ہی تفسیر لکھ کر ان کے پاس بھیج دی۔“ (عقرو مشق)

**اقول** :- اٹھارہ کو قائل کوڑا سنئے۔ فرد کہ وہ پیر صاحب اختیار کریں اور منشی صاحب شرمندگی اور بدنامی ”کو حضرت“ سے منسوب کرتے ہیں۔ پہلے انا اللہ تسبیح غاصب مانتے۔ پھر حال اس عبادت میں اسودہ لی کو ٹیپا لوی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ (الف) مرزا صاحب نے پیر کو لڑائی کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کی دعوت مقابلہ دی (ب) یہ دعوت تحریر کیا تھا (ج) اس مقابلہ کے لئے ستروں کی میعاد فریقین کے لیے ستر کی تھی (د) ہم اس تحریر کا دعوت انھیں پالسورہ پیر کو آورد دیا کہ لکھ لے۔ (ه) پیر صاحب نے ستروں میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی (و) حضرت مرزا صاحب نے ٹیکس ایسٹ کے اندر تفسیر لکھ کر پیر صاحب کے پاس بھیج دی۔

اب اسوہ جس کی تسلیم کے بعد بھی انکار کیا یا خیر اس کے متناقی ہے

جب کھل گئی پھرائی پیراں کو ان بیت

نیکوئی کہ ہے فصاحت و ادبیات ہی ہے

پیر صاحب کے میدان میں مقابلہ میں نہ آنے کی ایک نہایت بجا اور مرصود وجہ معز من ٹیپا لوی نے باہمی اتفاق و راج کہ ہے :-

”پیر صاحب بوجہ اقرب جیسے مذکور مخاطب نہیں ہو سکے۔“

حالانکہ اوّل کو جس کی فرضی قراداد کا مفاد مجاہد سے اعراض کرنا تھا و بس۔ دوم پیر صاحب کو کس نے کہا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب سے مخاطب ہیں۔ ان کو تو بیزار عام میں بغیر مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کی دعوت دی گئی تھی لہذا یہ غلط ہے۔ سوم نکلی ہے کہ منشی صاحب اس غلط بیانی سے کسی کو

ورنہ ان کے ستر خدا تعالیٰ نے ان کی ذات کے لئے ان کے گھر میں سامان رکھ دیے ہیں۔  
 پانچواں: **اعجاز المسیح** کی امانت کے ایک دوسرے ہندو پر صاحب نے  
**اعجاز المسیح** کے دو میں بڑوں اور ایک اور ہندو سے یہ بات چستیائی  
 (جو منقطع نہیں) شروع کیا جو اس کے موجود ہے۔ اور ان کے شہر میں لکھا ہے۔

”خسّی اہودیہ کے صاحب ہیں مریزا کا دیانی کے اور وہی تھوڑے سے خسی ہندو  
 لکھا اور مریزا نے تفسیر یا ترجمہ کیا تو دوبارہ اپنی اسامیہ دیکھ کر صاحب  
 نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرمائی کروں۔ گو بہت کچھ لکھ  
 کیا گیا اور کہا گیا ہے

آئیں کہ جو کچھ وہ خبر دے دے، امانت جو ایشی کہ جو ایشی دے دے  
 لیکن پھر یہ سوال پیش کیا کہ مریزا کا دیانی اور اس کے مریدوں سے کیا  
 فرق ہے۔ تمام مسئلہ یہی ہندو صاحب کے خدائے کے نظریہ ہیں۔ لہذا  
 مجبوراً یہ چند اور بات لکھ کر مولیٰ خانی صاحب کے حوالہ بنی فرمیں کر دے۔“  
 (ماثل مل)

کیا پھر صاحب حضرت مریزا صاحب سے مخاطب ہوئے یا نہیں؟ پھر سورہہ فاتحہ  
 کی تفسیر کے لئے یہ خدو کو ذکر چلی کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تفسیر قرآنی میں عقائد سے  
 طاقت ہوتی ہے ان کو دیکھ دیا تھا۔ **مَنْ لَمْ يَلْمِزْ يَلْمِزْهُ مَا لَمْ يَلْمِزْ**؟

الذین ستر عن ظہور لوی کا یہ خدو بھی محض مزاح ہے، جھوٹ ہے، بے حقیقت ہے  
 خود میر صاحب کا اہل اس کے خلاف ہے۔ اسے ظہور لوی ستر عن اور اس کے دیوبندی  
 ہندوؤں! مستند اور گویا ہوش کے شکنجہ کی یہ غالب رہتا ہے جھوٹ کے پاؤں  
 نہیں جوتے۔ تھا ہے داخل خدات آسمانی صداقت کو کب تک چھپائیں گے۔ آفتاب  
 تھا ہے مری پر ملک وہ ہے ملک اسوس تم خواب غفلت میں خود پر غور اور اس کو  
 کے مستند، چتر، شری سے میر ہندو۔ یاد رکھو موت قریب ہے خدا کا کیا شکر کھاؤ گے؟  
 اس نے تم کو داخل سے پیر اور اس سے جس کو کرنا لکھا یا انسانی نام ہو کر چلائی گئی تھی



ست و عفو۔ خوب لکھو کہ تہا ری تجرید از مملکت، ان خبر و چنان کا کچھ بلا نہیں  
سکتیں۔ تم خود دین دین، جو جاؤ گے مگر وہ برابر قائم رہے گی۔ چنانچہ لکھو وَرْخَیْ  
اَبَیْ یَیْزِیْ وَنَیْ اَبَیْ یَیْزِیْ نَیْ اَبَیْ یَیْزِیْ۔

پرسبیلہ تذکرہ اس جگہ بتا دینا بھی مناسب ہو گا کہ پہلے لڑوہ نے "سینت  
چشتیائی" کی شامت سے بچاں چٹا لوی صاحب کی مدد و بیانی کو کار ہمارا دیا وہاں  
وہ مذمت و رسوائی میں بھی کافی اضافہ کر لیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہی ہے کہ جب  
مرووی کرم فیضی جیسے نے اقبال مسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا، اور اس کتاب کے  
محرر پر بعض نوٹ لکھنے پڑے، تو حضرت اقدس کے اہل خانہ میں اس کا جواب و تشکر  
نہایت عریض و اتقہ شدہ اور تہذیب و ادب کے مطابق اچانک اُسے ایک کتابت کے تحت لکھا گیا  
اس کی موت کو غصہ لکھ کر اگر مرووی صاحب نے اس کتاب بعد نوٹس کے لکھوائی اور  
اپنے نام پر "سینت چشتیائی" میں وہ نوٹ بتا ہوا خان کر دیئے، وہ خدا میں سے حضرت  
کو فرمایا تھا "اِنِّیْ لَکَیْنَ مِنْ اَمْرٍ اَعْلَیْکَ" اپنے وہ دلوں کا بچا ہے۔ چنانچہ  
پندرہ دن دُکھ سے کہ اس سزا کا اظہار ہو گیا اور باق فرگرو مرووی کو اس کا اجر و ثمر  
پڑا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کو با تفصیل اپنی کتاب "تعلیق المسیح  
میں مدون فرمایا ہے۔ ہم اعتقاد کی خاطر صرف گو لڑوی کا خط اور مرووی کرم فیضی آف  
بھیں (جو مسلمانوں کا افعال مخالف ہے) کے خط کا انتخاب اس خط کے لیے لکھا کرتے  
ہیں، یاد رہے کہ ان خطوط کی کوئی تردید نہیں ہوتی اور ممکن ہو دھمی۔ کیونکہ مرووی کرم فیضی  
نے گو لڑوی کا اصل خط حضرت کو بھیجا دیا تھا۔ نیز متعدد و عریض و اتقہ شدہ جواب  
پیشا کوٹ میں جا جو راظم نے مرووی کرم فیضی کے خطوط منجم و تہذیب کے جوابات  
اس کے ساتھ لکھے ہیں کہ اس نے مسیح تسلیم کیا۔ دلی یہ کہ اس وقت میرزا آفریاد  
تھے۔ پر حال وہ خطوط یہ ہیں۔

بزرگ علی شاہ کا خط (کارٹی)

"میں و تفصیل مرووی کرم فیضی صاحب کو موت پاشندہ و حکم التہام و

لے میں کافی کد کد و بزرگ علی شاہ کے خط و کتابت میں ملے ہیں

دعا، شکر، اتقا بعد ایک نوبت بعد بعد تک یا کہ آدھ ستر فرسہ و خواہد شد  
 آپ کو صبح ہو کہ اس کتاب (سینہ چشتیائی) میں تو یہ عقلی تفسیر و تہ  
 (یعنی اہلکراشیخ) جو فیضی صاحب مرحوم و مغفور کے ہے بابت اس کے  
 مکتوب ہے۔ چنانچہ فیما بین تقریراً و نیز مشافہۃً اہل علم میں قرآن پڑھا تھا۔  
 بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی درخواست پر میں نے تقریر جواباً جس پر ذرا  
 مضامین ضرورتاً ہمد میں ان کے پاس بھیج دیئے تھے اور ان کی اجازت  
 دی تھی کہ وہ اپنے نام پر اس کا ادویہ، المسوس کی حیثیت سے دکان کاڈ  
 دہ میرے مضامین سرسید ہمد میں بھیجے۔ آخر اہلکرا کو یہ کام کرنا  
 پڑا ابتدا آپ کے ان کی کتابی ستمو منکر کہ تفسیر کی تردید مندرجہ حسب اجازت  
 سابتہ بتفسیر ما کی گئی۔ آئندہ شاید آپ کو یہ مولوی غلام محمد صاحب کو  
 تخلیق اٹھائی ہوگی۔ والسلام

مولوی کریم الدین کے طویل خط کا اقتباس

ہنام حضرت مسیح موعودؑ

”مکتوب حضرت اقدس مولانا صاحب ہی مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
 وبرکاتہ..... کی میرے عزیز دوست یہاں شہاب الدین صاحب عالم کے  
 قدیم سے بلکہ ایک خط درمزی شدہ جناب مولوی عبدالملک صاحب کی طرف  
 سے آج میں ہی پر صاحب گزرا ہے کی ”سینہ چشتیائی“ کی نسبت فکر قدیم  
 شہاب الدین کو خاکہ دے رہی ہیں اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پر صاحب کی  
 کتاب میں اکثر ستمو مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے ہی نوٹ لکھے ہیں جو  
 مرحوم نے کتاب اجماع مسیح اور شریعہ کے حوالہ پانچے غماضات لکھے  
 تھے وہ وہوں کتاب میں پر صاحب نے جگہ سے جگہ ان تھیں اور اب وہیں  
 آگئی ہیں، متاثر کرنے سے وہ نوٹ (اصول و روح کتاب) دے گئے ہیں ایک



خدا کا خوف نہیں رہا۔ بلکہ تم خود تسلیم کر چکے ہو کہ۔

”مرزا صاحب نے پیر صاحب کو لکھا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر

چار جزو مشرونی میں نہیں بھی لکھتا ہوں تم بھی لکھو۔“ (مشکوٰۃ ص ۱)

ترجمہ شکر کیا؟ فریقین کو سرکاری کی بدست دی گئی جو ۱۵۱۵ء بمطابق ۱۲۹۵ھء میں منسلک ہوئی۔

منسلک شدہ تھی۔ حضرت مرزا صاحب سے فریاد کے بعد ۱۲۹۵ء فروری ۱۲۹۵ھ میں منسلک شدہ تھی۔

سورۃ فاتحہ کا ترجمہ دار جزو مشرونی کی مشق پیر صاحب کے نام رجسٹر کی گئی۔ اس میں لکھا کہ اس کی

کاپی ہے؟ پیر صاحب نے ملک متقی قمبر مشرونی کی مشق تھی حضرت اقدسؒ نے ملک متقی

صاحب نے لکھ دیا کہ حضرت اقدسؒ نے طبع کو کریم آباد منقولہ میں ان کو بھیج دی۔ غلطی

الحق و بطل ما کانوا یا فکرون۔

تاخیری! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سرسین پٹیالہ کی کس قدر صراحت ہے وہ ہے گویا

تاکر کا پتا ہے کہ پیر صاحب برائے حکوم میں ان کو لکھے گا تو قیام نہ دیا گیا اور یہی

ان کے غم کا اور اپنے الجھڑ کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ فریقین کے اپنے مشرونی کی عیسیٰ

میں اسی کی کاپی سے تصدیق فرما سکتے ہیں خوب کیا ہے

ان کی کاپی کو میں ایسی عطا نہ دے

دے گا کسی کو اس پر ہزار دے

(۶) قولہ ”اتکم کی یہ تحریر حیوۃ الہی کی تکرار ہے تو یہ کسے بہت پہلے کی

ہے۔ لیکن دونوں ہی بھاری امکانات ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۱)

اقول۔ اس میں پہلے حیوۃ الہی اور اتکم کی وہ مجددی صورت کی تھی جو سرسین

پٹیالہ نے اپنی کتاب کے صفحہ پر درج کی تھی اور وہ یہی ہے۔

یہ پیر صاحب اتکم کی تحریر

تاخیری کو اس کی حالت خود کو لکھتے

پر پوری اطمینان پانے کے بعد یا درکن

پا رہے کہ اتکم کی کاپی کو حضرت تاج

حیوۃ الہی کی عبارت

”وہ اتکم کی کاپی میں صریح ہوئی

میں نے لکھا تو خدا تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے

وہ اتکم کی کاپی میں صریح ہوئی

فصاحت و بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی  
 پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص پر یہ طعن  
 ساکن گوارا منے یہ وقت و گزشتہ شہرہ  
 کی کہ گوارا دیا ہی دسا دیکھ کر دیکھ کر  
 اس وقت خدا کی طرف سے جسے یہ اہام  
 ہوا مقلدہ مانع میں استمداد یعنی ایک  
 مانع نے آسمان سے اس کو ٹھیک پٹی کوٹنے  
 سے منع کر دیا۔ تب وہ ایسا ساکت اور  
 لا جواب ہو گیا کہ اگرچہ عوام خاص کی طرح  
 آگے دھکیں بلکہ اس کی تار و تار کوئی رسالہ کی  
 نظیر کی نگاہ نہ کرے گا۔  
 (مستحق حق تعالیٰ)

کیسے سرحد میں اصولہء ماسدہ کی کوئی تعین  
 ہے جو سرحد کے اندر باوجود ایک چار چوکا  
 و مدد تھا ساتھ ساتھ چند پریشانی ہو گئی  
 ۲۴ فروری ۱۹۷۱ء کو پیر گڑھ کی کوٹھڑی  
 و جیل کی ایک گنہگار و تعاقب پر صاحب کی  
 طرف سے سرحد کے اندر چار چوکا اور  
 ساتھ ساتھ باوجود جیل کی ایک اور صفحہ  
 افغانی کوئی تفسیر کا شائق نہیں ہوا اور  
 طرح پر اہام مقلدہ مانع میں استمداد  
 پورا ہو گیا۔ پیر گڑھ کی طبیعت اور بھائی  
 اور قرآن و ان کی کار و کھشت نہام ہو گیا۔  
 (الحکم و سرحد میں مقلدہ)

محنت قارئین! یہ وہ تھاں آپ کے سامنے ہے۔ ان میں کوئی تھادی اختلاف نہیں  
 جو پر سرحد میں کیا ہی (اس قدر اترتا ہے۔ اس کا پیش کردہ بعد کی اختلاف پڑھ کر  
 بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔

پست خود بخود تھے پہلو میں دل کا  
 جو پیرا تو ایک قسور خون دھوا

آپ نے لکھا ہے۔

الف۔ الحکم کہتا ہے کہ اس رسالہ کا مطلب پیر گڑھ کی خاصہ عزت و صاحب ہوتے  
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے عہدہ پاکر میں نے قتل کر دیا تھا کہ کوئی مولوی اسکی نظیر  
 پیش نہیں کر سکے گا۔ کوئی مولوی وادی شریکوں سے حقیقت مولوی میں آگے۔

الجواب۔ یہ شک تفسیر فرمائی کے مقابل میں اصل مطلب پیر گڑھ کی صاحب تھے۔

ایکے اکٹم کا لکھا بھی درست ہے۔ مگر پرماسک کے علاوہ ان کے حامی تمام علماء کی دولت  
وہی تھی جسے اسیلے حقیقتہً اسی میں کوئی مولوی کی شرط بھی نہیں ہے۔ یہودیوں کا مطلب تو  
وہ حضرات سے متعلق ہے اور دوسری تقریر میں خا میں نمایاں واقعہ کا ذکر ہے صورت حق  
نے حدود مجرمت کے اشتہار میں صحت لکھا تھا۔

(۱) پرماسک و دیگر جہوں ہم ان کو امانت دیتے تھے کہ وہ بے شک اپنی حدود  
کے لئے مولوی لکھتے تھے۔ مثلاً مولوی احمد علیہا روضہ مولوی اور مولوی  
محمد حسن لکھتے تھے۔ وغیرہ کو کہیں بکلا اختیار رکھتے تھے کہ کچھ دے کر دو چار  
عرب کے ادیب بھی لکھیں۔

(۲) ان (پرماسک) کی حمایت کرنے والے مگر ایساں سے حمایت کرتے تھے  
تو بہت ہی بڑے عددی عدد ہماری بدعت آئندہ فتنوں کے لئے بھی ایک  
چلتا ہی ثبوت ہماری طرف سے ہو گا کہ اس حق ہم نے اس قابل کے لئے  
کوشش کی۔ پاسورہ پر انعام دینا بھی کیا لیکن پرماسک اور ان  
کے حامیوں نے اس طرف شغ ذکیا۔

پہلے آئی تو اس لحاظ سے بھی کوئی مولوی کی شرط بالکل درست ہے لیکن اس بار  
مسئلہ بہت ہی واضح ہے کہ حضرت اسی نے جب انجیل پر فرامانی تو اس انجیل  
کے کہ اب ہم میں کہ جو کوئی اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے کھڑا ہو گا سخت عذاب ہو گا۔  
اور آپ نے اس اب ہم کو انجیل کے سرورق پر نشانے فرمایا۔ (یعنی کہ لو کہ بالحق  
تفسیر فرمیں گے سترہ کی عبادت والی صورت کس پر گواہی سے اسٹ لکھوں تھی۔  
لیکن انجیل انجیل کے طبع ہو جانے کے بعد جواب کے لئے عدائے عام تھی کہ یہی سب لکھ  
ماریا آئے۔ ایک مولوی کو اس میں کافی لکھ جائے ہوا اس کا کیا مسئلہ ہے جو سوچنے کے  
علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کتاب انجیل لکھانے میں یہ اب ہم میں لکھ کر حق قادر علیہا اب  
وہ تفسیر نہ ہو گی۔ انہ تفسیر و قد سر میں ہو گئی تھی۔“

اس کتاب کا براہِ گنج کے ساتھ تیار ہوا وہ معزوب، دلچسپ، لگا کر دہ نادار، ہکاؤ  
 صورت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا۔ چنانچہ کسی فیضی سکن بھی تحصیل ہو کر ملے  
 جہلم وریں دور تھا، یہ واقعہ شاہی بھڑا ہورہے عوام میں شائع کیا کہیں اس  
 کتاب کا جواب لکھتا ہوں۔ اور ایسی آفت مارنے کے بعد جب اس نے  
 جواب کے لئے نوٹ تیار کرنے شروع کیے اور پہلی کتاب کا غور و بین  
 معائنہ کیا، تو اس نے اس میں بعض غلطیوں کو دیکھا، اور انہیں لکھا تو بعد  
 چاک ہو گیا۔ دیکھو بھڑا لغت بھیج کر ایک ہفتہ کا غور ہی آپ اسکا صورت  
 کے نیچے آگیا۔ کیا یہ کتاب اپنی نہیں؟" (نزول المسیح ص ۱۱۱)

پہلی حقیقت اسی میں ہے اہام کی اشیاء کا ذکر ہے وہ فن قادر الجواب کا ہے۔  
 اور اس میں تمام علماء کو حق طلب کیا گیا۔ اب خدا سے جواب یہ ہے کہ انہوں میں یہ گویا  
 کے باقی تفسیر فرمائی شروہ والی رسالہ کی بزرگ صورت میں اس کے خواص جملے کا  
 ذکر ہے اور حقیقت اسی میں ہر طرح کتاب اعجاز المسیح "فن تمام الجواب کا باقی  
 حقیقی کے تحت تمام علماء کے خواص کیے ہائے کا ذکر ہے۔ ہذا کوئی اختلاف نہیں  
 محض معجزہ کی اپنی عقل کا قصور ہے۔

(ب) ہر شیا اسی صاحب نے لکھا ہے۔

"انہوں کی عبادت کے علاوہ جو کہ ہے کہ فرشتوں میں پہلے سے یہ قرار ہوا  
 تھا کہ شروہ کے اندر چار چاروں کی تفسیر فرشتوں میں حقیقت اسی سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لکھنے کے بعد وہ صاحب نے اس کی کتاب پر گویا  
 تفسیر لکھنے کے لئے کھڑے ہوئے؟" (مقررہ ص ۱۱۱)

الجواب۔ وہ دونوں جیسے ہی "عرف" تفسیر لکھنے کے لئے "کی جگہ" تفسیر  
 (اعجاز المسیح) کا جواب لکھنے کے لئے تھے۔ کیونکہ حقیقت اسی میں جو اعلان ہوا تفسیر  
 کتاب اعجاز المسیح کا ذکر ہے اس کو حضرت خود قرآنی اس میں "فن قادر الجواب و علم  
 فسوف یری اللہ قند و رند" کی قرآنی عام کا شروہ قرار دے چکے ہیں اور

حقیقتہً اسی کے الفاظ میں اسی کی طرف رجحان کی گئی ہے۔ وہاں یہ لکھا ہے کہ۔  
 ”تب ایک شخص میری نام نہاد گورو نے یہ بات دکر افسوس کی  
 گویا وہ دیا ہی دسارہ اتحاد ایسج کے قریب۔ سو تھن اگلے گورو نے لکھا۔“

یعنی میرا صاحب نے حسبِ قریب اہلکم (الفاظی تفسیر میں) فاحشوں شرابوں میں لگے تھے۔  
 گویا کیا۔ پس جب حضرت افسوس نے یہ دسارہ اتحاد ایسج شائع فرمایا تو اس میں بہت  
 حقیقتہً اسی نے اتحاد ایسج کے جواب کا دعویٰ کیا اور کیا کوئی بھی ایسی کتاب لکھ سکا۔  
 پر مصلیٰ اہلکم کے قریب اور حقیقتہً اسی کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں۔

لہذا کہ جہاں جواب کی تائید اور توضیح کے لئے ہم ذیل میں اردو کی ایسج کا ایک نقبہ  
 دیا کرتے ہیں۔ بطور قریب فرماتے ہیں۔

”اس کتاب (سیفِ چشتیانی) کے پہنچنے سے پہلے ہی مجھ کو خبر پہنچی تھی  
 کہ اتحاد ایسج کے مقابل پر وہ ایک کتاب لکھ رہے ہیں مگر مجھ کو یہ  
 دہشت کہ وہ میری عربی کتاب کا جواب اردو میں لکھیں گے۔ بلکہ مجھے  
 یہ خیال تھا کہ جو کہ اکثر باگھ لوگوں نے میرا صاحب کی اس نگارستان کا رد وائی  
 کو پسند نہیں کیا جو انہوں نے اردو میں کی تھی۔ اسلئے نہایت تکبراً  
 کا رخ دھونس کے لئے ضرور انہوں نے یہ ارادہ کیا ہو گا کہ میرے عقائد  
 تفسیری میں کے لئے کچھ عجیب آزمائش کریں اور میری کتاب اتحاد ایسج کی  
 مانند سورہ فاحش کی تفسیر عربی فصیح طبع میں شائع کر دیں تاکہ یقین کر لیں کہ  
 میری عربی میں جانتے ہیں اور تفسیر میں لکھ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ میرا یہ  
 خیال صحیح نہ نکلا۔“ (فردا کی ایسج صفحہ ۱)

اس نقبہ کی پڑھنے کے بعد کون عقیدہ ہے جو حقیقتہً اسی اور اہلکم کی تحریر میں ملتا  
 قرار دے؟ چلے نہ کہ پوچھنا دشید۔

(آج) آخری اور بھاری احکامات جسٹس نے دیں الفاظ دیا کیا ہے۔  
 اہلکم کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ تفسیر شائع ہونے سے پہلے یہ ایہام



منع مانع من السحاب ہو چکا تھا جو کتاب کی اشاعت کی تاریخ سے زبردستی  
مشقہ کو ٹپڑا ہو گیا۔ حقیقۃً اسی کا بیان ہے کہ رب پر گروائی نے تفسیر  
لکھنے کا ارادہ کیا تب الہام منع مانع من السحاب ہو کر (محفوظ)۔  
الجواب۔ درحقیقت الہام "منعۃ مانع من السحاب" دوسرے جہان تک  
اس وقت تک ضرور رسالہ "امجاد المسیح" رقم فرما رہے تھے جیسا کہ آپ نے تفسیر  
فرمایا ہے۔

"وَأَنِّي أَرِيتُ مَبَشِّرَةً فِي لَيْلَةِ الْإِنْشَاءِ الْوَدَّ عَوْتَ اللَّهِ مِنْ جِلْدِهِ  
مُعْجَزَةً لِلْعِلْمِ الْوَدَّ عَوْتَ أَنْ لَا يَقْدِرَ عَلَى مِثْلِهِ أَحَدٌ مِنْ  
الْأَدْبَارِ وَلَا يَسْطَى لَهُمْ قُدْرَةٌ عَلَى الْإِنْشَاءِ فَاجِيبُ مَا هُوَ  
فِي ثَلَاثِ اللَّيْلَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنْ حَضَرِ الْكُتُبِ الْوَدَّ عَوْتَ اللَّهِ  
وَقَالَ مَنَعَهُ مَا لَيْعَ مِنْ أَسْبَابِ لَفْظِهِمْ أَنَّهُ يَشِيرُ إِلَى أَنَّ الْعِلْمَ  
لَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهِ وَلَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَا كَمِثْلِهِ ؟"

ترجمہ۔ میں نے رؤیہ کی شب ایک خوب دلچسپی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی  
تھی کہ وہ اس رسالہ کو علم کے نئے سمجھنے کے ذریعہ بھی لکھائی اور یہ  
اس کی مثال پر قادر ہو اور نہ اس کو انشاء پر انداز کی قدرت دی جائے۔  
چنانچہ اس مبارک رات میں بارگاہِ اویسی میں میری دعا قبول کی گئی اور میرے  
دب نے جسے بشارت دی نظر فرمایا کہ ہر ادیب کو آسمان سے روکنے والے نے  
روک دیا ہے۔ پس میں کہہ گیا کہ اس کا اشارہ اس طرف ہے کہ جس کی  
مثال پر قادر ہوں گے اور ہر دو صفات (عزیمت و تفسیر) اس کے مقابلہ  
سے عاجز ہوں گے۔ (امجاد المسیح ص ۱۱۱)

اس موقع پر اس الہام کا اشارہ تمام غافلین کی طرف ہے کہ وہ اس وقت مقرب ہیں ہر غافل  
ناتواکب و غافل و غفلت۔ اس الہام نے ہر پرہیزگار صاحبِ کتب کی خصوصاً اہل علم و خائفین  
کے لیے حیرت انگیز کر دیا تھا کہ وہ اس مقربانہ واسطے مقرب ہیں عاجز رہیں گے پھر اپنے لیے حیرت



استاذی و حکومت جناب مولانا سید سرور شاہ صاحب فاضل اور مولوی شاد علی صاحب  
مدرسہ قریہ کا بارسٹروں میں مولوی شاد علی صاحب نے بہت کچھ اوقات دیگر ان کے علمی  
ہمیشہ شکر و تحسین کی سخت تحذیب کی۔ اور وزیر کا حضرت مولانا موسوی قادریان واپس آئے اور  
بارش کے حالات سننے سے حضرت مولانا کو مولوی شاد علی صاحب کی دیہ و قریہ پر بہت تعجب  
ہوا۔ اور وزیر کا آپ کو خیال کیا کہ۔

”خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کیا جائے کہ ایک سادہ قصبہ بنانے کے لئے  
موجود مولانا سے جگہ کا پتہ فرمائے جس میں ہمارے خدا کا ذکر ہوگا اس بات کے  
کھنکھانے کے وقت فرما کر وہ قصبہ کئے گا جس میں تیار کیا گیا ہے سو فی سہ  
وہاں کہ اسے خدا نے قدر کیے انہوں کے طور پر توفیق دے کہ یہ قصبہ بنائے  
اور وہ دھامیری منظور ہوگی اور مولانا مولانا سے ایک حقوق عبادت جگہ  
تائید ملی اور وہ قصبہ پانچ دن میں ہی سے ختم کر لیا۔ لاش اگر کوئی فرد شغل  
بجور ذکر و تادہ قصبہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا لاش اگر کچھ عرصہ  
ورہ لاش تو ہر روز شغل ایک قصبہ بنائے ہوئے تھا۔

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ مولوی شاد علی صاحب ہیں  
کیونکہ قصبہ سے خود ثابت ہے کہ ان کے ہاں کے جود بن گیا اور ہمارے  
۱۶۔ ہر روز شغل کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے وہاں اس پر یہ دلائل  
شغل کو اس قصبہ کا بننا شروع کیا گیا اور ۱۴ روز ہر شغل کو اس آندہ  
جہاد کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ فی یقین دل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید  
لاہ ایک نشان ہے تادہ عبادت کو شروع اور جو ہر کوئی اپنے  
اس نشان کو ہی ہر روز اور یہی کے انہماک کے ساتھ مولوی شاد علی صاحب  
اس کے مددگاروں کے ساتھ چلتے رہے کہ انہوں نے (الحمد للہ علیہ)

پھر حضور نے فاضل کو خلیفہ اس کے لئے پہنچا دیا ختم ہوئے وقت کی یقین دہانی ان کے ذہن  
”انشار اللہ اور وزیر شغل کی صبح کو میں نے دیکھا اور مولوی شاد علی







ہے: (مشکوٰۃ مشک)

ایسا مولوی تھا وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب تھا : مسخرین بیاری صنعت کرتا ہوا تھا  
 "تعبید و ذلک مولوی صاحب کے پاس پہنچنے کے بعد مولوی صاحب کا اس کا  
 جواب ظہور کیا اور پھر اس کو صاحب کو ملنے میں بھیجتا اور مطلع دے گا اس  
 میلو کے بعد اور چاہا کہ اس کے پاس پہنچا کر اس کے بعد پھر صحت کا سے  
 جیسا کہ پیشتر مرزا صاحب کے ہم دروازہ کرتا اور ڈاک دہلی کا لکھتا مرزا  
 صاحب کے ہاتھ میں پہنچا کہ یہ سب مرزا صاحب میں ہیں وہی (اللہ اعلم) اس میں بھی  
 ملے ہوئے لکھی تھیں۔ اس جانتے و اسے جانتے ہی (خوب جانتے ہی جانتے  
 مرزا صاحبی باتوں کا اس قورڈی کی میلو میں پورا ہونا کس طرح ممکن تھا ؟  
 (عشر و مثلاً)

فاخرین! یوں کہ آپ کے منشی محمد سیف کی خام خیالی یا عذر گنہگار تو ہر گناہ پر شاہد ہے۔

”کیا ہی سہو سہے کہ پریشد کے کام کو ہی سہوہ کا یز و بنا دے تاکہ اگر کسی صاحب میں غدا کی یاقوت و تاجیبت ہو جسے تو راجہ اسی کے کہ اس کے پاس پر میں کا اختتام جیسا اپنی جو قادیانی نہیں کی طرح صرف مرزا ہی کا کام کو نہ جھوٹا نہیں

علاوہ اوقاف کے زیر سرپرستی اور دعوت پر کھنڈ کے مروجہ کاغذ کے ساتھ ایک خط بھی لکھا، جس میں ان کے لئے ایک چار چاندی کی روپیہ کا تہ بنکر ان کو بھیجا گیا۔ جس پر ان کی پڑائی اور کس کس کو مل گیا۔ اور ان کے لئے ایک خط بھی لکھا۔

۴۴  
 کے کیا فیروز محمد و عزیز کا کہ اپنے حاکم اور اہل انصاف و سچے جسم کے فیروز کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے  
 ہے اور اگر اوتھے آجی فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے اور اگر اوتھے آجی فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے  
 ہر وقت فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے اور اگر اوتھے آجی فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے  
 کے ان کے لیے ایک ہی وقت ہے اور اگر اوتھے آجی فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے  
 زیادہ بہت ہے کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے اور اگر اوتھے آجی فیروز یہ کہ ان کے لیے ایک ہی وقت ہے











ٹال دیا کہ اگر ہم چاہتے تو کہہ جیتے مگر تم نے چاہا ہی نہیں۔۔۔۔۔  
 .... لیکن اس کا قصہ ہر ماقبل خود بخود منجملات کو ملحوظ رکھ کر سننا  
 ہے کہ کیا انہوں نے چاہا یا نہیں چاہا۔ بخیر کیا یہ ممکن ہے کہ ..... وہ  
 برق رفتاری اور دشواریاں انہوں کے وحشیانہ نہیں ہو سکی اور انہوں کو نہ کہ کچھ  
 پیچھے رہیں اور باوجود ایسے غلبہ الہی اور تکرار و تکرار کے کہ وہ چار جگہ  
 بتائے کہ عوام میں بھی دیکھی ہے بے شک ہرگز غور و اور وہ فائدہ آدنی  
 بدحواس ہو کر ایسا ہی کرتا ہے۔ (مدار انجاز القرآن ص ۴۴)

تقریباً ایک مئیدم یا اکتباس پڑھیے خود پھر سوچیے کہ کیا حقیر نے یہ جواب دیا  
 وہی بات جس کی ہرگز ہرگز غور و اور وہ فائدہ آدنی بدحواس ہو کر کہا کرتا ہے کیا  
 بھی وہ اختیار ہی میں پروردگار کی "قرآن مجید" کا نام لے؟

اعجازِ آسمانی کی غلطیاں | معزز پڑھواری مولوی شاد آفریدی کے جواب  
 کہ ان غلطیوں کا کتبہ ہے۔

"تفسیر کا ضمیمہ طبع ہونا تو بڑی بات ہے اس کے اندر اندر و اندام کی غلطیاں

ہیں۔ آپ کی غلطیوں کو یہ نہیں کہوں کہ بے حدت کو ہیں۔" (مکتوبہ)

الجواب الاقل۔ غلطیاں بتائے گا، جوئی تو مگر یہ قرآن میں کہتے ہیں کہ  
 ہرگز حق میں بعض غلطیاں کی نشان دہی کی کہتے ہیں۔ بعد ان کی کتب قرآن میں ہیں کہ انہوں  
 ایک اشارہ ہے لیکن اگر آپ میں ہی غلطیاں اصلاحیہ فی الجہان القرآن کی بحث کا  
 مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے کہ چاہیے جوئی نے قرآن مجید میں اختلافات اور تناقضات کا  
 دعویٰ کیا ہے وہاں پر یہ بھی کہا ہے کہ۔

"ان تفسیرات القرآن حقائق لسانہن من قرونہ ان المشرقة" (ص ۴۴)

قرآن میں غلطیاں ہیں مثلاً یہ کہتے ہیں غلطیاں لسانہن من قرونہ ان المشرقة کے مطابق یہاں  
 ان مشرقیہ بڑھ گیا ہے۔ میں مولوی صاحب یا شیخ مولوی صاحب کا دعویٰ غلطی و غلطی  
 پر گواہی دیتا ہوں۔



میں مولوی ثناء اللہ اور سرسری اور مولوی محمد علی مولوی کی پیشی کو وہ اختط پر نہایت مبالغہ سے  
میرٹھی بھٹکے گا لگتی ہے۔

**اعجاز احمدی اور اچھی خاصیت** | مولوی ثناء اللہ اور سرسری نے اپنے طرز کو  
بچانے کے لیے بدو افتراء لکھا تھا کہ۔

”نیک بات ہے کہ آپ گھر سے مدار زدہ فرما کر کہ ایک شخص بھی خاص  
وقت میں نکلیں مگر کا خاصہ کہ علم اپنی عطا علیہ کو محدود وقت کا پابند  
کرے۔“ (اہانت ص ۱۱)

معرض ثناء مولوی نے بھی اچھی پرکھی مارنے کی خاطر اسی جہالت کو نقل کر دیا۔ (حق و حقیقت)  
الجواب۔ ناظرین! آپ خدا کا ایک مرتبہ مدار اعجاز احمدی کا مسلک کو نہیں دیکھ  
معلوم ہو جائے گا کہ اگر ہر صراحت کے خلاف ہزاروں غلطیات اور اعتراضات حتیٰ کہ جہالت  
میں بنگر اسی اعتراض سے زیادہ بھونکا اور دھل و فریب سے لبریز آؤد کیا ازام ہو گا۔ ہم  
اکثر مسئلہ عرض میں آ رہے ہیں جہالت ہوتا ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ ہمیں جہالت کے اعتراضات  
کا جواب اور دیگر مسائل متعلقہ آؤد و مضنون اور عربی قصیدہ میں لکھتے ہوئے ہیں اور درابر  
مسئلہ آؤد بصورت کتاب اور سرسری ثناء اللہ کے انشوں میں پہنچ جاتا ہے بنگر اور سرسری  
اور ثناء مولوی معرض پر لکھتے ہیں کہ اعجاز احمدی اور اچھی خاصیت میں اور مدار آؤد لگا کر لکھی گئی ہے  
ہم کہتے ہیں۔۔۔۔۔ ہرچ خواہی کی

اگر حضرت مرزا صاحب نے اسی وقت سے ہی اسی واقعات کو رقم فرمایا شروع کیا  
تھا بلکہ وہ نصف اشہور یہ دیکھتے تھے تو یہ آؤد بھی بھروسہ ہے۔ اب دوسری صورت یہ ہے کہ یہ لکھ  
کہ اگر مدار اعجاز احمدی علم نہ ہو مسئلہ کے بعد تصنیف ہوا اور (۳) پہلے پہر یہ آؤد حضرت  
شیخ مولوی نے علم علیہ کے ذریعہ قبل از وقت ہر نمونے واقعات کو ضبط تحریر میں منضبط  
کر دیا۔ ہر صورت اعجاز احمدی ایک بہت بڑا نشانہ و غائبہ ہے گا۔

لے گا مدار آؤد لکھ کر یہ غائبہ ہی ثناء کی تھا؟ مدار گویا یہ تھا تو ہر تمام صورت کو لکھتا اور پھر  
کیا لکھتا؟ اور یہ تمام صورتیں ہرچ خواہی کے لکھنے کے تھے؟ (مذمت)

میں لکھیں یہی ممکن نہیں تھی + مصحف میں وہاں اس کی

مصرف تین سو چوبیس نسخے تھے اس وجہ سے پہلے یہ تحریر فرمادیا تھا ۔

”سوی شہداء تھے کہ اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ تیس  
پچیس سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آگے گھس کر دیکھے کہ ہر شہد کا اس میں  
ذکر ہے۔ یہی اگر نہیں ملے پہلے بنایا تھا تب تو انہیں دیکھا چاہئے کہ کون کون کا مصنف  
ہوئی۔ ہر صورت یہ بھی ایک نشان ہوگا کہ اس نے اب بھی اس کی طرف فرار  
کی راہ نہیں اور کچھ وہ اہم پورا پورا جو خطائے فرمایا تھا ہے  
تادو کے کاروبار نمودار ہو گئے  
کافر جو کہتے تھے وہ اگر قدر ہو گئے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۵۱)

حضرات! آپ اس تحریر کو دیکھئے اس کی لکھ و پیل کو مدن کیے بعد میں یہ منکر ہے اور یہ  
وہ کیا لکھی کی دیکھ و پیری کا منظر فرمائیے

مصحف بکوں! اب تو دیکھ لیں جیگا اب ذکر کیا یہ سچ تھا اس اختلاف کا

وہ حبیب طاہقوں کا مذاق ہے میں نے اپنے مکتوب ہند سے کہا تھا آئی یہ دیکھیں وہ اعمال تات اور پھر ہر موقع پر اس کا فائدہ لکھا	اعجاز احمدی کی حدیث تصنیف پر خود مولوی شہداء احمدی کی شہادت
---	--

یہ شہداء احمدی اور ان کے مستحب پیالوں نے یوں لکھ دیا کہ اعجاز احمدی ابھی نامی تھے  
تیار ہوئی ہے اور صاحب دیکھ شہداء کہ علم نہیں کہتے خود کی گند کاوشی کا تجربہ  
۶ صفحہ کار مال ہے لیکن غلط فہمی نے شہداء احمدی سے اس کتاب اور اس اعتراض سے  
چند سطریں قبل چند جملے فقرات لکھوا کر اسے ذیل ذکر سرکار دیا۔ پڑھئے مولوی شہداء  
صاحب احمدی لکھتے ہیں کہ ۔

”موضوع کہ علی احمدی نے شہداء احمدی سے خود غضب کیا تھا وہی دو گونہ مذکور  
ایک آدمی ایسا کہ وہاں سے کسی حکم کو لگا کہ ان سے ہٹا کر دیا۔ یہاں اور کے

مشتوم سے ہے قرعہ حال تمام ہی وہی ہوتی ہے، ایک نامہ نگار اور مسیح ہوتے ہی  
 بحث سے ایک ساری کہیں یا کہ چلیے وہ گاؤں کا گاؤں بکر اعراف کے لوگ  
 سب کے سب گروہ ہر جہاں گئے۔ خاکسار چارو تیار موصیٰ مذکور میں بیٹھا۔ جہاں  
 ہوا، خبریں جہاں کہ روئے ہو، خبر خوش ہند خود ہوا، وزیر مقررہ میں ہائی وہ  
 مذکور سے شائع کر دی، مگر مرزا جی کو ان کے فرستادوں سے ایسا کچھ  
 ڈرایا اور اپنی ذلت کا حال سنایا کہ مرزا جی آپ سے باہر ہو گئے  
 اور جھٹ سے ایک رسالہ ”الہ آباد احمدی“ نصیب آرو اور نصیب  
 حوی نظم لکھ کر خاکسار کے نام، مبلغ دس ہزار روپے کے انعام کا اشتہار  
 دیا: ”رسالہ آفات موزاسوۃ ایضاً ششم“

ناظرین کام: مولوی صاحب کے اقتباس کی آخری سطور کو پھر پڑھیے یہی آپ صفا  
 سے تسلیم کرتے ہیں کہ جب بلا شک کے بعد حضرت مرزا صاحب کے فرستادوں نے آپ کو ڈرایا  
 اور بقول مولوی ثناء اللہ احمدی ذلت کا حال سنایا تو آپ نے بحث سے ایک رسالہ  
 ”الہ آباد احمدی نصیب آرو اور نصیب حوی نظم لکھ کر خاکسار کے نام، مبلغ دس ہزار روپے کے انعام  
 کا اشتہار دیا: صحت ظاہر ہے کہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ”الہ آباد احمدی“ نصیب حوی کی ترقی حضرت  
 ”بخیر قادری“ کو بلا شک کے حالات تکثیر ہوئی اور وہ ”بحث سے“ نصیب حوی کو شائع  
 ہو گیا۔ کیا اب بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسالہ ”الہ آباد احمدی“ اپنی خاصیت میں تیر بار ہوا؟  
 بزرگ نہیں!

یہ ثابت ہو گا کہ ”الہ آباد احمدی“ کے سلسلے خاصیت میں قصیدہ ہونے کا ہر مستحق ہوا  
 کیا گیا تھا سرسراہل اور جھوٹ ہے بلکہ وہ صرف چندوں کی نصیب حوی کو شائع ہو گئی، لہذا اگر  
 کہ اندرون شہادت اور پھر خود مولوی ثناء اللہ احمدی اپنی ترقی میں ایسی کی ضرورت ہے۔ خدا! بعد  
 الحق! الا بضلا۔

الہ آباد اور مرزا احمدی | سرسراہل ہوا ہے۔

خاکسار نے یہ کہہ کر سب سے گرا ہوا، بلکہ بڑے بڑے شیخی بھروسہ اور عہدہ کے کو بیچا ہوا محمد







والتاسم تک خدا کے نرسے اپنی حفاظت میں داخل فرما رہے ہیں یہی غیر مذکور طریق ہے کہ  
 ذلہ بھرا میز شریعت میں خدا کی وحی متواتر و قیامت تک یہی غیر متبدل شریعت ہے یہاں  
 حضرت مراد صاحبؒ

”نور الانوار کے لیے نو سوئے زمیں پر اب کوئی کتاب نہیں ملو قرآن بعد تمام  
 آدمیوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں ملو جو سنی اور علویوں کے درمیان  
 فیر صحت کیجے مگر علیہ السلام کی اجازت کتب بنانا یا الہام دہانی نہیں۔ یہ کتاب جس شخص پر بھی  
 جی ملو اکثر و بیشتر حضرت حضورؐ کی اپنی قلم سے لکھے گئے الفاظ میں لیکن اللہ تعالیٰ کی فیر سنی تائید اور  
 قوت کے تحت لکھا گیا ہے۔ ان کتابوں کے جزوہ جو سفری کوئی کام نہیں ملو ان کا ترجمہ پاک  
 سے کوئی مقابلہ نہیں۔ ہر حال قرآن مجید اپنے بلند مقام پر ہے اس کے دلوں کے اجلا میں تھوڑی  
 وقت و عدم تھوڑی کا فرق دکھا گیا ہے۔“

اگر تھوڑی دیکھا جاتی تو خوشی ہو بہ خوب وغیرہ شور مچا سفری تھوڑے ہی پرانہ ہو سکتے  
 تھے۔ اگرچہ وہ اب بھی شور مچا رہے ہیں لیکن اب جو اللہ تعالیٰ کے منشا کے مطابق تھوڑی کی گئی  
 تو اور سری ملو کہتا ہے کہ کیا قرآن شریف کے انجیل یا انجیل کے لیے بھی کوئی تھوڑے سے؟ ہمیں  
 سوال کا جواب تو آج دوں کہ چنگی میں ہی جگہ صحت پر بنا مقصود ہے کہ ان مکلفین کے لیے  
 حق چوٹی نہیں بلکہ ان کو ہر صورت احراز امن کرنی چاہیے۔ ان لوگوں کا قول ہے انفسنا  
 ثارنا ہم میں آیتہ بآیتنا نأمننا نحن نكف بغير جہنم ۵ (وہ آیت آ)

یہ بعض ایسے عقائد کے مطابق ہیں۔ وہ لوگ ان حقیقت پر گور، مجاہد کامیابی قرآن مجید کا انجیل اور  
 ان لوگوں کو غلامی کرنے کے لیے تھا۔ ایسے عقائد ہی غلط ہے۔ مثلاً امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ”لو قال لیسوا  
 صدقانی فی هذا الیوم و احیوا صبیحی ولا یفقدوا احد من الیشی علی معا و یسرق فخر  
 بعد انفسہ احد فی ذلک الیوم ثابت صدقہ“ (لا تفسدوا فی الاغنیاء و سکا یرس انک کنا  
 حق انفسہ بلکہ اگر یہ صدقہ کہہ دیاں یہ ہے کہ ان لوگوں کا انجیل یا انجیل کے لیے بھی کوئی  
 اور فی حق انفسہ ان کوئی دیکھنے کوئی کے صدقہ ثابت ہو جائے گا۔ اگر ان کے لیے صدقہ  
 سفر نہیں۔ (مترجم)

تاکری: ان میں غفلتوں کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجمالی کلام اور جزوی کتب میں تحدید وقت کی کمی اور دوگانہ بھی محسوس ہیں اور ان قیامت سمجھ رہیں گے وہ مذاقہ احمیت کا ایک ذریعہ است و نہ چلکا ہی نکلا ہی۔ انہوں نے اس سلسلے پر جواب دیا کہ کہیں؟ اور انہوں نے انکسری پر جو کچھ لکھے سو اس کے کچھ دیکھیں۔

برائین احمدیہ اور اجمالی کلام | حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام الہی کی بے شکیت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

”میں کو خدا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ میں چیز کو تو اسے بشری بنایا ہے اس کا بنانا بشری طاقت سے یا پر انبیاء و اولیاء کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر ہو سکتا۔“ (۱) (مشرق و مشرق، بحوالہ برائین احمدیہ ص ۱۱۱)

اس جملہ کے عقل کر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح پہلے مرتبہ کا خطاب: ”ابن انسان کی کتاب ہے۔“ اب میری ذاتی صاحبان کو اختیار ہے کہ اپنے پس کے فتویٰ کو رد کریں یا انکی تصانیف کے اجمالی سے انکار کریں۔ ایک جگہ مرنے والے صاحب کا جھوٹا خبر دینا چاہیے؟ (مشرق و مشرق) الجواب: حضرت مرنے والے صاحب کا تو کس جگہ جھوٹ نہیں مرنے آپ کو اپنے خدا کا علاج کرنا چاہیے۔ کیونکہ اجمالی کلام اور جزوی تصانیف آفتاب نبویہ اور صداقت باہرہ کی شریعت حاصل کر چکی ہیں۔ اور برائین احمدیہ کے جواب میں جس کلام کا ذکر ہے وہ بشری کلام ہے بلکہ انسانی خود بنانا ہے۔ گوکہ اجمالی تصانیف بھائے خود سمجھ رہے ہیں اور برائین احمدیہ کے فتویٰ کے صدور کوئی سے کوئی تسبیح نہیں کہہ کر ہاں پر انسان کی اپنی تصنیف کا ذکر ہے جو انسانی طاقت کے اندر کی بات ہے۔ پس ان دونوں کاموں میں کوئی تضاد ہی نہیں۔ اب یہ سوال ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجمالی تصانیف آپ کی اپنی طاقت سے ہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہیں۔ خود انہی تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) ”اس خیال میں میرے خالق سرور مسیح پر ہی کہ اس شخص کا کام نہیں کوئی اور پر مشیہ طور پر اس کو رد دیتا ہے۔ سوئی گو کہ وہ دینا میں انصاف میں ایک آدمی ہے جو مجھے مدد دیتا ہے لیکن وہ انسان نہیں بلکہ وہ قادر و قادر ہے مجھے

استاذ پر ہمارا صوبہ" (اجلہ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲)

(۱۲) دوسرا حضرت میر تقی کا بعض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ ہے کہ جب بھی خدا ایک سونے کی عینیت لکھا ہوں اور سلسلہ وحدت میں پہنچے لکھا کہ بیکار  
پیدا ہے کہ وہ کچھ معلوم نہیں رہی تب بھی کائنات خدا تعالیٰ کی وہی رہنمائی کرتی ہے  
اور وہ لفظ وہی حضور کی طرح روح القدس پر سے دل میں ڈال دیا ہے اور زبان  
پر جاری کرنا ہے اور اس وقت میں (یعنی جس سے غائب ہوتا ہوں)  
(تعالیٰ یسبح منہ)

ناظرین! بڑا نصیحت کریں کہ کیا صورت مواضع میں سے اپنے اہلکار کو بشری  
کلام یا اپنی حالت کا تجربہ قرار دیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ براہِ حق صاحب کعبہ الہی تو بشری کلام اور  
مقدور بشر کلام کا ذکر ہے کہ وہ بے نظیر نہیں کہہ سکتا۔ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ درست  
ہیں۔ ان میں شکات کا خیال من ایک شخص ہے وہیں۔

قاضی ظفر الدین صاحب کا قصیدہ راہِ میر | حضرت کیج سحر و جادو علیہ السلام نے  
سورہ شمس میں لکھا تھا ہے

لنکر جہد نفس مشق لیلۃ وناو حیناً او ظہراً او صفر

"میں تو چند دن صبح کو کوشش کرتا رہا اور محرم میں اور قاضی ظفر الدین اور

اصغر علی کو جو سہ" (اجلہ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲)

مولوی ثناء اللہ اور اس کے رفقاء اجلہ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ میں لکھے ہیں کہ  
قاضی ظفر الدین نے ادا کیا کہ قصیدہ اجداد کے باغی میں کوئی قصیدہ تصنیف کیسے چاہی اس  
نے بھی چند نوٹس پھیلے شریک تھے اور قصیدہ بالکل تمام تھا کہ قاضی ظفر الدین کا کام تمام  
ہو گیا اور وہ خود حضرت کیج سحر و جادو علیہ السلام کا ایک نشان بن گیا۔ یہ ناتمام قصیدہ کیا سے  
ادھل گئے اور اس طرح سے حضرت کیج سحر و جادو علیہ السلام کو نشان میں قاضی ظفر الدین نے جب حضرت  
مولوی محمد علی صاحب احمد بن لکھی کہ اس نشان کا علم بڑا اعلیٰ ہوں نے اس کے بیٹے  
فیض احمد کو لکھا کہ اور اس نے اس قصیدہ کو شمس میں چھپوایا اور ظہر پر لکھا کہ ظہر

کی پہلی رات کا باعث اس کا سناوت اوریت ہی اہلک تھا تو دنیا نے اچھا آنحضرت کو  
 کو اپنے بہت مست فرود کیا فیض اشد ذکر خود بھی خوشی پر تکیا بل صاحب احمدی سے بسا پد  
 کے ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو طاعون کا شکار ہو گیا۔ (توضیح احمدی مشعل)

یاد رہے کہ قاضی غفر الدین کے اشد اہل بیت ۱۱ جنوری تا ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء  
 میں ٹائی ہوئے تھے (اہل بیت مرزا صاحب)۔ گویا یہ ڈبل نقصان ہے۔ قاضی غفر الدین نے اشد  
 لکھے کا ادا کیا تو وہ تباہ ہو گیا۔ اس کے بیٹے نے ان کی اشاعت کا اہتمام کیا اور ایک احمدی  
 سے بیاہ کیا اور لڑکا من بن گیا۔ وہ فی غلظت لحدیث لادری الا لہاب۔ اندری صلا  
 قاضی غفر الدین کا سرور قصیدہ تو احمدیت کا ایک گھٹا نشان ہے۔ قاضی فکیر کے متعلق  
 مولوی شاد صاحب نے لکھا تھا کہ۔

”واقع ہو کہ قاضی صاحب کو مرزا صاحب نے اپنے قصیدے کے جواب

کے لئے طلب فرمایا تھا۔“ (اہل بیت مرزا صاحب)

پھر ایک مقررہ وقت میں قاضی صاحب نے جواب قصیدہ لکھا: نہیں یاد رہے کہ نہیں سے پہلے  
 اشد کو ملنے کرنے بھی نہیں پایا تھا کہ کس لکھتے لے دو چ لیا۔ میں بعض غیر احمدیوں کا اس  
 نام نہاد قصیدہ کو پیش کرنے کا ہمارا احمدی کا جواب بتوانا امر غلط بیانی ہے جو کہ سچ دلا  
 علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

”قاضی غفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا منت مخالف تھا اور جب اس نے

اس قصیدہ کے بغاوت ایک عربی نظم لکھنے شروع کا تو ہنوز اسے چہرہ نہ چکا تھا  
 اور سورہ اس کے گھر میں تھا۔ چھاپے تک لکھتے دیکھ لی تھی کہ وہ مر گیا۔۔۔

۔۔۔ ایک قصیدہ میں نے عربی میں تاجیت کیا تھا جس کا نام احمد آنحضرت لکھا تھا

اور اسی طور پر بتوایا گیا تھا کہ اس کا کوئی مستاجر نہیں کر سکے گا اور اگر حالت میں

رکھتا ہر گا تو خدا کوئی روک ڈال دے گا۔ میں قاضی غفر الدین کو تاجیت دہر

اپنی طبیعت میں خیر لکھا کہ وہ قصبہ اور خود میں رکھتا تھا اس نے اس قصیدہ

کا جواب لکھ شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تعزیر کہے ہیں ابھی دیکھی

روحا کو تک اہمیت ہے اس کا کام کام کرنا؟ (حقیقتہً اسی وقت واضح ہے)  
**عجازی کلام اور قرآن مجید** | ایک مقام پر مترجم ٹیپو لائیو کی قریب ٹیسے  
 پہاڑا ہوا دکھاتا ہے۔

”میرا بہت غیر ذایب، دلوں کے لیے بڑے اعزاز میں کی گئی تھی دیکھتے ہیں  
 کہ... سواری میں تو قرآن مجید کا مثل نہ ہو سکا۔ آج مسلمانوں میں سے ہی ایک  
 شخص اپنے ہی کلام کو قرآنی لفظوں کے طور پر پیش کرتا ہے۔ گویا قرآن مجید کا  
 نظیر ملے ہو گیا۔“ (ص ۶۱) (ص ۶۲ مشرق)

**الجواب۔** اسلام کے آئینے پرورد اور خود ہونے کا دعویٰ مگر کذب بیانی میں آتا  
 کا شہود! یہ وہی باتیں ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کی مسرتوں میں تفریق۔ تم کو اگر وہی  
 قرآن مجید کا پاس پڑتا تو بیسیوں آیات کو ختم کر دیتے اور قرآن کو خود طعن نہ جانتے اگر وہی  
 تم میں قرآن مجید کی نسبت ہوتی تو یہاں گندہ خود دینا کو نہ دیکھتے۔ یہ کہتا ہے کہ اب تم میں  
 سے قرآن آٹھ گیا اور معرفت و حفاظت باقی رہی۔ لیکن پڑھیے۔

(۱) ”پتھر بات ہے کہ تم میں سے قرآن مجید بالکل آٹھ چکا ہے۔ فرض میں پہلے قرآن  
 پر ایمان رکھتے ہیں مگر خدا شدل سے اسے کوئی اور بیت کوئی اور بیکار کتاب  
 ہا سکتی ہے۔“ (انہما جلد بیت ص ۱۰۱) (ص ۱۰۲) (ص ۱۰۳)

(۲) اب اسلام کا معرفت نام، قرآن کا قطعاً حقن باقی نہ گیا ہے۔ یہودی ظاہر میں  
 تو کہہ دیتے ہیں چاریت سے بالکل وہی ہیں۔ عہد ہی امت کے جبرائیل سکریج  
 بچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے کہتے تھے ہیں انہیں کے اہل پھر کر جاتے ہیں؟  
 (القرآن ص ۱۰۳)

ہیں آپ صحت کے سوا اور علیہ اسلام کی خاصیت کے لیے قرآن مجید کو اہل فکر و نام کو  
 شکر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کیا انہی دنیا میں ایسے بے وقوف ہیں جو اس دھوکے میں آجائیں؟

یہ خدا اپنے تمام کتابیں پر خدا ہے اور خدا کا حکم کہ جیسی کتاب ہے۔ (وہ خدا)

یہ قرآن حق ہے۔ انہی کے مکتوبات کے اچھے کام ہیں۔ حق کے لیے قوت کا تہیج ہے کہ اس کو (وہ خدا)

اس دعوہ کو کٹائی کا شکار ہو جائی، آپ کے اس اعتراف کا جواب آپ کے حضور کی گرجنا ہے۔ ہم اس جگہ صرف ایک سوال درج کرنے کے بعد اس جو مسئلہ کلمہ لکھتے، حضرت سید محمد غفریہ فرماتے ہیں:-

”بھارت تو دھڑی ہے کہ مجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشاء پر وازی کی نہیں طاقت ملی ہے تا مصادیق صحائف قرآنی کو اس پر یاری میں بھی دنیا پر نکال کر کریں اور وہ بلاغت جو ایک بے ہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی۔ اس کو کلامِ الہی کا خادم بنایا جائے۔“ (زوالِ آسیح ص ۵۵)

حضرات! آپ مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھیں اور کہیں کہ مسخرین پشاور کی ابتداء کا بنیاد پل چکا ہے۔ دیکھئے استادِ اعظم کہ حضرت سید محمد غفریہ تو اس اعجازی کلام کو صحائف و مصادیق قرآنی کے اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں اس لئے ”آفتابِ آسیح“ میں مصادیق سے بڑے تفسیرِ سورۃ قاتر درج فرمائی لیکن یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مولانا صاحب نے قرآن کی مثل کا اسکاں ثابت کر دیا؟ انا اللہ وہنا الیہ لاجعون۔ یہ اعتراف دیکھیں کہ وہی ہے جیسا کہ پنڈت دیانند نے لکھا ہے کہ فیضی نے بے نقاد کتاب قرآنی مجید کے مقابلہ پر تیار کی تھا حالانکہ وہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ یہ حال اس جگہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید کے مقابلہ پر ہے حالانکہ وہی پلار پلار بتا رہا ہے کہ نہیں نہ یہ کتب قرآن پاک کی حدیث اور مصادیق قرآن کی مشاعت اور توحید کے بچے انھیں یہی دیکھ رہے ہیں۔ خداوندِ عالم ان کا کیا استیجاب کیا

عالمین کرام! ان حضور سے واضح ہے کہ حضرت سید محمد علی احمد علی اعجازی کلامِ الہی قرآن مجید کے بچے ہیں۔ ایک دوسری جگہ حضرت سید محمد علی احمد علی اعجازی فرماتے ہیں کہ:-

”میں قرآن شریف کے کجرو کے قتل پر عوامی جلالت و نصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی شخص جو اس کا مقابلہ کرے؟“ (فرمودۃ عالم ص ۵۵)

مسندِ اعجازی چینی کہہ، اعترافِ حدیث کے جواب کے بعد کلمہ پشاور مسخرین کی دوسری غرض







کی ضمانت کا نام بھی خود رکھ دیا کیونکہ بتادیا کہ کون سے مضر بنی آدم کا دعویٰ کر سکا اور اس کوئی  
کا تفسیر کر کے اس کا وہ پرچہ زخم نہیں رہ سکتا تھا کہ انھوں نے علیٰ مشرعیہ علم بعد از علیؑ دلی خود حقیت  
سیح ہو کر دھوا مسوم زخم دہے۔ مگر اسی کی کوئی تفسیر ہے تو بیان کر دیا ہے بعد از علیؑ دلی خود حقیت

ملاسنے کا حقیت کہ خود شہید کا حقیت کی مگر اسی مگر اسی کہ خود شہید کا حقیت قیامت نہیں  
کہ سکتا۔ نزاع حقیت نے اپنی کم علی کے باہر میں نام نہیں لکھ سکتا لیکن اس میں سے کہ خود حق  
آیت دو متغول کے سیدار کے مطابق تھا کہ نہیں، اُس کی جیسے کہ ہم فیصلہ اعلیٰ میں حقیت کہ چلی  
مفسرہ ۱۹۹۰ دہائی کے ترمیم

**آیت اصل الہم اور مضر بنی آدم کا مخالف** | کہ وہی مضر بنی آدم کا  
آورد افغان سے دیکھا گیا تھا کہ ایک مضر بنی آدم ۱۲ سال تک زندہ رہا ہے جس میں خاتون کو  
بے نظیر کا نام بھی ہوتا۔ تو اس کے وقت گدا کی دور واقعات کا شہادت اس وقت پر حقیت کہ علی  
کوئی تفسیر نہیں۔ مضر بنی آدم کی ہر دعا کی حقیت مضر بنی آدم کا ہے۔ علیؑ دلی خود حقیت  
اور بصیرت سے کہ خود پر جانتا ہوں کہ وہ اسی مثال کا حقیت کہتے کہ مضر بنی آدم کا کیا باب  
نہیں ہوں گے کہ خود اس کے کام (دو متغول علیؑ دلی خود حقیت) کہ علیؑ دلی خود حقیت  
فی الخورثی جہان سے کہ خود کو حال رہا علیؑ دلی خود حقیت (۲) وہ مضر بنی آدم کا قرآن مجید سے  
ثبوت دے دیا تھا کہ وہ حق الہم مضر بنی آدم کو بہت دلی جاتی ہے۔ اسی کے لئے مضر بنی آدم  
لکھا ہے کہ۔

”قرآن شریف سے تو ایسے لوگوں (مضر بنی آدم) کو بہت شے جانتے

کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ”و اصل الہم حق کبھی

متین“ (عشرۃ متہ)

مضر بنی آدم نے اپنے دعوے کی، خود ہی ایک ہی آیت قرآن مجید سے کہ جس کا ترجمہ  
میں لکھا ہے۔

”ہم ان کو اصل حقیت بھی لکھیں (اسی بہت کے بعد) بعد از وقت بہت نصیب“

پھر اس ترجمہ کی صحت کو اعلان میں دھت قبول کیجئے یہی علیؑ دلی خود حقیت ہے کہ اس میں ان کو

کا خیر کارج کوئی ہے۔ واللہ اگر ختم کارج اختراذ علی اللہ کرے واسلے اور مدنی اہلہام  
ہوں تو مصر میں بیانیوں کا دعویٰ درست اور برحق ہے لیکن اگر ختم کارج مدنی اہلہام  
نہ ہوں بلکہ وہ لوگ ہیں جو کسی صادق مدنی اہلہام کا تخریب کرتے اور اس کو جھٹکتے تھے یہ تو پھر  
اس بات کے متفق ہیں کیا مسلمہ ہو سکتا ہے کہ غشی کو یعقوب اور اس کے واسے اننا غریب  
نے نہایت سکھ و دھوکہ دیا ہے اور وہ بھی مذہب اور قرآن مجید کے نام پر۔

پس ایک گناہ پشیرا ہے فیصلہ دل کا

آئیے قرآن مجید میں اس کا معنی و فہم دیکھیں۔ یاد ہے کہ کرامت قرآن پاک میں شریعت

(۱) وَلَقَدْ نَادَيْنَاكَ يَا رَبَّنَا فَكُنْ لَهُمْ مِنْ غَدَاةٍ كَايَاسِيَوْمَ ۖ فَكَفَىٰ لَهُمْ لَكُمُ الْمَوْتُ ۚ وَلَقَدْ نَادَيْنَاكَ يَا رَبَّنَا فَكُنْ لَهُمْ مِنْ غَدَاةٍ كَايَاسِيَوْمَ ۚ فَكَفَىٰ لَهُمْ لَكُمُ الْمَوْتُ ۚ وَلَقَدْ نَادَيْنَاكَ يَا رَبَّنَا فَكُنْ لَهُمْ مِنْ غَدَاةٍ كَايَاسِيَوْمَ ۚ فَكَفَىٰ لَهُمْ لَكُمُ الْمَوْتُ ۚ

[illegible]

(۴) مَقَاتِلِهِمْ مِنْهُمْ يُضَلُّونَ ۖ لَهُمْ فِيهَا عِلَادٌ يُلُوقُونَكَ الْغُلَسَاقَ ۖ يُخْرِجُونَكِ الدَّيْلَ ۚ إِنَّهُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۚ

ترجمہ سے دوسری اچھ کو اس میں کتاب کے لکھنے والے کو چھوڑ دے ہم اس کو  
نے جاری رکھے ہیں غور کیا کہ یہ وہی ہے لیکن میں اس کو صحت میں لایا میری تقریر  
خود سے غور ہے کیا ان سے کہنے اور لکھنے کے اس کو سچ کہہ دے ہیں  
محمد علی بی۔

حضرات کا ترجمہ: آپ ان کی بات پر اگر الجھتی رہتی گام بھڑا لیں گے تو آپ کو اسٹومح پر ہوا کا

کہ ان میں ہیں تو ان کو بہت شیعہ کا ذکر ہے۔ وہاں ہی اہل سنت و اہل امام نہیں بلکہ صرف وہی ہیں جو  
مکذوبیٰ انبیاء ہے۔ چنانچہ اس طرح بیانیہ نے اسی آیت سے جو استدلال کیا ہے وہ  
مراہ خط، باطل اور جھوٹ نہیں آتا کیا ہے، کیا ہی وہ استدلال ہے جس میں بیانیہ نے کہا کہ  
تاکہ ہے وہ مکذوب بیانیہ کے نزدیک وہاں جو ہے؟ حرم، حرم، حرم ۱۱

اللہ شہدائے حق ہے کہ وہ تورو کا ۱۱ وہاں کیا کہنا ہے حضرت آپ کی تحریر کا

**مفسر کی ہاکت اور آیات قرآن** | مفسر بیانیہ نے حضرت کی روح پروردگار  
کہ یہ بات کو باطل خط، بدعتیہ اور  
۱۱ افراد قرآن دیتے ہوئے، مفسر کی ہاکت ہے۔

”قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں کہ مفسر کی ہاکت کہ وہاں ہے۔“ (مکتوبہ)

الجواب: مستند حضرت کی روح پروردگار نے انتہائی اہمیت والی تحریر میں  
قرآن مجید کی اسی آیت کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں مفسر کی ہاکت ہے۔ یہ سننے کی بات لگا کر  
وہ تحریر صوبہ الی ہے۔

”ابھی تک مفسر اور مفسران کی انتہائی دلچسپی تھی، لیکن وقت انجیا کہ

خود کے فائدہ اور علم اور غیر کے فائدہ سے بھولنے اور بچنے میں فرق کیا ہوتا ہے

تاکت مولیٰ اس بات کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص

سے کس قدر بڑی اور ظاہر کی ہے جو خدا تعالیٰ پر الزام دے۔ یہاں تک کہ

لیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر

افراد کو کہتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا اور دگ جہاں کاٹ دیتا۔ قرآن

خدا تعالیٰ پر اہمیت داتا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں جہاں ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہوتا ہے۔ وہ کہہ کر بھی نہیں جاتا۔ ایک دوسرا کہتا ہے کہ اسی کی طرف سے صرف

جہنم کی ہی وجہ نہیں بلکہ قرآن شریف کے لغوی معنی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا

مفسر ہی دنیا میں دست بردار ہوتا ہے۔“ (الانجیل اہم ملک)

اسی کتاب کے علی الفاہ صاف طور پر وہ آیت بتا رہے ہیں: ”وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا

لَيْسَ كَالْفُتَى الْكَافِيَّةِ ۝ لَا أَمْلَأُ كَابِيَّةً بِأَيْبِيَّةٍ ۝ لَمْ أَقْطَعْتَ بِلَهْ الْفَرْقِ ۝  
 لَمْ يَمْلَأْ كَابِيَّةً بِأَيْبِيَّةٍ ۝ لَمْ يَمْلَأْ كَابِيَّةً بِأَيْبِيَّةٍ ۝ لَمْ يَمْلَأْ كَابِيَّةً بِأَيْبِيَّةٍ ۝  
 لَمْ يَمْلَأْ كَابِيَّةً بِأَيْبِيَّةٍ ۝

ہم فصل بول میں تو تقول کے تعلق میں کہ کچھ ہی دیکھنے اس جگہ پہنچ  
 ہو اور یہ کہا کرتے ہیں۔ تو تقول میں علیہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

(الف) مولوی شاد اور سرسری باہمی الفاظ تو جو کہتے ہیں۔

”اگر یہ دوسری بات ہے اور کوئی بات لگائی ہے کہ کچھ ہی دیکھنے اس جگہ پہنچ

تو ہم اس کو فوراً چھوڑ کر آئیں“ (تفسیر قرآنی علوم و معانی ص ۱۰۰)

(ب) علامہ عثمانی لکھتے ہیں۔

”وَالْبَيْتُ لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا

الْمَلُوكُ هُمْ يَكْذِبُ عَلَيْهِمْ مَعَا جِلَّةٌ بِالْأَسْخَطِ وَالْإِسْقَامِ“

(تفسیر قرآن و معانی ص ۱۰۰)

(ج) امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

”وَلَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ شَيْئًا

لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ يَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ يَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ

شَيْئًا لَمْ يَمْلَأْ مِنْهُ نِيَاظُ الْقَبْلِ وَالْمَعَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ يَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ

بِالْمَقْبُولَةِ وَلَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ“ (ابن حجر عسقلانی ص ۱۰۰)

(د) علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

”هَذَا كَرَاهٍ عَلَى سَبِيلِ التَّمْثِيلِ بِمَا يَمْلَأُ الْمَلُوكُ عَلَيْهِمْ يَكْذِبُ

عَلَيْهِمْ مَا تَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ يَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ يَقُولُ لَا يَمْلَأُ مِنْهُ بِالْأَيْبِيَّةِ

یہ چاہتوں گے، اس بات پر متفق ہیں کہ کبھی تو تقول میں لکھا ہے کہ کچھ ہی دیکھنے اس جگہ پہنچ

مزا میں لکھا ہے کہ کچھ ہی دیکھنے اس جگہ پہنچ

یہ وہی بات ہے کہ کچھ ہی دیکھنے اس جگہ پہنچ







لاہے گا: (اشتہار ملک)

پچھا افترا اور اصل نام پر مائل خود قائم است و نہ یکس با بیلا خود اور دامہ نواں کہ  
وہی تقدیر از خدا کے برگ تقدیر برآم است و عقرب وقت آں خود آمد  
پس تم آں خدا یک حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام را ہائے جہوت فرمود  
اور بہترین مخلوقات گردانید کہ میں حق است و عقرب خراہی دیدن آں  
برائے صدق خود و کذب خود سیار میگردد غم و غم انگیز آں بعد از آن کہ اندیش  
خود خبر دادہ شد۔ (انجام آتم مش) (عشر و شش)

ساقواں افترا اور کذب و باقیات و کاخا بہا استعد و دن فیکفیکس اللہ  
ویدہا الیک اسر من لدنا آتاکنا خلعین..... واپسی کے بعد ہم نے  
نکاح کر دیا۔ (اہام از انجام آتم مش) (عشر و شش)

آٹھواں افترا اور اہام مش میں پیشگوئی علاج کا ذکر کرتے ہوئے لکھے ہیں  
کہ..... تب اسکا حالت قریب الموت میں لگے اہام ہوا۔ الخ من دیکش  
فلا ناک من اللہ مرقی۔ یعنی رات تیرے رب کی طرف سے بچے ہو  
کیونکہ شک کرتا ہے۔ وہی وقت بھر پر یہی لکھا کہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے  
دول کریم کو ترکان میں بہاؤ شک مت کر: (عشر و شش)

نواں افترا اور اس علاج کے متعلق خبر انجام آتم میں لکھتی ہیں کہ..... بحیری دور  
بس کا اختلاف ہے۔ ہی کے ساتھ اسکا لفظ خالی کیا گیا لفظ مر اس وقت کیونکہ  
شک ہے کہ اس وقت محمد اور عقرب مرگے ایک بچہ ہوئی پیشگوئی بہت  
کار ترس وقت اللہ تعالیٰ نے بھر بکھول دیا: دیکھئے مڑا سب اپنے خیالی  
عام اور خود اپنی نفس کو کی دیکھ آیز میں اللہ عظمت و شوکت سے پہچانی  
کرتے ہیں: (عشر و شش)

دسواں افترا اور مڑا سب خبر انجام آتم ماضیہ مش میں لکھتی ہیں کہ میں پیشگوئی  
کا قصہ کے بچے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی



پہلے نہیں ہو سکے ان کی خزاں خزانہ دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اہلکات شرعی تھے۔  
 مسرت من سے شرد کہ چھوڑ دیا ہے اور وطن ڈاکو کے منالہ دیئے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے  
 مسرت کیج سرور علیہ السلام نے: ”ہم کوئی دہلے پشتہ دریہ سہاٹی جہم نشان فرمایا ہے۔“  
 ”اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَتُوْذِیْ قُوْیَۃً فَاِنَّہٗ لَیْکَ تَقْوِیْلٌ“

اس اہام کے ترجمہ میں حضرت اٹوی نے تحریر فرمایا کہ۔

”اس حدیث آہ کہ تو، کہ کچھ کہ تیری لاک (دوڑ) احمد بیگ اور لاک کی لاک  
 نکاس کہ کہنے والی ہے اس میں پیشگوئی میں احمد بیگ اور اس کے دلاؤ کا خبر  
 دلائی تھی“ (حقیقۃً آدھی مشعل)

گویا احمد بیگ کی جاگت اور اس کے دلاؤ کی موت طرح طرح پر موقوف تھی۔ اس قرابت  
 اور فقر پروری کو بھاری دیکھنے پر مبنی تھی جو آئیں جہم اور حضرت کیج سرور علیہ السلام  
 کے وفات پر کیا کہتے تھے۔ طالع میں کے تعلق مسرت من سے بہت کچھ چھوڑ سرائی کا ہے  
 احمد بیگ اور اس کے دلاؤ کی موت کے بعد کامر حملہ ہے مبنی طالع کا مسالہ ان  
 دونوں کی موت پر موقوف ہے۔ حضرت اٹوی نے تحریر فرمایا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے اس مابین کے حالات اور منکر پوشیدہ دلاؤ کی تھی نشان  
 کے طور پر پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ ہے ہنگام  
 پہنچائی لاک اس عاجز کو نہیں دلا آتیں دس کے حوصلہ تک بلکہ اس کو قریب  
 فوت ہو جائے گا۔ اور جو طالع کہے گا وہ دلاؤ کے اٹھائی ہوئے کے  
 عرصہ میں فوت ہوگا۔ اور آخر وہ موت اس عاجز کی بیوی میں داخل ہوگی“  
 (پشتہ، اور قریب مشعل)

گویا طالع آخری مرحلہ اور ان دونوں کی موت کے بعد مقتدر ہے۔ ہولی  
 نما دلاؤ و قریب نے بھی لکھا ہے۔

”میں سے مرزا احمد بیگ اور اس کے دلاؤ کی موت اور اس کی لاک کے  
 طالع میں پیشگوئی مسالہ سے خاص تعلق رکھتا ہے“ (طالع مرزا مس)

پھر دو مختلف قسم کے اپنے "ساتری" افراد میں نکاح کو اجنبی کے واسطے کی موت پر ہی موقوف تسلیم کر لیا ہے۔ جیسا کہ اُن نے اپنے ترجمہ میں بھی لکھا ہے۔  
 "وہابیوں کے بعد ہم نے نکاح کو دیا۔" (مختصر مسئلہ)

ان بیانات سے متذکرہ صدور، طوائف یعنی یہ کہ نکاح آخری قدم بعد ان شرطوں کی موت کے بعد کا مرحلہ ہے ایک ستر بات ہے۔ اسلئے ہم یہ نکات و فرائض کی موت واقع نہ ہونے تک نکاح کا سوال کرنا ہی غلط ہے۔ اب صرف یہ سوال باقی ہے کہ سلطان محمد کیوں نہ تھا؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسی کی موت کے بعد عدم قیوم اور اصرار علی التکفر بضرورت تھا۔ لہذا ان شرطوں کے بعد (انجام) تم میں پرستش کے ان سات افراد کے قیام ہے اس میں غرضیکہ صحیح اور صحیح اسلام کے احکامات خود پر قائم فرمایا ہے۔

"مَا كَانَ الْقَائِلُ فِي هَذَا وَاسْتَحْدَثُوا الْأَحْلَاءَ مِمَّا لَمْ يَحْضُرُوا  
 قَدْ أَتَى تَلَاُفَ فِي الْمَثَلِ كَرِهُ الشَّيْخَةِ" ترجمہ۔ اس واسطے (نکاح)  
 صحیح تسلیم میں کوئی بھی انجام دیا نہیں جس کے ساتھ شرط نہ ہو جس کا اصل کوشتہ  
 بیانات میں لکھ چکے ہوں۔" (مسئلہ)

اس قصہ واضح بیان کے بعد شرط کو حذف کر کے شور مچا دیا تعدادی کا خون کرنا ہے۔

اس فراموشی کے بعد اس کے متعلق تمام جہالت مشروط تھے اور وہ شرط کے مطابق باطل ٹوکے ہوئے ہیں کہ اگرچہ اس میں ایک تفصیل کا ذکر فراموش ہے۔ اس جگہ میں یاد رکھنا چاہیے کہ شرعی پیشگوئیاں اپنے اثرات کے مطابق پیدا ہونا کرتی ہیں۔

حضرت علی نے اپنی قوم کو مذہب کا وعدہ دیا مگر مذہب نکال دیا۔ اگرچہ وہ اس شرط مراعات فرما کر بھی لیکن تاہم یہ کہ مذہب کی پیشگوئیاں مشروط ہوں تو یہ ہوتی ہیں جیسے کہ پہلے کے بیان کی پیشگوئی کردی نہیں ہوئی حضرت محمدؐ نے اپنی قوم کو سوز میں گمان کے متعلق کہتے ہوئے  
 "لَا تَكْفُرُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ" لیکن جب قوم نے اپنی بد اعمالی کے تحت ڈوگر دینی کی تو وہ

خدا سے یہ توقع نہیں کی کہ وہ ان کے سزا دہنے کے لئے اپنے فریادوں کو نہ سمجھے گا بلکہ وہ ان کی توقع  
 نفس دہر فرمیں گا کہ وہ ان کے سزا دہنے کے لئے





(۸) اہام اعلق من ربتک تحریر شکر کے تحت ہے کہ یہ خدا کی رحمت سے ہے چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب کا اس کو بقول سرسبز پڑھا تو عظمت و شوکت سے بیان کیا اسی امر کا زبردست ثبوت ہے شیطان کا اہام میں عظمت و شوکت کہاں؟ اور خود قرآن مجید اور اقرا میں قوت و طاقت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ حضرت کبیر فرمادے گا اس کو بذات حق اور ذاتی سے ہوتی کہ یہ آپ کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے۔

اہام اعلق من ربتک کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنی تمام عظمت و شوکت سچے سچے وجود میں حاصل کی ہے۔ یہی کہ مرزا صاحب نے اعلق میں اعلق سے لیا ہے۔

(۹) یا اشد استکانت اذ ذلک انبتہ کعبہ ملک حضرت کبیر فرمادے گا کہ اے خیر القلیم! ختم میں محمد علیؐ کے نکاح پر بھی چسپاں کیا ہے اور کوئی قابل اقرا میں نہیں۔ کیونکہ اس مسئلہ میں تمام اہامات مشروط ہیں۔ یہی اندوی صورت ہے اہام میں مشروط ہوگا۔ اور یہ بھی اسی شرط کے مطابق پورا ہوا جو اشد استکانت کی طرف سے یہاں لکھی گئی تھی لہذا اسکو اقرا و قرآن و قرآن خود ایک نیا کج ثبوت ہے۔

دوسرے (۱۰) اہام کے معنی یہ ہیں کہ اہام کے تحت حضرت کبیر فرمادے گا کہ یہ سب بذریعہ تحریر فرمائے ہیں۔

”اے احمد اپنے نوح کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ اے آدم اپنے نوح کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ یعنی ہر ایک جو تجھ سے اعلق رکھنے والا ہے گو کہ تیری میری ہے یا تیرا دوست ہے نہایت پائیدار اور اسکو بہشتی زندگی ملے گی اور آخر بہشت میں داخل ہوگا اور تین دن تک“

گویا اس اہام کے دو طرفہ اثر ہیں۔ اگرچہ آخری صورت میں نوح اپنے اہل گویست کا رنگ لئے ہوئے ہیں تو خدا سے نزدیک بھی کوئی اقرا میں پیدا نہیں ہوگا اور اگر اہل گویست میں رہا نہ بھی کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ اس صورت میں سب بیان حضرت اقدسؑ کے ذریعہ اہام تھا جو اپنی مشروط کے مطابق پورا ہوا۔







یہ سکتے اور نہ اس کی اجازت ہے اس لیے انھوں نے اس کی تائید سے بے رغبتی سے پہنچا دیا۔  
 یاد رہے کہ یہ وہی گندہ طریقہ ہے جس کی اختیار کر کے آریہ دور میں سیدہ حضرت کو بھگنے  
 علی اللہ علیہ وسلم پر چٹک اور نہ سکتے تھے اور صدیقوں سے غلبہ مومنین کو جبراً کرتے تھے  
 جس پر بالکل نفاذ اس طریقہ کی اختیار کرتے ہوئے اس لوگوں کی تائید کی کہ یہ بھی اللہ کا  
 ان لوگوں کو کچھ شعور دین کی رہنمائی فرمائے۔ اے یہی

صفت مشرکوں کا کہنے اس فصل میں لُذُنْ لُذُنْ تَجِزْنَ تَقْدِرْنَ وغیرہ اس کا بھی ذکر کیا ہے۔  
 ان امور کا اختتام پر آپ فصل یا زبور میں موجود ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین! گراہ! آپ نے ستر میں بیابانی کے پیش کردہ الزاموں کو بے جا اور بے  
 بروہت کو ملاحظہ فرمایا۔ ناظرین سے ایسے ہی توقع ہو سکتی ہے کیا کوئی ایک بھی ایسا گناہ  
 ہے جس کو زمین لوگوں نے ستر کی قرار دیا ہو۔ ان بھی چکر اسماں سے آئے ہیں بھگتے ہوئے یا  
 کے لوگ اس کو ستر کی قرار دیتے ہیں اب بہت اعتراضات اس کی صورت کے لئے آئے ہیں اور ان کے  
 مخالف انسانوں کو ان کے منصوبوں اور کششوں اور امدادوں میں کام اور غائب و حاضر کو کچھ  
 اور ایسی ہی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ایسا دیکھے تو دنیا  
 میں اندھیر چاہے۔ اچھے ایک طرف تو اس نے یہ قانون بنا دیا کہ کسی ستر کی اور بھگتے ہوئے  
 وراثت کو حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملاجین تیس سال کی ہفت ہزار نہیں دوں گا۔ بلکہ  
 ایسے دعوے کو اس سے پیشتر ہی چٹک و برباد کر دوں گا۔ یہ بھگتوں کی تائید و نصرت اور  
 قبولیت نہ ہونے و نہ ہونا۔ انہی سے ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور کیا امت ایسا ہی ہوتا رہا ہے حضرت  
 امام ابن تیمیہ کے یہ الفاظ کتنے پرانے ہیں جو انہوں نے کاذب و مجاہدین نبوت کی حالت کے لئے تم کہ  
 مسودہ و نہ تھکے مدت کے فقر میں ذکر کرنے کے بعد لکھے ہیں۔ فرمایا۔

«لَا دَمَ لَكُمْ فِي دِيَارِهِمْ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ» (تائید اللہ تعالیٰ انہیں نبوت کی حالت میں)

یعنی ان لوگوں کا ابد وہ ان کو کام نہ پاتا تھا ہے اور کام نہ جاتا ہے گا۔ ان کی باتوں کو کام  
 فرما حاصل نہیں ہوتا۔ نواقص مشرکوں نے بھی لکھا ہے۔

”کتاب اسمانی اسی شخصیت پر مشفق میں کہ جو شخص اس بات میں متحرک طرف سے  
ہو کہ جسے جو خطا ظہریں اور کوئی دہموتی نہ جھوٹا اور مغزی ہے۔ عام طور  
پر عقلمند اور شائستہ لوگوں میں اس شخص کی پتی باتوں کو بھی فروغ  
نہیں جو متقی جو تجھوٹ بوسنے کا غاوی ہو“ (مختصرہ ص ۱۱۱)

اگر اب دیکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کی اشاعتی غلطی آپ پہلے صریحاً بیان فرمادی اور مذہبی  
وسیلہ سے اشتعال انگیزی کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے۔ خدا بجا صحت و صبر پر غور فرما اور معلوم  
ہو گا کہ ہر خط کے لوگ عقلمند اور شائستہ لوگ اس میں مثال ہیں۔ اور ہر اس شخص کو صحت  
کے حلقہ کو دیکھ سے دیکھ کر ناچار ہے۔ کیا اگر حضرت مرزا صاحب فی الواقع مغزی شخص  
تو خدا تعالیٰ ان کے ساتھ یہی سلوک کرتا اور اسی طرح ان کی باتوں کو فروغ دیتا؟ جائز! خدا  
کا فعل شہادت دیتا ہے کہ علماء اور متقدمین خطا پر ہیں۔ وہ وہی یقیناً مستہزائوں اور خدا تعالیٰ کی  
طرف سے تھا۔ اور خدا تعالیٰ اس کی پشت دہا تھا۔ اس کی حمایت و نصرت اور تائید پرستہم پر  
اس کے شاہی حال تھی۔ انہی دنیا کے اس کو شہادت دے دیا۔ وقت آگاہ ہے کہ لوگ اس کو  
شہادت کریں۔ ۲۲ ستمبر سے زیادہ بہت دور بار بار آسمانی نصرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کی پہاڑی پر بندہ مت گواہ ہے۔ فاضلہ جواد احمدی لاہور سے

اس قدر یہ زندگی کیا آخر میں کٹ گئی

پھر عجب تری کہ نصرت کے ہونے چاہیے

(مختصرہ ص ۱۱۱)

یہ تمام حقائق میری کے تحقیق میں کے نہیں ہیں۔ جو ان کی زندگی میں آج کل کے امور ہیں  
یہ پڑھنے والی آقا حکم تحریر کا، مگر ترجمہ ہے (اور مختصرہ)

# فصل ہفتم

## ”دش بھوٹ اور دھوکے“

وہ بے برائی جہالت خوب دیکھنے والی رنگ  
 بھوٹ کی تائید میں گلے کریں دیو اندوار  
 (سورج پکا سورج)

کارخانے کے مالک سے دعوت لکھا آتا ہے کہ نئی وقت کو پہان کا سب سے بڑا المیہ اور حادثہ  
 کا سرچشمہ اور راستہ کا دھوکہ دہا ہے۔ طاقت سے بھرنا افریقہ اور کتاب قرآن دیتے  
 ہیں۔ اُس پر چھینٹیاں کھینچے اور اُس سے دنیا ہی بدتر ہے وجود جانتے ہیں۔ حضرت سیدنا کا کتب  
 آپ کو۔ کتب آپ آؤ۔ قرآن دیتے ہیں۔ پھر سب سے سولہ سیدنا احمد علیہ السلام  
 علیہ السلام کے منکر آپ کو۔ سنا چڑھنا آپ کو کہتے ہیں۔ یہی حال موجودہ زمانہ میں منکر  
 مسیح موجود ہے اسلام کا ہے۔ آپ پہان کے مسلم تھے اور عدالت شہری میں نمودار حضور  
 کے والد ماجد کے خلاف مقدمات میں دشمنی آپ کی گدی رکھ دیتے۔ زمانہ کی نظروں میں  
 اور دوست و دشمن کے گھر میں آپ کے لیے طور پر اعتبار اور ہتھے انسان تھے اور سب اس  
 بات کو تسلیم کرتے تھے۔ مگر جو آپ کے سیاست و مودیت کا دھوکہ فرمایا۔ دنیا آپ کی  
 دشمن ہو گئی۔ اگلے دن آپ کو راست گفاری میں بٹائے روز گزار گئے تھے آپ کی بی بی  
 میں تک لگے اور آج فرمیں تک زہر پہنچ چکی ہے کہ حشری کہ یعقوب علیہ السلام میں آپ کو  
 شہر کا۔ بے صاف

نوروز باشر "وہی جھوٹ اور دھوکے" منسوب کہنے لگا رہی ہے۔ اگر آپ خود فرمائیں گے کہ دنیا کے فرزند انبیاء سے ایسا کیوں کہتے رہتے تو آپ کو اتنا ذکر پڑے گا کہ آپ کی دھڑکن بھڑکن کی فز میں صرف ایک رات ہے اور وہ بیکار و بیکار کی خود مٹکری خود جھوٹ اور دھوکے کا ہی پٹنہ ہی اچھلنے نہ نہیں پڑے ہیں یہی ہر گمانی کہتے ہیں۔

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہلک تو یہی آئینہ دار

ہمارے حالات غور کیج سوجھیں اسلام پر ایمان نہیں رکھتے اپنے بے شک کہہ رہے ہیں  
 یہی کہہ رہے گا وہ دھوکا کہ سبھی ان کے متعلق ایمان کے پتھر ہی حقائق ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہی کا خیال ہے کہ انہوں نے ان کے ساتھ کتب یونانی (ملاحمت کذابت) کا ہوتا حضرت داؤد حضرت یونس "یونس" "سورج" اور دیگر انبیاء کے متعلق بھی کئی قسم کے مکر و اختلاط کر رہے ہیں۔ اب اگر یہ لوگ حضرت سچ سچ اور ان کا ایمان دی تڑپتے تبصر ہیں۔  
 آپ کو خود بخود جھٹا اور دھوکہ باز نہیں تو خود بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سچ سچ اور انبیاء  
 حق فرماتے ہیں۔

"مجھ ہی وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیو گیا جو بھلائی کا ایک  
 دنیا سے ہر ذرہ کو کھٹو اور ترکھٹ کر کے گیا۔ اب اگر مجھ ہی دنیا میں ہوں تو دنیا  
 میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا بھلائی میں رہا تو کچھ خوب نہیں کہو کہ ہر ایک میں جو  
 بہت نور اور بہت جنت ہے وہی پرچہ کا شکل ہے۔ یہی کسی امید بخشی کا  
 کہ دنیا جنت سے جنت کہے کہہ کر دینا ہے لیکن اس دنیا سے جنت نہیں کہ  
 جہاں سے ناشی ہے کہ جہاں ایمان دی گئی وہاں کیا ہی کا فر غم و آگیا کہ  
 سورہ کاغذی ایک حق پیش کرتی موجود ہے اور وہی کہیں سورہ کاغذی  
 حضرت سچ کا کا فر وہ جہاں کہہ کہ منسوب تسلیم ہی گئے ہیں سلطان کی ایسی ہی  
 نہیں کہہ کر تو دل آجے (۱۱)

ان اصل ہی سرخ فیاضی نے جیسے کہ انہوں سے ظاہر ہے برہم قریش حضرت احمق کی طوٹ دئی  
 جھوٹ منسوب کہنے میں لیکن ساتھ ہی تسلیم کی ہے کہ۔

”مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی بہت ذمت کی ہے۔“ (عشرو مشہ)

مصر میں لکھنؤ میں کہ وہ جھوٹوں کی حقیقت تو آئندہ مسندت میں مندرج ہے لیکن عقل مند انسان  
اسی بات سے ہنسا کہ وہ کہتا ہے کہ غرض ہاں حضرت مرزا صاحب دیکھے ہی جھوٹے اور وہ دنگ  
تھے تو پھر انہیں جھوٹ کی ذمت کی کیا ضرورت تھی۔ ان کا ذمت کرنے ہی جتنا ہے کہ وہ اصل  
انہوں نے کوئی کتاب جو انہیں کی۔ یہ تمام خاصیت کے داخل کا انکرا ہے۔ ۵۰  
حائل رہا اس بار کا نیست

اب ہم مصر میں پڑھائی کے پیش کر دے کہ بات کا جواب یہ ہو رہا ہے کہ سبھی۔

(۱) مصر میں پڑھائی حضرت انہوں کی کتاب اچھا تھا صرف اس سے نفرت انگریزوں اور دیگر  
کے یہ دوسرے کے تمام گرا۔ اگلے کئے جاویں تو ہی خیال کرتا ہوں کہ وہ ساتھ لاکھ سے بھی زیادہ  
ہوں گے۔ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”اول تو ہی جھوٹ ہے کہ غلط پیش کر لی کہ یہ وہ کہتے ہیں کہ دوسرے

ساتھ لاکھ کی گپ بھی بکلی وہ ہے۔ خود اپنی کتاب زندگی میں لکھتے ہیں کہ

میرے مریدوں کی تعداد تشریز ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مرید ہی گواہ ہو سکتے

ہیں۔ جب ساتھ لاکھ مرید ہیں تو ساتھ لاکھ گواہ کہیں سے ہوں گے۔ پھر

یہ کہنا کہ جھوٹ نہیں تو ادا کی ہے۔“ (عشرو مشہ)

الجواب یہ ہے کہ یہ تو یہی ہو کہ یہی مگر صداقت کہیں انہوں کا یہی کام ہے کہ ان کا

ظہور ہی تو اس سے۔ وہاں جو آپ نے تشریز لکھا وہ ساتھ لاکھ کا مقابلہ لاکھ لاکھ گواہوں کا

ہونا ممکن تو اس سے ہے کیونکہ حرج اس کے نہیں۔ اور پھر اسے جھوٹ تو مرید ہے۔ یہ آپ کی

کے فیسی یا مرید نہایت اور دھوکہ دہی ہے کہ یہ کہ حضرت شیخ موحی علیہ السلام نے ہی ساتھ کو

اپنی کتاب زندگی میں جو حدت بیان کر دیا ہے۔ مصر میں کہ بناوا کرتا ہے کہ مرید

ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ اور یہ خود غلط فہمی ہے۔

غضبِ اولیٰ میں چند مسائل کی ۵ تا ثانیہ سے دو دو لیاری کی

۵۰ قسم دیکھ لیں۔ دیکھا ہو کہ ہے۔ کہ اسے اور جھوٹ ۱۰ دیکھا کہ ۵۰ قسم ہے۔ جو ممکن

قرآن مجید اور احادیث کے طرز میں کی تشکیل کر رہے ہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں انھوں نے  
فرمایا ہے جَعَلْنَا رِجَالَهُمْ مُّسَوِّمَاتٍ لِّتَشَارَعُوا فِيْهِمْ اَمْ لَمْ تُنَبِّهْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مِنْ قَبْلُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ  
نے باوجود یکہ بدل میں ان نشانات کی صورت پر یقین کر لیا مگر پھر بھی ظاہری طور پر انھوں نے  
جلائے کیا یہ لوگ صورت میں لکھے لکھے صورت کے گواہ تھے۔ ایتنا تھا کہ وہی ہر دور  
میں دہنتے۔ قرآن مجید فرماتا ہے اَوَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَنْ تَعْلَمَ اَنْتَ نَجْعَلُ الرِّیْلَ اَمْ لَا  
(احزاب ۴۷) اگر انھوں نے کسی طرح دیکھ کر اس بات کو نہیں سمجھا کہ ہم جانتے ہیں وہ انھیں  
گواہی دے گا کہ سب ظاہر ہیں اس میں وہی ہر دور کے گواہ تھے۔ انہیں لکھ لکھتے، صورت پر  
تھے۔ یقیناً تھے! پھر انھوں نے کسی طرح دیکھ کر اس بات کو نہیں سمجھا کہ ہم جانتے ہیں وہ انھیں  
نشان کے گواہ دے تھے۔ ایتنا تھا کہ قرآن پاک میں وہ اشارہ ہوا اَفَلَمْ نَجْعَلِ لَّكَ اٰیٰتٍ  
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ (احزاب ۴۷) قیامت  
قریب آگئی اور ہر شے انھیں کا ظہور ہو گیا یہ لوگ اگر نشان دیکھتے ہیں تو عرض کر سکتے اور  
اسے قریبی حاد و قرار دیتے ہیں۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھار کر ہر شے انھیں کا ظہور  
ہو بتایا ہے اور ساتھ ہی ان کے اخراجات اور انھیں کا ذکر بھی کیا ہے۔ اَمَّا اَنْ اَقْبِلَ  
لِیَعْلَمَ بِیْ۔ لَوْ یَقْرَءُ الْمُحْصِدُ اٰیٰتِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَعَ تَفْطُلُوْهُمْ مَدَدًا وَّلَوْ قَدْ حَمَلُوا  
محبت رسالت بالبرہانین اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ  
ترجمہ۔ کھارنے انھوں نے کسی طرح دیکھ کر اس بات کو نہیں سمجھا کہ ہم جانتے ہیں وہ انھیں  
نشان پر لکھے لکھے صورت پر یقین کر لیا مگر پھر بھی ظاہری طور پر انھوں نے  
جلائے کیا یہ لوگ صورت میں لکھے لکھے صورت کے گواہ تھے۔ ایتنا تھا کہ وہی ہر دور  
میں دہنتے۔ قرآن مجید فرماتا ہے اَوَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَنْ تَعْلَمَ اَنْتَ نَجْعَلُ الرِّیْلَ اَمْ لَا  
(احزاب ۴۷) اگر انھوں نے کسی طرح دیکھ کر اس بات کو نہیں سمجھا کہ ہم جانتے ہیں وہ انھیں  
نشان کے گواہ دے تھے۔ ایتنا تھا کہ قرآن پاک میں وہ اشارہ ہوا اَفَلَمْ نَجْعَلِ لَّكَ اٰیٰتٍ  
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ اٰیٰتٍ (احزاب ۴۷) قیامت  
قریب آگئی اور ہر شے انھیں کا ظہور ہو گیا یہ لوگ اگر نشان دیکھتے ہیں تو عرض کر سکتے اور  
اسے قریبی حاد و قرار دیتے ہیں۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھار کر ہر شے انھیں کا ظہور  
ہو بتایا ہے اور ساتھ ہی ان کے اخراجات اور انھیں کا ذکر بھی کیا ہے۔ اَمَّا اَنْ اَقْبِلَ  
لِیَعْلَمَ بِیْ۔ لَوْ یَقْرَءُ الْمُحْصِدُ اٰیٰتِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَعَ تَفْطُلُوْهُمْ مَدَدًا وَّلَوْ قَدْ حَمَلُوا

معاہدہ مذکورہ اور مشرک اس غلطی پر نشان کے گواہ نہیں، کیونکہ یہ مروج نہیں تھا اس وقت جس کے  
 چکر نہیں۔ اور معجزین کا قول ہے ”ہم ہر جہے کہ مروج ہی گواہ ہو سکتے ہیں“، غرض معجزین نے اس  
 فقرہ کے ذریعہ مصیبت ادا کی ہے یہی محدث نہیں کیا بلکہ ہم بعد اعتقاد پر محدود کیا ہے۔ بعد اسے محدث  
 مروجی میں اور دوسری نے بھی لکھا ہے۔

”غلبہ آدم کی خبر، فتح ہند کی پیشگوئی وغیرہ جو قسم کوئی پیشگوئی ایسی دیکھی جس کے  
 وقوع میں کوئی کافر بھی متردد و یا جو“ (مجاہد تہ مرز مستطاع)

دیکھئے یہ کافر بھی ہیں اور پیشگوئی کے گواہ بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کا کفر عداوت یا جہاد نہیں  
 ہے۔ یہ حضرت اقدس کے مریدوں کا مشرک زبردست (اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ کی پیشگوئیوں  
 کے گواہ بھی ساتھ لاکھ نہیں ہو سکتے؟ معجزین کا اس بنیاد پر اعتراض کہ انکا غنا مسئلہ خاص ہے۔  
 اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ساتھ لاکھ گواہوں  
 نشانہات کے گواہوں کی تعداد کا ہر روز واقعات کی بنا پر باطل و مستحکم ہے۔

معجزین جو موجود ہیں انہیں تفصیل اس کے متعلق اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔  
 (الحق منصور، خیر قرآن، انکسب میں تحریر فرماتے ہیں۔)

”اسی دعویٰ کی تائید میں وہ نشان جو کچھ سکھاء دے سکتے ہیں وہ ایسے نہیں  
 ہیں جن کا علم میرے خاص مریدوں تک ہی محدود ہو بلکہ اکثریت کے ایسی  
 عام شہادتوں سے ثابت ہیں جن کی رویت کے گواہ ہر ایک فرقہ کے مسلمان اور  
 ہندو اور عیسائی ہیں۔“ (مستطاع)

اس کے بعد وہ خود ایک گروہم کے تصدیق کنندگان میں سے ہزاروں لوگوں کی تعداد میں  
 قریباً آٹھ سو سو غیر معمولی ہندو، عیسائی اور دیگر مسلمانوں کے اہلکار ہیں جن کے ہاتھوں سے  
 بیانات درج ہیں۔ (مستطاع، خیر قرآن، انکسب مستطاع)

(ب) ”انہوں نے اس کتاب کے لوگوں نے بڑی مسئلہ کی خبر کی انہوں نے لکھا تھا  
 دیکھئے بعد انکار کیا۔ وہ نشان جو کتاب میں ظاہر ہوئے ہیں ان کے ہزاروں گواہوں  
 انسان گواہ ہیں جن میں سے کئی خود ہندو، عیسائی، کتب میں لکھے جائیں گے۔“



ڈرنا سوئے ہی کہہ لو۔۔۔ ہی لکھی اس ملک کے لوگ! ہی ملک کہہ جاتے ہیں کہ کوئی  
نشان ظاہر نہیں ہوتا؟ (تذکرہ اسیح صفحہ ۱۵۴)

(ج) آئے تخریب کہنے والے ائمہ کبار (افانگے۔ وک۔ دن) آئے گا یہ تہذیب ہی  
انھیں نہیں گی۔ خدا کے نشان ہیں ہر سے جیسے برہمن ہیں جہنم پرست ہے نظر  
تہذیبی اٹھ کر دودھ ہوئی۔۔۔ لکھتے، لکھتے سوئی لکھا تو اس وقت بھی گزرا کر تہذیب  
کوئی بہت ظاہر نہ ہوا، خدا نے نشانوں کے، لکھتے ہیں کہ دو لکھی کہوں دشمن  
دشمن ہی ہیں ہوا اور کرب حریف کے سکندر، ڈرنا ہیشتی وقت ہوتی لکھی  
ہلکا اور قرآن اور پہلی کتابوں اور نشانیوں انھیں کی صورتوں کے سوانح  
طالعوں میں ملک ہی ظاہر ہو گئی۔ اور کج میں دو لکھا اور کھائے انھوں نے کھائی  
سواری میں پیدا ہو گئیں۔ اور کرب حریف کی ضرورت انھوں نے سوئی ہوئے گی۔  
کیونکہ انھیں کہہ کر تو یہ صوفائی پیوے اور ہندوستان میں ظاہر ہوا لکھا نام  
ہے اور ادبی ہی گزرا لکھا، لکھتے تہذیب کج لکھا لکھا خدا نے نشان نشان  
کہہ کر لکھی۔۔۔۔۔ لکھی نشانوں کے گواہ جنہوں نے یہ نشان دیکھے جو  
اب تک زندہ موجود ہی صحت ہندو کہہ کر لکھے کئے باقی تو ایک جہاں کو نشان  
کے لشکر کے سوانح ان کی تعداد ہوگی۔ عباسی تعداد لکھے کہ اس تعداد نشانوں کو  
دیکھ کر پھر کہہ جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا؟ (تذکرہ اسیح صفحہ ۱۵۴)

(د) جسے ائمہ غالب دیکھتے ہیں خیر کج غالب ہے کہ یہ نشانوں کے سلسلہ میں دیکھا ہے۔  
تو یہ رنگی قبل بذوق بدیہ اعتبار کے شائع کی گئی تھی اور موقع پر انھوں نے  
بجستے ہوئے دیکھنے والے ہزاروں کوئی اس وقت ہر وقت تہذیب کے میدان  
جس میں موجود تھے جنہوں نے اتوار کیا کہ یہ مضمون غالب ہا صدی زنگریزی  
وار دو ہزاروں نے اس امر کی تصدیق کی کہ یہ مضمون سب سے بالا رہا۔

(تذکرہ اسیح صفحہ ۱۵۴)

لکھتے انھوں نے یہ لکھا کہ لکھا کوئی بہت جلد ہوا ہے یہ لکھا ہے

مرا پڑا اسے غالب کوئی لکھا ہے۔۔۔۔۔ لکھا ہے یہ لکھا ہے لکھا ہے



*[Signature]*

الجواب الأول: حضرت سید مولانا محمد علی اسلم کے پاس جو مذکورہ نقلی جھوٹ قرآنی شکل میں مقابست ہے کیونکہ کتب کی تحریک میں علم شرط ہے۔ جھوٹی یا غصب کی کتاب التجویز میں غلط ہے۔

کذب: اخبار من الشیخ بطلان ما هو مع العلمیہ (مفت)

کہ کذب و کھٹن بیانی کہ کھتے ہیں بڑی ایک ای کے خالق کو ظلم ہو کر یہ غلامی واقعہ ہے۔ اس توہین کے  
نوسے اگر تیرے بڑے گوریل کے کشیش پر دیکھا اور پانچ منٹ کے بعد تیرے اس کا پتہ چھپ جائے  
اور وہ درج کشیش جیسے مالا مال ہو کر پچھلے منٹ میں پانچ کشیش کے مل کر ڈانڈا چھپ گیا ہو تو بھی تیرے  
جبر و انصاف پر گامیہ کر کے ہر گز کشیشی چھوڑنے کا ظلم نہیں۔ یہاں ہی ان کے کسی جبر و انصاف  
واقعات کہہ دے تو وہ جھوٹ نہیں کہہ سکتے گا۔ وہ غلام ہو اور غلامی کا تختہ ہی جو جو رہا جھٹ  
منہ ہے کہ سید عالم اور ملے ملے و ظلم کا واقعہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے پیارے دوست کے گھر  
نہاڑ پھاڑا۔ اس وقت ایک صحابی خاواہیدین نے عرض کی کہ کیا حضورؐ بھول گئے ہیں یا نازک  
ہو گئے ہیں؟ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ و محمد تقیؑ۔ عرضی بھولا ہوں اور  
نہی نازک ہوئی ہے۔ تب خاواہیدین نے پھر کہا کہ بیٹا قدوسیؑ حضورؐ غرور بھول گئے  
ہیں۔ جس پر آنحضرتؐ نے دوسرے صحابہؓ سے دریافت فرمایا انہوں نے خاواہیدین کی بات کی  
تصدیق کی۔ اس پر آپؐ نے ہر وہ ذکر کہیں پڑھا تھا۔ (بخاری کتاب المغازی ج ۱ ص ۱۸۷)

[illegible]

تذکرہ: دربارہٴ "ما فی صورت الحاصلہ" و "ما فی سطح" : (ملاحظہ فرمائیے) ثقلیت

ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر سورہ بقرہ کی آیت "وَمَنْ يَفْعَلْ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَدْ جَاءَ بِشَرِّ الْبَرِّ بَصُوحًا" کو دیکھا ہے تو اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ "یہ" "اللہ بھروسہ" کہ ہے (یعنی باریک بینی سے دیکھا ہے)۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔

ذکرِ اہل بیت علیہم السلام ہے۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیلؒ نے فرمایا کہ "یہ" "اللہ بھروسہ" کہ ہے (یعنی باریک بینی سے دیکھا ہے)۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔

(۱) "یہ" "اللہ بھروسہ" کہ ہے (یعنی باریک بینی سے دیکھا ہے)۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔

یہی حالت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔

(۲) اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا تو اسے بڑے ہی اعلیٰ اور بڑے ہی اعلیٰ کی طرف لے جائے گا۔







ہی دعوت کے بعد ایک کتاب الخوی کا نام بھی لکھا ہے اس کے علاوہ مشہور گزشتہ نفلہ کے ایک ہندو لادب کی چاک کا ذکر کرتے ہوئے مودی صاحب نے لکھا ہے کہ۔  
 "انھم یا اہل الجلال والاکبر یا مہاتما مہاتما جیہ لکھتے تو نے ایک عالم بڑی سمجھ بڑی ہر وقت بھیجے انکار خدا کی دعا اور بھی سے ہی ہندو کتاب اور اصلی کتب کا بڑا خاصیت کیا (جو ان کے خدا میں پیدا ہوا تھا انہوں ہی دعا اور انہوں ہی بغیر قصور کا ان اللہ کہ ہے جو پتہ دل سے تو یہ ساری باتیں کی تائید میں تھی) اس میں سچ سچ ہے کہ تو مرنے کا دعا دانی اور اس کے سوا ساری کتب و نصوح کا تو بھی دینی فرما۔ اور اگر یہ مقدس نبی تو ان کو مودہ اس بات پر کافی کہتا۔  
 لا یجوز ان یخرجوا من الدنیا ولا یجوز ان یجوزوا من الدنیا۔  
 دیکھتے تھے ان کی شہادت تو تھی؟ وہ پاؤں جاتا ہوا تھوڑے۔ (پہلوں)۔

پھر مودہ کے سامنے یہ صورت کچھ مودہ علیہ السلام اور حضورؐ کے اقبال کے تسلی لکھا ہے۔  
 "تبا نہ وہی انعام" جسے اس کے لئے مودہ میں لکھ کر دئی گئے تھے وہاں کہتے ہیں۔

تاہم اگرچہ اس کا تصور فرما دئی کہ اس خدا میں دینی ہے۔ قصور کی کتاب میں جو دیندار اگرچہ کتاب ہے جس سے خود پر چھوٹی کو کتاب اور حادی اور چھوٹی طرح کی ہے اس کی بدعا موجود ہے۔ اور پھر اس نے اس دعا کے قصد کے لئے ایک ایسی فرمائش کی کہ میں ان کے خدا میں ہے کہ انھوں نے حضرت مودہ صحت کی چاکت لکھی ہے لیکن پھر بھی ستر چھوٹی کوئی حضرت اقدس کے بیان کہ سفید مسجد شہر مدینہ ہے تو بتواتر ہے چھوٹی اگر تھیں تو۔ پھر فرمایا ہے کہ حضرت کچھ مودہ علیہ السلام نے خود عام دستگیر قصور کی کتاب کا حوالہ دیا مہارت غریب فرمایا ہے۔ یہاں حضورؐ نے اس کے لئے اپنی کتاب حلیۃ النبی مشککہ بھی دیا تھا علیہ السلام صلیح احمدی اور صادق علیہ السلام کے علاوہ مشہور کی دعوت بھی اعلان فرماتے ہیں جو ہم آپرہ مدح کر چکے ہیں۔ کیا انھوں نے خود دیکھا تو وہی کا اتفاق نہ تھا کہ ملکر یا ملوئی انھوں نے جسی تو دینا کہ ہی مزمع کرتا اور اس خود مریض سے علیہ السلام سے کام نہ لیتا۔ سبھی انھوں نے لکھا تھا۔

یہ ان کے دعا سے مودہ علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے کہ وہ مودہ علیہ السلام کے دعا سے ہے۔ (مفتی)



**مولوی انجیل علی گڑھی** | مولوی انجیل صاحب علی گڑھی نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات بدوہا کی اور ایک رسالہ میں انکو تاریخ کی بنیاد پر لکھا ہے اس میں جو یہ بتا کر ملک الموت نے انجیل کو قبول کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے قتل پر موت کا ارادہ کیا اور اس کے نتیجے میں ان کو انجیل سے طاعت و مطاعت کے بعد ان کی ہی اس بدوہا کو ادا کیا۔ یعنی کہ وہ مشیہ پر یہ یقین ہو گیا اور باقی سے شاکہ نہ رہا۔ اس بدوہا کی موت کے بعد ان کا فساد کا تخت گردیا گیا اور وہ بے یقینی ہوئی تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک شخص نے اس بدوہا کے معنی کا مذاق اڑھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے۔ جس کی بارے میں حضرت نے سخت کتب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ مولوی انجیل علی گڑھی نے اس کے بعد سے حالات بدوہا کی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

”مولوی انجیل نے اپنے ایک رسالہ میں میری موت کے لئے

بدوہا کی تھی۔ پھر بعد اس بدوہا کے جلد مر گیا اور اس کی بدوہا

اسی پر پڑ گئی۔“ (ما مشیہ ص ۱۲۱)

اس حقیقت کو چھپانے کے لئے مسلمان نے اس کو ”مسیح جھوٹ“ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے مخالفین نے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات میں یہ سوال حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے پیش کیا اور وہ یہ کہ ان کو حقیقت معلوم تھی۔ حضرت مولوی صاحب نے صاحب بدوہا کے بعد سے اس کے بعد ہا ایک کتاب میں ان کی شہادت دی تھی کہ ان نے وہ بدوہا کا فساد دیکھ لیا تھا۔ ان کا سارا دوسرا نسخہ اسلام کے ساتھ لے کر دے دیا تھا۔ اس میں انجیل بدوہا کی بدوہا تھی جس کے بعد وہ مر گیا۔

یوں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بعد ان کے جھوٹے خدا غیبی و مہرے تو

اس کے لئے کہ انہی ضرورت عبادت کے لئے رہی تھی۔ کیا حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت صرف انہی علی الاوصاف کی صورت کے لئے کہ سے ہی وابستہ تھی؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ بھی ہے کہ مولانا کیسے نے اپنے زمانہ میں بد حال کیلئے وہ جلد ہو گیا۔ اسلئے اس کی حاضریہ پر سے آزاد ہو گیا۔ اور یہ وہ تھی کہ مخالفین نے حضرت کے بار بار تحریر و تصانیف پر ہی اس کا انکار نہیں کیا۔

(۳) اس خبر میں مسز منی پٹیل دلی نے حضرت کا جو مورخ علی الصلوٰۃ والسلام کا کتاب حقیقۃ الہی مسلمانوں کے ایک جماعت عقل کی ہے وہ پھر لکھا ہے۔

”اسی جماعت میں آپ فقرے میں جو سب کے سب تھوٹے ہیں، بے غور و حقیقہ۔ اس میں سے یہ چھ آیتیں کہ حضرت کا جو علیہ السلام حکمران نذول کے بعد شروع ہوئی پر عقل کو یہی کہ پھر معلوم نہیں کہ اس کے خلاف قرآن و احادیث کے کتب سے یہ فقرے عقل کو دیکھ کر حضرت میں علیہ السلام سزا کھائیں گے اور شراب پیئیں گے۔ کیا کوئی مرنے والا تھا کہ ہے؟ ہرگز نہیں، یہ سب جھوٹ اور کج فہم اور محض ہرگز سزا ہے۔“ (عترۃ معلوم)

الجواب۔ (۱) آیت ایک خط بیان ہے کہ تیرے سب سے علمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہے۔ جن کی وفات کے ذریعہ عیسیٰ نے مصلحتاً ذکر کیا ہے اور جن کا دائرہ تبلیغ موت اور حیل کا گروہ قرار دیا ہے۔ جبکہ قرآن و حدیث و کلامی فتویٰ و تفسیر و فقہاء و کلام و منطق و منطق و منطق اس کا انکار کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو کج رجحان کی انتہا دینا، انہیں داسرائل کیسے کا بلکہ انہیں کج رجحان کی شان میں انہیں علیہ السلام علیہ السلام و آدم و نوح علیہ السلام قرآن و حدیث و منطق و منطق (کج فہم) اور کج فہم میں سے ہر کج رجحان کی جہان و دنیا اور سماوی نذول کا خیال دینا، ان کا عقیدہ ہے۔ یہی کوئی صحیح مسلمان کچھ نہ دلوں نے اختیار کر لیا ہے۔ اور اس کو ذرا عقلی کو تو ان کج رجحان کے فرائض میں سے تھا اور ان کی تشریح میں فقیر مسلمانوں کو کج فہم جماعت ہے۔

(۲) مسز منی کی جماعت میں لکھا ”مکرمہ والی کتابی خود ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کج رجحان جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے تو ان کا نذول ہوا تھا تب ہی انہوں نے کج رجحان اور کج فہم نذول



"اُنکی صورت صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا یا نہیں۔ جو اُن کی نہیں۔ یعنی آپ کی پیروی سے غیبی نہیں۔  
 اور اسی جگہ سے ان لوگوں کی عقلی عبارت ہوتی ہے جو خود حق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
 دنیا میں آتے ہیں۔ اور وہ حقیقت جو ایمان میں ہی کے دوران آئے کی تھی جو خود حضرت  
 جیسے تھے یہی ہے عقل کی اس سے کہ عبرت نہیں پرستے۔ بلکہ اس آیت کے سچے وجود  
 کا مدینوں سے پتہ لگتا ہے اس کا اُن میں مدینوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ نبی  
 بھی ہو گا اور اُن کی بھی، مگر کیا مریم کا بیٹا اُن کی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا  
 کہ اُس نے جو اور امت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجہ  
 نبوت پایا تھا۔ ہذا احوال الحق و ان تو قوا اقلیٰ تمالوا اندج ایسا نظریہ نام  
 وفساد فساد کو و انفسنا و انفس کو شر نہ تھل فنجعل لعنة الله  
 علی الطغیہ ہیں۔ اور ہزار گمشوش کی جانے اور تاریکی کی جانے یہ بات باقی  
 غیر مستقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا یا نہیں کہ  
 جب لوگ خدا کے لئے مساجد کی طرف تشریف لے تو وہ عیسا کی طرف بھاگے گا،  
 اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ ذیل کھول بیٹھے گا، اور جب لوگ  
 عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف تشریف لے تو وہ بیت المقدس کی طرف  
 متوجہ ہو گا۔ اور شراب پیئے گا اور سوڈ کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے خلاف  
 عوام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقلی قیود کو لگتا ہے کہ اسلام کے خلاف  
 مصیبت کا وہ بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے  
 گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی ٹکر توڑ دے گا اور  
 آپ کی قضیت خاتم الانبیاء ہو سکے گی جیسی ہے گا۔ اور آپ کی پیروی سے نہیں  
 بلکہ باوجود امت مقام نبوت حاصل رکھتا ہو گا اور اس کی عقلی حالتیں شریعت  
 خود کے خلاف ہوں گی۔ اور قرآن شریف کی مروجہ مخالفت کر کے لوگوں کو تفریق  
 ڈالے گا اور اسلام کی جنگ قرآن کا موجب ہو گا۔ یقیناً جھوٹا خدا ہو گا ایسا نہیں

کر لیا۔ بے شک حضرت علیؓ کی سچ موجود کے ساتھ ہی کا نام موجود ہے مگر ساتھ  
 اس کے ساتھ کا نام بھی تو موجود ہے اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاد مذکورہ  
 بالا پر نظر کر کے متناظر کیا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کہو کہ ایسے شخص کا آنا صرف  
 طور پر ختم نبوت کے متافی ہے۔ اور یہ تا وہی کہ پھر اس کا آنا نہ پایا جائے گا  
 (جیسے کہ مسخر بن ثمالی نے جو علم غوثیؒ تیرہ سو برس کا مذہب بتایا ہے اور اسکا  
 اور وہی تو مسلم کی سچ موجود کہلائے گا۔ یہ طریق قرآن اسلام کے بہت بعد  
 ہے۔ جس حالت میں محدثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمت میں سے یہ خود پیدا ہوتا  
 تو انہوں کی بات ہے کہ یہ خود تو پیدا ہوں اسی اُمت میں سے اور سچا بہرے کے لئے  
 کیا ایک خدا ترس کے لئے یہ ایک شکل بات ہے کہ جیسا کہ اسی کی عقل ہی بات پر  
 قسلی پڑتی ہے کہ اسی اُمت میں بسنے لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود  
 رکھا جائے گا اور ایسا ہی اسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام جیسے  
 اور سچ موجود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آسمان سے آنا  
 جائے اور اسی کی مستقل نبوت کا ہمارا تکرار اُمتی بنایا جائے؟ (تجوید غوثیؒ)  
 اسی اعتبار سے ظاہر ہے کہ حضرت سچ موجود علیہ السلام کا مفاد مسخر بن ثمالیؒ کی عقل کو بھار  
 ہے کیا ہے؟ فقہاء بعد الحق الا الضلال۔

(۱۷) مذکورہ صدر امور کا تعین زیادہ تر عیسائی عقائد سے ہے اور حضرت ائمہ کی اسی  
 جہاد کی ذمہ داری است اگرچہ کہ انہوں نے وہ نے مسلمانوں کے عقائد پر پڑتی ہے مگر ہر اصولی  
 جس کا مطلب یہی ہے کہ اسی بزرگ حجتہؑ کوئی ملک کے ماسخ پر حضرت نے تحریر فرمادی ہے۔  
 حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ مسلمانوں نے تعین پہلے غلطی کے لئے  
 گمراہ تھا کیونکہ ان کی پہلی آئین ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور خدا  
 کے ساتھ رہنے کو وہی دیکھتے تھے۔ پس یہ عقیدہ جیسا کہ اگلی میں وہ خدائی  
 کا ہونا دیکھا جس کے بعد پہلی کسری نکالی گئی تھی۔

ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ موعودؑ کی عبادت سے مقصود یہ ہے کہ بتایا جائے کہ ان کے عطا فرامی  
 مسیح کے تم شکل جمعہ جن میں آسکتا۔ ان کے والا اُفتِ کبریا کی ایک فرد تھا اور وہ انکی پسند اور  
 غرضی قسمت وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کو قبول کر لیا۔

ہم ان کے ان بیانات سے نفی ہے کہ معرینؑ ٹیپا کو ایسی غرضی بھی قائل ضرور ہے وہ  
 اس غیر ہیکل کے مخالفہ و متضاد کا پیشینہ کی ہے جو نہایت ناپاک کام ہے۔

(۵) معرینؑ ٹیپا کو نے قیودہ کلامی نیز رنگ مقدس مشائے قربت ذیل نفس  
 کہتے ہیں۔

”جو ذوقی میرا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور اپنے خدا کو چھوڑ رہا ہے اللہ  
 عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ اپنی دلوں میں اس کے لٹکانے سے بچنے کی جگہ  
 ہیضہ لیکر بچنے کا اندکاب اور میں گر گیا جائے گا اور اس کو سخت زلزلہ پہنچے گا۔  
 بشریکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔“

اور پھر لکھا ہے۔

”اے دلوں کے مالوں کا مطلب یہ ہے کہ انہیں پندہ وہ کے اندر مچا سکے گا۔  
 لیکن اس صحت صحت بیان کے برخلاف کشتہ قریح کے مقبرہ قریح کے کشتہ  
 بیشکوفہ میں ہے بیان تھا کہ جو انھیں اپنے عقیدے کی گود سے جھوٹا ہے وہ چھ  
 مرے گا۔“

اب وہ ایک بچہ کہیں پندہ کا تھیں اور کہیں جھوٹے کا پتے سے چھوڑا  
 یہ پچھلا فقرہ بالکل جھوٹ اور بھلائی تھا لگتا ہے کہ انہیں یہ عقیدہ مقبول ہو گیا  
 نہیں ہی تھا۔ دیکھیں کہ اس سلسلہ بشریکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے کی شرط سے  
 قائم تھا یا تھا۔ اور اس سلسلہ میں بیشکوفہ کے کتب پر یہ وہ پندہ کے کا گواہی  
 اور یہی کا شکار مرنے ہی ہو سکتا ہے یہی کہ اللہ تعالیٰ نے نور ایمان عطا ہے  
 اس نام کی چاہ کہ کو فرما سنا لیجئے یہی۔ (محمود علی)

الجواب الاول۔ معرینؑ نے جھوٹے کے پندہ مرنے کی بیشکوفہ کو بھی جھوٹ

قرآن و احادیث اور کتب معتبرہ میں اس کے ذکر کو جاکے گزرا ہے، لیکن ہم اس بزرگ شہسوار کی  
ساری عبادت و روح کو سنبھالیں۔ حضور عظیم موجد علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

”پیشگوئی نے مہمان الشکور میں کہ دیا تھا اگر وہی کی طرف رجعت کو سنا  
کو چند ہی چیزیں ہیں جو سنا۔ سو اس نے میں جس پر اس پر نظر سوزا آدمیوں کے  
رو برو انصورت میں انہوں نے اس کو جانی پہنچنے کے رجوع کیا۔ اس وقت ہی انہوں  
نے پندہ ہمیں تک اپنی خاموشی اور غیبت سے اپنا رجوع ثابت کر دیا تھا۔ پیشگوئی  
کی بنا پر ہی انہوں نے انصورت میں انہوں نے اس کو جانی پہنچا۔ پندہ اس نے  
رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اٹھا کر پندہ پہنچنے کے بعد مرگئے۔ انہوں نے  
ہوا کو پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ انہوں نے اس کے انصورت سے فائدہ  
لیا تھا کہ وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ کچھ پہلے مر گیا؟

ناظرین گرامر! آپ نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ موعودؑ نے اس عبادت میں بھی پندہ ہمیں کا  
ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جو سنے کے پہلے مرے گا وہ اس کی سے کر دیا غلط ہے۔ اُن کو  
اسی پیشگوئی کا مفاد اور اصل پر صحت یہ تھا کہ جھوٹا شخص پہلے مرے گا۔ اور اس کے رجوع  
الٰہی ان کے لئے کی صورت میں پندہ ہمیں کی قید اور حد تک ان کی حق نیکی مطلق طور پر جو سنے کا  
پہلے مرنا بھی ہی اسطورہ ذکر تھا۔ لیکن حضور عظیم موجد علیہ السلام نے مطلق حق کو بھی ذکر فرمایا  
ہے۔ پندہ ہمیں کا تحقیق عدم رجوع الٰہی ان کی صورت میں تھا۔ اس نے رجوع کیا۔ (۱) جیسا کہ  
مفسرین فصیح و بلیغ میں مذکور ہے۔ (۲) اللہ و اللہ تعالیٰ اور اس شرعی حق سے فائدہ اٹھا کر لیکن وہ  
مطلق صحت کا ذوق کی ضمنی صورت سے پرہیز نہ کر سکا۔ اور مر گیا۔ پس اس طرح اس کا پندہ جو اب تو  
پہلے مرے گا اگرچہ جگہ حق کے حق کا میں عدم رجوع کی صورت میں پندہ ہمیں حق سے لیکن جب  
رجوع ہوا اور میری گردن میں کہ انہوں نے اس کو صحت و حق سے پہچاننے کے حق فرما تھا۔ پہلے  
مر جائے۔ پیشگوئی کا مفاد تھا۔ اس کو حق و صحت کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور اس بیان کو جھوٹ قرار  
دینا تو مہمان بلایا ہے۔

۱۔ و صراحتاً اب یہ ہے کہ اتم کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام نے





کے بڑی نہیں ہے کہ اس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے کہا نہیں  
کیا : ”وہ (احمد علی) مجھ سے ملنے نہ آئے“ (ہفت روزہ)

اسی قسم کی آواز بھی بہت سی ماری جی جی سے ظاہر ہے کہ جبہ انجم نے نام نہان اپنے اور  
صوفیہ ائمہ کے ساتھ کر دیا اور اس طرح تمام پر حق کو شہرہ کا پہلا اور سب سے بڑا  
علیٰ السلام نے اس کی بدولت اور پاکست کا اعلان فرما دیا۔ بعد میں صوفیہ کی شہرت کے سوا  
جہالت کو سمجھوتہ قرار دینا نہایت درست کی نسبت باقی ہے۔ فرما کر کہ جگہ حق کی جگہ  
میں یہ مراعت نہیں تھی کہ کاذب صداقت سے بچنے کے لئے۔ لیکن یہ پیشگوئیوں کا کیا جوہر ہے  
بلکہ جوہر اس صوفیہ کی تصدیق و تصدیق کے ذریعہ بیان کی گئی۔ اور اس کی قسم کہ بدولت  
کا اعلان کیا گیا۔ مولوی شامی نے اس پر تشریح لے لکھا ہے ۔

”مرزا احمد علی کی پیشگوئی ہے کہ شہرہ کا پہلا انجم مرزا کا : (ہفت روزہ)

انفرنس میں میری پیشگوئی پڑاوی سے جو جہوت حضرت کج روح علیہ السلام کی طرف صوب  
کرنا چاہا ہے۔ ورنہ اس کا دھوکا ہے۔ خداوند تعالیٰ حضرت کج روح کی بدولت پیشگوئیوں  
موجود ہیں۔ لہذا اشکال فیہ۔

(۶) منشی محمد عتیق صاحب لکھتے ہیں کہ میرزا کج روح علیہ السلام نے حضرت مولوی عبدالحق  
صاحب رضی اللہ عنہ کی بیاد کے وقت بہت دعا لیں تھیں۔ اسی دعا کے بعد ان صاحب کے اپنے  
ایمان میں اور آخر میں وہ بے ہوش ہو گئے۔

”ان دعاؤں میں مرزا صاحب کو دعا کا قبولیت اور حق کی نصرت کی بشارت  
بھی دیا۔ اور ان کے ”الحکم“ اور ”تہذیب“ کے دوسرے تہذیبی اثرات میں بشارت  
صحت و شفا دی۔ لیکن مولوی عبدالحق صاحب کو ”تہذیب“ اور ”تہذیب“ کے قبولیت  
دعا کی بشارت غلط ثابت ہوئی۔ ان بشارت کے مطابق مرزا صاحب  
کا مفید جہوت وفاق ہوئی۔ مگر ان دعا کے بعد حقیقتاً ان صاحب کے حالات میں  
لکھتے ہیں کہ ایک شخص دوست سے کہتا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب مرحوم اس  
بیاد کا دراصل میرزا مرزا کے وقت پر لکھے تھے ان کے بیٹے نے بہت دعا

کی حق مگر ایک ایہام بھی ان کے لیے تسلی بخش نہ تھا : ”اوپر پہلے  
ایک کے دو ایہاموں کے علاوہ درج کردیے گئے ہیں ان کے  
مقابلہ میں حقیقتِ الٰہی کا بیان کتنا صاف جھوٹ ہے۔“ (مکتوبات)  
الجواب : معززین نے اہل الکفر کے مذہبوں کا جو ادویہ صحت کے مقابلہ میں  
کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا ان عقائد پر کوئی ایہام ایسا ہے جس میں صورتِ مولیٰ جبرائیل علیہ السلام  
کی صحت کا ذکر ہو؟ معززین خود لکھتے ہیں :-

”الکفر اور جبرائیل علیہ السلام میں مولیٰ صاحبِ وصفتِ مولیٰ جبرائیل علیہ السلام  
رضی اللہ عنہ ساقی کی حالت اور اپنے متواتر ایہات کا ذکر کے ایہام  
انہی کو بنا رہ گئے ہیں کہ تضادِ قدر تو ایسی ہی (مولیٰ صاحب کی موت کی) حق  
مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے وقوع کر دیا۔ الکفر اور جبرائیل علیہ السلام  
بھی ہے کہ خود انصاف و دیندار صاحبِ اکرامیت ڈاکٹر صاحب مولیٰ کر رہا ہے  
اور کلامِ دین میں لکھا ہے کہ خدا کے کج کار وہ ہیں جس کے ساتھ ہی۔ اور اس کا بھی  
اور خبر ایک ایہام بھی درج ہے جبرائیل کے بعد ہوا۔ طبع اللہ و علیہ  
من صفیات اللہ و آج۔ الکفر اور جبرائیل علیہ السلام کو جماعت کو نصیحت  
کی کوئی جگہ نہیں جہاں مولیٰ صاحب کے لئے دعا کریں اور خود بھی  
۱۰ اور کو صحیح ہی بارخانی گئے اور کئی گھنٹہ تک تجلیہ میں دعا کی کہ متواتر

ہم نے متواتر متواتر کے اپنے الفاظ اُچھڑاتے کہ دیکھتے ہیں ان میں ایک بھی ایہام ایہام یا  
اللہ تعالیٰ کے ایسے الفاظ وہی مذکور ہیں جنہیں مولیٰ صاحب کی صحت کی نشاندہی کیا جاتا ہے۔  
مگر متواتر مذکور کے الفاظ میں ہی جبرائیل کے الکفر میں ”متواتر ایہات“ کا ذکر ہے۔ طبع  
اللہ و علیہ السلام صورتِ مولیٰ صاحب کی صحت کی خبر سے کوئی حد نظر نہیں آتا ہے وہ بھی کہ  
۱۰ جبرائیل صاحبِ جماعت کو سچل میں جہاں کوئی نصیحت کی اور خود بھی مستحکم دعا فرماتے ہیں۔  
متواتر متواتر کی متواتر جماعت میں کہ دعویٰ پر تو ایک بندہ مستحکم ہے۔

یہ ٹکڑے درست ہے کہ صورتِ مولیٰ صاحب کی صحت کے بڑے بہت دعا کی گئی اور دعا کے  
بے عدمِ تجویزیت اور حقانیت میں جبرائیل کے ایہات دعا کے (متواتر)

گئے۔ بلا حضرت اقدس فرط محبت کے باعث بعض کثوت اور معصیبن کا قیصریت میں لڑتے  
 تھے مگر وہ خطہ امر اور نقطہ جھوٹ اور حق، اور اس کے حضرت اقدس کو ایک ایسا وہاب نام حضرت  
 مولانا صاحب کی محبت کی بنیاد پر شوق میں ہوتے۔ بس اس صورت کا سدا کوئی پیر بھان و وہ نام  
 کنہ میں پڑھ جاؤ۔ سب اخبارات کی وقت گزائی کرو مگر ایک بھی ایسا اہم نہیں دیکھو گے  
 جس میں حضرت مولانا عبدالمکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی محبت کی خبر دے گی۔ ہر مگر تم دیکھنا ہی  
 اہل ان الفاظ میں بہترین محبت کی خبر دینے والا کتابت کہ وہ وقت بخیر ویرانہ حاصل کرو۔ مگر  
 یاد رکھو کہ تم وہاں ہرگز نہ کر سکو گے و نہ کان بھٹکے یعنی غلطیاً۔

پس حضرت کیجا موجود علیہ السلام کا یہ ارشاد باطلی دوست ہے کہ ایک طبیب بھی ان  
 کے چنے تسلی بخش نہ تھا اور معترض کا یہ دعویٰ کہ شاہنام شوقی جوت مدد کی بخش تھے وہ وہ خطہ  
 اور نما جھوٹ ہے واصله الله على المخالفين۔

بھلا اتنا ہی خود فرمایا کہ اگر اس خبر پر ہر خبر کے حکم میں تسلی بخش جہاں ہی تھا  
 تو وہ ہر خبر کو ہر کوئی اہتمام سے پہنچائی میں جا کر دھاڑے گا حکم کیوں دیا تھا یا معلوم ہوا کہ  
 معترض چاہتا تھا کہ اسی اعتراض کہنے میں بھی وہی نتیجہ ہی سے کام نہیں لیا۔  
 صبر رکھنا ہی موجود علیہ السلام نے صاف صاف طور پر تحریر فرمایا ہے۔۔

”مسائل گزشتہ میں میں نے درکتور حقیقتاً کہ ہر مدعی ایک شخص دوست ہیں  
 مولانا عبدالمکریم صاحب موجود ہاں ہی بیا رہی مگر علی بنی سرطانی سے کہہ چکے تھے  
 تھے۔ ان کے چنے بھی نہیں سنے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی اہل اہل ان کے چنے  
 تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ اہتمام ہوتے تھے کہ گفتن نہیں پسینا گیا۔۔۔۔۔  
 برکت کی طرف۔۔۔۔۔ انا لله وانا اليه راجعون۔۔۔۔۔ ان کے معنایا لاجلہ شہداء تھا  
 یعنی موقوف کے ترغیب نہیں جاتے۔ جب ایسی ہی دعا کی گئی تب جہاں ہی پاتا تھا  
 الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم انتم واثرون الخلق والديار میں

کہ اہتمام بہ خبر حقیقتاً کا طور پر ہے جہاں ہر مدعی۔۔۔۔۔ کہ اہتمام ہر خبر حقیقتاً منہم قد ذکرہ کہ جہاں  
 ہر خبر حقیقتاً بلکہ اہتمام ہر مدعی۔۔۔۔۔ کہ اہتمام ہر خبر حقیقتاً

اسے دیکھ کر اس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اسی کو اپنے  
 کاموں کا کاروبار سمجھو اور اسی پر توکل رکھو۔ کیا تم دنیا کی زندگی کو امتیاز  
 کہتے ہو۔ اس میں یہ دانشور تھا کہ کسی کے وجود کو دنیا ضروری سمجھا کہ اس کے  
 مرنے سے بنیاد و جہاں ہر جہاں کا ایک ترک ہے۔ اور اسی کی زندگی پر بنیاد  
 و جہاں کا وہ دنیا کا ایک قسم کی پرستش ہے۔ اس کے بعد نئی خاموش ہو گیا  
 اور گھر گیا کہ اس کی موت اچھی ہے۔ چنانچہ وہ دراکتور ہسپتال کو پہنچا  
 پھر شہید ہوا۔ اس غافل دنیا سے گورنگلے؟ (حقیر تاملی مسئلہ)

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیلوی کی گواہی | عبدالحکیم صاحب کا کتاب سے بہت کچھ ہم سب  
 کہتے ہیں۔ بطور الزام ہم سب اس بارہ میں کہ کیا کوئی ایسا مہذب و متمدن ملک ہے جس  
 میں مشعل بنو اتنا ڈاکٹر عبدالحکیم کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ عبدالحکیم ترقی ہو چکا ہے۔  
 صورت صحت و وجود علیٰ اس قسم سے جماعت سے غافل کر چکے ہیں۔ مگر پھر بھی اس دور رس کے  
 متعلق اس نے لکھا ہے کہ۔

”مولوی عبدالحکیم صاحب کے قیام میں میں نے باوجود مخالفت و الجھنات  
 کے آپ بہت سے خوبیات کو بشتر فرماتے ہیں اور میں سے بہت دیر تک چونک  
 استغناء کرتے ہیں۔ بلکہ کبھی ایک منٹ کے واسطے ہی صحت و صحت کا سوال  
 نہیں بنتا۔ بلکہ نئی آنکھ اور اندر میں وہ اقوال پڑھ کر صحت کہہ دیا کرتا تھا کہ  
 ان میں کوئی بشتر نہیں، بلکہ آخری ناکامی اور سائنسی پر دلالت کرتے  
 ہیں؟ (ڈاکٹر عبدالحکیم فرماتے ہیں)

پھر اسی ڈاکٹر عبدالحکیم نے صورت کچھ موجود علیٰ اس قسم کے جماعت غلطی سے غافل کر کے  
 لکھا کہ صحت کے لئے ہیں۔

”ہر ایک کو معلوم ہے کہ کچھ مولوی صاحب مرحوم کی نسبت ایسا مہذب  
 کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ان کی موت تھی چنانچہ ان کے انعام

کی نسبت اجازت میں یہ اہام پھیرا دے گئے، اُنھوں نے کہا: لَا تَكْفُرْ  
 بِمَا كُنَّا عَلَيْهَا مِنْ حَتَّىٰ تَخْرُجَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ  
 كُفْرُهُمْ فِي شَيْءٍ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ پھر اہام میں  
 گفتگو میں لپٹا گیا۔ پھر اہام پڑا، ہم برسی کی عمر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ  
 رَاجِعُونَ۔ چنانچہ پڑتے، ۴ برسی کی عمر میں فوت ہو گئے۔ (۱۶)  
 (تذکرۃ العالمین ج ۴ ص ۱۱۱)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا، عبدالمکریم صاحب دینی شہزادہ کی صحت واپس  
 کی خبر پر منتظر اہام صورت اخری کو کوئی ذبحا تھا بلکہ اہام صورت ظاہری تھا۔ اس کے  
 برخلاف صورت مرگ کی خبر سے مرگ تھی۔ ہذا معترضین بتا دیں گے صفحہ ۲۵۷ کے پہلے مقدم  
 عقیدۂ آخری ص ۱۱۱ کو جھوٹ قرار دے کر ایک نیا کاک اخرا کیا ہے۔  
 نہیں ان نام ان کو دینا تھا قصور پانچوں کی

حضرت یونسؑ کے واقعہ کی حقیقت | معترضین چاہتے ہیں کہ

”سب کلام والی پیشگوئی کے پورا ہونے سے مرزا صاحب یونس ہو گئے  
 اور دیکھیں صدر کے بیان مرزا صاحب کو اخرا ضروری کہ وہ چھاؤں اور خوف کا  
 خیال ہوا تو آپ اخری وقت کی تصنیف نہ سمجھتے اس کی جگہ ص ۱۱۱ میں لکھتے  
 ہیں کہ کلام کے پانچ ایک شرط تھی۔ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو کلام  
 کلام ہو گیا۔ تاخیر ہو گیا۔ آگے چلی کہ کچھ جی کہ کیا یونس علیہ السلام کی پیشگوئی کلام  
 بدست سے کلام تھی۔ پھر یہ بتا دیا تھا کہ اس میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب  
 اس قوم پر عذاب نازل ہوا کہ عذاب غفلت نہ تھا حالانکہ اس کی تشریح اخرا

یہ تشریح آخری ص ۱۱۱ میں ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۱۱۲ میں تشریح مرگ اور یہ تمام کلام  
 سب فراموشی۔ اس کو اخری وقت کی تصنیف کہہ کر صحت ہے۔ یہ چھ شرطیں صحت اور غفلت  
 یہ وہی شرط کہ کہہ رہے ہیں۔ یہ وہی حقیقت ہے۔ یہ تمام کلام صحت ہے۔ یہ وہی حقیقت ہے۔  
 یہ وہی حقیقت ہے۔ (۱۷)۔ یہ وہی حقیقت ہے۔ یہ وہی حقیقت ہے۔ یہ وہی حقیقت ہے۔

دفعہ ہیں وہ خدا میں سے ہیں ماذنی فیصد مسخ کر دیا اس پر کیا مشکل تھا کہ وہی طرح نکاح کو بھی مسخ کر دیکھی وقت پر نکاح سے؟ اس قتل میں مرزا صاحب نے بیٹ بھرا جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ ایک ایسی کئی جھوٹ بولیں ہیں (مختصر ص ۱۱۰) الجواب۔ ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی پر مسعودی کا قتل ہم میں ہو گیا اور وہ بالذکر ہی مسعودی بیگم کی کہ "تقیق لافانی کے نتیجے آدھیرے بیٹوں کے نکاح منقطع ہو جائیں گے اس نکتہ کو چھوڑ سکتی ہیں۔ مسعودی نے حضرت اقدس کے اس بیان کو مسخ کر دیا کہ پیشگوئی کے متعلق ہے جھوٹ قرار دیا ہے لہذا ہم اختصاراً اس کے اعتراضات کو رد کر کے اس پیشگوئی پر بحث کر سکتے ہیں۔ مثلاً بیشتر یہی یہ ظہور کر دینا ضروری ہے کہ اگرچہ یہاں قرآن مجید اور تمام اسماء کی کتابوں کے مذہب کے مطابق دوسری پیشگوئی مسعودی اور ان کے لکھے گئے جاتی ہے۔ مگر یہی اس فرض کے حاصل پر ہمارے پر پیشگوئی پر حال درست اور کچھ کچھ دیکھ گئے گی

## قوم یونسؑ پر عذاب کے لئے چالیس دن کا تعین

قولہ :- "وذا احسبنا یونسؑ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن تک عذاب نازل ہوا لیکن غلط ہے۔ اس فیصلہ کا ذکر قرآن شریف میں ہے دیکھیں حدیث میں (تورہ و انجیل میں :- (مختصر ص ۱۱۰)

اقول :- حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کے لئے عذاب کی پیشگوئی کی۔ عذاب دیا گیا لیکن یونسؑ مسخ کر دیا ہے یہی قرآن مجید (حدیث اور تورات میں صحیح ہے)۔ آخر ان کے بدلے میں تورات و انجیل میں چالیس دن کی عذاب کا جو وعدہ ہے لیکن قرآن مجید میں یہی ہے اور جہاں تک انجیل و تورات کا تعلق ہے تو وہاں صحیح ہے۔

فرماؤ :- فَارْتَدَّ الْغُلَامُ كَمَا كُنْتُ اَمْسَلُهُ

## قرآن مجید اور یونسؑ کی پیشگوئی

فَكَتَلَّمْ عَارِضُ الْمَقَادِرَ فَوَتَّرَ فَوْقَهُمْ  
فَكَتَلَّمْ عَارِضُ الْمَقَادِرَ فَوَتَّرَ فَوْقَهُمْ فَوَتَّرَ فَوْقَهُمْ فَوَتَّرَ فَوْقَهُمْ









رجب حضرت یونسؑ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تمہاری حق پرچائیں دینی مقرب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے عات کے عداوت دیکھے تو تمہارے ایمان سے آئیں گے جب ۴۰ دن گزر گئے تو آسمان پر سخت فتنے کی سیارہ و جنوں کا بادل آیا اور اس نے حق کے شہر کو ڈھانپ دیا اور ان کو چستوں پر بھاگایا۔ تب انہوں نے ٹاٹ پھینچے اور حمد تو ہی بتائی کجست میداں میں تھے۔ اور انہوں نے ایمان و توبہ کا اظہار کیا اور فراموشی کی تہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اس عذاب کو خالی دیا۔ یہ واقعہ بعد از عمر عاشورہ کے دن ہوا۔

ایں حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت یونسؑ کو وہی ہوئی کہ ان کی قوم پر مقرر ہوئی وہاں کی دن تک عذاب آئے گا پیش گوئی کی گئی۔ حضرت یونسؑ نے اس پیش گوئی کو اپنی قوم کے سامنے ثابت تھوڑے سے چٹکیا لیکن حق لوگوں کا توبہ و رجعت کے باعث وہ عذاب نکل گیا اور وہ لوگ عذاب سے بچ گئے۔ میں نے حضرت یونسؑ کا ذکر اس سوسے اور بھاگ نکلا ہوا لا ارجع الیہم کذا ابداً نہیں اب بھوٹا ہو کر ان ہی مذہبوں کا۔ اس سوسے کی اس قدر حدیث روایت کی ہو گی کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کا کہیں ذکر نہیں آتا یہ توحید بیان !

انجیل اور حضرت یونسؑ کا واقعہ | مسیح علیہ السلام

(۱) "اس زمانے کے بڑے اور ذہن کار لوگ نشان نشان کہتے ہیں مگر یونسؑ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونسؑ تین دن و رات کے پیٹوں میں دبا دیا پھر وہی ایسا کہم کہ رات دن زمین کا اندر دیا۔ یونسؑ کے لوگ اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ عداوت کے دن کھڑے ہو کر انہیں مجرم ٹھہرائیں گے کیونکہ انہوں نے یونسؑ کی عداوت پر توبہ کر لی۔ بعد اچھوٹا ہوا ہے۔ جو یونسؑ کے بچا ہے۔" (توحید)

(۲) "یونسؑ کے لوگ اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ عداوت کے دن کھڑے ہو کر انہیں مجرم ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے یونسؑ کی عداوت پر توبہ کر لی۔ بعد

دیکھو یہاں وہ ہے جو یونیس سے بھی بڑا ہے۔ (نوٹا پڑھو)

**تورات کا بیان** | ان بیانات سے حضرت یونیس کے نشان اور ان کے قوم کی یادگار  
 قلم ہے۔ تورات جو یہود و نصاریٰ کی مشترک الہامی کتاب ہے  
 اس میں یہ واقعات ہیں، تفصیل سے موجود ہے، تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ سفر میں پلایا گویا  
 نے جھوٹ بولنے کا اہتمام رکھا ہے تب ایک طرف اس کے دعوئی کو پڑھئے اور دوسری  
 طرف بائبل کے ان الفاظ کا مطالعہ کیجئے۔ لکھا ہے :-

”تب یونہ (حضرت یونیس) خداوند کے کام کے مطابق اٹھ کر یمنہا کو گیا  
 اور یمنہا خدا کے سامنے ایک برادر تھا کہ اس کا معاملہ میں رہی کی راجہ تھی۔ اور  
 یہ کہ شہر میں داخل ہونے لگا۔ اور ایک دن کہ وہ جا کے منادی کی آمد کیا  
 چالیس اور دن ہوں گے تب یمنہا پر باد کیا جائے گا۔ تب یمنہا کے  
 باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے  
 سے بڑے تک ٹاٹ پہنا اور یہ نھر یمنہا کے بادشاہ کو پہنچا اور وہ اپنے  
 تخت پر سے اٹھا اور بادشاہی لباس کو اتار ڈالا اور ٹاٹ پہن کر رکھ پر  
 بیٹھ گیا۔ اور بادشاہ اور اسی کے درباری دوست کے فرمان سے ایک شہر  
 یمنہا میں کیا گیا۔ اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا جمہور نہ ہو  
 کوئی جو یہ طریق نہ چلے۔ اور دکھائے اور دہے۔ لیکن انسان اور جمہور ٹاٹ  
 پہنے تھے اور خدا کے حضور موت سے ڈا کر رہے۔ بلکہ کوئی اپنی اپنی بڑی سے  
 اور اپنے لیے علم سے جو ان کے انصاف میں ہے بدلتی۔ کیا جائیں کہ خود پھر گنا  
 اور پچھتائے گا اور اپنے قبر شد سے باز آئے گا۔ تاکہ ہم لوگ جانیں ہوں  
 اور خدا سے ان کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی بڑی راہ سے باز آئے  
 تب خدا اس بدی سے جو اُس نے کئی کئی ان سے کروڑ گنا پچھتائے  
 ہار گیا اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی۔ پھر یہ نامہ اس سے نہایت  
 ناخوش ہوا۔ اور نہایت رنجیدہ ہو گیا۔ اور اسی نے خداوند کے آگے دعا کی کہ

کہا کہ اسے خدا اور میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کیا یہ میرا مقولہ تھا۔ ہر وقت میں  
 ہنونا اپنے وطن میں تھا۔ وہی اپنے ہی آگے سے ترمیں کو بھاگا۔ کچھ کوئی جانتا تھا  
 کہ تو کہ علم اور علم خدا ہے۔ واقعہ کہنے میں وصی ہے اور نہایت ہر وہ  
 ہے اور پھٹنے کے آپ کو بڑی سے باز رکھتا ہے۔ ..... آپ خداوند  
 نے فرمایا کہ ہتھے اسی دیشی کے درخت پر دم لیا میں سکے تو نے کچھ سخت  
 دیکھ اور تو نے اگایا۔ جو ایک ہی دشت میں اگا اور ایک ہی دشت میں لگا گیا۔  
 اور کیا بکھے لازم نہ تھا کہ میں استنبز کے شہر بنو یا پر کسی میں ایک ہو گا  
 میں ہزار آدمیوں سے زیادہ ہیں جو اپنے دہتے یا میں یا حق کے  
 درمیان امتیاز نہیں کر سکتے۔ اور مویشی بھی بہت میں خلقت نکروں  
 (عربی کا کتاب باب ۳-۱۲)

نہ نری کام! قرآن مجید کو بیان اعداد و رقم سے کہہ دیتا تو انجیل اور تورات کا  
 انتہائی آپ کے سامنے ہے۔ برائے خدا اور فرمائیں کہ اس قدر کئی شہادت کے باوجود  
 حضرت ابراہیم کے فرمودہ کو کتب بیانی قرار دینا کالی جہ شرعی نہیں تو انور کیا ہے! ہذا کہ  
 خدا موت کو پیدا کر اور خدایہد الہطش خدا کی گرفت سے فرجائے۔ اس قدر ملاحظہ ہیں  
 انکا اقرار اور انکی غلط بیانی! ع

خدا سے کہہ کر دیا کہ وہ میرا خدا ہے

آسمان کا فیضان آپ پر ہو چکا۔ چالیس دن کا اور انجیل اور تفسیر میں ملاحظہ کر چکے  
 حضرت ابراہیم انکا ہر شکل پر قرآنی اور شاہادت کو چکے۔ کیا یہی سب کے بعد انکا ہی دوسری  
 شہادت کی ضرورت ہے! ہرگز نہیں۔

یاد رہے کہ حضرت سید محمد علی السلام کا سترہاں صنف نفسیست کوئی اور نہ فرمایا  
 ہے ہے۔ حضرت یونس نے موت مذہب کی شہادت کی اور خود غلام سے جھوٹا سمجھ گئے مگر  
 خدا نے چار سترہ دن میں انکو زندہ کر دیا لیکن انجیل اور تفسیر سے چار سترہ دن کا نہیں ثابت  
 ہے۔ (مترجم)



ہو، کا مراد یہ ہے۔ (۱) اقلی پھر کس طرح جھوٹ کہہ سکتے ہیں کہ شیگونی  
میں شرط نہیں تھی؟ (۲) (مکتوبہ ص ۱۱۷)

الجواب۔ اس عبارت میں، اول تو مترجم نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام  
کہتے ہیں کہ یہ نسخہ پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی، حالانکہ اوپر تو حقیقتاً اسی کی وجہ سے اس  
نے نقل کیا ہے کہ اس میں یہ الفاظ تھے۔ حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ مطلق شرط کا نہ  
ہونا (مطلقاً و مطلقاً) اذہت ہے۔ اور اس کی تصریح کا نہ ہونا میری طرف سے حضرت اقدس کے لئے  
تصریح یا تفسیل نہ کہ وہ انہی کا الفاظ نقل کیا ہے۔ ورنہ محض اول اس وجہ سے پیشگوئی کہ کچھ شرط یا شرط  
ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ محض اول نے تحریر فرمایا ہے۔

”خدا اور رسولوں سے پہلے ان کو ان کی تہذیبوں کی نظیر یہ موجود ہیں کہ وہ خود کہ  
پیشگوئی میں اگر بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی وہ خود کا طرز الہی دہی جاتی  
ہے۔“ (انجیل ص ۱۱۷ ص ۱۱۸)

پس اول تو مترجم نے یہ دھوکہ دیا ہے۔

دوم یہ مطلق پیشگوئی کا انکار تھا کہ اب بعض روایتوں سے پیشگوئی کا حال  
معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن مندرجہ بالا نقل کے مطابق پیش گوئی کا نام کہ جس میں  
نیز ہے کہ اسے کس اواسے ملے گی کہ شیخ زادہؒ فرمائی تھیں کہ اگر ایمان نہ آئے  
تو جگہ ہوگی۔ جناب میں! ہم نے روایات میں دیکھا کہ وہی ایمان نہ آئے اور  
پھر سوچی کہ شیخ زادہؒ کی وجہ سے جو کس حیثیت کی اس کی روایت ہے؟ ایسی مستند کتاب  
پر اعتماد اور قرآن مجید، انجیل، انجیل اور تورات سے انکرات؟

بیسویں مکتوبہ زادہؒ کی کلمات کا خلاصہ

پہلا وہی صاحب کا یہ بیان تھا کہ حدود و احکامات کی موجودگی میں ہرگز شائستہ انسان  
نہیں لیکن جو ہم نے اس سے پہلے پایا تھا کہ اس کی اگر شرط کا انکار پیشگوئی کے ساتھ کیا گیا تھا  
تو پھر اس کے ساتھ اس کو بھانسنے کی کیا وجہ تھی؟ انا نے خفت، تعاضباً۔ نیز حضرت یونسؑ کے  
صورت پر کہنے کا یہ مطلب تھا کہ لا آتونی و اکتونم کذا آیا؟ عجب مذہبی قوم کہ اس طرح حق

اور ہمارے کہ کیا وہ تھی۔ وہ سب سے طویل ایمان سے آئے۔ لیکن ہیشنگوئی کی یہی  
الفاظ تھے کہ ایمان والوں کے آپس میں جھگڑے۔ ان کا اس طرح پریشانی پر جان اس بات کی ضرورت  
دیکھ رہے تھے کہ ان کے ہیشنگوئی بغیر شرعہ ذکر پر ہی تھی۔ پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات بکثرت  
موجود تھی۔ مگر کسی معتبر روایت میں شواہد کے ان الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔ ان تمام امور پر خود ان کے  
سے ایک عقلمند یقیناً اس خبر پر پہنچے گا کہ اگر یہ اس ہیشنگوئی میں بھی جھگڑا ہو تو ہیشنگوئیوں کی  
طرح شرعہ کو ملحوظ رکھ کر لیکن بغیر عقائد شرعہ کو نہ تھی۔ وہ ان حالات پر مشہور آئے۔ بعد ازاں  
ان کا مشہور ہیشنگوئی کے ساتھ ذکر ہوتی تو اس کا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہ ملتا ہے اور یہ دلیل  
میں ہی ہوتا۔ پس اس الزام میں بھی معززین شیعہ کی کتاب بیانیہ نکالت ہے۔ دھرمالہ۔

**حضرت زین العابدینؑ کی پیشگوئی اور نکاح والی پیشگوئی میں مشابہت** | اگرچہ مستند روایات

عنوان کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ انہیں تاخیر جذبہ یا اعتقاد بطلان میں دو ان ہیشنگوئیوں  
میں آئے ہیں اور بالکل عموماً متضاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ معززین شیعہ ان کے خلاف  
ذکر کیا ہے لہذا اور اس کے ہم اقتضایہ چاہتے ہیں تو اس کا ذکر ضروری ہے۔ معززین شیعہ ان  
ہیشنگوئیوں کو غرضاً ثبات کو نہ کہنے کے لئے مستند مرد ذیل چھ امور ذکر کرتے ہیں جو صحیح و امید ہیں  
بلکہ وہ انہیں لکھتا ہے کہ۔۔۔

(۱) "نکاح والی پیشگوئی انہیں اور یقیناً ہے اور اسی کی بنا پر انہوں نے اہل بیت پر  
دکھائی گئی ہے۔ یہ وہ ان کے زین العابدینؑ کی پیشگوئی کا ثبوت دیکھیں جو  
کتاب سے ملتا ہے نہ اس وقت تک کہ اس کا انداز بعض شخصیات روایات  
میں۔" (عقروہ ص ۱۰۰)

الجواب۔ بالکل ثبوت نہیں دیکھ سکتا ہے۔ ان کے خلاف ثبوت نہیں۔

(۲) "حکمران صفائی کے واپس آئے کا اہم ان الفاظ میں تھا۔ حسب کتب کتبہم اللہ  
وہوہا۔ ایک لاکھ نام لکھی۔ مگر حضرت زین العابدینؑ کو ہی طریق نہیں پائی۔  
(عقروہ ص ۱۰۰)

**الجواب** مفتی صاحب! یہ شخص ذیہالہات کی زبان ملک سواد محمد علی،  
 تو بیرونی الفاظ کیسے کہہ جاسکتے تھے؟ کچھ تو عقل سے بھی کام لیا کریں۔ منہ پرست نفس بقاء  
 میں ہے نہ ہر ایک پر رسی۔ اگر تیرا شیر کہا جائے تو اس کے لیے دشمن خود تو دشمن بن جائیگا۔  
 بلکہ مخالفت صورت جرات و پیادہ کا بھی ہونا کوئی ہے۔ ان اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس  
 بلکہ تو شرط کے ساتھ سخت تاکید بھی ہے تو یہ صحیح لکھنے والوں بھی تاکید کا الفاظ موجود ہیں۔  
 یا مرسلا الیہم العذاب فیہ وہم یکذوا کذا (فتح البیان) اس میں صحت تاکید ہے  
 جملہ اہمیت تاکید مزید ہے۔ بطلان ما ادعیہم۔

(۳) مرنہ صاحب! کہ ایہام ہوا تھا۔ الحق من دلائل فلا شک من المستقرین  
 حضرت ابن سے ایسا لڑنا نہیں ہوتا۔ (مفتی صاحب)

**الجواب**۔ اس کا جواب دہی گزر چکا ہے۔ اگر وہ پیشگوئی الحق من دلائل تو  
 حق کی کچھ ہر سکتی تھی؟ یا اس میں رسوم کا لعل (قوم کہ بھڑا کر رہے تھے) اور مستحکم ثابت ہونا  
 ان کے یقین کا گواہ ہے۔

(۴) مرنہ صاحب! کہ ایہام میں لا تجدین لکلمات اللہ حضرت ابن علیہ السلام  
 کو اس سلسلہ میں اس طرح کہا کہ نصیحت و روایت میں بھی ملکہ نہیں ہے (مفتی صاحب)  
**الجواب**۔ اس میں عداوت کے ساتھ جرح ہے کہ زیادہ تاکید کی ضرورت نہ تھی کہ  
 حضرت ابن کے سینے میں ایسی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بھلا اتحاد کی طرف کچھ کو قرآن مجید میں لا تجدین  
 لکلمات اللہ آ کیا ہے۔ الحق من دلائل فلا شک من المستقرین وہم یکذوا  
 اور اس قسم کے جہالت حضرت ابن کو نہیں ہوسکتے تو کیا ان کی دلی اور انھوں نے ان کی دلی  
 بلکہ انھیں ایہام (حق ہو گیا؟ ہرگز نہیں)۔ یہ حال تھا کہ ایہام نصیحت میں ہے خود وہ ابن علیہ السلام  
 پر اللہ عزی و جل جلالہ نے ایہام پر افسوس یا حضرت ابن علیہ السلام کو دیکھ کر دیا جائے۔  
 فرق کی بیشمار اکیلیت و علیہ کا ہے۔ نفسی نفس میں سب برابر ہیں۔ ان خیرم کو کھینچ کر سونے  
 لے رہے ہیں ان میں اور ان میں سے

نفس حق میں وہ ایہام اپنے واپس لے کر اپنے لیے لے کر حق میں بھی انھوں نے انھیں لے کر لے کر لے کر



اجید و گریہ و رنج و اندوہ ہے + میں ہرقاں و اکرم نے  
 میں حضرت عائشہ کو ان الفاظ میں ابھار دیا جو نے سے کوئی پرچہ واقع نہیں ہو سکتا  
 (۱۵) مولا صاحب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر ایک طرح ڈھونڈنے کے بعد اس دنیا  
 کو انعام کر اس عاقل کے لئے جس میں دنیا کا مگر حضرت عائشہ نے جیسا نہیں دیا  
 کہ یہ پیشگوئی ہر حالت میں ضرور ہی پوری کی گئی؟ (عشر و منک)

الجواب۔ نکاح کے لئے تو "ایک ڈھونڈنے کے بعد" کائنات کا ہر ذرہ کا اندازہ کرنا  
 ممکن نہ تھا اور اسی اعتبار سے یہ بھی تو دیکھئے کہ اس اصول پر سے مگر کہ اس میں یہ تفسیر پایا جاتا ہے  
 اور عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے یقینی الفاظ میں کہے تو یاد رہے کہ حضرت عائشہ کے ساتھ سے الفاظ  
 محفوظ نہیں ہیں لیکن ان کا قول لا یدع الیہم کذا اباً صاف بتا رہا ہے کہ انہوں نے نبوت  
 یقینی بعد غیر بیم الفاظ میں اس وحید کا ذکر کیا تھا۔ ان کا مقررہ عربی و فارسی کے یہ الفاظ بھی آپ  
 کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

"ان ذنبہ یسئذنب یومئذ کان ثلاث اللہ تبارک و تعالیٰ انزال الافلاک  
 بقومہ الذین کذبوہ فلقی اللہ نازل لا یلی الہ فلا یصل علیہ الفلک  
 لیس یصل علیہم۔" (تفسیر کبیرہ ص ۱۱۱)

کہ حضرت عائشہ کی یہ غلطی تھی کہ خدا تعالیٰ نے تو ان سے ان لوگوں پر خطاب  
 نازل کرنے کا وعدہ کیا تھا جو منکوب تھے مگر انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ عذاب  
 ضروری اور قطعی طور پر ہی نازل ہو گا وہاں تک کہ ان کو کربا کر دیا  
 معلوم ہوا حضرت عائشہ نے بھی اس عذاب کو قطعی و یقینی دیکھا تھا۔

(۱۶) مولا صاحب نے گوشت و عجم کے نکاح پر خدا کی قسم کھائی ہے لیکن حضرت عائشہ نے  
 کوئی قسم نہیں کھائی۔ (عشر و منک)

الجواب۔ آپ قسم کھانے یا نہ کھانے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اگر نکاح کو بہت سے کھانے  
 سے دوسرا نکاح کر لیا تو قسم کھائی جاتی ہے وہ کئی ضرورت نہیں ہوتی بعد ہی فرق (۱۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہہ رہے ہیں۔ مسودہ ہے ہر گز (منک)

دلوں پریشگوئیوں کے منکرین ہیں تھا۔ دیکھتے تو ان مجاہدین صاحبِ اقرب و سکھائی دلوں کے ہانے کا قفسہ خاک رہے۔ جتنا جتنا منکرین پہنے، انھوں میں شہادت اختیار کر کے گئے آخر میں بیکار اپنے روحانی کو ترک اور مرنے بدست گئے۔ لیکن ان کے ترکہ بطورِ وطن کیا درجہ تھا؟ انھیں کتنے شہر و ملکوں نے دیکھا اب کیا اب اگر کچھ دلوں نے اپنے روحانی کو اس شہادت سے کیا اس جنگ میں دیکھیں کیا تو کیا وہ جیسا تھا یا ایسی کو اپنے روحانی میں شہادت تھا اور اگر نہیں ہیں تو

میں شہادتیں دے سکتا ہوں نہ جیسا ہونا چاہتا ہوں

اعلیٰ پر ان قسم وقتے اور کدو فروقی کدو کر گئے سے معرعت پر ثباتی کا مطلب کیا ہے؟  
 وہاں آری نہیں زیادہ، نکلاں پر کیا ہے اور وہ یہ ہے، لکھا ہے۔  
 "کوئی بھلا آدمی اس بات پر قسم کھا سکتا ہے جس کے وقوع کی اسے  
 پیش از وقت خبر دی گئی ہو اور اسے آسمان سے یقینی اطلاع  
 مل چکی ہو؟" (مستوفی ص ۱۰۰)

الرحمہ فرمودی نہیں کہ آسمان پر یقینی بات پر علامتوں پر قسم کھا سکتا ہے اسلئے انبیاء علیہ السلام کے وہ دلوں کا وہ پیشگوئیوں پر بھی قسمیں ثابت نہیں فریقینی قرآن میں پاسکتیں۔  
 یہی حال حضرت یونسؑ کی پیشگوئی کا ہے لیکن کچھ معرعت کے حفاظ سے یہ ضرور ظاہر ہو گیا کہ حضرت سیدنا محمدؐ کو جو حدیث اسلام کے وہی پیشگوئی کے متعلق یقینی کلمات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپؐ کو اس کے وقوع کی پیش از وقت خبر دی گئی تھی اور آپؐ کو اس سے یقینی اطلاع مل چکی تھی۔

معرعت قرآن و حدیث میں آج بزدان جاوی "اسی کو کہتے ہیں۔ یہ ایک واضح ترین صداقت ہے کہ خود سائنس کا وہی علم یا طبیعیاتی کلمات میں یقینی تمام کی طاقت نہیں پڑا کرتی یہ کلمات لیکن کلام خود آدمی سے نہیں ہے اور کھانا کہ دشمن بھی اس یقینی قوت کا حضرت عزرا صاحب علیہ السلام کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جہاں الحق و جہاں حق الباطل حق الباطل کلام رکھتا ہے

اب ہم عقلی طور پر اس خبر کے اعتراضات کا جواب دیکھ چکے ہیں۔

۱۰) اسلام قبل صلی اللہ علیہ وسلم تھے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کا عشق | اس میں بیانیہ ہے

تحفہ گزشتہ کے قزاقوں نے دیکھا تھا۔

”اس کی مثال ایسی ہے کہ خدا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔“

کبھی ذکر کرے، جو ہر لمحہ نیکو عمل شروع کرے، علم سے غور کرے، اللہ جل جلالہ کی پیشگوئی کو یاد کرے، کہ وقت انتظار کر دے، پرچہ دی ہو، جوئی؟  
(عشق کا علم)

اور پھر لکھا ہے کہ۔

”عبادت پر رضا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تھا کہ خداوند

تاکا، انہی سے جو قادیانی نیکو کا، اب کے گناہ سے ہی نکل سکتا ہے، اور انھیں

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی، بقیہ وقت میں فرمائی، اس کے وقت پر

پہنچا، دیکھا، دیکھا۔“ (عشق کا علم)

الجواب: مسیح فرمایا کہ میں نے تمام انہی کو دیکھا، کہ ان کے لئے اللہ دیکھتا

حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ وہ ان کی تصویر بھی اس کو

لاست کرتی ہوگی۔ اور ان کا بھوت اور ان کی مخالفت دیکھی اور پھر وہ اب کے نام پر؟

اسے زمین تو کیوں شوق نہ ہو گئی۔ اسے تم تو کیوں ڈکھائی گیا حضرت مرزا صاحب جیسا عاشق

دوران اور ان پر یہ خاک نام؟ مگر خداوند متعال ہی شوق۔ حضرت مرزا صاحب

تو فرماتے ہیں کہ

بعد از خدا بیشترین تم کو خرم ۔ اگر کسی کو بخدا منت کا فرم

پھر اپنے سفر ہی تو فرماتے ہیں کہ۔

”میں پہنچا کہتا ہوں کہ ہم خود دیکھوں گے، مگر انہی اور میرا ہونے کے

میرا ہونے کے صلح کو نہ دیکھیں، لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے، جو ہماری

پیارے ہیں؟ اور میں اپنی جان اور ماں باپ کے لئے پیارا ہے، تاکہ کئے



کرنا مشرب النفس کا کام ہے کیونکہ حقیقت میں پیشگوئی پر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔  
 میں سرحدی پٹنوالی کے اہل ناپاک افراد کا ایک جہد تو حضرت کی اجازت میں کیا ہو جہد ہے  
 اور وہ یہ کہ حضرت کج موصو علیہ السلام میں پیشگوئی کو پوری حد و دست دیتے ہیں بلکہ اعتراض  
 کرنے والے کو مشرب النفس کہتے ہیں۔

**واقعه صدر علیہ** | اس بزرگ فخر آؤد قادر صریح کا ذکر ضروری ہے۔ قریباً سو فی  
 آ حضرت علیؑ مد علیہ وسلم نے ایک روایت دیکھا کہ ہم تم میں بیت لکھ  
 کا طواف کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ چلے گئے وہاں تک کہ ایک برسرِ مرقہ جانبِ مکہ رو بہ چوڑے  
 راستہ میں صریح مقام پر ایک کوزہ لگا پڑا۔ کھانے کی کھانے کے بعد چند شرط پر صلیح قرار  
 پائی۔ وہ شرط یہ کہ ہر نیت و نیکوئی کی نیتیں بھی سب سے خیر ہیں ایسی تھی۔ آپ  
 اسی سال طبرستان کے صدر کیسے ہی ذرا پس وینے لوٹ آئے۔ اہل پرستش اہل عام  
 رَاْنَا لَكَفَاتَاكَ لَكُنَا مُتَبِعِيْنَا اَمَّا تَعَالَى سَعَاكَ اَلَسْتَ قَرَادٍ وَاَوْدَا اَصْلَحَ صَرِيحاً  
 بکا تہو بہ ہو کر بیت بعدِ شریح ہو گیا۔

صدر کیسے قادر پر بہت سے صحابہ میں تھے وہ غروب پیدا ہو گیا حضرت عزا تو جا کر  
 آ حضرت علیؑ مد علیہ وسلم سے مراد کرنے لگے اور پھر اسی حالت میں صورت ہو کر  
 سے جا کر غالب ہو اب چلے اور خدا فرماتے ہیں قَاتِلُوا شُكُفَاتُكُمْ مِّنْذُ اَسْتَفْتَا اِلَّا  
 تَوْتَبِعُوْهُ بَعْدَ اِلْحٰی اِسْلَامِہٖ نے کے بعد کسی پیشگوئی کے بعد میں بھی لکھ ہیں جو  
 اہل حق کے۔ (زاد آلود جہاد) پھر حال سارا قاتل غیر فرقہ گئے دیندہ ہیں چھا۔  
 امام آجی القیم اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”حَقِيقَةُ الْاِمْرَانِ الْقَوَاعِدُ فِي الْقَلْبَةِ كُنْجُ الْفُتُوْنِ وَالصَّلَاحُ الَّذِي حَمَلَ  
 مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ كَلَمَ مَسَدٍ مَّذْأً مُّطْلَقاً حَقٌّ فَتَحَهُ اللهُ وَكَانَ  
 مِنْ اَسْبَابِ فَتْحِهِ حَقُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابِهِ خَيْرُ  
 النَّاسِ وَكَانَ فِي الصُّدُوْرِ الْفَاخِرَةِ خَيْرٌ وَحَسْبُ الْفُتُوْنِيْنَ“  
 کہہ دے اصل فتح کسی جہاد پر نہ لکھنے کو کہتے ہیں۔ حرمِ مہر میں جو صلح ہوئی وہ

مختصر و مفید رہی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھڑا اور اس شیخ کے  
اس سہیلی، یعنی خاں کو دھول کریم علی رضویہ و سلم اور آپ کے صاحبزادے  
سے روکے گئے اور بظاہر بڑے مسلمانوں کی حالت اور شکست تھی۔ (۱۵۵۰ھ)  
بعد ازاں (۱۵۵۱ھ)

پیشگوئی صدرِ بیہ پر مسخری چٹا لکھی گئی | ان مختصر الفاظ میں مختصر و مفید  
کروڑ کر کے کے بعد ہم مسخری چٹا لکھی  
کے ان اعتراضات کا جواب درج

کہنے لگے کہ اس نے حضرت شیخ محمد علیہ السلام کے تذکرہ بعد بیان پر کیے ہیں اور وہ  
دو ہیں۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضرت کی عبادت میں پیشگوئی صدرِ بیہ کو تھیہ وقتِ بیہ نہیں کیا  
گیا بلکہ اعتراف کر دہ وقت کے غلطی۔ میں روڈیا میں طواف بیت اللہ کیے گئے کوئی  
وقت مفروض تھا۔ ہاں حضرت علی رضویہ و سلم کا اس قدر جواب کہ مرید لکھ روڈیا میں بیت اللہ  
ہے کہ حضرت کے خیال شریعت میں اس روڈیا کے پر گئے ہوئے کا وہی وقت تھا لیکن واقعہ  
نے بتایا کہ اس سے بعد کا سال مراد تھا۔ مسخری چٹا لکھی گئی ہے۔

”حضرت علی رضویہ و سلم نے خوب کا جواب دیا اور عرض کیا کہ آپ نے تو فرمایا تھا  
ہم قادیان کعبہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے۔ اس پر حضرت دہا کتاب  
علی رضویہ و سلم نے فرمایا کہ ہاں ہم نے کہا تو تھا مگر کیا یہ کہا تھا کہ یہی سال  
ہم داخل ہوں گے۔ حضرت علی رضویہ و سلم نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے فرمایا کہ قادیان کعبہ میں داخل ہوں گے اور طواف کریں گے۔ (مسخری و محبت)  
خواب کا پلہ کسی وقت ضرور ہو گا۔“ (عشر و محبت)

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ طواف کر کے کہ روڈیا کا ہے مگر اس میں قادیان  
نہیں تھی۔ یہ تبیین ہمارا اپنا اعتراف ہے۔ اب خود فرمائیں کہ اگر حضرت شیخ محمد علیہ السلام  
نے عبادت اللہ میں ”اعتراف کر دہ وقت“ کا لفظ لکھ دیا تو اس میں کوئی خرابی واقع ہو گی  
تم اس کو جھوٹ قرار دیتے ہو ۶ یہ تو گویا بیہوشی بات ہوئی جو حضورؐ نے مجھوں میں دلائی

کو مقامِ ہجرت دیکھ کر یا تمہارا حقِ قرآنِ مدعاظرِ پیر و زینتِ نبوت ہوا (تاکویٰ) اس سے ذی  
الہام پر معرفت آتا ہے۔ ذی شگوفی پر اعترافِ حق آتا ہے۔ پتہ پتہ جو اس صوبہ میں پیشگویی  
پر اعتراف کرتا ہے وہ شریر النفس ہے۔

## مسترقض کے دو اعتراف | مسترقض نکتا ہے کہ۔

(۱) ”یہ آپ کا خواب ہے کوئی الہامی پیشگوئی نہیں، نہ اس میں کوئی وقت مقرر کیا  
گیا ہے۔ یہ خواب آپ نے صحابہ کرام سے بیان فرمایا اور انہوں نے مسلمہ استقامت  
کے خواب سیکھ کر جوستے میں ایسے بعض صاحب کو یقین ہوا کہ تم اس صلی علیہ  
کرمی گئے؟“ (حضور ﷺ)

(۲) ”جس دوریت میں میرے شریف میں اس خواب کا دلچسپا جا، بیان کیا گیا ہے وہ  
ضعیف ہے اور اس سے نہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر  
اس خواب کی وجہ سے اختیار فرمایا۔۔۔ کسی روایت کے ثبوت نہیں ہو سکتا تھا  
کہ وہ یحنا موجب سفر ہو جو صحیح روایت تو یہی ہے کہ صلی علیہ وسلم نے ہجرت  
مستورا فرمود صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خواب دیکھا۔“ (حضور ﷺ)

پہلے اعتراف کا جواب یہ ہے کہ یہ تو درست ہے  
کہ آپ کا خواب ہے مگر صحیح نہیں کہ الہامی

پیشگوئی نہیں۔ مسترقض نے یہ انکار نادانی سے کیا ہے۔ حضرت جابرؓ نے سفید و سیاہ دونوں  
دوسو روپے چاندی کے سکہ کی مڑاؤ لی اور وہ الہامی پیشگوئی تھی۔ وہ ان کو کالافہی کی قسم  
توں و زواجاب میں خالی کیا گیا ہے۔ لیکن یہی کہتا ہوں کہ اگر نبیوں کے خواب الہامی پیشگوئی  
نہیں ہوتے تو پھر فرقہ انبیاء و مسلمہ کے خواب سیکھ کر جوستے میں ”کا کیا مطلب ہے  
یہ بھٹے صاحب اختیار کلام کی خاطر ہم تکدی شریف کا حوالہ دے دیتے ہیں یہاں تکھا ہے  
”نہی کیا اگلا آپ سناؤ؟“

نبیوں کا خواب بھی وہی ہوتا ہے (جواب اولیٰ مسئلہ)

امام ترمذی نے قرآن مجید میں لکھے ہیں۔۔

”كَانَ الْإِسْلَامُ شُكْرًا مِمَّا نَقُوْا سَلَامَةً عَلَيْكُمْ يَوْمَ الْيَوْمِ وَلَكُمْ يَوْمَ

تَعَابِهِمْ كَمَا يُؤْتِي الْيَوْمُ فِي الْيَقِيْنِ“ (جمہور ص ۷۷)

امام ابن قیم کا قول ہے۔۔

”رُوِيَ الْأَنْبِيَاءُ وَرِثَ فَاتَهَا مَعْرُومَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَخَذَ بِهَا تَعَانِ

الْإِسْلَامِ“

کرمین کی روایت یہ ہے کہ شیطان کے دھن سے پاک ہو جاتی ہے، اس

ہے سب امت کا اتفاق ہے؟ (تفسیر تائیل ہائیں ص ۷)

پھر یہ بھی درست ہے کہ اس خواب میں اتفاقاً وقت منقود کیا گیا تھا مگر اس میں کوئی مضبوط

کائنات بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ کے واسطے دیکھتے ہیں خواب کہ اس سال کے لیے خیال

فرمایا تھا۔ اور بقول منشی نور مستوب ”بعض اصحاب کو (قرآن) یقین ہوا کہ ہم اس سال کی گنجے؟

اندیسی حالت معززین بنیادی کا اس پیش گوئی سے ہی انکار کرے اس کی یہ غلط بیانی ہے۔

وہو المراد۔

رفیاء کے عزیز میں دیکھے جانے پر چودہ شواہد

مخالف منقود کا لے دیا گیا ہے کہ روایات دیکھنے کے ضلوع روایت ہیں۔

ہے کہ وہ خواب خود میں پہنچنے کے بعد دیکھا گئی ہے۔ اور وہ دیکھی اس کے اس خبر کے سلسلے

بین کی جان یا بنیام ہے۔ حالانکہ نزدیک یہ دیکھی گئی غلط ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس اپنے

بیان کی تائید میں متعدد علیحدہ ثبوت ہیں۔

اول۔ حضور مہول طریق صاحب بریلی تحریر کرتے ہیں۔

”رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ عَامَ الْحَدِيثِ قَبْلَ

خَيْرِ وَجْهِ الْأَعْرَبِ خَلْفَهُ عِدَّةً أَصْحَابَهُ أَمْسِيْنَ وَبَلَغَتْ وَجْهَهُ

فَأَخْبَرَهُ بِأَنَّ أَصْحَابَهُ قَدْ فُتِحُوا فَتَحًا مُرْجُوًّا مَعَهُ وَحَدَّثَهُمْ بِالْحَقِّ

بِالْحَدِيثِ وَرَجَعُوا” شَرِحُ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْأَثَرُ بِأَنَّ أَصْحَابَهُ فِي ذَلِكَ



(۱) سورة الصافات

ترجمہ۔ حوریں داسے سال رسول مقبولؐ نے حوریں کی طوف روائی سے قبل دنیادار بھی کہ حضورؐ اور آپؐ کے اصحاب مغربی اسی زمان سے داخل ہوئے ہیں۔ سر مندا داسے اور بال کرستے ہیں حضورؐ نے اسی وقت کا خبر صحابہ کو دی۔ وہ بہت خوش ہوئے مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقام حوریں پر گھاڑنے لگے کہ روک دیا اور انہیں واپس جہا پڑا تو رہے ماضی پر بہت شاق گزرا اور بعض منافق تو اس مقام کے شوق پر شکریاں پڑ گئے تو اس وقت سورہ الصافات نازل ہوئی۔ (جہاں سورہ الصافات ص ۱۱)

اس جہا میں صافات لفظ قبل خروجہ "موجود ہے معلوم ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیادارین متحدہ جہا کی دیکھی تھی۔

دوقر صاحب کا کہنا ہے عام الخدیسیۃ قبل خروجہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

"لان جہا رانہ راہی ملک الخدیسیۃ الاول اصح :- (تقریر سورہ الصافات)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کے شوق دہش روایت ہیں۔ مقام حوریں کی تحقیق قبل خروجہ ہے اور ابن جریر اس سے دو مشورہ نے ایک قول نقل کیا ہے۔ جس کو مصنف فکر سے روچ لیا ہے) کا خیال ہے کہ یہ دنیا آنحضرتؐ نے حوریں مقام پر دیکھی تھی مگر یہاں قول میں علامہ جلال الدین کی تحقیق زیادہ صحیح اور درست ہے۔

تاہم! سرمن پٹیالوی نے سخن عداوت کی رو سے حوریں والی روایت کو کراہت والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی اور جہا صاحب کہتے ہیں کہ یہاں کے ماہر ہے۔ آپ پر بھی فیصلہ ہے کہ چاہے تو ان زندگیاں کا تحقیق کو ترجیح دیں اور چاہے تو تحقیق کا انکار کر کے عداوت والی روایت کو قبول کر لیں تو یہاں والی اول اصح و احوط۔

صوفیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول و اللہ ما شککت منذ صلیت والایہ مشیخ (اور آگاہ ص ۱۱) آپؐ پڑھ چکے ہیں اور آپؐ کے سرمن پٹیالوی کے لکھا

میں یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت قرظی رضی اللہ عنہ نے خواب کا سہارا لیجھ کر کہا کہ آپ نے  
تو فرمایا تھا ہم خانہ کعبہ میں جاویں گے اور طواف کریں گے۔ اسی پر حضرت دوسرا خواب  
میں انہوں نے دیکھا کہ وہ ہم نے کہا تو تھا مگر یہ یہاں تھا کہ ایک سال ہم داخل  
ہوں گے؟ (عزرو مسلک)

حضرت قرظی رضی اللہ عنہ کی گشتگرہ صحت ظہر کر رہی ہے کہ کوفہ یا مدینہ میں داخل ہونے کا حکم  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دیا کہ میں فرمایا تھا وہاں میں کی بنا پر قرظی کی تیراوی  
پہلی تھی۔ دوسری طرز خطاب اور گشتگرہ اہل بیت علیہم السلام ہے۔ پھر یہ کہ کوفہ کا سفر  
تو اور بھی نہیں دلیل ہے۔ بعد ازاں خواب حکام صحابہ پر لگ جاسکے جس پر دیکھ  
جاسکے تو اسی حضرت قرظی جیسے دیکھا تھا کہ وہاں میں کہنے کے لگ کر ان کی کچھ بات  
ہے؟ پس گشتگرہ اور یہ قرظی اس پر دیر دست دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یہ فرمایا مدینہ شریف میں ہی رہیں تو وہاں میں رہیں۔

چچا زہر و عروس کے رنگ ہانسنے پر صحابہ کرام کی جبریل علیہ السلام نے انہیں تقسیم و رخصت کی دعوت  
تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ انہوں نے قرظی کی اس دعا کو کہہ کر  
منڈواؤں۔ وہاں کی کہنا ہے کہ وہاں سے انہوں نے منڈواؤں منڈوا دیں۔ ان میں سے کوئی ایک منڈیل  
وہاں کے لئے نہ آٹھا۔ خود انہوں نے حکم میں دیکھا کہ پھر بھی قرظی نے کہا کہ وہاں میں  
سے کوئی نہ آٹھا۔ حضور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور اسی امر کا ذکر کیا۔ انہوں نے  
منڈو دیا کہ حضور خود جا کر میدان میں قرظی کی دعا کر دیں۔ چنانچہ آپ نے جیسا کہ  
تعبیر دہانے نے فرمایا کہ دعا کیا۔ (نقد احمد جلد اول ص ۱۷۱)

یہ واقعہ صحابہ کرام کے عقیقہ و غریب جہاد کو بھی گواہی دیتا ہے۔ یہ دعوت دین  
ہے کہ ان کو دعوت دین کو یہ دیکھ تھا۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی کہ اللہ صدق اللہ و صدقہ  
القرآن کے استحقاق میں انہیں تقسیم کیے۔

”اخیر سیراتہ اللہ صدق رسولہ و قیامہ فی آخرہم المسجد

اسیوں واقعہ سیرت و لایہ و لکن لایکن قد آن وقت ملاقات

فی هذا الكلام والله سبحانه بطون مصلحة تاحیون الی وقتہم  
نفسہم انتم فانتہم حبیبکم استعجالہ الخ والرب العالمین یصلہ  
من مصلحة التاحیرۃ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں غروی ہے کہ اللہ کے رسول کی دنیا بیت حرام  
میں اس کے ساتھ داخل ہونے کے متعلق غروی ہے اور وہ تقریباً  
بعدی ہوگی لیکن اس سال ہی اس کا وقت نہیں آیا تھا دوسرے وقت  
نہ اس کی تاریخ معلوم نہیں جانتے اور خوب جانتا ہے، اچھے آدمی  
اس کو بھڑپا رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر میں مال دیا وہ آگاہ و خبردار  
یہ بیان اور خصوصاً فقروہ حبیبکم استعجالہ الخ اس میں پختہ دلیل ہے کہ اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دنیا عین موتہ میں ہی دیکھی اور نبیوں صاحب کائنات کا لکھ  
نے یہ خواب قرآن کے مقام پر دیکھی تھی غلط بات ہے۔  
پہنچم۔ مولوی شاد احمد صاحب دہلوی نے بھی لکھا ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ نبی کبر شریف کا طوالت  
کے تاہوی، جنور کو شریف الخ زہرا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق بھرد  
خود سفر کی تیاری کر دی۔ جب تمام تدبیر قریب تک کے پہنچے تو کہا تو گئے  
داخل ہوئے کہ روکا، آخر کا صلہ ہوا کہ اگر آئندہ سال ہم سلطان  
آویں گے؟ (دوسرا آیت قرآن سے)

یہ آگاہ و خبردار بھی صاحب دہلوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین موتہ میں ہی  
خواب دیکھا اور اس کی بناء پر شوق حضور کر کے اپنے کو روانہ ہوئے اور اس کے  
تیاری ہی خواب کے پورا کرنے کے لیے تھی۔

حشتم۔ شیخ عبدالحق صاحب سخاوت دہلوی لکھتے ہیں۔

”یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب تجزیہ اسباب سفر مشنول  
خدا وادائی داخیرہ کو مروتہ دم“ (دلیل الحیثیت علیہ السلام)



محققین میں کہیں مذکور میں جوئی اور جوہر کی دو ادائی سے پہلے جوئی محققین نے حدیث صحیحہ والہ  
قول کی تائید و ترویج کی ہے۔ یہی عقل اور عقلی باتفاق اسی امر کی تائید کر رہے ہیں اور حضرت  
سید محمد علیہ السلام نے تقریر فرمادیا ہے کہ جسے معرین پشاور کی نے اپنے ہمالیہ اور جبلات  
کے اہل جہت شمار کیا تھا۔ وہ جوہر است و جوہر کے کہنے پر درج و درج۔

**۱۰) پہلا انتخاب الملیح کی گنگوہی صاحب کی طرف نسبت** | لے لیا ہے۔

”مرد صاحب کا سفید جھوٹا عطر جو ضمیر و آئین احمد و حسنہ و عظمیٰ پر  
لکھتے ہیں جو شبہات انتخاب الملیح کی تحقیق اہل دی و الملیح جو مولیٰ و شیعہ اور  
گنگوہی کی نزہات کا گروہ ہے۔“ اسی غرض کے تحت اسی دہائی کے تصنیف  
حضرت مولانا صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کہیں کی شان میں بہت کچھ لکھا  
ہوا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ دہائی مختلف صورتوں میں مذکور ہے اور اس کا  
تھانہ ہے۔“ (مختصر مکتبہ)

**الجواب الاول:** حضرت سید محمد کے مولیٰ فرقہ میں، مذکور گز نہیں ہے کہ یہ  
دہائی مولیٰ و شیعہ اور گنگوہی کی تصنیف ہے اور اس کے نام پر شائع ہوا ہے۔ بلکہ یہاں  
گید ہے کہ انتخاب الملیح میں مولیٰ گنگوہی کے شبہات اور خلافات درج ہیں۔ اس کا جواب  
دیا جاتا ہے اور یہاں اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی بڑے آدمی کی بات کو دوسرے اپنے نام  
سے بلکہ اس کی تحریر کو بھی اپنے نام سے شائع کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو ایسا بھی ہو سکتا ہے  
کہ خود ایک آدمی مصلحتاً اپنی تحریر دوسرے کو اشاعت کے لئے دے دے۔  
بنا بریں انتخاب الملیح کے شبہات کو مولیٰ گنگوہی سے منسوب کرنا کیونکر عذر جھوٹ  
ہو گیا جبکہ اشرف علی صاحب تھانہ نے مولیٰ گنگوہی کی تحریر کو ہی اپنے نام پر شائع کر دیا  
ہے۔ پشاور مولانا صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ شائع کرنے والا مولانا صاحب اشرف علی صاحب  
ہو سکتے ہیں۔ اسی سے ان انتخاب الملیح کے آخری صفحہ پر مولیٰ گنگوہی کے یہ الفاظ مرقوم ہیں۔

”مرزا غلام احمد کا بیان کے کلمات و دعاوی جیسا کہ پہلے حکم لکھنے  
 پر مذکور ہو چکا ہے، وہ بالکل غلط و متنازع و فضول اور اہل قرآن سے  
 بہت دور ہے۔ اور اس سے اس کے پیروں سے منہ پرکھ  
 جائے گا۔ اور جو لوگ اس کی تکفیر کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں فقط وہ خدا  
 تعالیٰ اعظم بقدر وسعت و احسان غنی عن الشکر ہیں۔“ [۵]

انہی وجوہات اور اختلافات علیہ کے شبہات کو مولوی انگری کی شہادت قرار دیا گیا ہے اس  
 قرار کو روایات صحیحہ کی بنا پر انگری کی حق پر لکھا گیا تو اس کو جھوٹ قرار دینا یقیناً بالہی  
 مکر و فعل جہاں حق پر چرہ و نشان ہے اور صرف کذب بیانی ہے۔

الحول ابے الشافی۔ فرما کر کہ وہ سال خود قاضی صاحب نے ہی لکھا اس کے  
 لکھنے میں انگری صاحب کا کچھ بھی تعلق نہ ہو پھر میں حضرت شیخ موصوفی کے بیان کو تسلیم جھوٹ  
 قرار دیتا ہوں گندی غیور کا ایجاد کر رہے ہیں کہ وہ عام قاضی ہے۔ بنی الامیر و امیر احمد  
 بادشاہ نے اس شہر کو بنایا تھا کہ بنائے واسطے کا دھبہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو کو قاضی  
 صاحب انگری صاحب کے شاگرد اور شریعت قبول خود لکھی ہے کہ فیضیہ ہے اس لیے قاضی  
 عام کے نام سے لکھا گیا ہے تو اس میں مکر کو نہادہ ذمہ آتا ہے! دیکھئے مولوی شاد نے  
 صاحب اور تشریح لکھتے ہیں۔

”ہم اسی حال پہاقت مرزا کے اندامی و مدار دائرہ آئینہ حق نامہ حضرت  
 شیخ بطوب علی صاحب عرفانی آ کے جو صاحب کی زیر سے فریاد کو غائب نہ  
 کر کے بلکہ ہر اور صحت علیہم صاحب حضرت مرزا نالی والدی رضی اللہ عنہ  
 غلبہ السیاح اذ قل ان کا نام لیں گے۔ کیونکہ عام قانون بنی الامیر و امیر احمد  
 کے علاوہ یہاں خاص و عام ہی ہے۔“ (پہاقت مرزا کے)

اگر اس کا نام سے حضرت شیخ موصوفی تسلیم ہی قاضی صاحب کی کہانے انگری  
 صاحب سے اس مدار کو منسوب کر دیں تو اس میں کیا پرچہ ہے! لہذا اس تیرہ میں عرض  
 ملے جو کذب بیانی کا الزام لگایا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ دھواں مطلوب۔

## ۱۱) بائبل کے چار سنجیوں کی پیشگوئی

مترمز پیدا ہو گئے ہیں۔

”مرد صاحب کی دروغ بیا نہیں سے اسانی کرتا ہیں بھی مخلوق نہیں۔ میری  
پناہ اس خبریں بائبل اور قرآن کریم کے متعلق مرد صاحب کے دو جھوٹ  
بیان کئے جاتے ہیں۔

۱) آیت ۱۰۰ ضرورۃ الامام مٹ پر لکھتے ہیں۔۔

”بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ۔۔۔ میں کو شیطان ابھام بڑا تھا اور  
انہوں نے ابھام کے ذریعہ جو ایک مفید ہیں کا کتب تھا ایک بادشاہ کی فتح  
کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذات سے اس لڑائی میں مارا گیا اور  
بڑی شکست ہوئی۔ اس واقعہ کو نہ صرف ضرورۃ الامام میں بلکہ اور کئی  
جگہ تفسیر پروردگار میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا  
ہے کہ ابھام کے عظیم الموم کو بھی جھوٹے ابھام ہو جاتے ہیں۔۔۔  
مرد صاحب نے حسن بائبل میں لکھا ہے تحریر کہ وہاں ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا  
اور جھوٹ لکھنے کے لئے ان کی یہی عادت تھی کہ قرآن مجید میں ہیں  
لکھا ہے حدیث میں یوں آیا ہے، بائبل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے  
وغیرہ وغیرہ لکھ دیا کرتے تھے۔ حوالہ نہیں دیتے تھے۔ ورنہ اصل  
عبارت دیکھ کر فوراً ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔

اب بائبل میں اس واقعہ کا تعلق کیا جائے تو کتاب مائیں اول باب  
۱۱ تا ۱۶ میں اس طرح سے لکھا ہے کہ۔۔۔ مائیں یعل ریت کے پہاڑی تھے۔  
جو اس وقت کی اصطلاح مردہ کی رُوسے ہیں کے جی کہاتے تھے۔ بادشاہ  
وقت کو جو یعل ریت تھا کسی دشمن سے تھا بددشمن آیا اس نے ان خبریں سے  
دباغت کیا تو انہوں نے پیشگوئی کر دی کہ تو اس دشمن پر فتیاب  
ہوگا۔ ان کے متباد میں ایک پتا لپی بھی اس زمانہ میں تھا اس نے خود تھاتی

میں نے پھر اس بادشاہ سے کہا کہ شکست کھا کر ہار جائے گا چنانچہ ایسا  
 ہی ہوا جیسا کہ اس حقیقتی نبیؐ نے کہا تھا اور بن چار سو چھارویں کا قول  
 غلط نکلا جس کو مؤرخ صاحب - ہم بھیروں کا اہیام بتاتے ہیں (۱) مفسر  
 الجولیب (۲) (۳) ہم نے مسرتی کے ساتھیوں کی حالت نقل کر دی ہے اس کا اثر اس کی  
 طور پر رہا ہے۔ مسرتی نے سستیہ حضرت کے چار سو چھارویں سے ہم پر یا نہیں اور ان میں کے  
 متعلق جھوٹ اور بے لاف اہام نکلا ہے۔ اس حقیقتی نبیؐ کی دلیل اس کے جھوٹ کا ذکر کیا ہے۔  
 حضرت ادریسؑ کا یہ ہے کہ اس نے غزوۃ ۱۱۱۱ م کے نقل کی ہے اس کا اثری حقیقت کا  
 ہے۔ ہم غلطیوں کے اندر سے پہلے غزوۃ ۱۱۱۱ م کے نقل کی عبادت پیش کر سکتے ہیں۔ حضرت  
 نے تقریر فرمائی ہے کہ

”جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو چھارویں کا حقیقتی اہام ہوا تھا اور  
 انہوں نے اہام کے ذریعے سے جو ایک حقیقتی کا کتب تھا ایک بادشاہ کی  
 فتح کی پیش گوئی کی۔ پھر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے ہار گیا اور بڑی شکست  
 بردی۔ اور ایک پیغمبرؐ میں کہ حضرت جبرائیلؑ سے اہام ملا تھا اس پیغمبرؐ  
 خبر دی کہ بادشاہ ہار جائے گا اور گئے اس کا گوشت کھاؤ گے اور وہی شکست  
 ہوگی۔ سو یہ خبر سچ نکلی مگر ان چار سو میں کی پیش گوئی جھوٹی تھا ہر جہتی“  
 (غزوۃ ۱۱۱۱ م کے حقیقت)

حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام کی اس قول کی صداقت کا ثبوت حینا کے حقیقتی ہے۔ اس  
 حقیقت کی بنا پر مسرتی نے اہام کے اثر حقیقت کے پیشی نظر خصوصاً اہام کا ثبوت ہمارے  
 ذمہ ہے۔ حال کیا حضرت مؤرخ صاحب نے اپنے اس بیان کا حوالہ دیا ہے؟ اہام کو اس قدر  
 بائبل پر مبنی ہے؟ سو ہم کہیں؟ وہی نقل کے یہاں ہے؟ کیا اس کا رد کرنے کے بائبل پر  
 قیود پنا نقل ہے؟

اس سوال کا جواب کے ذکر کے قبل یہ نقل ہر جہتی ہے کہ حضرت ادریسؑ نے خود بائبل کے  
 حوالے سے ایک پیغمبرؐ کا ذکر فرمایا ہے جو جبرائیلؑ کی سرفرازی اہام یا قرآن کا ہے۔ بن اسوہ کا ذکر



اثبات کے بعد ہم حضرت اسی امر میں بحث کریں گے کہ کیا حضرت اقدیؒ نے اس وقت سے  
ثابت کیا ہے کہ ”انبیاء علیہم السلام کو بھی بھوسے بابام دیا جاسکتا تھا؟“

حضرت ثناء لویؒ نے سب حالات بطور یاد کوئی بھوسہ  
ہے کہ (حضرت ہاشمؒ کی سوتیلی ماں عاتکہؒ نے بھوسہ لگنے

کے لئے سوا لگا کر نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اصل حدیث دیکھ کر خود ان کا بھوسہ نہ ظاہر ہو جانے  
اور پھر تیسیم کرنے کے باوجود کہ ”حضرت عزودۃ الامامؒ میں جگر اور کئی جگہ تقریریں  
مک و فیوض میں بھی اسی طرح لکھا ہے“ یہ دعویٰ کرنا ہے کہ۔

”مرا صاحب نے صحت پائیل میں لکھا ہے“ تقریر کو دیا مگر کوئی سوال  
نہیں دیا؟

جگو مگر ثناء لویؒ نے تمام کتب کو جن میں حضرتؒ نے اسی طرح لکھا ہے بھان  
ہے لیکن کونسا بقول اس کے حضرتؒ نے اس بیان کا سوال نہیں دیا۔

ناظرین! گراہا آپ اس ثناء لویؒ کی فریب کاری کا اور حق کی کد پچھتہ اور  
اس ناثر خالی اور کشادہ دماغی سے جو وہ انھوں کی گریب کے لئے اختیار  
کر رہے اور ہر حضرتؒ کو سوتیلی ماں کی مشہور کتاب انکار امامؒ کی حسب ذیل  
مسطور پڑھئے۔ لکھا ہے۔

”جموعہ تورات میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت آئیں  
میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو لکھ سنے اس کی  
فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے ہوئے اور بادشاہ کو  
شکست کائی۔“ (صفحہ ۲۱۰ صوم)

اور پھر قرآنی آیت لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ کی تلاوت کئے۔ بھائیو! حضرتؒ کی سوتیلی  
علاء السلامؒ نے ہدایت واضح طور پر سلاطین و باپ ۲ کا سوال کیا ہے۔ اس سلسلے میں  
یافتہ دیکھو کہ منگ لکھ پٹیا لویؒ کیا ہے کہ وہ صاحبؒ نے اس کا کہیں سوال نہیں دیا اور  
دو دیکھو کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے حضرتؒ کی کتاب سے امر اول کا اثبات کر دیا۔ اسی کے ساتھ ہی

مترن پلیدی کا ٹکڑا بھوٹ ثابت ہو گیا۔

امردوم کا اثبات | اور کیا بات ثبوت طلب ہے؟ تو کیا حضرت کا تئویر کے مطابق یہ  
 نہیں ہی ممکن ہے؟ سو اس کے لئے ضروری دلیل کیسے لا سکتا  
 ہے۔

تیسرے سال ایسا ہوا کہ پھر وہاں کا بادشاہ یوسف شاہ اسرائیل کے پاس  
 آ کر آیا۔ تب شاہ اسرائیل نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رعایا  
 جتنا بڑا ہے۔ کیا ہم چنگے دی اور شاہ واد میں کے ہاتھ سے ہرن لے لیں۔  
 پھر اس نے یوسف سے کہا کہ میرے ساتھ لڑنے کے کورسات جلتا پر چڑھ گیا  
 سو یوسف نے شاہ اسرائیل کو جواب دیا۔ جیسا تو ہے ویسا نہیں ہوں۔  
 جیسے تیرے لوگ ویسے میرے لوگ۔ جیسے تیرے گھوڑے ویسے میرے گھوڑے۔  
 اور یوسف نے شاہ اسرائیل سے کہا کہ اے خداوند کی مرضی ابام سے  
 دریافت کیجئے۔ تب شاہ اسرائیل نے اس روز جمیوں کو جو قریب چار سو  
 آدمی کے تھے اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا کہ رعایا پر کتنے ٹکڑے  
 ہوں۔ وہ لوگ نے جواب دیا کہ خداوند اسے بادشاہ کے  
 قہقہے میں کر دے گا۔ پھر یوسف نے ان کے ساتھ خداوند کا کوئی نبی  
 ہے کہ ہم اس سے پوچھیں؟ تب شاہ اسرائیل نے یوسف سے کہا کہ  
 ایک شخص اے کا بیٹا میکا یاہ کہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشیت پوچھ  
 سکتے ہیں۔ لیکن یہی اس سے دشمن رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے کن میں سبکی کی  
 نہیں بلکہ یہی کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ (آخر میکا یاہ کو جلا دیا گیا ہے۔  
 تاں)۔۔۔۔۔ تب شاہ سفا سے فرمایا میکا یاہم لڑنے کے کورسات جلتا پر چڑھ  
 لیا اس سے باز رہی۔ اس نے جواب میں کہا جہاں اس کا بیاب ہو کہ خداوند اسے  
 شاہ کے لئے میں کر دے گا۔ پھر شاہ نے اسے کہا کہ تم سوئے جھٹک لے  
 جھٹک کر تو مجھ سے کہ نہ کہ۔ سو خداوند کے نام سے وہی جو چاہے تب

وہ بدوئیں نے سانسے اسرائیل کو اُن بھڑوں کی مانند جو بے چارے  
 ہوں پہاڑوں پر بیٹھے ہوتے دیکھا اور خداوند نے فرمایا کہ ان کو  
 کوئی آقا نہیں۔ سواں میں سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت  
 چلا جائے۔ تب خدا اسرائیل نے یہ وعدہ کیا کہ میں نے تجھ سے کہا  
 تھا کہ یہ میرے حق میں ایک کی نہیں بلکہ ہر ایک کی بیش خبری کرے گا۔ پھر اس نے  
 کہا کہ اسی طرح تم خداوند کے حق کو سنو۔ میں نے خداوند کو اس کی کڑی پہچنے  
 دیکھا اور سوائی سارا لشکر اُس کے پاس پاس دہنے لگا اور اس کے بانی  
 ہاتھ کھڑا تھا۔ اور خداوند نے فرمایا کہ اہل اب (شاہ اسرائیل) کو کتب ترفیب  
 دیکھا تاکہ وہ چڑھ جائے اور وہاں جہاد کے واسطے کیست اُسے تہ یک  
 ہی طرح سے بد اور ایک ہی طرح سے۔ اس وقت ایک نور اہل کے خداوند  
 کے واسطے آکھڑی ہوئی اور وہی کوئی اسے ترفیب دیں گی۔ پھر خداوند نے  
 فرمایا کہ اس طرح سے اور وہی نہیں دینا ہوں گی اور بھوٹی روح بن کے اُن کے  
 سانسے نبیوں کے شہر میں پڑوں گی۔ اور وہ بد اور اسے ترفیب دے گی  
 اور غالب بھی ہوگی۔ وہ نہ ہو اور یہاں کہ سودیکو خداوند نے تیرے اُن  
 سب نبیوں کے شہر میں بھوٹی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے  
 تیری بابت بڑی خبر دی ہے۔ ۶۱ (سلاطین کا کتاب مبارک)

اُن کے اب کے کاغذ کا حق یہی بادشاہ کے سرے کا تفصیل سے ذکر کرتا ہے۔

مؤرخ کارین: آپ اس بات پر غور فرمائی گے تو آپ کا قرار کرنا پڑے گا کہ اس  
 طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے یہی ہر ایک طریق بائبل میں موجود ہے۔ شاہ  
 اسرائیل کے چاروں بیٹوں نے اہام سے اس کی فتح کی پیش گوئی کر لی تھی۔ ایک شہر پر لایا  
 روح القدس کے ذریعہ اس کی طاقت کا اہام شہنشاہ ہے۔ آخر بادشاہ ذات سے مارا  
 جاتا ہے اور چاروں بیٹوں کی پیش گوئی غلط ہوتی ہے اور ایک بڑی خبر کی خبر درست ثابت ہوتی ہے  
 گریحزوت اتوی کے بیان کی طرف بحرف کا تئید موجود ہے۔

حقیقت اور واقفیت تو یہ ہے لیکن پشیا لوی الکلب لکھتا ہے ۔

”مرد صاحب کے اس بیان میں صداقت کا ایک ذوق بھی نہیں ہے۔  
معنی دھوکا ہے۔ خود مرنے کا ایک دھوکہ ہی مرد صاحب کے کذب کی  
سریخ دلیل ہے۔“ (عقود حیات)

حضرات! انھارا افسانہ کریں اور بتائیں کہ کیا پشیا لوی کا یہ بیان درست ہے؟  
کیا واقعی صورت مرد صاحب کے بیان میں صداقت کا ذوق نہیں؟ کیا پشیا لوی دھوکہ لگایا  
کیا حقیقتاً وہ مرد صاحب کے کذب کی دلیل ہے؟ یہ تو میری ہونے کو پشیا لوی اسے  
کتاب کے بڑے لغت میں کوئی قطعہ ہے جو اس قدر کذب و بونی میں جیک ہے کہ اس کی  
طرح و صورت و ذوق سے کہیں پشیا لوی کا وہ کمال کی مثال بھی پستے طرح ہے اور اس میں کئی  
اداسی و گمراہی نے دیانت کو چھوڑ کر حق کی مخالفت میں، محض ایک ذوق لگا دیا ہے کہ خدا  
کے کام کو عاقلانہ طور پر دیکھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہے۔

زمن بگڑے ہیں ہر گھنٹہ کے کام بند ہو گئے ۔ بھونچائی کے لگنے لگنے کی کچھ مٹی بچتی ہے

مستر جن پشیا لوی نے آخر کار برائیل کے حوالے سے ایک رسالہ  
**امر سوم کا ثبوت** لکھ کر کے بتا دیا ہے کہ یہ چار سو کوئی ایک صفر تک سچا اور حقیقی کام ہے  
ذکر فرمایا ہے ۔ درحقیقت اصل کے تجاویز تھے ۔ انھارے یہ بتانی ہے کہ مسٹر جن نے وہی بیان  
میں ہی مزید دھوکا دیا ہے ۔ یہی چار سو سو بیسوں کا صفر تھا انھوں نے ذکر فرمایا ہے وہ ایک ہی  
اور جن اصل کے تجاویز کا ذکر مسٹر جن پشیا لوی نے کیا ہے وہ یہی ہے ۔ معنی کے ثبوت  
پہنچانے پر مسٹر جن پشیا لوی کے مزید کوئی جھوٹ ثابت ہو جائی گے ۔ انھارے دھوکا لگانے  
ثبوت حسب ذیل ہیں ۔

انہوں نے جس رسالہ کو مسٹر جن پشیا لوی نے ذکر کیا ہے اس کا حوالہ اس نے سکاٹ لینڈ باب  
۱۱۵۱۶ لکھا ہے لیکن صفر تک سچا اور حقیقی کام ہے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے اس  
کے لئے آپ نے سکاٹ لینڈ باب ۱۱۵۱۶ کا حوالہ تو ہی فرمایا ہے ۔ صفر تک سچا اور حقیقی  
کے ذکر فرمودہ حوالہ کی جلدیت کو آپ نے ذکر کیا ہے تب اگر پشیا لوی کا حوالہ دیا جائے

بھی دوست ہے تو معلوم ہوا کہ وہ خود تو ایسی اور عیسوی تھی۔ لہذا یسوعی کے بھائی  
اور چار سو بیس لک لک تھے۔

دو تہ و دہائی قسم کے عیسوی کی تعداد میں اختلاف ہے۔ لکھا ہے :-

(۱) آلفیہ نے اس لوگوں کو کہا خداوند کے عیسویوں سے کئی سو بیس لک لک  
کیا ہوا تھا۔ پر بصل کے بھی چار سو بیس لک تھے۔ (۲) سلاطین  
ابن تہ شاہ اسرائیلی نے اسی عدد میں لوگوں کو جو قریب چار سو آدمی  
کے تھے لکھا کیا۔ (۳) سلاطین ۴۲)

پر اختلاف بھی بتاتا ہے کہ بصل کے بھی خود تھے اور دسویس باب واسے بھی  
اور تھے۔

معلوم سلاطین باب ۱۱ میں بھی عیسویوں کا ذکر ہے ان کا مقابلہ کیا ہے۔ اسی سے کئی سال بعد ہوا  
لیکن باب ۱۱ میں بصل کے بھی عیسویوں کا ذکر ہے ان کا مقابلہ باب ۱۱ میں کیا ہے۔  
تین سال قبل ایلیاہ بھی کے ساتھ ہوا تھا۔ لکھا ہے :-

”جب ان سب لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ خود بھی ٹھہر گئے اور اپنے  
خداوند ہی خدا ہے۔ خداوند ہی خدا ہے۔ (۱) ایلیاہ نے انہیں کہا بصل  
کے عیسویوں کو پکارو کہ ان میں سے ایک بھی جانے نہ پائے۔ سو  
انہوں نے انہیں پکارا اور ایلیاہ ان کو روکی تیسویں میں لایا  
اور انہیں قتل کیا۔“ (۲) سلاطین ۵۱)

پہلے معلوم ہوا کہ بصل کے عیسویوں کا قضیہ حضرت ایلیاہ کے سامنے واقع ہوا اور انہوں  
نے وہی قضیہ میں ان کو قتل کر دیا۔ اب اس کے بھی سال بعد کے حالات بتاتے ہیں مذکور  
ہیں اور وہاں پر چار سو بیس لک لک ایک ثابت کا ذکر ہے۔ اور یہ خود وہی ہیں کہ امریکی موجود ہیں  
باوجود خداوند کے بھی ان کے ہم سے یاد کرتا ہے۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو  
بالکل جہاں کا دیہات رکھتے ہیں۔ بصل کے عیسویوں کا ذکر بھی بائبل میں ہے مگر یہ کہیں بھی مذکور  
ہے کہ اب کے چار سو بیس لک لک کے بھائی تھے۔



میں اشد علیہ وسلم کہ زبان پر جاری کر دیا تھا۔ پھر چرواہوں نے اس کا ذرا لکھا۔ (مسند)  
 دوسرے انبیاء کو اس پر ہلک کرٹی ویسا تھا، چہ تو فوراً اس کا انکار کر دیا جاتا ہے، حضرت  
 مسیح موعودؑ نے اس واقعہ کا ذکر ایک خاص مسئلہ پر کیا ہے حضور تعزیر فرماتے ہیں:-  
 ”ہم اس جگہ ان صاحبوں (صحابہ) کی طرف سے کسی بھی صاحب ملک کے  
 اہانت کی نسبت کم زیادہ لکھا ضروری نہیں جتنے معرفت اس قدر تحریر کی کافی  
 ہے کہ اہم مدح حال بھی ہو تاکہ ہے اور شیعہ بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور  
 خیال کو دخل دے کہ کسی بات کے اس شک و شبہ کے لئے بطور استناد و اعتبار  
 و قیود کے قیور کرتا ہے، خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ شک  
 یعنی جوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی بُرا یا بھلا کر بطور  
 اہام مجھے معلوم ہو جائے۔ تو شیطان اس وقت اس کی تہذیب میں دخل دیتا  
 ہے اور کوئی لکھ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اور دراصل وہ شیطان  
 لکھ جاتا ہے۔ یہ دخل بھی انبیاء اور رسولوں کی دلی میں بھی ہو جاتا  
 ہے مگر یہ تو قوت حکم دہاتا ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ شانہ قرآن کریم  
 میں اشارہ فرماتا ہے ﴿وَمَا أَزِلُّنَّاهُ لَوْلَا إِيمَانُ سُلَیْمَانَ وَتِلْكَ آيَاتُ الْكُتُبِ  
 الْاَلْاٰلِیْنِ﴾ یعنی آئینہ شہید، اور ایسا ہی نہیں میں بھی لکھتا ہے کہ شیطان اپنی  
 شکل خودی فرشتوں کے ساتھ جلی کو بعض لوگوں کے پاس لکھاتا ہے۔ دیکھو  
 غلام قرآن باب آیت علیہ السلام جو وہ توہمت سے مخلص اقل بہائی  
 کتب نہیں میں لکھتا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو بیس تھے اس کی فتح  
 کے باعث میں پہنچ گئی کی اور وہ لکھنے لگے کہ ”اور اگر وہ مہم“ یعنی وہاں  
 اس اعتبار سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بائبل پر رحمت کے لئے بائبل  
 کا سوا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آیت الا اذا اقمنا کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ اور عام طور پر  
 لکھ ہم اس کے تاکہ نہیں۔ لکھتے ہیں میں لوگوں کی فراغت دیتے ہیں۔ موعودؑ میں اشد علیہ وسلم کہ  
 وہ شیطان ہے کہ ان کا شیطان میں سلطان ہو گیا تھا۔ ﴿فَلَا يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ (مسند)

مفسرین نے ہی سمجھ لیا ہے۔ بن سوری کی تفسیر سے مراد یہ ہے کہ اس سے حالِ نبوتِ قطعی ہے۔ لیکن حضرت شیخ موجود علیہ السلام کے کلام میں اس کے ایک اور زیادہ طبیعتِ معنی میں موجود ہے۔ ہر حال حضرت کے اس بیان پر کہ بعض لوگوں کا شیطانِ ابھام میں ہر وقت ہر ایک غزالی جہاد الحق اور بھی الہی کو جوئے قرآن مجید کا اشارہ اور نصرت و تائید کی تفسیر موجود ہے۔ فلا اعتدال۔

تورات کے چار سو نویں | وہ تو کئی تفسیرِ عقل کے بعد ہم پر بھی اٹھنا ضروری سمجھتے ہیں  
قرآن مجید کی شرعی اصطلاح کے مطابق ہی نہ تھے بلکہ بائبل کے عام محاورہ کی کرد سے ان کو بھی کہا گیا ہے۔ قرآن انبیاء کی شان میں تو حضرت شیخ سرور کے یہ الفاظ ہیں کہ ان کا وہی ہے اگر شیطان عقل وینا جسے چاہے کہ وہ عقل بلا توقع نکال دیتا ہے؟ لیکن تورات سے ان میں کلامِ حال بہت ہے وہ یہ کہ وہ اخیر وقت تک چاہتے ہیں بے شک۔ بلکہ ان میں سے ایک نے یہ لکھا کہ اس کو ایک تفسیر میں اور دیکھ ساقیوں نہ (۱)

پہلا حضرت شیخ موجود علیہ السلام کے مطابق چار سو نویں قرآنی اصطلاح میں ہی نہ تھے بلکہ قرآنِ عام میں ہی کی تفسیر کے مطابق "ما تمام سائلک" سمجھ کر کچھ نفس میں دوسرے لوگوں میں نہیں تھے۔ پھر قرآنِ عام کے زیرِ بحث سے بھی ان کی حیثیت پر بحث صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔ وہ عرب کے انہوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ قرآنِ عام میں سے بھی یہ ثابت ہے۔ پس اس واقعہ کو پیش کر کے "انبیاء علیہم السلام پر لکھوئے ابھام کے مسئلہ کا صورتِ شیخ سرور میں ابھام لکھا خود ایک عجیب الزام ہے۔

خود بائبل کے مفسرین میں چار سو نویں کو عقل کے معنی سے لکھا ہے اور ان میں سرور کی تعلیم کرتے ہیں۔ عرب کے معنی اور عربوں نے ایک تفسیر شافعی کی ہے اس ہی الفاظ سے۔ "ہر چار سو نویں پر وہ کہہ رہے ہیں کہ تفسیر کرتے تھے۔ ان میں سے پہلے جو سنے ہوئے اور بادشاہ کا چلنے لگانا ان چار سو کے سوا کچھ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔



ہے ظاہر کیا ہے کہ وہ پروردگار کے نبی تھے۔ پھر بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ  
 چار سو نبی بن گئے اگر باب ۱۱ میں ہے وہ آدھے تھے اور جو نبی کے نبی تھے وہ  
 آدھے تھے ان کا ذکر باب ۱۱ میں ہے۔ ان کی تعداد چار سو پچاس تھی۔ نبی  
 کے نبی اپنی موت نبی کے نام پر کرتے تھے لیکن اولیٰ الاکابر نبیوں نے جو نبوت  
 کی اس میں انہوں نے خدا کا نام لیا ہے اور بادشاہ نے بھی ان کی نسبت یہی  
 کہا ہے کہ کیا خدا و خدا کوئی اور نبی بھی ہے۔ جن نبیوں کو خداوند قدرت نبی  
 کا لقب کیا گیا ہے وہ بھی دراصل کاذب اور منتر کا عمل اٹھاتے تھے تو (پڑھا)  
 اس قسم کے فرگسے ڈکسٹری آف کرائسٹ اینڈ گاسپل جوڑا ص ۱۱۱ نیراں ٹیکو پیڈیا  
 بریکہ جلد ۱ ص ۱۱۱ میں ڈکسٹری آف کرائسٹ ۱۱۱ میں آگے لکھ بیٹے و سہو۔ ایس جی سرحدیہ۔  
 ان بیانات سے ظاہر ہو گیا کہ چار سو نبیوں پر شیطانی الہام کا ذکر صحت کی چیز ہو  
 علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ اور حقیقت نبی نہ تھے بلکہ زبواہ سے زیادہ حدیث کے تمام پر  
 تھے، بائبل کے تمام علماء میں ان کو نبی کہا گیا ہے، بر حقیقت یہ نبی نہیں اور وہی قرآنی  
 اصطلاح میں وہ نبی کہا گئے تھے۔ یہ صلیب پر لٹے حضرت کے سوا الہات سے بھی  
 ثابت ہے۔ تو رات کے منتر میں اسکا پروردگار کہہ رہی ہوا قیامت میں اسی کا ٹیڈی ہیں۔  
 اس صورتِ حالات میں منتر میں پٹیالوی کا جھوٹا خدا خزاہ خدا اس کے لگے کا پر ہو گیا۔  
 وَفِي السَّعْدِ اَوَّلًا وَآخِرًا۔

(عَب) منتر میں پٹیالوی نے اپنے اس دوسری لبر کے مرتب میں جو حزن کیا ہے  
 وہ اس کے حق کا عین حق ہے۔

”اذا تراءى من شجرة في مزارع صاحب نے اس امر پر بحث کیا ہے کہ سلیم  
 حاکم اسمعیل پر نہیں جاسکتا۔ اس کا ثبوت قرآن شریف کی کثرت میں سے دیتے  
 ہیں۔ اور توفیق فی التفسیر اولیٰ ص ۱۱۱ میں رقی علی گفت الا بشاراً و سولاً

..... تو برمی تفرقت کے سارے روز صاحب نے یہاں ایک بڑا بجاری دھوا  
 دیا ہے۔ اور کھانام اپنی میں چوری کی ناپاک کوشش کی ہے کیونکہ  
 قرآن کریم کی اصل آیت کا ایک جزو ہی حضرت کریمؐ کی جہان ہے  
 اصل آیت سورہ نحلہ صرناہل کے دسویں رکوع میں اس طرح ہے۔ اور تواری  
 فی السماء ولین نو من الرقیبات حتی قتل علیہا کتاباً  
 نقروہ فی تلہ سبحان ربہ علی کنت الالبشر اوسولاً آیت کا وہ  
 حصہ میں پڑا کہ کینہا لیا ہے روز صاحب نے دانستہ چھپا لیا اور اپنی کتاب  
 انا کہ اسلام میں مدح نہیں کیا۔ (محترمہ صحت)

الجواب :- (الف) اگر بعض ایک حصہ آیت کا حذف "بجاری دھوا" اور "کلام الہی میں  
 چوری کی ناپاک کوشش" چھپا دیتے تو جیسے کہ آپ نے جتنا حصہ مدح کیا اور جسے کہتے تو  
 وہ ہے اس میں سے چوری آیت کا ایک حصہ "او لیکن کنت" بیت من ذلک دانستہ  
 چھپا کر آپ نے بجاری دھوا دیا ہے یا نہیں؟ اگر ہو کر نہیں کیونکہ ساری آیت کا ذکر کرنا  
 ضروری نہیں ہوتا بلکہ صرف اصل استدلال حصہ کے بعد استدلال ذکر کر سکتے ہیں۔ مثلاً  
 کہتا ہوں کہ پھر آپ نے اس قرآن فانی سے کیوں کام لیا۔ کیا حضرت روز صاحب کے تعلق ہی  
 خیال ذکر کر سکتے تھے یا نہیں؟ صاحب آپ نے بعض ایک حصہ کے عدم ذکر کو "بجاری دھوا" قرار  
 دیا۔ خدا تعالیٰ تغیر لازم آپ پر کیا ثابت کر دے کیا ایسا بھی راقی صبیح من ارادہ انکس  
 کے اہم میں مشتبہ ہے؟

واب الہم علو تسلیم کر چکے ہو کہ حضرت روز صاحب نے انا کہ اسلام کے مفرد کلمہ پر کت  
 یہ کہ ہے کہ۔

کہ تفرقت نہیں ہو گی کہ روزانہ یہ کہتی ہیں۔ خود کے لیے اور توہم میں حضرت کریمؐ کی ہر ایک آیت کا  
 یہ ہو سکتا ہے بیت من ذلک اور قرآن فی السماء ولین نو من الرقیبات حتی قتل علیہا کتاباً  
 نقروہ فی تلہ سبحان ربہ علی کنت الالبشر اوسولاً قرآن میں کھل کر لکھ لکھ کر حضرت کے معراج آیت  
 اسے لکھ کر لکھ ہے۔ اور خدا کے لئے قرآن میں کھل کر لکھ لکھ کر ہے۔ (مترجم)



(ج) اذ قالوا یا مہدیٰ جرد مریخ تھا اس کے اہانت کے لئے جتنا سخت فرودی اہانت  
 تھا وہاں درد کا دیبا گیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی  
 جگہ بھی حقہ ذوق نہیں لیا۔ بڑی قیامت خیز کائنات کا کیا بے انتہا شوق کا دکھ نہیں  
 فرمایا۔ اور اگر مسخر من چیلانوی کی ڈانڈ خانی درست ہوتی تو چاہیے تھا کہ حضرت کی کسی تحریر  
 یا کسی کتاب میں اس حقہ کا ذکر نہ ہوتا۔ لیکن واقعات اس کے برخلاف ہیں۔ یہیں معلوم ہوا  
 کہ اذ قالوا یا مہدیٰ یعنی مقام کی سادہ سادہ سے یہ حقہ لیا ہے۔ کیونکہ دوسری متعدد کتب  
 میں اس کا ذکر موجود ہے۔ بطور نمونہ دو مقام درد ذیل ہیں :-

(۱) "ہاں تو کے لوگوں نے پشیمان مانگا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر  
 سونے کا ہو جائے اور اس کے ارد گرد نہریں بھی جاری ہوں۔ اور غریب  
 کو آپ ان کے دلچتے ہوئے آسمان پر چڑھ جائیں اور دلچتے دیکھتے  
 آسمان پر سے اتر آئیں اور خدا کی کتاب ساتھ لادیں اور  
 وہ اس کو دیکھیں۔" (۱) لیکن یہی کتاب ایمان لائیں گے۔ اس  
 درخواست میں اگرچہ جہالت تھی لیکن میں جہالت کی طرح ایسا دینے والی  
 مشیت نہ تھی۔۔۔۔۔ قرآن شریف میں لکھا ہی تھا کہ ان کے دلچتے والوں کو  
 یہ جواب دیا گیا تھا کہ "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ عَمَّا تُشْرِكُونَ" (۲) یعنی خدا کی شان میں تعجب سے پاک ہے کہ کسی اس کے رسول یا نبی یا پیغمبر کو  
 یہ قدرت حاصل ہو کہ جو الوہیت کے متعلق خارق عادت کام ہیں ان کو وہ  
 اپنی قدرت سے دکھائے۔ اور فرمایا کہ ان کو کہہ دے کہ نہیں تو صرف انہوں  
 میں سے ایک رسول ہیں۔ جو اپنی طرف سے کسی کام کے کرنے کا مجاز نہیں  
 ہیں۔" (تحفہ قرآن پریس)

(۲) "آپ سے کفار قریش نے تمام تر امور پر مجبورہ طلب کیا تھا کہ آپ ہمارے  
 اور د آسمان پر چڑھ جائیں اور کتاب لیں آسمان سے اتریں تو ہم سب ایمان  
 لے آویں گے اور ان کو یہ جواب دیا تھا کہ "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ عَمَّا تُشْرِكُونَ" (۳)

بَشَرًا مِّمَّنْ خَلَقْنَا یعنی ہم ایک بشر ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے  
 کہ وعدہ کے برخلاف کسی بشر کو آسمان پر چڑھا دے۔ (یٰسے ۲۱) (یٰسے ۲۱) (یٰسے ۲۱)  
 یہ بیانات بھی ستر من پھیلاوی کی کئی کئی تفسیریں دیتے ہیں۔ اسے کافی کائنات کی دشمنی ان لوگوں کو  
 اتنا ذلیل کر دیتی ہے۔

(۱) جس شخص نے ایک دفعہ بھی اللہ اور آدم کے اسی مقام کو دیکھا ہو گا وہ کائنات  
 پھیلاوی کی اس وسعت کی عظمت پر حیرت و حیرت ہو گا۔ کیونکہ اللہ اور آدم کے اسی موقع پر جہالت و  
 علم تقریباً اسی تھا۔ (یعنی وہی جگہ ہے۔) اس سے عبادت ظاہر ہے کہ اگر خدا کی عبادت  
 و عبادت کو نہ سمجھا جائے تو اسے تب بھی بیت کے ایک حصہ کا عبادت اور اس کے قریب کا  
 ترک ہو جاتا ہے۔ اس کا تب ہے اس کو کذب بیانی سے وعدہ کا تعلق بھی نہیں۔

حَتَّىٰ تَأْتِرَ لَّ عَلَيْنَا كِتَابًا بِأَنْفَرُؤْہَا كِتَابًا تَفْسِيرًا  
 یعنی اس کی جگہ خدا تعالیٰ ہر رنگ میں تردید کر چکے ہیں۔ اسے آخر میں اس کی طبیعت کا بلایت  
 کا حلقہ ہو۔

عربوں میں یہ تھا کہ تفسیر بالرائے کہنا (یعنی یہاں اس کے کئی نسخے ہیں)  
 کو قرآن مجید کے مطابق بنانے کی بات قرآنی کو مردود کرنا اپنی رائے کے ماتحت کرنا  
 سخت گناہ ہے۔ ایسا شخص اپنا ٹھکانہ روزخ میں بنائے۔ ستر من پھیلاوی جنوں کی کثرت  
 کی تفسیر میں نمایاں ہے۔ وہی سے کہتے ہیں۔ ٹھکانہ ہے۔

"ان (انکار) کی صورت ایک دو صورت ہے۔ (۱) اس میں جو مخلوق جو کچھ بھی  
 یعنی پیغمبر خدا اصل اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر چڑھتا ہو گا۔ (۲) ان  
 سے بھی غیب میں مقصود تھا اور ایمان لانا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے  
 کہ پیغمبر خدا اصل اللہ علیہ وسلم آسمان پر جا چکے ہیں۔ دیکھتے اس کے  
 ساتھ ہی یہ شرط لگا دی کہ اس پر غلط سمجھا گیا ہے۔ اور یہی وہ شرط ہے جسے  
 عرواح صاحب نے مذکور کر دیا ہے اور اپنی کتاب میں اسے نہیں لکھا ہے۔

یہ اس پر ہم کو تفسیر جو یہ کہہ چکا ہے۔ (خاتم)

بے سنی درخواست تھی کہ کتب اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امر کے خلاف تھے کہ ہم کو بھی صاحب کتاب رسول بنادوے۔ جو کسی حالت میں قابلِ منظور نہ تھی۔ اس لیے یوں دوا دیا گیا کہ بے وقوف! کیا تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ کیا مجھ میں خدائی طاقتیں بھی ہیں جو تم کو بھی اپنے جیسا رسول بنادوں؟ (مستطاب)

قاسم شین گمراہ! ان کتاب تفسیر کو پڑھئے اور سر دھجئے۔ کیا یہ تمہارے مقام ہیں کہ ایسے ایسے "واقعہ اسرار" بھی احریت کی تہذیب میں اپنے آپ کو "تیں دارخان" سمجھتے ہیں؟

نہت کریں ابد و شدائی کی

شان ہے تیری کبریائی کی

مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کی بے شرح کتاب و بے دہم میں بھلائی ہوگی۔ آج اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو خوشی کو بے قیود کا اپنا سرور تسلیم کرتے۔ اچھا ان کے لیے یہی خوشی کافی ہے کہ ابھی دنیا میں ایسے ہیوت موجود ہیں جو

چر خوارند پسر تمام کنند

کے حقیقی صدائق ہیں۔

گستاخی معاف! مؤلف صاحب حق و کلام آپ پہلے تو لکھ چکے ہیں کہ "مرحہ ہی گواہ ہو سکتے ہیں" اور مشروطاً مغرب پر کیا استدعا ہے ہیں کہ "وہ جانتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جا چکے ہیں" کیا یہ کفار حضرت کے مرحہ تھے؟ ابھی ایک ہی فصل میں آنا تھا کہ "سہ پہرے تھاقض میں کو کچھ نہیں"۔ یہاں ہے۔

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا

ہاں سب کے ہاتھوں پر بھی بنا دیئے کہ کفار کے اس علم اور جاننے کا ثبوت کہیں ہے ؟ خود کریں گے تو بہتہ سب کے گا کہ سب سے سادہ بات کو بنا دیکھتے ہیں۔  
 آپ نے فتویٰ علیہنا لکھا ہے کہ لا جہد و ترجیح اور نئی تفسیریں یہاں کی ہے کہ ۔

” کفار پیغمبر خدا علیہ السلام سے کسی امر کے طالب تھے کہ

ہم کہ صاحب کتاب رسول بنا رہے ؟  
 ہم تو میرا ہی کہ اس حرکت کا نام حماقت دیکیں یا اسے شہادت کہیں ۔  
 دیکھ کر یہی پر گولی کریں یا ” کم علم “ ہونے کا اعلیٰ ثبوت کہیں ۔ پھر ہم کچھ بھی نام نہیں رکھتے یہ نا غریبی کا بہتہ کام ہے ۔

گو یاد رکھنا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مغتری اور کاذب کہہ رہے ہیں  
 آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر یہ جیسوہ مانگا رہے ہیں کہ تو خود کہ صاحب  
 کتاب رسول بنا رہے ؟ انہوں نے

گر ہمیں مکتبہ است وائیں تو

کار لفظان تمام خواہ شد

کیا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہر جہم خویشیں ہم بھی مغتری بن جائیں ؟

اگر مکتبہ منقرہ ای حرکت پر ہی طور کر لیتے تو کفار کا قول ” منقرہ “ (ہم اس  
 کتاب کو پڑھیں) ان کی رہنمائی کر سکتا تھا ۔ کیونکہ اگر وہ صاحب کتاب رسول  
 بننے کے خواہاں ہوتے تو جیسوہ ” منقرہ “ کے ” یہووی ایسنا “ لفظ ہوتے ۔

یعنی وہ کتاب ہمارے طرف بطور دعوت آتی ۔ پھر جب وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم صاحب  
 کتاب رسول بن جائیں تو منقرہ ٹکے کیا سننا تھے ؟ یزید کا اس وقت آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے قرار کا کیا مطلب ہے ؟

اسے سن کر اگر منشی صاحب تاریخ و حدیث سے عداوت تھے تو مطلب تو آگیا  
 پر ہی تو جبر فرماتے ۔ مگر انہوں نے ” کم علم “ پر میرا طرف سے عداوت کبھی ہے یا نہیں ہے





(۲) مولوی شاد الدین صاحب در قسری سے لکھا ہے ۔۔

”ہم تیرے آدھ پر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک کہ تو پر سے  
بخود بخائی ایک کتاب نہ ملے۔ پاس نہ دے جس کو ہم چشم خود پڑھیں۔  
اس کی تیری دسمائے کی تصدیق ہو۔“ (تفسیر تفسیر جلد ۱ ص ۱۵)

اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام ہولناکیوں کی حقیقت واضح کر چکے ہیں جو منہ نقیض  
عشق کا طعنے اپنی جہالت یا شرارت کے تحت مستی و مستی کی بیخود و بے اساس پر  
”دس جھوٹ لکے عنوان کے تحت لکھے گئے تھے۔ ان فصل کے آخر میں مستری نے تقریباً  
معراج کا ذکر کیا ہے۔ تاہم اس کے جواب کے لئے فصل پانچ ہم دستورات ہدیہ عنوان  
”معراج“ کا ذکر فرمائیں۔ اس فصل میں ہی اسود کہ مستری نے بطور اعتراض پیش کیا تھا ان  
کا واضح جواب دیتے ہوئے ہم نے اس کی اپنی غلط جوڑ بھول کو بھی واضح کیا ہے۔  
آہ! آج یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقدس اسماء پر افتراء پیدا کر رہے ہیں اور اس  
کو کالبدیں دینا کا برتراب ہیں کیے بیٹھے ہیں۔ ان کی ان کو بتا دے گا کہ ہم نے غلطی کی  
ہے۔

پاک دل پر بدگمانی ہے عشقوت کا نشان  
اب تو آنکھیں بند نہ کریں گے بھرا خفا کا

# فصل ہفتم

## ”دش مرد و دُعائیں“

عورت کیوں ہنستے ہو لوگ! کچھ کہہ لو صحتِ خدا  
کیا نہیں تم دیکھتے نصرتِ خدا کی بار بار  
ایک بدکردار کی تائید میں اتنے نشان  
کیوں دکھاتا ہے؟ وہ کیا ہے بگوئی کا شہداد (سورہ یحییٰ روح)

صورتِ کج تا مری طرِ اسلام نے فرمایا ہے ”وقت اپنے بھلوں سے بچا جاتا ہے“  
ایسی طرح اللہ تعالیٰ کے کائن اور مقبول بندے بھی بندہ عبادت کے قدر و شہادت کے  
جانتے ہیں جو ان کے بھلوں کے طور پر ہوتی ہیں۔ درخت کا بے ثمرہ جانا ممکن ہے لیکن  
مقبول بارگاہِ وائز دی کا ان علاماتِ خافہ سے محروم رہ جانا محال! نا ممکن اور گنہگار ہے۔  
انہی علامات میں سے ایک بہت بڑی علامت جو ان کے خلقِ باطن پر برائے قاصح کی ہر  
رکعت ہے ان کی دعاؤں کا قبول ہونا ہے۔

یہ مشہور و دست ہے کہ اللہ تعالیٰ بھلا کا سب سے پہلے ہر ایک بندہ کی اضطرابی دعا  
نہتا ہے لیکن خدا کے پیاروں کو اس بارے میں اس قدر کثرت حاصل ہوتی ہے جو مرتبہ  
عارقِ عبادت تک پہنچ جاتی ہے اور با اعتبارِ کیفیت و کیفیت ان کی دعاؤں کی قبولیت  
بے بغیر ہوتی ہے علامہ اذہبی ان کو اس بارے میں ایک اور احتیاط لکھتا ہے کہ اور

وہ یہ کہ اگر یہ عالم اوقات میں ان کی ہرٹو کا کا بیچ قبول کیا جانا ضروری نہیں بلکہ سنا مانتا  
اپنی مصیبتوں کے تحت ان کی دعا میں دلگہ میں پوری نہیں ہوتی۔ لیکن سب کچھ دشمنوں سے  
اسی خصوص میں ان کا متاثر ہو تو ہمیشہ ان کی ہی کشن ہمارے گی اور ان کے خاص ناکام  
نامراد اور مردود کے ہائیں گئے۔ ابتدا سے مشق اپنی اسی طرح پر جاری ہے کچھ ایسا نہیں  
ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کہ ایک برگزیدہ کی کے متاثر پر اپنی باطنی سے دعا کی ہو اور وہ دلیل  
نہ ہو سکتے ہوں۔ جتنا بھی خوب خواہن کہ وقت دشمنی سے صرف ایک کشن کو پیدا ہو سکتا ہو  
کیونکہ وہ فی کا آپس میں متاثر ہے تو اسی کو ترجیح دی جائے گی جس میں عاملی و شخص باوجود  
بیشا ہے۔ وہ دوسری کشن جو بد ساختوں یا عمومی انسانوں کی ہے اسے اسے فرق ہو سکتے کے لئے  
مسند کی ہر دو کے ہر دو کہ یہ ہمارے کار۔ بقیم جو اپنی روایت کلام داتا تھا سب وہ موسیٰ  
ایسے جیل اشان مشرق انہوں سے دعائیں منجالی ہوا تو ان کو دیا گیا اُسے داتا داتا  
بناد دیا گیا اور موسیٰ کی کچھ کشن گئی۔ تمام بغیر اور دعا صابن حق کا ہی حال ہے۔ اس شخص کو صیت  
کا ہر جگہ نمایاں نمود نظر آتا ہے۔ اس کا نام سحرزہ استجابت دعا ہے مستیہ حضرت  
مسیح مروجہ علیہ السلام کیلئے زمانہ میں جس وقت ہوئے جو ماہ پر کشن میں اور نہ سنا ہوتا ہے بہت  
آگے ہے۔ شرف تھائی کی ہستی اور اس کے تعلقات کو حاصل انسان اور دوستی پارینہ  
قرار دیا جاتا ہے۔ اہلیات کو تین دوروں میں حصوں کی باتیں بتایا جاتا ہے۔ دونوں شکلیں  
آٹھ چکاسے۔ ایمان کے دعاوی میں مگر بے حقیقت۔ ذاتی باری پر ایک دفعہ اور کامل  
بعض پیدا کرنے کے لئے 'نشانات' چلتے ہوئے سمجرات و فانی عقیدہ بڑا ہی مبالغہ کے خلاف  
آپ نے قبولیت دعا کا اچھا ذری نشان میں پیش فرمایا۔ یہ وہ آسمانی سرور تھا جس  
نے شک و مصیبت کے تمام پردوں کو تار تار کر دیا اور عظمت و تاریکی کو نور سے بدل  
دیا یہ وہ آب حیات تھا جس نے فاکھوں گروہوں کو زندہ کر دیا اور بے شمار نوحوں کو نکھیرا  
پروں کو کان نور کو گونگ کو گونگائی بخشی۔ اس کی سہارے نہاں پرخا کی بے شمار برکتیں نازل ہوں  
اس کے آگے سے ایک عالم زندہ ہو گیا۔ انسانی ان پر جو ہرگز و ادنیٰ عظمت میں چلتے چہرے  
ہیں۔ یہ نور کے خلاف تھی تھے نور ہی کے لئے چمکا پر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ فانی کیلئے



پشواوی معاہدے نے اس اعتراض میں اگر ان کے کان نہیں کرتے تو ان کے منتہی قدم پر چلے گی تو کذب و افتعالی بالاعتباری معاہدہ کہتے ہیں۔ لیکن نہ کچھ وقت کے دلی جرم ہو سکے۔

۵۔ حقین کرام: ایک پختی محمد یعقوب کے مندرجہ بالا اعتراض کی کذب و افتعالی کا اسی سے اعجازہ کر لیں کہ ان دونوں حوالوں میں اسی نے یہودیہ نہ تحریریت سے کام لیا ہے۔ یہ "اصل غلط اور جھوٹ" ہے کہ حضرت مرد صاحب نے واقعہ اسلام میں پیشگوئی کی تھی کہ "قادیان میں ہرگز طاعون نہ ہوگا" ایسا ہی یہ تحریر میں مسالطہ آمیز ہے کہ "کشتی نوح میں حضورؑ نے لکھا ہے کہ" میرے مرید طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں واقعہ آبداد اور کشتی نوح کے اقتباسات دے کر فریاد کرتے ہیں، حضرت کچھ موعود "تقریر فرماتے ہیں۔

واقعہ ۶۔ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت و بڑا ہی منتہی ہے جس کا نام طاعون جباروت ہے یعنی بھلاؤ دینے والی۔ جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کشتیوں کی طبع مرنے لگی۔ یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔" (واقعہ آبداد)

۷۔ ہم دعویٰ کرنے سے ملکتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جباروت نہیں پڑے گی جو گائوں کو ویران کر دے والی اور کھانے والی ہوتی ہے۔" (حوالہ ذکر)

۸۔ "میری دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں قادیان کو کسی تباہی سے محفوظ رکھوں گا خصوصاً ایسی تباہی سے کہ لوگ کشتیوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں یہاں تک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی قوت نہ رہے۔" (واقعہ آبداد)

۹۔ "کچھ جگہ ہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخشنے

ہوا اور موجب فرار و انتشار نہ ہو۔ کیونکہ شاذ و نادر حکم معدوم کا  
دکھتا ہے۔“ (دعائی اکبر دست)

سوزِ قادرین! ان جہادات کو پڑھیے اور سترضِ پشیمانوں کے خود تراشیدہ الفاظ  
”قادیان میں ہرگز ظالمین نہ ہوگا۔“ کا مقابلہ کیجئے۔ حجِ اقدسِ عاتریہ کی رو یا تحریک کا۔  
اب ذرا کشتیِ نوح کی عبادت بھی دیکھ لیں۔ بحیرتِ تحریر فرماتے ہیں۔

”اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے  
اندہ ہوگا اور وہ جو کمالی پیروی اور طاعت اور سچے تقویٰ سے بخیر ہو جائیگا  
وہ سب ظالموں سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا نشان  
ہوگا۔ اور قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ لیکن وہ جو کمالی طور پر  
پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مست ظہر  
ہو۔ یہ حکم اپنی جہت میں کی وجہ سے ہیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب  
کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ایک کی کچھ ضرورت نہیں۔  
..... اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ گویا قادیان میں  
سخت بردہادی انگلی ظالموں نہیں آئے گی میں سے لوگ کثرت کی  
طرح میں اور اپنے غم اور سرگردانی کے دے اندہ ہو جائیں۔ اور گویا تمام  
لوگ اس جماعت کے گو وہ کہتے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت  
ظالموں سے محفوظ رہیں گے۔ مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد  
پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ تھی ہو تو  
خدا کے علم میں جو ان پر ظالموں وارد ہو سکتی ہے۔ مگر انجام کار  
لوگِ حُب کی فکر سے اقرا کر دیں گے کہ نسبتاً و مقابلہ خدا کی حمایت  
اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا  
بہا اپنے میں کی تھی نہیں۔“ (کشتیِ نوح دست)

اسی انقلاب کو پڑھ کر مستِ عشق کی یہ سودا نہ تحریک انکھوں کے آگے چرماتی ہے

کہا کہ کیا جوتی ہے اور یہ لوگ کس رنگ میں پیش کرتے ہیں مسیح الٰہی نے چاروں پر سے  
 پھیر دیا وہ آگئی اہلادیں و بیکم پیرو + پھر کچھ وقت کے دیکھ کر سولے بیٹے  
 مسخر میں بنیادی کہ دونوں بیان کہ وہ پیشہ نگاریاں اس رنگ میں ثابت نہیں ہو سکتی ہیں  
 طرز میں اس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اگر کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ہم اس کے بچے اسکو پہنچ  
 کہتے ہیں۔

دفاع اکبر اور کشتی لوح کے ان حواشیات سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں  
 (۱) قادیان میں طاعون جاذب و بربادی انگلی درپیش تھی۔

(۲) قادیان کی یہ حالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور حضور ﷺ کا کلام نتیجہ ہے۔  
 (۳) اسیابی ہواشت کی حد تک قادیان میں طاعون پڑ سکتا ہے۔

(۴) حضرت مسیح موعود اور حضور ﷺ کی چار دیواری کے اندر رہنے والے سب لوگ اور  
 حضور ﷺ کے کال پیروں و اہل علاقہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔

(۵) جماعت کے لوگ نسبتاً زیادہ محفوظ رہیں گے۔ ان کا تصور یہ وہ غیر و طاعون کا نشاء  
 ہو سکتے ہیں۔ جو عقائد و مذاہب ان پانچوں نتائج سے اتفاق کرتے گا۔ وہ اوقات شہد

ہیں کہ وہ اس وقت حضور و زید و دن کی طوفا پلوسے ہوتے۔ قادیان میں حضرت کی دعا  
 کے باعث کبھی بھی بربادی انگلی یا طاعون جاذب نہیں آئی۔ ان بعض اوقات ہوتی

میں جو اسیابی ہواشت کی حد تک اندر اور شاؤ و ناوہ تھیں۔ اسی معمولی تسلا کو طاعون  
 قادیان کی نسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون زور پر تھا۔

(حقیقتاً وہی ملک) قرار دیا ہے۔ کیونکہ زور کا لفظ نسبتی ہے اور قادیان کے بچے  
 ان چند اموات سے زیادہ زور و حضور و تھا ایسے حضور ﷺ کا کہ زور تحریر فرمایا

ہے۔ بعض مذاہب انہی کم فیسی سے اس کو مورد اعتراض بنالیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حوالہ سے کمال محفوظ ہے حضور ﷺ کے مکان کے باہر لوگ  
 ہر قریباً ایک نصف نفوس بلکہ اس سے بھی زیادہ تھے انی طور پر محفوظ رہے حتیٰ کہ کس مکان

میں ایک بچہ ایک نکلا۔ ذرا۔ آپ کے کال پیرو سب کے سب بچائے

گئے۔ ہاں بعض گزردہ نمونے طاعون کے قوت بھی ہو گئے۔ یہ تمام واقعات پیشگوئی کے  
تھے اور اسی کے موافق ہی اس پیشگوئی کو غلط اور جھوٹ قرار دینا سراسر غلط بیانی ہے۔  
طاعون کے شعلہ دار بیکٹریا اور مائیکٹریا میں پیشگوئی تھی کہ وہ کبھی موجودہ کے قوت بطور  
نشان نمود ہوں گی۔ حضرت شیخ ابو حامد علیہ السلام نے اس کے آنے سے پہلے کئی طور پر  
اس کے سببہ پندے دیئے اور طاعون کے نمودار کی پیشگوئی کی اور پھر اپنی قیامت  
چار دیواری والوں اور کمال مریدوں کی قطعی مخالفت کا اعلان فرمایا۔ قادیان کے دیوار  
پر لے سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی فرمائی۔ واقعات نے ہی تمام باتوں کی تصدیق  
کر دی۔ مگر افسوس کہ لوگ ابھی تک اپنے تعصب میں داخل سے جڑے ہیں۔  
اس پیشگوئی کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت شیخ ابو  
علیہ السلام نے طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے عقائد و مکارنہ کے بچے کو نکال دیا اور  
سب پر غلبہ مونی ٹکائی۔ بیابانی سڑک میں بھی تسلیم کرنا ہے کہ۔

”مذاہب سب تو صوفی طاعون کی دوا کے شعلہ اپنے مخالفین میں رکھنا کرتے

تھے کہ تم کا روبرو لیکن تمہاری دعاؤں قبول نہیں ہوں گی“ (مختار مسند)

کئی ذرا دست یقینی ثابت ہے۔ طاعون طوفاں نرن کی طرح ٹکائی تباہی ڈال دیتی  
ہے مگر ایک گروہ انسان چھہ اس کے خدات کتاب روحانی اور فخری (اسیاد و اشہار) قرار  
دیتے تھے پکارتا ہے کہ انہی اور میرے کان شیعین میں طوفاں میں پکارتے تھے انہی کے حیرتی  
چار دیواری کے اندر واسطہ غلط و معصوم درجی گئے۔ اور پھر میری جنت کے جند و کج  
اور غیر صوفی بھی نسبتاً مخالفت میں ہوں گے۔ یہ کوئی عجیب اور عجیب و غریب اتفاق لیکن زمانے

نے سڑک خٹکنا چکر تیرا وہی طاعون کا نمونہ تھا جس نے کئی کئی سال پہلے ہی سے پکارتی اور کہتا ہے۔ اٹھو  
ہم صوفی لفظ دیکھو علی ایسا کہ دین صوفی کے لفظی صورت و تدبیر کا اشتہار و ادھر جہاد صوفی طاعون  
یاد دیتا کہ اس سے کوئی چھڑا نہیں۔ یہ تو رائے تھے کہ راجہ اور شیخ کے علاوہ ہر مسلمان کے اندر صوفی طاعون تھا  
مقتدر ملک و صوفی پکارتے تھے کہ تو صوفی لفظ دیکھو علی ایسا کہ دین صوفی کے لفظی صورت و تدبیر کا اشتہار و ادھر جہاد صوفی طاعون  
آتم زندہ مرنے کے موتی کہ صوفی طاعون ہے صوفی طاعون ہے صوفی طاعون ہے صوفی طاعون ہے صوفی طاعون ہے صوفی طاعون ہے



بنادیا کہ کچھ کو رخصتی اعدودہ ستاویں یقیناً استعمال تھا اس نے فرمایا تھا ہے  
 وائیںد، جو کشتی کے نو مسلم رکھنا۔ ۵۔ بے قسمت آگہ دور جلد از منگرم  
 آؤں اس سے بھی عجیب تر اس مشافہوں کی مشورہ، مقربوں انسان چلیں ہی بچہ کے  
 طاعون جلد سے بھاؤگا اعلان کرتا ہے وہاں پر بنائیت ہی پر چلائی اور حکومت سے بھرے  
 ہمسے الفاظ میں لکھا ہے۔۔

”میرا بچہ نشان ہے کہ ہر ایک مخالفت خواہ وہ ابرو پر میری ہتک ہے اور  
 خود اس سرسری اور خود دہلی میں اور خود لکھ میں اور خود لاہور میں، خود  
 گورنمنٹ اور خود بناریں، اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام  
 طاعون سے پاک ہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار  
 ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے خود اتھالی کے مقابل پر گستاخی کی۔“  
 (دفاع آئینہ دہشت)

کیا کوئی اس کے مقابل پر کھڑا ہوا؟ کیا کسی کو سب مخالفت ہوئی؟ نہیں اور نہیں  
 نے انصاف کے دھانہ لوگوں اور حق پرستی کے دھوج اور اخلاص کے واسطے خود  
 کہ کیا ہرگز جنوں کے حالات جہاں کو تھے ہی؟ کیا مغربی اسی سیت اور جہاں کے جہت جہت  
 ہی؟ کیا ان کی آئی اسی طرح پوری ہوا کرتی تھی؟ بجائے اتم دی اور دات میں فرق کرنا  
 ہاتھ جو گاڑا اور صادق مشابہ نہیں ہو سکتے۔ طاعون کا نشان ایک کٹھن کٹھن نشان ہے  
 قیامت کے دن پہلی آفتیں تم کو مسم کر دیں گی کہ کو تم سے وہ نشانات دیکھ کر گروہ ان  
 کے زمانہ میں ہر گز توبہ پاک نہ ہوگی، طاعون ہر رنگ میں منور کیج اور جو میں اسلام کا  
 زبردست نشان ہے۔ اسے کاش چاہئے مخالفت بصیرت سے کام لیں۔ خوب فرمایا ہے  
 کہ طاعون کو بھی میرا میری نصرت کیجئے

سادہ پوچھے ہیں نشان جو ہی بھائی کا دعا  
 اس ضمن اعتراض اور خطا بیان کا جواب لینے کے بعد ہم اس فصل کے اہل سوز  
 کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ستر جن نے انجالی غرض چند دھڑوں کا ذکر کیا ہے اور پھر

دعا کیا ہے کہ نمود با خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے استعجاب دعا غلط ہے تفصیلی بحث سے قبل اس کا مسئلہ دعا کے متعلق کچھ نکات ضروری ہیں۔ تاہم قسم کی غلط فہمی دور ہو جائے۔

**دعا کیا چیز ہے؟** | بدو عاجز و کمالات میں اپنی ضروریات اور حاجات کو اور گناہ و گنہگاروں کے لیے دعا کرتا ہے۔ اور بے بہن حق کا اعتراف کرتا ہے۔ ہدایت قدرت آمیز اور جانب کلمات کے ساتھ خداوند کے رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ درد بھرے دل کے ساتھ قصائد و سورتوں کے لیے دعائیں ہر تہا ہے اور ہم اراکین اپنے بندہ کی دعا کو سنتا ہے اور اپنی شان الہیہیت کے نمایاں اس کو قبول کرتا ہے۔ پس دعا کیا ہے؟ ایک بندہ کی غمزدگی اور فراق کا مظاہرہ اور ادا و خداوندی کے ساتھ بیقرار رہنا کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان جبروت و کبریا کی کائنات میں کو قبول یا رد فرماتا ہے۔

**دعا کی منظوری اور مخالفت** | بندہ کا اپنی نہیں کہہ کے کہ میری ہر دعا منظور ہونی چاہیے یا غلطی دعا کیوں منظور نہیں ہوتی؟ ہر حق کے کس میں انسان کی دعا کی منظوری ضروری نہیں خداوند مالک ہے اور جسے تاہم مخلوق اس کی شانِ تہدیریت اور عظمت کے آگے کسی کو دم مارنے کی جگہ نہیں ملے گی اس کے رحم سے تھاں کیا کہ اس کے پیروں کو خاص نشان دیا جائے۔ چنانچہ اس کی قریم سے ہی سنت دی ہے کہ جب دشمن اس کے پیروں کو مراد و اعدا و غزول ثابت کرنے کے لئے بدویہ و مان کا مقابلہ کرے کہے تو اللہ تعالیٰ ہر اپنے پیروں کی نصیب ہے۔ یہاں کی صورت میں وہ اپنے شہادت کی خاطر ہر معمول خود حق ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ آیت **قُلْ تَعَالَوْا نَعْبُدْ آلِهَتَنَا وَتَعْبُدُوا آلِهَتَكُمْ** **وَمَا تَعْبُدُونَ إِلَّا الْفُتُورَ ثُمَّ تَعْبُدُونَ فُتُورَهُمْ فَتَعْبُدُونَ آلِهَتَهُمْ** **فَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ** (کہ ان کو تعالیٰ اسے واضح ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام دشمن کپڑے کے بعد میں جیسے رہے ہو







تا ظہری کہ اسم! ان بیانات کا نتیجہ نہایت واضح ہے۔ قرآن مجید کی روشناس حضرت  
علیؑ شد علیہ السلام کی زبان مبارک کے الفاظ ہیں اور نہایت غیر مبہم الفاظ ہیں۔ ان میں کوئی  
معاذیہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ تجھ انبیاء کی جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم تو قرآن مجید اور حدیث  
نبویؐ کے تحت ہیں۔ بلا مستثنیٰ ہی کا مقام دارگوہ ایندہ کی بہت ہی بلند ہے مگر ہم کیا بہت  
قرآنیم اور مواضع بہت بڑی کو کسی طرح چھپا سکتے ہیں۔ ان کی دلوں سے ہر حال یہ انتظار تھا  
کہ چونکہ ہر دعا کا منظور ہونا ضروری نہیں۔ اور اگر کسی کوئی دعا مسترد ہو جائے تو دعا کو اللہ تعالیٰ کسی  
مصلحت خاص کے تحت مسترد فرمائے گا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت امام غزالیؒ نے ایک کتاب "الاقتصاد فی تصنیف الروایۃ" ہے۔ اس  
کا اُردو ترجمہ "علم الکلام" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ آپ اعلیٰ فرماتے ہیں :-  
"کئی دفعہ یہ بات ہوئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے خدا تعالیٰ  
سے دعائیں مانگیں اور ان کے قبول ہونے کا بھی یقین تھا کہ  
خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ان کو قبول نہ کیا۔" (علم الکلام)  
تفسیر سراج النیر میں لکھا ہے :-

"وَإِنْ رَجَعْتُمْ إِلَىٰ ظُلْمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ لَا تَزِدْهُمْ لِقَدْرِهِمْ  
يَكْفُرُوا وَلَهُمُ الْعَذَابُ عَذَابُ الْكَافِرِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي حَسْبِ  
أَيْدِيهِمْ وَالْكَافِرِينَ وَالْكَافِرِينَ هَكَذَا هُوَ عَلَىٰ عِلْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَلَكِ  
شَأْنُ النَّفْسِ أَنْ لَا يَزِيدَ مِنْ جَعْلِهِمْ بَأْسٌ بَشَرِيٌّ لِكَيْلَ مَا رَزَقُوا مِنْهُ  
تو اگر انبیاء کی دعا کی قبولیت مکرر اسباب ہوتی ہے تو ان میں سے کسی کو بھی دعا  
تعداد میں اس کے بغیر خوف ہوتا ہے اور وہ دعا محض ہوتی ہے جیسا کہ حضرت  
ابا زہیمؓ کی دعا جو ان کے آپ کے حق میں تھی جیسا کہ ہم سے پہلے اس مسئلے پر علم کا  
پیر ہوا ہے تاہم آپؐ کا قول ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اس میں کوئی بھی  
کوڑھ نہیں ہے ان میں سے خود جنگی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دعا کو منظور فرمایا :-  
لو انہم کلام کے خوف سے یہی دعا کہتے۔

## ہر دُعا ضرور قبول ہوتی ہے قبولیت کی صورتیں

شاہد یہ عنوان آپ کو عجیب معلوم ہو گا۔ اور  
ایسا ہی آپ اگر سشتہ بیان میں عدم قبولیت دعا  
کے ساتھ دعا پر صحت کی قید پڑھ کر بھی متوجہ

ہوں گے۔ لیکن درحقیقت یہ تہیب کی بات نہیں۔ اہمیت یہ ہے کہ کوئی بھی دعا جو بعدِ اول  
اور جذبہٴ پیشانی پر روزِ انیس پڑھ لیتی خواہ اس کا کہنے والا ہی چاہے وہ کسی طرح سے ممکن ہے  
کہ اہم الارواحیں خداوندہ کی گزیر و ذاری اور گاہ و بگاہ کو محض رائے کا رہائشہ لیکن باقی ہر دُعا  
دوست سے کہ ہو یا اپنی دعا پر ہی صورت پر پوری ہوتی ضروری نہیں۔ ان دونوں بیانات میں  
تفسیق سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد جہلی صورتوں سے پیش کیے حضورؐ  
فرماتے ہیں :-

”مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللَّهَ بِدُعَاةٍ إِلَّا أُعْطِيَ حَتَّى كَلَّا وَاسْتَأْذِنَ لِيُجَبَّلَ  
لَكَ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّمَا أَنْتَ يُدْعَى لَكَ فِي الْأُخْرَى وَلَا تَأْتِيَنَّ يَدُكَ خَلْعًا  
وَلَا تَلْبَسُ بِمِثْلِهَا“ (ترمذی اور ابی داؤد، جلد ۱ ص ۱۸۱)

ترجمہ: کوئی بندہ اللہ سے کوئی دعا نہیں کرتا مگر وہ اس کے لئے منظور کی جاتی ہے  
پھر یہ توبہ مطلوبہ اس کو جلد دیا جائے دیا جاتا ہے یا وہ اس دعا کو پسند نہ کرے  
کے لئے آخرت میں بطور اجر و ثواب کی جاتی ہے یا پھر اس کے گناہ جلد سے مٹا دیے  
کر دیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی اور ابی داؤد، جلد ۱ ص ۱۸۱)

گویا دعا تو ہر ایک منظور ہوتی ہے مگر اس منظور کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کچھ وہ جہ  
بیعہ دینی جاتی ہے اور کچھ اس دعا کو منظور کی کافریت یہ مطلب ہوتا ہے کہ آخرت میں اجر  
کا یا بندہ کے گناہ مٹانے کے لئے جاتے ہیں۔ بہر حال اس صورت حال کو مقرر رکھ کر  
کہنا کہ کوئی بھی دعا قبول نہیں ہوتی بالکل درست ہے۔ اور ظہری صورت کو زیرِ نظر رکھ کر  
یہ کہنا کہ عبادہ کو ہم کی بعض دُعا کی بھی طرف قبولیت حاصل نہیں کہ کئی بھی ممکن ہے  
دو لایا الاعتبار بطلان الحکمة۔

اس حدیث کے تحت ہم اس امر کے آئینہ کو برابری دعا مقبول ہوتی ہے لیکن یہ

ہاں کو پیدا ہونے کا سبب کے کچھ نہ ہو، آگ سے کچھ نہ ہو، سونے سے کچھ نہ ہو، تاہم اس کا وجود آسمانی  
 پیدا ہو چکا ہے اس کو ایسا کہنے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اس کے کچھ نہ کچھ نہ ہونے  
 دیتی ہے۔ اس طرح اس آسمانی بعض دعاؤں کو جو عام دعاؤں سے ہوتی ہیں اپنی عظمت  
 کے تحت دوسرے رنگ میں لپیٹ کر دیتا ہے اور اسی صورت میں پورا نہیں کرتا۔  
 ہماری اسی تحریر میں جہاں جہاں یہ ذکر ہے کہ انبیاء کی بعض دعائیں بھی پوری ہوتی خود کی  
 نہیں یا پوری نہیں ہوتیں وہ اس میں ان کا اظہار ہی صورت اور مطلوب رنگ میں نہ ہونا  
 ہی مراد ہے۔ ورنہ بخلاف حقیقت خدا کے پیاروں کی ہر دعا مقبول ہوتی ہے۔ تہہ  
 تہہ فائدہ بہت عظیم۔

حضرت مسیح موعود اور قبولیت عا | اس بگڑا سب سے کہ تحصیل بحث  
 سے قبل ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی  
 چند تحریر استدلال کریں تا ظاہر ہو کہ اس باب میں ضرورت کیا غائب اور کیا موجود تھی۔  
 حضور پوری فرماتے ہیں۔

واللہ! میں نے خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بڑا بھاری فضل ہوتا ہے جو  
 اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کی درخواستیں گوار کیے جاتی ہیں  
 کے متعلق ہوں اکثر یہ بڑا بڑا عبادت الٰہیہ میں اور دراصل دعائیں کی حقیقت  
 یہی ہے جو ایسا قرب اور دعا بہت حاصل ہو جائے جو بہت اوروں  
 کے بہت دعا کی قبول ہوں کہ کوئی خدا کا دست ہوتا ہے اور  
 خاص دعائیں کی بھی نشانی ہے کہ اکثر دعائیں اس کی قبول کیا گیا  
 (آخر استدلال ہے السلام علیہ)

اب تا یہ دیکھ چکے ہیں کہ قبولیت کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں۔ بلکہ بڑا جزو ان  
 کا استقامت دعا ہے جب ان کے دلوں میں کئی مصیبت کے وقت  
 نصرت سے میرا دی ہوتی ہے اور اس مشورہ میرا دی کی حالت میں وہ  
 اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی نسبت ہے اور اس وقت اسی  
 کا نام لیا خدا کا پاؤں ہوتا ہے۔ خدا ایک نئی نئی طرح ہے۔ کمال  
 مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ خدا کے نشان میں ظاہر







عقہ چین کی نظر میں وہ کثرت بھی قلت کی صورت میں نظر آوے۔  
 سو درحقیقت کثرت استجابت دعا ایک نسبتی امر ہے جس کی  
 صحیح اور یقینی اور کفایتی تشخیص ہو منکر کے لئے کو بند کرنا ہی ہو  
 مقابلہ سے ہی ظاہر ہوتی ہے: (آسمانی فیصلہ ص ۱۷۷) (مجموع)

(متر) یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت یہاں سے کہنے دعا کا قبول  
 ہونا ہی ایک بڑا نشان ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان  
 نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الہی میں  
 قہر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جائے تاہر جیگہ لاری امر میں  
 کبھی بھی خدا سے عروج و منزل اپنی مرضی میں اختیار کرتا ہے لیکن اس  
 میں کچھ شک نہیں کہ مقبولیت حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشان ہے  
 کہ پابست دومروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں  
 اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا:  
 (حقیقۃ الہی ص ۱۷۷)

(متر) مسئلہ الہیہ ہی طرح پر واقع ہے کہ خداؤں کی نسبت ہے اور یہاں ہوتا  
 ہے کہ خداؤں کی دعاؤں کو نہیں کرتا اور کبھی ان کی عبودیت ثابت  
 کرنے کے لئے دعا شنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے  
 شریک نہ ٹھہر جائیں: (حقیقۃ الہی ص ۱۷۷)

(متر) خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے انہیں اپنے کالی بندہ کو کھانا  
 ہے۔ اول ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے ان کا دل  
 جاتی ہے۔ دوم اس کو خدا تعالیٰ بہت سے امر و خیر پر اطلاع دیتا ہے  
 سوم اس پر قرآن مجید کے بہت سے علوم علیہ بذریعہ اہام کھولے  
 مہاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا کذب ہو کر پھر یہ دعویٰ  
 کرتا ہے کہ یہ ہنر خود میں پایا جاتا ہے نہیں اس کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا  
 ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے۔۔۔۔۔ مگر  
 یاد رکھنا چاہئے کہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ جن کے دلوں پر خدا

کی لعنت ہے۔ خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائیگا نہ بالحقابی  
 دعا کی استجابیت جو اسلام قبل از وقت کے ساتھ ہوا اور نہ اصولی  
 غیبیہ پر اطلاع دینگا۔ (خیر انجاء، قلم ملاحظہ)

مذہب کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں سے قبولیت دعا کی  
 حقیقت اس بارہ میں آیات قرآنی کی رہنمائی حضور کا مذہب اور پھر حضور استجابیت  
 دعا کا دعویٰ واضح طور پر ثابت ہیں۔ حضرت کے نزدیک آیات قرآنی اور دعا کا استجابیت  
 صحیح کی بدوشی میں ہر دعا کا منکور ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض دعائیں ذاتِ باری کا  
 امتیاز اور اولیٰ دینی کی عبودیت ثابت کرنے کی طرف سے بھی مسرور ہو جاتی ہیں۔ ان  
 نسبتاً ان کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ اور اگر انہوں سے مقابلہ ہو تو پھر  
 اوصافِ نبوی کی دعائیں جاتی ہے اور دعا انہیں کی دعا ان کے نزدیک جاری رہتی ہے۔  
 (رَبَّنَا ذُنُوبَنَا غُفِرَ لَنَا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ) ان کے استجابیت دعا کے صحیح ہونا کامل  
 طور مقابلہ کے وقت ہی ہوتا ہے اور حضرت اقدس نے اسی صورت میں زبردست  
 فتویٰ کی ہے اور دعا انہیں نے اس مقابلہ سے شکلی گریز کے حضرت کی صداقت پر ایک  
 اور پھر تصدیق ثابت کر دی ہے۔ (بِقَوْلِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)

ہمارے لئے لڑکرہا بیانات میں مسرورینِ ثیالوی کی فصلِ بشر کا اصولی جو اب وجود  
 ہے۔ وہ جو احرام حضرت اقدس کے ابطال کی خاطر کرتا ہے وہ حضور پر نہیں بلکہ خود  
 سب انبیاء و علیہ ہوتا ہے اور یہی احرام کی بطلان کا زبردست ثبوت ہے۔ یہی وہ  
 منہاجِ نبوت ہے جس کی توجہ سے حضور کی صداقت پر کئے گئے دعائیں کو پہنچایا جاتا  
 رہا اور اب بھی دیا جاتا ہے مگر وہ اس طرف متوجہ نہیں کرتے حضور نے خوب فرمایا ہے  
 (خیر کے طور پر ثابت ہوئی ان پر قلم) ان کے جو کچھ میں ان میں میں بھی نہیں ملتا

**قبولیت دعا اور مسرورینِ ثیالوی** میں لکھا ہے۔

”قرآن مزین میں میں لکھا گیا ہے کہ اُجِيبْ دَعَاَ الْوَّابِعِ  
 اِنَّكَ تَعَالٰی لٰكِنْ يَزِيدُ لَكَ كُوْنُ دَعَائِيْ يٰ جَبْرِيْلُ  
 ..... دعاؤں کی دعا انہی سے غالباً آپ سے نہیں ہوں گے کیونکہ آپ

قاضی ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ سواہری اعداد و اعداد کا قبول کرنا یا انکار کا مطلب حقیقی اور ظاہری علم بڑی کی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب مصلحت پر مبنی ہیں کچھ کھانے کو بھی چاہتا ہے تو کھاؤ۔ بیمار کسی خاص شے کا نام لیتا ہے مگر وہ ڈاکٹر کی دلتے میں اس کے لئے مختصر ہے تو اس سے منع کر کے وہ دوسری غذا تجویز کرتے ہیں۔ (مختصر آٹائی ملاحظہ)۔

جب حقیقت یہ ہے تو پھر اس فصل کے اعتراضات کی ضرورت کیا تھی! اس کا آسان مطلب یہ ہے کہ آپ بعض حقوق خدا کو گروہ کر چاہتے ہیں۔

اب ہم مسز علی شیاوی کے پیش کردہ اعتراضات پر لبرور بحث کرتے ہیں۔

(۱) حضرت مولیٰ عبد الکرم صاحب الکوئی کے لئے دُعا | حضرت عترو

”مولوی عبد الکرم صاحب الکوئی مرزا کی مشن کے دست راست تھے۔ جو برص کانٹا بھی پھوٹا دیا۔ جو سنے، ان کے علاج کے لئے دیکھا گیا تھا۔ سخت کوشش کی گئی اور علاج کے علاوہ دعائیں تو اتنی کی گئیں کہ قابا مرزا صاحب نے کسی دوسرے امر کے لئے نہیں کی ہو گی؟ (عترو ملاحظہ)

پھر لکھا ہے۔

”مگر انہوں نے مرزا صاحب کی پیشہ زندگی سے دعائیں دے دی ہیں اور  
دراکتور برٹنڈ کو مولوی صاحب (جی دنیا سے کہنے کو گئے) (عترو ملاحظہ)

الجواب:۔ جیہ کہ ہم آپ کے کہنے میں پروہا کا بصورتِ حضور حضور ہونا ضروری نہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی صاحب مرحوم کے لئے بہت دعائیں بھی لکھیں مولوی صاحب کی وفات سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی موت کے قضاء و برہم ہونے کی اطلاع دی تھی اور حضور نے دعا کرنا بند کر دیا تھا۔ حضور حضرت مولوی جی کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں۔

”ان کے لئے میں نے بہت دُعا کی تھی۔ مگر ایک بھی الہام میں کے لئے  
تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ میں میں ایسا گیا  
”ام پر میں کی گھر۔ انا لہ وانا الیہ راجعون۔ انا العیاذ باللہ“

سجاسا۔ یعنی موتوں کے تیر خلا ہیں جلتے۔ بسبب اس پر بھی دعا کی گئی  
 تہ الامام ہو یا ایہا الناس عیدوا وادعوا لکرم اللہ فی خلقکم  
 نو ثلوث الحیوة الدنیا۔ یعنی اسے لوگو! تم اس خدا کی پرستش کرو  
 جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اُنہی کو جسے کاسی کا کار ساز بھوا اور نکاح  
 واقعی رکھو کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اسی میں یہ اشیاء ظاہری  
 کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے ہدایت و جہ کا صحت ہوگا  
 ایک شرک ہے۔ اور اسی کی زندگی پر نہایت درجہ زور دینا اور ایک قسم کی  
 پرستش ہے۔ اس کے بعد غی غاموش ہو گیا اور کچھ لیا کہ اسی کی صحت  
 فکھی ہے۔ (حقیقۃ الاموی مشکک)

کیا کوئی عقیدہ اس بات کو حقیقتاً دعا کا رد کرنا کہہ سکتا ہے اور پھر اس سے حضرت  
 اقدسؑ کے کاذب ہونے کا استدلال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرتؑ نے دعا کی اور  
 بہت دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ یہ قضا و بہر صورت اُٹل ہے۔ دعا کے جواب میں الامام  
 ہو گیا جس نے اپنی صداقت پر وہ قضا سے قہر کر دی۔ یہی اسی صحت میں اس دعا کو  
 حضرت کے خلاف پیش کرنا ہوتا ہے۔ اگر خود کیا جائے تو یہ حضورؑ کی صداقت کی برکت  
 ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایماناً بتا دیا کہ یہ قضا و بہر م ہے اور حضورؑ نے اسی وقت دعا  
 کر لی چھوڑ دی۔

الجواب منک۔ صحیح تو ذی کی حدیث آپؐ و دعا ہو چکا ہے۔ دعا کی قبولیت کی  
 عقیدہ صحیح ہی ہوا کرتی ہے۔ حضرتؑ کی روح علیہ السلام نے حضرتؑ سے دعا کی اور ان کی صحت  
 کے لئے جو کثرت دعائیں کیں اگر م ان پر حضورؑ کو ایسا جواب مل گیا اور دعا کا جواب نے  
 پہلے دعا کو بند بھی کر دیا لیکن تاہم حضورؑ کی وہ مشہور دعا بھی اس گناہ میں تھی۔  
 حضورؑ تقریر فرماتے ہیں۔

”وہ دعوہ جو اُنکی (حضرتؑ) روح علیہ السلام کے لئے دعا کرتے ہیں میرے  
 دل پر وارد ہوتا تھا خدا نے اسی کو فراموش نہ کیا اور عباد کہ اس ناکامی ایک  
 اور کامیابی کے ساتھ خدا رک کہے اچھے اسی نشان کے لئے بیٹھ جاتے  
 کہ منتخب کو لیں۔ اگرچہ خدا نے جو الکرم کی تم سے لیا تو خدا کی کدو بارہ

ہیں دیے۔ وہی مریں ان کے، انگلی ہو گئی، آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے  
 شکیاب ہو گئے، قاضی عبد اللہ بن داؤد۔ میرا خدا ہمارے تجربہ سے کہ  
 خدا ایسا رحیم و کریم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو  
 منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا  
 ہے جو اس کے مسئلہ مرقی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: مَا تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ  
 اَوْ تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ اَوْ تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ اَوْ تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ اَوْ تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ  
 تَسْتَعِیْزُ مِنْهُ (مختصر آئیں مسئلہ)

ابوہی صورت حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کو مودود، قرادین، شرافت اور شرفیت  
 کو بڑھاتا ہے۔ اسے لوگوں اور خدا کی سزا سے ڈھکاؤ اور صاف دلی کو کاذبیت ٹھہراؤ  
 پھر اس مسئلہ میں معترضین کیا ہوں گے۔

”مولا صاحب کے علم سے اس کے دونوں ملک تاجی ان کو بڑھاتا۔ یہ ملک  
 کو اسی شمار میں دو تین اور قبولیت دعا اور صحت کی باتیں بھی ہو گئی۔ تھی  
 ابہام یا بری بخش بھی تھے کیا یہ مزید خود پر ابی صیاد کے ابہاموں کی مثال  
 نہیں میں جی کہ نبوت کچھ بچ کی آفرین ہو اکتی تھی۔“ (مختصر مسئلہ)

ہم حضرت مولوی صاحب مرحوم کی صحت کے متعلق اور دعا ابہام پر منتقل ہو گئے ہیں  
 اور انہی کی پہلی سے چلے گی۔ معترضین لکھتے ہیں کہ ”کئی ابہام یا بری بخش تھے اگرچہ صحت  
 یہ ہے کہ ابہامات میں سے ایک ابہام بھی مولوی صاحب کی صحت کی بشارت نہ دیتا تھا۔ حضرت  
 شیخ مولود کو اس بارہ میں خدا ابہامات جو کے سب حضرت مولوی صاحب کی وفات کی خبر  
 دے رہے تھے۔ حضرت شیخ مولود علیہ السلام ایک بزرگ حق پر فرماتے ہیں کہ۔“

”خاور ہے کہ میرے اختلافی کوشش کو مولوی شہداء صاحب کی عادت ہے  
 کہ ابہامی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچھ پہلے پیش کیا کرتے ہیں۔  
 پتا چلے اس بزرگ میں انہوں نے ہی عادت دیکھ لی۔ اور معترضین ان کے خود  
 پر ہے پرچہ اہمیت۔“ فرمودہ مسئلہ ابی میرزا صحت پر لکھ دیا ہے کہ  
 مولوی عبد الرحیم کے مستجاب ہونے کی نسبت جو ان کو ابہام ہوا تھا کہ وہ  
 فرود مستجاب ہو جائے گا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس امر کا ہم کیا جواب

وہی نیکو اس کے کہ نسبت اللہ علی الکلام ہیں۔ مولوی شاد عفو صا مہدی  
 بتا رہی کہ اگر مولوی محمد ظہیر صاحب مرحوم کے مصائب جوئے کا نسبت ایام  
 مذکورہ اور بڑا تھا تو پھر یہ اہلالت کے متعدد مجددی جوئے جو اخبار قدس اور انکم  
 میں شائع ہو چکے ہیں کسی کی نسبت تھے۔ جیسے کہیں میں پیش کیا۔ مولوی کی  
 عمر اٹھ اٹھارہ سال تھی۔ صاحبزادے۔ اس نے پچاس ہجری د تھا۔ حق اللہ  
 لا تطیع سما۔ صاحبزادے مرقوں کے تیر لکھیں تھیں۔ واضح ہو کہ یہ سب  
 ایام مولوی محمد ظہیر صاحب کی نسبت تھے۔ ان ایک خواب میں انکو دیکھا  
 تھا کہ صاحب ہیں۔ بڑا خوش و شیریں رہتے ہیں۔ اور تیسری کتاب میں کہ  
 دیکھو تو ظہیر کی تیسری کتاب موت سے مراد صحت اللہ کی صحت سے مراد  
 موت ہو گیا ہے۔ اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کو موت دیکھ جاتی ہے  
 اور اس کی تعبیر زیادہ تر مرگے ہے۔ یہ ہے حال ان مولویوں کا جو ان  
 دیانت و ارکھانے ہیں؟ (توضیح از مہدی)

اب اس پر مزید بحث کہ ضرورت نہیں۔ جن بیانات کے معنی کا یہ الزام بھی پہلی  
 ہو گیا کہ ضرورتاً حضرت اقدس کے اہلالت میں بچے اور بھروسہ ہر دو کی آئینہ شہادت  
 تھی۔ کیونکہ اس وقت شائع تھی اہلالت واضح طور پر حضرت مولوی صاحب کی وفات پر  
 دیانت کر رہے ہیں اور اس کے وفات ایک ایام میں ہیں۔ ابن سید کا مکتوب صحیح  
 سے کچھ نسبت نہیں۔ چاہے نسبت غلط یا یا عالم پاک۔

پھر نہ معرض من بارہا ایسی حیا و کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن اس جگہ یہ بتا دینا صاحب  
 جو لگا کر ابن حیا و کا اصرار آئینہ شہادت میں اس کی بیانات کا گاہ ہے۔ درحقیقت وہ من

عہ خواب شیریں رہتے ہیں۔ اس کی تعبیر وفات ہے کہ جانتے ہیں۔ حضرت اقدس نے وہ اس حضرت  
 مالک کا کو دیکھا۔ میرا لکھ لکھا یہ تیر لکھ لکھا۔ حضرت ذوالفقار علی بکری من عند اللہ یضیم  
 اگر وہ کی طرف سے ہو گیا تو یہ وہی حیا و ہے۔ اس کی حیا و صحیح ہو جائے اس خوب ہے۔ استنباط و ثابت کیا  
 تھا جس پر معرض من کہ ہے۔ مالک کا بیانات اور وفات نے اس کی صحیح تعبیر دے دی اور حضرت اقدس  
 کی تفسیر فرمادی۔ حال ہی بعد و افلاک موضع شفاء؟ (مستند)



ایک کامی تھا۔ دعویٰ نبوت کیا اور کیا ثابت کیا۔ خط شیشاں معترقان اٹھ تھریں !  
اس کے مستقب پر اس شریع معائنہ فرمائی گئی ہے ۔

”الشیایستخرج الخارق عن العنصر اذا اوجب التخلیط ولا  
تخلیط هنا لا یقتضی باقہ کاہن یا تیہ عن الجنۃ فہو صادق  
و کا ذب ؟“ (مکمل)

کہ خارق کا تصور، دعویٰ نبوت کا وہ کمر تکیہ تھی ہے جو کہ اس شریع  
پر ماننے کا موقع ہو۔ لیکن اس جگہ وہیں عباد کے واسطے کوئی اشتباہ نہیں  
پڑ سکتا۔ کیونکہ اس نے خود اعتراف کر لیا ہے کہ نبی کا یہی رویہ اور یہی ہے  
جن آقا کے ہوتے ہیں جو تھے بھی جو تھے اور جسٹا بھی ؟

(۲) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد مرحوم کے لئے دعا  
مستخرج بنیاد

”مرزا صاحب کا ادا کا مبارک اور نعت ہمارا ہزاروں کی نسبت اہم  
ہو قبول ہو گئے۔ دعویٰ کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اس نے  
نے یہی موصوف کو شفا دی دیکھ کر یہ خبر پہنچا کہ اہم ہمارا کس نے  
عندہ البشری ملے گا ہر دم اس جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ صاحبزادہ مبارک  
سبب ولیدہ الہی و موسیٰ علیہ السلام اور تندرست ہو گیا اور تندرست  
لیکن دیکھ کر یہ خبر پہنچا کہ صاحبزادہ کو یہی مبارک دعا ہو گئی کہ اس نے  
کو انتقال ہو گیا اور قبولیت دعا کا اہم صریح غلط ثابت ہوا کیا بدعت  
دعائی تھا یا اللہ کے شیعہ ہی ؟“ (مستخرج)

تاہم یہ کام اہم کے مستخرج کے اعتراض کو جو یہ نقل کر دیا ہے اس نے حاصل  
ہو نہیں کیا۔ اس دعا کا یہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ نہیں ہیں اس سے وہ دعا بھی نقل  
کر دیا جائے۔ ذہنی میں صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کے کتب خانہ کے افسار اور  
مبارک ہو گئے احمد علیہ السلام نے تحریر فرمائی کہ ان سے دعا کی جاتی ہے۔ حضور  
لہا تے ہیں

یہ نیز بخیر و برکت لکھی جاتی ہے ۔



جلوس ہو جائے گا اور چوٹی عمر میں ہی خدا کی طرف واپس جائے گا بھی پورا بہتان زور تھا۔ چنانچہ بخار ڈھٹے اور تندہیت ہو جائے سکے قریباً دو ہفتہ بعد وہ جزائے موت پر درجن کا گناہگار محکوم ہوا اور ۱۶ ستمبر کو اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ گویا قبولیت و کلام بھی پورا ہو گیا اور اعلیٰ اسقط میں اللہ وہ صبیحہ "بھی صادق ثابت ہو گیا۔ بھٹا آخری ایک لکھنے کا یہ صورتِ سعادت شہادتِ الٰہی دیکھنے والے کے لیے آسمانی کلام کی پادشہی کا زبردست ثبوت ہیں! اکیس ہفتے آخر حق کر کے کا تھا خدا خود کے اور العزم و غیر ستیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان علیہ السلام کی درستی پوری ہو گئی دیکھنے کا؟ اسے سہائی کے خدا اللہ! تم کہتے تھیں کہ وہ لکھو گے اور اس پر جسے کشتنا سخت کر گئے؟

(۳) تین سو تیرہ صحابہ کرام پر حج مولود کیلئے دُعا

"خیر انہم! تم مٹائی گئے یہی کہہ رہی ہو یہی کی تصویر کرے گا اور خداوند سے اس کے دوست ہیں کہ لایا میں کا خدا اہل جہنم کے شمار کے برابر ہو گا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے۔ اور ان کے نام بقیہ سکن و طہارت بھی ہوئی کتاب میں درج ہو گئے۔ اب ظاہر ہے کہ ان شخصوں کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ ہدیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس بھیجائی کتاب ہو گئی یہی اس کے وہ نسخے کے نام ہیں لیکن نبی پہلے ہی سے ہی آئینہ کائنات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہیں اور اب وہ بارہا تمام جنت کے پہلے تین سو تیرہ نام ہیں۔ درج کرتا ہوں تاکہ ہر ایک شخص جگہ گئے کہ یہ بیگانہ کسی میرے ہی نام میں چھ دی ہوئی ہے اور یہ جب خداوندی ہے کہ یہ بیان کر دینا پہلے سے فرمودی ہے کہ یہ تمام صحابہ کرام صاحبِ طہارت ہیں دیکھتے ہیں اور حسبِ ترتیب بھی کہ خدا تعالیٰ بہتر جائے گا کہ میں میں سے جنت اور جنت کے اہل خدا اور سرگرمی میں میری سبقت سے گئے یہی خدا تعالیٰ سب کو اپنی دعا کی راہوں میں ثابت قدم کرے؟ آخری دعا کے لئے دیکھنا یہ ہے کہ قبول ہوئی یا نہیں۔ یہی دلیل کے لئے یہ دعا تھا اور یہی کہتے





کے حق میں پوری نہیں ہوئی اور گز نہیں! بھلا جب قرآن مجید اس کو پکڑا قرار دیتا ہے تو کون مسلمان اس کا منکر ہو سکتا ہے؟

ان واقعات اور ایسے دیگر حالات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے لئے یہ تو ضرور ہے کہ جب اس کے ظہور کا وقت ہے تو ان کے تحقق ہے ان کے بعد جب موجود سے ملتا ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ سالہائے لوگ پھر ہمیشہ اس حالت اخلاص و عقیدت پر قائم رہیں۔ اہل حقانی اپنے پیشگوئیوں کی جب کافروں اور منافقوں کے ساتھ ساتھ جہاد و جنگ سے تصدیق کر دیتا ہے تو کیا ہم ہے کہ کل بننے والے منافق آج اپنی حالت ایمانی میں پیشگوئی کی سچائی کا ذریعہ بنیں سکے۔ ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے۔ اور حضرت اقدس کا تین کونکرہ والی پیشگوئی کو اپنے اصحاب پر چسپاں کرنا ہمیشہ دلی ہزار قدوسوں والی پیشگوئی کی طرف ہے۔ بعد میں اگر ان میں سے کوئی مرتد ہو جاتا ہے تو اس کا وہاں اس پر ہو گا۔ ان معنوں کی مصدق وہ صورت بھی ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا يَزِيدُ اللَّهُ خُلَافَةَ الْوَلَدِ إِلَّا تَجْلِيلَ النَّبِيِّ وَرَجُلًا مِّنْ قَبْلِ** اس دین کی تائید ایک فاجر کے ذریعہ بھی کر دیتا ہے۔

پس اگر ان میں سوتیرہ اصحاب میں سے بعد میں کوئی شخص مغرور ہو جاتا ہے تو اس سے نفسی پیشگوئی پر کوئی حرج نہ آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی حالت کو بعد پر فقرہ ”یہ تمام اصحاب غصبت صدق و صفا دیکھتے ہیں“ چسپاں کیا ہے اور اس کا ہر حال کے لحاظ سے حضورؑ نے اس پیشگوئی کا ان کا صدیقی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ”جس کو اہل ہتھرتا جاتا ہے“ کا فقرہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ گویا یہ پیشگوئی اس وقت کے لحاظ سے اور ان لوگوں کی ظاہری حالت کے لحاظ سے تھی۔ اور اس صورت میں اس کے پورا ہونے میں کچھ کو حرج نہیں۔ ہاں ان میں سے بعض کا بعد میں مرتد ہو جانا یہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ یہ بھی آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپؑ نے اپنی کتاب الاحیاء میں اپنے اصحاب میں سے جن شخصوں کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا۔

”وہیں وہ اپنے جسد کے ساتھ ہیں۔ جو میری اس کتاب میں دنیا میں باسٹھ سو اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو رتہ

کشتے خاص طور سے جیتے رکھو۔ اور جب تک کسی کو زندہ چھو کہو  
اس سلسلے سے کسی خالقِ قادرِ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک انکو پہنا  
ایک عضو کجگو۔ (از انوار الہام ص ۱۱۷ طبع سوم)

پھر جعفر بن باقر کا واقعہ خود قرآن مجید میں مذکور ہے وہ قرب میں کھینکا تو کشتہ  
کا مسداق ہو چکا تھا مگر پھر احوال جسکے باعث حاجۃ و دعا بن گیا۔ میر عباس علی  
لوحیادوی کے ذکر میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں۔

”اس کے حالات سے یہ ظہر ہوا کہ اگر کسی شخص کی نسبت خوشنودی  
کا بھی اہتمام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت  
تک ہوتی ہے۔ یعنی جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام میں  
جیسا کہ علیٰ تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں پر جانکا غضب ظاہر فرماتا  
ہے اور جب اس میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو مسادا، غضب و سختی  
کے ساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت و غضب کے ساتھ بدل  
جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص پیشینوی کے  
احوال بجا لاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور پیشیت میں ایک ہاشت کا  
فرق نہ جاتا ہے اور وہ اصل تعاد و تقدیر میں وہ پہنچتا ہوتا ہے تو انکار  
کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں  
ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص پیشینوی سے ہوتا ہے اور پیشینوی کے عمل  
کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جہنم میں صرف ایک ہاشت کا فرق  
نہ جاتا ہے کہ انکار اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ ایک مسلسل  
بجا لانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اس کی موت ہوتی ہے اور پیشیت  
میں داخل کیا جاتا ہے۔“ (حقیقۃ الہی ص ۱۱۷)

الرحمن ص ۳۱۳ کی پیشینگوئی کو کون سا کس نے کے بعد مجد الحکیم و غیور کا مرتبہ ہو جانا اور  
اس کی حالت کا بدل جانا حقیقاً و شرعاً ممکن نہ تھا بلکہ حضرت اقدسؑ کی بعض پیشینگوئیوں کے  
پیشینہ نظر ایسا ہونا ضروری تھا سو ہو گیا یہاں تک تو میر نے پیشینگوئی کے مستحقِ رحمت کی ہے  
اب اصل سوال کہ حضرت مردِ عالم ص ۱ کی دعا ”اقد تعالیٰ اسب کو اپنی رحمت کی راہوں





ابن سب و اقصائے کائنات پر نظر رکھتے ہوئے اسی واقعیت کو سمجھنے کے لئے یوں بیان فرمائی کہ نبی کریمؐ کا ایکہ ہادیش کی طرح ہے۔ وہ ہرگز زمین میں مستند اور نہ جو قوم و ملت پر رہے گی۔ وہ اگر اس میں فساد و فتنہ کی قوتیں ہوں تو اس ہادیش سے روئیدگی آگے آئے گی اور ہر حقہ زمین اپنی فتنی استعدادوں کو ظاہر کرے گا۔

باران کو درمطافیت طبعش خلاف نیست

وہ باغ کا لہر و تیر و درخشندہ و غم خشن

سنیہ حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام نے اپنے ان صحابہ کے لئے "تابت قلوباً" کی دُعا فرمائی۔ دعا اپنی ذات میں قبول ہو گئی مگر اس سے وہی لوگ مستعد نہ ہوئے اور قبولیت کا سورج کا طلوع نہ ہو سکا اور چمک نہ ہو سکی۔ اور اس سے کسی کو اطلاع نہیں ہو سکتی۔ لیکن انقباض کی اس تالی و خود فتنی سے وہی لوگ مستعد ہو سکتے ہیں جو ختم کیا رکھتے ہیں۔ اور پھر میں یہ سمجھ رہی ہوں کہ کوئی بد قسمتی اور یہی فتنی سے انہیں کھینچنے کو پھر بھی وہ لوہے کے مردم ہو جائے گا۔ یہ ساری حقائق حضرت کی اس دعا کا ہے۔ اسی کے فتنی تاثر میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ وہی مستعد ہونے والے ہوتے ہیں کہ انسانی انہیں اور بصیرت والی فطرت نصیب ہوئی۔ ان میں سے جو بد میں اپنے دل کے کدو کو بند کر بیٹھے وہ بھی وہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے گمراہی اور فتنی فتنہ سے لڑنا نہیں سیکھا۔ اس کا سدھار ہی گئے مگر مسیح موعود علیہ السلام نے قوت کائنات کا فتنی انقباض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اسٹیج (حق علیہ السلام)

جس قدر وہ حق پرست اور کمالی قوی اور سوز و گداز اور اپنی روح کا شقت میں ڈالنے سے ان لوگوں کی روایت کے لئے سواکار ہے تیری دعاؤں کے اثر تاثر ہونے میں کچھ کمی نہیں ہے لیکن شرط قبولیت دعا یہ ہے کہ جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے سخت متعصب اور لا پرواہ اور گندی فطرت کا انسان نہ ہو ورنہ دعا قبول نہیں ہوگی۔" (ضمیمہ برآین احمدیہ حقہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

الغرض اس خبر میں میں مسخر میں پلایا ہوئے مسخر میں کیا تھا وہ ہر طرح سے باطل ہے۔ قرآنی مجید کی آیات، تفسیر، احادیث اور علامتیں نبویؐ اس کے خلاف ہیں۔ اور عقلی انسان بھی

اس کو دھتکہ دیا جی ہے کہ چونکہ ایک مرتبہ نئی سنہ دھا کر دی ہے اب خود کہہ کر سہہ ہوا تم پر  
 ایک جو۔ نہیں نہیں بلکہ تم کو خود بھی تقویٰ اور نیکی کا ثناء دہنا ضروری ہے۔ وہاں لکھاتے  
 کہ انکار نہیں لیکن وہ کہہ رہے ہیں یہاں ہے نہ جیندوئے صحت وائے پک جو سہہ میں  
 کوئی مستطیع نہیں۔ الا ان المدفع الاشکال بعد الذیہ۔

(۴) سید امیر شاہ کے لڑکے کے لیے دُعا | سوزن پڑاوی لکھتا ہے۔

”سید امیر شاہ، رسالہ ہجرت کے بعد دوبارہ پیشگی نے کہا ان کو شیا جی  
 کہ وہاں کہیں کی میعاد ہمارا گت سہہ لڑکا ختم ہوئی مگر نیت دہا جی شہ  
 دنا مقبول ہوئی۔ مرنے صاحب کا خط ہمارا گت سہہ لڑکا ختم ہوئی“  
 (دھتکہ مستطیع)

الجواب: حضرت شیخ مودعیہ السلام کے خط کا حوالہ سوزن پڑاوی نے خط کے بعد  
 دیا تھا کہ ہے۔ یہ ایک سہہ لڑکا کہ ہے۔ دوسرے اس میں بھی خط مذکور نہیں بلکہ  
 ایک صاحب کی شخص نے چند احوال سے فقیر حضرت شیخ مودعیہ السلام کے منسوب کئے  
 ممکن خط دہا جی کیونکہ اس کا سہہ لڑکا دہا جی کے خط کا جس شایع  
 کیا ہے تا اس کی اصیت پر دلیل قائم ہو سکے جس اقل تو مکتوب پڑاوی کی دہا جی ہے  
 سید امیر شاہ صاحب مذکور سے حضرت شیخ مودعیہ السلام نے خط دوبارہ  
 پیشگی نے کہہ دیا کہ ”یہاں نہیں کیونکہ حضرت شیخ مودعیہ السلام نے ہی سے دہا جی  
 نہیں تھا بلکہ انہوں نے بطور خود بھیج دیا تھا۔ یہاں خط کے سوزن دہا جی کا پیشگی کہہ  
 گوا کہتا ہے۔“

”رسالہ ہجرت کے بعد دوبارہ پیشگی نے کہا ان کو شیا جی“

..... پیشگی دہا جی؟ (خط کے سوزن مستطیع)

پس معلوم ہوا کہ حضرت شیخ مودعیہ السلام نے اس سے دہا جی کا خط بھیج دیا تھا۔  
 خود اپنی حسن نیت کے طور پر بھیج دیا تھا۔

خط۔ قبولیت دہا جی کے فلسفہ پر ہم ابجد میں مختلف بحث کر چکے ہیں حضرت شیخ مودعیہ  
 علیہ السلام نے سید امیر شاہ رسالہ ہجرت کے سہہ لڑکا لیکن رسالہ ہجرت کا خط اپنی شہہ لڑکا

نیز قضا و ہرم جوئے کی وجہ سے محروم رہا۔ حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يُشْتَبَاہُ بِإِسْتِحْبَابٍ يَنْتَحِمُ كَقَوْمَانِ يَتَذَبَّحَانِ يَتَقَوَّلَانِ كَذِبًا قَوْلُهُ قَوْلُهُ يُشْتَبَاہُ بِإِسْتِحْبَابٍ** (رواہ ابویہ و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ) کہ جب انسان بددعا کی کہے گا تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ یعنی جب وہ یہ کہنے لگے کہ میں نے (و خدا) نے میرے لئے (دعا) کا مگر وہ قبول نہ ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کو نہیں سنے گا۔ اس جگہ بھی سید امیر شاہ صاحب اپنی بددعا کی کہ با محنت محروم رہے۔

سیدنا حضرت شیخ سرور رحمہ اللہ نے دو تہذیبی مسلمانوں کو اسلام کے لئے فریاد کیا۔

”میں تمام اموال کی خدمت میں بطور عام اعلان کے لکھتا ہوں کہ اگر ان کو بغیر آزمائش الٰہی مدد میں آتی ہو تو وہ اپنے مقام و درجات اور شکست کو کسی شخص سے میری طرف لکھ بھیجیں کہ تاہم ان مقام و درجات کے لئے وہ جو سلف کے لئے دعا کر رہے ہیں اور اس بات کو تعزیر سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب پورا ہوئے کے وقت کہاں تک ہیں اسلام کی راہ میں الٰہی مدد دی گئی۔ اور کیا انہوں نے اپنے دلوں میں پختہ اور جی و دھڑ کو لیا ہے کہ ضرور وہی ضرور دہی گئے۔ اگر ایسا خدا کسی صاحب کی طرف سے لکھ کو پہنچا تو میں اس کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر ہرم نہ ہو ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سن لے گا اور اللہ کو اللہام کے ذریعہ سے اطلاع دے گا۔“ (فقہ الاسلام ص ۱۸)

گویا ایسے لوگوں کے لئے دعا کے مقبول ہونے کا اسی وقت تک دعا ہے جب تک کہ وہ مصیبت تقدیر ہرم نہ ہو۔ پس سید امیر شاہ دعا صادر ہرگز قابل اعتراض نہیں۔ سید امیر شاہ و فکر کا شائبہ کاوی پر حضرت خدای کا وہ یہ وہی کہنے کیلئے لکھا کہ اس نے وہاں پہنچنے سے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

”جس وقت ایسا شائبہ کاوی آپ لوگوں کی محسوس کی گئی تو قرآن مجید کے ساتھ حضرت اقدس نے حق جاننے کے وہاں کرنے کے لئے سید امیر شاہ صاحب کو تحریر کیا تھا لیکن اس نے وہاں نہ لکھا۔“ (ایضاً ص ۱۸) یہ وہی ہے جس کا

پس مسزمن کا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔

## (۵) حکمہ معظمہ کو دعوت اسلام اور نشانِ مسزمن بیاویں لکھا ہے۔

”دوسرا لکھنؤ کیمبرج میں جو مسلمانوں کی نسبت طرہ طرہ کے الزامات تھام لگا کر اور اپنی جماعت کی وفاداری جھکا کر غیب و غریب لکھا نظیروں اور رنگہ اسیرانوں سے اور عاجزانہ ادب کے ساتھ حکمہ معظمہ کے حضور بھیج کر اسے جو کہ خوش کی گئی تھی کہ وہ اسلام قبول کریں یہ عرض بھی نا منظور ہوئی۔ حضور حکمہ معظمہ کو ایک سال کے اندر نشانِ اسمانی دکھانے کے لئے بھیج لکھا تھا۔ اگر وہ پسند کریں۔ مگر انہوں نے اسے اور توہین بھی نہ کی؟ (مشرق و ملک) الجواب۔ حکمہ معظمہ نے نشان نہ دیکھا چاہا اور نہ توجہ کی تو یہ ان کی اپنی غلطی تھی۔ رسول اور نبی کا فرض پیغام پہنچانا ہے۔ وَمَا تَنْتَظِرُ إِلَّا سُوءُ الْاٰثَارِ (البقرہ)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ شاہ ویران کو خط لکھا اس نے بھاڑ دیا اور اس طرح توہین بھی نہ کی۔ تو کیا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت میں فرق آگیا تھا؟۔ برگزیدہ ہیں سے

دہ ہونے و قر ترک مسجد و عیسٰی سے آدم  
 عدد کی سرکشی سے آفاق کبد و تہم جو کلم میرا  
 ہاں کسریٰ نے سستی اختیار صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پھاڑا اور اسلام سے کفران  
 کیا اس نے آہستہ آہستہ اس کی عظمت پھاڑ دی گئی۔ حضور حکمہ معظمہ نے اگرچہ  
 اسلام قبول نہ کیا لیکن خط کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا ایسے مسزمن کیج مودود علیہ السلام پر  
 ایام بخرا سے

سلطنتِ برطانیہ کا ہشت سال  
 بعد ازاں ایام ضعف و اختلال

سالہ اس رسالہ میں مسلمانوں کے عقیدہ خولیٰ جہد کا بھی ذکر ہے کیا ہے وہ یہاں ہے ۹ جی آٹھ سر میں  
 معتمد علیہ السلام کا خط پڑھ کر جواب دیں۔ (ابوالفضل)

آج اس صفت و اختلال کو محسوس کرنا کچھ مشکل نہیں۔ حالات و روزمرہ بسر و حرکت  
تغیر پر یہ مرد رہے ہیں۔

دعا کا فقرہ قرعہ میں حضورؐ نے حکم مسلک کو دعوت دی کہ وہ اسلام قبول کر لی اور  
اس کے لئے جسرۂ جسش جو پلی میں دعا بھی لگا گئی۔ یہ دوست ہے۔ پھر انہوں نے اسلام  
کیوں قبول کیا۔ اس کا جواب ہم اعتراض نکالنا کہ جواب میں مطلق لکھ چکے ہیں۔ اسی  
دعا کی تاثیر کے لئے اسی شخص کی استعداد اور توجہ کا بھی بہت دخل ہوتا ہے جس کیلئے  
دعا کی گئی ہے۔ ہمارے آقا و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت منکوبیت کے عالم  
میں دعا کی تھی۔ سنو کہ یعقوب بنیادی لکھتے ہیں:-

”بنیاب احمد میں جب لشکرِ اسلامی کو کچھ جہنمِ زلم پہنچا تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم  
و اسلام کے بھی سر مبارک پر غزب آگیا اور دعا کی مبارک شہید ہوئے اسی  
وقت صحابہ نے عرض کیا کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے ہیں۔ اب تو کفار کے حق میں دعا  
فرما دیں۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِقَوْمِیْ وَاغْفِرْ**  
**لِقَوْمِیْ فَاتَّخَذُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ یا اللّٰہ میری قوم پر بخشش کر اور اس کی**  
**ہدایت دے۔** یہ لوگ میری دعوتِ اسلام کی قدر نہیں جانتے۔“ (مشروع)

مگر ہماری قوم کے لوگ مسلمان نہ ہوئے اور جو ہوئے اُن میں سے بھی سارے کے سارے  
اعمال و جہ کے ذمے۔ اس میں ہمارے مستبد مولیٰ کی دعا پر کوئی ذمہ نہیں رہ سکتی بلکہ  
یہ ان لوگوں کے فطری نفس کی دلیل ہے۔ پس اگر حکمِ مسطور مسلمان نہ ہوئے تو اس میں  
حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

انہوں میں ابو لوگ جنہیں بادشاہوں کو تسلیم کرنے کی توفیق تو کہا اپنے ضلع کے حاکم  
کو بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کی جرأت نہیں حضرت شیخ رحمہ اللہ اسلام پر سرخوشی کی کاپ  
لے بنایتِ ادب و احترام کے کیوں حکمِ مسطور کو پیغام پہنچایا۔ جو شہداء اور چاہوشی ہے۔

ہم اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت قادی نے حکمِ مسطور کو جو پیغام دیا اسی میں اس کے  
واجبِ کرام کو نظر رکھا ہے اور ذمہ پر بھی استلزام ہے لیکن یہ قابلِ اعتراض نہیں کہ









بارہود جماعت احمدیہ کا روز افزوں ترقی کرتا حضورؑ کی شبیہ دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔  
 حضورؑ کی اذکار و تقاضاں کی ترقی، انکی برکات و جماعت احمدیہ کی ترقی، زمین کوئی حد  
 نہیں جس میں انکی دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہوا ہو کہ ہے یا نہ ہو گا کہ ایک ایک آدمی  
 اور تقاضاں کی سرزد میں لایک ایک چیز اس بات کا گواہ ہے کہ خدا نے اسی کو ہر  
 میں چھوڑا ہے جس نے انسان کی دعاؤں کو مستجاب اور اس کو نرا حضورؑ کی دعاؤں کا مدد  
 اور قبولیت حضورؑ کی ذات اور اسی تمام باوجود و بار و سلسلہ سے جہاں ہے اسے کافی  
 ہوا ہے بھائی خود دوست کر کے کام لیں۔ حضرت نے کیا عجیب فرمایا ہے۔

ذات ہی چاہتے تھیں اگر امر ہو گا ہے	کیا معجزی کا ایسا ہی انکا معجزہ ہے
میں قوم کے سرکار سے جا بھی دوں	سوچ کر کیوں خدا تمہیں دیتا ہو نہیں
تم میں رہا ہے نہ عدالت نہ انصاف	پس ہی جو سب سے ساتھ تھا مجھے خدا نہیں

(تذکرہ)

# فصل نہم

## ”مرا صاحب کے معتقدات ایمان اور ان کی تعلیم و اخلاق“

ما سلماتیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام و پیشوا  
 اندیشی دلی آئندہ لکھنا در علم ہم بریں از دوا پر دینا بگزینم  
 (حضرت کیجی رحمت)

جب دنیا میں تاریکی اور غمیرت ہو، اللہ اور ہر حق کا نور ہو جاتا ہے اور لوگوں کی دنیا اور پر تو ایمان کا غلط ہونا ہے مگر دل اس نور سے بے نور ہو جاتے ہیں تب خدا کا کی طرف سے کوئی نئی بیعت ہوتا ہے تاکہ ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کر سکے لیکن یہ ایک بیعت زوال کا قہ ہے کہ اسی زمانہ کے لوگ آئے و آتے ہو جو کہ اپنے ایمان سے بچتا چاہتے ہیں اور اپنے عقائد کو ان کی صداقت کی کسوٹی پر نہ دیکھتے ہیں۔ اور جو نبی وہ کوئی آسمانی صداقت پیش کرتا ہے تو اس کے برخلاف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تمام انبیاء سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ قرآن مجید شہادت دیتا ہے کہ ہر نبی کی بعثت پر مسکروں نے ہیں جو اب دیا کہ بر رسول کیجی تو تمہارا سنا ہے حالانکہ ان کے عقائد اور اعمال پرانے اور پرانے آباد کے خلاف ہیں۔ بلکہ وہ لوگ اپنے علم پر حکم کر گئے اور ان کی بات پر انہوں نے اس کی تکذیب کی۔ فرمایا **قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنَّمَا یُؤْتِیُکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ** علماء کے امام احمدی کے مخالف ہونے کی جھگڑیاں | علیہ السلام صلیع مذہب ہو کر آئے۔ اب اگر یہ لوگ ایمان کے علماء آئیں یہ دھڑا اسی مذہب کے تو مقام تعجب نہ آئیں

یہ فرم۔ وہ لوگ دنیا کے لوگ ہیں اور اپنے علم پر موقوف ہو گئے۔

اسی کوئی استھادہ نہیں کہ انہوں نے حضورؐ کے عقائد کو اہلاد سے منسوب کیا اور آپؐ کی تعلیم کو اور اخلاق کو مخالف اسلام و سنت قرار دیا۔ اقول کہ اس سے کہہ کر اس تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی دین مصلحین کی طرح مخالفین و سعادتی کی طرف سے کھینچنے لگے۔ خدا کے قریب اور ثابت شدہ عام قانون کا یہی اقتضاء تھا۔ وہ کمرے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے خلق خصوصیت سے پیش گوئی پائی جاتی ہے کہ علماء وقت کا یہ کے منہ نہ دھیں ہوں گے۔ رسول قبول علی مشعلہ وسلم نے ایک مذہب میں علماء کی حالت میں الفاظ بیان فرمائی ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ لِمَنْ تَمُنُّ تُمُنْتَ اَفَیْہِ الْمَسْکُوْرُ وَالْمَسْکُوْرَاتُ اَمْ اِلٰہِہِمْ کہہ اُنہوں نے زمین پر یہ قرین مخلوق ہوں گے۔ عا پر یہ کہ علماء کی زبانیں جاتی اُن وقت سے حلقی ہو سکتی ہے جب آنت پر ہدایت کا ایک باطل اور ظلمت فشاں کشائیں چھوڑیں ہوں اور یہی وقت مسیح اور ہدی کی آمد کا ہے۔ گویا اسی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود کے مخالف مولویوں کا نقشوں الفاظ میں کیسا ہے اور اسی حدیث نبویؐ سے استنباط کر کے نیز اپنے کشوں کی بنا پر اولیاء امت نے عراشا لکھا ہے کہ جب حضرت امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے تو اُس وقت کے سرورِ کورد علماء میں کے ملت مخالف ہو جائیں گے۔ (۱) حضرت مجدد الملوک ثانی مہدیؑ کے متعلق فرمایا کرتے ہیں۔

”قریب امت کو ملائے گا ہر جہاد اور اعلیٰ نیکی و علیٰ اختلاف  
والسلام اذکال وقت و فروع باخرا نکار نہایت و مخالف کتاب و سنت  
و ائمہ“ (مکتوبات امام رہائی جہاد ص ۱۷۷)

(۲) اگر آپؑ اس قدر میں لکھا ہے۔

”یہی حال ہدی علیہ السلام کا ہو گا کہ اگر وہ آگئے ہوں تو عقوبت جانی دے  
جانی دشمن بن جائیں گے۔ ان کے قتل کی توجہ ہوں گے۔ کہیں گے یہ شخص  
قریباً ہے وہی کو بگاڑتا ہے؟“ (اگر آپؑ اس قدر ص ۱۷۷)

(۳) حضورؐ شیخ محمد بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں۔

”یَا اَخْرَاجْ هَذَ الْاِمْلَاقَ الْمَقْذُوْقَ فَاَنْتُمْ لَا عَدُوَّ لَہُمْ  
اِلَّا الْفُلْکَہَا حَا حَہَا“ (مکتوبات امام جہاد ص ۱۷۷)

کہ جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے تو علماء و ائمہ ان کے سخت بھائی دشمن ہو جائیں گے۔



## فقہ اول "توسید و ذات باری اور مشرکانہ اقوال"

(۱) قولہ: "قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثة۔ وہ لوگ کفر کا کرہ ہوئے جنہوں نے کہا کہ خدا تینوں میں سے ایک ہے۔" اسی آیت میں مسلمانوں کے عقیدہ تخلیث کی جہتیں منصوص ہوئیں مرزا صاحب پاک توسید کے ساتھ پاک تخلیث کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ان دونوں جہتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر زوادیہ کا حکم کرتی ہے اور جنتِ الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تخلیث ہے ایسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے ساتھ بطور ان اللہ کے ہے۔ (مستورد منہ۔ توضیح المومنین)

اقول۔ مسرتن پڑاوی نے اس اعتراض میں بے خدائی کے علاوہ محنت و محنت سے کام لیا ہے۔ جلی فقرات کو خلاصہ "یہ دیکھ کر اس نے یہ جتنا چاہا ہے کہ یہ جہات یہی حضرت مرزا صاحب کی ہے حالانکہ یہ مرزا صاحب کے جتنی کچھ بولا علیہ السلام کی اصل جہات حسب ذیل ہے۔ فرمایا۔

"مذکورہ کی طرف سے مراد وہ اصلا درجہ کی جنت تھی ایمان سے پہلے مرنے والے کو اولیٰ جہ کے حلوں پر اس کے بعد پیدا ہو کر وہ ایک جنت کو اپنی طرف متوجہ ہے اور پھر ان دونوں جنتوں کے ساتھ سے وہ جنت زوادیہ کا حکم کرتی ہے ایک حکم و مشورہ ایک شیعہ میں اصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر اپنی جنت کے چلنے والی آگ سے جو مخلوق کو جہز م مثال جنت کو پڑھتے ہیں ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ سو اسی درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش حقیقت سے کہی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادے میں سے اس کی اس طرح کی پیدائش سے کہی جاتی ہے اور اسی مقام میں اس طرح کی جنت میں بطور استمرار ہے

کہتا ہے جانیس ہے کہ خود تعالیٰ کی محبت سے ہماری ہوئی روح اس خدائی  
روح کو جو باور دادہ اپنی ماب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخش ہے۔  
اسی وجہ سے اس محبت سے ہماری ہوئی روح کو خود تعالیٰ کی روح سے جو  
ناتجارت محبت ہے استعداد کے طور پر اخیت کا حقد ہوتا ہے۔ اور چونکہ  
روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دلی میں پیدا ہوا ہے  
اسلئے کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک  
تشکیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو  
نا پاک طبیعتوں نے مشرک کا نام طور پر لکھ لیا ہے اور ذرہ انکسار  
کو جو بالکرات الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ و اعلیٰ علیہ  
کے ساتھ برابر ٹھیرا ہوا ہے۔ (توضیح عام مسلمان)

فاظہر من! حضرت سید مود علیہ السلام کی ہماری عہدت آپ کے لئے  
ہے کیا اس میں حضرت سید مود نے خداوندی کے مقصد تشکیث اور یہی کی تصدیق  
کی ہے و تردید؟ حضرت نے ان لوگوں کو پاک طبیعتوں کے خطاب سے عاجز کیا  
ہے جو انسان کو درجہ الہییت سے نصف قرار دیں اور مشرک کا خیال رکھیں۔  
مگر ان قدر حیرت کا مقام ہے کہ ستر حق پٹیل ہی اسی کو حضرت کا شرک بتا رہا ہے  
گو یا چاندنوسے کہ بھت چرائی و اور توالی بات ہے۔

اسی انتہائی کے عقل کرنے کے بعد اگر ہم ضرورت نہیں ہے نام مزید توضیح  
کے لئے لکھتے ہیں کہ خود کو میں میرے کو قرآن مجید نے اعانت اور کفر کا موجب قرار  
دیا ہے وہ کہا ہے لفظوں میں یہی ہے کہ خدا میں سے ایک ہے۔ کا اعتقاد رکھا  
جاسکے کہ میں خدا و مساوی نہ تھا۔ کیا آپ کی عبادت سے کوئی عقل کا لڑائی  
میں یہ استدلال کر سکتا ہے کہ خود با خدا حضرت عز صاحب تین خداؤں کے قائل  
ہیں؟ حاشا و حاشا۔

حضرت کے اپنے قریب میں ہی جنتوں کا ذکر کر کے اس کا نام پاک تشکیث قرار  
دیا ہے۔ اس لفظ کو موجب اعتراض کر دینا اور بھی جہالت کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ  
لفظ تشکیث کا معنی ہے صرف وہی قدر میں کہ میں جیلن کو نہ جیسا میں نے ہی لکھا

کو اپنی اصطلاح میں تین خداؤں کے لئے مخصوص کر دیا۔ چونکہ خدا ایک ہی ہے لہذا  
 اعدادی کی اصطلاح غلط ہے۔ ان لفظی ان اصطلاح کے تحت حضرت  
 مسیح جو محمد علیہ السلام نے خود کی ابتدائی حقیقت اللہ تعالیٰ کی نسبت پھریں سکھو  
 سے ایک تیسری اور خاصی نسبت "ان تینوں کے بعد کو پاک تخلیق قرار دیا تو اس میں  
 کیا حرج و ذمہ آیا بلکہ اگر خود کیا جتنا تو یہ اعدادی کے خیالی یا عقلی پاک کا وہی ضرب  
 ہے۔ اس تو مسیح کو کیا ہم کھنہ پہنچے ایک لفظ کو چھوڑ دیں اور اس کے معنی معلوم  
 کو نظر رکھ کر ایک اصطلاح نہ قائم کریں۔ کہ اعدادی اس لفظ کو ایک لفظ معلوم  
 میں استعمال کر رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو "مقدس باپ" اور "پاک بیٹا" کا لفظ  
 بھی ترک کر دیں کیونکہ یہی تخلیق کے تحت ہی خدا کو مقدس باپ اور مسیح کو  
 معاصرانہ نسبت کے لفظ سے پاک بیٹا کہتے ہیں۔ کیا ہم یہ لفظ چھوڑ دیں گے اور اسکے  
 عام مفہوم میں استعمال نہ کریں گے؟ پھر یہی کہتا ہوں کہ قرآن مجید نے صرف  
 تین خداؤں ہی کی تردید نہیں کی بلکہ فرقہ ثانیہ کا بھی رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا  
 وہی۔ قرآن لا تُلْهِكُمْ فِیْهِ دِیْنُ الْفٰثِقِیْنَ الْفٰثِقِیْنَ (الغفلہ) تم وہ خداست بناؤ کیا  
 فرقہ ثانیہ کے خیالی کے مطابق ہم آئندہ پاک جوڑا "کا لفظ بھی ترک کر دیں؟ پھر کیا  
 قرآن مجید سے انذواج مہرہ "ہم آئندہ پاک جوڑا" اس کو بھی خارج کر دیا  
 جائے گا؟ فرض کیا ہی صاحب نے یہ اعتراض کر کے درحقیقت کمال نادانانہ فعلی کا  
 ثبوت دیا ہے۔ ہم ایسے معترضین کو جتنا چاہتے ہیں کہ عقلی نزاع کی بجائے حقیقت  
 پر غور کیا کریں۔

موسیٰ شمار اللہ اور تیسری بعض علماء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"مختصر مگر صاف لفظوں میں عرض کرتا ہوں کہ سوائے مسیح  
 ایک ہی تخلیق قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کی تخلیق سے  
 نیا وہ مضبوط ہے۔ وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قوی کام  
 میں مل کر کام کریں" (انجیل و حقیقت ص ۱۷۱ غلطہ ص ۱۷۱)

کیا اس نئی تخلیق کے مراد سب سے پہلے تین خداؤں کا تقرب ہے جو کسی کوئی کام میں مل کر  
 کام نہیں کرنا چاہتے؟ خداوند ان خصوصیات سے کام لے۔ حضرت مرزا صاحب کی ولایت

تم کو دین و دنیا میں ٹھیک و درست دیا گیا ہے۔ کیا اس بات میں شک ہے کہ حضرت  
مرزا صاحب نے فقط پاک تخلیث میں عیسائیوں کے عقیدہ تخلیث کی تصدیق کی؟  
اس لوگوں کے اس عقیدے کے جھوٹ اور افراء کو دیکھ کر خیال میں ہے کہ شاید  
ایک یوم الحوراء کو بالکل بھول چکے ہیں اور خدا کا خوف ان کے ذہن سے نکل گیا  
وہ کہتے ہیں کہ وہ مقدس انسان جو ربانہ کی فکر سے محروم ہو کر عیسائی عقیدے میں  
نکلتے ہیں۔

”اس نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ ایک اور غیر متغیر اور قادر  
اور غیر محدود خدا ہے جس کی مانند اور کوئی نہیں۔“

(تخلیص ص ۱۷۱ طبع سوم)

اس پر یہ اہم بات یاد رکھو کہ مرزا کا عقیدہ تخلیث کا نتیجہ تھا۔  
ابنا کر عیسائیوں کی اس فکر سے ناپاک

(۲) قول: ”مرزا صاحب نے اچھے گھر سے عقائد تخلیث کی پاک اور  
ناپاک دو قسمیں بنادی ہیں تو مرزا انہوں میں پاک جھوٹ، ناپاک شرک، ناپاک  
جھوٹ اور غیر پاک بھی ضرور درج ہونا چاہیے؟“ (عقائد ص ۱۷۱)

اقول: تخلیث کے کچھ نئے بیانات کرنا یا ان پر قرعہ دینے کے ہیں یہاں  
اوپر عرض ہو چکا ہے۔ گویا یہ حد ہے اس کے ساتھ عیسائی عقائد اور یہاں  
حد ہی جاسکے گا۔ یہی حال ایک دوا اور دوا کا ہے۔ خدا ایک ہے اور  
توحید پاک ہے، مگر ایک بت یا ایک مخلوق کو ہم پاک نہیں مان سکتے ہیں۔ اس میں  
تین خداؤں کا عقیدہ، ناپاک ہے۔ لیکن تین رسول یا تین دتر پاک ہیں۔ ان تخلیقات  
کی طرف اللہ تعالیٰ نے پہلے دتر رسول بھیجے۔ پھر فرمایا: اَعْلَمُوْا اَنَّ بَرَکَاتِیْ (یعنی تم)  
کو میرے رسول کو بھیج کر ان کو دیا وہ معزہ کرو یا۔ معلوم ہوا کہ خدا کو پاکیزگی  
وہ پاک خدا کی جلالت و عدم جلالت پر منحصر ہے۔ جب عزت کی اشکال اور صفات  
”پاک تخلیث میں فرق نہ پاؤں ہو گیا۔“ تخلیث حد ہے اور حد کے بیچ کسے کا  
عقائد لیکن جھوٹ شرک، انجیل ایسے نہیں ہیں بلکہ ان ذات پر ہے۔ انہوں میں  
سے کوئی خدا ہی ذات میں نہ پا رہا ہے نہ پاک۔ اور یہی صورت مرزا انہوں کو یہاں





ہے جیسے اگر آپ کو اور کوئی قیصر دے دے اور ہر ایک سے ایک دوسری جگہ قرار ملے گی۔  
 ”اور وہی واحد و شریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی  
 بیوی نہیں۔ اور وہی چنانچہ ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جس کی کوئی  
 فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی امت نہیں۔“ (مستدرکات)  
 لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مستدرک بالا جملہ باتوں  
 کو جس چیز کو خدا کی مانند قرار دیا ہے، اپنا نہیں۔ بلکہ یہ خدا یا نہی۔

## رؤیت باری تعالیٰ پر بحث

(۴) قولہ: ”قرآن شریف فرماتا ہے لَا یَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ آنکھیں  
 اسے دیکھ نہیں سکتیں۔ مگر مراد صاحب کہتے ہیں ”صاحب ہمام درکنہ“  
 خدا قریب ہو جاتا ہے اور اس قدر بڑے بڑے پاک اور روشن چہرہ پر سے  
 جو نور نکلنے ہے آنکھ دیکھتا ہے۔“ (مستدرکات)

اقول۔ اگر آپ نصت چاہیں تو آپ کو اعتراض کرنے کا موقع  
 دے گا۔ اشد تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ وَ تَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ  
 وَ تَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ (الکہف: ۲۰)

آنکھیں نہ پہنچاتی ہیں کہ خود اور اس کی سکتیں ہیں وہ آنکھوں کو اور اس  
 تک پہنچاتا ہے کیونکہ وہ لطیف و غیر ہے۔ گویا یہ جیسا کہ اشد تعالیٰ کا اور اس  
 انسانی دوست اور طاقت سے ماہر ہے۔ اس میں خدا خود اور اس کو دیکھنا چاہتا  
 ہے تو پھر ممکن ہوتا ہے۔ یعنی ہر ایک خدا کو نہیں دیکھ سکتی بلکہ میں آنکھ کو خدا پہنچتا  
 وہ وہ دیکھنا چاہتا ہے وہ دیکھ سکتی ہے اور صاحب ہمام درکنہ کو خدا پہنچتا تو وہی  
 وہ وہ دیکھنا چاہتا ہے تا وہ اس کی ہستی کے معنی کو دیکھ سکتیں ہیں اقول تو آیت کے  
 اگلے مصرعے میں اعتراض کا جواب ہے۔ وہ تو آیت قرآنی میں اور اس کا نسخہ ہے  
 رؤیت اور دیدار کی نفی نہیں۔ خود اس کے کیا کہنے ہیں؟ حضرت ہمام غفرلہ؟  
 فرماتے ہیں۔

لَا یَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ ہے۔ (مستدرکات)

”اسی گیت (لا عند ربک الا بصیر) کے یہ سنی ہیں کہ انکھیں ہر سے  
طوری پر آمد جملہ اطراف سے خدا کا احاطہ نہیں کر سکتیں جیسے کہ جسم کو دیکھنے  
سے اس کی ہر خصوصیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ویسے خدا کا شیک ٹھیک  
احاطہ آنکھوں کی استعداد سے باہر ہے ؟ (علم الکلام ص ۷۷)  
پھر قرآن میں لکھا ہے ۔

”لَا تُسْئَلُونَ عَنْ آلِهَتِكُمْ إِلَّا فِي الْوَعْدِ الْوَعْدِ مُطْلَقاً بَلْ هُوَ  
الرُّؤْيَةُ عَلَى وَجْهِ الْوَعْدِ مَا لَمْ يَخْلُقْ قَالَ رَبُّنَا إِلَهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا  
هُوَ الْوَعْدُ الْوَعْدُ الْمُسْتَقْبَلُ هُوَ الرُّؤْيَةُ عَلَى وَجْهِ الْوَعْدِ  
لَا الرُّؤْيَةُ الْمَطْلُوعَةُ“ (احزاب کثرہ اسناد مشہور)

یعنی اللہ کی احاطہ والی رؤیت کو کچھ جی ظن دیکھنے کو اور اک نہیں  
کہتے ؟ جیسا کہ انکھیں ان سمجھوں سے ذات باری کا اور اک نہیں کر سکتیں ایسی  
حضرت مرزا صاحب کی عبارت میں کسی قدر پروردہ کا لفظ سر ہو رہے ۔ اس  
جو اب کو بالفاظ خود غریبوں کو کہہ سکتے ہیں کہ آیت میں احاطہ والی رؤیت کا انکار  
ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تفسیر میں رؤیت پروردہ کا اقرار ہے ۔ فلا  
تعارض بینہما ۔

سو ہم ۔ لَا تُسْئَلُونَ إِلَّا بِالْوَعْدِ میں آنکھوں سے مراد ظاہری آنکھیں  
ہیں لیکن حضرت کیج موصوف علیہ السلام کے بیان میں روحانی آنکھیں مراد ہیں ۔  
بے شک اللہ تعالیٰ جو ایک لطیف اور دور اندیش ہستی ہے اس کو ظاہری  
محدود آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں لیکن روحانی آنکھوں سے وہ ہر ضروری ہے جو  
صاحب الہام لوگوں کو ہوتا ہے ۔ قرآن مجید خود ایک دوسری جگہ فرماتا ہے وَتَن  
كَانَتْ فِي حُلُوْمِهِ أَغْنَىٰ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَآخِرُ ذَٰلِكُمْ سَيَبْيُنُ  
(نحلہ اسرائیلی) جو اس جہاں میں انہما ہے وہ اگلے جہاں میں بھی انہما ہوگا ۔  
اسی جگہ اٹنی سے مراد ظاہری آنکھوں سے محروم نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اس دنیا  
میں بصیرت کی آنکھ سے خدا کو نہیں دیکھتا وہ محروم ہے ۔ گو با خدا کو دیکھنے والی  
آنکھیں اس دنیا میں ملتی ہیں ۔ اسی لئے وہ دیکھیں کہ کہا جاتا ہے وَتَن كَانَتْ فِي حُلُوْمِهِ

لَا تُشْكِرُونَ اللَّهَ) (المعروف)

اندوی صورت حضرت مسیح موعودؑ کی عبادت تو میں آیت قرآن کا ترجمہ ہے۔  
جس پر بعض یہاں سے اعتراض کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے  
آلہ کے تصور کو حائل ہو گئے سو وہاں  
ورد قید تھا تو ان کے کافر و بدعت دار کا

پہلو کم۔ اگر بدعت ہے کہ صاحب الہام ملک خدا کو کسی دنگ میں بھی نہیں دیکھ  
سکے تو پھر جو یہ کہ ان آیات اور ان کے کچھ دہانوں کے متعلق آپؑ کی قرآن پیکر  
(۱) حضرت علیؑ سے روایت ہے فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ  
مُنْذَرًا (ترجمہ) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اگر کسی نے اپنے رب کو بھی صورت میں دیکھا۔)

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ رَأَى اللَّهَ  
رَأَى رُبَّهُ مَنْ رَأَى رُبَّهُ رَأَى اللَّهَ رَأَى رُبَّهُ مَنْ رَأَى رُبَّهُ رَأَى اللَّهَ رَأَى رُبَّهُ  
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ ایک  
وفا کیوں کے ساتھ ایک دفعہ دل کے ساتھ۔

(۳) قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْأَشْعَرِيُّ وَجَعَلَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَلَيْسَ تَرَى اللَّهَ  
وَجَعَلَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ (اللہ تعالیٰ صاف صاف ہے) امام ابوالحسن شری  
اویسؑ کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو چنانچہ  
اور اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

افرض حضرت مسیح موعودؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو اُمت کے معاملہ جنگ کہتے  
رہے ہیں۔ اس پر اعتراض کرنا گویا سب حقان کا انکار کرنا ہے۔ ہاں یہ یاد رہے  
کہ حضرت مسیح موعودؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت مذکورہ میں جو خود بعض بہتے معاف  
بتا رہا ہے کہ حضرت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم نہیں کہ اس کی جسمانی شکل میں  
اس کو دیکھا جاسکے۔ بلکہ یہ وہ اور ذرات لورائی ہے جس کا سب الٰہی علم اقرار  
کہ جس میں تجلی کے لئے تیراں کا باب ”رؤیۃ اللہ تعالیٰ“ لا مقرر نہیں  
طریق بحث کر کے آخر میں ثابت کیا گیا ہے۔

هَذَا مُشْعَرٌ بِإِسْكَانِ الرَّؤْيِيَةِ فِي الدُّنْيَا وَبِهَذَا اِخْتَلَفَتْ الْعُلَمَاءُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَىٰ سُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۚ وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ  
 بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَبِذَلِكَ  
 الْكِتَابِ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَبِذَلِكَ  
 الْكِتَابِ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۚ

## الہام ربنا عاج پر اعتراض کا جواب

(۵) قولہ: ”ربنا عاج کے متعلق لکھا کہ مجھے معلوم نہیں کہ عاج کے معنی  
 انہی ذات، استخوانی نعل، لکڑی و لہو۔ اب مراد ان صاحبان کی مرضی ہے کہ  
 اس الہام کی دوسری بات خدا کو ذات انہی ذات کا لکھیں یا اگر گیش  
 بریں عقل و ایمان تھا تو کہہ دے“ (مضامین و مسائل)

اقول: مصنف مشکو نے ابتداء کتاب میں اپنے ”کم علم“ ہونے کا اقرار کیا  
 ہے۔ ہماری دانستہی اگر وہ ایسا اقرار نہ بھی کرتے تب بھی اس کی کم علمی نہایت  
 نمایاں تھی لیکن اس قسم کے اعتراضات سے جہاں اس کی کم علمی بلکہ عدم علم (جیل)  
 کا ثبوت ملتا ہے وہاں شراعت میں عا پر سے ستر مذہبوں کی اس جگہ ضرورت کا ہم  
 براہی امر یہ طے سے ہیں ان کا فعل کرنا ہے۔

الخبر وادھم من السماء ربنا عاج

اور پھر عاج کے ایسے گندے معنی کرتا ہے۔ کیا مطہرت اللہ علم کا قربین کا عقل  
 کو رہنمائی لکھنا کہ اس جگہ کیا معنی کر سکتے ہیں، شیخ کیا پھر اس عقل پر باقیہ ذکر کرنا  
 چاہیے؟

میرے بھائیو! ہم کس جگہ یا رتوں اور صیغوں کو کرا لید وغیرہ کے معنی  
 قرب کرنے میں مجرم گردانتے ہیں بلکہ منکر ٹیپا لوی اس کا عقل کے لگ ربنا عاج  
 کے معنی میں اپنی گندی نظرت کا ثبوت دیتے ہیں؟ کس نے خوب کہا ہے اللہ کا  
 بیکر قیاس و خیال برقی سے وہی ٹیکتا ہے جو اللہ پر ہے۔ عبادت بات حق  
 کو عقل اور قیاس کی نسبت وادھم ہے۔ اس کے وہی معنی کرنے چاہئیں جو ان کے

ثانی نشان ہوں۔ قرآن مجید میں خدا کے نام تھوں (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ) اور پھر کا ذکر آیا ہے۔ اگر کوئی نام میں اس سے پہلے تھا تھوں کہ طرح کے نام مراد سے تو ہم اسے بہ وقت ہی کہیں گے۔ کیونکہ خدا کے نام اس کی نشان کے مطابق ہیں۔ اسی طرح اس کا کسے و بعیر ہونا بھی اپنے رنگ میں ہے۔ اسی طرح فقط حاج کے لئے بھی اس کی نشان کے مناسب ہی کر کے چاہیں۔

بے شک اس فقرہ کے لئے حضرت سید محمد علیہ السلام نے تحریر نہیں فرمائی کہ حضور نے برائی احمد کے نام میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کے لئے اللہ پر نہیں لکھے۔ یہ بیان اگرچہ حضرت اقدس کی صداقت کا درخشندہ ثبوت ہے۔ مگر یہ لوگوں کے دلوں پر پڑے ہیں ان کے لئے یہ بھی قابل اعتراض ہے۔ ایسے لوگوں کا آگاہی کے لئے آنا لکھا ہی کافی ہے کہ معقولات قرآنی کے حصول تقابیر میں ملے کہ ان کا علم کسی کو نہیں اور صرف اس کی پتہ ہے۔ جہاں امامہ داری کا لکھ کر یہ لکھا۔

”فی قوله تعالى التوراة ما عبري بعداً، من الفداح قولان

احد هما من هذا صلو مستوراً وسراً عجوباً استأثر الله به اولاد و

ثانی بہ قال ابو سکر الصدقین فی کتب کتاب سر و ستورہ فی القرآن

اور اہل السورہ“ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۳۳)

ملاحظہ کیے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ مخفی علم اور پوشیدہ راز ہے جو

علم مرتد اسد ثانی کو ہے حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ ہر کتاب میں اس کا بید ہوتا

ہے اور اسی کا راز قرآن میں سورتوں کے ابتدائی الفاظ میں ہے

پھر اب حدیث میں خاں لکھتے ہیں :-

”لا یجوز فی تکلیف اللہ تعالیٰ بکلام مفید فی فہم لاسبیل

لاحد الا بمعرفۃ الیست نوح السور من هذا القبیل وھل

یحوز لاحد ان یقول انہ کلام غیر مفید وھل لاحد سبیل

الی احکام“ (السراج المہاج طرح لم ج ۲ ص ۳۳۳)

ترجمہ :- یہ بات بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی عبارت میں کلام کہے جو فی ذات مفید

ہو لیکن کوئی نہ کہے کہ یہ سورتوں کے پہلے الفاظ تعلیمات اس طرح کے

نہیں اکیسویں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ان کو غیر طہید بنا سکتے یا پھر  
ان کاظم حاصل کر سکتے؟

پس سوزنیں کے لئے یہ تو ہرگز گنہگار نہیں کہ وہ حاج کے قطع کے لئے نہ ٹھٹھے کی دھک سے احتراض کریں۔ اسیکے اب ہم یہ بتائیں کہ حاج کے لئے اذہاؤسے لغت کیا ہے؟  
الہام مذکور میں اس کے لئے گوربوا قیادت کی ناگہانی بخش بھروسے ویاخ کو ہی حکم  
ہے اذہاؤسے لغت حاج کے مانع سے ہو سکتے ہیں کیونکہ حاج اور حاجی ہندوستان  
(۱) لفظ حاج اہم عامل ہے۔ اس کا مانع تجوۃ ہے جس کے لئے یہ ہے۔

”شیر کے طفیل شہید را خود است۔“ (مفتی کا جواب)

پس درتسا حاج کے لئے ہوں گے۔ ہمارا وہ ہے۔ ہم ہماری قیادت کی حالت  
میں بھی غافل وہ دھوکے سے دلا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ ان دنوں ہیکہ ایمان  
نہیں رہا ہے۔ تھا اور ذہین کنوئی (علامہ صوفیاء) میں خشک ہر چلتے اور ہم  
کسی پر یہ کہ حالت میں تھے ہمارے وہ سہ ماہی تھا پھر اذہاؤسے لغت  
ہو یا اب فرمایا۔ اپنی صفوں میں اذہاؤسے لغت کو طلب کر کے حضرت نے فرمایا ہے۔

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے ان کٹے

گو میں تیری راہ میں مثل طفیل بشیر خود

الہام اچھا۔ آسمان سے بہت۔ خدا تھا ہے کوئی کوئی خدا کہ مکتب اسے بھی اس  
کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) لفظ حاج اہم عامل ہے۔ اس کا مانع عیج ہے جس کے متعلق قرآن اور  
مفتی کا جواب میں لکھا ہے۔

”عیج۔ عیجاً و جیجاً برداشت آوردا و پانگہ کرد۔ معنی الحدیث  
الْحَجُّ الْحَجُّ وَالْحَجُّ الْعَجُّ یعنی برداشت آوردا و پانگہ بان  
کردن و برداشت

میں درتسا حاج کے لئے ہوں گے کہ ہمارا خدا اور خدا کو نے دلا ہے یعنی اس کے  
احکام کا ہی طلب ہو گا۔ اس لحاظ میں حضرت نے فرمایا ہے

ہمراہتو السلام جارا جیسا جیسا جیسا + نیز بیشتر اذہاؤسے لغت الہام کا حکم

ناظرین گرامر! اپنے دیکھا کرتنا حاکم کے کچھ واضح ہے مگر  
 بن کے دلوں میں بیک وقت ہے وہ فیرواخ مہم کو سہ کہ ختم ہوا کہ چاہتے  
 ہیں۔ غوثہم اللہ فی سبیلہم۔

## ذات باری کی تصویر کے اعتراض کا جواب

(۶) قولہ۔ حقیقۃً اسی صف میں لکھتے ہیں۔

”پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال  
 نہیں کہ وہ اس قدر صفات حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں  
 کھینچی جاوے۔“

توضیح المرام صف میں حضرت میرزا یحییٰ کی نسبت لکھتے ہیں کہ۔

”خدا سے مانس کی پوری آکھ کے خود کی طرح نسبت دیکھتا ہے  
 اور خدا کی جنبش کے ساتھ ہی وہ بھی جنبش میں آجاتا ہے جیسا کہ اصل  
 کی جنبش سے سایہ کا بنی جس طرح خود پر خود ہی امر ہے..... تو  
 خدا اس کی ایک عکس تصویر جس کو روح القدس کے نام سے ملام  
 کہنا چاہیئے۔ محبت حاصل کے دل میں نقش ہو جاتی ہے۔“

تاہم یہ خدا تعالیٰ کی عکس تصویر محبت کے دل پر کہ مشق تیرہ سو سال میں  
 میرزا صاحب کے سوائے اور کسی نے کبھی نہیں کھینچی تھی۔ میرزا صاحب نے اپنی  
 عکس تصویر اپنے کار مریدوں میں تقسیم کر دئی۔ بجا نے اس کے اپنے دل پر ہے  
 خدا کی تصویر کا عکس کیوں دیا تو دلایا۔ تاکہ تمام لوگ اللہ عباس کی نزولت تو  
 ان آنکھوں سے کر لیتے ہیں سے اور ابتداء کے کفر جنبش محروم ہیں..... پتہ  
 پر جانتا ہے کہ تصویر ہمیشہ خارجی و مادی و محدود کی ہوتی ہے خواہ کس قدر  
 یا عکس۔ غیر مادی و محدود کی تصویر بنائی نا عکس ہے..... جب اللہ کا عکس ہی  
 نہیں تو تصویر کیسی؟ حضرت میرزا یحییٰ کو خدا کا مانس یا خدا کی آکھ کا قدر  
 یا خدا کے جسم کا سایہ بتانا اور اس پر اعتقاد رکھنا میرزا صاحب اور ان کی  
 اہمت کو ہی بجا کہ جو سلطان قلع مشرک از حقانیت نکلتے ہیں وہی (الحق و حقا)



اقول۔ (الف) سرزمینِ پٹیلاوی کے احرام کی بنیاد میں قدح والوں پر ہے ان کے پیش کرنے میں اس نے یہودیہ کثرت و یونیت سے کام لیا ہے ایسے ہر پہلو سے اصل حوالہات نقل کرتے ہیں بطریقہ اولیٰ کا مکمل حوالہ حسب ذیل ہے۔ حضرت فرماتے ہیں :-

”روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اخوت تعالیٰ قرآنی تشریف میں فرماتا ہے اِنِّیْ بِنَاوِیْیَ الْاَکْذِبِیْنَ کُلِّیْنِۃٌ یعنی میں نے زمین پر لپکا خط بندنے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی عین ہوتی ہے یعنی ہاشمیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میں موقع پر اصل صورت میں اختلاف واقع ہوتے ہیں اور خط و محال ہوتے ہیں۔ اسی اس موقع پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں۔ اور صورت تشریف نیز توہمت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنا دیا۔ پس صورت سے مراد یہی روحانی تشابہ ہے۔“ (مشق)

کو شیخ مرام کا حوالہ۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں :-

”یہ امر ضروری ہے کہ وہی کے اتحاد یا خلط وہی کے خلط کرنے کے لئے بھی کوئی مخلوق خدا تعالیٰ کے ہامی اور روحانی ارادہ کو بعضہ ظہور دینے کے لئے ایک عضو کی طرح بن کر خدمت بکالوں سے عبادت جہانی ارادوں کے چارگانہ کے لئے بکالوں سے ہیں۔ سو وہ وہی عضو ہے جس کو دوسرے عضوں میں جوہل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو بہ نسبت حرکت اس و جہد اعظم کے پچاچ ایک عضو کی طرح ہوا توقت حرکت میں آمادہ ہے یعنی جب خدا تعالیٰ ہمت کرنے والے ولی کی طرف ہمت کے ساتھ رجوع کرتا ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ بالا اس کا بھی بیان ہو چکا ہے جوہل کو بھی جو سائنس کی بنیاد یا آلکھ کے نور کی طرح خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتا ہے اس طرف ساتھ ہی

حرکت کرتی چلتی ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی جنبش کے ساتھ ہی  
وہ بھی بلا اختصار و بلا ارادہ اسی طور سے جنبش میں مبتلا ہو  
کر جب اصل کی جنبش سے مابہ کا ایک طبعی طور پر ضروری اور سہ  
پس جب جبر علیٰ اور خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور  
نفوذ روحانیہ سے جنبش میں آجاتا ہے تو مابہ اس کی ایک  
عکسی تصویر میں کہ روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا  
چاہیئے۔ محبت صادق کے دل میں منتقل ہو جاتی ہے اور  
اس کی محبت صادق کا ایک عرصہ قائم ٹھہر جاتی ہے۔ تب یہ قوت  
خدا تعالیٰ کی اور تھکنے کے لئے کان کا فائدہ بخشش اور اس کے  
جہانات سکھانے کے لئے آنکھوں کا قافیہ قائم ہو جاتی ہے اور  
اس کے جہانات زبان پر جاری ہونے کے لئے ایک دلی فکر ہوتا  
لگا ہوتا ہے جو زبان سے بیٹہ کو زور کے ساتھ اٹھا کر نکالتا  
پھرتا ہے۔ (مشفق)

قلوب میں گرا ہوا آپ غور فرمادیں کہ کیا ہیں جہاد تو ہیں خدا تعالیٰ کی  
تصویریں جہاد کا ذکر ہے۔ تو شیخ آدرم کے سوا میں ستر میں نے ایک سطر جہاد  
و حکمہ تھا کہ کل سوا پر شیعہ سے صاف ٹھن جاتا ہے کہ وہی جہاد جبر علیٰ اور کی گئی  
تصویر کا ذکر ہے اور وہ بھی صرف روح القدس کے صفوں میں حقیقت الہی کے  
سوا میں روحانی تصویر کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح کرنے کے بعد صاف لکھا ہے  
کہ صورت سے مراد روحانی تشابہ ہے۔ کیا روحانی تشابہ کا ذکر غلط ہے  
یا شرک ہے؟ بہر حال ستر میں بنیادی نے حقیقت الہی اور توضیح آدرم کے سوا  
سے جو اتمام اندھا ہے مگر غلط ہے۔

نفسیاتی میں خود بخود کی + تیار کیا ہے دو دو اور کا

(ب) بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک طبع و جہاد ہے جو خود و قیود الہی و  
جسم سے باہر ہے لیکن اس کی جہانی تصویر یا شکل محض ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات  
کے لحاظ سے ایک روحانی تصور ضروری ہے جس کی انسانی شکل کے بغیر حقیقت

نفساً لا آلاؤسکھا۔ غیر مادی و مادی کی جسمانی تصویر یا ممکن ہے لیکن روحانی اور  
تشکیلی تصویر ممکن ہے۔ مثلاً وہاں وہی محبت اور غضب غیر مادی چیزیں ہیں، مگر  
روزمرہ محاورہ است میں بولا جاتا ہے۔ غلامی نہیں پکڑو گا اور تصویر محبت ہے یا  
محبت غضب ہے تصویر سے مراد روحانی اور تشکیلی تصویر ہے۔ حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام کی تقریروں سے بھی ایسے روحانی تصور کا استنباط کیا جاسکتا ہے۔  
لیکن یہ کوئی قابل اعتراض چیز نہیں بلکہ تمام الہامی کتابیں اس پر متفق ہیں لیکن  
(۱) قیامت میں لکھا ہے۔

”تب خدائے کیا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں“

(پیدا نش ۱۶)

(۲) قرآن مجید میں ہے رَاقِي حَاجِلٌ فِي الْوَدَعِ خَلِيقَةٌ۔ اُنہی زمین میں رہنا  
قائم مقام بنایا ہوں۔ لو اب صدیق حسن خان صاحب نے بھی لکھا ہے کہ خدا  
نے حضرت آدم کو اپنا منظر بنایا۔ (مکتوبات دینی حصہ دوم ص ۱۸۸)  
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يٰۤاٰدَمُ اَنْۢضِبْ اَخۡسَنَ مِثۡنَ اَطۡوٰى مِثۡلِکَ  
(مفروق) تم اللہ تعالیٰ کا رنگ پیدا کرو، اسی رنگیں جو جلاؤ اور اللہ کے بڑھ کر  
اچھا رنگ کس کا ہو سکتا ہے؟

(۳) حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ  
عَلٰی صُوْرَتِهِ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ پھر کیا فرمایا  
تَخَلَّفُوْا بِاَخۡلَاقِ اَخۡوَاۤءِکُمْ۔ لو کہ تم اللہ تعالیٰ کے صفات اپنے اندر پیدا کرو۔  
کیا ان محاورہات کی موجودگی میں کوئی دیندار شخص حضرت مسیح علیہ السلام  
پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟

(۴) آج ہم اسے مخالف بعض نقطہ تصویر اور وہی روحانی تصور پر اس میں  
مترجم ہوا ہے یہ کیا حق کو یاد نہیں کہ اسلام کے تمام مذاہب مخالف قرآن مجید اور  
حدیث پر بھی ہیں اعتراض کرتے دہکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ۔

(۱) خدا کی انگلیاں بھی ہیں حدیث میں ہے کَلِمَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِسُوْرَةِ  
اِسْتَبْقٰی وَنَاۤءَابِجِ الرَّحْمٰنِ کَالِیَدِیْنِ کَالِیَدِیْنِ کَالِیَدِیْنِ ہوتا ہے۔



حکمت پیدا ہو جاتی ہے یا سائنس کے آگے ہی انوار میں توجہ پیدا ہوتا ہے یا  
 ہر طرح کا کھدکھتہ ہے اور ہر ہی آنکھ کا نور کا ارادہ کام میں لگ جاتا ہے یہ جگہ  
 انسان چلتا ہے اس طرف اس کا سایہ بھی حرکت کرتے لگ جاتا ہے۔ یہ تمام  
 مثالیں احاطہ صحت نامہ کے اظہار کے لئے انسانی مشاہدات کے مطابق دی گئی ہیں۔  
 ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میری خدا کا سائنس اس کی آنکھ کا نور یا اس کے  
 جسم کا سایہ ہے۔ حاشا وکلا۔ اصل عبادت آپ کے سامنے ہے۔ خود فیصلہ  
 فرما سکتے ہیں معزز من نے اپنی عقل کردہ عبادت میں خیالات سے الفاظ کو  
 اول بدل کر دیا ہے اس لئے ہم نے سواہل اصل الفاظ میں درج کر دیا ہے۔

معزز من خدا کے سایہ کا مشرکانہ عقیدہ بتاتا ہے حالانکہ یہ ایک لطیف  
 استعارہ ہے۔ سب لوگ کہتے ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ بادشاہ خدا کا سایہ پر۔  
 کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک مجسم ہے اور اس کی بادشاہی کا سایہ  
 ہے؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ سات آدمی  
 میرے سایہ میں ہوں گے اس دن جب میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔  
 سَبْعَةٌ كُنْتُ ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّي اَللّٰهُ تَعَالٰی اس سے یہ مراد ہے  
 کہ خدا مجسم ہے اور اس کا سایہ دوسرے کے سایہ کی طرح ہوگا؟ اور وہ زبان میں  
 نہایت مہلکتہ کہتے ہیں کیا مہلکتہ کوئی جہنم چیز ہے؟

نیز یہ درکھنا چاہیے کہ سایہ کا لفظ نہایت کے لئے استعارہ استعمال ہوتا  
 ہے۔ عربی لفظ ہے حَوْ اَطْلُوْا نَحْنُ نَكْشُرُ مِنْ ظِلِّكَ وہ میرے سایہ سے بھی  
 زیادہ تیرا سایہ ہے۔ پس اول تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں جبری کہ  
 خدا کا سایہ لکھا نہیں لیکن اگر ہوتا تب بھی قابل اعتراض نہ تھا کیونکہ اس کے  
 یہی معنی تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پوری طرح متابعت کرتا ہے۔ اور خود  
 قرآن مجید کہتا ہے وَتَقْلُدُوْا حَايُوْا مَثَلَهُمْ (تقریم) کہ فرشتے ہی کرتے  
 ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ جہودی ان ہی سے مقدم ہے۔ لیکن آثار قرین  
 میں رسولی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا احْبَبَ اللّٰهُ الْعَبْدَ قَادَحْنَا حَيْثُ رَزَقَ اللّٰهُ يُحِبُّ قُلُوْبًا

كَأَيُّهَا قَبِيحَةُ جَبَرِيْلُ كَيْسَاةُ فِي جَبَرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ  
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ قُلَامًا لَا يَجُوزُ قَبِيحَةُ أَهْلِ السَّمَاءِ ثُمَّ  
يُؤْتِيهِ قَبِيحَةُ الْقَبِيحُونَ فِي الْأَرْضِ ۝

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے جنت کو کہتا ہے تو وہ جبریل کو کہتا ہے کہ  
یہی فلاں شخص سے جنت کو کہیں تو بھی اسی سے جنت کو کہیں۔ اسی شخص سے  
جنت کو کہتا ہے۔ پھر جبریل، آسمان والوں میں مانگا کرتا ہے کہ خدا فلاں  
بندے سے جنت کو کہتا ہے تم بھی اسی سے جنت کو کہیں اہل آسمان اسی  
سے جنت کو کہتے رہیں۔ پھر اسی بندے کے لئے زمین میں قبولیت رکھی جاتی  
ہے۔ (بخاری، کتاب بدو الفتن، جلد ۱، صفحہ ۱۵۷)

اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کے لئے سب سے پہلے جبریل  
جبریل کو کہتا ہے۔ پھر وہ دیگر ملائکہ اور نیک ارواح میں اسی کی جنت کا اعلان  
کرتا ہے۔ معاذم جبریت ہے کہ انکی بھی خبر ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے  
دلگہ میں دیا فرمایا تو اسی پر یہ لوگ سچا پیر ہو رہے ہیں۔ وہ حقیقت ان کا بھی آشور  
نہیں۔ کیونکہ علم روحانیت سے یہ لوگ غافل رہی دیکھتے ہیں آسمانی صداقت پر اور حیرت  
موجہ ہوتے ہیں۔

(۱) اگلے ہرگز مشہ نہیں کہ مسیحی کے الفاظ اپنے دل پر سے خدا کی تصویر کا  
عکس ہی کون سا آئینہ دیا۔ کہ کوئی بھلا انسان قابل انتفاع قرار دے سکتا ہے۔  
روحانی تصویر اور دل میں پھر اسی کا عکس آتا کہ ظاہری فوٹو بنا کہ خدا کی تصویر بنا دیا  
جائے اور متولد یقیناً تھا فتوں کا مجموعہ ہے۔ اسی موقع کیلئے سوئے مردم فرنگی تھا  
براب جاہان پاشا دشمنی

حضرت مسیح موعود کا حکم اپنے فوٹو کے متعلق | اہل عرب نے اس کی  
ایک بات لکھی ہے اس کی

تو یہ غروہی ہے اور وہ یہ کہ  
”مرد اس سب نے ہی عکس تصویر اتھا کہ مرے دل میں تقسیم  
کر دے“ (عشر و مکت)







ہنگو کے روپیہ اور دو تیاں اور چوتیاں اور اٹھتیاں اپنی  
 سیموں اور گھروں میں سے کیوں باہر نہیں نکلتے۔ کیا ان گھروں کی ضرورت  
 نہیں؟ انہوں نے کہ یہ لوگ ہاتھ نہ دھوئے، پاؤں نہ دھوئے، کھانے پینے کے  
 پریشانی کا سوچ دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام نیکو کام اور ایسے کام جو  
 شرک کے طور پر ہی تمام کئے ہیں، وہ ایسے کام جو انسانی علم کو رفتی دیتے  
 اور مومن کی شناخت کا ذریعہ بنتے اور اہل فراموشی کو ہدایت  
 سے قریب کر دیتے ہیں لیکن باہر نہیں جاتے، ہرگز پسند نہیں کرتے کہ  
 میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مضطر  
 کرتی ہے وہ میرے طور کو عام طور شائع کرنا اپنا  
 کسب اور پیشہ بنا لیں۔ کیونکہ اسی طرح رفتہ رفتہ بدعات  
 پیدا ہو جاتی ہیں اور شرک تک پہنچتی ہیں۔ ایسٹرن اپنی جماعت کو  
 اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک ان کے لئے نیک ہو ایسے  
 کاموں سے دست کش رہیں۔ بعض صاحبوں نے کہیں سے لگا کر دیکھے ہیں  
 اور ان کی پشت کے کندہ پر ان تصویر دیکھی ہے یہی اسی شامت  
 کا سخت مخالفت جوں جوں میں نہیں پاتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت  
 میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کے لئے  
 کام کرنا اور امر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی  
 تصویر پر جا بجا اور دور دور پر نصب کرتے ہیں یہ اور بات ہے۔  
 ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے نیکو کام مغرب شرک ہو جاتے ہیں۔  
 اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ہندوؤں اور  
 نصاریٰ میں پیدا ہو گئیں۔ اور یہی اُمید رکھتا ہوں کہ جو شخص کسی  
 نصاب کو حکمت اور عزت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہر مہم  
 پر وہ ہے وہ اس حکم کے بعد ایسے کاموں سے دست کش  
 رہے گا۔ ورنہ دوسری چیزوں کے برخلاف اپنے نہیں چلاتا  
 ہے اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے ۹

(غیر باقی احمدیہ تعلیم علی ص ۱۱۷)

اس طویل نقیاس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا مذہب و دہرہ و رسم تحریر  
اس کے ذیلی ائمہ کے قرآن و حدیث و واقعات نیز اپنے قولوں کو فرمایا اور  
جماعت صحابہ کے لئے اس باب میں ضروری ہدایت و مسجع فرمادی جس کوئی شخص  
اس کو پڑھنے کے بعد انصافاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول پر اعتقاد  
نہیں کر سکتا وھذا المسناد۔

معرض میں پٹیا دی ہے فقوۃ اقل میں میں قد باتیں اور کئی قصیں اس کا جواب ہم  
لکھ چکے ہیں۔ معرض کا مستند اس اعتراضات سے ہے تھا کہ لفظ باطناً حضرت مسیح  
کی حقانیت پر مبنی ہے اس لئے تفصیل جواب کے آخر میں ہم حضرت اقل کی ایک جگہ  
بھی کشش کر دیتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ہے :-

”اسے ٹھنڈے دھو سنا اگر خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ میں بھی کتم  
میں کہے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو خدا سبحان میں  
نہیں میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو آپ بھی نہ خدا ہے جیسا کہ پہلے  
لکھا تھا۔ اور آپ بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور آپ  
بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ وہ پہلے سنتا تھا یہ خیال غامض ہے کہ اس بات  
میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔  
اس کی تمام صفات ذاتی الہی ہیں۔ کوئی صفت بظہر منظر نہیں اور نہ  
کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لا شریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں۔  
اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی  
ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص  
نہیں اور جس کا کوئی جتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفت نہیں اور جس  
کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور  
دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ قتل کے بعد پھر اپنی کشف  
پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے  
اور نہ کوئی شکل ہے۔“ (رسالہ الوصیت ص ۳)

یزید ایام

ہم تو رکھتے ہیں سنانوں کا ویں      دل سے ہی خدا ہم غم اکر میں  
 شرک اور بدعت سے ہم بچ رہے ہیں      خاکِ دوا و آئینہ خستار ہیں  
 تم میں شیخ ہو کا فرق کا مطلب      کہوں نہیں لوگو! آپس میں غیب  
 (ورنہ نہیں)

## فقرو دوم - نبوت کا دعوئے

اس لمبری مسخرین چٹا لوی نے اس فرشتہ اعتراف کو تمہارا یہ ہے کہ  
 پہلے حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور بعد ازاں  
 مرزا صاحب دعویٰ نبوت فرمادیا۔ ہم اس اعتراف کا جو پہل اولیٰ اور فصل  
 پہلے میں بالتفصیل دین کر چکے ہیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مقرر  
 یوں کہ انکار اس نبوت کا ہے اور تھا جو شریعت کی اور غیر انبیاء نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو۔ اور اس نبوت کا ہے اور تھا جو غیر قریشی اور  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت نبوت ہے۔ چنانچہ اس قسم نبوت کو امت مسلمہ  
 با اتفاق جاری مانا گیا ہے تفصیل کیلئے دیکھو فصل دوم از دوم باب دوم۔  
 اب ہم اس فقرہ کے بسنے اعترافات کا قولہ و اقول کے بارے  
 پر مسلسل جواب لکھتے ہیں۔

(۱) قولہ: "مرزا صاحب کی تصانیف و ابیات میں نبی اور رسول کے  
 الفاظ شروع سے ہی موجود تھے۔" (فقرو مسئلہ)

اقول: سن و زبان جاری۔ ہم ہی قسمی کہتے ہیں۔

(۲) قولہ: "مرزا صاحب نے حضرت مسیح موعود اور نبی مجسمہ کا بھی

دعویٰ کیا بلکہ ہر ایک نبی کے وجود اور کمال کے نظریوں پیش

اور اس کے ساتھ ڈھکوسلے لگایا کرتا بہت ہمار حضرت مسیح

صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھتے ہیں وہ جہاں ملتا ہے؟ (فقرو مسئلہ)

اقول: جب خدا تعالیٰ کسی کو مہمانت و نعمت عطا کرے تو وہ ان کے اہل و  
 میں مقرر ہے۔ خوب مر لیا ہے



ہر کوئی حضرت مرزا صاحبؒ کا اعتراض ثابت قابل اعتراض نہیں بلکہ انکار حقیقت ہے۔ تاہم کرام! اس جگہ اہم بات مرزا صاحبؒ کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے ہمیشہ ہی کہا کہ۔  
 ”ما بعثت کا حضرت کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔“

کیونکہ اسی حضرت مرزا صاحبؒ نے فراموشی کے لالچ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلمؑ کی شخصیت کا ذکر کیا ہے۔ رینہما یرون بیحد۔  
 (۹) قولہ ”فرقہ کارانہ کے پیشوا کے موجود یعنی مرزا صاحبؒ کے پیر مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بصرہ بسے قوتوت کو ایسا عام اور ایسا اولیٰ کر دیا کہ ان کے مسلمات کی کد سے عام بیسے کتاب اور مغربی جنوں کے گزشتہ ۱۵۰ سال میں دعویٰ قوتوت کیا چلتی تھی ٹھہر چکی۔“ (عقروء ملت عامشیہ)

اقول۔ میں انفرادی ہے۔ بسا اگر ہمارے مسلمات کا دل میں یہ کہانی ایک ہی جگہ ہو جائے تو ہم کہیں نہ اس کی تصدیق کر سکتے ہمارا کوئی ایسا مسلک عقیدہ نہیں جو کسی جہ سے کو سپا ثابت کر سکے۔ ہاں ہمارے اصول اور قرآن مجید کے اصول کے مطابق جو نبی تھا شہداء ہے ہم اس کو سچا ماننے کی ذرا کوتاہی ہم قوتوت کو نہ مانیں کہ جتنے میں نہ گریں۔ یہ کو خدا تعالیٰ کے میں کی بات ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ خَلِقْتُ خَلْقًا یَنْفَعُنِی رَسَالَتُہٗ (خامش ج) کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں رسالت رکھے۔ یہ ٹھیک تو ان لوگوں نے لے رکھا ہے جو کہتے ہیں کہ موعودؑ میں فسق و فجور کا دور ہوا ہے غفلت کا ظہور ترقی ہے۔ گو وہ دنیا کو قوتوت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عزائم کوئی کی نہیں آگے۔ لیکن جی چاہو وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اب کچھ قسم کا نبی نہ آئے گا۔ بقول خود گویا انہوں نے قوتوت کو گریں کر رکھا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے مشق ادا و ابی ہے اُفَعَلْتُ لِبَنَاتِی وَنَعْتًا زَکٰیٰتٌ عَنْ کَسَفَاتِی کُنْتُ قَبِيْلًا مِّنْکُمْ فَرِحَ الْکَافِرُ وَالْاُمِّيَّةُ اَلَا تَرٰی

کو کیا، لوگ خود بہت زیادہ ان کو تقسیم کرنے والے تھے، ہم نے خود اس کی  
تذکرہ کے ساتھ اس میں تقسیم کی ہے۔

(۱۰) قولہ: "نجات کے بعد میں آپ کی آنسو کے دو فریق: "ہمدردی اور  
تادیب ہی گئے ہیں۔ قول ہذا کو کچھ پرستے اور ابتدائی اقوال  
سے مستخرج کرتے ہیں: (مشہور مکتبہ)

اقول: "ان کا معنی: ابتدائی اقوال سے مستخرج ہوا اور باقی معنی: اقوال کو  
ترک کر دینا ہی ان کے خطا کار ہونے کی دلیل ہے، ترکان میں لکھا ہے:  
أَفَلَا يَتَذَكَّرُ بَعْضُ الْكُتَّابِ وَالْكَفَرَةُ بَعْضُهُمْ كُنَّا بَعْضًا عَنْ  
يَتَقَلَّبُ فِي شَرِّ مَلَكٍ الْأَيْدِي فِي الْخَبْرَةِ الْكُتَّابِ (ابتدائی) کو کیا تم  
ایک معنی: کتاب کو مستخرج ہوا اور دوسرے معنی: کتاب کو مستخرج ہوا جو تمام  
ایسا کہ گار، دنیا میں بھی نازل ہوا

یوں اختلاف باتوں میں سب طرح میں بعض بعض کے ساتھ اللہ کے جبر  
فرقے ہو گئے، کیا اس سے ان کی صفات کی صداقت پر اعتراض ہو سکتا ہے؟  
حضرت شیخ دامری کے بعد اختلاف فرقے ہو گئے تھے شیخ رحمہ اللہ کا تادیب و  
برہن سے آگاہ ہے، یہی اختلاف فی ذاتہ اعتراض کے قابل نہیں۔

مزید یہ کہ "ہمدردی فریق" وغیرہ میں اکابر اختلاف و حضرت شیخ رحمہ  
اللہ السلام کی صداقت کی ایک اور دلیل ہے کہ یہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی  
بہن میں کچھ ماننے والوں سے عقیدہ اختیار کر لیا تھا کہ ان میں فرقے  
صرف ایک ہی تھے۔ یہ لوگ فرقہ عثمانیہ کے نام سے موسوم تھے۔  
ان کا قول تھا:۔

"إِنَّمَا الْكَلْبُ مِنْ أَوْيَا دُفُو تَمَالِي وَرَأَيْتُ كَذِبًا يَكُنْ تَبْتِئًا"

(اختلافات فرقہ سے اس میں دلائل کثیر ہیں مستخرج فریق: "الکلب")

کہ حضرت شیخ دامری سے تھے، یہی تھے۔

فرقہ عثمانیہ کا یہ عقیدہ کتاب النور و اصل الشیخ رحمہ اللہ پر مشتمل

الفصل فی الفتن و الفتن لا یجوز منہ و مکتبہ الشیخ رحمہ اللہ سے ہے

پھر مسرور کا یہ اعتراف تو کیا بلی صداقت ہے۔ شے کا ٹی ٹوگ  
تعبیر کے کام میں۔!

(۱۱) قولہ: ہم معرفت اس خود گفت چاہتے ہیں کہ جھوٹے نبیوں کا اس اقصیٰ  
سبب پیش کرتی غیر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا  
خود ہی تھا۔ جیسا کہ کچھ زمانہ میں بھی جھوٹے رہے۔ (فقہ و فطرت)  
اقول۔ (الفت) کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے معرفت جھوٹوں کو بھی  
جہاد دی ہے؟ کیا اُنہی مرجوحہ کے غیر اُقت جھوٹے کا یہی ثبوت ہے کہ ان  
میں تفریق و شکست کے انتہائی عالم میں بھی وہ جہاد جھوٹے نبیوں کی آئیں گے۔ خود  
موجود کائنات نے قرآن مجید کے سچ موجود کو ہمارے نبی اللہ کہہ کر حقوں کو لگا کر  
دی گئی مگر قوم اس سے غافل ہے۔

(عہ) شامین حدیث اللہ پہلے ہی کہہ دیا۔ تھیں یا شمس پوری ہر ایک  
ہے۔ پانچ صحیح مسلم کی حدیث میں حدیث یُسَبِّحُ بِتَجَانُّ كَذَّابُونَ کے تحت  
لکھا ہے۔

”هَذَا أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نَائِبًا لَوْ هَدَّ مِنْ شَتَائِلِ كَذِبِهِمْ  
مُتَلِّيًا اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِنِّ كُنَّا لَهَذَا الْقَوْلِ وَكَانَ يُقَرِّبُ  
لَا يَكُنْ مِنْ يَحْيَى ابْنِ إِسْمَاعِيلَ وَكَانَ لَا يَزَالُ كُنَّا لَهَذَا الْقَوْلِ  
(اکمل مکمل جود مکتبہ محمود سرا)

ترجمہ۔ اس حدیث کی صداقت کا ہر پہلو ہے کیونکہ اگر ان لوگوں کا شمار  
کیا جاوے جنہوں نے حضور کے زمانہ سے لیکر آج تک جھوٹے  
و عادی نبوت کئے ہیں تو وہ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس حد تک  
کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جو کہ تاریخ کا مطالعہ کر لیتا ہے۔ اگر خوب غور  
نہ ہوتا تو ہم ان کو بالمشقی یاد کرتے۔

اس تحریر کا دارالمستشرقین کراچی کی طرف سے ہونا ہے۔  
نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے۔

”بالجورانی حضرت مسلم انہر وجود جہاں کتاویں در وقت غروب

اودھ تاج شدہ (جی اگوارو ملکت)

میں اب اس حدیث کو بطور سند پیش کرتا ہوں اس سبب نہیں کیونکہ چلی  
کے وہاں کا جسد کبھی قطع ہو کر کوئی سچا اور صادق مسلح بھی پیدا ہو گا یا نہیں؟  
(ج) راکھ بچے تھے اور جھوٹے بچے تھے اب امتیاز پیش کرتا ہے۔  
میں اس کو صیاد کا فیصلہ کر سکتے ہو۔ منہاج نورت اور علامات صادقین میں مذکور  
پرچہ ہیں۔ اس کو جھوٹا کہنا تقویٰ کا فرق نہیں۔ بلکہ تم نے خود اصل کے  
پر ایمان کا دورے کئے ہیں اگرچہ تم نے کہا "بہت جھوٹے نبی آئیں گے اور ستموں کو  
گروہ کریں گے" (مستورہ صفحہ ۱۰) کیا اگر ایک پادری جو کت پیشی کے لغت  
میں اللہ صلیہ وسلم کے خلاف استدلال کرے تو وہ حق بجانب ہوگا اور اگر نہیں بلکہ  
چٹا کچھ لے جھوٹے بیوں کی غیروہی ہے وہیں تھے نبیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔  
مظاہرہ حق کی آمد کی ہرگز شبہ نہیں (نبی اللہ) کی آمد کی بشارت دی ہے  
بیونہ اس طرح رسول مقبول صلی اللہ صلیہ وسلم نے ایک طرف کلاموں کی غیروہی ہے  
تو دوسری طرف تھے جس اللہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

(ح) ایسے لوگوں پر تعجب ہے جو وقت کی نزاکت، اُمت کے لئے  
حالات کے اقتدار کو یہی پشت ڈال کر خدا کے پختہ نبی حضرت موزی الخلام احمد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک پر کمر بستہ ہیں۔ کیا عہد کا شروع بتدوین کا  
مقتضی نہ تھا؟ کیا غیر خالصتاً ہی دشمنی اور اسلام کی بے گئی کا بھڑکار کر مسلح  
رتبائی کا مطالبہ ذکر رہی تھی؟ اسے تو کہا گیا تو مروجہ خواہش کے بعد جدا اور  
رات کے بعدوں کے طلوع کی شکل نہیں ہوتی؟ کیا ظلمت کا اختار کو سکے بڑے  
کو نہیں چاہتا۔ پھر کیوں جن حالات میں اس کے واسطے کو تم یہ کہتے ہو اور  
اس کی مخالفت پر آمادہ ہو؟ مسکنو۔ خدا کا رنگہ۔ بنیبر یا دیاں فرمایا ہے۔  
"یہ لوگ اب تک آسمانی گورنمنٹ کے احیائی خدا کے  
نشانوں کو نہیں دیکھتے۔ اُمتِ ضعیفہ کی ضرورت پر نظر  
نہیں ڈالتے۔ صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہیں کر سکتے اور ہر  
روز اعتماد کا گرم بازار دیکھ کر ان کے دل نہیں کاہتے۔"



اور جب ان کو کہا جائے کہ میں عزوبیت کے وقت میں  
 میں صدی کے کس درجہ میں غلبہ صلیب کے ایام میں  
 یہ مجھ کو آیا۔ جس کا نام ان معنوں سے کیج کر دیا ہے  
 کہ جو اسی صلیبی فتنہ کے وقت میں ظاہر ہوا تو کہتے  
 ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ اس اُمت میں عیسائیں و جنجال  
 آویں گے کہ تا اُمت کا ابھی طرح خاتمہ کر دیں۔ کیا خوب  
 عقیدہ ہے۔ اسے یاد دلایا گیا اس اُمت کی دین ہی  
 پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں کہ ان کے  
 حصہ میں عیسائیں و جنجال ہی رہ گئے۔ و جنال تو عیسائی مگر طوفاں  
 صلیب کے فرو کرنے کے لئے ایک ہی بت و دُعا کا۔ ذہن  
 قسمت خدا نے پہلی اُمتوں کے لئے تو پے درپے ہی اور  
 رسول بھیجے لیکن جب اس اُمت کی تربت آئی تو اس کو  
 عیسائی و جنال کی خوشخبری سنائی گئی۔ اور پھر بھی  
 ثابت شدہ پیشگوئی ہے کہ آخر کار اس اُمت کے  
 علماء بھی یہودی بن جائیں گے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ  
 اب تک لاکھوں آدمی مرتد ہو چکے جنہوں نے دین اسلام  
 کو ترک کر دیا۔ پس کیا اس دور کی غفلت تک ابھی خدا  
 خوش نہیں نہ ہوا اور اس کے دل کو سیر کا نہ ہوئی۔ جب  
 تک اس نے خود اس اُمت میں سے صدی کے سر پر  
 ایک و جنال بیج نہ دیا۔ خوب اُمت مرحوم ہے جس  
 کے حق میں یہ حمایت ہیں۔ اور پھر یہ کہ باوجودیکہ اس  
 و جنال کے مارنے کے لئے مومنوں کے سجدات میں تاک  
 لگس گئے۔ لاکھوں دعا میں اور تدریر میں اس کی ہلاکت اور  
 تباہی کے لئے کی گئیں مگر خدا نہیں سنتا، اُمت پھیر لیتا  
 ہے۔ بلکہ برعکس اس کے یہ و جنال براہ عیسائیں ہیں سے

ترقی کر رہا ہے اور دنیا ہی آسمان کے نور کی طرح چلتی  
جاتا ہے۔ اسی سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُمت نہایت  
ہی بوجہت ہے اور خدا کا پختہ ارادہ ہے کہ اس کو  
ہلک کر دے۔ یہ کیسی مورد غضب الہی ہے کہ ایک تو  
دجال کے آخری دی گئی اور اب تک چلے مسیح اور  
ہودی کا نہ آسمان پر کچھ پختہ تھا ہے نہ زمین پر۔ ہزار  
چھٹیں بھی بارہ وہ دونوں کلمہ شدہ جو اب بھی نہیں دیتے  
کہ زندہ رہیں یا مردہ اور کھر بھی ہوا کہیں بھی بیویوں  
کے مقرر کردہ وقت بھی گزر گئے اور آخرت کو جیسائی  
غریب نے کھا لیا۔ مگر نہ خدا کو دھم آیا اور نہ ہودی اور  
مسیح کے دل نرم ہوئے۔ (تذکرہ مسیح مصلح ص ۴۴)

لے بھاگے آسمان اور زمین کے تغیرات پر نگاہ کرو، اسوہ کی حالت  
پر نظر کرو اور پھر دیکھو کہ کدوئی کر خود کدو کیا، دجال کے آنے کا  
وقت تھا مسیح کے آنے کا ۱۱۰۰ آپ کا دل بے ساختہ پکارا اٹھے لاکر  
کچھ مسیح لے آنا ہے، کچھ ہودی کا بھروسہ دیا ہے تو اسی کا بھی وقت  
ہے۔ یہی زمانہ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب جھوٹے نبیوں کی بیگانی  
کے صداق نہیں۔ خوب فرمایا ہے

وقت خداوند کے سچا دیکھو اور کا وقت

یہی زمانہ کوئی اور ہی کیا ہوتا

(۱۲) قولہ: ”تا جیل ہی سچ نے لکھا ہے کہ میرے بعد جھوٹے ہی اور جھوٹے  
مسیح آئیں گے“ (مخبر مکتوب ص ۱۱)

اقول۔ اس کے کئی جو اب ہیں۔

اول۔ انہی فرقہ بھول ہے۔ جو میری جنت نہیں دے سکتے۔ ہمارے  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اسی کو اسی کے ماننے والوں پر بھروسہ  
انرا آپیش فرمایا کرتے تھے۔

دورِ زمانہ جیسیں کی دنیا گواہی سوجھ ہے کہ جو نے مسیح کی عزت  
 مسیح سے بعد قریب ہی ہو چکے ہیں۔ اسی کے لئے عبادتِ ذیل کا حکم  
 فرمایا ہے۔

”تم نے سنا ہے کہ مخالف مسیح آئے وہاں ہے۔ اسی  
 کے موافق اب بھی بہت سے مخالف مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔  
 اسی سے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخر وقت ہے۔ وہ نیکے تو ہم ہیں  
 میں سے مگر ہم میں سے کتنے نہیں؟ (ایوہنا ۷: ۲۵)  
 ”بہت سے جو نے نبی دنیا میں بھی بکھڑے ہوئے ہیں؟“  
 (ایوہنا ۷: ۲۶)

مستور۔ معزنی کے ذکر کہ جو ادویں جو مرقس چلا اور وقتاً پہنچ کر  
 سے منقول ہے حاد لکھا ہے کہ بچے مسیح نے بھی آنا ہے اور اس کے  
 آنے کی جو علامات ملتی ہیں وہ یعنی عذاب، لڑائیاں، سورج اور چاند  
 کا گرہن سب چل رہی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر دلیل بن گئی  
 ہیں۔ پس یہ جو ادویں ہمارے مخالف نہیں۔ ہاں اسی جنگِ استقامت و رکھنا  
 چاہیے کہ انجیل فوہیوں کی سادہ لوحی سے یہ لکھا گیا ہے کہ عذاب  
 پہلے آئیں گے اور مسیح بعد میں آئے گا۔ مگر یہ خیال اذد کے عقل و  
 عقل مراد ہے۔ حقائق پہلے اقلامِ حجت یا اجرائے فرمانِ جہنا چاہیے  
 اور پھر مستحقینِ عذاب کو ہلک کرنا چاہیے۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَحَسَا  
 حَسَا مُنْعَلَمًا یُہِیئُ حَسَا ثُبُوتًا رَّسُولًا۔ کہ ہم عذاب نہیں دیا کرتے  
 جب تک رسولِ مبعوث نہ کر لیں؟ (یعنی اسرائیل غ) نیز فرمایا ذٰلِكَ اَنَّ  
 لَرَّسُولِیْكَ وَذٰلِكَ اَلْعَرَفِیْ یُظْلَمُوْا اَخْلَقَا حَسَا یُسَلِّتُوْہ  
 (عہدہ) کہ ہم بستیوں کو ایسی حالت میں ہلک کر سہارے نہیں کہ وہ فانی  
 ہوں؟ گویا عذاب کے سہارے پہلے نبی اور رسول کا آنا ضروری ہے  
 اور یہ بچے نبی کی علامت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 میں یہ علامت واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ آپ کا دعویٰ عالمگیریت اور عالمگیر

عذاب طاقتوں، ان کا ذل، القہر، اور آتیں، انفکوک، ہفت سال جنگ اور دیگر کھیرات آپ کے دلاسے کے بعد چودے زور سے خود ہوئے تا انجیل و قرآن مجید کی خدمات کے مطابق آپ کی مقبولہ پرگواہیوں۔ سوچ چاند کے گرہن کو انجیل سوار میں مسیح کی کج ثانی کی دلیل بتایا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود کے دوسرے ہر مسئلہ میں ظہر ہو گیا۔ اس کی تفصیلی تفصیل دوازدہم میں دیکھو۔  
اس بزرگ اشارہ تا یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح کی اس آمد سے ان کی جسمانی آمد مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خود حضرت مسیحؑ چودے آسمانی نوازشوں کے الفاظ ”ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا“ (۵ کی پچ) کی تائید میں فرما چکے ہیں۔

”ایلیاہ جو آئے وہاں تھا چلی (حضرت کیجئے) ہے۔ میں

کے کان ٹپکنے کے ہوں وہ ٹپکے ۶ (متی ۱۷)

لہذا اب آسمان پر جا کر خود دوبارہ اسی جسم سے آجائیں تو ان کا سابقہ لیصلہ قطع اور چود کا دعویٰ برحق ہوگا (نور ہاشم) پس آئندہ آپ کا ملکا فیس ان پر جو سماں ٹکٹ کی مانند سے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کیا ابھی کوئی آسمان سے اتن ہے جو آپ آئے گا۔

مرکوبین آسمان سے اب کوئی آتا نہیں

میر دنیا سے بھی اب تو آ گیا بے غم ہزار

۴۶ قولہ: مرزا صاحب کے اشعار میں سے

ہست اور اولیٰ المراد ہم ہر نبوت و اور خدا اختتام  
نہم خود پس پاکستہ ہر کمال ہر دم خدا ہم ہر پیغمبر  
(عشرہ صفحہ ۱)

اقول۔ مرزا صاحب ان اشعار کے پیش کو نے سے رہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کو بتلایا ہے اگرچہ یہ درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشریف لے کر نبوت کو بتلایا ہے

جیسا کہ متعدد حوالیات درج ہو چکے ہیں۔ لیکن اس جگہ ان اخصاریں  
 جہاں نبوت کے اختتام کا ذکر ہے وہاں پر ذات نبوی پر ہر کمال  
 کے ختم ہوجانے کا بھی ذکر ہے۔ شجاعت، عفت، حکم، بردباری،  
 طہارت اور استہانہ، ایقانہ، دھم و کرم، مومن ہر کمال آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم مانا گیا ہے جو سب ان کمالات کے ختم ہونے  
 کے ہیں وہی نبوت کے اختتام کے ہیں۔ لیکن ہر کمال تمام معنوں  
 کی ذات میں پایا جاتا تھا اور ہر صفت اور خلق کا انتہائی درجہ آپ  
 نے اس حد تک حاصل فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ قی متصور نہیں ہو سکتی۔  
 یہ سب بزرگ انہی کو آئندہ کے لئے ہر صفت کو اور ہر کمال کو آپ سے بند  
 کر دیا ہے۔ اب نہ علم ہے نہ دھم ہے نہ شجاعت ہے۔ یاد رہے کہ  
 یہی حال نبوت کے ختم ہونے کا ہے۔ نبوت کے عروج میں سے  
 سب سے بلند و مرتبہ حضور نے حاصل کیا جس سے آگے بڑھنے کا  
 کوئی امکان ہی نہیں۔ اس کے متعلق ہم قلیلاً تو ختم نبوت کے تحت  
 فصل دوم درج میں بحث کریں گے انشاء اللہ۔ اس جگہ صرف ایک حوالہ  
 درج کر دیتے ہیں جس سے ہر نبوت کا بروشنی اختتام کا منہم واضح  
 ہوجائے۔

الحدیث کا نام نکال دیتا ہے۔

”شُرک و بدعت یہاں کے لوگوں پر ختم ہے۔ گویا

اس شخص کوئی نام ملے نہیں (بھاؤنی مراد مسلمانوں میں)

نشو و نما پاتی ہے؟ (حدیث ۴۴، تہذیب السنن ۴/۲۵۰)

(۴۴) قولہ: ”عنہ“ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ جو

مسلمان کسی دینی نبوت سے سب سے پہلے طلب کرے وہ بھی

کافر ہے۔ کیونکہ اس کے مطالبے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں شک

ہے۔ دیکھو قرأت الحسنیٰ علیہ و آلہ وسلم (مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

اقول۔ تین نگرانی سوال کے کہ خود حضرت امام اعظمؒ اور دیگر  
 بزرگان اسلام پر تشریح نبوت کے قائل تھے۔ (جیسا افضل و قدیم  
 میں مذکور ہے) ہم ایک لکھ کے لئے دینا لفظ فتویٰ حضرت امام اعظم  
 رضی اللہ عنہ ایسی تعلیم ہستی سے منسوب کرنے کے لئے کیا رہیں۔  
 یہ فتویٰ دوا دینا اور دوا دینا وہ توں طریقہ اس قائل نہیں کہ اس کو حضرت  
 امام اعظمؒ کا فتویٰ کہا جائے۔ بلکہ خود روایت یہ نہ صرف سبب دلیل  
 ہے بلکہ اس میں خلاف عقل بات بھی گئی ہے۔ کیا صحیحہ کا مطالبہ  
 اس مدعی کی صداقت کے متعلق رجحان یہاں یہاں پر ہی مبنی ہے ؟  
 ہرگز نہیں۔ بلکہ بسا اوقات انسان نفس دوسرے کو عاجز و ناتوان  
 کرنے یا لوگوں پر اس کے کذب کے اقرار کے لئے مجبور۔ طلب کیا  
 ہے کیا ایسے شخص کو امام اعظمؒ جو فتویٰ تکفیر کے کسوں دور  
 تھے محض مطالبہ پر کافر قرار دیں گے ؟ لاؤ لا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرود سے کہا تھا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ  
 بِالنَّاسِ بِهِ الْمَشْفُوعَ فَأَمَّا بِهَؤُلَاءِ الْمَشْفُوعِ (بتوجہ) کہ  
 خدا مروج کو مشرق سے آتا ہے اگر نہ سمجھا ہے تو اس کو مشرق سے آ۔  
 کیا نعوذ باللہ حضرت ابراہیمؑ کو وحی نبوت الہی میں مشہد تھا ؟ ہرگز  
 نہیں معلوم ہوا مطالبہ مجبور۔ مشہد کی جا دہر ہی نہیں ہوا کرتا۔  
 اہل سنت و الجماعت کے عقائد کی مشہد کتاب شرح عقائد نسبی  
 اور تیس میں اس بات پر مطلق بحث کی گئی ہے کہ جو مدعی نبوت مجبور  
 دیکھا جس کے وہ بھی ہوگا۔ جس کے نبی کو مشہد تھے ہرگز ہرگز یہ مشہد  
 عقائد نہیں سمجھتا۔ ہرگز ایک جگہ لکھا ہے۔

”اجتمع المشركون على أن طهراً من الأنبياء  
 المشركين وهو الكاذب في ما غوى الشبهة فقال  
 لا إله إلا الله المشركون على العبد في الجوف“

(نہاں ملکت)

ترجمہ تحقیق کا اس بات پر اجماع ہے کہ کاذب مدعی ثبوت سے  
کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ معجزہ تو وہی کے صدقہ  
دلائل ظہری ہے۔"

بلکہ خود روایت بھی یہ فتویٰ شائستہ اعتقاد نہیں۔ لوگوں نے حضرت  
امام اعظمؒ کی طرف فتاویٰ تو یہ ہے ایک طرف کتابوں کا کتابی بلکہ کہ ان  
مسنوب کردہ ہیں نیز بہت سے غلط عقائد ان کی طرف سے بیان کر چکے  
ہیں۔ چنانچہ سرور ماسٹیل لہائی نے لکھا ہے :-

"جو لوگ امام صاحب کے سلسلہ کلمات میں تصنیف و  
تالیف کا وجود بھی ضروری سمجھتے ہیں وہ انہی مصلحہ بالکتابوں  
کو شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ ان  
تصنیفات کو امام صاحب (امام ابو حنیفہؒ) کی طرف منسوب  
کرنا نہایت مشکل ہے۔ ..... امام ربذی نے نائب انصاف  
میں تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہیں رہی  
(میرۃ انصاف مشہور دوم ص ۷)

سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں :-

"یہ فرقہ جن بزرگوں کو اپنے باپ اور امام سمجھتے ہیں میں امام  
ابو حنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد صحیح اسناد کے تلامذہ  
ہے ان کی کوئی تصنیف عقائد میں ثابت نہیں ہے۔"  
(رسالہ اہلسنت والجماعت ص ۱۲)

مولوی غلام علی امین صاحب تصوری نے لکھا ہے کہ :-

"ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت اسی امر کے موجود ہیں کہ  
جو عقائد امام ابو الحسن اشعریؒ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں  
وہ فی الحقیقت ان کے عقائد نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بھی ان کی  
طرف اسی طرح غلط طور پر منسوب ہو گئے ہیں جیسا کہ بعض  
دوسرے ائمہ کرام کی طرف بعض غلط مسائل (ابواب متنازعہ) منسوب ہیں۔"

پس جو الفاظ معترضین چٹیلادی نے بعض مسائل کے خاطر حضرت امام اعظم سے منسوب کئے ہیں وہ ان کے نہیں ہیں لہذا ان پر بھی اعتراض صحیح نہیں ہو گیا وہ حوالہ مطلوب۔

فقہہ سوم۔ حلائکہ کے وجود سے انکار

(۱۵) قولہ :- مراد اصحاب حائکہ کے وجود فی الخارج کے منکر ہیں اور ان کو مستندوں کی اوداع مستقیم میں اود کہتے ہیں کہ حائکہ زمین پر کبھی نہیں آتے۔ (فقہہ ص ۱۷)

اقول۔ معترضین حائکہ کو ان کے اس بیان میں مزید مسائل دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ حائکہ کو کہتے ہیں اور انہیں معترضین کے مضمون کے مطابق ہرگز بزرگ اوداع کو ایک نہیں کہتے۔ ان پر بات بہ مشبہ و مست ہے کہ حضورؐ کے نزدیک خدا کے قرآن مجید و احادیث ان کے اصل وجود کے ساتھ ان کا زمین پر نزول نہیں ہوتا معترضین نے چونکہ مسئلہ توحید قرام کے بعض سوء فہمات کو غلط طور پر ذکر کیا ہے اس لئے پہلے ہم اسی رسالہ کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ حضرت تفسیر فرماتے ہیں :-

والفہم قرآن شریف نے میں طرف سے حائکہ کا حال بیان کیا ہے وہ نبوت سیدھی اور قریب قیاسی راہ ہے اور بجز اس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پاتا۔ (توحید قرام ص ۱۷)

(ب) فرماتے ہیں اصل مقامات سے جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں ایک قدرہ کے برابر بھی آگے بڑھے نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف سے قرآن مجید میں فرماتا



ہے وَمَا يَسْتَأْذِنُ لَكُمْ مَعْقَارٌ مَّشْلُوكٌ وَلَا نَأْتِي النَّحْسُ  
 الشَّاقُونَ - (سورہ صافات ۷)۔ پس اصل بات یہ ہے  
 کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی و روشنی  
 زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے مطابق زمین کی ہر ایک چیز  
 کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ خواء  
 ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوذی غلکے کہیں یا دوسرے  
 اور وید کی اصطلاحات کے موافق ادوارچ کا کب سے ان  
 کو نازد کر یہ یا نہایت سیدھے اور موجود ان طریق  
 سے خاتمہ اللہ کا ان کو لقب دیں درحقیقت یہ عجیب  
 مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔  
 اور بحکمت کا خداوند تعالیٰ زمین کی ہر ایک استعداد  
 چیز کو اس کے کمالی مطلوب تک پہنچانے کیلئے یہ روحانیات  
 خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجا لاتے ہیں  
 اور باطنی بھی۔ (توضیح المرام ص ۱۱۷)

(ج) "محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ عالم  
 اپنے مخصوص وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح بیروں سے  
 چل کر زمین پر آتے ہیں۔ اور یہ خیال بیداشت باطل بھی  
 ہے۔" (توضیح مرام ص ۱۱۷)

(د) "اس میں کچھ شک نہیں کہ جو بدن سبب قوی و نفوذی قیہ  
 ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہوں گے  
 کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر اس تعلق کو دنیا  
 نہیں سمجھنا چاہیے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنے  
 اندر جان رکھتا ہے۔" (توضیح مرام ص ۱۱۷)





وجود کو اسی طرح مانتا ہے جس طرح قرآن اور حدیث  
میں وارد ہے اور جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو  
سے مالک کے اجراء و عبادی سے غلامانہ تعلقات پائے جاتے  
ہیں یا جو جو کام خاص طور پر انہیں سپرد ہو رہا ہے اسی کی تصریح و تفسیر  
توضیح مراد میں ہے۔

پرویشنوی یعنی اہل دل ملکہ کو خطا است  
معنی مستثنیٰ نہ ہو بلکہ خطا ایضا است  
(ہذا لا اطلاقاً بل معنی طبعی موسم)

ہر قسمی بات اپنے بیان میں بنیاد واضح ہیں۔ ہم زیادہ عموماً لہذا درج کرتے  
ہے اس کی ضرورت نہیں۔ یہ کہ معزمن چنانچہ خود تسلیم کرتا ہے کہ۔۔  
”مذاہب صاحب یوں بھی دیکھنا اڑی کر ہے“

ان مالک کے ازخبرہ کے عباد آجی گفت آن رسولی دینا العباد  
آلہ میں از حضرت احمدیہ است حکم کی مستحق صفت است  
(عشرہ منقطع)

اس فقرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کسی معزمن نے اپنے اعتراض  
کو خود باطل کر دیا ہے۔

حاکم اور تاثیرات کو اکاب | ہم مندوب بلا مقرر میں مالک کے عباد  
کو اکاب جوئے کا ملہوم واضح کہ چلے گی حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اکاب پر حقہ مستطعم قرار دیا ہے۔ مالک کی تاثیر  
کو اکاب مذہب کہتے ہیں لیکن وہ تاثیر لازماً نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام  
اور حکم سے ہوتی ہے۔ حضرت اقدسؑ تو یہ فرماتے ہیں۔۔

”يَكُونُ الشَّيْءُ وَالْقَمَرُ وَالْجَبَلُ ثُمَّ يَكُونُ آيَةً مِنْ رَبِّهِ وَتَهَادُّ  
مَنْ تَوَلَّوْا إِلَّا طَوْرًا“

کہ لوگ سورج، چاند اور ستاروں کو ٹوڑ باغات خیال کرتے  
ہیں مگر یہ غلط ہے۔ درحقیقت سوائے ذاتِ ہادی کے کوئی ٹوڑ نہیں ؟  
(توضیح مراد منکشا)

ارواحِ الطواکب کے اعتراض پر ایک دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ تحریر  
معترضین کے قائم، پیچیدہ اور ڈرویدہ بیان شک کے لئے عجیب و غریب کا حکم رکھتی ہے  
وہ مہارت یہ ہے۔

”وَمِنْ آيَاتِنَا تَهُمُّ اَنَّهُمْ قَالُوا اِنَّ هَٰذَا اَلْفُلُ جَلَّ اَلْمَلَكَةُ  
اَلْاَوَّاحِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنَّجُومِ اَمَّا الْجِبَابُ فَاَعْلَمُ اَنَّهُمْ قَدْ  
اَسْطَوْرُوْا فِيْ هَٰذَا اَوَّلًا يَسْمُوْنَ اَنَّهُ لَا يَجْعَلُ اَلْاَوَّاحِ اَلْعَجْمُ مَلَكَةُ  
بَلْ اَعْلَمُ مِنْ رَّبِّيْ اَنَّ اَلْمَلَكَةَ مَدَبَّرَاتِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ  
اَلنَّجُومِ وَكُلِّ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَقَدْ قَالَ اَللّٰهُ تَعَالٰى وَفِيْ كُلِّ  
نَفْسٍ لِّكُنَّا عَلٰى كُنْهٍ لِّقَوْلٍ وَّقَالَ وَاَنْتُمْ كَرَّارٌ اَشْرَآ وَمِثْلُ تَعْلٰفِ  
اَلْاَيَاتِ كَثِيْرَةٌ فِي الْقُرْآنِ فَطَرُوْا لِمُسْتَدْبِرِيْكُمْ : (حاشا بطلان منکشا)  
ترجمہ: مخالفین کے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص سورج چاند  
اور ستاروں کی ارواح کو طاکر قرار دیتا ہے۔ اسی کا جواب یہ ہے  
کہ انہوں نے اس میں سخت غلطی کی ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ ان  
ارواحِ النجوم کو طاکر نہیں ضروری بلکہ جسے اللہ نے نکالیا ہے کہ ان کو سورج  
چاند ستاروں اور زمین کے دائرہ فلاح پر مدبّر ہیں جیسا کہ وہ قرآن پاک  
میں فرمایا کہ ہر نفس پر نگاہیں ہیں۔ نیز فرمایا کہ تمہارے تدبیر کرنے والی  
جہاتوں کی دیر و غیرہ جہادک وہ جو خود کریں ؟  
ایک دوسری جگہ حضرت نے تحریر فرمایا ہے :-

”یہ سارے نقطہ زینت کے لئے نہیں ہیں جیسا کہ انہوں نے خیال کرتے  
ہیں بلکہ ان میں تا ثیوت ہیں جیسا کہ آیت : وَرَیْکُمَا اَلشَّعْاَدَ اَلْاَوَّلُ لَیْسَا

یہ خدا پرست و جنتاً سے بھی جنتاً کے غفلت سے معلوم ہوتا ہے۔  
 بین اقسام دنیا کی طاقت میں ان سستاروں کو دخل ہے۔ اسی قسم کا  
 دخل جبرائیل کی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے۔ یہی کو اویس کے  
 استدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ ہر وقت ہندی کے آگے تمام سپیدی  
 بطور نمودی۔ یہ چیزیں بجز اذن الہی کچھ نہیں کر سکتیں۔ ان  
 کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہ ہے  
 کہ سستاروں میں تاثیرات الہی جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ انہذا افس  
 انسان سے زیادہ ترکوئی دنیا میں جاہلی نہیں کہ جو جنت اور نیلو لراہ و تہ  
 اور ستریا اور خاندان شیر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر ان سستاروں کا  
 تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اقل درجہ پر خلی گاہ اور  
 منکر العجب ہیں۔ یہی کہ نسبت خود خدا تعالیٰ نے جنتاً کا شکا  
 کیا ہے۔ یہ لوگ جو سزا و جہات میں فرق ہیں ان کی سستاروں کے  
 داخل کرتے ہیں۔ نہیں جانتے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہی  
 ہے جو کوئی چیز اس سے منقاد ہے قائم اور بدھ تاثیر پیدا نہیں کر سکتا  
 وہ فرما ہے کہ ہر ایک چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے تو اب جنتاً  
 کہ سستاروں دنیا کو ان کو سستاروں سے پر کر دینا انسان کو اس سے  
 کیا فائدہ ہے؟ "خدا کو لا اور سستار حاشیہ طبع اقل"

ناظرین کرام! سستی حضرت کی موجود علیہ السلام کے سستار و اعتبارات  
 سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے فرشتوں کا وجود تسلیم کیا ہے اور اسی صورت میں  
 تسلیم کیا ہے جسے کہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ ان سستاروں کی دوا نہیں کر سکتا۔  
 اور کائنات کے ہر وقت پر اذن الہی مقرر ہوتا ہے۔ فرشتے دنیا میں داخل ہوتے ہیں مگر  
 اپنے شکل و جود کے ساتھ ذکر حقیقی و جود کے ساتھ۔

پہانچے نزدیکی وحی کی صورتوں میں سے فرشتوں کے ذریعہ دیکھ کے دیکھیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے ۔۔

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّخَذُوا لِي وَلِئِي سَلَفَكَوِ الْخَيْرِ فَيُخَصِّصُ  
عَلَيْكُمْ دَقِيقَةً وَهَيْئَتُهَا كَالْقَالِ وَهِيَ أَهْدَى مَا عَلَيْكُمْ وَيَكْتَسِلُ لِي  
الْمَسْكُوتُ اتَّخَذُوا كَجِبِلَا لِي يَكْتَسِبُوا فَأَرْبَحُ مَا يَكْتَسِبُونَ“

(ابن ماجہ، باب ذکر الصلاة، ص ۱۰۰)

کو فرشتہ کا آنا کبھی تو کھینچ کی آواز کے قتل سے ہوتا ہے۔ جب یہ  
حالت جاتی رہتی ہے تو میں اس کے قول کا غلط فہم کرتا ہوں اور صحت  
بجھ پر سخت ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ وہ انسان کے قتل میں آتا ہے جس  
اس کی بات کو ساتھ ساتھ یاد کرتا ہوں۔

گویا ہر صورت فرشتہ کا نزول دوبارہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف  
یہی مانا ہے اور یہی مذہب تمام متقین کا ہے اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
نے اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت اے شیخ عبدالحق صاحب بحث دہری کی کتاب  
عروج الجنات سے جبرائیل کے نقلی نزول کو نقل کیے کے تقریر فرمایا ہے ۔۔

”مذہب اے شیخ جنگ عبدالحق محدث کو جو اور جیسے کہ انہوں  
نے جہدق دل قبول کر لیا کہ جبرائیل علیہ السلام قیامت خود نازل نہیں ہوتا بلکہ  
ایک تسک و جود ایسا ہے کہ وہ کھائی دیتا ہے اور جبرائیل اپنے  
مقام آسمان میں ثابت عہد برقرار ہے۔ وہی عقیدہ اس کا برا کا ہے  
میں یہ حال کے کو دبا میں نام کے عطا کرنا فتویٰ دے لے یہ بالکل  
کو یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ اس بات پر تمام مفسرین نے اور نیز صاحب نے  
بھی اتفاق کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اپنے حقیقی وجود کے ساتھ  
صرف دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیا ہے۔ اول ایک، چچ  
بھی اس بات کو کہ ملتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصل اور حقیقی وجود کے ساتھ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو عرصے غیر ممکن تھا کیونکہ اس کا حقیقی

وجود کو مشرق مغرب میں پھیل چکا ہے اور ان کے باندہ آسمانوں کے  
 کناروں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر وہ تکرار دینے میں کیوں کسرت کرتے تھے؟  
 (دراغچ آفریادہ ص ۱۱۱)

انہی موقوف عترو نے اسی فقرہ میں بھی جی بخت کو حضرت اُسے محبوب کیلئے  
 وہ غلط ہے۔ حضرت کا مذہب یہ ہے کہ ہاں تو موجود ہیں، ان کے دو عارف و مجدد ہیں  
 کبھی کبھی بطور شکل وہ دنیا میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ ستاروں وغیرہ اللہ تعالیٰ  
 کے حکم کے ماتحت حرکت کرتے ہیں۔ **هَذَا أَحَدُ لُحْنِ الْهَذَى نَبِيَهُ يَسْتَقْبِلُ**

**ابِلَسْتِ الْجَاهِلِيَّةِ نَزْدِكِ طَائِفَاتُ كَاثِرِ نَحْوِ** | **طَائِفَاتُ كَاثِرِ نَحْوِ**  
 جو حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ والذاریات کی آیت **وَالْقَدِّسُ أَزْوَاجُ**  
 انہی کے متعلق تمام مغربیوں کا اجماع ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ کتابیں  
 میں لکھا ہے۔

**"لَقَدْ تَقَالَبَ الشَّعْبُ فِي هَذِهِ الْأَجْيَادِ (یعنی یہ تقدیرات انہی)**  
**لَقَدْ تَقَالَبَ الشَّعْبُ فِي هَذِهِ الْأَجْيَادِ (یعنی یہ تقدیرات انہی)**

گروہ تسلیم کر لیا کہ ہاں تو مقدرات ہیں۔ ان میں طرح طرح کی صورتوں نے وضاحت فرمائی  
 ہے کہ ان کا درجہ ہونا بلکہ انہی ہے اس سلسلہ پر بھی لکھا ہے۔

**"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِحَمْدِهِ الْمَلَائِكَةُ يَكْفُرُ تَعَالَى الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ وَالْمَلِكُ تَعَالَى**  
**اللَّهُ تَعَالَى أَلَهُمْ أَتَشَابَهُ عَالَمٌ يَكْفُرُ تَعَالَى الْمَلِكُ وَالْمَلِكُ تَعَالَى (سورۃ النور)**

یعنی فرشتوں کا درجہ ہونا مجازاً ہے کیونکہ حقیقی درجہ تو محض اللہ تعالیٰ  
 ہے۔ فرشتے تو تدبیر کا مظہر اور اسباب ہیں۔

تمام تفاسیر اس آیت پر متفق ہیں۔ اہلسنت والجماعت کی مشہور کتاب لبراس  
 میں بھی لکھا ہے۔

یہ مجازاً ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یہ بیان ہے۔ (تفسیر تفسیر تفسیر)



(اللہ) اَمَّا الْقَوْلُ بِأَنَّ الْفُكْرَ كَيْفَ أَشْتَبَتْ وَأَعْلَا تَلَكَّ بِتَحْدِيدِهِ الْوَجْهَ  
تَمَازٍ فَلَا كُنْفَرًا بَلَى قَدْ عَلِمْتُمْ بِوَالْحَقِّ لَكُنْ كَمَا لَا شَاوِيَ الْعُرَى  
وَعَاجِبِ الْفُكْرِ خَاصً -

یعنی یہ کہ اگر عقلی کے تصور کے تحت سے اسباب و سبب سے جو کفر  
نہیں بلکہ یہ وہ بات ہے جس کا ممکن ہے اس امرات کا ہے جس میں یہاں اس قدر اسد  
فوجات کے صفت بھی ہیں (نہیں بلکہ وہ میرے ساتھ)

وَبِ" قَدْ شَرَعَ الْفَيْضُ الْوَكَتَرُ فِي الْعُشُوعَاتِ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ بِأَنَّ  
عَمْرًا كَلِمَةً الْوَكَتَرُ وَفِي كَلِمَةٍ كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً  
يَأْتِي الْفَيْضُ شَبَّاحَةً فِي الْفَتْحِ سِرًّا كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً  
بِطَرَفٍ الْفَيْضُ كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً  
وَبِ" كَلِمَةً كَلِمَةً -

ترجمہ۔ فوجات کلمہ کے متعدد مقامات پر شیخ اکبر علی الدین ابن عربی نے تصریح  
فرمائی ہے کہ اس میں اور کلموں کی حرکات اعداد کی وضع کی ضرورت  
کا نہیں ہے اور عقلی کے اذان سے یہ خاص میں خوشی۔ اور اس کا  
یہ بھی فرما رہے کہ اگر اس علم کے جائز سکروں کو اگر عقل کے قول و فہم  
مستحق ہمارا کا علم ہوتا تو وہ جیسے اعتراض ذکر کرتے؟ واضح یہ اس میں

ما غریب کلام! ان بیانات سے ظاہر ہے کہ عقلی صلاحت سے اس کی علم اپنے تئیں کے  
قابل میں اس قدر مستحق کہ باذن الہی مہربان ہے۔ بلکہ خود فراموشی کی یہ وہی بات  
نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر کیا اور مستحق چاہی اس پر اعتراض کیا ہے؟  
اَشْفَقُوا اللّٰهَ! اَشْفَقُوا اللّٰهَ!

افسوسناک دھوکا | اگرچہ صداقت کے دشمن پیش ہی غلط بیانی افسوسناک والی اور  
معاذ اللہ! اس سے کام لیتے نہیں ہیں۔ فرمایا: اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَسُولًا  
یٰۤاَکْفَرُوا لِلّٰهِ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ - (ابن اسحاق)

لکھو، شکر یا قرآنِ مجید لیکن معرض بنیادی کی کہ جس وحدہ کا نام (سب جگہ) لکھا جا رہا ہے یہی وہ بنیادیت ہی شریک ہے۔ پہلے یہود نے توحید سے کام لیا اور وہ مانتے اور لگاؤ اور ست ہو گئے۔ اس کی راستوں کے ماتحت مقتدر خدا کا انتہائی درجہ کے بعض افراد بھی دیکھ گئے کی وجہ سے اس سنت سے حق میں گئے۔ رسولِ مقبول علیہ السلام نے مسلمانوں کو اس سے ڈرایا تھا لیکن کدایہ قوم اس دین میں مبتلا ہو گئی۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے لکھا ہے: (القرآن العظیم ص ۱۰۰) بالحد اگر خود یہود خود ہی کو یحییٰ علیہ السلام کو پادشاهِ ہند بنایا ہوتا۔ (القرآن العظیم ص ۱۰۰)

ابن ابی عمیر حدیث صحیح لکھتے ہیں: عَنْ ثَابِتٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ جَزْءٍ مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (القرآن العظیم ص ۱۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں کی بنا پر خاص الہم پر اللہ کے خلق کے لئے ہے۔۔۔ "قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حد کتاب کا ماننے میں اور کچھ نہیں مانتے۔ انیسویں ہے کہ آج ہم الہم شہر میں اٹھ کر یہ عجیب پایا جاتا ہے۔" (الہم ص ۱۰۰) اور یہی مسئلہ (ص ۱۰۰) میں دیکھا کہ اس زمانہ کے صلحی اعظم نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: ہمیں شمارا شد یہود و کتاب پاک نام میں خدا میں سوا کا دست مذہب یہود غشی محمد یعقوب صاحب نے حضرت شیخ ابو محمد علیہ السلام پر ایک سراسر خط لکھا ہے: (ص ۱۰۰)

"مرزا صاحب! انتہائی نفی میں نام بنیاد تحقیقات کے ڈھکوسلوں کے سامنے تسلیم قرآن شریف اور تعلیم دین کو کیا عاجز خیال کیا ہے کہ یہ فرد ہتھیار لگا کر دین کا یہاں سے ہی منکر ہو گئے۔" (مشاورہ ص ۱۰۰) پھر اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں لکھا ہے: "مرزا صاحب دینی تعلیم کی کامیابی سے ان لفظوں میں انکار میں فرما چکے

ہیں کہ "مگر اس فلسفی الطبع زمانہ میں جو عقل شناسنگی اور ذہن کی  
تیزی اپنے ساتھ رکھتا ہے وہی کامیابی کی امید رکھنا ایک نئی  
بھاری غلطی ہے۔" (انارکھسٹ) (عقرو ملت)

فاکری کرام! (ان علی قلم الحاکم کہ پیش کر کے ستر من بٹیا لوی نے غلو کو خدا کو خدا کا  
دھوکا دیا کیا ہے۔ حضرت کچھ مروجہ علی السلام کی عبادت کا اقتباس پیش کر لے گی  
اس نے قرینہ کے لحاظ سے یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ حضرت کچھ مروجہ  
اور دینی کامیابی سے انکار یہ بات ضرور مانگ ہے بخود ہی نے تو یہی پاسنگز  
زمانہ میں قوتی داد سے جبر و جبر کو فرمایا ہے۔

اب بڑی قوت سے وہی کو کفر کا کھانا دیا

اب یقین بکھو کہ اسے کفر کو کھانے کے

(دو تہیں گورو)

پھر طریق کامیابی کے متعلق فرمایا۔

اگر وہی یہودی گورو جی اندر گشت

باز سے آیا اگر آپ اذی رہا یقین

(دو تہیں گورو)

پس یہ کچھ نکل تھا کہ حضورؐ جو دینی کامیابی کا ختم یقین تھے اس کامیابی کی امید کو  
بھی "بھاری غلطی" قرار دی؟ اور حقیقت بات یہ ہے کہ بٹیا لوی صاحب نے خدا اور کام  
کی مفروضہ عبادت میں نیا توں سے کام لیا ہے۔ اگلی صفحہ کا سوا اور غلط ہے یہی  
بکائے مثلاً کے مثلاً ٹھہرے۔ دوام عبادت میں سے اخذ ہونے جتوں کے ساتھ  
عہد امتداد کو دیکھیں۔ سو ہم سچو عبادت کے خستہ نامعلوم کا استعمال کیا ہے۔  
یہی نصف مزاج، غلو کے ساتھ حضرت کچھ مروجہ علی السلام کے اصل الفاظ و ج کرتا  
ہوں حضورؐ قرینہ فرماتے ہیں۔

میر حیدر گنج شمس کے ساتھ اس میں بچا کو تھا قرآن شریف اور احادیث کی

سچے برگ ثابت نہیں ہو سکتا۔ صرف مسیحوں اور اہل اہل حقہ تفسیر و روایت  
پر اس کی بنیاد معلوم ہوتی ہے مگر اس فلسفی الطبع نے انہی جو عقلی نشانیوں  
ذہنی تجزیہ اپنے ساتھ رکھتا ہے ایسے عقیدہ والے کے ساتھ دینی کامیابی  
کی امید رکھنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے اگر انرا وہاں ہم لیج آؤں مثلاً  
جمع صوم مثلاً

مسوز قادیانی! خدا را بتنا میں کہ کیا یہی ساری قرآنی تعلیم اور دینی کامیابی کے متعلق ہے یا صرف  
یہاں پہنچا ہوا انصاری کے خواب عقل جو سبکی تعریض پر مائل ہے؟ مسوز میں جی لوگ اسے  
ایسا شرمناک و محرکہ دلی آسانی منت کو فریاد ہے۔ چوتھے کو وہ اب بھی کہہ سکتے۔  
ہم جو خواب تدبیر کہہ سکتے ہیں اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ عیسائیت کے کچھ لگے جانی  
سے کیا کام لیا؟ قرآن تعلیم کے اہمیت محض و فاسد کچھ کا عقیدہ ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جو کفار  
کے ذہن پر عیسائیت کا تعلق اور انہی کچھ کچھ کے قسم پر ہم ٹیکتا اور اصلاح ہے۔ بھلا آج  
اسلام کی زندگی عیسائیت پر غیر عقلمندانہ غریبی میں شیطانی دہم کی بڑی کچھ عارفانہ صورت  
منہر ہے۔ عیسائی کچھ کا عقیدہ کہ کرم برگ خدا ہی پر غالب نہیں آسکتے۔ قرآن مجید ہی کے  
فائن ہے؟ احادیث ہی کے خلاف ہیں۔ انیسویں آئیں جو حضرت خیرا البشر کے نام پر ابھرا  
عیسائیوں کے منہ میں ہے۔ ہضم ما قال فیسیح المرعہ

ہم عیسائیاں را انستقالی طورہ دورا دور

دیوری پچید آمد پرستکار ہی نیست ما

سچا امری آقا قیامت زندہ ہے ہند مگر وہی ٹیٹا عارفانہ نصیحت

## فقروہ جہاد تم بتدرآن حدیث پر مبرا صاحب کا ایمان

اس فتویٰ میں مریض ٹیٹا لوی نے چند نہایت جھوٹے اقوال کہے ہیں۔ ہم ان کا انکار  
کرتے ہیں۔ پہلے سیدنا حضرت کچھ مسعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں حضرت کلاں ہادی  
اعتقاد رکھ کر کہتے ہیں۔ حضور نے قرآن فرمایا ہے۔

(الف) تم جو شیاء جو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ جو شخص قرآن کے معانی کو حکم میں سے ایک پھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نہایت کا دردناک اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور ہادی سب اس کے حل تھے۔ سو قرآن کو ذرا تھکے پر بھروسہ اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے دیکھا ہو گیو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْكَذِبُ كِبٰلُہٗۤ اِنِ الْغٰزِیۡنَ كَرٰہِمُہٗمُ کی بجائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات چاہیے۔ ہوسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس قدر مقدم رکھتے ہیں۔ تہادی تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے (۱) (مکشی فوج صفحہ ۱۷۱)

(ب) "تہا جس نے ایک فرد کی تعلیم ہے کہ قرآن شریف کو پیار کی طرح نہ چھوڑو کہ تہادی اس میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ جو جنہوں کے لئے دوسرے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام امور اور ان کے لئے اب کوئی رسول اور فیض نہیں مگر قرآن جس طرح سے قرآن میں قرآن کی تعلیم ہے کہ وہ اپنی جہت اس جہاد و جہال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے فریق اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ آسمان پر تم نجات پاتے ہو جانا اور یاد رکھو کہ نہایت وہ چیز ہیں جو مرنے کے بعد عاقل ہوگی جو حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھائی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا کا ہے اور قرآن میں اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں وہ ایمانی شیعہ ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب

ہے۔ اور کس کے لئے خدا نے دنیا کو، جیسا کہ وہ ہے، مقرر کر دیا ہے۔  
 نبی جیسا کہ ہے۔ (کشف فوج مستط)

(ج) "وَتَعْقِدُ اَنَّ كُلَّ اٰيَةِ الْقُرْآنِ تَحْتَ مَوَاجِّ مَسْئَلَةٍ مِنْ  
 ذَلَالَتِي لِهَدْيٍ وَبَاطِلٍ مَّا يَتَوَدَّحُ وَيَخَالِفُ بَيِّنَاتٍ مِنْ  
 قِسْمٍ وَكُلُّ وَرَافِدٍ نِيَا وَالتَّعْبِثُ : (دائماً کا وہ قسم مستط)  
 ترجمہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی ہر آیت ہدایت کی بات چینیوں  
 سے بہرہ ور ہے، مگر جو مفسر ہے۔ دنیا کے قصص و علوم جو اس عالم و  
 آخرت کے متعلق ہیں اور قرآن پاک کے معاد میں اور مخالفت میں وہ سب  
 باطل اور غلط ہیں۔"

(د) "جہاں پہلے کو کھٹا کھٹا اجماع قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ملک  
 اور زبان پر رواج ہو سکتا ہے جس کو کبیش کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی  
 کو خود وہ ہندی جو ہر پارسی یا عہد و چین یا امریکی یا کسی اور ملک کا جو  
 لازم و ملزمت والا جو اب تک ہے۔ وہ غیر محدود و حقائق و علوم  
 بلکہ قرآن مجید جو ہر زمانہ میں اسی زمانہ کی حاجت کے موافق نکلتے جاتے  
 ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے صحیح سچ ہیں  
 کی طرح کھڑے ہیں اگر قرآن شریف اپنے حقائق و وقائع کے لحاظ سے  
 ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ مآثر نہیں ظاہر کرتا۔ فقط وخت و  
 قصہ سب سے نہیں ہے جس کی اجازت کینیت ہر ایک خواہ وہ تاوانہ کو مسموم  
 ہو جائے کھٹا کھٹا اجماع زبان کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود و حقائق  
 اپنے اعداد و کھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے ہر اجماع کو نہیں سمجھتا وہ  
 قرآن سے سخت ہے نصیب ہے۔ وَ تَمَّا كَذِبُ يَوْمَئِذٍ يَذَّكَّرُ لِلْاَزْلِ  
 كُوَاللّٰهُ مَا كَذَرَ الْقُرْآنَ كَقِيْلَ يَوْمَ وَمَا تَعْرِفُ اَلَمْ تَكُنْ مَسْرُوْبًا  
 وَمَا كَذَرَ الرُّسُوْلَ كَقِيْلَ يَوْمَ اَسْمَعُكَ اَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ يَوْمَ تَكُوْنُ

قرآن شریف میں غیر محدود معارف و معانی کا اظہار ایسا کامل انجام دے ہے جس سے ہم کو ایک زمانہ میں خود سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک نے اپنی نفع خالصت کے ساتھ جو کچھ شہادت پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کو دیکھ کر کہتا ہے اس کی پوری مدافعت اور چار اقوام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ "وَمَا تَوْهٰدُمۡ اِلَّا لِيُذَكِّرَ"

(آئی) "پھر وہاں احادیث کی قدر کرد اور ان سے ناکارہ اٹھ کر کہو انھیں علیٰ اثر علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ اور جب تک قرآن اور سنت میں کسی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو جگر چاہیے کہ احادیث کو تیرے ایسے کا رہنما ہو کہ کوئی حرکت نہ کرے اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرے اور نہ نہ کوئی فعل کرے اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے خارج مخالفت ہے۔ اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تصدیق نہ ہو۔ اور اگر کسی طرح وہ تصدیق نہ ہو تو ایسی حدیث کو بھیجنا نہ کرو۔ اور کوئی اصل حدیث علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے۔" (گشتی نوح ص ۱۷۱)

یہ پانچ اقتباسات تمام طور پر بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید پر کیا ایمان رکھتے تھے اور کس طرح اس کے تجربے پائیں۔ ہونے کے وہی تھے اور دنیا کی نعمت اور تمام صداقتوں کے قیام کا انھار اس سے شخص بتاتے تھے۔ نیز حدیث رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول قرآن پاک

معدنہٗ انوار حضرت خضر علیہ السلام کے لئے ہے جس میں تمام احادیث کو خدا تعالیٰ نے بھیجی ہے۔ حضرت علیہ السلام نے بھی اس سے کیا ہے۔ خدا کو جیتنے کی چھک۔ حدیث نوح علیہ السلام (ابن مسعود)





ہو دیا تھا ہے۔ اس کے گائے و جمال چوراہے پر آ کر کھڑے ہو کر اس سے ڈانڈ سوز دینے کی کوششیں  
 ہندو اور دوسرے مسلمان شامل ہیں۔ گواہیاں شائع شدہ ہیں کہ وہ ایک خدایت  
 و متہذا پبلک فیسٹ اور نچا زندگی ہے۔ ہاں اس میں سب کشتہ و رنگ کا فقرہ ہے  
 مسز جن نے اندرونی بغض کے ماتحت حضرت کا فقرہ غائب کر دیا ہے۔

”جینٹیلمن جو ان پر گویا ہے اور تصدیق میں آ کر قرآن کی غلطیاں کاٹنے  
 اور قرآن کی ڈوسے لے کر دے گا اور کیا کہ مولیٰ اس سے انکار کرے گی۔  
 پھر کیا کہ مولیٰ انکار کر جائے گی۔ تب ہی نے تعجب کی راہ سے پوچھا  
 کہ کیا قرآن میں بھی غلطیاں ہیں قرآن تو اللہ کا کلام ہے۔ تو انہوں  
 نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیری ہو گئیں“ (۱۲) (انڈیا ہاؤس)

گویا ڈاں اس پر دنگ نے فرمایا اور حضرت گوہرانی ہے کہ قرآن مجید میں کوئی غلطی ہے  
 اور اس کو ڈوسے لے کے بے حضرت اسے میں بک تفسیروں کا غلطیاں مراد میں۔ اور  
 اس میں کیا شبہ ہے کہ سورہہ وقت میں قرآنی پاک کی تفسیر کے ذریعہ قرآن مجید  
 پر بہت بڑا ظلم کیا گیا ہے اور اس کی تعلیمات کو مٹا کر دیا گیا ہے۔ مسیحیج مروجہ  
 علیہ السلام کی حیثیت انڈوسے ادا ویت غلط مصلیٰ ہے۔ ان کا یہ کام تھا کہ تفسیری  
 الفاظ کا انکار فرما دیں۔ ایسے دھوکے میں کیا جوم ہے۔ اور اس کام کے کئے میں وہ  
 مسیحیج مروجہ کا فرض نہیں ہے کیا ان سے ہے؟ خدا تو قنکر!

اسی بنا پر نہیں کہتا، جن کی حضرت، قدس کا قرآن مجید کے وہ معانی بیان فرماتا  
 جو خدا وقت کے خیال کے خلاف ہیں قابل تعجب نہیں کیونکہ جیسا کہ ہم گمشدہ معانی  
 میں حد تک چنگی میں پہلے سے متفق تھا کہ خدا وقت ہدیٰ سمجھو وہ مسیحیج اور ان کے  
 مشفق کہیں گے کہ اس نے ہمارے دین کو بگاڑ دیا ہے۔ یہ کہنے والے وہ مسیحیج اور ان  
 کہانے والے مولویوں کا سراپا غلطی کافی ہوتا تو بھلا وہ کب ایسا کہتے؟ پس  
 مسز جن کا یہ اعتراض کہ مرناس میں اللہ خود کے خلاف سمجھنے کہتے ہیں وہ سب ہے  
 اور ایسا ہونا ضروری تھا مسیحیج مروجہ کا اپنی تفسیری الفاظ کو ڈوسے لے کے لے لے لے

مقرر تھا۔ حضورؐ نے خود کو قریر فرمایا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے تا وہ تعلیم جو بھڑ خدا تعالیٰ کی خاص کائنات کے بھی نہیں ملتی تھی وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور ملکی کو سچے اور ذمہ خدا کا ثبوت دیا جائے۔“ (برکاتِ مرقاۃ ص ۱۱)

(پتا) یہ دعوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں یہ ہے اٹھ گیا تھا اور میں اُسے دیا ہوں۔ لیکن اس میں اعتراض کی کیا بات ہے کیا یہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحتِ طوطی نہیں فرمادیا تھا کہ  
يَا أَيُّهَا عَلِيُّ الْأَمِيرُ يَا رُسُلَانُ لَا يَكْفِي مِنْ الدِّينِ سَلَامٌ إِلَّا اشْتَبَهَ  
لَا مِنْ الْفُرْجَانِ وَلَا رُسُلُهُ۔ (مروءۃ و مکتوبات ص ۱۳۸)  
کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب اسلام کا لفظ مہیا ہو جائے گا  
اور قرآن مجید اٹھ جائے گا اس کے ثبوت الفاظ نہ جائیں گے۔

پھر یہ مری نہایت ہی ہے۔

لَا تَكُنَّ الْإِسْمَانُ وَتَدَّ اَلْمُرِّيَا لَكَ اَللّٰهُ زِيْلٌ مِّنْ خَلْقِكَ  
(فقہاء کتاب التفسیر)

یعنی ایک فارسی الاصل زبان دیا ہو گا کہ اگر وہاں تریا پر بھی جائیگا  
ہو گا تو وہ اسے واپس لے آئے گا۔

گویا بتایا ہے کہ ایمان اسلام اور قرآن مجید کو آخری زمانہ میں واپس آئے گا  
اس کی تعلیمات کو دہرہ پر تازہ کرنے والا وہی اسلام کی تجدید کرنے والا ایک مرد  
فارسی الاصل ہو گا۔ پھر بعض علماء ربیع ص ۱۱ اس موضوع کا تحلیل گندی رنگ  
اور سیدھے ہال قرار دیا ہے۔ نسیم مآقال المسیح الموعود ص ۱۰

رنگم جو گندم است و بھو فرق تین است

زہی سا کہ آد است و دھجہ بسود م

(درتجیبہ لکھنؤ)

(حج) ایم ۲ بنا چکے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے گاہ فرمایا ہے کہ ایک سال میں قرآن مجید اٹھ جاسے گا یعنی اس کا سفر خود ہی پیدل فقود ہو جائے گا۔ یہ بھی حاکم فرمائیے کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے یا نہیں؟ بغرض اقتصاد معرفت و دعوای الہات جیسی ہے۔

اول۔ مولوی شاد اللہ صاحب دوسری خانہ کہتے ہیں۔

”جی ہاں ۲ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے  
غرض طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر ذرا غلو دل سے  
اسے معمولی اور بہت معمولی اور بیکار کتاب مانتے ہیں۔“

(انجامِ باتوریہ سہ ماہی سلسلہ ۱ ص ۱۷۱)

دوئم۔ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”اب اسوۂ اکمرت نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے  
مسجدی ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن چاروں طرف سے بالکل ویران ہیں۔  
علامہ اہل سنت کے جہان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔  
انہیں سے کتنے نکلے تھے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔“

(اترآب السانہ ص ۱۷۱)

ہر دو انتہائی زمانہ کی حالت اور قرآن مجید کے اٹھ جانے کا گھٹا نقشہ پیش  
کرتے ہیں۔ کیا ان حالات کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروقت جہوت  
ہونا آپ کے دعویٰ کی زبردست دلیل نہیں؟ بناؤ اگلی آیت کے معنی اور اسکی  
گزشتہوں کے لیے حضرت امجد نبی اللہ مسیح یا نہیں تو اورد کہیں ہے؟

(آ) علامہ ابن عربی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفت قرآن کے لیے  
لکھتے ہوئے کہ آیت **وَمَا مَنَعَنَا لَوْلَا رَدُّوا إِلَيْنَا** کے معنی جانتے ہیں۔ حالانکہ آپ  
کی بہشت تو خود اسی وعدہ الہی کا نتیجہ تھی۔ یہ بھی یعنی اسوۂ اکمرت سلسلہ

۱۰۰ مولوی خدایت فرزند مولوی صاحب شہید لکھتے ہیں کہ ان کے انکس کھول کر دیکھیں وہ

کہو نے مالوں نے بھی خیال کیا کہ اب اسلام ہندوؤں کا سماں ہے۔ اور دھنسا ہی  
اسلام نے ہر طرف سے گلے شروع کر دیئے تہہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ مخالفت  
کے ماتحت مسیحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سبوتا فرمایا۔ جسے لایا یہ ہے  
کہ مخالفہ میں (ہر واد) اگر وہاں کا نظریاتی کی ذہنی کا نظریہ پر ایک آدمی  
پشت نے میرے بیکر کے بعد لکھ کہا کہ اگر امور جماعت نہ ہوتی تو ہم مسلمانوں  
کو کھاتے۔ خیر نے کہا یہ تو اسلام کی سچائی کا ثبوت ہے کہ جب آپ لگوں  
نے ایسا خیال کیا تو بحث اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ مخالفت کے مطابق اپنے  
معدی بندہ کو کھڑا کر دیا۔ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا میں ضرورت  
کے وقت قرآن پاک کی مخالفت کے لئے کھڑا رہنا اسلام کی صداقت کا واضح  
ثبوت ہے۔ اسے کائنات جماعت مخالفت عقل سے کام میں۔

(۲) قولہ: کشت کی حالت میں تب کہ انا انزلنا قرآناً من اللہ  
بھی قرآن میں لکھا ہوا تھا کہ قرآن ہی قرآن سے بھی پاک ہے  
(شرطاً)

اقول۔ (الف) جب آپ کی کشتی حالت کا ایک واقعہ ہے تو قرآن  
کا سوال کیا ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کشت سونے کے گیس  
اپنے تھوڑی دیکھ تو کیا واقعی ظاہر ہے آپ نے سونا میں لایا تھا یا آپ نے تلک  
آند کے شہید صحابہ کو گائیوں کی شکل میں دیا (اسم اب اللہ) لایا تھا یا لایا  
تھوڑی صورت یوسف کے سورج چاند کو اپنے لئے سجود لایا یا لایا اوراق انہوں نے  
سود کیا ہرگز نہیں۔ ہرگز کشت کو ہی ہر پرچوں کے اعتراف میں کہ خود غلطی ہے  
(ب) قرآن میں ہونے کا مہم لکھنے کے لئے نام قرآن کا قول اللہ تعالیٰ نے  
لکھا ہے۔

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ  
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

أَقْبَلُ أَشْهَدُ كَذَلِكَ الْكِتَابُ مَن تَشِيقُ الشُّعْرَ وَالْإِهْتِمَاعَ  
كَذَلِكَ الْكِتَابُ الْفِيهِ كَمَا يُعْتَمَدُ مِنْهُ خَلْقٌ وَكَوْنُهُمْ تَقْبِيلًا  
فَكَرُّ كَمَا عَزَّ مِنْ كِتَابٍ فَطَوَّ شَائِبًا ۝ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۷۷)

ترجمہ۔ بعض احکام تفصیلاً قرآن مجید سے مانگا ہی جیسے حضورؐ بعض صورت  
اصولاً مانگو ہی جیسے نماز اور بعض وہ بھی ہیں کہ صحت کو کتاب اللہ  
سے اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ سخت اور اجماع و قیاس کے۔ ان پر سرطینی  
پر جو بات بھی مستنبط ہوگی وہ لحاظ اصل قرآن مجید سے ہی اخذ فرما چکی۔

اسی حوالہ سے ظاہر ہو چکا کہ جو بات بذریعہ قیاس کے قرآن مجید سے اخذ ہو رہی ہو وہ  
بکتاب اللہ کا ہی علم رکھتی ہے۔ اخذ ہی صورت و آنا ہر زمانہ قرآن ہی سے لیا گیا  
کا اعتراض نہایت بے اصل ہے۔

مروانی شامی و صاحب الزوری نے ایک غریب کتاب "کتاب طبری" میں  
کے حوالہ سے ثابت کیا ہے۔ ان ہی شخصوں کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔  
اللہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اسی حدیث میں حضور علیہ السلام نے کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کرنے پر ملت  
کی۔ مگر علم ہو گیا کہ قرآن کا حکم نہیں ہے بلکہ حدیث کا ہے ثابت ہوا  
کہ نہ دراصلت ہی میں کتاب اللہ بول کر شریعت اللہ پر وہ نوسے  
مروانی حاتی قہ۔" (الحدیث مرآۃ نور ص ۱۷۷)

اسی قدر موسیت کے پیش نظر صاحب الزوری کا یہ اعتراض نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔

(۳) قولہ "بہ آپ (ص) مروان صاحب کی اس روش (صحت اخلاقی) پر  
الارضی ہوا تو وہ اب دیگر قرآن شریف میں بھی ایسی گندی گائیاں چروا  
ہیں۔ عاصیہ ملتے" ان کے دہم۔ گویا مروان صاحب اپنے طرز کا کام  
خدا کا کام سمجھتے ہیں۔" (مشرق ص ۱۷۷)



”ان کی چر بہذاتی کا خیال مستکون ہے شخص جو دواہنہ کا خواستگار ہے“  
 جیوٹی قیسیں کھانے والا اور ضعیف ذرا کے اور ذلیل آدمی ہے“ دواہنہ  
 کے عیب دھندلے دھندلے خلی جینی سے لگدلی تفرقہ ڈالنے والا اور  
 نیکی کا راجہوں سے روکنے والا“ (۱) اور ایسی ہر نہایت درجہ کا  
 بدخلق اور ان سب عیبوں کے ہندو لہذا جی ہے حقرب ہم اس کے  
 اس ملک پر جو شوڈ کی طرح پست لیا ہو گیا ہے داغ لگادی گئے۔ یعنی  
 ملک سے اور رسوم اور رنگ و سوس کی پابندی ہے کوئی کے قبول  
 کر لے سے روکتا ہے۔ (۲) اسے خولے قادی و مطلق چھادی قوم کے معنی  
 لیکر ایک دکان کا ملک پر استوار کیا اب کیوں حضرت مری صاحب کیا  
 آپ کے نزدیک ان جاس فتنوں سے کوئی گالی باہر نہ گئی ہے؟“  
 (حاشیہ ازاد و امام مستطیع سوم)

ہر وہ اختیار و وضع کر رہے ہیں کہ تقرات محض بطور الزام ٹھہر گئے ہیں۔  
 درحقیقت یہ ہے کہ حضرت کے کام میں کوئی گالی ہے نہ قرآن مجید میں نہ قرآن مجید  
 نہ لکھ کے وقت آیا اسے لوگوں کے حالات بدلنے کے لئے نصرت کو داغ کا ضروری  
 تھا یہی حال حضرت کے کام کا ہے نہ وہاں ہے نہ شخص جو اسے انکار گالی قرار دے  
 الزامی ضرور کہ ہے۔

## فقروہ بنجہ حضرت علیؑ اور اُن کے معجزات کے متعلق

ہم باغیجی اصل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کے متعلق تفصیل بحث کر چکے ہیں  
 اس جگہ ہم بحث کے احادیث کی ضرورت نہیں۔ ہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی اپنی ذات اور  
 بعض دیگر امور کے متعلق گفت کرنا ضروری ہے۔ معجزات نے وہی صفات اور دلائل ہیں  
 سوا کے لئے ہیں کہ حضرت مودا صاحبؑ نے مسیح علیہ السلام کو گالیوں دیا یہ حضرت مریم  
 صدیقہ پر اتہام لایا ہے اور یہی معجزات کو اس رنگ میں نہیں دیکھے اسنے یہ

اور یہ سب کچھ فرمایا کرتے ہوئے کہ ”میرا حق میری حق کے متعلق متعلق بحث کر چکی ہے۔“

## حضرت مسیح علیہ السلام کی شان کے متعلق دس عبارتیں

حضرت مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں جو عوام مسخرین ٹیڈا دیئے لگایا ہے وہ اس لئے  
تو تھے باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ بھلا جب حضرت مسیحؑ کو جو علیہ السلام اپنے کلمے کی شکل میں  
کہتے ہیں تو پھر حضرت مسیحؑ کو گالیاں بکے دے سکتے ہیں اور ان کی طرف بڑی باتیں توڑ کر منسوب  
کر سکتے ہیں۔ یہ بات عقل انسان کے خلاف ہے۔

حضرت کے سوا اہل کفر اور تحریروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت کو ہی اعلان ہے  
بطور کہ وہ دینی سوانحیات صریح فرماتے ہیں۔

(۱) ”ہم اس بات کے تھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت مسیحؑ  
علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بھیجا اور پاک اور مستبہا رہی مائیں انسان کے عزت  
پر ایمان لادیں۔ مگر ہماری کتب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی  
شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھائے  
وہ اور بھڑکا ہے۔“ (پیام آئینہ ص ۷۸ تا ۸۰)

(۲) ”ہم رنگ میں حالت میں حضرت مسیحؑ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا چنانچہ اور نیک  
اور راسخا زماستے ہیں تو پھر کہ نکر ہماری قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ  
نکل سکتے ہیں۔“ (کتاب ابرہہ ص ۷۸)

(۳) ”حضرت مسیحؑ اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے نیک  
کاروں کو رہتے رہے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی بھی صفت ان میں نہیں۔ ایک کار برائے  
میں۔ ان کی انہی اشد بے شک میں خدا تعالیٰ کے چند رسول میں ان میں  
کوئی شبہ نہیں۔“ (مکتبہ حق ص ۷۸)

(۴) ”حضرت مسیحؑ علیہ السلام بے شک خدا کا پیارا نبی تھا۔ نہرت اعلیٰ۔ جبکہ صفات  
اپنے اعداد رکھتا تھا۔“ (مجموعہ اشتہارات ترجمہ مکتبہ حق ص ۷۸ تا ۸۰)



(۵) "اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی قرین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنة الله على الكاذبين۔ اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور تعظیم سے دیکھتے ہیں۔ بعض عبادات جو اپنے عمل پر پسیاں ہیں وہ جبریت قرین نہیں بلکہ تائید و توحید ہیں و اتعا الاعمال بالنسبات اور تہاہے جیسے عقل والوں نے صاحبِ تقویٰ و ایمان کو بھی (اس خیال سے) کافر کہا تھا کہ بعض کلمات اُن کو اس کتاب میں دیکھے علوم پر لگے کہ گویا وہ ایمان کی قرین کرتا ہے اور پھر مڑوں اور چاروں کو اُن سے جدا کرتا ہے چاروں طرف اُن کا محور ہے جو اب تھا کہ اتعا الاعمال بالنسبات :

(المآثر الاسلامیہ)

(۶) "حضرت منی علیہ السلام کے ساتھ تائید و تہاہے بھی شامل تھیں اور فراموشی صبر کے لئے کافی و اخیوت تھا کہ یہ دونوں کو سلفِ امت کر لیتے اعدائے پر ایمان لاتے بلکہ وہ دن جن شہادت میں دیکھتے گئے اور وہ نور جو عداوتی میں جوتا ہے وہ ضرور انہوں نے حضرت عیسیٰ میں مشاہدہ کر لیا تھا :

(ذکرۃ الشہادتیں)

(۷) "یہی حقین دیکھتے ہوں کہ کوئی انسان عیسیٰ یا حضرت عیسیٰ جیسے رہنما پر ہدایتی کی کے ایک ساتھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وہ عید من کا دعویٰ یافت و قضا دست بدست ہی کر رہا ہے" (۱) (آٹا نامی)

(۸) "گو خدا نے مجھے خبر دیا ہے کہ شیخ محمد کی سیج کو سو سے افضل ہے لیکن ساجد بن مسیح کی بہت عزت کرتا ہوں" (دکستہ فرق)

(۹) "اسی (سیج نامی) کو خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شہر عطا کیا اور اسی میں شیخ کی قبر پر ایک عمارت بنائی ہوئی اور اس میں وہ شیخ میں شدت اتصال کیا گیا گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے :

(آئینہ کلاوت اسلام)

(۱۰) ”موت کے بعد ہی اپنی سرخس بچا کر رکھنا اور ملکہ سلیم کی زندگی بھر وہی سو فیہ کس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہنام ہوں۔ اور مفید اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو کہ اپنے بچے کو بچہ کی سرخس کی قوت نہیں کرتا۔“ (کشتورج سے نقلیہ خود)



ترجمہ۔ ہم نے پر سب باتیں اذو کوئے اناجیل بطور دارم ضم لکھی ہیں۔  
 ورنہ ہم کو شیخ کی عزت کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ  
 پادشاہ اور برگزیدہ نبیوں میں سے تھے۔

گرا حضرت شیخ موصوفی السلام نے جو کہ علماء و محققان قرآن و تاجیل کے  
 بہادت کی بنا پر عیسائی مسلمات کے معائنہ لکھا۔ لیکن وہ بھی کب و سب اس تاپک  
 گروہ کے قائم حصوں کے سرور اور پاکیزگی کے جبر علی اللہ علیہ وسلم پر ناقابل برداشت  
 اتہام و تحسین۔ بھائیو! کیا حضرت موصوفی صمد گدائی (علیہ السلام) کا بچہ برہم ہے  
 کلاپ لکھی کریم علی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے عزت دینی کے باعث خدا کے  
 سامنے اس کے سلمات کو دیکھو! کیا تم اس بنا پر شوق مند ہو کہ جو اونی لکھ  
 ولسا قکتیوں۔ اسے کاش تم ہی سچے موصوفی صمد گدائی عسقلان عربی عسقلان  
 علیہ وسلم کی عزت اور محبت ہوتی تو ہمارے کو وہ کس قدر قیمتی میرا ہے۔ اچھا خدا  
 نے ہمیشہ کے لئے ذیہ دیکھا اور اسی کا فیضان آسمان کی بہت کا درجہ ہوگا۔ بیچک  
 تم کو تعجب نے اندھا کر دیا ہے۔ لیکن خدا حضرت شیخ موصوفی السلام کے بنی العناظ  
 پڑ ہیئت العناظ اور درج و شوکت سے ہر بنی العناظ کو تو پر اعد۔ فرمایا۔

”اب کوئی پادری تو میرے سامنے آؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت  
 علیہ السلام پہلے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ پادری کو کہہ دو۔ دانا دانا  
 سے پہلے ہم گزریا۔ اب وہ زمانہ آگیا میں میں خدا پر ظاہر کرنا چاہتا  
 ہے کہ وہ رسول عسقلان عربی میں کو لگایں دی گئیں۔ میں کے  
 نام کی ہے عزتی کی گئی۔ میں کی تحریک میں برہمت پادریوں نے کئی دیکھ  
 کتابی میں مذہب میں ظہر کرنا شروع کی۔ وہی تھا اور بچوں کا سرور  
 ہے اس کے قبول میں اعد سے زیادہ اٹھا کر لگایا۔ مگر آخر میں رسول کر  
 تاج عزت پناہ لگا۔ اس کے غلاموں اور خادموں میں سے  
 ایک نہیں ہوں۔ میں سے خدا کا لکھا ہے کہ اسے اور میں پر خدا کے

غیبوں اور ناشائوں کا رد و ردہ کھود گیا۔ اسے تلو فواقم کفر کو بڑا کچھ  
 کہو تباری تکفیر کی اس ٹٹھی کو کیا پرواہ ہے جو خدا کے علم کے موافق دین  
 کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایت کو بارش کی طرب  
 دیکھتا ہے۔ وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر آقا تھا وہی یہ عدل  
 پر بھی آقا ہے مگر اپنی حقانیت میں اس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور بھی  
 بشر ہوں۔ (حقیقۃً اوی مسیح)

الزامی جوابات میں علماء اہلسنت کے شحوالے | جناب مولوی اکی سہ سہ  
 اپنی کتب استفسار میں لکھتے ہیں:-

(۱) "حضرت جیسے نے کونسا مرتبہ درخت لگائی کا اٹھا رکھا جو یہودیوں کے

خطاب میں ان کی کفریات پر نہیں کیا؟" (مستندہ مشرق)

(۲) "حضرت یحییٰ کا سبزوہ اسیا نے نیت کا بیٹے بھائی متی کہتے پھرتے

ایسا کہ ایک آدمی کا سرکاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑے

چاکر کہا کہ اٹھ کھڑا جو وہ اٹھ کھڑا ہوا؟" (۰۰ مشرق)

(۳) "اشعیا اور دیریا اور یحییٰ عیسیٰ السلام کی سی غیب گوئیاں تو اربعہ نجوم

اور دلی سے کوئی نکل سکتی ہیں۔ بلکہ اس سے بہتر؟" (۰۰ مشرق)

(۴) "لکھنؤ ہات ہے کہ اکثر پست گوئیاں اے بیا سکھائی اسرائیل اور عیادیں

کی ایسی ہی جی جیسے خواب اور ہمدردوں کی بڑ؟" (۰۰ مشرق)

(۵) "یسوع نے کہا کہ لوٹ لیں کے بے گھر ہیں اور پرندوں کے سقے بیسے

ہیں۔ پر بیسے بے گھر مرد لکھنے کی جگہ ہیں۔ دیکھو یہ نادر و مبالغہ ہے

اور مریخ و چاند کی تلخی سے شکایت کرنا کہ قلع قرین ہے؟" (۰۰ مشرق)

(۶) "حضرت جیسے ایک انجیل کے درخت پر صلیب اس صلیب سے کہ اس میں

پھل نہ تھا اٹھ ہوئے ہیں عبادات پر خطاب، حلقہ کمالی جہالت

کی بات ہے ؟ (۱۰۱۱)

(۱۰۱) حضرت یحییٰ نے یہودیوں کو جس سے زیادہ جو گاہیں وہیں تو علم کیا ؟ (۱۰۱۲)

(۱۰۲) قریمت حضرت عیسیٰ کی اولاد کے حکمت کے بہت ہی ماحول تھی (۱۰۱۳)

اس کے علاوہ ایک بڑی بگ مولیٰ نکلتا تھا صاحب ہمارے بڑی بڑی بڑی بڑی

ہی انہوں نے ایک کتاب (قرآن) الا وہاں ہی ثابت کی ہے ہی کے

۱۲ کے صاحب ذیل ہی ۔

(۱۰۳) ہمارے صاحب مسیح بسیدہ زمان ہمارے گشتندہ و بالی خود سے

طوریہ خود (۱۰۱۴) فاسرہ پایا آفتاب ہمارے ہر سپہ خدا آفتاب

مرزا و مریم و دوست سے و اہل و عورت ہمارے (۱۰۱۵) شہید و بزرگ

کساں عطا سے فرمودہ (۱۰۱۶)

(۱۰۱۷) نہ سے پاکیزگی (۱۰۱۸) عین عین علی السلام کو فرزند کلان و بزرگ

پندہ بستر مشدد (۱۰۱۹) و خندہ زانو و دم زانو (۱۰۲۰) و زانو و زانو (۱۰۲۱)

وقت زانو کہ جھکد ہوا دست کہ نہ جز ہر ہی ست و قیل و ذل (۱۰۲۲)

ای صحن کہ او ملو (۱۰۲۳) ست علم سو حق (۱۰۲۴) آئی سند ہوتا (۱۰۲۵) و عین عین علی السلام

سزاوارچہ ذکر و دست و زجر ہم ہوا ہزار و دلا تبار و کان و زانو بیکار

ذکر و ذ (۱۰۲۶) و دلا و دلا (۱۰۲۷) کہ از شکم تا مار و تیکو شہار و مار و مار و مار

و سلیمان و مسیح و غیر (۱۰۲۸)

تا ظہر کوام ایک ہاں و اہل و عین عین علی السلام (۱۰۲۹) حضرت مسیح ہر و عین علی السلام

ہی سے زیادہ کیا تھا ہے ؟ اب اگر مصنف عترة ہمارے سر سے عطا و شہار کی نظر میں حضور

تاجی ہر ہم ہی تو ہر مولیٰ و دست و عین صاحب ہوا ہوا کی اس صاحب ہر کیوں ہی ہوتا ہے

نہی لگا ہوا ؟ مصنف عترة کو و ہر ہر سے خاص بہت معلوم ہوتا ہے (۱۰۳۰) ہم و اہل

ہی صاحب ہوا تا ہوا تا ہم صاحب تا قوی باقی (۱۰۳۱) و ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

کوتہ ہے ۔

الزامی جوابات اور باقی مدد فرمائیے بند | آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ۔

”اگر تدوین کنندہ اس سے حصے کر رہا ہے تو اسے بڑھا دیا کریں اور تدوین کنندہ اس دشمن کے ہلکا کریں تو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت حضرت کے دشمن ہو گئے ہیں۔ خود کے گرد لگیں مُغیر ط فی الصحتہ اس کا بہت نہیں ہوتا جس کی محبت کا وہی ہوتا ہے۔ بلکہ اپنی خیالی تصویر کا محبت ہوتا ہے۔ نصاریٰ جو دعویٰ محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں تو حقیقت میں ان سے محبت نہیں کرتے کیونکہ وہ وعدہ ان کی محبت کا خدا کے پیشا ہونے پر ہے۔ سو یہ بات حضرت عیسیٰؑ کی تو معلوم ہے ان کے خیال میں تھی۔ اپنی خیالی تصویر کو اُپہتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو خداوند کریم نے ان کی واسطہ داری سے برفروغ دکھا ہے۔ ایسے ہی شیر میں اپنی خیالی تصویر سے محبت کرتے ہیں۔ اگر اوجہیت سے محبت نہیں کرتے۔ اس محبت پر عبادین قدوس شناس کو دشمن اوجہیت کہنا ایسا ہی ہے جیسا نصاریٰ کو عجم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت کو دشمنی چھنے لگتے ہیں“

(دارالحدیث الشریفہ ص ۲۳-۲۴)

اس عبارت میں الزامی جوابات کا جواب نہیں دیا گیا اور جس طریق سے مذکور ہے اسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اختیار فرمایا ہے۔ جناب موعودؑ کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰؑ کی دو صورتیں ہیں (۱) ایک حقیقی صورت جو اسلامی عقائد میں نبی اور رسول کی ہے (۲) دوسری خیالی تصویر جو عیسائی عقائد میں خدا کا بنیاد ہونے کی ہے۔ چنانچہ یہ چاہئے کہ یسوعؑ کوئی عہدہ وجود نہ تھا ایسی ہی حقیقت مذکورہ بالا تشریح کی موجودگی میں ہم نصاریٰ کے پریشانی کردہ یسوعؑ کو حضرت

مسیح کی حقیقی صورت نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کو ان کی خیالی تصویر ہی کہیں گے۔ اور انہوں نے صورت اگر ہو وہ نہایت ہی خیالی تصویر ہے۔ اعتراض کیا جاوے تو وہ اعتراض اپنی باتوں کی نفی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہ ہوگا تاہم اس سے تو یہی انبیاء و کائنات پیدا کی جاوے۔ اس شخص کے ساتھ مولانا موصوف نے ایک جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق لکھا ہے :-

”اپنی پسند جو تمام دلائلوں کے لوگوں کے نامور ہی میں نامی ہے اس پر کیا بھٹکی اور چھار لکھ ان بھولت سے بیٹھی نہیں دیتا جس طرح حضرت ابراہیمؑ اپنی دختر مسطرہ کو حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دیا۔ آپ بھی دیکھتے رہے اور صاحبزادے بھی۔ پھر صاحبزادوں میں ایک وہ بھی تھی کہ چھوٹے تیسریں بھڑا فرق برآمد کا سنا بد کیا حالاکہ وہ زنا و عیسیٰ اور قتل کا تھا اور ہیں کے کھانچ کے وقت میں مشابہت تھا۔“  
(دہلی اشیدہ ۱۳۱۵ء مطبوعہ علی گڑھ)

یہ بات اگرچہ ہے لیکن اچھا یہ پسند کے لئے سازگار صورت ہے۔ جو جواب وہ اس الزامی جہالت کا دے سکتے ہیں وہی جواب چھار ہے۔  
مسٹر حق پرشپ لکھی تھا ہے کہ حضرت مولانا صاحب پر جب اس باب میں اعتراض ہوا تو یہ کہہ دیا کہ :-

”یہ اعتراض بائبل کی بناء پر رکھے گئے ہیں۔ مجھے آدمی بائبل تو صرف ہے اس کے بیان سے مسٹر غلامی کی آپ کو کون ضرورت پیش آنی جبکہ قرآن کرم حضرت عیسیٰ کی پاکیزگی پر ہے۔“ (مطبوعہ مسٹر)

صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے ان اعتراضات کو بطور الزام نہیں پیش کیا کہ بائبل کو مسند نہیں پڑا اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکیزگی کا انکار فرمایا ہے بلکہ ان کو ان کے مروجہ نقشہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن یہی کہتا ہوں کہ یہ جواب اعتراضات کی وہی ضرورت تھی جو میری فکر کا تمام صاحب باقی خود مولانا کو مسند پر جہالت کی



تھی۔ ہمارے حضرت نے تو اپنے دماغ کو مسیح کی حالت تحریر فرما دیا ہے۔  
 (ب) ہمیں حضور مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا ہر حال لکھا ہے اور  
 صرف مسیح (پادری) کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی مسیح کا  
 افسانہ ہی ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی سخت جھوٹی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے  
 بہتر ہی مشقّت سے لکائیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالیں اور پھارنا  
 دلزدہ کیا ہے؟ (مدا)

(ب) ہمیں مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جاننے اور مانتے  
 ہیں جس نے خدا کی کا دعویٰ کیا مزیثا ہونے کے بعد بے باب میں مصطفیٰ  
 اسجلی جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے آسنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا ہوگا

حضرت مسیح کی بنیاد لادت | مسیحا حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 نے بکثرت تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح

بنیاد کے معنی قدرت الہیہ سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔  
 (الب) اَوَلَا اَنَّ اللّٰهَ كَانَ يُشَلِّحُهُ وَابْتَرَهُمْ وَيُجِزُّهُمْ بَلٰكِيَا نَسْتُمْ وَتُحْسِرُكُمْ  
 وَتُكْسِمُكُمْ وَتُجِلُّوْا لَكُمْ نَا اُولٰٓئِكَ مَا تَعْلَمُوْا لِقَدْ وَاٰلَا ذٰلِكَ هُوَ  
 حَقُّنْ جِيئَنِي مِنْ غَيْرِ اَبٍ بِالْقُدْرَةِ التَّجَزُّوْةِ فَكَلَامٌ وَصِيْلِي  
 اَوْرَ حَاصًّا لِكِتَابِيَّتِنَا (سورۃ الاحقاف ص ۱۸)

ترجمہ۔ اللہ نے ارادہ کیا کہ یہودی کے جراحات سے وہ ان کی ذات و  
 دھواں کو پھڑکے سو ان سے اس کے لئے پہلی بات یہ کہ حضرت عیسیٰ  
 کو بغیر باپ صلی قدرت سے پیدا کیا۔ یہی صورت عیسیٰ ہمارے ہی کے لئے  
 اور اس لئے ہے؟

(ب) اَوَلَا اَنَّ اللّٰهَ تَوَلَّاهُ جِيئَنِي مِنْ غَيْرِ اَبٍ (سورۃ الاحقاف ص ۱۸)  
 ترجمہ۔ ہماری صورت عیسیٰ کی پیدا کنی بغیر باپ کے ہوئی؟  
 پھر حضور اسی جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”يُحْيِيهِ ثُمَّ كُلُّهُ الْجَنَّةِ مِنْ الْكَافِرِينَ لَا يُفْقَرُونَ فِي حُلِيِّهِمْ وَلَا يَأْكُلُونَ  
 الْبَقِيَّةَ مِنْ يَسْمُومَةٍ أَوْ سَيْفَةٍ أَوْ سُلَاقَةٍ وَلَا يَقُولُ لَهَا رَاحِلَةٌ وَلَا يَقُولُ لَهَا  
 تَوَلَّى مِنْ تَلْفَةٍ يُؤْتَى فِيهَا وَلَا يَقُولُ لَهَا رَاحِلَةٌ وَلَا يَقُولُ لَهَا تَوَلَّى مِنْ  
 الْجَنَّةِ لَا يَمُوتُ“ (مواجب الرحمن مشرق)

ترجمہ۔ بلکہ ان لوگوں پر بہت رحمت ہے جو ان کی بات پر خود نہیں  
 کرتے۔ ان کو یہ معاملہ بھی کرنا ہی رحمت کی علامت ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے  
 ہیں کہ حضرت عیسیٰ اپنے باپ پر حق تعالیٰ کے نطفہ سے پیدا ہو سکے ہیں۔ یہ  
 لوگ جہنمیتوں کے باعث حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضور کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت  
 بغیر باپ کے جوئی تھی۔ ایک مقام پر حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں فرمایا۔  
 ”بعض المراد انت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے شہادت  
 رکھیں گے جس نے پادرسائی اختیار کی۔ تب اس کے وہم میں عیسیٰ کی ولادت  
 چھوٹی گئی اور جیسے اس سے پیدا ہوا۔“ (کشفی نوح مشرق میں نکلیں)  
 گویا حضرت مریم کی پادرسائی اور حضرت عیسیٰ کی بے باپ ولادت پر آپ اتفاق  
 رکھتے تھے۔ اس واضح صداقت کے بعد آپ پٹیا لوی صاحب کی دیانت ملاحظہ کریں۔  
 لکھتے ہیں۔

”مرزا صاحب بھی یہودیوں کی طرح حضرت مریم صبیحا علیہا السلام کو زانیہ  
 اور عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز تعلقات کی پیداوار سمجھتے تھے۔“ (مشرقی مشرق)  
 ناظرین! ہم اہم حضرت کے الفاظ اور رد و رد کے کچھ ہی۔ مسرتی نے اس جہاد میں  
 حضرت کا نام لے کر وہ حقیقت اپنی یہودیت کا ثبوت دیا ہے۔ مریم صدیقہ کو وہم کرنا  
 نیز حضرت کے کام میں خیانت اور خرمین کی۔ یہاں ہے ”ثُمَّ يَكْفُرُ بِهَا ثُمَّ يَكْفُرُ بِهَا ثُمَّ يَكْفُرُ بِهَا“

جلا سکا مرنے لگتی تو جہنم پر لکھا ہے ۔۔

”سیح و مسیح“ نہیں تو اسی کے چاروں بھائیوں کی بھی موت کر جائے گی  
کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ موت اس وقت  
جائے گی تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی مشیروں کو بھی مظلوم سمجھا  
جائے گی کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے بیٹے ہیں۔“

حضرت مسیح کے بھائی اور بہنوں کے لئے کتاب ”اہل سنت و جماعت“  
مستند اور دی جان آئیں گا نیز مطبوعہ مشن مغل ”کاماشیر“ میں سوانح بھی دیاتے  
لیکن ہم کو اس عبارت پر حقیقی مشیروں کا لفظ آگیا ہے اس لئے معترض کہتا ہے کہ  
حضرت اس کے نزدیک مسیح کی ولادت نامحاذ تعلقات کا نتیجہ تھی۔ المومنین ۵۷

بریں عقل و دماغ بسا یہ گریست

معترض کی آنکھ نے صرف ایک لفظ حقیقی دیکھا لیکن اس کی تشریح ”یہ سب  
بزرگ مریم بتول کے بیٹے ہیں“ پر غور نہ کیا۔ اور فقرہ پانچوں ایک  
ہی ماں کے بیٹے ہیں“ پر بھی غور نہ کیا کہ ان میں صاف بتایا گیا ہے کہ ان کا حقیقی  
ہونا بھائی یا محض روحانی (رُشَقًا اَلْمَلٰٓئِکَةُ وَرُشَقًا) کے بالقابل ہے نہ کہ اس کا  
پر مطلب ہے کہ ان سب کا ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں تھی۔ افسوس کہ معترض نے  
حضرت کے لفظ مریم بتول کو بھی نہ نظر نہ کیا۔ بات یہ ہے کہ انہیں تو عزرا میں سے  
مؤمن ہے اور مخلوق خدا کو دیکھ کر دینا منظور۔

ایک مصلح کے حوالہ میں خیانت | سینہ حضرت سید موحی علیہ السلام  
نے افغان قوم کی نجات کے لئے  
مٹا بہنوں کے ذہن میں پھر برقرار ہے ۔۔

”ان (افغانوں) کے بعض قبائل ۷۰ اور علاج میں کچھ چمکداں  
فرقہ نہیں سمجھتے اور غور میں اپنے منسوب کے بلا تعلقات ہیں اور باتیں کرتی  
ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب پر حق کے ساتھ قبل نکاح

پھر اس امر کی سیل و سم پر بحث و شہادت ہے۔ مگر غواشی سرحدی کے حصے  
قبائل میں یہ رواج خود تو ان کی اپنے مشوروں سے جس سے زیادہ ہوتا  
ہے۔ حتیٰ کہ بعض روایات کے ساتھ سے پہلے عمل بھی ہو جاتا ہے۔  
(ایام الصلح اردو مقالہ حاشیہ)

صاف ظاہر ہے کہ اس عہد میں حضرت مریم علیہا السلام پر کوئی دعوام نہیں  
لگایا بلکہ یہودی اور افسانوں میں ایک ترقی شریعت کا ذکر کیا گیا ہے جس میں حضرت  
مریم صدیقہ کا یوسف کے ساتھ قبل نکاح صرف پھر رواج ہے۔  
اگر مفسرین و مفسرین دعوام ہوتا تو اس واضح بین و اعتراض نہ کرنا لیکن اس کی غفلت  
نے جب اس صاف عہد میں کوئی یہودیوں کی گواہی کا دیا تو اس نے اندر و بیانات  
عہد کو بدل دیا اور اس نے صورت کی کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۱۱ کے حسب ذیل عہد  
منسوب کر دی و نقل کر کے جوئے لکھا ہے۔

”افغان پر دیوں کی طرح نسبت اور نکاح میں کچھ فرق نہیں کرتے۔  
راکیوں کو اپنے مشوروں کے ساتھ عاقبت اور احتیاط کرنے میں اضافہ  
نہیں ہوتا۔ مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ احتیاط  
کہ وہ اس کے ساتھ گھر سے باہر نہ لگے اس دعوہ کی بڑی شہادت ہے۔  
اور جسے پڑی غواشی کے قبیلوں میں راکیوں کا اپنے منسوب راکیوں کے  
ساتھ اس قدر احتیاط پایا جاتا ہے کہ ضعف سے زیادہ راکیوں کا رواج ہے  
پہلے ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔“

اور پھر بطور تہذیب خود لکھا ہے۔

”مریم اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح احتیاط کرتی تھی  
اور اس کے ساتھ گھر سے باہر نہ لگایا کرتی تھی اور قوم افغان کی طرح  
قبل از نکاح ہی حاملہ ہو گئی تھی۔“ (عشر و مقالہ)

تاثر میں اظہار بتلائے کہ مفسرین کے نتیجہ کا آخری جمل فقرہ اس کے مستور حوالہ

ایک نام اصلاح پر بھی کہیں مذکور ہے ؟ آیام اصلاح کی اس عبارت کے سابقہ احکام میں انھوں  
 قوم کا کوئی اسرائیلی ہونا ثابت کرنا مذکور ہے مگر ستر جن میں سے مریم صدیقہ کا قبل از  
 نکاح یوسف کے صادر ہونا مستلزم ہے نہ

انھیں کچھ کسی کو بھی ایسی خوشنودہ سے

دوسے آدمی کو موت پرے جدا داند دوسے

اس اقتضا میں صرف اسرائیلی مردان کا ذکر ہے اور اس کی مثال میں تارہ بھی  
 واقعہ حضرت مریم اور یوسف بنجارہ کا قبل نکاح پھر مذکور ہے۔ اسی عبارت کے تحت اصلاح  
 پھر مذکور ہے آیام اصلاح کی اس عبارت میں بھی صدیقہ کے لفظ سے واضح کیا گیا ہے کہ ان کا  
 بذریعہ رسول کرنا اپنی جنابت کا ثبوت درج ہے۔

مفسر ہے کہ ستر جن بیباوی نے آیام اصلاح کی عبارت کو سمجھ رکھا کہ یہ لفظ بیباوی  
 کی یہ لفظ اول کر اسے معلوم ہوتا چاہیے کہ وہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی ہے  
 بلکہ حضرت مولوی محمد مکریم صاحب کا ہے یہاں کہ ان بیباوی بیباوی صاحب کا ہے۔ مقدم جب  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل کتاب آمد میں بطور موجد ہے تو فلاں کو پھر اپنی آمد  
 میں بیان کر کے دھوکہ دینا کہیں تک درج ہے ؟ اختلاف اٹھانے کی کافریت ہے ۶۔  
 محکم کا وہی عبارت میں لفظ اختلاف طے جو عام ہے۔ اس جگہ اصل کے لحاظ سے اس کے  
 معنی صرف ”حضرت مریم صدیقہ کا اپنے محبوب دوست کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا  
 کے ہوں گے۔“ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں حضرت  
 مریم پروردگار نے ہم یہ صرف ستر جن بیباوی کی پودیت لیا دیا ہے۔ اس نگر سوال یہ کہ  
 حضرت مریم کے یوسف کے ساتھ پھرنا کا نبی صلیا ہے تو ایسے ہی تاثیر کی شہود ہمارے  
 کتاب الکامل کی عبارت پر آج بھی ملتا ہے۔

”فَإِذَا كُنَّا فَانًا مِّمَّنْ يَنْزِلُونَ فِي حُجَّةٍ مِّنَ الْكُتُبِ سَوَاءٌ كَانَتْ حِينَ ذَٰلِكَ عِيَّةً  
 يُؤْمِنُونَ بِصَفْوَتِ نَبِيِّنَا كَانَتْ الْقِبَارُ تَطْلِيَانِ وَحُجَّةٌ مِّنَ الْكُتُبِ سَوَاءٌ كَانَتْ  
 يُؤْمِنُونَ بِحُجَّتِهَا بِمَا رَأَيْتُمْ بِمِنِّ نَبِيِّنَا سَوَاءٌ كَانَتْ يَدُ الْبَاطِلِ وَكَانَتْ الْكَلَامُ





بزرگائی جو ایک طرف سے دہوی بھی تھی مگر رہنما صاحب کی بھی بکری تھی۔  
 دیکھو پتھر ۱-۲ اور دوسری تائی جو ایک طرف سے دہوی تھی مگر اس کا نام  
 قمر ہے۔ یہ خانگی جگہ جو رتوں کی طرح حرا، منکار تھی۔ دیکھو پتھر ۱۱-۱۲-۱۳  
 اور ایک تائی یسوع صاحب کی جو ایک دھشتہ سے دہوی بھی تھی نبوت صبیح  
 کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاکو امی تھی جس نے وہاؤ کے ساتھ لڑا کیا  
 تھا۔ دیکھو، سوسائیل ۱۱-۲۰ (مست یکن مشق)

۴۴ عربی اس القباس سے آپ کو خوب معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت سنے یہ بیان بائبل  
 کے مسلمات کے لحاظ سے لکھا ہے اور حوالہ دیکر لکھا ہے جیسا کہ مولوی رحمت اللہ صاحب  
 ہا جو بھی لکھ چکے ہیں اس دلیلی اس کو الہامی جو اب دیکھنا بلکہ عقیدہ قرآن وینا  
 پر سنے درجہ کی خدا اور ہٹ دھرمی ہے۔

پتھر لوی خدا کی شرمناک خیانت | مصنف مشرق کا سنے دیکر متانت  
 کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

ایک بڑا بہتان یہ داندھا ہے کہ حضور اگلے شوبہ کر کے حسب ذیلی مہارت لکھی ہے۔  
 ”یہ بات پر مشیدہ نہیں کہ کس طرح یہ وہ (حضرت جیلے) تھرم جو ان  
 حور قوں سے ملنا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے مطر لوتا تھا۔  
 وہ ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا اور جب استاد کے سامنے اس کے سن و  
 جمال کا ذکر کر چیا تو اسے دھنڈا سے ملان کر دیا۔ اتھم اور فردی مشق“  
 (مشرق کا سنے)

قاری کرام! قلی نظر اس سے کہ انہوں نے لکھ کے اس پرچہ کے کلمات حیات ۵۴  
 نوے سن ایک عیسائی کی طرف سے اور سنی گتنگ اور دوسنے بائبل کے یزین  
 مہار قوں حضرت مسیح علیہ السلام کی بھانے عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد ہے۔ ہم  
 نعر حق بنیادی کی خیانت کو قالی نظر انداز نہیں کھنے۔ ۴۴ عربی کرام! آپ مخرجی کے  
 الفاظ کو زیر نظر رکھ کر انہار اللہ کے من سے اصل ان الفاظ کو فروا نہیں لکھا ہے۔



”ایک یہودی نے یسوع کی سواغری ٹھکی سے خود دو پہاں جو جڑ ہے  
اُس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکا پر عاشق ہو گیا تھا اور اپنے پاس  
کے سامنے اس کے حسن و جمال کا ذکر کر دیا تو استاد نے اُسے طعن کر دیا۔“  
(الحکم مؤرخ اور فوری حقائق ص ۱۰۷)

اُن! انکا تحریر اور ایسا بھڑا اچھا اثر خدا تعالیٰ کو دیا تو یقیناً  
ایمانی حضرت اُسے ایک دوسرے موقع پر تحریر فرمایا ہے۔

”ایک شریعہ یہودی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک ترسہ ایک لڑکا جو  
پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عاشق ہو گئے تھے۔ یہی جو بات دشمن کے منہ سے  
نکلے وہ قابل اعتبار نہیں آپ خدا کے قبول اور پریمائے تھے۔  
نجیبت ہی دو لوگ جو آپ پر کویں لگاتے ہیں۔“ (بخاری ص ۱۰۷)

مستری کے دو اور غلط استدلال (۱) مستری کیا ہی لکھا ہے کہ حضرت  
امیر اصحاب مسلمانوں کے دے دے دے دے  
کے لئے اس طرح بھی لکھتے ہیں۔

مہجرات ایمانہ سابقین + آنحضرت کی بیانیہ باقیات  
ہر ہر ایمانہ دلایا ہواست + ہر ہر ایمانہ دلایا ہواست  
(مستری ص ۱۰۷)

گویا یہ کہ حضرت اسی حضرت شیخ کے مہجرات کی قرآن مجید کے بیان کے مطابق آتے  
تھے۔ مسلمانوں کا شریعت ان کو دیکھا دے کہ یہ ایک ہی ہے جس کی موت کا ان کو نہ  
ہوئے نہ دے نہ توئی موت کہتے وقت خود پیدا نہ ہوا۔ ”مہجرات کو غرضی ملکہ  
سے لکھ لکھ کہتے وقت خود یاد رکھ دے کا خیال نہ کیا۔ عرب حضرت شیخ کے مہجرات  
کے لئے ہی کا ذکر ہو گیا تھا۔ الجب ثواب۔“

(۲) مستری حضرت شیخ مہجرات کے حق میں خود رکھ دے کہ یہ ایک ہی ہے جس کی  
موت کا ان کو نہ ہوئے نہ دے نہ توئی موت کہتے وقت خود پیدا نہ ہوا۔ ”مہجرات کو غرضی ملکہ  
سے لکھ لکھ کہتے وقت خود یاد رکھ دے کا خیال نہ کیا۔ عرب حضرت شیخ کے مہجرات  
کے لئے ہی کا ذکر ہو گیا تھا۔ الجب ثواب۔“



استعمال الزامی طور پر مرزا صاحب کی تصانیف و تہذیب سے ہی کیا گیا ہے اور اپنی طرف سے کسی جگہ زیادتی و سبقت نہیں کی گئی۔ محسوس ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ ان کی طرف سے ہوئی تو کیا ستر ضل یا لوی کے سمجھتے ہوئے اسے قانون کے مطابق اس کا یہ اعتراض خود بخود باطل نہ ہو جائے گا؟ حضرت اقدس مقرر فرماتے ہیں۔

”تمام مخالفوں کی نسبت میرا بھی دستبرد ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالفت کی نسبت اس کی بدگویی سے پہلے خود بدنامی میں بہت کرنا۔ مولوی محمد حسین شاہ لوی نے جب جہالت کے ساتھ زبان کھل کر میرا نام و مقام دیکھا اور میرے یہ فتویٰ کفر لکھ کر صلیب پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے بکھے گا یا ان دولانیوں اور جگہ پروردگار رائے سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب، مستبد، دجالی، مغرور، متکبر، ثعلب، قاتل، فاجر، ظالم، خائن، دیکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ مصیبت نیت کے ساتھ ان تقریروں کی عداقت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور نہیں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی ضد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے۔ ان سب مولوی لوگوں نے مجھے ڈکھ دیا اور مجھ سے زیادہ ڈکھ دیا اور ہر ایک بات میں غیص اور قضا کا نشہ دے دیا۔ میں نہیں بخیر اس کے کیا کہوں؟ مگر اے عجب! لکھا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ قُوا ذُلَّكُمْ﴾ (قرآن مجید، الاحزاب ص ۱۷۷)

مفسرین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ میں نے سے بدنامی نہیں کی اور کسی کے شعلہ ابتدا نہیں کی جبکہ میرا بطور عداقت ہوا۔ ستر ضل کہتا ہے کہ مصیبت کا یہ دوکشتی کی ابتدا مرزا صاحب کی طرف سے ہی ہوئی تھی۔ اب فیصلہ کا طریق بالکل آسان ہے اور وہ یہ کہ تصانیف کے

زور سے ہمارے مخالفانہ کسی ایک مولوی وغیرہ کے متعلق حضرت کے کلمات الفاظ پیش کریں جس نے ان الفاظ سے پہلے بدذاتی نہ کی بلکہ بدذاتی میں جس سے بڑھ د گیا ہو۔ مخالفین کو ہماری طرف سے یہ کھلا چیلنج ہے۔ مگر وہ ہرگز اس طریق سے فیصلہ کے لئے تیار نہ ہونگے وہ بدذاتی ہزار باتیں باتیں مکتوبات کے لحاظ سے حضرت کی طرف سے سخت سخت اٹھکی ابتدا ثابت کرنا ناممکن شمالی بود متفق ہے۔

مولوی شہداء شہداء صاحب کی گواہی | جس نے بعد ازاں عدالت آقاہی اٹھائی  
 اور دلائل کی گواہی ہے؟ مولوی شہداء صاحب  
 اور مولوی لکھنے میں کہ۔

”مولا صاحب کے دعویٰ سیرت پر سب کے اول مخالف مولوی  
 محمد حسین صاحب بٹالوی آئے۔ جنہوں نے مولا صاحب کے اقرار کو بجا  
 کر کے اقرار کر کے کہہ دیا کہ خود ایک فتویٰ لایا جو اپنے مخالفانہ  
 میں چھاپا ہو کہ میں یہ ہے کہ بعد ازاں فتویٰ کے مولا صاحب نے کہا کہ وہ اپنے  
 کے اپنے خیالات اور وقت حالات میں جو ترقی کی راہ کو دیکھتے ہوئے یہ فتویٰ  
 جن خیالات پر مبنی دیا تھا وہ کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے؟“  
 (از سالہ کار و عمر مولانا صاحب)

مولوی نے فتویٰ کفر و فحش میں ابستہ اور ان خیالات پر فتوے دیئے جنکی  
 مولوی شہداء شہداء صاحب کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ بہر حال یہ ثابت ہو گیا کہ عدالت  
 میں ابستہ اور ان کے خلاف ہی تھے۔ پس ستر جن کے اپنے اصولی حقیقت کے  
 لحاظ سے یہ اعتراض باطل ہے۔

لے کارٹر کا نام اور وہی ہے آج سے چھ برس پہلے وہی تھا لکھنؤ کے جس طریق سے بعد  
 کہ لکھنؤ کی جرات نہیں ہوتی ہم آج پھر اسے ٹہرے لے رہے۔ کیا کوئی ہے جو اسے مخالف طریق پر بعد  
 کہے؟ (دعا دار اور انصاف دار صریح۔ حوالہ نمبر ۱۹۹۹)

## گالی اور اظہارِ اقصر میں فرق

کلامِ کرب پر قرآن سے گالی کہتے ہیں لیکن اگر مرقب ضرورت مناصب و مقام میں حقیقت کا اظہار کیا جائے تو یہ امر واقعہ کہنا ہے گا۔ ہم اس فرق کے متعلق پیشتر اور بھی ملوث ہو چکے ہیں۔ انبیاء اور خدا کے پیروں کو یہ بندہ جب خطِ حقانی کی طرف سے آتے ہیں تو اگرچہ وہ سبقت ذکر پہنچیں مہلات کے باقیات میں کہ مجبوراً لوگوں کو خدا و حق و حقیقت اور حق کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک جمود و طغییب کی طرف روئے مٹا کر بعض لوگوں کے دھڑ سے آگاہ کرتے ہیں۔ نہ وقت بیگتے ہیں کہ ہم کو گالیاں دی جا رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حق اور جھوٹی تجزیہ کے دلدل اور لوگ سب نہیں یہ قریباً اسی قسم کا اور اہم نکات ہیں۔ ایک دوسری صورت اظہارِ امر و خدا کے وہ ہے جو دوزخ و عذاب میں پیشین آتی ہے۔ ایک جرم کے خلاف فیصلہ کے وقت اس پر فروزم نکالتے اور اس کے جرم کا اظہار کرتے ہیں۔ جمود ہے۔ نئی دنیا میں نچ ہو کر آتا ہے۔ بشریہ طریقہ ہونا اس کا لازم معنی ہے۔ اس کا نام ہے کہ دنیا کے لوگوں پر راستی سے عدالت کے لیے مسیح موعود کے لئے فخر و خدائی کا لفظ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ گالی اور امر واقعہ میں فرق ہے۔ مصلحتیں اور دنیا کی مصلحت گالی اور سری حق میں آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”میں نے اس (مسعد اللہ علیہ السلام) کو خدا کی پرست مہر کیا اور اپنے تئیں دو کا کیا لیکن جب وہ مجھے گرو گیا اور اس کے اندر سے گندہ کا بلی ڈال گیا تب میں نے ایک آیت سے اس کے حق میں وہ اعجازِ امتداد کے بر محل چڑھایا تھے اگرچہ الفاظ میں کہ مذکورہ بالا حق و میں مصلحت ہیں بقا پر جس قدر ملت میں مگر وہ دشنام دہی کا قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور میں ضرورت کے وقت لکھ گئے ہیں۔ ہر ایک بنی حلیم تھا مگر سب کو واقعات کے مطابق لے

انعام اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرتے پڑتے ہیں۔ یہنا لفظ انجیل میں اس قدر  
 نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم انہی انجیلوں میں القیسوں 'قریسسوں' اور  
 یہودوں کے خلاف کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ منکار ہیں، فریب  
 ہیں، مفسد ہیں، سانپوں کے بچے ہیں، بھیڑیے ہیں، اور ناپاک طبع، اور  
 غراب اور دون میں بعد گھروں میں سے پہلے بہشت میں جائیں گے۔ ایسا ہی  
 قرآن شریف میں دکنیخیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ  
 یہ الفاظ محل پر چسپاں ہو رہے دشنام دہی میں داخل نہیں اور کوئی بھی نے  
 سخت گوئی میں بہشت نہیں کہ بلکہ جس وقت بد طبیعت کافروں کی  
 بد گوئی اتہام تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا  
 اس کی دیکھی سے وہ الفاظ انہوں نے استعمال کئے؟  
 (ترجمہ حقیر اورجی منشی)

مصر میں پلایا لوی میں اس فرق سے متعلق ہے تب ہی تو اس نے لڑکی عید کی  
 سخت کلاہی کو جو اباً ہمیشہ کرتے پر لکھا ہے۔  
 "گو یا مرزا صاحب اپنے طرز کلام کو خدا کا کلام کہتے ہیں؟"  
 (عشرہ مسائل)

میں سے ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایسے الفاظ مشکل شَرُّ الْكَلِمَاتِ اور  
 اَوْثَرُ الشَّيْءِ کُلًّا لَعَنَ اور فرمایا گالی نہیں بلکہ اظہار واقعہ کے طویل ہے۔ فلانذبح  
 الاشکال۔

محدثین کی شہادت | میں اور پر تلے چکا ہوں کہ غیور کا اپنے منکر ہے اور  
 منکر میں کے امراض روحانی کا اظہار گالی نہیں۔  
 بلکہ ان کا فیصلہ اور حقیقت کا یہ بیان ہے کہ میں اپنے اس بیان کی تائید کے لئے  
 محدثین کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ کسی مسلمان کے عیب کا اظہار نہ کرنا طبیعت  
 ہے مگر جن ب معاف کہتے ہیں۔

وَحُكْمًا وَنَدْرًا مِّنْهُنَّ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى  
رَجُلٍ لَّقَدْ كُنْتُمْ رِثَّةً لِّهَٰذَا الْكَافِرِ وَخَشِيَ قَالَ فَيَاقَا لَرَجُلٍ  
اَعْتَصَمَتْهُ لِقَالِ اسْتَوْعِيلُ مَا اَعْتَصَمَتْهُ وَلِيَعْلَمَنَّ اَنَّ  
لَقِيْمًا يَخْشَى - اسلم مرتبہ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۹۰۶ء

کہ ہم نام انھیں بن علیؑ کے پاس تھے ایک آدمی نے کسی سے  
روایت بیان کی۔ میں نے کہہ دیا کہ یہ راوی تو لحد میں۔ اس آدمی  
نے کہا کہ تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ ہمام صاحب نے فرمایا میں اس  
سے اس کی غیبت نہیں کی بلکہ اس نے تو حکم لگایا ہے کہ وہ شخص قاتل  
اعتبار نہیں ہے۔

ناظرین کرام! گویا حکم لگانے اور غیبت میں فرق ہے۔ جیسا کہ ہم اس  
طرح اجماع و مامورین کی غزوت کے وقت کی سختی اظہار اور اتھاروتی ہے گالی نہیں ہوتی  
علماء کی بحالت اور حدیث نبویؐ | بعد کہ حضرتؑ نے جو کچھ تحریر فرمایا

مذاہمت کے ملک میں تحریر فرمایا اور میں غزوت کے وقت موقع پر جب پابند ہونے  
و اسے الفاظ میں بیان فرمایا۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جن علماء کی خاطر مسخر من پٹیاں دی  
جیں انہیں ہوتے ہیں ان کے متعلق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے ۔  
فرمایا انتہی عقوبت پر ایک مذہب ایسا آئے گا کہ عَلَمًاؤُھُمْ قَسْرٌ مِّنْ حَقِّ اَوْ نِسْبِ  
الشَّكَاوِ (مشکوٰۃ کتاب العلما) جب ان کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے ظاہر  
ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اور اس وقت  
و اسے علماء وہی ہو سکتے ہیں جو مسیح موعود کے مخالف ہوں گے۔ کیونکہ وہی وقت ہے  
جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا قسط نقش باقی رہ جاتا ہے۔ ہمارے عقیدہ  
کے مطابق مسیح موعود مبعوث ہو چکے ہیں۔ ایسے ان کے مخالف علماء انہیں گالیوں  
دینے والے علماء و اس حدیث کا واقعی مصداق ہیں۔ ان کے متعلق رسول پاکؐ کے الفاظ

یہ ہیں کہ آسمان کے نیچے کیا قدر مخلوق ہے وہ اس سے بدتر ہیں اگر بارہ چیز سے بدتر ہیں۔ اس حدیث کو نہ ٹھکرانے کہ باسانی کچھ آسمان ہے کہ ان علماء مشنود کے خلاف کسی وقت سے جو کچھ فرمایا ہے وہ درحقیقت رسول کریم کے درندگی کی تفسیر ہے۔ مگر من صاحب کے نزدیک اگر علماء و ائمہ و افاضیوں ہیں تو پھر وہ اس حدیث کا کیا نام رکھیں گے؟  
ہاں علماء کی حالت و احوال کے متعلق ہمارا ہی واقعہ نہیں بلکہ مخالفت و انقیاب کا یہی نتیجہ ہے۔ ہندو و اہمات گزرنے کے ہیں بعض یہ ہیں۔

(۱) "اگر نمود یہود و عیساوی کہ جنی علماء مشنود کہ طالع دنیا با مشنود" (تقریباً)  
(۲) "افسوس ہے ان مولویوں نے جو کہ ہم اوی سربراہان و انبیاء کہتے ہیں ان میں یہ نفسانیت اور شیطنیت بھری ہوئی ہے کہ پھر شیطان کو گن جے تباہی و کھانا چاہیے؟" (الجمعیۃ دار البرکات ص ۱۱)

(۳) "آج کل کے قہر و کلاں کے مولوی مجذوبہ فذہ ہست پر عدم خود اکتساب کا فتویٰ دیدیا کرتے ہیں آسمان کی بابت بہت غصہ ہوا لیکن ہر جگہ سے  
حَلِّ اَفْسَدَاتِ سَدِّ اَلْمَلٰوِثِ وَ مَلٰوِثِ سَدِّ اَفْسَدَاتِ  
(الجمعیۃ دار البرکات ص ۱۱)

(۴) "اس زمانہ میں اکثر اعلیٰ اہمیت مفکرین میں جاگیر جن میں وہابی کی طرف سے حسب منشاء امام اناس و حاکم گئی کرتے ہیں ان اہمیت میں ان کی مخالفت"

(۵) ۵

مولوی اب طالب نیاستہ جو گئے + وادہتہ علم بیکر کا بہتہ لگتا نہیں؟  
(الجمعیۃ دار البرکات ص ۱۱)

(۶) "علماء اس وقت کے جو قرآن کے جی بھینچے آسمان کے ہیں انہیں سے  
نہتے لگتے ہیں انہیں کے اندر پھر کہ جاتے ہیں" (القرآن اسلام ص ۱۱)

ایسے بیانات حاکم و قاضی ہیں کہ علماء کی حالت و حقانیت کو نہ صرف حدیث کی تصدیق پر مبنی ہے۔ صاحب انصاف خود گری کو ایسے علماء کے پرست کنندہ حاجت کو ظاہر



کرنے کے لئے اگر مسلح دودھان ضرورت کے وقت بعض اہل ایمان سے سوال کرے تو کیا وہ قابل اعتراض ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

**سخت الفاظ کے مخاطب علیہ السلام ہیں** | منہجہ ان تصویحات کے ہر ایک  
مزمع ترمیم کی ضرورت نہیں لیکن  
ہم ضرورت کے ساتھ علیہ السلام کی کتابوں سے جدا کتابیں پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔  
تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) "میں نے لوگ جو ساری کھاتے ہیں، غصہ و دین کے دشمن اور یہودیوں کے عقیدوں پر چلے رہے ہیں، مثلاً ہمارا یہ قول آئی نہیں ہے۔" وہ مستحباب علیہ السلام سے  
اور میں صرف عائشہ مولویوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے۔ ہر ایک کتاب کو دیکھا  
کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ علیہ السلام کو ان عائشہ مولویوں کے وجود سے ملتی  
ہوئی۔ کیونکہ اسلام پر اب نہ رک وقت ہے اور یہ نادہل و دست اسلام پر  
شخصاً اور کسی کو بچا ہوتے ہیں اور ہمارے دور پر ہر ایک سے  
نشانی و علامت آئینہ کائنات (اسلام)

(۲) "کُنَّا بِأَشْوَرَةٍ تَخْلِفُ، الْفُلْكَانِ وَالْهَلْوَیَّةِ وَالْذَّيْجِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ  
شَوَارِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ  
ترجمہ۔ ہم صالح علماء کی جگہ اور شہرہ کی کوئی سے اٹھ کر بنا چہ پڑھی  
خواہ لیکن لوگ سلطان ہیں یا عیسائی یا کسبہ (جو ان کو دیکھتا ہے)  
(۳) علیہ السلام کے ذکر پر فرمایا۔

"کُنَّا تَحْتَ مَنَاحِدَ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ الْفُلْكَانِ الْهَلْوَیَّةِ  
یعنی ہمارا یہ کلام شہرہ علماء کے متعلق ہے ایک اہل بیت ہیں یا  
ان جہادوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان سخت سخت الفاظ کے  
مخاطب بعض علماء شہرہ ہیں۔

**مستتر فی ثیاب لوی کی گائیوں پر ایک نظر** | ان میں میں مستتر ہے جو وہ بعض

الفاظ نقل کر کے ان کا شکوہ کیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام جو اب ہم لکھ چکے ہیں اس میں بھی  
 کہتا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو زبان کا لہجہ دیکھ کر اس میں غلطی اور غلط فہمی واقع ہے۔  
 مولوی ثناء اللہ امرتسری ثناء اللہ کے چار نواسے گروہ ہیں۔ جن کی بہت کم تعداد  
 کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولوی عبدالحمید غزنوی کی بدذہانی جب حد سے بڑھ گئی تھی تب حضرت آغا جاور  
 امر وا قہار سے کلمہ علیا کے سرور اور کے طور پر دیکھیں اور جالین لکھا ہے مستحق  
 نے سدا اللہ علیا لوی کے متعلق "کا نام جال کے حوالہ سے جو نظم درج کی ہے اس  
 کے لیے حضرت شیخ محمد علیہ السلام کی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا۔" کا نام جال ثناء لکھ کر مولوی  
 چٹا لوی کی تصنیف ہے جس میں علامہ دہلوی اور مولوی غلام جیلانی ہیں۔ یوں سدا اللہ کے متعلق  
 حضرت کی کتب میں جو بعض سخت الفاظ نظر آتے ہیں ان کے ذکر پر حضرت محمد قوی فرمایا ہوگا۔

"سدا اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت الفاظ آئے اور تعجب  
 کرو گے کہ اس قدر سختی اس کی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اس وقت  
 فی الغور دور ہو جائے گا جب اس کی گندہ نظم اور نثر گرد آجیو گے۔ وہ بدست  
 اس قدر گندہ زبان اور بدست نام و بی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید  
 نہیں کہ ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو بدذہانی کی ہو چکا  
 تھی یقیناً کہتا ہوں کہ میں اللہ خدا کے نبی دنیا میں آئے ہیں ان سب کے  
 مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن نبوت نہیں ہوتا جیسا کہ سدا اللہ تھا۔"

(ترجمہ امجدیہ)

سدا اللہ کو روک کر بدذہانیوں سے ہر شریعت مٹا دی۔ ان دنوں ڈاکٹر طاہر القادری  
 کا پچ مشن سکول سب کو گمشدہ میں پڑھتے تھے۔ آپ نے اس بناء میں سدا اللہ کے صاحب  
 کے ایک جڑ جسدِ انکسار کی تھی جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

اللہ کی گندہ نظم کے نوز کے لئے مولوی ثناء اللہ کا مصلحتاً یہاں سے دور کر دیا۔

وہ مسند پر بیٹھ کر وہاں آپ کی خوب ہنگامتوں میں تہجد والی قہقہے کی  
بیت مادی آپ کی بیت اللہ سے کم نہیں۔ چنانچہ جاکر وہاں شہر خدائی آپ کی  
ساری غلم کے لئے لاگو ہو (آئینہ حق نمائش)

افرنی مسند پر وہی کی نقاشی کلاہن دوسرے بعد وہاں جی کے حق میں حضرت  
نے جس نعمت اٹھا خالص ہے وہی کے حق تھے۔ اچھے ہی موقع پر حضرت ابو  
رضی اللہ عنہ ایسے عظیم الطبع بزرگ نے ایک کافر کو کہہ دیا تھا "مَنْ شَفَّ بَصَرَهُ الْغَلَاتِ"  
کوہاات کی مشورہ بخیر سنا (فَوَدَّ الْعَادِلُ مَعَهُ جَلَدًا قَوْلًا) اب کیا حضرت  
ابو بکرؓ برا عقلمانی تھے؟ ہرگز نہیں۔ پس بنیادی صاحب کار اہل حق میں داخل ہے۔

**آنحضرتؐ کا خلق عظیم اور حق افین پر بدعا** | خلق عظیم کے نامت فرما

کے موقع پر ظاہر کیا اسے۔ صاحب خلق عظیم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَخْلَقْنَا عَالَمَهُمْ  
کہ ان کے دوسرے عقیدے پر مبنی کر۔ ہر آپ کے غم سے کہہ دیا وَ لَا يُطِيعُ كَلِمًا يَخْلُوعُ  
مُتَبِعِينَ عَمَّا فِي قُلُوبِهِمْ يَتَّبِعُونَ مَا يَشَاءُ لَلْخَلْقِ لَكُمْ كَيْدٌ اَوْ يَتَّبِعُونَ  
بَعْدَ ذَٰلِكَ اَوْ يَتَّبِعُونَ مَا يَشَاءُ لَعَلَّكُمْ يَتَّبِعُونَ مَا يَشَاءُ لَعَلَّكُمْ يَتَّبِعُونَ  
کیونکہ خلق عظیم پر یہی اعلیٰ صفت کو جب کہ دینے کا کام نہیں۔ پھر یہ موقع بدعا  
کرنا بھی خلق عظیم کے معافی نہیں۔ حضرت نوحؑ نے بد دعا کی۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِي  
اَلَا مَرِيضًا مِّنَ الْغَافِلِينَ ؕ اَنَّا مَرَا۔ اسے خدا! زمین پر کسی کافر کو بھی نہ چھوڑو  
دوسرے انبیاء میں بد دعا میں کرتے رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بھی بد دعا کی ہے۔ رَحْلُ وَ ذَكَوْنِ قَبِيلِیْ کے خلاف حضورؐ عود تک  
وہ خدا بد دعا فرماتے رہے۔ ملاحظہ ہے۔

"اِنَّمَا الْاَنْبِيَاءُ صُلٰی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ شَفَرَا فِیْ صَلَوةِ الْعَدَاوَةِ"

(انکا وہی کتاب، انکا ہی جہود، ص ۸۷)

کہ حضورؐ اپنے جہاد کے خلاف میں کی نماز میں بد دعا کرتے رہے۔

یہ تمام صفات ہیں جن کا انکار، ممکن نہیں ہے۔ بلا مشیٰ اور مقرب لکھتے ہیں۔  
 "مختار سے ملت موقوف پر بھی لکھ کے لئے بددعا نہیں فرماتے  
 تھے۔ (مختار، ص ۱۷۷)"

## فقہہ، ختم۔ ایفائے عہد اور حصولِ زور

اس عنوان کے تحت مسز من نے برآہیں احمدیہ کی عدم تکمیل اور اس کی  
 قیمت کے رویوں کا ذکر کیا ہے۔ حصولِ ہی ہمت کو بہت طول دیا ہے۔ برآہیں احمدیہ  
 کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے اس سعادت میں ممکن نہ ہو سکے کہ خلافت  
 وعدہ نہیں کیا کرتے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کو شروع  
 فرمایا اس وقت حضور مامور نہ تھے اور حضور کا ارادہ اس کے متعلق بھی تھا۔

"کہ صداقت اس سہم پر ایک کتاب لکھی جائے گی جس میں حق و  
 باطل کا حقیقت اسلام پر ہوں گے۔ اور یہ کتاب ایک اشتہار  
 ایک مقدمہ اور چار فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اور مقصود  
 لیکن بعد میں حضور منجانب اللہ مامور ہوں گے اسلئے حضور نے برآہیں احمدیہ حضور  
 چہادہم کے آخری صفحہ پر عنوان "ہم اور ہماری کتاب" صاف لکھ دیا۔"

"اتحاد میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی  
 اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی ناگہانی تبدیلی نے اس  
 حق پروردگار کو موعود کی طرح ایک عالم سے خبر دی جس سے پہلے جبروت حق تعالیٰ  
 یہ عالم بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شبہ نادر کی ہیں  
 مسطور رہا تھا کہ ایک دفعہ پروردگار غیب سے ایقہ آکار ڈیٹنگ کی اور نہ  
 آئی اور نتیجہ مامور ظاہر ہوئے کہ جن کے عقل اور خیال کی دھماکی نہ تھی  
 سوائے اس کتاب کا توفیق اور ہمت ظاہر اور باطن حضرت رب العالمین  
 ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ اس اندازہ اور مقدار تک اس کو

پہنچانے کا ارادہ ہے۔ اور یہاں تو یہ ہے کہ میں خود اس سے بعد  
 چارم تک نہ آؤں شریعت اسلام کے ظاہر کے ہیں یہ بھی اذہم حجت  
 کے لئے کافی ہیں۔ (براہین حقہ چارم تا ٹیٹل آخری)

گویا اب حالات بدل گئے اور شریعت ایزدی نے حضرت کے ارادہ کو دوسری طرف  
 بھروسہ دیا۔ اسی موقع کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کابیر مقرر ہوئے۔ مقرر ہوئے قرآن  
 بلیغ العذرہ اویسر کرتے۔ اور اہل کے فیض ہو جانے سے، انہیں نے نیٹے وہاب  
 کو شہادت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت سے جانتے ہیں اور اپنے  
 ہمراہ قرآنیاں بھی لے جاتے ہیں۔ لہذا کہنے کے بعد فرماتے ہیں۔۔

”قَوِّمُوا شَرِيعَتِي بِمَا اسْتَفْهَمْتُ بِكَ مَا اخَذْتُ“

(مشکوٰۃ کتابہ ص ۱)

کہاں گئے اس معاملہ کی پہلے ہر جہتی قرین قرینہ دلائل۔

گویا حالات کے بدلنے سے یہ دیگر امور بدل جایا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات بدل گئے ایسے براہین احمدیہ میں  
 اس صورت میں ممکن نہ ہو سکی جس طرح حضور پہلے ارادہ رکھتے تھے۔ بہت اہمیت نہ  
 تھی مگر آج شہاد ہے کہ ایسیاہ کرام کے مت سے ارادے ظاہری  
 طور پر پورے نہیں ہوا کرتے۔ اس کا نام خلافت و عہدہ رکھنا غلطی ہے۔

تین امور دلائل کے متعلق حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ۔

”میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ انہماک شریعت اسلام کے لئے تین سو

دو فی راہیں احمدیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے طور سے دیکھا تو معلوم

ہو کہ یہ دو قسم کے دلائل (اعلیٰ تعلیمات اور نقد مسجرات) نقل ہوا اور

نکالوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے

بھروسہ اور حکمہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے مجھے شریعت احمدی عطا کیا۔“

(دریام براہین حقہ ص ۱)



حضرت میرزا علی اعظم آصفیہ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کرتے ہیں کہ میں اسات کو ضرور آؤں گا لیکن اس وقت کہ دعا کرتا ہوں اور وہ نہیں آتے۔ پھر جب دوسرے وقت آتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”لَقَدْ كُنْتُ وَاعِدُ قَوْمٍ أَنَّ لِي لَكُمْ بَيْتٌ قَالُوا أَجَلٌ  
وَلَكِنَّا لَا تَدْرِي بَيْتُكَ كَيْفَ يَكُونُ وَلَا تَدْرِي أَتَمَّ  
كَامُكَ لَمْ يَكُنْ مَعَكَ بَيْتٌ قَالُوا أَجَلٌ قَالُوا أَجَلٌ  
وَعَدَ مُحَمَّدٌ كَيْفَ يَكُونُ لَكِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَيْتٌ قَالُوا أَجَلٌ  
(نعت و بیو) ہر ۱۰

ناظرین کرام! خود فرمائی کہ کیا یہ کہا درست ہے کہ میرزا نے خواب وعدہ کیا؟ ہرگز نہیں بلکہ اگر ایک نئی صورت حالات پیدا ہو گئی تھی۔ اس طرح حضرت اقدس پریم پوری صاحب کے متعلق اجزاء میں کہہ دیا جاتا ہے بالخصوص جبکہ حضرت شیخ سید علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔

”ہم اپنے گزشتہ اختصار میں لکھ چکے ہیں اور اب بھی ظاہر کرتے ہیں  
کہ اب یہ مسئلہ تا یہ کتاب جو بر الجہات الہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے  
اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شہادت نہیں کہ کتب میں موجود کتاب  
موجود تھیں بلکہ میں خود سے خدا تعالیٰ مناسب کہے گا کہ باز یاد دہانی خاطر پہل  
شرائط کے ہی کہ انجا ہوسے گا کہ سب کام اُن کے ہاتھ میں اور اُن کے  
اُس سے ہے۔“ (استنباط و احکام و عقائد و تفسیر و تشریح)

ہا آجیہ احمدیہ کا صرف کچھ حصہ شائع ہونے اور اس کا زیادہ تر حصہ شائع نہ ہو سکنے کی  
سبب حضرت اقدس شیخ سید علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پیرانا راقی یا خود ہر ایچ بی  
میں شائع ہوا اور شائع بھی اس کے تیسرے حصہ میں مسئلہ شائع میں ہوا تھا جس  
کے بعد جو تھا حصہ مسئلہ شائع میں شائع ہوا۔ اس سلسلے سے سات طواری کا یہ  
ہوا ہے کہ اس کتاب کا صرف کچھ حصہ شائع ہوا اور بیشتر حصہ اس کتاب کی صورت

میں شائع ہوئی ہوگا بلکہ وہ کسی اور صورت میں اور کسی اور وقت میں شائع ہوگا۔ وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں :-

”اس حضرت کے مسئلہ یا مسئلہ صیوہی میں یعنی اس زمانہ کے قریب جب خصوصیت اپنی طرف کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب غلام احمد علیہ الصلوٰۃ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ غلام احمد نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطب ہی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہار کی کتاب کے تالیف ہونے پر پورے ہوئی کہ وہ اس کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استرکام کرپیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض انحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی تو انجناب کا ہاتھ ہلکے ہوئے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت صیوہی لکھی کہ جو امر وہ سے منبر تھا مگر بقدر تربیت نہ تھا۔ حضرت معلوم نے جب اس صیوہ کو تسلیم کرنے کے لئے تماش تماش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ انجناب کا ہاتھ درختی ٹک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک طرف کہ جمود داسے سے بہرہ تھا۔ انحضرت کے مجرے سے ذرا بہرہ کہ اس عاجز کے بچے اکٹرا ہوا۔“

یہ تحریر بھی اس مقام پر ہے جہاں کہ اس خود لکھے ہوئے حضرتؐ کے ہاتھ میں جو وہ صیوہ کی آنگاہ سے لکھی گئی تھی اس کے تحت (لکھا کہ آپ کے بچے اکٹرا ہونے سے مراد کیا ہے اس کی صورت میں دستاویز صیوہ نکلا قابل پرستار کا نام اور آپ کے ہاتھ سے منظر تھا کہ اس صیوہ کی صورت کو دیکھ کر وہ ”موت“ لکھا۔)



اور صاحبزادہ آنحضرتؑ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک تہنیت حاکم کے سامنے  
 کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؑ بڑے جادو جلال اور ماکانہ شان سے  
 ایک زبردست بیڑان کی طرح کسی برہمنوں فرما رہے تھے۔ پھر علامہ  
 حکیم برکلیک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچہ کو اس  
 غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دوں کہ جو کئے سرے  
 زندہ ہو اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں  
 اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور  
 اس نے وہی کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں  
 نے دیکھا کہ آنحضرتؑ کی کسی بہانہ اپنے پیچھے مکان سے بہت ہی  
 اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں ایسا ہی آنحضرتؑ  
 کی بیٹائی بہانہ متواتر چمکنے لگی کہ جو دینی اسلام کی تازگی اور ترقی  
 کی طرف اشارہ تھی۔ تب اس لڑکے مشاہدہ کرنے کے لئے آنحضرتؑ کی  
 والحمد للہ علیہ السلام۔

یہ وہ طوائف کے تقریباً دو سو ارہی کو انہیں دونوں ہی مشغول تھیں  
 میں سے یکا سر و کمر و پیشہ مند بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک  
 صحیح و سلامت ہیں۔ اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں  
 براتیج احمدی کی تائیت کا، ان تمام وطنانہ قواعد و یمر کو زخا طر تھا کہ  
 کوئی دینی کتاب و کتاب اس کے استکلام اور سہائی ظاہر کرنے کے لئے  
 دیکر ہزاروں روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باقی ہیں

لے براتیج کا کافی مشہور تھا اس کتاب میں سے گویا ایک قاش دی ہے اور باقی قاشیں پٹ کے دی  
 یہ ڈال دیا کہ سینے اور اوپر اور دھیرے دھیرے قاشوں کے ذریعے سے ان کا آپٹ کے ہاتھ سے  
 اور آپٹ کے ہاتھ میں لگا دیا کہ قاش کے ہاتھ سے ہے۔ (مترجم)

غلاب وہاں تک تھا کہ کسی قدر پوری ہو گئیں اور میں طبیعت کے نام سے اسی وقت کی غلاب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی طبیعت کو اب حق لغوی کے مقابلہ پر جوئے انعام کی پیشکش کے تحت موسوم اُن پر پوری کیا گیا ہے۔ اور جس قدر اجزا اُن کی غلاب کے ابھی تک ابور میں نہیں آئے اُن کے طور کا سب کو منتظر رہنا چاہیے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ (برآین احمدی)   
 ستر سوم و ستر لغایت ص ۲۷۷ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۷۸

**برآین کی پیشگی رقوم کی واپسی** | اب سوال صرف پیشگی رقوم کا نہ

ہی کاروبار کیوں واپس نہ کیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سید کا موجودہ نظام نے خریداروں کے لئے دوسرے سے زائد اشتہار دیا کہ جو جو ملک اپنی قیمتیں واپس لینا چاہتے ہیں وہ وصول شدہ کتاب واپس بھی کر لیت مگر رلی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔

سجاد تھے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ صرف تقسیم کئے گئے تھے۔ ہمیں تو لوگوں نے تقسیم دی تھیں مگر نے گاہیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لے لی۔ (دیباچہ برآین تعلیم ص ۲)

سزمن پشاور نے بھی حضرت کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔۔

”اکثر برآین کا ستر صرف تقسیم ہوا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ

بھی لیا۔ اس طرح بانی اور اُن کے اصحاب کو بے پرواہی کے لئے دیباچہ کا سبب ہوئے۔  
 یہ سچے سچے لوگ تو احمدی ہیں جو کئے تھے جو دینا اور دینا غرض کہ انہیں ہر ایک کا انصاف سے  
 سمجھتا ہے۔ (مؤلف)

اور بعض سے آٹھ آدمک قیمت لی گئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں  
جن سے دی روپے لئے گئے۔ اور جن سے انھیں روپے لئے گئے ہوں  
وہ تو صرف چند ہی انسان ہیں؟ (عشر و سٹک بھو آلام بھلی)

یہی اب یہاں تک قیمت کا سوال ہے۔ وہ جہاں قابل احترام نہیں ہیں وہ لوگوں نے  
قیمتیں دی ہیں۔ ان میں سے حضرت کے دعویٰ یا صورت کے بعد بعض حضور کے مرید ہو گئے  
جن کا سارا مال حضور پر تھا اور بعض مخالفت سمجھا نہیں نے اپنی قیمتیں بھی  
دائیں ہیں اور گالیاں بھی دیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا بھی ہو جو حضور کا مرید نہ  
ہو لیکن اپنا روپیہ بھی واپس نہ لینا چاہے۔ بہر حال قیمت کی عدم ادائیگی یا  
دائیں کے متعلق سوال ضرور باطل ہے اور اس سے زیادہ حماقت یہ ہے کہ اعتراض  
دلانا ہے کہ۔

”اگلے شائع شدہ اور فروخت شدہ کتابوں کی تعداد اور اگلے  
وصول شدہ رقم کی فہرست شائع کرتے اور اس کے ساتھ تفصیل  
دیتے کہ کس مقدار کتابیں قیمت لگیں اور کس قدر در قیمت پر  
کتنے لوگوں نے کتابیں واپس کر کے قیمت واپس لی۔ اور کتنے لوگوں  
کو کتنا روپیہ ادا تھا باقی رہ گیا اور وہ کس صورت میں آیا؟“ (عشر و سٹک)

گویا حضرت مولا صاحب آپ کے عازم تھے۔ پسند خدا اذ تم کتاب لینے والوں  
میں اور نہ قیمت لینے والوں میں۔ جن کی قیمتیں لگیں وہ واپس لے چکے یا حضور کے  
ہاتھ پر بہت کر چکے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے عام اعلان ہے کہ اگر کسی نے  
حضور علیہ السلام کو راجی کی پیشگی قیمت دی تھی تو وہ اپنا قیمت دے کر کتاب  
واپس کر کے آج بھی قیمت واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اب صرف حضرت عشر و  
قماش کے لوگ جی بوجھ سوچے گئے احترام کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ میں جانتے  
ہوں کہ حضور نے قیمت واپس لینے والوں کے لئے دو تین مرتبہ اشتہار عیاں (عشر و سٹک)  
حضور نے اپنے اشتہار ذریعہ مولا براہین احمدیہ اور اس کے خریدار

ہی حالت طوہر پر لکھا ہے۔

”ایسے لوگ جو آئندہ کئی وقت جلدیادریسے اپنے دو پیسہ کو یاد کر کے اس عاجز کی نسبت کچھ شکوہ کرنے کو تیار نہ ہوں یا اس کے دل میں بھی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے وہ برا و ہرانی اپنے اداوار سے بھوکہ پذیر یہ خط مطلق فرمادیں اور میں ان کا وہ پیسہ واپس کرنے کے لئے یہ انتہا کم کر دوں گا کہ ایسے ظہر میں یا اس کے قریب اپنے دوستوں میں سے کسی کو متورک نہ کر دوں گا کہ بچاؤں سے کتاب کے لئے کہ دو پیسہ ان کے حوالے کرے۔ اور میں ایسے صاحبوں کی ہرذاتی اور بدگوئی اور دشمنی نام نہی کہ بھی ضمن بشر گشتا ہوں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے لئے قیامت میں پکڑا جائے۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ طریقہ کتاب فوت ہو گیا ہو اور نہ تو اس کتاب بھی مدتی ہو تو چاہیے کہ وراثت چلے مستر مسلمانوں کی تصدیق خط میں لکھو اگر کہ اصلی وراثت وہی ہے وہ خط میری طرف بھیج دے تو بعد اطمینان وہ دو پیسہ بھی بھیج دیا جائے گا“

(تخلیج رسالت جلد ۴ صفحہ ۷۷)

جماعت احمدیہ کا وہ پیرا ان کے پسند سے جو مرتبہ میر اور بعض دوسری کتابوں وغیرہ کے لئے ہونے لگی کا صاحب معترضین بنیادی سے کیا تعلق رکھتا ہے اس پر اسے معترضین ہونے کا کیا حق ہے؟ انصار اور جماعت احمدیہ اپنے مقدس ہادی اور پاک امام کی راہ میں مال کیا جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ سرزمین کابل شاہ ہے کہ حضرت حاجزادہ سید محمد الطلیف رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب شہید، حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید اور دیگر شہداء نے اپنے خون سے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ احمدیوں نے اپنے آقا کے ٹکڑے پر مال دینے اور

لاکھوں تک دیکھے اور دیکھتے ہیں۔ تا تبلیغ دیں ہو، انا سچے سچے  
ہوں۔ اور جہانوں کی جہان نوازی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر نہیں اعتراض  
کیوں ہے؟

بالآخر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ دنیا کے اکثر لوگ جو تبارکی  
میں پیدا ہوتے اور اسی میں مر جاتے ہیں خدا کے نبیوں پر بالی معاملات میں  
زبانِ طعن دراز کیا کرتے ہیں۔ رسولِ مقبولؐ کو بھی غیبتوں کی تقسیم  
میں ملے گا۔ غیر تو فریک نوجوان اخصاری نے بھی نا اگھی سے کہہ دیا تھا  
يَذْكُرُ اللّٰهُ بِرَسُوْلٍ اَلُوْهُ مَعْلٰكٌ وَوَسَلَةٌ يُخَبِّرُكَ اَللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُ  
وَيَذْكُرُ مَا كُنْتَ تَعْمَلُ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف فرما لے آپؐ  
قریش کو اعمال دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں؟ (نکاحی باب الفس)  
پھر معترضین پشیمانوی کہہ اے اعتراض بھی کوئی نیا نہیں۔ دنیا جانتی ہے  
کہ پر حق اضیع حق کا ہایت کہنہ شہید ہے مگر آخر حق کی ہی مستحج ہوتی ہے ہوتی  
رہی ہے اور آئندہ بھی ہوگی۔

**حضرت میرزا صاحب کی نظمیں** | حضرت میرزا صاحبؒ  
پہلے سلسلہ کے منت مخالف تھے۔ جو کہ شائع تھے ایسے انہوں نے احریت  
اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف چند نظمیں بھی لکھی تھیں۔ جو  
ان دنوں مخالفت اخبارات میں شائع ہوئیں۔ معترضین پشیمانوی نے اپنی کتاب کے متعدد  
مخالفات پر ان نظموں کو ”میرزا صاحب کے شریک میرزا صاحبؒ دہلوی کے چند  
اشعار“ بلکہ گورچ کیا ہے۔ چنانکہ مودودی مخالفت کی باتوں کو ان کے ایمان  
لا لے اور بیعت کرنے سے خود بخود باطل کر دیا تھا۔ اور انصاف کا تقاضا تھا کہ  
ان غلط باتوں کی پھر اشاعت نہ کی جاتی۔ بالخصوص جبکہ حضرت میرزا صاحبؒ مرحومؒ  
نے ان تمام باتوں کی تردید میں اس شہاد بھی شائع کر دیا تھا جو درجہ

## ”اعلان“

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الشَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُسْتَقِيمِينَ

جو نوجوان عرصہ تین سال سے عزم مرزا غلام احمد صاحب پر بدگمان تھا لہذا وقتاً فوقتاً نفس و شیطان نے خدا جاسے کیا ان کے حق میں مجھ سے کہلویا جس پر آج مجھ کو افسوس ہے۔ اگرچہ اس عرصہ میں کئی بار میرے دل نے مجھے سشوند بھی کیا لیکن اس کے اظہار کا یہ وقت معتد تھا باعث اس تحریر کا یہ ہے کہ ایک شخص نے میرا صاحب کو خط لکھا کہ تم سے موافقت کیونکر کروں تمہارے کشتہ دار (یعنی یہ عاجز) تم سے بدگشتہ و بدگمان ہیں اس کو شکر مجھے سخت غصہ ہوا اور ڈرنا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں بے شک ہوں گے خدا و دوسروں کے مذہب سے کے دہال میں نہ پکڑا جاؤں۔ لہذا یہ اشتہار دے کر میں بری الذمہ ہوتا ہوں۔ میں نے جو کچھ مرزا صاحب کو فقط اپنی غلط فہمیوں کے سبب سے کہا ”پناہ بیت ہوا کیا“ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اس توبہ کا اعلان ایسے دیتا ہوں کہ میری یہ توبہ کے سبب سے کوئی دہال میں نہ پڑے۔ اب سب لوگ جان لیں کہ مجھے کسی طرح کی بدگمانی میرزا صاحب پر نہیں۔ وَتَأْتِيكَ تِلْكَ الْأَنْبِلَاءُ مِنْ رَأْسِكَ بَدَاغِ کوئی شخص میری کسی تحریر یا تقریر کو چھبوا دے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو میں عندا شدہ نہیں ہوں۔ اور اگر کبھی میں نے میرزا صاحب کی شکایت کی یا کسی دوست سے آپ کی نسبت کچھ کہا ہو تو اس سے

اللہ تعالیٰ کی عین میں معافی مانگتا ہوں۔

## الحمد لله

میر ناصر زہب نقشب قریب دہلی : (تالیف و تصانیف حضرت)

اس اعلان کے بعد ان نظموں کو شائع کر کے دھوکا دینا پرے دھجی کی گئی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول پاک کے خلاف کس قدر ذور لگایا حتیٰ کہ خود بیکار آپ کے قتل کے لیے ہل چکے ہوئے، مگر جب وہ تائب ہو گئے سب گناہ و حمل گئے۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے وہ یوسفؑ قَتَلُوا سَوْرًا آج لے دینا بیکار ہوئے

میں حضرت یوسفؑ کو چوبیسا بیکار جب آپ کی قولا قاتلین علیکم اللہ تعالیٰ سے غائب گئے

حضرت میر صاحب موصوفؑ کی ان نظموں کو محض حضورؐ کے رشتہ دار ہونے کے باعث

حجت ٹھہرا دی وقت بھی غلط تھا۔ حضرت نوحؑ کی بیوی حضرت لوطؑ کی بیوی حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوہب کے حالات پر خود کو دودھ پھر بنا ڈال گیا یہ کہنا درست

ہے کہ یہ لوگ گھر کے بھیدی تھے اسلئے ایمان نہ آئے، لیکن حضرت میر صاحب بھی انداز

لے جب خود سابقہ خیالات کی ترمیم کر دی ہے اور قیہ کی دود حضرت مرزا صاحب علیہ السلام

پر ایمان لے آئے اور پورے انھیں وفاداریت سے زعمی گزاری تو کیا پھر بھی ان

کے سابقہ اشعار کو بیان کرنا بدوہتی نہیں ہے؟

گناہ و عیب بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں عذر پیش کیا کرتے تھے کہ

آپ کے کشتہ دار جو آپ کے دباؤ و دھمکے میں وہ ایمان نہیں لاتے۔ غلط ہے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِیْہِ دِیْنِیْ وَ دِیْنِ بَنِیْ اِسْرَآءِ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِیْہِ دِیْنِیْ وَ دِیْنِ بَنِیْ اِسْرَآءِ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

اَمْ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ اَمْ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِیْہِ دِیْنِیْ وَ دِیْنِ بَنِیْ اِسْرَآءِ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

اَمْ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ اَمْ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

وَقَالُوا لَا تَنْفِرْ فِیْہِ دِیْنِیْ وَ دِیْنِ بَنِیْ اِسْرَآءِ اَنْ تَکُوْنَ اِلَآہَ اِلَہِ الْاَرْنَآءِ

اَللّٰهُمَّ تَزَيِّدْهُمْ كَفْرًا وَكُفْرًا ۝ (بڑھادے کفر کو)

ترجمہ۔ اے حضرت قباہل کے پاس جا کر کہتے کہ کفر تو عید پر ایمان لاؤ تم کا سیلاب ہو جاؤ گے اور عیب کے بادشاہ بن جاؤ گے اور عجم بھی قباہل کے اطاعت گنا ہو جائیں گے۔ اگر تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بادشاہ ہو گے ابوہریرہ (مفسر کا بچا) آپ کے پیچھے بیٹھے یہ بہت پرہیزگار اس کی اطاعت نہ کی یہ قوبہ دین اور کذاب ہے۔ پس قباہل اے حضرت کی دعوت کو بُری طرح نہ کر دینے اور کہتے کہ قرآن سے ایمان اور تیسوں کے لوگ جو کہ تجھے خوب واقف ہیں اور گھر کے بھید کا بھیا نکلتے وہ تیری بُری ہی نہیں کرتے انکے شرعی احکام پر عمل پیر بھی دعوت الی اللہ کرتے رہتے اور کہتے کہ خدا! اگر تو چاہے تو یہ ایسے نہ ہوں۔

اس تاریخی شہادت سے ظاہر ہے کہ پچھلے بھی بعض نادانوں نے یہی اعتراض کیا تھا مگر وہ باطل ہے۔ اسی طرح آج کے مسرین بھی باطل ہیں جو آپ کے قوبہ نہ کی اور ان الزامات کی تردید نہ کی۔ لیکن قبل میر صاحب احمدی کی ہدایت انھوں نے حقیقت اور جاں سپاری سے داخل ہوئے اور خدا سے عذر بھاگ کر اُن تمام باتوں کی کافی فرما دی۔ سخی اللہ عہدہ وادشاؤں کیا یہ حضرت سچ موجد کی عصائیت کی دلیل ہے یا اہل احرامین؟ قدر!

بقدرہ ہشتم۔ مرزا صاحب کا توکل علی اللہ

(۱) مسرین پشیمانی لکھتا ہے۔۔

”خدا کے جتنی کسی زود خود سے الہام میں ہیں میں شک اور شبہ کو دخل بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان الزامات کے ساتھ خارجی اور نیادی تھا میر سے بھی مرزا صاحب بے لکڑے تھے۔“ (مفتوحہ مشرق)

اس کے بعد چند غلطو کا تذکرہ کیا ہے جو حضرت مفتوحہ مرزا احمد علیک صاحب دینو



کوئی اور اس وقت کے لئے کوشش کی۔ مگر اچانک وعدہ کے بعد کوشش  
خواب توکل ہے۔

الجواب۔ اپنی وعدہ کے باوجود بھی کوشش کرنا توکل کے مخالف نہیں۔  
ہاں اپنی تہذیب اور کوشش کو کارگر اور اصل ذریعہ کامیابی سمجھنا توکل کے معنی ہے۔  
اسلام کا توکل یہی ہے کہ تم ساری تدبیروں سے کام لو مگر نتیجہ پھر خدا کے  
فضل سے لکھا۔ اپنی تدبیر سے۔ وعدہ کیا جسب نبیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
فتح کامیابی اور غلبہ کے وعدے مل جاتے ہیں تو وہ پہلے بندہ کو دیکھتے ہیں یا جنگ  
کے لئے سامان نہیں کرتے؟ ایک طرف اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح کی بشارت  
دیتا ہے اور دوسری طرف "وَأَيُّدُ ذَٰلِكُمْ مَّا نَسْفَعُ بِكُلِّ قَوْمٍ لِّمَنَّا بِأَعْيُنِنَا  
وَيَتَّبِعُ الْغَيْبَ كُلِّ شَيْءٍ" کا بھی حکم دیتا ہے۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کوشش توکل کے خلاف نہیں  
بلکہ یہ بھی توکل ہے۔ حضرت موسیٰ کی قوم کے رب کھٹان میں مقابلہ سے الگا دیکھا تو  
ابھی کہا گیا۔ اَمْسِكُوا عَلَيْكُمُ الْقَبَاطَ ۖ لَآ تَأْكُلُ اَنفُسُكُمۡ وَكَانَ اُولَٰئِكَ قَوْمًا فَاسِقًا  
وَقُلْ اَطِيعُوا مَآ اُمِرْتُ بِهٖ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اَللَّهَ ۚ ثُمَّ اَمْرًا مِّنْ عِندِ رَبِّكَ ۚ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ  
ہو جاؤ! مقابلہ کرو! تم ہی غالب رہو گے۔ اگر توکل کرو! اگر تم میں ہر معلوم  
ہوا کو وعدہ اپنی، موسیٰ کی کوشش اور پھر توکل ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ ان  
کو ایک دوسرے کے مخالف سمجھنا غلطی ہے۔ پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
وَمَنْ يُّؤْتِ الْاَيُّمَ فِي الْاَزْمِ ۚ اَلَا عَلٰی الْغُلُوْذِ اُنْظَرُ ۚ اَمْرًا مِّنْ عِندِ رَبِّكَ ۚ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ  
بلکہ یہ ہے۔ تو کیا اب منہجی محمد یحیٰ کو اگر اور ہی دیکھو کہ اس کے روزی و فیر کو اس نے  
کی ضرورت نہ ہو گی اور کیا کام کیا اس وعدہ کے تحت توکل کے خلاف ہے؟  
حضرت علیؓ کا وعدہ علیؓ سے خدا کے لئے خدا کے لئے اے اعرافی کے جواب میں فرمایا ہے۔  
"انفسی کہ ے لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انہار در انہار ان کے دہاں

میں جھوٹ کی نخواست ہے۔ جیسا کہ میں اور یہودیوں کی پیروی کرتے  
ہیں۔ جیسا کہ کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرتؐ کے لئے قرآن شریف میں  
فتوح کی بیشکونی گائی تھی تو آپؐ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو  
جیلوں دیروں سے قتل کیوں کیا؟ آج اسی قہم کے، عزرائیلؑ، دیک  
- کشیں کر رہے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ احمدیہ کی لڑائی کے سوا ان کے  
تاہین غلوب کے لئے یہودیوں سے کیوں کوشش کی گئی اور کیوں  
احمدیہ کی طرف سے ایسے خط لکھے گئے؟ مثلاً انہوں نے کہ یہ وہودی  
یعنی جیسا کہ اور یہ کہ یہودی نہیں کچھ کہ بیشک گزرتوں میں جہاد کوشش  
کو سام نہیں کیا گیا۔ میں انہیں کو خود یہ خبر دے کہ غلامی جہاد ایسا  
ہو جائے گا اس کو منع نہیں ہے کہ وہ دو ایسی کوسے کو کو شاہ وہا  
کے ذریعہ سے اچھا ہونا عقیدہ پر۔ مگر میں اس کوشش کی مذہبی نہیں  
اور یہودیوں کے نزدیک منوع ہے نہ اسلام میں۔ (انجیل، ص ۱۰۱)  
(۲) قولہ: "اس ہشتہ کے ضمن میں ہی اپنی پہلی سچائی اور وہودیوں سے  
قطع تعلق کی دھمکی دی بلکہ انہوں کو طاق کر دیا اور سچائی سے علیحدگی  
اختیار کر لی۔" (مختصر عقائد، ص ۱۰۱)

الجواب۔ قرآن مجید کا حکم ہے وَلَا تَزَکُّوا إِلَى الْبَدَنِیِّ طَلَسُوا  
فَلَسَ تَزَکُّوا اِذَا رَہِدُوا اَکْرَہَا لَہِی سَیِّئَی جَولَہِ دَکھو مَدَنَ قَم کو بھی لگ  
پھونے لگی۔" ایسے ہشتہ وہودی جو دینی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اس سے  
علیم کی ضروری ہے۔ آپ کو بیچے زیادہ بڑھتے ہوئے ہیں لیکن اگر وہ حق کرے  
یا اپنی جوئی کو طلاق دے دے تو کھٹ پڑے گا کہ تحقیق کوئی بڑی بات ہوگی۔ یہی  
مال دس بلکہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا سلطان احمد صاحب دہ  
اس کی وہودیوں کے "دینی مقابلہ" اور "دینی مخالفت" کے باعث انہیں  
مشروط طور پر سزا دینے کا اعلان کیا تھا۔ اٹھ سال سے حضرت مرزا سلطان احمد



الجواب۔ سترن نے اس دعوے کے لیے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی اس لیے ثابتہ اعتقاد نہیں۔ دراصل طاق مستعار دینا اس بات کا مترادف ہے کہ میں شدید دینی اختلاف کے باعث اپنی جائیداد سے حق نہیں دینا چاہتا جس طرح زندگی میں جائیداد کو باقیہیم کرنا ہے اس طرح دینی عاصمت کی بنیاد پر بیچنے کی اس سے غروم بھی ضرور ہے لگتا ہے فقہاء بھی اختلاف دین کو غروم کا رشتہ جوئے کا ایک حسب تعلیم کر چکے ہیں (۵) قولہ: ”نہا انبیاء وکرہم اور بنو رگن دین اسلام میں کوئی ایسی مثال موجود ہے کسی نے ایک صورت کے ٹکڑے کے سنے ایسے پانچ بیچے ہوں“ (عشرو مثلاً حاشیہ)

الجواب۔ ”پانچ بیچے“ کا تو وہی اعتراض ہے جو سب مخالفین اسلام حضرت ذہیب رضی اللہ عنہما کے کھارج کے متعلق کیا کرتے ہیں کیا اگر یلدریانی مسافر یحیٰم ہیں لگتا نہیں تھکتے۔ وہاں جگہ کوئی قائل اعتراض بات ہے نہ وہاں حق۔ کھارج کے متعلق ایک پیشگوئی تھی جس کا ذکر فصل دہم میں موجود ہے۔ یہ ایک نشان ہے جو اپنی قہری حقانی کے ساتھ لیا ہوا ہوا اور سند طے کے مطابق پیشگوئی صرف بحوث نئی ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سترن کی انہیں کوئے ہے (۶) قولہ: ”احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا“ (عشرو مثلاً)

الجواب۔ سترن نے اس جگہ بھی خیانت سے کام لیا ہے کیونکہ اس نے حدیث ”لَا تُرَاثُ مَا تُرَاثُكَ مَا سَدَّ قَتْلُكَ“ کو نقل کر دیا مگر اس کے ساتھ مضموع حاشیہ صلیہ ”حضرت عمرؓ اور ایک گروہ صحابہ کی جو تفسیر ”مُتَّحِدِينَ بِذِي الْاَيْدِ قَتْلُكَ“ مذکور تھی اس کو حذف کر دیا (دیکھو بخاری باب غزوہ الخندق جلد ۱ مثلاً ص ۱۰۱)

پس اس کا یہ جواب تو یہی ہے کہ ان احادیث میں خاص اصولی کفر

کی ذات مراد ہے۔ یہ شخصیں حضرت عائشہؓ اور عمرؓ ایسے صحابہؓ کے بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ ان قانون سے خاص حضورؐ کی ذات ہی مراد تھی۔  
 دوسرے عام معنوں کے لحاظ سے یہ آیت قرآنی فقہ دین کے مسلمانوں کے اولاد کے خالق ہے۔ جس مراد سے لایا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ حضرت اداؑ کے وارث ہوئے تھے۔ وارث ہونے والا بھی نہیں ہے اور جس کی وراثت ہے وہ بھی نہیں ہے۔

سومرے عقائد یہ ایک ظلم ہے کہ زید اور عام مومنین کے بیٹے تو بھی جائیداد کے وارث ہیں مگر نبیوں کا ہمیشہ ہونا بھی کوئی برہم ہے جو انسان ان کی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

دو اصل بات یہ ہے کہ نبیوں کے اموال کا تقسیم ہونے میں ذاتی قوت یا قومی اموال قوم و مذہب کی ایک امانت ان کے سپرد ہوتی ہے۔ ان اموال کی وراثت ان کی اولاد جسمانی نہیں ہو سکتی بلکہ روحانی اولاد و مسلمانان کی آفت اور ان کا خلیفہ ان اموال میں ان کا جانشین ہوگا۔ اس اگر کسی نبی کی ذاتی یا مجتہدی جائیداد موجود ہو تو وہ اس کی نسل میں ضرور وراثت و تقسیم ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ذاتی جائیداد نہ تھی ایسے آپؐ نے اپنی وراثت کے بعد ہی ہونے سے انکار فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کی ذاتی جائیداد تھی ایسے سلیمانؑ ان کے وارث ہوئے۔ نفس وراثت کو معافی نبوت کبھی عقل و نقل کے خلاف بناوت کرتا ہے۔ یہ جو کہ حضرت احمقؑ کی جہتدی جائیداد موجود تھی ایسے ان اموال میں حضورؐ کی وراثت ہو سکتی تھی اور ہوئی ہوگی۔  
 بر قومی اموال تھے ان میں سے جو مسلمانوں کی وراثت میں ہے مثلاً مقروض۔

فقہ نہم۔ "مرزا صاحب اور تصوف"

منشی محمد تقی صاحب لکھتے ہیں:-

ہر ایک کی حقیقت ہے کہ قصوف اور شریعت اللہ تعالیٰ اور شہید

تصویر میں شریعت ہے اور شریعت میں نصیحت: (مکتوبہ)

یہ درست ہے لیکن اگر تم میں اس کو کہتے تو اس حوالہ کی کیا ضرورت تھی ! کیا  
شریعت کے ضمن میں یہ اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ اسی ضمن میں حضرت علیؑ نے حضور ﷺ  
علیہ السلام پر حضرت انسؓ سے روئے شریف کا متنازعہ کیا ہے لیکن بالعموم حضرت ابراہیمؑ  
کی طرف خود تراشیدہ باتیں یاد از خود الزام منسوب کر کے ان صفحات کو سیاہ  
کیا ہے جن کا جواب صرف تفسیر اَلْقَوْلِ الْحَکِّامِ اور یہ ہے کہ ہم تو اسے د  
اقول کے طریق پر جوابات درستہ دیتے ہیں۔

(۱) قولہ: ”مرزا صاحب اور ان کے مروج عالم مسلمانوں کی عربی حنفی“

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ آئے

نور محمد

اقول۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ اہل حضرت مسیحؑ کے متعلق جو تم

نے الزام لگائے تھے وہ بھی باطل ہیں۔ وہ ذیہ کیا بات ہے کہ جماعت

اور حضرت جنتید کو تو بزرگ مانے لیکن نبیوں کی جگہ کسے؟

(۲) قولہ - ”میں نے تمہارا ترکہ مریدوں کے ہی فروخت کی گواہی ہے“

فرک کو روکا جا دیا جو ۱۳۱۳ء سے ہنگامہ چکا تھا۔

اقول: كَلِمَةُ اللَّهِ عَلَى الْحَقِّ وَبَيِّنٌ. مرجع بحث ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(۳) قولہ: کیا کوئی مثال ہے کہ مرزا صاحب کو کسی غرض میں ہونے کے

فصل فی تفسیر و تفسیر (مکمل)

اقول: یہ مطالبہ مسرخی نے حضرت جسیہؑ کے اہل و اقارب کیا ہے

کریں اور انہوں نے کسی پیر کے لیے شفا کی دعا کی۔ آفتِ قلب سے

آواز آئی "اے حبیب! خدا اور اس کے بندے کے درمیان تو کیا کام"

### تو دخل مت دے : (حضرت علیؑ)

جو ابا دافع ہے کہ مسرت حق کا یہ مطالبہ احمدی لڑ پھر سے کارائیت پر لکھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تحریر فرماتے ہیں کہ۔  
 ”سرور اور غائب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کو لڑکا دیا  
 عبدالرحیم خان ایک مشہور عورتہ قب کی بیماری سے بیمار  
 ہو گیا تھا اور کوئی صورت جاہری کی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ گویا  
 مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت میں سنہ اس کے بچے دعا کی تو  
 معلوم ہوا کہ قصہ یہ برہم کی طرف ہے۔ تب میں سنہ جناب  
 اپنی میں وحی کی کہ کیا الہی الہی اس کے بچے شفاعت کرتا ہوں  
 اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ تَنْزِيلًا لِّكَ  
 وَيُطْفِقُ مِنْكَ الْإِلَٰهَ بِأَنِّم۔ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر  
 اذن الہی کے کبھی شفاعت کر سکے؟ تب میں خاموش ہو گیا۔  
 بعد اس کے بغیر تو وقت کے یہاں ہم بڑا اَلْكَ اَلْتَّجَارُ  
 پہنچے تھے شفاعت کرنے کی اہانت دی گئی۔ تب میں سنہ بہت  
 تعزیر اور اجتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری  
 دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا۔“  
 (حقیقۃ انجیل ص ۱۱۱)

ہم اس واقعہ کو انفرجی سے تفسیر نہیں کر سکتے لیکن حضرت جبریلؑ  
 کے قصہ سے بالکل متاثر ہے۔

(۴) اس فقرہ انجیل کے آخر میں مسرت حق نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کہنے پر  
 اور آپ کے پاس ہزاروں دروہوں کے کہنے پر اعتراض کیا ہے۔ افسوس کہ  
 لوگ جو ایسے جہودی کے قائل ہیں کہ وہ دروہوں سے ان کے گھر جبر دے گا  
 وہ یہ کہ اعتراض کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب

اسلام کے لئے مامور کیا۔ اسی لئے ساری جماعت کا نظام آپ کے سپرد تھا اور آپ اسی روپیہ کو اثاثہ امت اسلام میں خرچ فرماتے تھے، اسی امرِ آخرا میں کیا ہے؟ اچھے کھانے بیچ نہیں ہیں، صحابہ نے کھائے، انہوں نے کھائے۔ اچھے مکانوں میں رہتے رہے، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا واقعہ یاد کرو جو "بغیر حساب" کے مصداق تھے۔ وہ حقیقت یہ باتیں قابلِ اعتراض و تحقیق بلکہ شریعت کے لحاظ سے جائز اور بعض صورتوں میں ضروری تھیں۔ تاکہ شریعت کے مستحق جو اطراف و تغیرات کی راہ اختیار کی گئی ہے اس کو ڈھریا جاسے۔ آپ لوگ مولوی شاد راشد صاحب امرتسری کے ہیں، مجددہ کے حامی ہیں، مولوی صاحب کی ایک تحریر جو انہوں نے ایک شیعہ کے جواب میں لکھی گئی ہے، ملاحظہ کریں۔

لکھتے ہیں :-

"اچھا صاحب! کھائے پئے، خود رکھانا، خود کے ہانگ

پر سونا، وغیرہ تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔

خود سے کھائے اگر آپ کے قرآن میں نہ ہو تو میرے منافیہ میں

عاطف کیجئے۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ

لِيِبَاسًا وَمِنَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الزَّيْنِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ

اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّذْكُرُ الَّذِيْنَ

..... اسے نبی (علیہ السلام) ! تم کہہ دو کہ خدا کی

پسند کی ہوئی زینت اور پاکیزہ مذاق کسی نے حرام کئے ہیں؟

تم یہ بھی کہہ دو کہ دنیا میں تو یہ مومنوں کے لئے مشترک ہیں، آخرت

میں خاص انہی کے لئے ہونگے، اچھا! آمین! وہ خود کا کلمہ پڑھا کرتا

جب شریعت ہی میں کھوت ہے تو اس کشمکش میں اجازت بلکہ استحب

کے بعد، عذر کھانے یا عذر لباس کو حسبِ استطاعت استعمال کرنے سے



مومن یقیناً اسلامی تصوف نہ ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مالدار مومن سے کہا تھا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُسْرَفَ اَقْرَبُ رَحْمَتِهِمْ كُلِّ عَبْدٍ اللّٰهُ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا نشان اس کے بندے پر لایا جائے۔  
 الفرمین اس زمانہ میں تصوف اور شریعت کی صحیح راہ بتانے والا اور  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا اور آپ نے اپنے قول اور عمل سے  
 اس کا بہترین نمونہ قائم کیا ہے۔ جس نے انھوں انسان کی زندگیوں کو  
 پاکیزہ اور سطر بنا دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا وَ عَلٰی مَنَّا بِمِ وَاٰلِہٖ  
 وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

## فقروہ دہم: بہشتی مقبرہ

(۱) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی اور پیام  
 کے تحت جماعت احمدیہ کے صاحب نقوی، اوشاد بیٹہ، اور صاحب  
 کے لئے ایک بہشتی مقبرہ تجویز فرمایا۔ یہ قبرستان شمالی بشارتوں  
 کے باعث مومنین کی فکر میں خاص وقعت رکھتا ہے۔ لیکن کارفرود دنیا  
 میں انتظام پر مصروف ہیں۔ چنانچہ ان صاحب کے لئے قریب امر سودا پر دوسرا  
 ہی رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے پاس لکھا کہ روپیہ آتا ہے مگر  
 روپیہ دینے یا لینے واسطے جائیں، تمہیں بے جا دخل دینے کی کیا ضرورت  
 ہے؟ انہیں اسے ضرورت ہے کہ اگر ان کو سے چنانچہ مصروف تھا ہے۔

”مسلماً میں اس مقبرہ پر تین ہزار روپیہ صرف کیا اور  
 مسلمانوں کے لئے گیارہ ہزار کا مطالبہ ہوا۔ اور دعائے قبول  
 میں اعلان کیا گیا کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہو گا  
 بہشتی ہو جائے گا۔ اب خود کا انتظام ہے کہ کیا اس  
 اعلان سے کل انبیاء کرام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جسے اللہ علیہ وسلم اٹھائے رہا نہیں اور صاحب کرام کی سخت  
تکلیف و توجہ نہیں ہوتی کہ صرف دسواں حصہ جائداد  
دے کر جو دہاں دفن ہوا ہمیشتی ہو گیا۔ خواہ اعمال  
کی کچھ ہی حالت ہو۔ (عشر و مشک)

ناظرین گرامر! اس عبارت میں سفرین نے ایک نہایت ناپاک  
استدلال کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس مقبرہ میں دفن ہونے والا صرف دسواں  
حصہ دینے سے ہمیشتی بن جائے گا خواہ اس کے اعمال کی کچھ ہی حالت ہو۔  
گویا وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نظریں تعویذ اور عبادت  
کی تو کوئی قدر نہیں صرف مال کا دسواں حصہ دے کر آپ اس مقبرہ میں دفن  
کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ سیدنا حضرت  
عیسٰی برحمتہ اللہ علیہ السلام نے دھارا الوصیۃ میں جہاں اس مقبرہ کا ذکر فرمایا  
ہے وہاں تحریر کیا ہے :-

(الف) "تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے  
والا حقیقی ہو، اور قربات سے پرہیز کرے اور کوئی  
شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو، سچا اور صاف  
مسلمان ہو۔ (م) ہر ایک صالح جو اس کی کوئی  
بھی جائیداد نہیں، اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا  
اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف  
دکھاتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن  
ہو سکتا ہے۔" (مش)

(ب) "یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہو گا کہ جائداد منقولہ  
اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ  
غرض یہی ہو گا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک

اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام  
ہو، اور تقویٰ و طہارت کے امور میں کوہنہ کرنے  
والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا  
اور اس کے رسولؐ پر سچا ایمان لاسنے والا  
ہو اور ہر حقوق عبادت و عصب کرنے والا نہ ہو؟  
(الوقتیت ص ۸)

پر رد و استہاس واضح طور پر مسترضی کی تردید کر رہے ہیں۔  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اعلان فرماتے ہیں کہ انہیں مستطرد  
تقویٰ و طہارت اور اعمال صالحہ ہے۔ اگر کوئی غلو جم وین  
ہو خواہ اس کی جائیداد نہ بھی ہو وہ بھی اسے جگہ دینی ہو سکتا  
ہے اور صرف اسوائی حق سے دنیا ہرگز کافی نہیں لیکن مسترضی تنہا دی کہیں  
جرات نہ لے پاکی بلکہ بے حیائی کے کذب بیان کر رہا ہے کہ وصیت کنندہ صرف  
دسواں حقہ دیتے خواہ اس کے اقالہ کی کچھ ہی حالت ہو۔ اے احمق بھٹ۔  
(۲) احادیث نبویؐ میں مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے جنت کے  
درجات ان سے بیان کرے گا۔ یُخْبِرُ قُلُوبَهُمْ بِذَوَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ  
(مسلم باب ذکر الدجال جلد ۱ صفحہ ۱۸۱) اس پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ نے عمل میں بھی مقبول  
کے پورا کر دیا ہے۔ اس انتظام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا  
تصدیق مطلوب ہے کہ حضورؐ کی تخریب۔ ان بزرگوں کی اس میں تو یہی کیے  
ہو سکتے ہیں کہ انہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ یا خصوصاً اہل بیتؑ کے  
معلق یہ نہیں سنو یا کہ تم کہہ کر اللہ نے تم کو بخش دیا ہے یعنی تم اب  
بہر حال نیک کام کرو گے۔ اگر وہ جنت سے دیکھو کہ انہی کتاب المعانی ص ۱۸۱  
پھر خاص دلی صابہ کو آپؐ نے جنت کی شان سے دی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ  
کہتے ہیں۔ اَلْحَسْبُكَ عَشْرَةٌ مِنْ قَدَرِي فِي الْجَنَّةِ اَبُو بَكْرٍ

بِالْجَنَّةِ وَغَيْرِ الْجَنَّةِ۔ الحب (مجموعہ صحیفہ طریقہ مست)

پھر خدا تعالیٰ نے ایک قبرستان جنت البقیع (شہر مدینہ منورہ) تجویز فرمایا اور صاحب کو کہا۔ اَنْتُمْ شَقِيذَاتُ الْغُلُوْفِ الْوَاكِينِ۔ (یعنی کتاب الجنائز) کو تم زمین میں اٹھ کے گراؤ ہو جس کی نیک نیتوں کو دے گا وہ جنتی ہوگا۔ علامہ اذہبی قرآن پاک کا عام مطلق ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ اَشَدُّ رِيقًا اَمَّا الَّذِيْنَ اَنْتُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاَقْرَبُ اَمَّا الَّذِيْنَ اَنْتُمْ بِمَنْزِلَةٍ (سورہ قہ) آگاہ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید کر ان کو جنت دے دی ہے۔

ناظرین گرامر! ان تمام حقائق کی موجودگی میں بہشتی مقبرہ پر اعتراض کرنا یا اسے اجماع و صلحا کی توہین بتانا اپنی مغفرت کا اظہار کرنا ہے۔ بہشتی مقبرہ تو گزشتہ آسمانی احکامات کا عمل طلب ہوا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر چودا یقین! اس کے رسولؐ پر کامل یقین! تمام ایمانیات پر پختہ یقین! ہوا اعمالی معاملہ کے لئے ذہن و دست و ضبط پائی جاوے تب انسان کسی مادہ پرستی کے زمانہ میں اس مسلسل قربانی کی توفیق پاسکتا ہے۔ بہادری میں دے جو اس راہ کو گھٹیں اور عطا وَاِنَّ اللّٰهَ اَشَدُّ رِيقًا دال آیت کا ثبوت دیں۔

(۳) ستر جن لکھا ہے کہ۔

”الْوَصِيَّةُ فِي مَرَا عَا صِبْ سَلَفِيْ هُوَ سَلَفِيْ هُوَ سَلَفِيْ  
کے لئے وصی ہونے کی بھی شرط لگائی ہے۔ لیکن یہ معنی ایک  
چال ہے۔ ورنہ وصی ہونے کی تعلیقات ہوتی ہیں جو وقت  
و احکامات پختہ یا دفنی ہونے سے پہلے ضروری تھی۔“

(مستزاد منہاج) حاشیہ

با انصاف ناظرین ! معززین کی اس عبادت اور اس سکینے  
 احترام کو غلام خود کو تو آپ کو اس کا بعد دیا تھا نہایت بھونٹا صورت  
 میں منتہم نظر آجائے گی۔ یہ تسلیم کرنے کے باوجود اس حق ہونے کی بھی  
 شرط لگائی ہے تو اس کو چال مسترد دیتا ہے۔ کیونکہ حق ہونے کی  
 تحقیقات نہیں ہوتی بخدا یہ اس کا اس جگہ دیکھنا ایک جھوٹ ہے۔  
 ہمارے ہاں ہمیشہ ہی مقبرہ کا ایک باقاعدہ صیغہ ہے۔ جب کوئی شخص  
 وصیت لکھتا ہے تو اس صیغہ کے افسر کی طرف سے اس کی دینی حالت  
 کے تعلق کے لئے بعض دوسرے معزز اور حق احباب سے پرائیویٹ  
 طور پر طلبہ شہادت لی جاتی ہے اور ایک مکتوب فارم پر لکھا جاتا ہے  
 جس کا نمونہ اس طرز کا ہوتا ہے۔

## نمونہ تصدیقی فارم متعلقہ حالات ووصیان الہی مقبرہ

”مستی (پہاں موصی کا نام ہوتا ہے) حق ہے اور حرکات  
 سے پرہیز کرتا ہے۔ اور کوئی مشرک اور کوئی بدعت کا کام  
 نہیں کرتا اور تنہا اور صاف مسلمان ہے۔ اور جہاں تک اس  
 کے لئے ممکن ہے یا بنو اسلام اسلام ہے۔ اور تقویٰ و عبادت  
 کے امور میں کوشش کرنے والا اور اس کے رسول پر مچا ایمان  
 لانے والا ہے اور نیز حقوق عباد و غصب کو نہ دانا نہیں۔ مثلاً  
 دشوت خور نہیں۔ عین دین کے بارے میں بدصالحہ نہیں۔ امانت  
 میں خائف نہیں۔ اپنے کاروبار میں دین مسترد اور ذریعہ رکھتا ہے۔



کے قول کو بعض اہل حق نے کیا ہے، انبیاء علیہم السلام اور چاروں اہل حق کے اقوال کے بعد یہی حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالفین اور احرار اہل حق کی نزدیک سے گناہ شکی کی گواہی کر رہی ہے، نیز اہل بیت کو بطور بد ذکر کیا ہے، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کے افعال کے بطور بد عمل اور اعمال کے بد بیان کیا ہے، پھر یہ کہ ہماری فرائض میں اسلوب بیان سے یہ کہہ کر، "فانہیں ان عقولوں اور بد رنگی کے اقوال و اعمال کی مثالوں سے فیصلہ کر لیں کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کے قول و فعل پر ان میں درست قرار دیا جائے تو ان بد رنگوں کے قول و فعل پر بھی وہ احرار حق اور بد رنگ اور جبکہ جہنم ہے کہ ان بد رنگوں کے قول اور ان کا فعل صحیح اور درست تھا تو ہمارا نام نہ نہ پڑے گا کہ آج کے مسلمانوں کے حضرت مسیح علیہ السلام پر احرار اہل حق کی غلط اور غلطیوں میں ہماری مدد ان مثالوں کے جتنی کرے کہ ہرگز باقی ہے اور یہی چاہی ہے کہ ہم ان بد رنگوں کے قول و فعل پر کوئی تنبیہ نہ کرے۔

میں اس دنیا میں اچھے فروخت جتنی کئی کا بعض چھوٹا دھلا دار ان مثالوں کے پیش کرنے پر حرام کہہ دیکر دیکھ رہی کہ کچھ یہ سمجھ کر اپنے نام کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات اور ہمسوی کا دعویٰ کر رہے ہیں حالانکہ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے خدا کی طرف احرار حق کا دفاع کر رہے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسوی یا مساوات کا دعویٰ تو کرنا کفر ہے۔

اس بعد میں انہار مذہب کے بد رنگوں کے دلائل میں انہار اجداد صاحب کائنات و جلالی بیان خاص تو جس سے پڑھے جانے کے قابل ہے، اس پر لکھتے ہیں:-

"ہا ہرے کہ آج آہستہ آہستہ کسی دہائی کے عمل سے کوئی سوال کیا جائے گا تو وہ سنو میں اکابر آہستہ یا خود سرور کائنات کی مثال پیش کرے گا اور اس کے بعد اس چیز سے پہلے اذہن نہ لے گا۔ اگر اس کے منہ دعویٰ مساوات اور ہمسوی کے یہی تو پھر تنقید، ابتداء، تہذیب کاں کہ کہیں گے، اور ان کے لئے کوئی تنقید کہیں سے آئے گا۔ یہ سب جیسے ہیوت ہے کہ اپنی ذات دلائل سے کوئی عمل کر لے تو غرض ابھرے ہے یہی کہ "آذہن" اپنے قیدی خود را کی کا بھیجے اور اگر نہ بد رنگی سے دیکھے تو ان میں یہ بھیجے کہ وہی سے دعویٰ مساوات رکھتا ہے اور اپنے آپ کو ان کا ہم قی نہ رہتا ہے؟ (صدقہ جہنم و جہنم کے لئے ص ۱۰۰) "

# فصل دہم

## پیشگوئیوں پر اعتراضات کے جواب

اے غیر عالمِ محمد کا سمجھ آنا نہیں

یہ لٹائی صدقہ پر کر پھرے گی اور یہ فسادِ دھرم کا سچا رونا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا اور علمِ عالم کا حکمتِ انبیاء کے فریاد دیا جاتا ہے۔ اسی کی پیشگوئیوں ایک طرف ذاتِ ہدیٰ کے عظیم کی ہونے پر دردمست گواہ ہوتی ہیں، اور دوسری طرف نبیوں کی صداقت کا بھی ثبوت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا بِآيَاتِنَا أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْكُمْ أَتَمُوتُ عَنْكُمْ غَيْرُكَ يُذِلُّ لَكَ الْغُلَامَ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَرْفَعُ صَوْرَتَكَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى غَمٍّ حِزْبٌ مِمَّنْ يَسُوغُ النَّفْسَ فِي الْغُلَامِ الْأُمِّيِّ الَّذِي يَرْفَعُ صَوْرَتَكَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى غَمٍّ حِزْبٌ مِمَّنْ يَسُوغُ النَّفْسَ فِي الْغُلَامِ الْأُمِّيِّ﴾۔ یہاں غیب پر بظن، اگر وہ دوسروں کے کسی کا مطلع نہیں کرتا، اسی آیت سے ظاہر ہے کہ پیشگوئیوں نبیوں کی صداقت کا ثبوت بڑا ثبوت ہی، حد پر ہی اسی ثبوت کے فریاد ہی سچائی کا اعلان کرتا رہا ہے۔ غلطی یہ ہے نہ شخص جو کہتا ہے کہ۔

”پیشگوئی کرنا انسانی طاقت سے باہر نہیں، جو یہ امر عیدِ کرام اور

عام لوگوں میں مشترک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے بھی اپنی کسی پیشگوئی

کو اپنے صدقہ، کذب کا سید قرار نہیں دیا۔“ (تحقیقِ دلائلِ مشائخ)

یہ کہ قرآن مجید الہی غیب کا پانی بردار صوفِ انبیاء کو قرار دیتا ہے اور ان کے غیر کے لئے اللہ کے غیب کے پانیے کو راستہ مسدود بتاتا ہے۔ مگر مسخر حق، شیادی اس کی

”عام لوگوں کی ایک مشترکہ جاذبہ بتاتا ہے۔ اللہ حبیب! ہر مومن کی فرعون کے لٹاؤ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاقِفْ يَكُنْ مَسَاوِعًا





اور وہ جو شہر یہی کہتے رہتے ہیں تو کلا انیزل علیہ وآلہٖ وسلم ترقی (الاحصاء) کہ  
اس کی کوئی پیشگوئی تو یہی تھی۔ کوئی نشان تو یہ رہا۔ سچا ہے۔ ہے

ہنر ہجرتِ سعادت بزرگ تر ہے است  
کل راست سہی وہ ہجرتِ شعلہ دار است

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مہارت کیلئے سعادتِ ایت، فضائل و فائل اور  
زہد کی حالت کو پیش کیا مگر لوگوں نے انکار کیا۔ آپ نے نشانے اور جرات کے فریہ سے  
اقدامِ ہجرت کی گروہ اپنی نگاہ پر مصر ہے۔ حضرت کی پیشگوئیوں پر وہوں کی تعداد میں  
اور ہر رنگ میں بڑی ہوئی۔ آپ کی وفات، کاموں اور عمر کے متعلق، اپنی اولاد کی پرورش  
ترقی اور دیگر سعادت کے متعلق، اپنے گھر واپس کے متعلق، دوستوں کے متعلق، خاندان  
پار و بیواری، شہر و صوبہ، ملک اور دنیا کے متعلق۔ الغرض ہر جہت کے متعلق آپ نے پیشگوئی  
فرمائی اور وہ پوری ہو کر مومنوں کیلئے دریاوار ہیں کا حویب ہوئی۔ لیکن فرقہ بندی، تاریکی کی  
سنگینے مطابق آپ کے مخالفین نے بھی اس بارے میں بہت خود پائی اور سرسبز پیشگوئی لکھا ہوا۔  
اس فصل میں ہم نے دکھانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی متعدد باتوں

پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے؟ (مستشرقین)

ظاہر ہے کہ کذاب جو کہ پیشگوئیوں کی حقیقت سے آگاہی کا دعویٰ بہت بڑا  
ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس نے اس فصل میں پیشگوئیوں پر چند اعتراض کئے ہیں۔ ہم ان کا  
تفصیلی جواب دینے سے پہلے سب وعدہ پیشگوئیوں کی بڑائی کے متعلق ترقی مجدد  
نصیر صمدی نے اور واقعات کی دوسرے چند سوا اور انصافاً ذکر کرتے ہیں۔

## پیشگوئیوں کے دس معیار و اصول

ظاہر ہے کہ پیشگوئی کی غرض یہی پیدا کرنا ہے۔ نئی کام کشت  
پہلا معیار | دل میں گرمی کا ہونا ہے۔ اور اس تحریر کی کے متعدد طریق ہیں  
سے ایک طریق پیشگوئی بھی ہے۔ ہمارے کہ وہی وہی مقبول ہے جو ترقی و ترقی  
بالغیظ کا مصداق ہو۔ و دنیا دار اھل ہے۔ اسی مگر ایمانیات کا دار اور مگر

کے مدنے سوچ کا طرح بھی نہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو بھروسہ کو دیکھ کر کوئی کتاب یا امر نہیں دلی سکتا۔ چنانچہ سوچ ہی وہاں دینا شرعی طور پر ثواب کا مستحق نہیں۔ بس ان کیس پہلا معیار تو یہ ہے کہ کوئی پیشگوئی ایسے طور پر پوری نہیں ہو سکتی جو منکرین کو مومنوں، غلبہ کے دشمن سے باہر لے جاتے اور نہ ہی کسی کتاب کا حق ہے کہ اپنی کروڑوں آنکھوں کے باعث صرف کچھ مروجہ طریقہ نام کی پیشگوئیوں کے متعلق ایسا مطالبہ کرے کہ لوگوں میں امرست و فساد کے خلاف ہے۔ اس کے انبیاء کے عام دستور کے خلاف ہو۔

**دوسرا معیار** | نیکی و بدچیتیں ہوتی ہیں۔ بشیر و نذیر۔ اسی کے مطابق اس کی پیشگوئیوں کے بھی دو حصے ہوتے ہیں۔ جو حق و باطل، نیک و شقی ہو گا۔ وہ اصطلاحاً وعدہ کہلاتے ہیں۔ اور جو حق و انذار پر مبنی ہوتا ہے اسے اصطلاحاً وعید کہتے ہیں۔ وعدہ ہو یا وعید ہر دو قسم کی پیشگوئیوں کے اپنے مرکزی نقطہ (ایسی بنیاد گناہ) کے گرد ہی چکر لگاتی ہیں۔ وعدہ میں خوشخبری کے ذریعہ ایسا ہی وعدہ کی جاتی ہے۔ اور وعید میں منکرین کو خوف و ڈاکر رجوع اور انابت الی اللہ کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔

اب اگر اس وعید کے علم پر یہ ہوسے سے قبل ہی یہ غرض پوری ہو جائے۔ تو اس وعید کا کل جانا ہی منت الہی ہے اور اس سے نفس پریشگوئی پر کوئی خوف نہیں آسکتا۔ صاحب ریح المعانی تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْمُحْتَلِّ فِي هَذَا أَهْلُ مَا كَانَ الْوَأَسْوَفُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَخْتَارُ أَنْ  
يُخَوِّفَ الْوَعْدَةَ وَابْتِغَاءً لِّقَوْلِهِ الرُّعْدَةُ وَيَقْدِرُ أَنْ يَنْفَعَهُ  
تَحْتَ كَوْنِهِ أَسْفَرُ رِزْقِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَكُنَّ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالِ  
مَنْ رَعَى اللَّهَ تَعَالَى عَلَى عَقْلِهِ تَوَكَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
عَقْلِهِ وَمَقَامًا تَقَرَّرَ الْجِبَالُ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
وَعَقْدًا وَتَوَكَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ تَعَدُّهُ

وَقِيلَ يَا أُولَ الْأَعْدَادِ إِنَّ اللَّهَ غَدِثٌ غَائِبٌ  
فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَفُتِنُوا مَقَرُّهُمْ

(تفسیر سورہ النحل جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸)

ترجمہ :- اس بحث میں مسلم اصل میں ہے، یہ علماء و اہل حق نے دیکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ وحید کا عبادت کر لینے کے لیے اگرچہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ مدت سے بھی یہی بات ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اٹھا کر اللہ تعالیٰ جس کو قرب کا وعدہ دے تو وہ اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ ہاں اگر کسی کو اس کے عمل پر سزا کا وعدہ کرے تو اسے اختیار ہے۔ انصاف میں غلطی میں نہ کرنا کیا کہتے تھے کہ اسے وہ ذات جب وعدہ کرے تو ایسا کرے اور جب وحید کرے تو وہ گنہگار نہ ہو۔ پھر عرب بھی خلافت و عہد پر نظر کیا کرتے ہیں۔ وہ اس کو قطعاً نہیں سمجھتے۔ شاعر کہتا ہے۔ میں جب اس سے وعدہ اور وعدہ کرتا ہوں تو وہ وعدہ پورا کر دیتا ہوں لیکن وحید پورا نہیں کرتا بلکہ اس کے خلاف کرتا ہوں؟

پس دوسرا معیار یہ ہو کہ صالحان کا تحت غس و عید کے ٹل جانے کا امکان ہو۔  
یہ نیکو معیار ہے کہ اصل مقصد انسانی پیشگوئیوں اور حادیوں کو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنا ہے۔ اس لئے یہ ماننا بڑے گاہک و سب کی سب شرط توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ خواہ وہ مشروط غلط یا صحیح میں مراعاً مذکور ہر نام مذکور ہو۔ ہر مصلیٰ مراد ہوگی۔ چنانچہ امام فخر الدین دہلوی لکھتے ہیں :-

يَوْمَ الْوَعْدِ عَلَى الْوَعْدِ عَلَى كَيْفَ وَتَمَّ الْقَسَمُ عَلَى تَعْلِيمِ قَوْلِكَ  
أَنَّ بِالْجَنَّةِ وَالْكَرِيمِ وَتَمَّ الْقَسَمُ عَلَى تَعْلِيمِ قَوْلِكَ أَنَّ الْوَعْدَ يُفْلَحُ  
الْفَرْقُ بَيْنَ الْوَعْدِ وَالْوَعْدِ بِقَوْلِكَ يَا شَاكِرُ إِنَّكَ تَكْرُرُ هَذَا الْوَعْدَ  
لِيُتِمَّ نَجَاحُ هَذَا الْوَعْدِ قَوْلَكَ تَكْرُرُ لَوْ لَمْ يَفْعَلْ لَعَبَارَةٌ لَوْ لَمْ يَفْعَلْ بِأَنْفُسِهِ  
تَجَرُّبُهُ أَنَّ هَذَا لَأَمَّا بَلَدٌ لَمْ يَكُنْ الْوَعْدُ قَوْلَكَ تَكْرُرُ مَا وَنَ الْوَعْدُ شَرْطُ  
تَوْفِيقِي وَتَجَمُّعِ الْوَعْدِ ابْتِغَاءً وَكَلَّةً يَحْتَوِي الْقَسَمُ قَوْلَكَ تَكْرُرُ لَوْ لَمْ يَفْعَلْ  
تَحْوِيلُ الْمَكْنِيِّ إِلَى الْكَلِمَةِ الْوَعْدِ لَمْ يَكُنْ تَحْوِيلُ الْقَسَمِ إِلَى الْقَسَمِ



میرا خیال بیاہ کی طرف گیا۔ مگر بعد میں طریقہ ثابت ہوا اور تحقیق کا ثانی ملا۔  
(ب) معتز میں چٹا لوی کا قرار ہے۔

”طریق المید میں دلچے ہاتھوں والی عرب کے تھاری تھاروں میں  
سختی صورت کو کہتے ہیں۔ ازواج مطہرات نے لفظی معنی کے ماتحت  
اسکی حقیقت سمجھی اور ائمہ تھے۔ مگر انحضرت کے سامنے نہیں بلکہ بلورہ  
لیکن واقعہ ہرگز مراد اس کی مجازی معنی تھے۔“ (تحقیق کا ثانی ص ۱۲)  
رجح: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَقُلِ الْمُحْسِنَاتُ لَكُمْ سَوَافِرٌ كَمَا كُنَّ آبَاؤُهُمْ فَتَتَّبِعُوا نَمْلًا (النمل آیت ۱۶)

کوب ترین امرد کے لئے ہے وہ تم کو اپنے مثالی دکھائے گا تب تم  
ان کو پہچان سکو گے۔

اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ قبل عہد پریشانی کی پوری معرفت نہیں ہوا کرتی۔  
ہر نامہ دیکھ لیجئے۔ ایہود کی آمد کی پریشانی تھی۔ یہود اس کی حقیقت نہ سمجھ سکے۔ تاؤ قلیک  
حضرت مسیح نے اس کی تعمیر محضت یحییٰ سے نہ فرمائی۔ مگر پھر بھی یہود اسکے قائل نہ ہوئے۔  
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیات و انجیل میں پریشانی نہیں تھی۔ مگر یہود و  
نصارائی ان کی حقیقت کو سمجھنے سے منور نہ ہوئے۔

(ج) سواری محمد حسین بٹالوی نے لکھا ہے کہ۔

”اس مقام میں ایسی تفصیلات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جن میں  
سید الخلیفہ خاتم المرسلین کا بعض الہامات (غیر متعلق بہ تکلیف و  
تبلیغ) کی مراد سمجھنے میں اشتباہ و شکاب پایا جاتا ہے۔ . . . .  
و دونی الہاموں (الذی یجوز فی اللہ اسم۔ مذہب و اہل — قائل) کے  
متعلق بہ تبلیغ و تکلیف نہیں) سمجھنے میں سید العظیمین و خاتم المرسلین

لئے ہر نامہ کی مشہور حریفہ اسوجنک لکھوائی اٹھوا لکے جدا کا ذکر ہے۔ جس میں ازواج مطہرات  
نے اپنے اپنے نامہ شروع کر دیے تھے۔ معتز میں کای کہنا کہ وہ ظہر انحضرت کے سامنے نہیں  
پڑا۔ محض یہ ثابت ہے۔ اسی صریح صورت کے سامنے عہد کی تائید کو لے کر دو نوعیت

کو شک و شبہاء واقع ہوا اور الہام دوم کے سننے جگنے میں تو کب کا اخیال واقع کے بھی مخالفت نکلا؟ (دراثر اثنائہ اہستہ جلد ۱، نمبر ۱، ص ۱۴۸)

(۲) حضرت کسح موعود علیہ السلام نے بھی حق پر فرمایا ہے کہ :-

(۱) "صفات ظاہر ہے کہ جب پیشگوئی ظہور میں آجائے اور اپنے

ظہور سے اپنے سنے کب کھول لے اور ان معنوں کو پیشگوئی ....

کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو کر دی جگہ ہی تو پھر

ان میں نکتہ پہنچ کر آجائے غاری نہیں ہے۔" (تفسیر ہدایہ، ج ۱، ص ۱۴۸)

(۲) "اگر کسی خاص پہلو پر پیشگوئی کا ظہور نہ ہو۔ اور کسی دوسرے پہلو

پر ظاہر ہو جائے۔ احوال سرور میں پیشگوئی کا خدق عدوت ہوتا ہے۔ دوسرے

پہلو میں بھی آجائے۔ حدیث تہذیب کے بعد ہر ایک غفلت کا کچھ ہائے کر ہی

میں تھکے پیشگوئی کے ہی ہوتا ہے۔ اپنے ظہور سے آپ کھول لے ہی۔ تو اس پیشگوئی

کی عظمت اور عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آتا۔ اور اس پر نام لکھ ہی کرنا ضرور

ہو ہے۔ اسی اور ہٹ دھرمی ہوتی ہے۔" (تفسیر ہدایہ، ج ۱، ص ۱۴۸)

پس جو تھا معیار ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پیشتر بعض دھڑکائی پوری

حقیقت عام ہو نہیں سکتا، اور نبی پر بھی سکھت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی صحیح

تفسیر وہی ہوتی ہے جو واقعات سے ثابت ہو۔

عذاب کی پیشگوئی طغیان و سرکشی کی بنا پر ہوتی ہے۔ لہذا

**پانچواں معیار** اگر وہ قوم یا فرد جس کے حق میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس ذیادتی

اور ظلم سے باز آجائے۔ جو بنا پر پیشگوئی ہے۔ تو لازماً اس پیشگوئی کا ظہور معرض

توبہ میں آجائے گا۔ اور جتنا جتنا رجحان توبہ ہو گا۔ اتنا اتنا ہی وہ اس

عذاب سے محفوظ رہے گا۔ یا دے کہ اس ضمن میں ایمان و توبہ کا ہر کچھ ہے۔

(۱) حقیقی اور مستقل ایمان (۲) عارضی اور ناقص ایمان۔ ہر وہ صورتوں میں

موجود عذاب مل جائے گا۔ ان شرائط کو صورت میں جب وہ بارہ شرائط ثابت

ہو جائے تو وہ پھر اخذ ہو جاتے ہیں۔





تبدلی میں مدد سے بڑا ہاتھ لگا اور اپنی سرکشی و غلیظانی کے ذریعہ غصہ برپا کر دیا۔ اس پر چنانچہ امام فخر الدین راوی کی آیت **فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ فَاَنَّ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** (عنکبوت) کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

”فَبِمَا إِنْشَأُوا مِنَ الذَّلَالَةِ إِذِ انْتَبَذُوا آلَهُنَّ اللَّهُ لَا يَقْبَلُ عَنْهُمْ الذَّلِيلَ“  
 وَخَوَّلَهُمُ الظُّلُمَاتُ الْأَعْدَىٰ فَكَذَّبُوا عَنْهُمْ وَكَانَ الظُّلُمَةُ وَجَعًا  
 وَهُوَ إِسْمَاعِيلُ يَتْلُو عَلَى الْمَرْبُوعِ مِنَ الظُّلُمَةِ وَتَحْسِبُهُمْ جَدًّا مَلَكًا

یعنی اللہ تعالیٰ اس دنیا میں صرف ظلم پر اصرار کرنے پر عذاب دیتا ہے۔ اب  
 جس طرح حقیقی ایمان لاناس کے جرم اور بناؤ پیشگوئی کی مستقل کالی کر دیتا ہے۔  
 اسی طرح عارضی و وقتی ایمان بھی اس شرارت کا ایک حد تک سزا باپ کر دیتا ہے۔  
 آیت ”وَمَا كَانَ اللَّهُ بِعَذِيبِهِمْ غَافِلًا“ سے بھی اس جگہ زیر غور ہو کہ اللہ تعالیٰ  
 ”استغفار“ کرنے والے کفار کو بھی عذاب نہیں دیتا۔ اس لئے پہلی صورت میں اس کو  
 مستقل فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دوسری صورت میں بھی عارضی فائدہ و عذاب دنیا  
 سے بچ جاتا، ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرعونوں کے ذکر میں فرماتا ہے کہ  
 جب ان پر عذاب آتا تھا۔ تو حضرت موسیٰؑ سے کہتے تھے۔ ”يَا أَيُّهَا الشَّامِرُ  
 اذْغُرْ لَنَا زُجْجًا يَمَسُّنَا“ (اے شامر! آگ لگاتو کہ اسے جاوگر رہا ہے) لے  
 اپنے رب سے دعا کر ہم ہدایت پاؤں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”فَلَمَّا كَشَفْنَا  
 عَنْهُمْ الْغُيُوبَ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ“ (پھر ہم نے ان سے عذاب دور کر  
 دیتے ہیں۔ تو وہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں) فرعونوں نے اسی طرح آٹھ نو دفعہ  
 جھوٹے وعدے کئے اور جہنم کا اظہار کیا۔ مگر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ ان سے  
 عذاب ٹال دیا۔ کہیں؟ صرف اس لئے کہ اس کی سنت ہے کہ وہ اپنے وعدے  
 کا پورا فائدہ پہنچاتا ہے۔ سورۃ الاحقاف میں فرمایا ہے کہ عذاب و عاقبت کی بابت  
 کفار و خواست کریں گے ”رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا نَاْمُنُ“ (اے خدا! اسے  
 اس عذاب کو ٹال دے۔ ہم ایمان لے آئیں گے) فرمایا ”إِنَّا كَاْمِنُونَ“ (اے خدا! اسے  
 اٹھنے کا وعدہ دے) (دعائی ج) ہم عذاب تو ضرور کچھ عرصہ کے لئے ٹال دیجئے۔ مگر یہ

خط ہے کہ تم موسیٰ میں جانو گے۔ کیونکہ تم تو پھر شرارتوں کی طرف محدود ہو گے۔  
ہر دو مثالوں سے واضح ہے کہ دار فنی اور ناقص ایمان پر بھی اللہ تعالیٰ وعدہ  
عذاب بلکہ عذاب میں التواء کر دیتا ہے۔

پس پانچواں معیار یہ ہے کہ حقیقی اور کامل ایمان کے علاوہ بسا اوقات ناقص  
اور دار فنی ایمان سے بھی وعید میں التواء ہو جاتا ہے۔

**چھٹا معیار** | امید کی پیشگوئی تو دو معنیوں قوم، شخص، یا معینی وقت، کیلئے ہو۔  
اس میں فی الجملہ تعلق ممکن ہے۔ یعنی اس وعید کا معینی قوم یا  
معینی وقت کے لئے ہونا ضرورتاً تعلق کے تعلق کے باوجود اس کو ضروری التواء نہیں  
بتا دیتا، بلکہ پھر بھی اس کا لٹنا ہائز ہوتا ہے۔ اس بیان کی اسلئے ضرورت پیش آتی کہ  
معترض پوچھا تو کہنے تحقیق لٹائی میں غلط وعید کے مسئلہ میں اختیار ڈال کر اس  
ضرورت پر خاص زور دیتا ہے کہ معین وعید لٹ نہیں سکتا، بلکہ ایک جگہ تو لٹتا ہے۔  
”ایسا غلط وعید منجانب اللہ وقوع میں آنا صریح تخریل و تکذیب

دسل ہے؟“ (تحقیق لٹائی ص ۱۸)

حالا کہ یہ بھی سراسر باطل ہے۔ وعید اس معین قوم یا شخص کی توبہ و رجوع پر ہی  
لٹا کر تپا ہے اسلئے اس میں دسل کی تکذیب و تخریل کچھ ہو سکتی ہے۔ یہ تو شخص  
اہم باطل ہے۔

حضرت ہاشم کے واقعہ کے معنی وقت اور معینی قوم کے متعلق ہونے کے متعلق  
اہم و اگر کہہ کہے ہیں۔ چند مثالیں اور طالعہ ہیں لکھا ہے۔

(۱) وَقِيلَ قَالَىٰ فَهِيَ فَوْفَىٰ بِرَبِّهِۦ اِنَّكَ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْ تَعُوْذُ فَبَلَّٰ اِنَّكَ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ

لے معترض پوچھا تو مسئلہ غلط وعید کے متعلق لٹتا ہے۔

”وہ ایک حق بحث ہے جس میں ظہور کا حکم دلتا بھی دلتا ہے۔ چنانچہ اس میں ہر دو امور  
نہیں لٹتا ہم اس بات پر بحث نہیں چاہتے، بلکہ تحقیق میں ایک اور جگہ لکھا ہے  
لکھتے ہیں: ”طالعہ“ انجیل علی کتاب قرآن لکھتے: ”طالعہ“ انجیل علی کتاب  
کائنات اور تحقیق میں لکھا کہ اس قابلیت کتاب کا جواب یہ ہے کہ یہ



کہ حضرت یسوع اور محمد میں کیا امت کے پاس سے ایک دھونی گزرا حضرت مسیح نے کہا کہ کن ظہر کے وقت اس کے جواز پر حاضر ہو جاؤ لیکن وہ دھونی نہ گزرا جب جبریل آئے تو حضرت مسیح نے یہ چھا کر کیا اڑتے تھے اس دھونی کی نوبت کی خبر نہ دی تھی۔ اُس نے کہا کہ خبر تو دی تھی لیکن اُس نے بھلائی تھی روٹھیں صدمہ کریں اور غصے کے نکات پا گیا روح الہی بجا شمس ملے خاص بعض اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ کسی شخص کے حق میں بیشکونی ہوتے ہیں، اُس کے حق میں پوری نہیں ہوتی، بلکہ اُس کے بیٹے یا خلیفہ وہاں نشین کے اہل حق پہنچ جاتے ہیں۔ دراصل یہی اس بیشکونی کا پورا ہونا ہی ہوتا ہے۔

(الف) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”يَسْتَفْخِرُ الْكَافِرُ الْبَلْوَةَ إِلَى الْيُسْتِ وَمَنْ يَسْتَفْخِرْ عَنْ امْرِئٍ اَوْ مِنْ

عَنْهُ وَضَعَتْ يَدَيْهِ قَالَ ابُو هُرَيْرَةَ قَدْ حَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَكُنْ تَتَلَوُّهُ كَمَا رَخَلَتْ كَلْبُ الرَّؤْيَا جَلَسَ

کہ میں سو رہا تھا کہ مجھے زمیں کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، یہاں تک کہ

وہ میرے اہل حق میں دکھ دی گئیں۔ تو ہر پرہیزگارتہی کہ رسول پاک تو

تشریف لے گئے۔ اب تم دسے صحابہ ہی خزانوں کو جمع کرسکتے ہو؟

(ب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل حق میں سونے کے دو ٹکس دیئے

ان کو آپ نے خود چھوٹک مار کر اڑا دیا۔ اور حضور نے اس سے دو کذاب و دھیانی نبوت

مرا لئے۔ بخاری کتاب الرؤیا ان میں سے ایک سیلہ کذاب آپ کے پاس

آیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا:-

”لَيْتَ اَنْ بَرَزْتَ لَتَعْرِفَنَّكَ اللَّهُ وَرَأَى لَكَ الْاَلَمَ اَوْ يَتَّ

يُنَاقِضَا اَوْ يَتَّ. الحديث وسلم باب رؤيا البلوى صلی اللہ علیہ وسلم

کہ اگر تو نے وہی حق سے انحراف کیا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو تباہ کرے گا۔ اور میرا

خیال ہے کہ تو ابھی ہے جس کے متعلق میں نے رؤیا دیکھی ہے۔“

پھر سونے کے گنگوں کی دوا دوا ریت میں درج ہے۔ گویا مسیحا کی چاکت اس  
 روایہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پہنی چاہیے تھی لیکن وہ خلافت  
 صدیقہ میں چاک ہوا۔ سواری شہداء اللہ اس سر کی گھٹتے ہیں کہ :-

”پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دوا کا اگر مسیحا پر یہ ہوا تھا کہ  
 آپ کے بعد فرما۔ مگر آخر کار جو حکم پہنچا تو فرما۔ اس لئے دوا کی  
 صحت میں شک نہیں۔“ (رسالہ مرجع تہذیبی، ص ۱۸۱)

(رج) تاریخ الخبیس میں لکھا ہے :-

”وَكَانَ السَّقِيْتُ قَالَ أَخْلَى النَّعِيْبُ قِرْدًا وَشَوَى إِلَهُ مَسَى إِلَهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَالْعَبِيدِ وَالْإِنْسَانِ عَلَى مَسْأَلَةٍ  
 لَمَّا تَقَاتَلَ الْكَلْبُ وَكَانَتْهُ الْإِنْسَانُ كَلْبًا فَكَانَتْهُ الْإِنْسَانُ (جلد ۱۰)  
 کہیں کہتے ہیں کہ اہل قبیلہ نے کہا جو کہ آنحضرتؐ نے اسید کو کڑا دال انکے  
 مسلمان ہونے کی حالت میں دیکھا تھا لیکن وہ کفر ہی کی حالت میں فرمایا۔

اور یہ روایہ انکے بیٹے عتاب کے حق میں پڑی ہوئی ہے اسلام لایا :-

ان واقعات اور ایسا ہی جو پہلی کے واقعہ میں جنت کا انگور کی خوشہ دیکھنے کو  
 انکے بیٹے عکرمہ کا اسلام لا جمود ہونے سے واضح ہے کہ بعض دفعہ پیشگوئیوں میں  
 ذکر کردہ شخص سے مراد اس کا بیٹا یا صاحب النشیں میں ہوتا ہے۔ دَعْوَا الْمَلَاہ :-

نہی کی مادی پیشگوئیوں کا اس کی زندگی میں پورا ہونا ضروری تھا  
**اسٹھواں معیار** نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- ”وَأَمَّا أَنْ يَشْكَلَ بَشَرٌ  
 الَّذِي تَوَدَّ هُوَ أَنْ يَشْكَلَ وَيَكُنَّ يَوْمَئِذٍ الْمَوْتُ مِنْ عَمَلٍ كَرِهَ نَبِيٌّ يَوْمَئِذٍ  
 ہے کہ ہمیں وعدوں کو جو ان کلمات سے کئے جاتے ہیں پوری زندگی میں پورا کر دیں۔ یا  
 پھر نیچے دلائل سے دیں۔ اور بعد ازاں ان بعض کو پورا کریں۔

**نواں معیار** بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کے وقت ظہور انکے مصداق  
 نواں معیار انہماک کے سمجھنے کے متعلق غلطی ہو جاتی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا وعدہ  
 کسی شرط کے تحت سے ایک قوم کی بھانپنے کے بعد ہی کے حق میں پورا ہوتا ہے۔ رسول

مقبول ہوئے اور علیہ السلام نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ الْفَرِیْدَ والی روایت کو سہ سو سال کے لئے اعزاز فرمایا۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر حضورؐ کی زیارت پر نکلتے ہوئے۔ لیکن علم الہی میں شک تھا رہنے کا وقت آئندہ سال تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی موجودہ وقت نسل کو بیکس فتح کنعان کہنے رواندھتے ہیں اور بار بار الہی کو اَذْخُلُوا الْاَرْضَ مِنْ اَلْقَدَسِ سَآءَ الْاَلَمِیْنِ کَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ شَرَاةً مِّنْیَیْ بِذِیْنِ مِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی نے تمہارے واسطے لکھ دی ہے، تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ (المائدہ ۲۶) مگر انصاف نے بتایا کہ گندھی کی فتح کا وعدہ دوسری نسل کیلئے تھا۔ چنانچہ وہ نسل اسی جنگ میں جنگ کر مر گئی۔ دوسری نسل نے اسی ملک کو فتح کیا اور ان کے ذریعہ کو وعدہ پورا ہوا۔

**دسواں سوال** | جس وفد پیشگوئی کو کھینچ بھی غیبیہ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ آیت **مَا تَسْتَفِیْضُونَ اَیَّامًا اَوْ سَاعَاتٍ یَّخْتَارُ لِذٰلِکَ وَلَیْلًا اَوْ نَهَارًا** کا ایک مفاد یہ بھی ہے۔ اور آیت **وَإِذَا هَآؤُلَآءِ لَآ اَیَّۃٌ مِّنْکُمْ اَیَّامًا وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُمْنَرُوْنَ** قَالُوا لَا اَیَّۃٌ اَنْتُمْ مُّطْعَمُوْنَ اَلْفَصْلُ (نیر و اللہ غالب حق آشوب و الحقیقۃ اکثر الناس لا یفکرون) درست ہے۔ جس میں اس مفہوم کی تشریح ہے۔

پیشگوئیوں کے متعلق سہارا اور اصول تو بہت ہیں۔ لیکن اس جنگ اختصار کی خاطر اسی قدر پرکتا کر رہیں۔ اور اب مسخر میں پیاوردی کی پیش کردہ ہمیشگوئیوں پر اس کے اعتراضات کے جواب لکھتا ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

**آتمہ والی پیشگوئی** | پہلے خبر مسخر میں پیاوردی نے آتمہ والی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔

”ستر ہند آتمہ پساں سے جین جیٹک میں مہارہ ہونے کے بعد اپنے ایک کتاب بنام جنگ مقدس لکھی تھی“ (عشر صفحہ ۱۱) ناظر ہیں! جس شخص کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ جنگ مقدس کیا پیر ہے کیا وہ بھی حق لکھتا ہے کہ اس کے حوالے سے کوئی اعتراض کرے؟ جنگ مقدس حضرت نے مہارہ کے بعد نہیں لکھی بلکہ جنگ مقدس وہ سال پر دسویں فریقین حضرت اندس اور پاروی

آختم کے پرچہ جات سہارٹ بالمقابل درج کئے گئے ہیں۔ وہ حقیقت معترضین کے کہنے کے  
شک کر رہا تھا۔ اسے ”نقل و حمل بائیں“ کا مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے۔

پھر معترضین نے پیشگوئی کو ہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔

”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عہدِ جنوٹ کو  
اختیار کر رہا ہے اور جسے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا  
رہا ہے۔ وہ انہی دونوں سہارٹ کے لحاظ سے بیٹے فی دن ایک مہینہ  
لے کر بیٹے کا مادہ تک ہمارے میں گرایا ہوا ہے گا۔ اور اس کو سخت ذلت  
پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔“ (حشرہ صفحہ ۱۵۱)

پھر آدھ کی تشریح کیلئے حضرت ادریس کے حسب ذیل الفاظ پیش کئے ہیں۔

”وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جنوٹ پر ہے۔ وہ پندہ ماہ  
کے اندر آج کی تاریخ سے ہزارے موت ہمارے میں نہ پڑے، تو میں  
ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔“ (حشرہ صفحہ ۱۵۱)

آخر یہ اپنے الفاظ میں خلاصہ میں درج کیا ہے۔

”مطلب صاف ہے کہ اگر آختم رجوع الی الحق نہ کرے گا تو ہزارے موت  
پندہ ماہ کے اندر ہمارے میں گرایا ہوا ہے گا۔ یعنی فرما سنے گا۔ اور  
اگر رجوع الی الحق کرے گا۔ بیٹے جیسا نیت پر قائم نہ رہے گا۔ اور  
اس کے احوال و اقوال سے رجوع الی الحق ثابت ہوگا۔ تو اس  
سزا سے بچ رہے گا۔“ (حشرہ صفحہ ۱۵۲)

گو کہ معترضین بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی مشرطیٰ فیہ اور رجوع الی الحق کی  
صورت میں اس کی موت کا ملوک ہو جائے اور پیشگوئی کا حصہ تھا۔ اب معترضین  
پڑا لوی کا ایک اور فقرہ بھی پڑھ لیجئے۔ لکھتا ہے کہ۔

”جب آختم میرا وہ کے اندر فوت نہ ہوا۔ تو مرزا صاحب نے  
بحث اختیار کر دیا کہ اس نے دل میں رجوع الی الحق کر لیا تھا اسلئے  
موت سے بچ گیا۔ اس کی اصول کو انہوں نے جیسے ہی کتابوں اور

رسالوں میں لکھا ہے: (عشر و ستون)

پھر لکھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے "ایک اشتہار دے دیا کہ ستر  
آختم اگر قسم کھاوی کہ انہوں نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو دو ہزار  
پھر لکھا کہ چار ہزار روپیہ انعام ملیں: (عشر و ستون)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ ہے کہ آختم نے رجوع الی الحق کیا ہو۔  
اگر یہ بات غلط ہے اور فی الواقع وہ عیسائیت پر پورے دل سے قائم ہے۔ تو وہ  
اس کے متعلق منافیہ شہادت دے اور انعام لے۔ اگر بعد ازاں جلد آسمانی عذاب سے  
تباہ نہ ہو تو تم مجھے کذاب سمجھو۔ مگر آختم اس قدر سراسیمہ ہو چکا تھا کہ اُس نے اس طرف  
کا خیال بھی نہ کیا اور مصافحہ انکار کر دیا۔ اُس نے جو قرار کیا، وہ یہ تھا کہ مرزا صاحب  
نے فیروزوں اور تلواروں سے مسلح آدمی میرے قتل کے لئے بھیجا، اس لئے جوئے سانپ  
شہرہ شہر میرے پیچھے بھاگتے پھرتے۔ چنانچہ وہاں قسمر کو چھوڑ کر میدان، اور پھر وہاں سے  
فیروز پور چلا گیا۔ تاکہ کسی طرح اُسے اس عذاب سے نجات ملے۔ مگر کہاں! وہاں بھی اس کو  
اُسی نظارے نظر آتے تھے اور ایک غیر معمولی ہیبت اُس کے قلب پر طاری ہو گئی۔ اور  
اُس نے رجوع الی الحق کر لیا۔ تب وہ اس عرصہ میں طاقت سے بھر پورا۔ لیکن بعد ازاں  
وہ اس رجوع پر قائم نہ رہا۔ بلکہ جیساکہ مسیح موعود نے فرمادیا ہے کہ:۔  
"آختم رجوع سے بالکل انکاری تھا: (عشر و ستون)

آختم نے انکار کیا، اور اپنے خوفزدہ ہونے کی وجہ ان تملوں کو قرار دیا۔ اسکے جواب  
میں رجوع الی الحق کی تلقین کی گئی کہ ثابت کرنے کے لئے حضرت اندس نے دو طور سے اس پر  
انعام جت کی۔ اول اس طرح کہ آپ نے اُسے کہا کہ تم "آختم" اس تحریک اور ای تملوں کے  
بارہ میں مجھ پر تالش کرو۔ دو قسم قسم کھاؤ کہ تم نے رجوع الی الحق نہیں کیا۔ جب وہ ان  
دونوں طرح سے فیصلہ کیلئے تیار نہ ہوا۔ بعد ازاں اُس نے اپنے رجوع الی الحق کا کھانا کھا  
اعتراف کیا۔ تو حضرت نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ضائع فرمایا۔  
(المقت) "مترود تھا کہ وہ کمال عذاب اُس وقت تک تھا کہ اسے جہنم  
کو وہ "آختم" دیکھ کر شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے طاقت



کے اسباب پیدا کرے؟ (انوار الاسلام ص ۷)

(ب) ”وہ بڑا پاویدر جو موت سے قسیر کیا گیا ہے۔ اس میں کسی قدر غفلت دی گئی ہے؟“ (انوار الاسلام ص ۷)

(ج) ”اور یاد ہے کہ مسٹر عبداللہ آختم میں کامل عذاب (موت) کی بنیاد ہی ایسٹ رنگ دی گئی ہے۔ اور وہ مختصر یہ بعض تحریکات سے عہد میں آجائیں گی۔ خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدالی اور رحمت سے ہیں اور کیندہ انسان کی طرح خواہ مخواہ جلد باز نہیں؟“ (انوار الاسلام ص ۷)

(د) ”اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور آگے کچھ نہیں۔ کیونکہ آئندہ کے لئے الہام میں یہ مشکوک نہیں۔ شَعْرَتِ الْاَنْكَلَا اَنْكَلَى مُسْتَوْدِعِ رَحْمِ وَرَحْمَتِی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ یعنی اپنی رحمت کامل طور پر اُن پر پوری کر دیں گے؟“ (انوار الاسلام ص ۷)

(ذ) ”اب اگر آختم صاحب قسم کیا ہیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔ اور اگر قسم نہ کیا ویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا انکار کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا۔ اور وہ دن نزدیک ہیں، دور نہیں؟“ (اشہار انعامی چوکیز اور دہرہ ص ۷)

(س) ”یہ کنارہ کشی یعنی آختم کا قسم سے انکار کرنا بے سود ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یادہ گوئی آختم کی گردن پر ہے۔ اگرچہ آختم نے غالش اور قسم سے پہلو تہن کر کے اپنے اس طرح سوسان جنگ دیا ہے کہ ضرور اُس نے رجوع بھی کیا اور یہی حملوں کے طرز وقوع سے بھی رجوع کا وہ دلی تھلا ناکل (بتلاویا کہ وہ تھلے لسانی تھلے نہیں تھے۔ مگر

پھر بھی انھیں اس جرم سے بری نہیں کہ انھوں نے حق کو طاعتی طور پر  
 زبان سے ظاہر نہیں کیا؟ اور سنا، الحق علیہ وسلم نے فرمایا  
 چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق پھر انھیں ۲۰ جولائی ۱۹۹۶ء کو فیروز پور میں  
 قتل کر دیے گئے۔

اسی واضح پیشگوئی اور اس صفائی سے پوری ہو۔ لیکن پھر بھی مسیحائی اور  
 ہی کرتے جانتے ہیں۔ انھوں صد انھوں۔ حضرت نے خوب فرمایا ہے  
 جو گناہی نے انھیں بھول دیا  
 اور حق میری صداقت پر براہین پیش کرے

**جُوعِ الی الحق** | ظاہر ہے کہ جوع کا تعلق قلب کے ساتھ ہے۔ اور اصل درجہ  
 اول کا ہی ہوتا ہے۔ زبان کا جوع حقیقی جوع نہیں جتنا ظاہر  
 ہے کہ جب شخص زبان کا جوع عذاب کی تاخیر کا موجب ہو سکتا ہے جیسا کہ باطنی معیار  
 کے ضمن میں اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ قلبی جوع سے تاخیر عذاب  
 نہ ہو۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ قلبی طور پر انھیں کے جوع کا کیا فیہ ہے؟ سو یاد رکھیے  
 کہ اولاً اس تمام عرصہ میں اس کا اسلام کی مخالفت، اہل اسلام کے خلاف  
 وریدہ رہی اور جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ اس کے قلبی جوع کا ردِ امت  
 ثبوت ہے۔ دوسرے اس کا اصرار، اصرار، فیروز پور میں تین حملوں کا اصرار خود اس کے  
 قلبی غرور کا شاہد ہے۔ سوم اس کا انارش سے انکار اس کے قلبی جوع کا ردِ امت  
 ثبوت ہے۔ چہاں کہ اس کا صحت سے انحراف جس اس دعویٰ کی کوئی تصدیق ہے۔  
 پھر اس کا اس عقائد کے بعد حضرت کی پیشگوئی کے مطابق بہت جلد مر جانا بھی  
 آسانی شہادت ہے کہ اس حقیقی جوع کا کیا تھا جس کو چھپانے کے باعث جلد فرمایا۔  
 ششم یہی مناظرہ امرتسر میں پیشگوئی تھنے کی اس کا موجب ہے کہ انکار کہ تاخیر  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نور اللہ) و جلال نہیں لکھا، حالانکہ وہ اندوہنا میں  
 دیکھ کر تھا، پیشگوئی کی عظیم الشان حقیقت کا ثبوت ہے۔

یہ قرآنی مشن سے عیاں ہے کہ انھوں نے جیسا کہ جوعِ الی الحق کیا تھا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے کہ :-

(۱) ”ہم مانتے ہیں کہ آختم کو موت کا اندیشہ ہوا ہوگا اور حقیقتاً ہوا ہوگا۔

اور اس خوف سے اُس نے ہر ایک شخص سے کام لیا۔“ (رسالہ

المہاترات مرزا ص ۱۱)

(۲) ”آختم نے رجوع کیا جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے اور قبول مرزا صاحب

اُس کے رجوع بخیر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے دل پر خوف غالب

ہوا جس کی وجہ سے وہ بھاگا پھرا۔“ (رسالہ المہاترات مرزا ص ۱۱)

گویا امرتسری صاحب کو بھی معلوم ہے کہ آختم کو حقیقتاً موت کا اندیشہ ہوا۔ نیز یہ کہ

اس کا رجوع ایک مشہور واقعہ ہے۔ بلکہ اسے اور معترضین پیالہ کی کوگر انگار سے تو

زبان رجوع سے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ”آختم علی الاعلان اس حق کی طرف رجوع کیا

جس کے لئے مرزا صاحب اُس سے مناظرہ ہوا تھا۔“ (رسالہ المہاترات مرزا ص ۱۱)

پھر رجوع بھی محسوس نہیں ہوا اور آختم موت تک یہاں بھی رہا۔“ (د۔ ص ۱۱)

اب سوال یہ ہے کہ کیا جماعت احمدیہ نے آختم کے علی الاعلان رجوع کا دعویٰ

کیا۔ یا اُس کے رجوع کو ظاہری و زبانی قرار دیا تھا یا ہرگز نہیں۔ بلکہ الہام کی بنا پر

اُس کے قلبی رجوع کا دعویٰ کیا گیا تھا اور اسی کا ثبوت دیا گیا تھا۔ آختم کے علی الاع

لہ تعالیٰ کے فضل نے اس پر ٹھہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ اس کا علی الاعلان رجوع

نہ کرنا، بلکہ قلبی رجوع کا بھی بعد اختتام عدت انگار کو دینا ہی تو اسکی جلد موت

کا موجب ہوا تھا۔ کھانا مڑا۔

**مطالعہ مرحلت کا معاملہ** | بائبل کی تعلیم کے مطابق حضرت اقدس نے آختم

سے قسم کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ وہاں لکھا ہے کہ

ہر معاملہ کا آخری فیصلہ قسم سے ہونا چاہیے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر قسم سے انگار

کرتا ہے وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ (یرمیاہ ۱۹: ۱۱) پھر خود خدا کی قسم، پلوں

کی قسم، بیٹوں کی قسمیں، اور عوامیوں کی قسموں کو یاد دلا کر اُسے کہا گیا تھا کہ قسم کھائے

مگر وہ حقیقت آختم مرزا کا تھا اسلئے اُس نے قسم نہ کھائی، اور نہ میدان میں حاضر ہوا۔

دوسرے باوجود گیارہویں ہزاری مارٹن وغیرہ نے اشتہارات میں ڈاڑھ خالی کی۔ ہاں  
 پاوریل کے غیر ملکی وکیل دشمنان اسلام مولوی صاحبان نے بھی کاسن ٹک  
 خوب داد کیا اور کہا کہ اُن سے مطالبہ ملت درست نہیں۔ معترضین پشیلوی بھی لکھتا  
 ہے کہ آختم نے کہا تھا کہ میں عدالت میں حلف کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ مرزا صاحب  
 مجھ پر دھمکی نہ کریں۔ (عشر و ست ۱۵۵) کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ پہلے آختم پر ہوں اسانپ  
 اُن پر چھوڑے جائیں اور دھمکی حضرت مرزا صاحب کریں۔ کیا دہالیت  
 کسی اور جگہ کا نام ہے؟ مولوی ثناء اللہ نے اس کا غیر مسلم ہونا بتا کر ہی اس کو  
 قسم سے بڑی کر دیا۔ کیا عجیب انداز میں لکھتے ہیں۔

مرزا علی کو آختم پر قسم لینے کا حق ہی کیا تھا۔ کوئی آیت و حدیث  
 اس بات سے رہی کہ کوئی کافر اگر اپنے نفس پر التزام کفر کرے اور اسلام  
 سے انکار دی ہو تو اس کو قسم دینی چاہیے؟ (رسالہ الہدایات مرزا علی)  
 گویا آیت و حدیث آختم پر جہت تھی؟ صاف بات تھی کہ آختم ایک گواہی  
 کے خلاف کامرٹک ہو رہا تھا اُن کو اس کے متعلق حلف دی گئی تھی۔ اور حلف شرعاً  
 اسی فرض سے جاری ہے۔ تا کاذب کو مؤاخذاً خداوندی میں لایا جواسے۔ غیر  
 ہی مولویوں نے اپنا حق ادا کر دیا۔ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے۔

”ہمارے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ مرزا علی کی ایک سالہ  
 بیٹھکن کی ترانہ سے جو قسم لکھتے ہیں اس کے نیچے لعنت کے طوق کی  
 طرح ڈال کر لوگوں کی توجہ کال ایک سال تک پھیرنی چاہتے تھے۔  
 وہ اس سے بچنا نہ چاہتے۔ وہ بھی آخر ٹیڑھی رو چکا تھا۔ . . . . . اگر  
 مرزا ہی صرف قسم کی بات اُسے کہتے تو شاید انجیل متی ۵: ۳۷ کی کوئی  
 تاویل سوچ کر وہ قسم کھا جاتا؟“ (رسالہ الہدایات ۱۵۷)

اے دیکھو رسالہ الہدایات ۱۵۷۔ یہ وہ اشتہار ہے جس کو معترضین پشیلوی نے آختم سے منسوب  
 کر کے جہالت میں بولا قسم کو جو دشمنوں کی مثالی بنایا ہے۔ (جہاں نظر)

معاہدہ سات ہو گیا کہ درحقیقت آختم قسم کو ناہانہ سمجھ کر انکار نہ کرنا تھا۔ بلکہ  
 "لعنت کے طوق مجھے ڈرتا تھا۔ اور اُن کے ہائی عزت کو پہلے سے مذہب میں  
 قسم ہائز نہیں، عدالت میں قسم دہوئی کرو، وغیرہ وغیرہ۔ پر پیشہ کے برابر وقت  
 نہیں دیکھتے تھے۔ لیکن جانتے ہو کہ میں لعنت کے طوق سے آختم ڈرتا تھا۔  
 وہ ایک سال بعد از قسم کے بھائے اتھری اشتہار سے سات ماہ کے اندر  
 ہی اُن کے گھر کا دار ہی گیا۔ اور خدا کے سیمائی بہت روز روشنی کی طرح  
 پھری ہو گئی۔ الحمد للہ۔

تذبر دست اعتراض | مستر من پٹیلوی نے ایک دوسرے ٹھکڑی کتاب  
 البعد الثاقب ۱۹۱۱ء کے حوالے سے اعتراض  
 رجوع اور حواویر؟ کیا ہے۔ اور اس کو "تذبر دست اعتراض" ٹھہرا کر  
 جواب کا مطالبہ کیا ہے۔ اعتراض کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"مفسرین سات ہے کہ اگر آختم رجوع الی الحق نہ کرے تو  
 ادب میں گرایا جاوے گا۔ یعنی اگر رجوع کرے گا تو ادب کی سزا سے  
 بچ جائے گا۔ رجوع الی الحق اور سزائے ادب ایک ساتھ جمع  
 نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے  
 آختم کے بھائے پھر نے اور سزا پھر ہونے کا نام رجوع الی الحق بھی  
 رکھا ہے اور ادب کی سزا بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ رجوع اور  
 ادب کا جمع ہونا تو الہام کی دُست سے ناممکن ہے۔ بچاؤ آختم اگر  
 رجوع کر چکا تو پھر ادب اس پر کہاں سے آگیا؟ یا تو رجوع ہی کرنا  
 یا ادب میں گرتا؟" (عشرہ صفحہ ۱۵۱)

الجواب الاول :- مستر من نے رجوع اور ادب کو اور دُست الہام دُور  
 جمع ہو سکنے والی چیز بنایا ہے۔ ہم اس حشر میں مستر من کی ضرورت تصدیق کرتے  
 بشرطیکہ وہ دینا تعدادی سے کام لیتا۔ یہ دوست ہے کہ ہر شکوئی کے لفظ ہوتے  
 اور رجوع حضرت کی تشریح کے مطابق مستحق لا جرم ہے۔ مگر سوال تو یہ ہو کہ اس جگہ

ہاویہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت کی طرف سے جو تشریح جنگ مقدس کے آخری صفحات میں مندرج ہے وہ کیا ہے؟ سو یاد رہے کہ اس جنگ ہاویہ کے معنی موت کئے گئے ہیں۔ معترض پٹیالہی نے جنگ مقدس ص ۱۱۱ کا حوالہ دیکھ کر لکھا ہے کہ:-  
 ”وہ فرق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا ہے، وہ پندروہلا کے اندر آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔“ (عشرۃ منکھ)  
 نیز الہامات ص ۱۱

گویا اصل الفاظ میں جس ہاویہ کا ذکر ہے وہ سزائے موت کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ یہ ہاویہ دجرج کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا۔ آخرم کا دجرج ثابت ہو گیا اور وہ اس ہاویہ (موت) میں اس حدت میں نہ گرا۔ فلا تخلص ینہا۔ الجواب الثاني: دستہ داحضر کے سچ موجود علیہ السلام کی عبارتوں میں اس اشکال کا جواب بصراحت موجود ہے۔ چنانچہ انوار الاسلام کے جو سو الہات اس باب میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے نقل کئے ہیں۔ ان میں بھی لکھا ہے:-

(الف) ”اگر تم ایک طرف ہماری بیوش گوئی کے الہامی الفاظ پر موصوفہ ایک طرف اس کے مصائب کو جانچو جو آپس وارد ہوئے۔ تو نہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ وہ جنگ ہاویہ میں گرا، ضرور گرا۔ اور اس کے دل پر وہ سنگ اور خم اور دھراسی وارد ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اعلیٰ فیہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور چاہی تشریحی عبارات میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوئی۔“

(ب) ”جس طرح سے مسلسل گیسز ہٹوں کا سلسلہ اس کے دامگیر ہو گیا، اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو بکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا۔ اور سزائے موت اس کے کمال کیلئے ہے۔“ (الہامات ص ۱۱۱)

گواہوں میں پڑنے کے موقعے ہیں۔ اسی قیود مسلسل گجراہٹ اور سراجی اعلیٰ قیود صحت۔ اگر وہ کامل رجوع کرتا، تو ہر وہ قسم کے باور سے محفوظ رہتا۔ لیکن چونکہ اس نے صرف ناقص رجوع کیا۔ اس لئے وہ باور کے انتہائی قیودے تو بچ رہا لیکن اسی قیود سے محفوظ نہ رہ سکا۔ الغرض جب باور وہ سزاؤں پر مشتمل اور جو سزا رجوع کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اس کی تشریح موت کے لفظ سے کر دینی تھی۔ تو اب اس اعتراض کے معنی یہ کیا ہوئے۔ اور پھر اسکو زبردست اعتراض کیا تو اور بھی غلط ہے۔

الجواب الثالث۔ فرض کر لو کہ باور سے مراد جنگ مقدس میں بھی بعض ہم دہم اور گجراہٹ سے جس میں آئیم پڑا رہا۔ اس کا دوسرا کوئی اثر متعدد نہ تھا، پھر بھی یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ اندری صورت لفظ رجوع سے مراد کامل رجوع ہو گا لیکن آئیم علی الاعلان رجوع کرتا، اور اسلام کو قبول کرتا، تو اس صورت میں وہ اس باور سے بچا یا جاتا۔ باور سے مراد صرف علم و ہم ہے۔ مگر رجوع سے مراد "محسوس رجوع" ہے۔ اب چونکہ آئیم نے کامل رجوع نہ کیا۔ اس لئے اس باور میں گواہ بہر حال کوئی تناقض نہیں۔

الجواب الرابع۔ رجوع الی الحق ایک ہی لفظ ہے جس کے متعدد اور متفاوت المراتب مراتب ہیں۔ الحق سے مراد اسلام ہے اور رجوع الی الحق کے معنی قبول شریعت و مقبول صاحب "جیسائیت" قائم نہ رہتا" ہیں۔ اب جیسائیت پر قائم نہ رہنے یا اسلام کی طرف توبہ کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، جیسا کہ بکشمیر الی انکار التوحید سے مستنبط ہے (۱) ظاہری۔ جیسا کہ بعض مسیحی اسلام کا اعلان کرتے ہیں مگر اللہ سے جیسائی وغیرہ ہی ہوتے ہیں۔ آیت تَالُوْا اٰلَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (المائدہ) لفظ "مسلک" (۲) حقیقی۔ جیسا کہ صحیح کے مؤمن ہو کر رہتے ہیں۔ ان کا قول اور زبان، قلب اور جوارح یکساں شہادت ایمانی دیتے ہیں۔ اَمْسُوْا اَوْ عَمَلُوْا الشَّکَکَیْکَ اِیْہِیْہِ دلی ہے۔

آئیم نے ہی تمام میں سے صرف اقل الذکر صورت، اور رجوع کیا تھا، چہ کہ جس کا

جمع ہوا تھا۔ اگلے جعفر وہ اسلام کی طرف لوٹا، جعفر اس نے حیثیت سے  
 یا اعتقادی اختیار کی، اسی قدر اس کو ہونے سے بچا یا گیا۔ فلا اشکال فیہ۔

اس جو بات کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ رجوع الی الحق اور ہونے پر ہونے کی قدر  
 جیٹتی ہے جس حیثیت سے اس کا اجتماع محال بنایا گیا ہے۔ اس حیثیت سے  
 اجتماع نہیں ہوا۔ اور جس حیثیت سے ان کا اجتماع واقع ہوا ہے۔ وہ ان کے  
 ممکن الامکان ہونے والی حیثیت سے ایک ہے۔ نہ الکیلیات لبطالت  
 الحکمة۔ کیا پٹیلوی صاحب یاہی کے ہمنوا ان جو بات پر دیانت و امانت  
 کے ساتھ غور کریں گے۔ تو اس قسم والی پیشگوئی پر جو اسلام و احمدیت کی صداقت  
 کا بدست ثبوت ہے ایسی طعنیں گے؟ کشتی توح کے فقروں ہم دونوں میں سے جو  
 جوتا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔ اعتراض کا جواب فصل پنجم میں کر چکا ہے۔

سرخ پٹیہی نے اس فصل کے تحت لکھا ہے  
**محمدی بیگم والی پیشگوئی** | حضرت خدیجہ سے نبی علیہ السلام کو ذکر کیا

ہے۔ اور پھر اسی پیشگوئی کے متعلق عشق کاد کے متعدد مقامات کے علاوہ ایک طبعاً  
 کتاب بنام "تحقیق لائیک" بھی شائع کی ہے۔ اس ثانی الذکر کتاب میں انہی عبارات  
 کو بار بار ذکر کر کے اور سخت زبانی اختیار کر کے اپنے ہمنوا اعمال کو سیاہ کیا ہے۔ میں نے  
 اس کے اعتراضات کو بار بار اور محلی بالطبع ہر پرچھا کر لی ہیں کوئی ایسی بات ہے  
 جس پر کذب پٹیلوی کو نالا ہو سکتا ہے۔ لیکن اسکی یہ طویل عبارتیں محض "کہ کہ کہ کہ" کا وہ برقعہ  
 کا صدق ثابت ہوئیں۔ ہم اس پیشگوئی کے متعلق بعض اعتراضات کے جواب فصل ششم  
 و ہفتم وغیرہ میں بھی دیا کر چکے ہیں۔ اس پر اگر محض پیشگوئی کے متعلق قدرے تفصیل سے  
 بحث کرنی مطلوب ہے۔

سرخ نے ہی ہر سیریز میں حضرت کے حالات کے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ  
 پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو میں ایسا ایسا ہو گا۔ اور پھر خود ہی لکھ دیا ہے کہ یہ پیشگوئی  
 پوری نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی پیشگوئی



ایسی نہیں جو پوری دہائی ہو۔ اسی نے وہی پوری دہائی ہونے والی پیشگوئیوں میں سے ایک بھلی اللہ  
اور عظیم الشان پیشگوئی دربارہ مرزا احمد بیگ وغیرہ ہے۔ پس یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور  
نہایت کتب و تاب سے پوری ہوئی، مگر اس کا کیا مطلب کہ منکرین یہ شرط سے انکسین بد  
کر کے کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ اس رسول کی کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔  
مید صاحبزادہ سچ ہو اور علیہ السلام نے نہایت واضح اور غیر سہم الفاظ میں فرمایا ہے۔

”میری کسی پیشگوئی کے ٹوٹ ہونے کی نسبت کس قدر غصہ  
ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایک بھی پیشگوئی ٹھوس نہیں بھلی بلکہ تمام  
پیشگوییوں صفائی سے پوری ہو گئیں۔ شرعی پیشگوییوں شرط کے موافق  
پوری ہوئیں اور جو بھی پیشگوئیوں بغیر شرط کے جنس جیسے لیکرام  
کی نسبت پیشگوئی ہو وہ اس طرح پوری ہو گئیں۔ یہ تو میری پیشگوئیوں کی  
واقعی حقیقت ہے؟ (انجیل: اموی ص ۸)

ہم یہ یقین و بصیرت پر قائم ہیں اور علی و عبد المتقین قائم ہیں۔ پس عشو میں  
مندرجہ پر سرسبز کے اعتراضات باطل اور بے بنیاد ہیں۔

**پیشگوئی کے الفاظ** | اس پیشگوئی کی تفصیل نظر لانے سے پیشتر حضرت سچ ہو اور علی  
الہیات اور حضور کی عبارات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔  
حضور نے فرمایا ہے کہ:-

(الف) ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کہ ضرورت نہیں تھی۔ سب  
موجود تھے کہ خدا نے پیدا کر دیا تھا۔ اللہ بھی عطا کی اللہ ہی میں سے  
وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہو گا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا  
قریب آتے تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور  
اپنے کھان میں اولو العزم نکلے گا۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست  
کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کلمہ کے  
منکرین کو الجور قدرت دکھلا دے۔ اگر وہ قبول کریں تو بہت جلد

رحمت کے نشان میں پر غافل کرے اور اس بلاؤں کو دفع کر دے جو  
 نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ مدد کریں تو ان پر قہری نشانیں پھیل  
 کر کے اس کو متذہب کرے۔ (اشہد ہر جوئی شہیدہ تحقیق ثانی مع  
 اس) عربی الہام اس ہائے میں ہے۔ گدّا بآپ بچاؤ گا تو بلاستور  
 فَسَيَكُونُ كَذِبًا لِّهٖ ذُرِّيَّةٌ مِّنْ أَمَّا لَيْكَ لَا تَكُونُ لَكَ وَلَدٌ اِذَا  
 تَرَكْتَ فَكُلَّ لَمَّا تَرِيْدُ - اَنْتَ كَيْفَ وَ اَكَلَمَكَ عَسَلَتْ يَتَكَ  
 زَكِيَّةٌ مَّقَامًا مَّحْمُودًا (اشہاد ہر جوئی شہیدہ)

رجی خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے خلاف اور منکر دشمن واروں کے حق میں  
 نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص  
 احمد بیگ نام سے، اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو جنسی دیکھا  
 تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائیگا۔ اور  
 وہ جو نکاح کرے گا وہ بعد نکاح سے لڑ پائی برس کے عرصہ میں  
 فوت ہوگا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی  
 (حاشیہ اشہاد ہر فردی شہیدہ بار دوم ریاض ہند پر اس پر  
 (۵) وَ كُنْتُ حَيًّا اَلْحَيُّ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا اَلْبَكَوْهُ عَلٰى وَ جِبِلًّا اَنْتَ اَلْمَرْءُ اَوَّلًا  
 عَلٰى نَوْبٍ كُنْتَ اَلْبَكَوْهُ عَلٰى عَقِبِیْكَ وَ اَلْمَرْءُ اَوَّلًا عَلٰى نَوْبٍ  
 وَ اَلْمَرْءُ اَوَّلًا عَلٰى نَوْبٍ مَّكْنُوْدًا (تفسیر اشہاد ہر جوئی شہیدہ حاشیہ)  
 ترجمہ۔ میں نے اس عورت (محمدی بیگم کی تانی) کو دیکھا اور  
 رونے کے آثار اُسکے چہرہ پر تھے۔ میں نے کہا اے عورت تو بہر کہ  
 وہ بلا تیری اولاد پر پڑے گی۔ اور ایک عظیم مصیبت تجھ پر آڈال  
 ہوگی۔ ایک شخص مر جائیگا۔ اور اس کی طرف سے بہت سے  
 گتے باقی رہ جائیں گے؟

(۶) قَالَ اِنَّكَ اَرَاَيْتَ وَ مَنَّا نَهْمُ وَ مَنَّا نَهْمُ مَنَّا نَهْمُ اَمَّا نَهْمُ

بِأَنفَاعِ الْأَكْبَابِ يُبِيدُ خُتُوبَ نَحْتِ التَّعْزِازِ وَتَسْتَقْطِرُ مَا أَفْعَلُ بِحِ  
 وَكُنَّا عَلَى نَكِي حَيْثُ قَادِرِيْنَ . لِيَأْتِ الْبَسْلُ بِشَاقِطٍ أَوْ أَمِلْ وَأُتْبِكَ هَذَا  
 بِمَا هُوَ بِيَدِ تَقْدِيرِي بَلْ لَيْدُ ذُو الْحَمَةِ مَا تَالُو مَا كَسَبُوا وَلَكِنْ لَا  
 أَفْعَلُ كَهَذَا لَعْنَةً وَابِدَةً بَلْ بَلِيَّةٌ فَكَيْفَا لَعْلَهُ يَرْجِعُونَ وَ  
 يَكُونُونَ مِنْ النَّوْزِ الْبَيْنِ إِنْ تَكُنْ كَانُوا لَعْلَهُ كَلَّ جُذُلِي  
 يَتَّبِعُونَ وَكَلَّ مَتَابِعُهُ وَكَلَّ وَجْهَهُ نَسَاوَهُ وَجْهَهُ وَكَلَّ يَلِيهِمْ  
 الْوَيْلُ لَعْلَهُ أَلَمْ يَكُنْ هَذَا كَهَذَا كَانُوا مَعْلُومِيْنَ إِلَّا الْوَيْلُ لَعْلَهُ وَ  
 عَوَّلُوا الصَّارِ لَعْلَهُ وَكَلَّ لَعْلَهُ وَكَلَّ وَجْهَهُ وَكَلَّ وَجْهَهُ وَكَلَّ  
 كَانُوا لَعْلَهُ مِنْ الْمَرْكُوبِيْنَ ۚ (آئید گاهت اسلام ص ۳۰۰)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے لوگوں (اسدیگ اور اس کے  
 متعلقین) کی فافرائی اور سرکشی کو دیکھا۔ میں محقریب ان پر مصیبت  
 آنات گاؤنگا میں (انکو آسمانوں کے نیچے سے تباہ و برباد کر دینگا۔ اور  
 تو دیکھ لگا میں ان سے کیا کرتا ہوں۔ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ میں انکی  
 عورتوں کو بھی، انکی کے لوگوں کو بھی، اور انکی کے گھروں کو ویرانی  
 کر دینگا۔ لکن وہ اپنی باتیں اور افسانے کا مزہ چکھیں۔ لیکن میں انکو کچھ نہ  
 چک کر دینگا۔ بلکہ آہستہ آہستہ اور تھوڑے تھوڑے کر کے تاکہ  
 وہ دلچسپ کر سکیں اور تو بہ کر سکیں یہ جانی۔ بیضا میری نعمت میں پر  
 نازل ہوگی۔ اور انکی کے گھروں کی دیواروں پر انکی کے چھوٹے بڑے  
 مرد، عورتوں، اور بھائیوں پر لگا جو انکی کے عقلمندی میں داخل ہوں،  
 نعمت چاہے گی۔ اور وہ سب ملوں جو گئے۔ بھڑائی کے جو یہاں رہیں  
 اور نیک کام کریں۔ اور ان لوگوں سے قطع تعلقات کر کے ان کی  
 مجلسوں سے دور رہیں۔ سو ایسے لوگ خدا کی رحمت کے نیچے ہوں گے۔

فاطمہؓ میں یہ پہلی آیت ہے اس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں  
 آپ کے سامنے آئی۔ حضرت اقدس نے اس پیغمبرؐ کی گریہیں مصالحت پر دکر کیا ہے۔

جن میں سے بہت سے حوالہات کو مختلف زیریں میں حسب فضاء تحریر کر کے مستریض  
پڑھاؤ کی لئے تحقیقی لاشکی کے ایک سو صفحات میں درج کیا ہے۔ لیکن ان سب کا مفاد  
وہی ہے جو اوپر والے بنیادی حوالہات میں مذکور ہے۔ ان حوالہات سے جو امور  
ثابت ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

اول۔ یہ پیشگوئی ضمن بطور نشان ہے۔ اور اس نشان کے ثبوت یہاں ہے۔ اگر  
وہ رشتہ کن قبول کریں تو رحمت کا نشان دیا سنا گیا کہ وہ عذاب اور بلاؤں کا نشان۔  
دوئم۔ بلاؤں کی صورت میں ان کے گھر کی عام بربادی، ویرانی اور خاندان کی  
تباہ حال کے علاوہ مرزا احمد بیگ کسی دوسری جگہ رشتہ کرنے کے بعد تین سال بعد اس  
سے قریب عرصہ میں مر جائے گا اور اس کا علاوہ عرصہ اٹھائی برس میں مر جائیگا۔  
سوم۔ نکاح کا ہونا ہی ہاکسوں کے بعد اور ہی ہی مو کو قوت ہے۔ یعنی ہونک  
یہ عمومی واقعہ پذیر نہ ہو جائی نکاح کا شخص نہیں ہو سکتا۔

چوتھا کرم۔ احمد بیگ اس کے علاوہ کی موت نیز اس کے اقارب کی بربادی،  
کمزور و استہزاء کے نتیجہ میں ہوگی۔ جو انہوں نے اسلام اور حضرت مسیح موعود  
عز السلام کے خلاف اختیار کر رکھی تھی۔ جیسا کہ فقرو کفار نے باپائتاد کا نوا بھیا  
یستغفر کون سے واضح ہے۔

پنجم۔ بنارہ پیشگوئی شکستہ سب سے لکھی تاہم ان کو تو یہی ترفیع دی گئی ہے۔  
الہام توبی توبی فان البلاء علی عتیک امیر شاد ہے۔ اور آئینہ گدات اسلام کے  
الحاظ۔ قلیلاً قلیلاً لعلہم یومعون و یکونون من التوابین۔ امیر حکم نس ہیں۔  
یعنی عذاب کے آہستہ آہستہ میں فضاء الہی یہی ہے کہ تا وہ توبہ کر کے رجوع کریں۔ گویا  
پیشگوئی مشروط بعد م التوبہ ہے۔

ششم۔ کہ یہ لکھ کی مانی پر مصیبت آئے گی۔ اور اس سارے فقرہ میں بطور  
تجربہ صرف ایک شخص مرزا احمد بیگ کی موت واقع ہوگی۔ اور اس پیشگوئی کا علم  
لیکھ دنگ میں ہر جا کہ بہت سے ملکر ہیں انہوں نے اس کے لئے لب کشائی کریں گے جیسا کہ



اہل حق سے انہماک ختم ہوتا ہے اس پیشگوئی کے متعلق کوئی ایہم دیا نہیں کہ اس کے ساتھ شرط نہ ہو۔ جیسا کہ میں اس سے پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

ثبوت بعد بصر۔ اس پیشگوئی کا نفس معنی ہی اس کے شرعی ہونے کا اور یہ کہ محمدی پیشگوئیاں سب کی سب مشروط ہوا کرتی ہیں۔ گھامتر۔

ثبوت ششم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک یہاں مصنف "تحقیق لائانی" نے نقل کیا ہے۔ ہم اس کا متعلق مستر اس جگہ درج کرتے ہیں۔ فرمایا ہے۔

"اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاندان کے مرنے کی پیشگوئی شرعی تھی اور شرط تو یہ تھی کہ وہ مسیح تھی۔ لڑکی کے باپ نے توہم کر کے اس لئے وہ

ایاد کے بعد چند ہفتوں کے اندر مر گیا۔ اور پیشگوئی کی دوسری تصدیق ہو گئی

اس کیفیت کے خاتمہ پر پڑا اس خصوصاً مشہور ہے پڑا جو پیشگوئی کا ایک جز تھا۔

انہوں نے توہم کی۔ چنانچہ اس کے درشتہ دلوں اور عینوں کے خط بھی آئے۔

اس لئے خدا نے اس کو مہلت دی۔" (تحقیق لائانی صفحہ ۱۰)

یہی حوالہ اس کے ظاہر ہے کہ محمدی بیگم کے باپ اور خاندان کی موت کی

پیشگوئی شرعی تھی۔ اور یقیناً شرعی تھی۔

مستشرقین نے پہلے بارے ہیامات میں زور دیا ہے کہ کسی طرح

پیشگوئی شرعی ثابت نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اس کی

مہلت کو اٹھ کر دیتے ہیں۔ گھامتر۔

مستشرقین نے پہلے بارے ہیامات میں زور دیا ہے کہ کسی طرح

پیشگوئی شرعی ثابت نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اس کی

مہلت کو اٹھ کر دیتے ہیں۔ گھامتر۔

مستشرقین نے پہلے بارے ہیامات میں زور دیا ہے کہ کسی طرح

پیشگوئی شرعی ثابت نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اس کی

مہلت کو اٹھ کر دیتے ہیں۔ گھامتر۔

مستشرقین نے پہلے بارے ہیامات میں زور دیا ہے کہ کسی طرح

پیشگوئی شرعی ثابت نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اس کی

مہلت کو اٹھ کر دیتے ہیں۔ گھامتر۔

دائرہ اہتمام آختم ملکا میں ہے۔ جو پیشگی نکلج کی بجائے گراہا نے سے  
اڑائی سال بعد لیں ہوا۔ (تحقیق ملکا)

اقول۔ ناظرین! آپ ان سہادت کرتے ہیں کہ ہم نے تقریباً ۱۰۰ جوائی اور عدا جوائی  
اور آئندہ گھات اسٹوم سے مدد کئے ہیں۔ اور ہر ستر ستر جوائی کی راست گولی کی داوی۔  
آہ! ہر شخص اس قدر غیبت کا کام لے گا کہ الہام توبی توبی فانی البلاء علی عقیبت  
کو میعاد نکلج کے بعد، اور اہتمام آختم میں ہی طبع شدہ الہام بتکا ہے۔ بعد اس میں  
پیشگی کے ستر ستر ہونے سے منکر ہے۔ وہ بھی اپنی ان باتوں کو "تحقیق" لکھتی ہے کہ اسے  
ہے۔ بلحاظ کذب یہاں واقعی یہ لائن تحقیق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ الہام مذکور صریح شرط  
ہے۔ اور وہ اشتہار اور جوائی (تقریباً ۱۰۰ جوائی) میں شائع ہو چکا ہے۔  
اس کی اشاعت بعد میعاد بتکا نقلی بدو اتنی ہے۔

قول کہ۔ (۱۰) اگر توبی توبی کو شرط مانا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے  
تلمیح نے ان کو فریب دے کر ذیل کیا کہ "اور توبی نکلج کے قطع اور حتی  
وجہ سے کہ نہ ہو۔" مگر انھوں کو شرط کا قاعدہ دے کر اس پر پڑا یا پڑا  
نکلج زمین پر اور حیرت دیا۔۔۔ (تحقیق ملکا)

اقول۔ جب توبی توبی شرط ہے اور نکلج اور اسکے حتی و حدود کیلئے ہی شرط ہو تو اس میں  
فریب کیسا اور ذیل کرنا چہ سن و درد؟ اگر حاکم اس شرط کے مطابق پیدا ہو جائے اور صرف  
مشروط دوسرے ظاہری طور پر دے دیتے تو بیشک آپ کو اعتراض کا حق ہوتا۔ مگر اب کہ صرف  
تلمیح ہے۔

قول کہ۔ (۱۱) ان حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب و توبی نکلج پر کہنا  
زور دیتے تھے۔ مگر یہ ان کی چالاکي ہے کہ انہی کتابوں میں دوسری جگہ  
ایسی عبارتیں بھی لکھ دیتے تھے کہ جو پیشگی کے غلط ہونے پر  
ان کے کذب کی پردہ پوشی کا کام دیں؟ (تحقیق ملکا)

اقول۔ ناظرین! یہ ایک دوسرے کے الفاظ ہیں۔ "ایسی عبارتیں" سے اس کی مراد مشروط کا  
تذکرہ ہے۔ جو حضرت نے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے جس میں و توبی نکلج پر زور دیا ہے۔

پس اس فقرہ کے بعد، مسرخی پٹیلوی کا الٹا ایسی عبارتوں کو چھوڑ کر صرف "وخرج علاج" پر زور دیا گیا اور حضرت کی کلام میں قرین کرنا اور صرف "لا تفرجوا الفسقا" کہنے والے کے فقرہ "قدیم پر چلتا ہے" کی بجائے الگ بھی معلق کہلا سکے ہیں؟  
 اچانک ختم ہونے کے حاشیہ کے تذکرہ کے بعد مسرخی لکھتا ہے :-

ہر قول :- جب غم کرنے سے ظاہر ہے کہ توفیق توفیق والی شرط اگر تھی تو صرف الاحاطہ سالہ پیشگوئی کے متعلق تھی۔ بعد میں جب دوبارہ پیشگوئی کی کہ سلطان محمد کا مرنا میری حیات میں تقدیر میرم سے اور اسکی بیوہ کا بھوتے علاج ہونا اٹل ہو۔ انکے لئے کوئی شرط نہیں لگائی گئی تھی (تحقیق مثلاً)  
 اقوال :- گو سلطان محمد کی موت کے لئے تو شرط کا یہنا تسلیم کر لیا جاں اب اچانک ختم ہونے کے حاشیہ کی عبارت کو "دوبارہ پیشگوئی" قرار دے کر اسے بلا شرط قرار دیتا ہے۔ مادہ کہ یہ غلط داخل ہے۔ حضرت نے غم سے پیشگوئی کو تقدیر غیرم قرار دیا ہے۔ مگر اس تقدیر غیرم کے حل کرنے کے لئے ساتھ ہی لکھ دیا ہے :-

"اور ضرور ہے کہ یہ وحید کی موت اس سے بھی دیر ہے جب تک کہ وہ گھڑی آہائے جو سے جیسا کہ درج ہے" (تحقیق مثلاً)

گو یہ ہے پٹیلوی صاحب نے اپنی کم علمی کے باعث دوبارہ پیشگوئی سمجھ کر بلا شرط بتایا تھا اس کو خود اس کی متعلقہ عبارت میں سلطان محمد کی جیسا کہ شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور اس جگہ تقدیر میرم کہ بھی مطلب ہے۔ وہ سلطان تقدیر میرم کے لئے شرط کا ذکر غیر مناسب ہے۔ خود مسرخی پٹیلوی نے بھی حضرت مسیح عہد القادر صاحب جیہانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب مثلاً ۲ کے ترجمہ میں لکھا ہے :-

"دوسری (تقدیر) وہ جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ کے ہی پاس ہے، اور اس مصلحت میں قصائے میرم کی شکل دیکھتی ہے۔ اور قصائے معلق کی اس دوسری قسم میں بھی پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیر اسرا کا اطلاق بھی دیکھنے دو قصائے میرم ہیچ کسوں کا



محال نیست کہ تبدیلی بدو، مگر مگر اگر خواہم آج تمام صورت کم، ہم مصداق  
اس دوسری قسم پر ہی موقوف ہے، قصبات مہرم کی صورت دیکھتی  
ہے۔ ذہن اس تضاد پر جو دو حقیقت مہرم ہے؟ (تحقیق ص ۱۱۱)

گویا مستر جن کے نزدیک تقدیر مہرم کی تصورات ہیں۔ اذکار حقیقت مہرم  
دوام بلحاظ شکل مہرم۔ اور ماضی الذکر افسوس میں اذکار سے قول سید عبدالقادر صاحب  
تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جب حقیقت ہے، تو پھر اس کا یہ لکھنا کہ۔

”مرد میدان میں کر سٹنے گا، اور حضرت موصوف کے اقوال سے  
تقدیر مہرم کا جلی ہانا ثابت کر دو، ہم بھری مجلس میں آپ کے ہم عقیدہ  
ہونے کا ثبوت دیں؟“ (تحقیق ص ۱۱۱)

اگر خطبہ ”سند و انداز“ نہیں تو اور کیا ہے؟ پہلا دعوٰی ہے کہ تقدیر مہرم  
ایک حصہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جیسے علامہ رافعی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے الفاظ دلچ کئے ہیں۔ نسرا۔

”إِنَّ الصَّدَاقَةَ لَتَكُنَّ الْبِلَادَ الْقُدْرَمَ الْكَافِرَاتِ مِنَ السُّلُوكِ“  
(رد المحتار ص ۱۱۱، روحانیہ نفس الانبیاء ص ۱۱۱)

ترجمہ۔ صدقہ نبویٰ اس تضاد مہرم کو نال دیا، جو ماضی کی بدولت ہو؟

علامہ ابنی ہم نے اس کیلئے سید عبدالقادر صاحب بیگانی کے الفاظ ”وخصالہ مہرم  
بہی کس و محال“ بھی پیش کر دیے ہیں۔ مستر جن کہنا ہو کہ تقدیر مہرم کی پھر دو صورتیں  
ہیں۔ ایک تقدیر مہرم جو بظاہر تقدیر مہرم ہے مگر علم الہی میں تقدیر مہرم ہی ہے، دوسری  
تقدیر مہرم جو دو حقیقت تقدیر مہرم ہے۔ اور پہلی تقدیر مہرم میں تبدیلی ممکن ہے۔  
الغرض مستر جن نے ہمارے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ  
انجام آخیر کے حاشیہ مذکورہ بالا میں سلطان محمد کی موت کو تقدیر مہرم بتانا، اور  
ما تقدیر شرط کا ذکر کرنا صاحب ہمارا ہے کہ یہ تقدیر مہرم محض ظاہری شکل میں ہے  
اور دو حقیقت تقدیر مہرم نہیں۔ پھر حال غلامہ کلام یہ ہے کہ مستر جن بیگانی کے

ہر چاروں الہات صاف بتا رہے ہیں کہ سلطان محمد اور اسکے خلیفہ احمد بیگ کی موت کی پیش گوئی  
شرعی تھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تحریر فرمایا ہو۔ وہو المطلوب۔

بکھج، احمد بیگ اور سلطان محمد | ہمارا دوسرا دعویٰ ہے کہ محمدی بیگ کا حضرت  
کی موت پر موقوف تھا! نکاح میں آتا تو دوسرے پیشگوئی صرف اسی صورت  
میں معتد ہے جب احمد بیگ اور اس کا داماد

پچھلے فوت کے گھاٹ آثار دے گئے ہائیں۔ اس دعویٰ کا ثبوت حسب ذیل ہے۔

(الف) حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے کہ۔

”ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں

دیجے تو میں برسوں عرصہ تک جگہ اس کی قریب فوت ہو جائیگا۔ اور وہ

نکاح کرے گا، وہ دونوں نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا۔ اور

آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی“ (تبیخ و تہلیل)

گویا حضورؑ نے نکاح کو آخری مرحلہ قرار دیا ہے۔ ایک اور جگہ حضور علیہ السلامؑ نے فرمایا۔

”اَلَّذِي يَنْتَ اَسَدًا اَيُّ الْاَسَدِ يَنْتَ الْاَسَدِ يَنْتَ اَسَدًا اَيُّ الْاَسَدِ اَسَدًا اَيُّ الْاَسَدِ

اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ“ (روایت کا تہم بمقام عصمت)

ترجمہ۔ اے خدا تعالیٰ احمد بیگ کی لڑکی کو قیام دے کہ وہ لوگوں کو ہاک کرنے کے بعد

میری طرف نہ لے۔ پیشگوئی میں اصل مقصود ہاک ہے اور تو جانتا ہو کہ اسی ہاک

(ب) حضرت اقدس مسیحؑ تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

”يَوْمَ تَبْكُوا بَعْدَكُمْ اَوَّلَ اَيُّهَا اَيُّ الْاَسَدِ يَنْتَ الْاَسَدِ يَنْتَ اَسَدًا اَيُّ الْاَسَدِ اَسَدًا اَيُّ الْاَسَدِ

اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ اَيُّ الْاَسَدِ“ (وہاں اے خدا تعالیٰ اے خدا تعالیٰ اے خدا تعالیٰ اے خدا تعالیٰ)

ترجمہ:- اے خدا تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حق سے میں سال کے اندر فرجانی کے عہد پر

اس لڑکی کو دیں، وہ لوگوں کی طرف سے ہم تیری طرف نہ لے۔ اے خدا تعالیٰ اے خدا تعالیٰ اے خدا تعالیٰ

لوگ نہ بکے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ جب تک ہر دو دعویٰ واقع نہ ہوں تو وہ لڑکی حضرت کے نکاح میں

نہیں آسکتی۔ سب دلوں کے ہاتھیں اُنکی بھی تھیں چٹکی۔ پختہ سب سے دونوں مردمانیں گئے  
پھر کوئی دودھ کے دلا نہ ہوگا۔

(ج) ہمارے اس دعوے کی تصدیق مولوی شکار احمد صاحب امرتسری نے بھی  
کی ہے۔ ان کے الفاظ سب فیل ہیں۔

(۱) "اُن میں سے مولانا احمد بیگ اور انکے والد کی موت اور انکی لڑائی کے نکاح

وال پیشگوئی مسلمانوں سے خاص تعلق رکھتی ہے؟" (رسالہ نکاح مرزا مسلمان)

(۲) "پہلی پیشگوئی متعلقہ موت مرزا مسلمان محمد در اہل تہجد تھی۔ اہل پیشگوئی

نکاح منکوحہ کے متعلق تھی؟" (رسالہ تاریخ مرزا مسلمان)

(۳) "ایک صاحب (مسلمان محمد) بھی جن کی موت کے بعد مرزا صاحب نے

انکی بیوی سے نکاح کرنا تھا۔ جس کی نفی سب شہادۃ القرائی مرزا صاحب

ہوا اسے غلط ثابت ہوئی۔" (پیش گوئی مسلمان احمد بیگ اور انکے والد کی موت اور انکی لڑائی کے نکاح

مولوی صاحب کی ہر شہادتیں نہایت واضح ہیں۔ ان خصوصاً آخری اقتباس میں تو

صاف اقرار ہے کہ حضرت کا نکاح مولوی بیگ سے نہیں ہوا تھا بلکہ مسلمان محمد کی موت

کے بعد ہوا تھا۔ ح حق پر روشن جاری

ناظرین! اگر ہم یہم اعتبار کلام کی خاطر ان میں شبہوں پر ہی ٹکنا کر رہے ہیں۔

بہر حال یہ امر ثابت ہو کہ سہ ماہی بیگ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا ہی

دونوں کی موت کے بعد تھا۔ اور یہی پیشگوئی کے الفاظ میں ہے اور یہی حضرت نے رقم

فرمایا۔ اور یہی صورت کو بھی یہی مسلم ہے۔ وہاں مواد۔

واقعہ آئیے اب وہاں پر نظر کریں۔ مولانا احمد بیگ اور انکے والد نے اس

پیشگوئی کو سنکر بھائے خشیت الہی اختیار کرنے کے بعد بھی سرکاری اختیار

کرنے اور دشت بھی مدد پر مل سکتا کہ دوسری جگہ کر دینے (تحقیق مسلمان) اس نکاح

کے بعد پیشگوئی کے مطابق احمد بیگ کو انکی سالی بلکہ قریب عرصہ میں مرنے چاہئے تھا

چنانچہ وہ چھٹے مہینے ہی مر گیا۔ معزز من پڑاوی لکھتا ہے۔

۱۔ احمد بیگ، احمدی بیگم کی نسبت پیشگوئی تھا کہ تین سال تک فوت ہوگا۔  
 ۲۔ چھ ماہ بعد مر گیا۔ (تحقیق مشا)

گو یا پیشگوئی کا پہلا حصہ نہایت صاف اور واضح طور پر پورا ہوا۔ دوسرے شکر یہاں  
 بھی گہرائی انکار نہیں بخور اس کے کہ وہ اسے صحرا نجوم سے تعبیر کریں۔ چنانچہ منکر  
 بنامی نے انہی دونوں رسائل امتداد السنۃ میں لکھا تھا کہ۔

”مگر یہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔ مگر یہ وہاں سے نہیں بلکہ علم حق  
 یا نجوم وغیرہ سے کی گئی۔“ (منقول از اشتہار، ستمبر ۱۹۷۷ء)

مرزا احمد بیگ کی موت تو چھٹے بچپن میں واقع ہوئی۔ مگر دراصل نکلج کے  
 فوراً بعد ہی اس خاندان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ خود محمدی بیگم کی نانی اور دادا  
 چچیاں مر گئیں۔ (تحقیق مشا) لیکن احمد بیگ کی موت نے تو انکی گراہلی کوڑ دی۔  
 چنانچہ انہوں نے حضرت کو مجروح نیاز کے خطوط لکھے اور توبہ اور رجوع سے کام لیا۔  
 جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ (سلطان محمد کی موت) معرض افتوا میں  
 پڑ گیا۔ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ سب تک سلطان محمد کی موت واقع نہ ہو سکی، محمدی بیگم کا  
 حضرت کے نکلج میں آنا نہ پیشگوئی کا مفاد ہے، نہ حضرت نے ایسا لکھا ہے۔

غلام کلام یہ ہوا کہ پیشگوئی کے تین حصے تھے۔ (۱) احمد بیگ کی موت۔  
 (۲) سلطان محمد کی موت۔ (۳) محمدی بیگم کا نکاح۔ انفرادہ کو مرحوم دونوں واقعات  
 کے بعد اور ان پر موقوف ہے۔ اسلئے جب تک دونوں میں واقع نہ ہو جائیں۔ محمدی بیگم  
 کے حضرت کی موجود علیہ السلام کے نکلج میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر  
 ظاہر ہے کہ ان دونوں کی موت عدم توبہ کی شرط سے مشروط تھی۔

جیسے کہ ہم بالتفصیل کچھ چکے ہیں۔ مرزا احمد بیگ نے فوت سے کام نہ لیا۔  
 اس لئے وہ بہت جلد موت کے گتے میں پڑ گیا۔ اُس کی موت نے طبعی طور پر  
 سلطان محمد اور دوسرے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا۔ اس لئے سلطان محمد کی موت قطعی  
 ہو گئی جیسا کہ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔

احمد بیگ کی موت پر | سنیہ حضرت سچا موصوفہ علیہ السلام نے اپنے  
کتاب شہادۃ القرائن میں یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے  
اسب ذیل چھ اجزاء، ذکر فرمائے ہیں۔

- (۱) مرزا احمد بیگ جو شیر پوری میں سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔
- (۲) اور پھر دارا شاہ کا جو اسکی دختر نکاح کا شوہر ہے الٹائی سال کے اندر فوت ہو۔
- (۳) اور پھر مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر نکلاں فوت نہ ہو۔
- (۴) اور پھر مرزا احمد بیگ کا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے  
فوت نہ ہو۔ (۵) اور پھر عاویہ بھی تمام واقعات کے پتہ سے ہونے تک فوت  
نہ ہو۔ (۶) اور پھر مرزا احمد بیگ سے نکاح ہو جائے۔ اور عاویہ کے یہ تمام  
واقعات انسانی کے اختیار میں نہیں؟ (تحقیق ص ۴)

یہ اجزاء پیشگوئی کے ابتداء سے آخر تک ہر دو گرام پر مشتمل ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ  
جب پیشگوئی کی گئی۔ اسوقت مرزا احمد بیگ کی لڑکی حموی بیگم کا نکاح کسی بزرگ و بڑا تھا حضرت  
نے فرمایا کہ احمد بیگ نکاح کرنے تک زندہ رہے گا۔ جیسا کہ جوہرہ میں ذکر ہے۔ چنانچہ وہ  
زندہ رہا۔ پھر حضرت نے لکھا ہے کہ وہ بعد نکاح تین سال کے اندر مر جائے گا۔ چنانچہ وہ  
بعد نکاح چھ مہینے مر گیا۔ گو باہر انکس اس پیشگوئی کا تعلق احمد بیگ سے تھا وہ اسکی  
سرکشی کے باعث کھلم کھلا فرما ہو گیا۔ لیکن مشہور ہے کہ خوشے جدا بہانہ دئے بسیار۔  
چنانچہ معترض پٹیلوی بھی اجزاء کو نقل کر کے لکھتا ہے۔

- (۱) جس شخص (احمد بیگ) نے اپنے داماد کی موت اور بیٹی کی کاخ و ہونا  
دیکھ کر مڑا تھا۔ اور جس نے حموی بیگم کے نکاح ثانی تک زندہ رہنا  
تھا۔ . . . اسکی موت مرزا صاحب کے مرتبہ پر دو گرام کے سربراہ  
برخلاف واقعہ ہوئی؟ (تحقیق ص ۴)

(۲) احمد بیگ نے اپنے داماد کی موت دیکھ کر مڑا تھا۔ (سطح ۲) مرزا  
عاویہ دلیلی صداقت نہیں ہو سکتی؟ (تحقیق ص ۴)

داخلہ میں کس ام! انصاف فرمائی کہ کیا حضرت کے ہر دو گرام میں احمد بیگ کا

محمی بیگم کے ”تلخ ثانی“ تک زندہ رہنا ذکر ہے ہا کوئی لفظ ایسا موجود ہے ؟  
 حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں۔ شہادۃ القرائن ۲۰۰ ستمبر ۱۳۳۷ء کی تصدیق ہے جب کہ  
 احمد بیگ مرہٹا تھا۔ حضرت احمد نے اس بیگم پریشگونی کو محض ایک اور بار لکھا کہ  
 ”اگر فرمایا ہے، حد یہ کہ موت پریشگونی کی تھی۔ اصل پریشگونی تو مشہور میں کی گئی تھی۔  
 پس بیلاوی صاحب کا یہ صرف دعویٰ ہے۔ ہم اسے پہنچا کرتے ہیں کہ وہ حضرت سراج  
 علیہ السلام کی تحریر سے ثابت کرے کہ احمد بیگ محمی بیگم کے تلخ ثانی تک  
 زندہ رہے۔ لیکن وہ خود اس کے سب مددگار ایسا ہرگز نہایت نہیں کر سکتے۔ حضرت نے  
 تو تلخ کو ”بھگت مورتی“ کا احمد بیگ اور سلطان محمد کی موت کے بعد، قرار دیا کہ (تحقیق ششم)  
 سو ظاہر ہے کہ احمد بیگ کی موت حضرت کے مجوزہ پر وگرام کے مطابق واقع ہوئی ہے اور  
 اس پر اعتراض کرنا بہت بڑی غیبات و اشکات کا نتیجہ ہے۔

اس ضمن میں ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ احمد بیگ کی موت سلطان محمد کے  
 بعد ہوئی چاہیے تھی۔ کیونکہ سلطان محمد کے لئے عرصہ الاحیائی سال مقرر تھا۔ اور  
 احمد بیگ کے لئے تین سال۔ (تحقیق ششم ۲۲ ماثیہ) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ  
 میسادی انتہائی مبہاویں ہیں۔ اسی کے بعد بعد میں بھی ان کی موت واقع  
 ہو جائے۔ پریشگونی کے مطابق ہوگی۔ ”بیساک علیہ السلام و مرنی آگانی الآرض  
 و مرنی موت بگو علیہ السلام و مرنی آگانی الآرض و مرنی موت بگو“ (الردم ج ۱) کی پریشگونی  
 کے لئے زیادہ سے زیادہ تو سال مقرر تھے۔ باقی تین اور اٹھائی کا فرق اس وقت  
 قابل اعتراض ہوتا جب احمد بیگ کے لئے محض تین سال مقرر ہوتے۔ مگر یہ غلط  
 کہیں کہ حضرت سراج موجود تھے احمد بیگ کی موت کے لئے انتہائی مدت ہے شک  
 تین سال فرمائی ہے۔ مگر سادھی لکھا ہے۔

(۱) ”تین سال کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب موت ہو

جائے گا“ (استعداد۔ جولائی ۱۳۳۷ء)

(۲) حضرت نے احمد بیگ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ۔

”اس صودت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ میں کا قبو تمہاری موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے بعد مرنے جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے۔“ (تحقیق کافی ص ۱۱۱)

(۲) بحوالہ آخرت کلمات اسلام پشاور کی صاحب نے پیشگوئی کی تیسری نذر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

”سو سو پھر نکاح کے بعد اس لوگ کے باپ کا جلدی مرنے“ (تحقیق ص ۱۱۱)

ان تینوں حوالہ جات میں احمدیہ کی موت کو قریب عرصہ میں بتایا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ شوخیوں میں غیر معمولی اضافہ نہ کر لیتا، تو موجودہ حالات کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ اُسکو تین سال کی مہلت دی جا سکتی تھی۔ پس یہ اعتراض بھی باطل ہو۔

نکاح نہ ہونے پر ناظرین کرام! ہم ثابت کر آئے ہیں کہ محمدی بیگم کا حضرت کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نکاح میں آجاسی صودت میں مقدم تھا جب دو نواں شخص واقع ہو جائے لیکن چونکہ سلطان محمد پر نعت وارد نہ ہوئی اس لئے

موجودہ حالات میں نکاح کا اعتراض محض لغو ہو۔ یہ کہا کہ وہ نکاح آسمان پر چڑھ گیا، خدا نے پڑھا اس کا ظہور کیوں نہ ہوا؟ کیا خدا کا نکاح کرنا مائے نکاح سے بھی کمزور ہے؟ ہر سب اعتراض محض نادانی سے پیدا ہوتے ہیں، جبکہ اس نکاح کے وقوع و ظہور کیلئے ایک شرط تھی جسے سلطان محمد کی موت۔ اور یہ شرط متحقق نہ ہوئی، تو پھر نکاح کس طرح ہو سکتا تھا۔ دیکھئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَدَعَيْنَا مَرْيَمَ بَنَتَ دَاوُدَ وَكَانَتْ حَسَنَةً  
وَأَسْرَأَ آدَمُ مِنْ حَتَّى كَانَتْ خَيْبًا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ (روایت طبرانی و حاکم۔ دیکھو تفسیر فتح تہذیب جلد ۱ ص ۱۱۱)

کہ خدا تعالیٰ نے میرا نکاح حضرت مریمؑ کا لکھ لیا۔ اور فرشتوں کی برکات سے

کہا دیا ہے۔ حضرت خدیجہؑ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ہمارے آپ کو یہ تک ہوا

معرزہ قارئین! ہم اس حدیث کو باطل ہی سمجھتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ باوجود

”اب ہذا زوجہ“ فرماتے کے ان نکاحوں کا ظہور اس دنیا میں نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ عورتیں فوت ہو چکی تھیں۔ ان اکثرت میں جب موت والی روک درمیان نہ ہوگی، ان نکاحوں کا ظہور ہوا ہوگا۔ اسی طرح حضرت اقدسؑ محمدی بیگم کے نکاح کے ظہور کیلئے ایک شرط تھی، یعنی سلطان محمد کی موت۔ اور باہر بالکل ظاہر ہے کہ جب تک یہ شرط پوری نہ ہوتی تھی جب تک یہ روک ڈور نہ ہوتی تو وہ حضرت کے نکاح میں نہ آ سکتی تھی پس نکاح کا اعتراض غلط اور بے محل ہے۔

مرزا سلطان محمد کی اس عظیم الشان بیگم کوئی میں سے اگر کوئی حق و دشمنوں کے عدم موت کا جواب | اعتراض کا نشانہ بن سکتا ہے تو وہ صرف سلطان محمد کے نہ مرنے کا حق ہے۔ یہ شک یہ درست ہے کہ سلطان محمد نہیں مرا۔ لیکن فقط نہ مرا تو موجب اعتراض نہیں ہو سکتا جبکہ ظاہر ہو کہ یہ عہد کی بیگم تھی۔ اور پھر اس موت کیلئے عدم تو یہی شرط بھی موجود ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ یہ موت اس لئے آئی گی کہ ان لوگوں نے شرط سے قاعدہ اٹھایا۔ چنانچہ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے :-

(۱) ”اسدیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے لشکر پر غالب آگیا۔ یہاں تک کہ بعض نے اُس میں سے میری طرف ہار و پیاد کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔ پس خدا نے اُس کے اس خوف اور اس ہار و پیاد کی وجہ سے بیگم کوئی کے واقع میں تاخیر ڈالی۔“ (۱) حقیقت یہ ہے کہ یہ شرط پوری نہ ہو سکتی تھی۔

(۲) ”اس کا دوا و الاصالۃ سال کے اندر فوت نہ ہوا“ اور اس کی بھی وجہ تھی یہ اس ہمت و کبر و دفع کے بعد جو احمد بیگ اُن کے خسر کی وفات تھی، ایک شیعہ خوف اور حرج اُس کے دل پر وارد ہو گیا۔ اور نہ صرف اُن کے دل پر بلکہ اُن کے تمام متعلقین کو اس خوف اور حرج نے گھیر لیا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب تو آدمیوں کی موت ایک ہی بیگم کوئی میں پہنچائی گئی ہو۔ اور ایک ان میں سے میراد کے اندر جاسے تو وہ جو دوسرا باقی ہے اُس کی



بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے ؟ (استعداد و بہتر مشق)

فاخر ہیں ! اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر یہ دعویٰ ثابت ہو جائے کہ فی الواقع مرزا سلطان محمد نے اس شرط کے مطابق رجوع اور خوف سے فائدہ اٹھا کر قبلت حاصل کی ہے تو کیا معززین کا یہ اعتراض کہ وہی رکھتا ہے وہ پیشگوئوں کے اصول و روش پر نظر کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شرط کی تصریح کیجئے یہ خود کریں اور پھر بتائیں کہ کیا ضرور نہ تھا کہ ان حالات میں سلطان محمد فوت سے بچ جاتا یا بالخصوص جب کہ اس پیشگوئی کی بناء پر ہی لوگوں کی شہرت اور مرکزیت تھی۔

**پیشگوئی کی بناء پر** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔  
 ”ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کہنے سے اور میرے

تکلم میں کیا مرزا اور کیا محدث مجھے میرے اہلِ ایمان و عبادی میں منکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے ؟ (حق استعداد وں جلد ۱ شمس)

خود پشواوی صاحب کو بھی اعتراض ہے کہ :  
 ”مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کی بناء پر محض یہ ہی ہے کہ چونکہ  
 آسمانی کی پیشگوئی کے متعلق ان کا یہوواہام ہے کہ ”اے ابا بکر و گائیکو ایہا  
 یسکھو و تہ“ اگر اس پر پیشگوئی دھید کی ہی مان لی جائے۔ تو بھی اس کی بناء  
 محض یہ رسولِ قادر بانی پر تھی ؟ (حقین و ثانی ص ۱۸)

اس اعتبار سے صحت ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کی بناء نفس پرستی و خیر و  
 دُشمنی، بلکہ محض تکذیب و استہزاء کی سزا کے طور پر تھی۔ اور یہ دھیدی پیشگوئی تھی۔ کیونکہ  
 اقتدار اور صاحب کی پیشگوئی کا یہی نام دھیدی پیشگوئی ہوتا ہے۔

پھر معززین پشواوی ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

”ہرگز محال ہے کہ سلطان محمد کے حق میں دھید کی تھی تو  
 تو یہ، اسے تقدیر، حد و رجوع الی الحق سے ٹل سکتی تھی۔ مگر

سلطان محمد کے متعلق اس باتوں کا کوئی ثبوت نہیں۔ محض مرزا صاحب کا  
ذہنی دعوئی ہے۔ (تحقیق مسئلہ)

گویا یہ ملے ہو چکا ہے کہ احمدی پیشگوئی تو بد و استغفار سے ملی جا چکا کرتی ہے۔ وہ یہ امر  
کہ یہ پیشگوئی احمدی تھی۔ سو اظہار من الشمس ہے کہ یہ سلطان محمد کی موت پر مشتمل  
تھی۔ اور موت کی پیشگوئی گو یہی احمدی کہا کرتے ہیں۔ میں معاذ باللہ صاف ہو گیا۔  
اب ہمارے قلم سے صرف یہ ثبوت دریا ہوا ہے کہ فی الواقع سلطان محمد نے تو بد و استغفار  
اور رجوع الی الحق کو کام لیا ہو۔ لیکن اب اس کے ثبوت بھی قرآنی میں طاسی قرار لیجئے۔  
ثبوت اول۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بکرات و مرآت میں ہر کی  
اشاعت فرمائی کہ میں لوگوں نے تو بہادر مابوسی کے خطوط لکھے ہیں اور میں پر خون طاری  
ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ ایک جگہ تحریر فرمایا ہے۔

”احمد بیگ سیدنا کے اند فوٹ ہو گیا اور اس کا فوٹ ہونا ان کے دماغ اور تمام  
عوز میں کیلئے سخت ہم و غم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف کو تو بہ  
اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔“ (اشہاد اعلیٰ چار پرانہ ص ۱۰۰)  
کیا مرزا سلطان محمد اس کے آثار سے کسی میں دعویٰ کی تردید کی؟ ہرگز نہیں۔  
پس جب کہ علی الامکان ہر سب میں انہیں کے سامنے یہ دعویٰ کیا گیا کہ موعود علیہ السلام کی بکرات  
اشکار نہ ہوئے تو پھر اس کی صداقت میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟  
ثبوت دوم۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعویٰ کے اثبات  
کے لئے انہیں کو پُر زور اقوال میں پہنچایا اور لکھا کہ۔

”یصلہ تو آسانی ہو۔ احمد بیگ کے دماغ سلطان محمد کو کہہ کہ کدرب کا  
اشتہار ملے۔ پھر اس کے بعد جو سیدنا خود افعال منکوبے۔ اگر اس سے  
اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے نفاق و مصلحت  
جھوٹا مت ظہر او۔ . . . . اور منہ ہے کہ یہ احمدی کی موت اس کی  
تھی ہے جب تک کہ وہ گوری کیلئے کہ اس کو بے جا کر دیے سے سوا

جلدی کرتا ہے تو اٹھو اور اٹھو بے جاگ اور کلاب بٹاؤ اور اٹھو سے اشتہار دلاؤ  
اور خدا کی خدمت کا تقاضا دیکھو : (انجام آتم و ملت عاشقہ)

اسی محبوب کی کہ حضور علیہ السلام قریب آباد ہوئی نہ ہو ہے۔ مگر کسی کے لئے  
مکان نہ ہو سکا کہ وہ اٹھو سے کلاب کا اشتہار دلائے۔ معلوم ہوا اٹھو نے اس  
مکذوب و مستہزاد کو جھوٹا دیا تھا جو بناو پریشانی تھی۔

حضرت کے فقر و پیرم سے نہ تھا نہ فقر و کسے سے ظاہر ہے کہ اشتہار میں  
بعد اسکی ثروت مقررہ رسد میں ہونے والی تھی حضرت کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔  
لہذا اشتہار اچھڑت ۱۳ء واپس شکستہ کا شائع کر دیا کہ نہیں نہ پہنچ گئی سے ڈرا : اس  
پہنچ کا جواب نہیں ہو سکتا بلکہ اس پر مشہور منبہ الفی ح شے کہ بعد از جنگ یاد آید  
بر کھ خود ہائے ند ، صادق آتی ہو۔ اس انگار کی وہی شکل ہے کہ فرعونوں پر رب عذاب  
آتا تو وہ عاجز کی کرتے۔ اور صوبہ جاتا رہتا تو پھر اکو جالتے۔ مرزا سلطان محمد کا  
حضر علی کی زندگی میں حضور کے دعویٰ خوف و توبہ کا انکار مذکور بلکہ اس پہنچ پر باوجود  
مناظریں کی بیگنیت کے خاموشی اختیار کرے، حالانکہ اسی سکھوں کا اس طرح بر ملا ذکر ہوتا تھا۔  
ان کے خوف کا کھٹکھٹا ہوا شکستہ میں مولوی شہد احمد امروہری نے بھی جاکر جس طرح اس  
سے یہ خط لکھوا دیا ہے۔ وہ خود اس کے خوفزدہ ہونے کا ثبوت ہے۔ فتنہ بر۔

تبوت سوم۔ مرزا سلطان محمد نے شکستہ میں ایک صاحب کے نام حسب ذیل خط  
لکھا ہے۔ دھو خدا۔ (نہاد چھڑانی ام واپس شکستہ)

برادر مہربان ! السلام علیکم

فراہم شدہ آپ کا پتہ یاد گوی کا شکور ہیں۔ میں جناب مرزا ہی صاحب  
مریم کو دیکھ بزرگ، اسے ہم کا نہ ملے اور شریف النفس خدا یاد پہلے میں اور  
اب میں اپنی کو دیکھوں۔ بھائی کے مرنے سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ  
افسوس کی باتیں کہ چند ایک اسوہات کی وجہ سے ان کی زندگی میں بھی کافروں  
معاصل نہ کر سکا۔ (نہاد چھڑانی ج ۱)

نہاد چھڑانی محمد انشا اللہ رب العزت

یہ اسی خط کا کس جس مشائخ پر لکھا ہے وہ وہاں

یہ خطہ مسئلہ لکھتے ہیں جس میں مرزا سلطان محمد صاحب کی نسبت قرار ہے کہ میں اب بھی حضرت مرزا صاحب کو نیک سمجھتا ہوں اور پہلے بھی سمجھتا تھا۔  
 ناظرین! آپ ہی دعا ہے، شاہ کری جو اس پیشگوئی سے پہلے لوگوں کے تھے، اور قصہ کریں کہ یہ الفاظ وہ شخص لکھتا ہے جس کی بیوی کے متعلق یہ پیشگوئی ہے تو آپ کو یقین کرنا چاہئے گا کہ یہ شخص بے شک تو یہ دوج کرچکا تھا۔ اس خط کی اصلیت کو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی تسلیم کیا ہے اور خود معترض پیشالوی نے بھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے الفاظ سب ذیل ہیں:-

”مرزا سلطان محمد کا ایک خط شائع کرتے ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ میں مرزا صاحب کا وہابی کو بزرگ جانتا ہوں۔ اس خط کو اس دعویٰ کی سند پیش کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد ول سے مرزا صاحب کا مستحق ہو گیا تھا اور اس لئے نہ مرزا۔ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اپنے بیانات کے سامنے یہ تحریر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔  
 ممکن ہے مخالفت سے بطور استہزاء یا معمولی اخلاقی نرمی سے یہ فقرہ لکھ دیا ہو؟ (الہامات ص ۱۶)

معترض پیشالوی نے لکھا ہے:-

”آپ نے مرزا سلطان محمد ثناء اللہ امرتسری کے خط کو دیکھا ہے۔ اس خط میں لکھا ہے: ”آپ نے مرزا صاحب کی نسبت عام مصالحتہ خیالات ظاہر کئے ہیں۔“ (تحقیق ص ۱۶)

ظاہر ہے کہ یہ خط ”امداسی کے الفاظ“ استہزاء ہیں، نہ عام مصالحتہ خیالات ہیں۔ کیونکہ کچھ دلائل شخص ہے جس کی بیوی کا یہ قصہ ہے۔ بہر حال اصلیت خط مسلم ہے۔ ہاں معترض پیشالوی نے لکھا ہے کہ مسئلہ میں خط لکھا اور موت سے پہلے ہی کیوں نکلیا گیا۔ (تحقیق ص ۱۶)

اور سے بندہ خدا! مسئلہ کا خط تو خود پہلے زمانہ کے فوت کا ثبوت ہے۔ نیز

اسی خط میں لکھا ہوا ہے کہ میں پہلے بھی حضرت مرزا صاحب کو ٹیک اور بڑا گھنا  
تھا۔ چنانچہ اس کا وہ تفصیلی بیان بھی جو پہلے ہی ہمارے مکتوب دوست جناب حافظ جلال احمد  
صاحب مبلغ مارشیل کے سامنے پیش کیا گیا تھا اس پر شام ہے۔ جس میں اس  
نے کہا ہے :-

”میں قسم یہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر  
ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کہہ چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا۔  
میرے دل کی حالت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی  
کے وقت کہ یوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آئیم کی وجہ  
سے، مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا پڑا، تاہم کسی طرح مرزا صاحب پر  
تائش کروں۔ اور وہ روپیہ نہیں دیتا، تو امیر کبیر ہی سکتا تھا۔ مگر  
وہی ایمان اور اعتقاد تھا جس نے مجھے اس فعل سے روکا یا  
(الفضل علیہ السلام)

پس مرزا اسطغیٰ محمد صاحب کا ترجیح واضح اور جہی ہے۔ لہذا اس اہم  
پیشگوئی کے کسی حصے پر بھی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ بصیرت کی نظر سے دیکھنے  
والوں کو یہ صداقت حضرت احمدؒ پر ایک واضح دلیل ہے۔

تہذیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر فرمایا ہے :-  
”جب میں لوگوں نے شروع کو پورا کر دیا۔ اور وہ  
اسد یک پر غور کر دیا ہو گیا اور اُس نے توبہ کی۔“

تو کس طرح ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا؟ (ملاحظہ فرمائیے)

اس فقرہ پر عام صاف بھی تصور کیا کرتے ہیں کہ اس میں دُور جی ہے۔ حالانکہ بات  
یہ ہے کہ حضرت احمدؒ نے آئیم مکتبہ پر پہنچ کر دیکھا کہ اسطغیٰ محمدؒ کے تکریب کا

لے بیٹھ کر ان صورت حال سے اسٹاپ ہو چکی۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کرنے سے غور کیا  
میں مارشیل میں یہ وقت ہوا۔ (الحق والحق والحق والحق)۔ جسے فلس دوست اور ٹیک  
بزرگ تھے۔ انہوں نے ہندو دھرم کا مذاق اڑایا۔ (اور اعجاز)

استشہار دلاؤ گا۔ اب عقلاً وہ ضرور ہی ممکن تھیں۔ (۱) لوگ استغفار اور دعا دیتے۔ (۲) لوگ  
 استشہار نہ دلا سکتے۔ اگر نبوت اعلیٰ واقع ہوئی تو اس کا مرنا یقینی تھا، اور اندری نبوت  
 اسکی موت کے بعد بھی بیگم کا حضرت کے نکاح میں آنا ضروری اور لازمی تھا۔ اور اگر  
 استغفار نہ دلا سکتے تو پھر سلطان محمد کی عدم موت کے باعث نکاح نہیں ہو سکتا تھا۔  
 پس نسخ کا تاخیر دو رنگی کے لئے نہیں بلکہ اسی تہذیب کی وجہ سے کہ جس کا پورا کرنا  
 نہ کرنا مخالفین کے اختیار میں تھا۔ چنانچہ بیچ و بیچہ کہ جب حضرت پر اثر تھا  
 کی طرف سے کھول دیا گیا کہ سلطان محمد کی طرف سے تکذیب کا استغفار ہرگز شائع  
 نہ ہو سکے گا۔ تو حضور نے صرف ایک پہلو کا ذکر فرمایا۔ وَهُوَ هَذَا۔ (۱)۔

اس شخص کی قوم کا اقدار سب کو معلوم ہے۔ کوئی شرط نہ تھی مگر پھر بھی  
 تو یہ دستخط سے وہ عذاب مل گیا۔ اور پہلی تو صاف ٹوٹ کر ٹوٹ گئی  
 فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَحُلُّ حَقَائِدَ الْغَايِبِ۔ جس سے صراحت ظاہر ہے کہ تو چھ  
 یہ سب باتیں مل جائیں گی۔ اور اس دور بیگم کی موت کی طرف اشارہ کیا گیا۔ اس  
 نے پیشگوئی کے ایک حصہ کو مکمل دیا۔ ”اور بعد میں یہی شرط ملے گی“  
 اسی اس جگہ مسرخص بیگم نے ایک سوال کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ شرط کو پورا  
 کر لینے سے نکاح کا فیخ ہو جانا کیسے واقع ہوا۔ شرط پوری ہونے سے تو نکاح ہو جانا  
 چاہیئے تھا۔ مگر یہ اعتراض بھی دھوکہ ہے۔ کیونکہ سلطان محمد کی موت اور محمدی بیگم  
 کے نکاح کے لئے علیحدہ علیحدہ شرط ہے۔ جیسا کہ ہم تفصیلاً بعد کے ہیں۔ محمدی بیگم  
 کے نکاح کے لئے سلطان محمد کی موت کی شرط ہے۔ جو پوری نہ ہوئی۔ اور سلطان محمد  
 کے موت سے پہلے کے لئے تو یہ شرط ہے اور سلطان محمد نے موت سے پہلے کی اس  
 شرط کو پورا کر دیا اور موت سے نکال گیا۔ لہذا آخری مرحلہ کی شرط تحقق نہ ہوئی۔ پس  
 معلوم ہو گیا کہ حضرت نے تہذیب۔ اسی مسئلہ میں جس شرط کے پورا ہونے کا ذکر  
 فرمایا ہے وہ سلطان محمد کے پہلے کے تغیر و تفسیر تھی ”اور وہ تغیر پیدا ہو گیا۔ لہذا  
 مسرخص کا اس جگہ ہذا دُجِبَ الشَّكُّ كَأَنَّ الشَّرْطَ كَانَ كَالْمَشْرُوطِ“ کا معنی یہ نہیں کہ



ما نظر میں کر لیں! بفضلہ تعالیٰ ہم نے ہر طرف سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت اقدس کی یہ پیشگوئی ہمیں دیکھ کر شرعی پیشگوئیوں کی طرح اپنی شرائط کے مطابق ٹھہری ہو سکتی ہے اور حضرت کی صداقت کا ایک زبردست نشانہ ہے۔ وہو المطلوب۔

**مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذلت کی پیشگوئی** | بالخصوص نمبر ۲۲ سترض میں بٹالوی نے اور نمبر ۲۹ کا ایک اقتباس دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ۔

”اگر تیری صاحب میں میری کد عزت ہے، تو میں عاجزی سے امان

ہوں کہ میں ۱۲ ہجری میں شیخ عمر میں حضرت اقدس کی کد عزت کی دہ

سے دنیا میں دوسرا کد عزت نہ ہوگا۔ ”تکلیف اللہ لہ“ کا مسدق کر دے (۲۹ و ۳۰)

مگر اشتہار مذکور میں یہ الفاظ مومن موجود نہیں ہیں بلکہ یہ درست ہے کہ اس اشتہار

میں حضرت اقدس نے ان تینوں کو ایک فرق قرار دے کر جس کی عزت و ذلت مولوی

محمد حسین کی عزت و ذلت پر سوأت تھی، یہ تمام اور ادا شیخ کی ہے کہ ان پر

۱۵۔ ”ممبر ۲۹ سے ۵۱ جنوری ۱۳۹۷ء تک ذلت“ پر ہے۔ چنانچہ

ذلت کی سمت دے چکی۔ بٹالوی صاحب کا یہ لکھنا کہ ”یہاں گریڈ اور میرزا اسامہ کے

یہ تینوں حاکمین بفضلہ تعالیٰ بغیر و عافیت“ سمجھتے معطل ہو رہے ہیں۔ جب پیشگوئی

ہی موت کی نہ تھی، بلکہ ذلت کی تھی۔ تو پھر ”بغیر و عافیت“ سمجھنے کا کیا ذکر؟ کہنا تو ہے

چاہیے تھا کہ اس فرق پر کوئی ذلت نہیں پڑی۔ مگر بات سترض میں نہیں کہہ سکتے

اب ہم اس پیشگوئی کی صداقت کے اثبات کے لئے مختصر مولوی محمد حسین کی باقی

ذلتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

**مولوی محمد حسین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علوت علیہ ہند**

**پہلی ذلت** | تھوڑی نے کہ آپ کو دلیل کرنا چاہا تھا۔ ”لوگ بڑے بڑے ہیں حضرت“

اقدس کے مخالف تھے، اگلے آئی کے تھوڑی سے چاہتے حضرت پر کوئی نرا نہیں دے سکتی

تھی۔ ہاں مولوی محمد حسین صاحب کی ذلت کا سامان توکل پیدا ہو گیا کہ اور نہ وجہ دلا



مقررہ میدان میں ہندوستانی کے نامی علماء نے اپنے خیال والے مہدی کے منکر پر فتویٰ لکھ دیا۔ اور اصرار مولوی محمد حسین نے انگریزی میں حکومت پر ظاہر کرنے کیلئے لکھا کہ غی مہدی قرشی کا منکر ہوں۔ حضرت اقدسؒ نے تحریر فرمایا ہے :-

”شیخ محمد حسین ڈالوی ایڈیٹر اشاعت المشرقہ کی بعض خفیہ تحریری ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جس میں دو گورنمنٹ کے سامنے ذمہ لینے کی طرح سے یہ بیان کرنا ہے کہ جس مہدی قرشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اس کے دھم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہو گا اس مہدی کے بارے میں جتنی حد میں اس وقت وہ سب موضوعات اور غلط افواہ بدست ہیں۔ لیکن میں ان کو نہیں مانتا۔ (دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی مورخہ موراکتوبہ مشکات) جس کو ابھی محمد حسین نے پوشیدہ طور پر شائع کیا ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ جھوٹا چاہا ہے کہ میں اس مہدی کے آئنے سے منکر ہوں۔ سو محمد حسین کا یہ وہ عقیدہ ہے جس کے لئے ان مولویوں سے فتویٰ طلب کیا گیا تھا اور انہوں نے اس عقیدہ والے کو کافر اور کذاب اور دجال اور مشرقی قرار دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشتگونی کو اپنے ہاتھوں سے لپٹا لیا۔“ (اشہاد بر ہندی مشرق)

معترض پٹیلوالی کا غلط عقیدہ | معترض پٹیلوالی افسوس و اند کے متعلق لکھتا ہے :-

(۱) ”میداد ختم ہونے پر آئی تو مرزا صاحب نے بہت جھلے گئے۔ ایک غیر معلوم شخص کی معرفت علماء سے فتویٰ حاصل کیا کہ حضرت مہدی کا منکر کافر ہے۔ اور عجزیؒ کا مشہد شائع کر دیا۔“ (عشرۃ مشاہد)

(۲) ”عام طور پر میں مہدی کا آنا مانا کرتا ہوں۔ اس سے آپ (حضرت اقدس) بھی منکر ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب بھی۔ پس اس طرح اگر یہ ذلت تو وہ فتویٰ کو مانگتی ہے۔“ (عشرۃ مشاہد)

الجواب۔ اور زہرِ حشرؑ کو پیشگوئی ہوتی ہے کہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۳۹۲ تک مولوی محمد حسین  
 بٹالوی کو ذلت پہنچے گی۔ اور اس عرصہ میں ایک ذلت اسپرچ بٹالوی ہو۔ اور جنوری سنہ ۱۳۹۳  
 کے اشتہار میں اس کا ذکر بھی ہو جائے گا۔ گویا میدان کے ختم ہونے سے ایک برس پہلے  
 پیشگوئی کا علم ہو جاتا ہے۔ مگر بٹالوی شکر اسے میدان کے خاتمہ پر (غیر ہاشم) حضرت کا  
 حیدر قرار دیتا ہے۔ کیا ان دروغ باخبرین سے حق چھپ سکتا ہے؟ علامہ نے فتویٰ دیا ہے  
 فتویٰ کے ساتھ فتویٰ حاصل کرتے واسطے کے معلوم یا غیر معلوم ہونے کا کیا تعلق ہے؟  
 فتویٰ تو نفسِ مستقار پر ہوتا ہے خواہ اسے ذیہ پیش کرے خواہ نہ کر۔ باقی یہ کہنگ حضرت  
 مسیح موعود علیہ السلام بھی (غیر ہاشم) اس ذلت میں بٹالوی کے شریک ہیں، اور وہ کہ  
 غلط ہے۔ (۱) اول حضرت تو شروع سے ہی ایسے مہدی کی آمد کے علاوہ منکر تھے مگر شیخ  
 بٹالوی مسلمانوں کو کہہ رہا تھا کہ گزشتہ سے کہ (۲) دوسرے علامہ بٹالوی کے  
 ہم مذہب تھے حضرت اقدس کے تو پہلے ہی مخالف تھے۔ اور بٹالوی نے حضرت کے خلاف  
 اس سے ہی اوائل میں فتویٰ لکھ لیا تھا اب وہی علامہ محمد حسین کے خلاف فتویٰ لکھ رہے  
 رہے ہیں۔ کیا ذلت کے سرسنگ ہوا کرتے ہیں؟

**دوسری ذلت** | اشتہار زہرِ حشرؑ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا  
 ذلت کی پہلی گئی شائع کرتے وقت اپنا الہام آنکھ بٹالوی؟  
 پھر شائع فرمایا تھا اس الہام کے متعلق مولوی محمد حسین نے کہا کہ یہ الہام غلط ہے کیونکہ  
 عربی زبان میں تجب کا بدلہ ہم نہیں آتا اس کے بالقابل حضرت اقدس نے احادیث  
 اور کتب عرب سے اس کا ثبوت دے دیا کہ عربی زبان میں تجب کا بدلہ لام آتا ہے پھر  
 مولوی محمد حسین بٹالوی کی بہت ذلت ہوئی جس طرح پہلی ذلت اخلاقی و مذہبی تھی، یہ ذلت  
 علمی تھی۔

معترض پٹیلوی کہتا ہے۔ ”تجبت لفظِ عربی ہے مولوی محمد حسین صاحب کو  
 انداز ہے؟“ (حشر و مشر ۱۳۹۲) منکر اور دوسری نے لکھا تھا کہ ”لام کے اشکار والی بات کا  
 کوئی ثبوت ہی نہیں؟“ (الہامات ۱۳۹۲)  
 ناظرین کو اہلِ فکر پر ایسے شخص کیسے بھروسہ آسانی فیصلہ کے کوئی طریق نہیں جو



نہیں لکھے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ اقراں سراسر ایسے اپنے ساتھ فتوں کے پیش نظر اسکی بہت بڑی ذلت تھی اور حضرت کی پیشگوئی کا ثبوت۔ اس پر معترض فرمایا کہ میں نے لکھا ہے کہ :-  
 ”مستدرک و امجد میں مرزا صاحب اور مولوی صاحب دونوں سے  
 یکساں فتوں کے اقراں نامہات داخل کرانے گئے تھے۔“ (عشرہ مشعل)

گویا اسکے نزدیک یہ واقعہ درست ہے۔ مگر ناظرین خود فرمائیں کہ کیا اس اقراں نامہ میں  
 اس شخص کی ذلت لکھی گئی ہے جس نے سارا مذکورہ ذکر علماء ہند و پنجاب سے حضرت کو کافر اور  
 دہمال لکھ دیا تھا کہ وہ اب خود اپنی حکمت سے بھرہ رہا ہے کہ میں حق کو کافر و دہمال نہ کہوں گا۔  
 باقی یہ سوال کہ حضرت نے یہی ایسے اقراں نامہ پر دستخط کئے تھے۔ سو ظاہر ہے کہ حضرت نے  
 کسی کو کافر یا دہمال کہنے میں ابتداء نہیں کی۔ بلکہ جب ایک شخص نے ابتداء کر کے اپنے  
 گفرا و تمہائیت کا ثبوت سے دیا اور ایسا کہنے کی ضرورت بھی پیش آئی تو حضرت نے اسکے  
 فتویٰ کو اذہاتے بخونے ایسا لکھا تھا۔ اسلئے حضرت کا ایسا اقراں نامہ کے مشن کے  
 خلاف نہ تھا اور وہی آپ کے ایماء کے ماتحت حضور کو آئندہ موت وغیرہ کی پیشگوئی  
 کے متعلق بھی ہدایت تھی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ میں بھی آئندہ موت اور ذلت کی پیشگوئی کرنے  
 سے روکا گیا ہو۔ اس کا جواب ہے کہ میں نے ہمدی کلام والی خود اس وقت  
 سے پہلے ختم ہو چکی تھی کہ جب ثانی صاحب کے خوش میں ایسا لکھا گیا؟  
 (استشہاد ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا)“

پس اس اقراں نامہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستخط کرنا مولوی محمد حسین  
 بٹالوی کی اختلاق و ذلت کو چھپا نہیں سکتا۔

اسی مستدرک و امجد مقدس میں جس کا شمار فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا۔  
 چوتھی ذلت | اسٹریٹ بکسٹرٹ نے حدیث اقدس کے تعلق (page 111, 112)  
 و نہایت کلام لکھا تھا۔ جسے حضور کو بھی کیا گیا مگر مولوی محمد حسین نے یہ دعویٰ کر کے کہ  
 اس کا ترجمہ ٹری کرنا نہیں ہے اپنی پروردگار کی آواز و دلیل ہوا۔ یہ ذلت بھی اس کے



فی الحال اپنی پاکٹھا کرتے ہیں۔ اور جس رنگ میں مولوی دکنہ اپنی اولاد کی طریت سر ذلیل ہوا  
 تو خود ایک طریل دستاں سپاٹھنے ہر سے چھوڑتے ہیں۔ لیکن میں اس جگہ اس  
 سطحیہ شہادت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کی وفات سے  
 چند دن پیشتر جب کہ خاکسار واقعہ الحوادث اور دیگر بہت سے احمدی طلبہ مولوی محمد حسین  
 صاحب بنالوی سے حق کی مسہد الحق بنالہ میں ملے تھے تو انہوں نے اس سوال کے جواب  
 میں کہ کیا پہلے آپ کی بہت عزت ہوتی تھی احباب نہیں سوچا نہایت غصہ کے  
 لہجہ میں کہا تھا کہ نہ میری پہلے کسی عزت ہوئی نہ اب ہے ہاں مولانا صاحب نے  
 یوں ہی لکھ دیا ہے کہ پہلے میری عزت ہوتی تھی احباب میں ذلیل ہو گیا ہوں۔ سچ ہے۔  
 لَوْ تَصْبِحُونَ مِنْ آفَافٍ لَإِنَّا لَنَكُنُكَ۔

مولوی محمد حسین صاحب سے  
 میری پہلی ملاقات

ان کا کہ عادم ابوالعلاء ہوا وہاں کہ اب طبع ثانی کے تحت  
 اس جگہ اس پہلی ایسی افروز طاعت کا تذکرہ بھی کر رہے  
 ہوا ہے مولوی محمد حسین صاحب بنالوی کے ساتھ حاصل  
 ہوئی تھی۔ بات یوں چھٹی کہ مجھے دوسرا احمدی کے تعلیمی زمانہ کے اواخر سے ہی یہ خیال تھا کہ  
 میں مسلمان احمدی کے لیے سوائے احمدی سے کسی کی موت سے پہلے ضرور طاعت کر لوں۔  
 ۱۹۱۸ء کی بات ہے کہ میں دوسرا احمدی قادیان کی تیسری جامعہ میں تھی جماعت میں پڑھتا  
 تھا۔ ابھی قادیان میں دہلی جاری نہیں ہوئی تھی۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو  
 بتا کر دیا کہ شیشی سے آنکر پیدل یا کتوں وغیرہ کے ذریعہ درالامان پہنچنا پڑتا تھا۔  
 جلسہ سالانہ حسب دستور و مجبر کے امینہ میں ہوتا تھا جو خاصی سردی کا امینہ ہے۔  
 احباب جو بستر ہمارا لاتے تھے انہیں قادیان تک پہنچانے کے لئے گاؤں کا انتظام  
 ہوتا تھا۔ اور مسندوں کے انتظام ترسیل و معافیت نیز مہمانوں کے بتاؤں میں ٹھہرانے  
 اور ان کے استقبال کے لئے دوسرا احمدی کے طلبہ کا ایک گروہ ہمارے دستا حضرت  
 مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل و حال امیر جماعت احمدیہ قادیان کی سرکردگی میں بتاؤں  
 ہوا کرتا تھا۔ سالہا سال تک مجھے بھی اس خدمت کی مسکوت حاصل ہوئی دہلا ۱۹۱۸ء ط

۱۹۱۹ء کی بات ہے کہ ہم طلبہ نے انہیں کی تعداد بارہ یا تیرہ تھی، ایک ہی صبح کی فراغت کے وقت حضرت مولوی صاحبؒ اجازت لی اور ریلوے کے سٹیشن کے قریب والی ایئر لائن کم (سڑانے) سے شہر بازار میں مولوی محمد حسین صاحبؒ بٹاڑی کو ملنے چلے گئے۔ اُنکے گھر سے کچھ فاصلہ پر ہیں مولوی صاحب موصوف کا ایک شاگرد جس نے اپنا نام نذیر احمد بتایا تھا لی گیا۔ وہ بھی طالب علم تھا، اُسے ہم سے کچھ اُنس ہو گیا۔ وہ ہمیں مولوی محمد حسین صاحبؒ کے گھر لے گیا۔ اُنس نے ہم سے راستہ میں ہی کہہ دیا تھا کہ اگر تم لوگوں نے جانتے ہی بتا دیا کہ ہم قادیانی سے آئے ہیں تو مولوی صاحب فوراً ناراض ہو جائیں گے اور انہیں گنہگار کا موقع نہیں مل سکے گا۔ کچل مولوی صاحب جلد ناراض ہو جاتے ہیں۔ اگلے ہی دن بتا کر تم قادیانی سے آئے ہو۔ ہم نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے آبائی ضلع کا ڈاکر دے گا۔ جب ہم مولوی صاحب کے کمرہ میں داخل ہوئے تو وہ کھینے میں مصروف تھے۔ چار پائی پر بیٹھے تھے، اُن کے سامنے پنج پڑے تھے۔ ہم ایک ایک کر کے اندر داخل ہوئے، سلام کہتے مولوی صاحب دانی، ہاتھ کی دوا لگیوں سے مصالحو کرتے حکم فی کے ہاتھ میں تھی۔ سلام کے جواب کے ساتھ ہر ایک سے پوچھتے کہ کہاں سے آئے ہو؟ ہر ایک نے اصل طے شدہ حکم کے مطابق بتا دیا کہ میں مثلاً گجرات کے ضلع کا رہنے والا ہوں میں فیروز پور کے ضلع کا ہوں۔ اُنکا کہہ کر وہ جھٹ آگے جا کر پنج پر رٹھ جاتا، اپنے سب ساتھیوں میں غالباً عمر میں بھی کسی سب سے کم ہوتا تھا اور کمرہ میں داخل ہونے میں بھی سب سے دیر لگتی تھی۔ داخل ہوا اور سلام اور مصالحو کے بعد اُس کے بڑھ کر بیٹھنے لگا، تو آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں ضلع جالندھر کا رہنے والا ہوں۔ یہ کہہ کر جھٹ پنج پر بیٹھ گیا۔ مجھے جو جگہ ملی، وہ مولوی صاحب کے قریب رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے دوسرا سوال کر دیا کہ کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ پڑھتا ہوں۔ انہوں نے تیسرا سوال پوچھا کہ کہاں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ قادیانی میں پڑھتا ہوں۔ میرا یہ جواب دینا تھا کہ مولوی صاحب کا رنگ بدل گیا اور ناراضگی کے آثار اُن کے چہرہ پر نمایاں ہو گئے۔ نذیر احمد جو ہمیں ساتھ لایا تھا۔ میری

طرت گھوڑ کر دیکھنے لگا۔ مگر میں غلط پہان کس طرح کر سکتا تھا؟

اب مولوی صاحب نے دعا مانگی۔ اسے خود تحفہ آئینہ اہواز میں بیچھا کہ تم میں سے کوئی مولوی سرور شاہ کو ہانا ہے۔ میں نے قریب پورے کے باعث فرما گہر دیا کہ وہ ہمارے استاد ہیں، ہم سب کو جانتے ہیں۔ پھر بیچھا کہ تم میں سے کوئی مجھے بھی ہانا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں آپ کا خوب ذکر فرمایا ہے، ہم سب آپ کو جانتے ہیں۔ کہنے لگے کہ نہیں میری مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا بھی ہے جسے میں بھی جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو آپ خود ہی جانتے ہیں، ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ مولوی صاحب کہنے لگے کہ تم فرماؤ، میں یہ خط گھوڑ رہا ہوں مجھے مولوی سرور شاہ صاحب کا ایک خط آیا ہے، یہ اس کا جواب ہے۔ کہہ کر نہیں سنا تا ہوں۔ انہوں نے اپنا جواب کھل کیا، پھر اس کی نقل کی۔ بعد ازاں ایک نقل مجھے دی اور دوسری ہمارے ساتھی مولوی ناصر علی صاحب کو دی تاکہ مقابلہ کر لیا جاسکے۔ اور فرماتے لگے کہ تم پڑھتے ہاؤ میں تمہیں سمجھانا چاہوں گا۔

واللہ اعلم، ہذا تھا کہ استاذنا الکرم حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اس سال بالسرطمان سالانہ تھے۔ آپ نے مولوی محمد حسین صاحب بنالوی کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:-

مولوی صاحب! آپ نے کہا تھا کہ میں نے ہی مرزا صاحب کو گناہ کیا ہے اور میں ہیں ان کو گراؤں گا۔ آپ نے اس سلسلے میں انتہائی کوشش کر لی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر بھی اب دس گیارہ برس بیت چکے ہیں۔ گویا آپ کو مخالفت میں پورا اندر لگانے کا کہا اور گناہ موقوف کر دیا ہے۔ اب ۱۲۶۱ھ و ۱۲۶۲ھ و دیگر کتابوں میں طاقت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے قادیان تشریف لگاؤ آخری عمر میں یہ دیکھتے جانیں کہ میں مسیح موعود کو آپ گناہا پہنچتے تھے، آج اس کی کتنی قبولیت ہو چکی ہے؟ حضرت مولوی صاحب نے اپنے



خط میں مولوی محمد حسین صاحب کو یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اگر آپ آکا  
منظور کریں گے تو میں موڑ کا بھروسہ کر لوں گا۔ جس پر آپ چکر لگا کر  
واپس جا سکیں گے۔

اس لطیف اور ایمان افروز مکتوب کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے  
جو کچھ لکھا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ :-

میں آپ کی اس دعوت کو منظور نہیں کر سکتا کیونکہ میں نہیں قادر ہوں اپنے  
کے لئے تیار ہوں۔ حدیث میں ہے لَا تَشْدُ إِلَى جَانِبِ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ  
مستأجداً۔ ہاں آپ کا یہ استدلال کہ تم کہ مرزا صاحب کے ماننے والے  
بڑھ گئے ہیں اس لئے وہ سچے مسیح موجود ہیں اس لئے غلط ہے کہ مسیح موعود کے  
وقت میں تو ساری دنیا کے لوگوں کا مسلمان ہو جانا لازمی ہے۔ اور ابھی  
تک تو قادیانی میں بھی ہندو اور سکھ موجود ہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب نے جوابی خط میں ”مرزا“ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اسکی  
تشریح میں کہا کہ مرزا صاحب کو ہم احمد نہیں مانتے اس لئے ان کے پیروؤں کو اسماعیلی  
نہیں کہہ سکتے البتہ ان کو مرزا مانتے ہیں اس لئے ان کے ماننے والوں کو مرزا کہیں گے۔  
ان سے کہا گیا کہ مرزا سے تو تمنا میں ہزاروں ہیں۔ اس کی تو کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔  
کہنے لگے آگے چلو۔ جب مولوی صاحب نے کہا کہ مسیح کے آنے پر سب لوگ  
مسلمان ہو جائیں گے۔ تو میں نے کہا کہ کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
بڑھ کر قوت قدسید کے مالک ہو گئے؟ آنحضرت کی محبت پر چودہ سو برس  
گزرنے کے باوجود تو سارے لوگ مسلمان نہیں ہوئے؟ نیز قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا قَوْلَ النَّبِيِّ ذَٰلِكُمْ يَكُونُوا عَلَىٰ سَبِيلٍ سَوِيَّةٍ مَّا مَضَوْا مِنْهَا  
اور ان تک یہودی مغلوب نہیں گئے۔ اگر حق کا وجود ہی نہ ہوگا تو وہ مغلوب کیسے ہو گئے؟  
مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ فرمایا: بعض حکام میں قرآن درست نہیں پڑھا یا سنا۔ کرت  
میں محذوف ہے جس کا تم کو پتہ نہیں۔ میں نے کہا آپ بتائیے کہ وہ کیا محذوف ہے؟

کہنے لگے کہ آیت میں لفظ "ما دھوا" اور "الوہ" لکھی ہیں "معدن" سے یعنی جب تک  
 یہودی یہودی رہی گئے وہ مصلوب رہی گئے اور جب تک عیسائی عیسائی رہی گئے وہ  
 غالب ہو گئے۔ میں نے پھر کہا کہ کتاب اس معدن سے بھی بات نہیں کر سکتی کیونکہ  
 آیت میں صاف طور پر "إِنِّي يَأْتِيهِ الْفَيَاقَرُ" لکھا ہے۔ پس آپ کے سنوں کے لئے  
 یہودیوں اور عیسائیوں کا قیامت تک رہنا ضروری ہے۔ میرے اس سوال پر  
 مولوی صاحب بالکل بے قابو ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب تم چلے جاؤ۔ میں نے  
 کھانا کھانا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے پیش پر جا کر کھانا کھانا ہے آپ یہ ایک  
 مسئلہ تو حل فرمادیں۔ ندرت پر کہنے لگے کہ تم لوگوں کے دماغ کھینچنے کے قابل نہیں  
 تمہیں شادمانی بھانسنے لگا۔ یہ کہا اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا کہ مولوی  
 شادمان صاحب تو اپنے اندر اہل حقارتی آپ کے متعلق جس بہت بڑے کھینچنے لگتے تھے۔  
 مولوی محرم صاحب نے کہا کہ ہاں وہ ہے تو میرا شاگرد مگر ہے نافرمانی میں نے  
 کہا کہ ایسے نافرمان شاگردوں کی طرف ہمیں ذرا بھی خود کھانا نہیں۔ کہنے لگے کہ تم لوگ  
 سمجھ ہی نہیں سکتے۔ آخر مولوی صاحب نے بھی نکال کر اندر سے کٹائی بند کر لی۔  
 اور ہم خوشی خوشی اپنی قیادت پر آگئے۔ و آخر وہاں اہل اللہ رب العالمین۔

**مولوی محمد حسین بٹالوی کی قبر** | مولوی محرم صاحب بٹالوی کے ساتھ میں  
 مولوی محمد حسین بٹالوی کی قبر آدھ گڑی ہو چلا، اس کی تفصیل کے لئے حضرت  
 میر تقی علی صاحب مرحوم ویڈیو فاروقی کا دیوان کا رسالہ "بٹالوی کا اہم" قابل دید  
 مرتب ہے۔ مگر اچھے کہ بات ادھوری نہ ہو جائے میں مولوی صاحب کی قبر کا ذکر  
 کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت کعبہ مرحوم علیہ السلام نے مولوی محرم حسین  
 بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا ہے

عَدَّ يَدَكَ كَدًا لَكَ يَوْمَئِذٍ وَكَفَرًا

فِي الْمَسْأَلَاتِ يَحْدُ يَحْدُ فَتَنًا (انعام) قسم ۱۴

کہ کتنے لوگ تجھے سخت سے یاد کریں گے اور پہلا ذکر کرنے کے بعد بھی

صحابيات میں شہاد ہو گا؟

واقعہ یہ ہے کہ خرسے کے بعد مولوی صاحب ایسی جگہ دفن کئے گئے جو ناقابلِ ذکر ہے۔ اور اب تقسیم ملک کے بعد تو شہرِ بٹالہ کے مسلمانوں سے کثرتِ غالی ہو جانے کے باعث ان کی قبرِ باطل بے نام و نشان ہو گئی ہے۔ مجھے پاکستان سے تاملین جاننے کا متعدد بار موقع ملا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ بٹالہ جا کر خاص کو مشق اور چڑی مشکل سے مولوی صاحب کی قبر کی جگہ کا پتہ لگایا تھا۔

آخر قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزارِ بہشتی مقبرہ میں ہے اور جماعتِ احمدیہ کی خاص قبرِ قادیان میں موجود ہے۔ بعد ازاں صحابہ قادیان پرستوں کا قلم ہے اور تبلیغ و تربیت کا سلسلہ پوری شاکت سے جاری ہے۔ اور صحابہ جیل کے کیم میں آج بھی دُورِ دُراز سے سینکڑوں لوگ قادیان پہنچتے ہیں اور ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پر اسلام کی ترقی اور آپ کے ادعات کی بلندی کیلئے کوشاں ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر آج کے دُورِ غالی نظر آ رہا ہے مولوی احمد حسین کی قبر کی موجودہ دیواروں سے موزنہ کیا جائے تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا غیر معمولی نقشہ آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ اسے کاش لوگ آنکھیں کھولیں!

**سہ ماہِ نشان کی پیشگوئی** | مسز منی بیٹاؤ کا نے چھ ماہِ غیر پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہادِ حدیثِ نبویؐ سے یہ دُعا نقل کی ہے کہ۔

”مگر میں تیری جناب میں مستجابِ ادعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۷۷ء سے اخیرِ دسمبر ۱۹۷۷ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دیکھ اور پختہ ہونے کے لئے گواہی دے۔۔۔۔۔ لیکن سال میں جو اخیرِ دسمبر ۱۹۷۷ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دیکھو جو انسانی یا قصوں پر مبنی ہو“ اور پھر لکھا ہے کہ ”میں سال میں خالی کر گئے۔ کوئی نشانِ انسانی جو

انسانی باتوں سے بالاتر ہو نہیں سکتا یا گیا۔ (حضرت مسٹر)

ناظرین کو رام! ہمیں اپنی طرف سے اس اعتراض کے جواب دیجئے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت کا طبع دوم کے حاسنہ پر مسرتی نے بلکہ دیا ہے کہ ۔

”اللہ ایک رسالہ تمام اچھا لڑا احمدی مرزا صاحب نے لکھ کر مولیٰ ثناء اللہ کے پاس ضرور بھیج دیا کہ اس کا جواب ۲۰ رام کے اندر لکھ کر بھیج۔

اس سے پیشگی رسالہ پوری ہو گئی۔“ (حاشیہ مسٹر حضرت)

اچھا لڑا احمدی کے متعلق ہم فصل پنجم میں تفصیل بحث کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دُعا کو قبول فرما کر حضور کو وہ نشانی دی جس نے دشمنوں کو عاجز و عاجز کر دیا۔ ان لوگوں میں یہ ہم کو دے سے آپ کو اس کے سچے ہونے میں شک ہے۔ تو حضرت امام غزالی کے یہ الفاظ پڑھ لو۔ غریب فرمایا کہ ۔

”اگر کوئی نیکوئی کے کو میری صداقت کی طاقت دے کہ میں اپنی

اچھل کو حرکت دیتا ہوں اور اس وقت تم اپنی انگلیوں کو حرکت نہیں

دے سکو گے۔ حالانکہ دوسرے وقتوں میں تم سے ہر ایک یہ کام

کر سکتا ہے۔ اور جب دیکھا گیا تو ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس نبی نے

اپنی اچھل کو حرکت دے دی اور دوسرے لوگ نہ دے سکے۔ تو

کیا اسکا سچو نہیں کہا تھا حضور کہا جا چکا۔“ (علم نظام مشرق و جنوب)

عیسیٰ پرستی کا ستون کھنڈ ہو گیا مسافر غریب مسرتی نے اخبار بدلتا اور مولیٰ ثناء اللہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

”میرزا کام جس کیلئے غیر اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے

ستون کو توڑ دوں اور بجائے کتابت کے تو حید کو تجلیوں۔ اور حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی جلال اور عظمت اور نشانی دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر

مجھ سے کروڑ فتنان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت خالی ظہور میں نہ آوے

تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کہیں دشمن کرتی ہے اور اللہ تمام لوگوں



یہ مطلب نہیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

(۱) ”اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان دنیاویاں کی سبائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستہ بازی کو دنیا میں وہ پھیلانا چاہتے ہیں، اس کی تحریفی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل انہی کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ (الامتیقہ ص ۵۷)

(۲) ”میر نہیں کہہ سکتا کہ پورے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوگی، یا میرے بعد۔ ہاں میں خیال کرتا ہوں کہ پوری ترقی دین کی کسی بھی چیز میں نہیں ہوئی۔ بلکہ انبیاء کا کام یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ترقی کا کبھی قدم نہ اٹھایا۔ اور پھر بعد اُن کے ترقیاں نمود میں آئیں۔ جیسا کہ جہان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر ایک مسود اور احمد کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مگر آپ کی حیات میں احمد پھنے یورپ کی قوم کو تو اسلام سے کچھ بھی مستعد نہ بنا۔ ایک بھی مسلمان نہیں بنا۔ اور جو مسود تھے ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیل گیا۔ اور مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو میں خیال کرتا ہوں کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

(۳) ”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ جہاں سے سب مخالف جو آپؐ زعمہ موجود ہیں، وہ تمام غریب گئے۔ اور کوئی ان میں سے جیسے ہی دنیا کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی غریب گئے۔ اور ان میں سے کوئی آدمی جیسے ہی مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد غریب گئے۔ اور وہ بھی مریم کے جیسے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے ظلم کا بھی گزر گیا، اور دنیا ڈھس ڈھس رہ گئی۔ مگر مریم کا وہاں جیسے اب تک آسمان سے نہ اترتا۔ تب وہ افسوس کرے کہ

اس عقیدہ سے پروردگاروں کے اور ایسی دوسری صدیوں کے دیکھ کر  
پوری نہیں ہوگی کہ جینے کے اعتقاد کرنے والے کیا شکوک اور کیا عیبوں سے  
نویسہ ہو چکے ہیں اور اس جہت سے عقیدہ کو چھوڑنے کے اور دنیا میں ایک ہی  
مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو تحریر کی کرتے آیا ہوں۔ سو  
بہرے لائحہ سے کہ تم ہو یا کیا اصحاب ہوتے کہ اور چھوٹے کہ اور کوئی نہیں  
جو اس کو روک سکے۔ (حکایت الشہادۃ ص ۱۴۸)

ان ائمہ کے ساتھ ظاہر ہے کہ حضرت ائمہ نے اسلام کے کامل غلبہ کے لئے تین  
صدیاں متفرق فرمائی ہیں اور اپنے آپ کو تحریر کی کرتے والا قرار دیا ہے۔ انکار کسی ظاہر ہے  
کہ خدا کے لئے جتنے ائمہ تھے ہر ایک پر حال معترض کا اعتراض باطل ہے۔

**الجواب ص ۱۴۸** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-  
مَنْ كَذَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ كَذَّبَ بِاللَّهِ وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَكْتُبُ فِي كِتَابِهِ مَنْ يَكْفُرْ  
بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ كَذَّبَ بِاللَّهِ وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَكْتُبُ فِي كِتَابِهِ مَنْ يَكْفُرْ  
اللہ تعالیٰ آپ کو وفات دے گا جب تک کہ میرے دشمنوں کو دوست نہ کر دے۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا النَّاسِ الْكَافِرِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّينَ مِنْكُمْ  
اگر کسی نے ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کو کفر کو مشاد دیکھا کیا سارا کفر بے اثر گیا؟  
نہ تو ان میں گناہ ہے۔

”فِي كِتَابِهِ يَكْتُبُ مَنْ يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّينَ مِنْكُمْ“ (نور تفسیر ص ۱۴۸ ص ۱۴۹)  
”فِي كِتَابِهِ يَكْتُبُ مَنْ يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّينَ مِنْكُمْ“ (نور تفسیر ص ۱۴۸ ص ۱۴۹)

میں نے فتح الہدیٰ میں اشکال پیش کیا تھا کہ خود کفر سب شہروں سے تو  
موجود نہیں ہوتا۔ اس کے لئے جواب ہے۔ وہ کفر کفر کا کفر ہے۔ (۱۴ ص ۱۴۹ ص ۱۴۹)  
عرب فرما دیا (۱۵) آنحضرت کے ذریعہ سے کہتا ہے کہ کفر بے اثر گیا۔  
کہ حضرت شیخ مودودی کے زمانہ میں صدیوں میں بالکل مضمحل ہو جائے گا۔







موجود ہی اور دوز بردہ ہوا ہے۔ اب سوچو کہ کون غالب کیا؟ کیا عبد الحکیم نے اپنی  
مزقہ اند کا درد قبول کر لیا؟ اس سلسلہ کو شاید باوجود عبد الحکیم اپنی سے عرصہ تک سلی سکر  
نہیے عدم میں ملنے ہو گیا اور فرشتوں کی کنجی ہوئی تلوار متعجب مسئلہ حل کا نشانہ بن گیا۔ اور  
مصدق اور کاذب میں گنگا گنگا فرق ہو گیا۔ حضرت کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

**ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیشگوئی** ڈاکٹر بیالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے  
متعلق کئی پیشگوئیاں جاری کیں۔ مگر کب؟

جب حضرت اقدسؑ نے اپنے رسالہ الوصیت، سیرۃ شفاء میں پہلے کلمہ یا تحفہ۔  
نظمائے عز وجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہو کہ میرا زمانہ وفات  
نزدیک ہے اور اس جگہ میں انکی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری  
ہستی کو زیادہ سے زیادہ اور اس زندگی کو میرے پیرو کر دیا۔ (الوصیت ص ۱۰)  
گو باجب حضرت نے یہ فراموش کیا تو عبد الحکیم کے شیطان نے بھی اس کو اتھاہ کرنے  
شروع کر دیا۔ چنانچہ اڈالا اس نے لکھا کہ حضرت کی وفات کی مسودہ تین سال پر (مستور) ہے  
پھر لکھا کہ "مروان مشعلی سے ہم ایک کلمہ مرزا مرزا لکھا (مستور) ہے  
صفت مشرق کہتے ہیں کہ یہ" اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک اور الہام  
شائع کیا کہ مرزا ہم ایک مشعلی کلمہ مرزا لکھا کہ مرزا مشرق ہے  
گو یہ مسخر من بیالوی نے ڈاکٹر عبد الحکیم کے تین الہامات کا ذکر کیا ہو۔ پہلے انھوں نے  
حضرت کی وفات کیلئے تین سال اور تھوڑے عرصہ بعد ہم ایک کلمہ کی پیشگوئی کی۔ اور  
پھر بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شائع ہونے والے الہامات کو دیکھ کر  
کیا جا تا رہا۔ حضرت بیالوی نے لکھا ہے:-

"ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق مرزا صاحب نے ۲۶ مئی مشعلی کو

مقام پوریا اتفاق کیا" (مستور) ہے

یہیں مسخر من کی پیش گوئی ترقیب پیشگوئیوں کے ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن یہ کہنا  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصلی مژدہ بیالوی کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوا صرف

جھوٹ ہے۔ کیونکہ مرثدہ مذکورہ نے اس خبر پر جیسے کہ یہ ہی کھڑی نہیں کی بلکہ اس کے اخیر پر حضرت کی وفات کا ادنیٰ بھی متورک کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ڈاکٹر محمد الحکیم کا خط ہے۔ جو پیشہ اخبار اور المجلد تیسرے میں شائع ہوا اور وہ یہ ہے۔ ۱۔

”مکرم ہندو اسکرام علیکم وعلیٰ اولادکم برکاتہ۔“ میرے الہامات جدیدہ جو مرزا غلام احمد کے متعلق ہیں۔ اپنے اخبار میں شائع کر مارکٹوں فراموشی (۱) موزا ۲۱، سداوی ستمبر ۱۹۱۵ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ملک ہو جائے گا۔ (۲) موزا کے کتبہ میں سے ایک بڑی معرکہ کار و دعوت مرہائے گی۔ اسکرام خالصہ محمد الحکیم خاں۔ ایم۔ بی۔ پیالہ۔ دہلی ستمبر ۱۹۱۵ء؟

(۱) موزا پیشہ اخبار المجلد تیسرے دوسرے ستمبر ۱۹۱۵ء کے اکھبرم

(۲) مولوی شاد احمد سرسری نے لکھا تھا کہ۔

”آؤ ایم افیسری سے کہتے ہیں کہ بھڑاوی خبر کے شائع کرنے سے دل ٹکنا ہے مگر کیا کریں واقعات کا اعتبار ہے۔ پہلا ماننا تو اسی وقت اس پر خبر کے لینے کے لئے ٹھنکا تھا جب مرزا صاحب نے اپنا آخری وصیت نامہ شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مجھے وہی اپنی نے مستفہ کر دیا ہے کہ جلدی دہ زماؤ آئے دلا ہے کہ لوگ کہیں گے جس کم جہاں پاک۔ لیکن تاہم ہم قانونی خداوندی دہندہ عہدہ طغیا انہم پر نظر ڈال کر ایسے جلدی کے متوجع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہم کو گج جہاں سے دوست ڈاکٹر محمد الحکیم خاں صاحب پیشواوی نے سنائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ ”مرزا کا اپنی کے متعلق میرے الہامات ذیل۔۔۔ شائع فرما کر ٹھنکی فراموشی (۱) موزا ۲۱، سداوی ستمبر ۱۹۱۵ء (۲) ستمبر ۱۹۱۵ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ملک ہو جائے گا۔ (۲) موزا کے کتبہ میں سے ایک بڑی معرکہ کار و دعوت مرہائے گی۔“ (المجلد تیسرے دوسرے ستمبر ۱۹۱۵ء)

ہم اس جگہ مولوی شاد احمد سرسری کی یاد گوئی کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل خبری

کے متعلق یہ بتلایا جا رہے ہیں کہ شہزادہ فاکر نے مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۷۷ء کو حضرت اقدس سنی کی وفات کا دن ۲۰ اگست ۱۹۷۷ء مقرر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمایا تھا کہ میں اسکو بخش کر دے گا۔ چنانچہ وہاں ہی ہوا کہ حضرت کا حال بہتر ہو گیا تھا کی بجائے ۲۰ مئی ۱۹۷۷ء کو ہو گیا۔ اور مجدد المکرم کی بہت غلط ثابت ہوئی۔ ڈاکٹر عبد العظیم کی پیشگوئی اتنی واضح طریقے جسٹن ٹینکل کی مولوی شہداء شہداء کے ساتھ کو بھی نکلتا چلا گیا۔

”ہم خدا کو کہتے ہیں کہ وہ ہمیں چاہے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اس میں کرتے ہیں یہ وہ ہے۔“ خود پیشگوئی کر کے عزت کی موت کی تاریخ منظور کر لیتے ہیں کہ انہیں نے کیا۔ چنانچہ ۲۰ مئی کے بعد دیکھتے ہیں ان کے الہامات صحت میں کہ ۲۰ سالوں پہلے ۲۰ اگست ۱۹۷۷ء کو مولانا سرگاتھو صاحب اعز حاضر نہ ہوتا جو معزز پٹریشیر چور اخبار نے ۲۰ کے روزانہ پیرا اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر لکھا تھا کہ ۲۰ سالوں کو کی جائے اور سالوں تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ فرض سداقہ پیشگوئی کے بعد اور چودہ ماہ تک اس احوال پر چھوٹے رہتے۔ اور ان کے بعد سید کے بعد تاجی کا حقہ ذکر لیتے تو آج ہی اعز حاضر پیرا نہ ہوتا وہ ان کو ۱۹۷۷ء میں یہ شہادت دیا کہ میرے کے بہترین مساجد کی سب مساجد بنادی ہے کہ ڈاکٹر عبد العظیم کی پیشگوئی غلط ہوئی اور داخل نکلتا ہوئی ہے۔ ایسی کہ مسترحی چٹاوی جنور ہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت اقدس کا انتقال ڈاکٹر فاکر کی پیشگوئی کے مطابق ہوا۔

**ضروری نوٹ** | مسترحی چٹاوی نے اس جگہ مرید چٹاوی کی آخری اور تمام پہلی پیشگوئیوں کی تاریخ پہلے ۲۰ اگست کو دلی پیشگوئی کا ذکر نہیں کیا۔ جو ایک صریح اور کھلی خیانت ہے۔ کیا تحقیق کی یہی وجہ ہوا کرتی ہے ؟

سچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب ہونے کا اعلان کیا۔ جس پر ڈاکٹر فاکر نے اپنے الہامات مثلاً کے شروع کئے۔ جب اُس نے مجدد وہاں پیشگوئی کی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بتلایا کہ اگرچہ آپ کی موت کا زمانہ آچکا ہے

لیکن نبی، پیر، صلہ، عبد الحکیم کو چھوٹا کر دینا اور تیری عمر کو بڑھا دینا۔ (مستندہ حدیث شریف)  
 گویا یہ عمر کا بڑھانا۔ کہ اس طرح عبد الحکیم کو چھوٹا ثابت کرنا اسی صورت میں  
 مستند تھا کہ جب وہ اپنی اس چودہ ماہیہ پیشگوئی پر قائم رہتا۔ گویا بالکل دُعا تو گنہگار  
 قرار دینا۔ ائمہ دین کے نزدیک یہ مستند آیت ہے: **وَمَا تَسْأَلُهُمْ فِي شَيْءٍ حَتَّىٰ تُبَدِّلَهُ**  
**وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ كِتَابَ رَبِّهِمْ بِالْأَمْثَلِ**۔ یاد رہے کہ اصل مقصد عبد الحکیم کو چھوٹا کرنا تھا۔ تین سال اور  
 چودہ ماہ کی پیشگوئی کے بعد اس نے سہرگست تک والی پیشگوئی کر دی۔ جس کو حضرت  
 اقصیٰ نے بھی اپنی کتاب جنت و معرفت میں ذکر فرمایا ہے: **ابن المقالی عبد الحکیم کی عاقبتی کا**  
**تذکرہ کیا ہے۔** ڈاکٹر عبد الحکیم اپنی اس "سہرگست تک" والی پیشگوئی پر بھی قائم رہا۔  
 اس نے جنت و معرفت کو "سہرگست تک" کی بجائے "سہرگست کو" کی پیشگوئی کر دی۔  
 گویا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر طرح سے چھوٹا کر دیا۔ **وَعَزَّوَجَلَّ**۔

ناظرین کرام! اس تفصیل سے آپ پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے  
 ڈاکٹر عبد الحکیم کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ جو پورے ہوئی۔ لیکن ڈاکٹر عبد الحکیم کی  
 پیشگوئی باطل اور محض دروغ ثابت ہوئی۔ **آلَافُ تَخْتَصِمَنَّ لَهُنَّ آفَافُهُ**۔ اُنہیں لے  
 لیا۔ **وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔

## مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

سرسبز پٹیالوی نے پیشگوئیوں پر اعتراضات کے سلسلہ میں اس فصل کے دوسرے نمبر پر  
 مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ "آخری فیصلہ" کو ذکر کیا ہے۔  
 سیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ ہود آیہ ۱۱۱ میں فرمایا: **مَنْ يَشْكُرْ**  
**مَوْلَاكَ فَاتَّخِذْهُ مَوْلَاكَ**۔ اس کے ساتھ آخری فیصلہ "مشتاق" فرمایا تھا۔ یہ اشتہار اس سلسلے میں

لے عبد الحکیم کی جگہ ان کے بھتیجے می صاحب میر تقی میر علیہ السلام کے ہوا۔  
 "میر تقی میر علیہ السلام"۔ (مستند)  
 "میر تقی میر علیہ السلام" کی ذاتی می میر تقی میر علیہ السلام کے ہوا۔  
 "میر تقی میر علیہ السلام" کی ذاتی می میر تقی میر علیہ السلام کے ہوا۔  
 "میر تقی میر علیہ السلام" کی ذاتی می میر تقی میر علیہ السلام کے ہوا۔

کی آخری کڑی تھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دھوکے کی ابتداء تھی۔ آپ کے اور  
 علماء بالخصوص مولوی شہداء اللہ صاحب امرتسری کے درمیان یہاں تھا۔  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور آپ کا طریقہ کار خود بہ نہیں کی زندگی  
 عدائی کا طریقہ کار تھا۔ آپ نے منہاج نبوت کے مطابق اپنے معاندین پر منقولہ و  
 معقولہ دلائل سے اقامتِ حجت کرنے کے بعد ان کو مہاجرہ کی بھی دعوت دی۔ اچھے  
 شروع شدہ لوگوں میں اپنی تکب و انہامِ آخر میں چند ہستیوں نے جو کہ علماء و مشائخ کو نام  
 بنام دعوتِ مہاجرہ دی اور نکالا۔

”نہی یہ بھی شواہد کہ انہوں کو میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں کچھ چلتا  
 کہ جب تمام وہ لوگ جو مہاجرہ کے میدان میں داخل ہو چکے ہوں، ایک سال تک  
 ان جانوں میں سے کسی بد میں گرفتار نہ جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں  
 اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار“ (ملاحظہ  
 ہو) علماء کو برا بھلا کہتے ہوئے غریب فرمایا۔

”گو، وہ لوگ زمین سے اٹھیں اگر خدا کی اعلیٰ شخص پر کہ اس  
 دھوکے پہنچنے کے بعد وہ مہاجرہ میں حاضر ہو۔ اور نہ کھیرے تو وہی چھوڑے  
 اور نہ ششما کہنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اسے سو منہا پرانے نما  
 تم سب کہہ آئیں؟“ (ملاحظہ ہو)

اسی ہر وہ عبارتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی صداقت پر یقین قائم  
 اور مہاجرہ کے غریب سے فیصلہ کرنے کی زبردست تحدیٰ جیسا کہ وہ خود حضور کی مثال  
 پر برہنہ تھے۔ یہ کہ خود نہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي رَأَيْتُ  
 الْمَلَائِكَةَ قَائِمِينَ عَلَى الْخُرُوفِ وَأَنَّهُمْ قَائِمُونَ عَلَى الْخُرُوفِ وَأَنَّهُمْ قَائِمُونَ  
 أَبَدًا بِمَا قَدْ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ (المجادلہ) میں جو لوگ جھوٹے خود پر خدا کے دوست ہونے کے  
 دعویدار ہوتے ہیں وہ کسی موت کی خواہش نہیں کر سکتے اور نہ میدانِ مہاجرہ میں آ سکتے ہیں۔ مگر  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بطور فرق سے ظاہر ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کے حضور



ہی کہ اپنے کچھ بڑے بااعمال کی وجہ سے ہی کی سزا بھگتانی کا بھی حق ہی ہو گا  
 موت کی نرا ہش منگ رہی تھی۔ باوجود اس بداعمالی اور جہالت کے دعوائی بھت کیا  
 بڑا ظلم ہے؟ (تفسیر ثنائی جلد ۱ ص ۱۰)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری میں کا انجام انھم کی دعوت مہاباد میں نہانے گئے  
 لوگوں میں سے گیا تھا وہاں غیر تھا۔ ایک میڈیٹر انہوں میں اور اپنے واقفوں میں قرار کے  
 لحاظ سے "ذوقی الشاہ" اور تھیں مڑا ہی میں "تھیں الخیراء" کے وصف سے مشہور ہیں۔  
 پناہ فخر اور تہ اور شکا کے نام میں جب آپ کو اسلام کے نام پر دعوت ملی تو آپ نے  
 ہندو مسلم اتحاد کا بہانہ کر کے گریں اختیار کیا تھا۔ اس وقت معزز و مشہور گورکھپور نے خوب لکھا تھا کہ  
 "بمصر و کئی ہفت مرنے مرنے شہداء صاحب کی موت پر اتحاد ہست کیا  
 ہے کہ آپ ہندو مسلم اتحاد کیلئے یہ مقرر ہی ہو گئے ہیں کہ گورکھپور کا کیا تہہ دیکھو گے  
 بہاری دہانے میں مولانا کو خدا کے سامنے خیر سدا کی کوئی وجہ ہو گی کہہ کر مولوی نے  
 طبیعت اور مزاج ایسا ہی بلا ہے گھڑی میں کچھ، گھڑی میں کچھ۔ یہ حال  
 یہ کام مولانا کا نہیں تھا، کام ہے خدا نے اپنا کام چھوڑ ایسے لوگوں سے  
 کیا ہے جو کل مولانا نہ تھے کہ مولانا تھے؟" (مشق ۱۰ ص ۱۰۰)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مہاباد میں بھی  
 غامضی اختیار کی اور مہاباد کیلئے تیار نہ ہوئے۔ لیکن جب مہاباد میں دعوت مہاباد ... کا ذکر آیا  
 تو آپ نے عوام الناس پر "بالا ظہر لکھ" سوتا "الکھڑے سے ڈر کر ظاہر دہری کے طور پر مہاباد کے لئے  
 آگاہی کا اہلکار کر دیا۔ بلکہ ایک خور میں لکھ دی کہ اس خور کا مشر فیہا جو افق پر کھینچا ہو  
 تہہ صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے مہاباد کے حالات کتاب احمد احمدی میں ذکر کرتے  
 ہوئے تحریر فرمایا کہ۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کی عقل خور نہیں ہے، لیکن ہے میں ہی میں دعا است  
 کہ ہے کہ میں ہی میں دعا کے بعد کے لئے جلی خلاء اللہ میں کہ فرقی میں میں اللہ کو  
 یہ دعا کریں کہ انھیں ہم دفن میں سے جو شہداء و شہداء کی دعا کی میں میں مہاباد اور احمد احمدی

لے علی ان کے دہت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فوت ہو چکے ہیں۔ (ملاحظہ)



اور پھر اس طرح فیصلہ کو منظور فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت  
فرد و نادر الفاظ میں بیانی فرمادی کہ :-

”اگر اس جھنجھٹ پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائیں  
تو ضرور وہ پہلے مر ہی گئے۔“ (املاز احمدی ص ۳۳)

یہ طرح فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میں مکرر تھی کہ کہ حضرت ائمہ  
اس سے قبل مرتبین میں ایک جگہ تھے۔

مناویا یہ کہ انہیں پہچانی ٹیک ٹیک جانتا ہے جسٹن جگہ بیٹھا ہے۔ یہ ان  
فلکی کی غلطی ہے، اور سراسر ہمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ نبی خدا ورت  
ہوں میں کہ ملک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے گلا ہے، وہ جس کے لانا چاہتا ہے  
اس کا تجربہ اسکا کہ نہیں کہ وہ کتنی اور ہوتا ہے، مگر علی اور ابوبکر کے نصیب  
کہ مستعد ہوا ہوا ہے۔ میں یہ وہی اس بات کے لئے یہ شرط ہے کہ کوئی  
میدان میں نکلے اور منہ ہلج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔

پھر دیکھ کر خدا کی کے ساتھ ہے، مگر میدان میں نکلنا کسی غلط کام نہیں۔  
ہاں غلام و سنگی ہوا ہے، ملک نہاب میں گھر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو گا آباد  
اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔

اسے دیکھنا کہ میرے ساتھ ہوتا ہے، وہ اس وقت تک کہ وہ دیکھتا  
کہ تم سے مراد، اور تمہاری عمر تھی اور تمہارے مرنا اور تمہارے ہونے اور تمہارے

پھر تمہارے تھکے ہونے سے پہلے کہ میرے ہاک کرنے کے لئے، اذانیں گری ہوا تک  
کہ مجھ سے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ مشن ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری  
اذانیں نہیں ٹھنڈے گا۔ اور نہیں دیکھ گا جنگ، دیکھتے کام کرتا دیکھتے (اور میں شکام

لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو سہا دل کیلئے اپنی آمادگی ظاہر فرمائی۔ مگر  
ساتھ ہی مولوی شاد اشد صاحب اور قسری کے مشفق لکھا۔

تیرے کہ انہیں نے اپنی تاریخ نکال دی (یہ پر قایم ہیں تو بات ہے) (املاز احمدی ص ۳۳)

ناظرین کو آرام آپ منظر میں لے کر مولوی ثناء اللہ کی طرف سے اس طریق پر فدی  
 آلودگی کا مظہر ہوا۔ نگاہ مولوی صاحب مہدی مقابلہ میں غلبہ نہیں لے سکتا۔ لیکن نہیں دیکھتے  
 مولوی ثناء اللہ صاحب احمد اسوی مشائی کو غلبہ کرنے کے بعد کیا جواب دیتے ہیں۔  
 دیکھتے ہیں کہ۔

مہر نگارے ناکہ نہ واقع میں آپ کی غلط فہمی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔  
 اعلیٰ ایسے مقابلہ کی خیرات نہیں کر سکتا کہ آپ کی فخر ہے کہ اگر  
 مخاطب پہلے غلبہ کیا تو پادری کھری ہے اور اگر نہ بدولت خیریت سے لے  
 جس کم ہواں ہنگ۔ تو بعد فیض کے کسی نے قبر پر آتا ہے۔ اعلیٰ آپ اسوی  
 بیہودہ طریقہ دین سوار۔ ناظرین دیکھتے ہیں۔ مگر میں انہیں کراتا ہوں کہ  
 جھگڑاں باتوں پر خیرات نہیں۔ ہر دم خیرات میرے لئے عزت ہے۔  
 (جس کا بیہودہ قصد دیکھتے گرج میں غلبہ کے لئے عزت تھی۔ یہ اعلیٰ ہدایت  
 نہیں۔) (دعا الہامات میں) ملاطیع مشغول

گویا ہر قسمی مولوی صاحب۔ شیعہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ہی بات ہے  
 مولوی کی طرح چمپ گئے اور جھگڑا کر لیں بیٹھ گئے۔ ہم مولوی صاحب کی طرف سے بیان کرنا ہے کہ  
 گیسے ہونے ہوتے ہیں جیڑی نہیں۔ کہ گریہ کی طبیعت ثانیہ میں چکا ہو۔ رتھی مل گئی ہے  
 ڈالیا۔ ہم صرف غار میں کام کر رہے ہیں۔ کہانی جن کے سلسلے الی باطل میں مل گئی  
 کھاتے اور چاروں شانے پت کر جاتے ہیں۔ خاتم النبیین ﷺ  
 مولوی ثناء اللہ صاحب ہر قسمی کی اس غلط فہمی کی وجہ سے ہم بچ گئے۔  
 اور انہوں نے بیگانوں نے سلسلہ احمدیہ کے اقل تر جماعت کی اس سے بغیر تہ ذیل پر طعن دینے کی۔  
 مولوی صاحب آخر ایسی تھے۔ اس سلسلہ نامہ شائع سے متاثر ہوئے۔ اور اپنی فطری  
 میل بازی سے قسم اٹھانے کا غلاب اٹھ کر سارا اچھ کر کھائی دینی چاہی لیکن بے ثمر۔  
 انہوں نے انہیں گزر دیا گیا۔ یہ غلاب بھی غریبی سے بدل گیا۔ اور انہوں نے مولوی صاحب  
 کی اصل شکل دیکھ کر سخت نفرت کا اظہار کیا۔ آخر انہوں نے ہر دم خیرات کرنا دیکھا کہ وہ

میں کہہ کر گھستا ہی چلا۔ اور سات کے پیش نظر اس تقریر میں آپ نے بڑا ہی دل کو صوفے کھینچنے  
فطری طور پر غیر معمولی جرأت کا اظہار کیا۔ اور لکھا کہ۔

”مواظفہ! سچے ہوا گند۔ اور اپنے گند کو ساتھ لاف۔ وہی مہدی مہدی گاہ ہو سکتا  
تیار ہے جہاں تم پہلے شہر کی مداخلت غرضی سے مہاجر کر کے آسماں ذات اٹھا  
چکے ہو اور انہیں ہمارے ساتھ لاف جس نے ہمیں دسلہ انجام آتھم میں  
مہاجر کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم تک یہ خبری سے فیصلہ  
نہ ہو۔ سب اُفت کھینچنے کافی نہیں ہو سکتا۔ (المختارین ۲۹، ۲۸) چ ششک (۲۸)

مولوی صاحب کی یہ نقلی ٹرنے والے مریض کا آخری افکار تھا جسے اُنہوں نے  
محبوبانہ کہتے ہیں۔ مگر یہ بھی وہ مصنف کج معروض علیہ السلام نے اس خودی کا نظریہ کیا  
اور اُس سے طور پر منظور کیا۔ چنانچہ اسی مولوی صاحب یہ سطر شائع کر کے مطلق بھی نہ ہوئے  
تھے کہ بحث بناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدلتاویں نے ”مصنف کج معروض کے حکم سے“  
اعلان کر دیا کہ ۱۔

”اس مضمون کے صاحب میں بھی مولوی شاد افند صاحب کو بدانت ریتا ہوئی کہ

حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس پہلو کا نظریہ کرنا جو ”بدلتاویں“ میں شائع

یہ اعلان کیا تھا اور قری ٹنکر کے نقلی امید کھینچنے کی تھی۔ اور ان کے غلط معامی کے لئے  
عصائے مویشی تھا جسے پڑا کر اس کا غلی خشک ہو گیا۔ سب مہاجر کی اور عرب زبانی  
بجھل گئی اور بحث بکھڑا دیا۔

”میں نے آپ کو مہاجر کے لئے نہیں بلکہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے“

مگر آپ اس کو مہاجر کہتے ہیں۔ حالانکہ مہاجر اس کہتے ہیں جو زمین میں مقابلاً ہے۔

میں نے ملت اٹھا کر آپ سے مہاجر نہیں کہہ کر قسم کھائی اور یہی (دہلی میں) بی ششک (۲۸)

اس جگہ میں اس تمام لوگوں سے جدا ہونے میں خشیت اللہ کہتے ہیں، اور یہ کہ انہوں

کو وہ اندر کا نظریہ دیکھ کر اُن کے معمولی معمول کا کیا طریق ہو سکتا ہے اور وہ اپنی کامیابی اور حتی

لے یہ بدانت تھی مولوی صاحب کے لئے جو یہی اصل مولوی صاحب کے بڑے بڑے ہیں۔ وہ جو اسلام

نتیجہ کس طرح کا حل بصورت اور یقین نام نہانہ کہتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب مولوی ثناء اللہ کے اضطراب اور بے بسی کو بھی دیکھا، اسکے گریہ اور زلزلہ کو بھی دیکھا۔ آہستہ بہ آہستہ حضرت کی سوجھ بوجھ اس کے الفاظ بھی پڑ گئیں۔ حضور حق پر فرماتے ہیں۔

”میں ہر ایک پہلو سے شکر پر اطمینان ہے چاہتا ہوں۔ یا الہی تو جو پہلے کا رو باد کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے دلوں پر تیری نظر ہے اور تیری عین نگاہ ہے ہمارے دلوں پر شہدہ نہیں۔ تو ہم میں اور مہمانوں میں فیصلہ کرتے اور وہ جو تیری نظر میں صادق ہے اس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہوجانے کو ایک جہاں ضائع ہو گا۔ اسے میرے قاصداً تو نزدیک تھا، اور اپنی عدالت کی گڑبگڑ پر بیٹھ۔ اور یہ روز کے جھگڑے قلع کر۔ ہمارے ذہنوں کے گھٹنے ہیں۔ اور ہمارے دلوں کی حقیقت تیرے آگے منکشف ہے۔ یہی کہہ کر کہیں کہیں تکریر و تکرار کی کہتے کہ تو صادق کو ذات کے ساتھ قبر میں آکر دے گا۔ اور اللہ زندہ کی دالے کیونکر تلخ یا نہیں گے۔ تیری امانت کی مجھے قسم ہے کہ تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا؟ (امام زکریا علیہ السلام)

بھائیو! خدا داغ کر دو کہ کیا یقین کا یہ بحر متواج اور استقلال کی یہ زبردست لہر کسی کاذب کے قلب میں پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا مغربی کا کلام ہمارا ایک ایک قضا نصرت جہنم کے یقین کا پھلکا ہوا پیلا ہڈا کرے؟ ہمارا دکھ اور گریہ نہیں! ابھر کیا اب بھی تمہارے لئے خدا کے برگزیدہ مسیحؑ کے کلام میں شک کی گنجائش ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جلیق مہاجر اور حضرت ہمدرد صاحب کے مشعلی کے جواب میں ایڈیٹر صاحب اخبار قد نے اس کی منظوری کا اعلان فرماتے ہوئے وہ صندوق میں سے ایک صندوق کا بائیں الفاظ لکھ کر دیا تھا۔ کہ۔

”اوجہد میں خود شوقیوں اور گاندھیوں کے جو شک و شبہ ہے جو حضرت علیؑ کی حقیت میں ہے۔ حضرت علیؑ نے ہر بھی امور ہم کو کہ فرمایا ہو کہ یہ مسائل چند دفعہ کے بعد ہو۔ جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ النبیؐ کی طرح ہر جائے ہو و جد ہو رہی ہے مثلاً۔“

گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عید کو ترک و چھوڑ دیا اور نہایت دیر پاہنچتے تھے اور حقیقۃً انبیاء کی طاعت کے جتنا کہ اسے عشق و کرنا پڑتا تھا جیسے کہ عبادتِ ہوا سے ظاہر ہے مگر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اور جسے شُب معلوم تھا کہ مولیٰ نزار اللہ سرِ قمری آئندہ کیا طریق اختیار کرے گا۔ اس نے نہ بپا کر اس سلسلہ میں بلکہ سرِ قمری آئین میں دیکھا جاتے۔ کیونکہ اس کے نزدیک مولیٰ شفاء اللہ پر اتمامِ نجات ہو چکی تھی۔ اسلئے مشیتِ ایزدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارادۃ اللہ کو تبدیل کر دیا کہ حضرت کی طرف سے وہ اپنی مشیت کو ایک شہاد بعنوان "مولیٰ شفاء اللہ" کے ساتھ آخری فیصلہ شائع کر دیا۔ جس میں حضرت نے وہ بارِ چ مشیت کی دعوت میں بلکہ بالحق اپنی طرف سے اُٹھائے میں بلکہ شائع فرمائی گویا جوئے کو گھرنے پہنچا دیا۔ اور اس طرح سے وہ عبادت و تمام نجات کی مکمل ہو گئی جسکی بنیاد خداوند تعالیٰ کی طرف سے رکھی گئی تھی۔ اور اسکی خاطر اتمامِ نعم و الحمد اسی میں بار بار دعوت میں بلکہ رکھی گئی تھی۔

تقریباً میں کہہ رہا ہوں آپ ثنائی تصرفات پر خود کر رہی ہو اسکی شانی علم غیب کا مطالعہ فرمائیں کہ وہ مولیٰ شفاء اللہ صاحبِ نجات پندی کرتے کچھتے ہیں جس سے حضرت کے اپنے خیال کے برعکس انخاص تحریک سے اُٹھائے میں بلکہ شائع کر دیا ہے۔ سنی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:-

"خداوند کے عشق جو کہ کمالِ پند و حاصلِ ہدای طرف سے نہیں بلکہ شانی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے" (بقدرہ اور اپنی مشیت)

اس خاص تحریک کی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مولیٰ شفاء اللہ سرِ قمری اپنے انبارِ ہوا پر لی میں سونے سے ہی نکل رہا ہو گا۔ اور کیونکہ میں نے تو دعوت میں بلکہ شانی نہیں اور اس وقت اُٹھائے میں بلکہ شائع کرنا ہے وقت یہ تھا۔ اسلئے اسکی انکار کی انکار پہنچا دیا اور اپنی مشیت کو حضرت کی طرف سے اُٹھائے میں بلکہ شائع کر دیا۔ جس میں حضرت نے یہی حکمت ایہ تھی کہ حقیقۃً انبیاء کی طاعت سے قبل ہی اُٹھائے میں بلکہ شائع کر دیا گئی۔

مولیٰ شفاء اللہ صاحبِ نجات پہنچا دیا اور اپنی کے اتمامِ نعم و الحمد اسی میں بار بار دعوت میں بلکہ رکھی گئی تھی۔

حضرت اقدس کی مشائخ کریمہ دُعائے مہاجر کے بالمقابل دُعا نہ کی تا مہاجر مستعد ہو جائے اور پہلے  
 مریضہ والا کذاب قرآن پاتا۔ بلکہ اُن نے دُعائے مہاجر کو رد کیا اور اس طریق فحشہ کو  
 قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (دجلت ۱۰۶، ج ۱، ص ۱۱۱) مہاجر کے جس کلام کی تفسیر یہ ہوا کہ  
 مہاجر واقع نہ ہوا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشائخہ سے متواتر کوشش  
 کرتے رہے کہ مولیٰ ثناء اللہ امرتسری مہاجر کہے۔ مگر اس شخص اس حال کے حصر میں مخالفت  
 رنگ بدل کر آخر مشائخہ میں کھلے طور پر انکار کر کے خدا کے فرمودہ وَلَا یَتَقَبَّلُوْا اٰیٰتِیْ  
 پھر ایک مرتبہ تصدیق کر دی۔ اور اس حرکت کی ذمہ داری نہ جانی کا عمل اقرار کر لیا۔

اس صورت میں جبکہ وقوع مہاجر کی شق حد میانی میں نہ رہی، کسی فرقہ کا پہلے نہ جانا،  
 بلکہ کذاب کی دلیل دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے خود وحی اور بی شک لہجوں کے مطابق، ہمیں مشائخہ  
 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم وصال مقدر فرمادیا۔ اور حضرت اس وصال سے رحلت  
 فرماتے وقت فرمود: اِنَّا الْیَوْمَ رَاجِعُوْنَ۔ اور مولیٰ ثناء اللہ صاحب اپنی اختیاری جہد و جنگ باوجود  
 دُعا کی کام نہ دیکھنے کیلئے ذمہ داری کے لئے خود مولیٰ صاحب نے کھانسی

”آنحضرت علیہ السلام باوجود تپانی ہونے کے سیر کذاب سے پہلے

اتصال ہونے سے سیر باوجود کذاب ہونے کے صادق سے پہلے فرمایا۔ مگر

آخر کار چونکہ بے نیل مرام مزارِ اعلیٰ دُعا کی صورتیں شکستیں و رنجِ آسمانی

دعا گشت مشائخہ

لیکن ۱۱۶ ص ۱۱۱ مشائخہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت کو

نیمت جہی کہ امریکہ میں کلام ہے ”جو ہر عقائد میں پیشہ و کلام ہے، شہیدانہ شروع کر دیا کہ

مرزا صاحب کا پہلے فوت ہو جائے گا کہ کذاب کی دلیل ہو۔ کیونکہ اشتہار دار ایرانی یک طرفہ

دُعائیں اور اس کا اس سلسلہ مہاجر سے کوئی تعلق نہ تھا اور میرزا نے دُعا لہجہ میں ”عمر“ پانا،

میرے بچے ہونے کی علامت ہے۔

استہوارہ البریل کے دُعا مہاجر ہونے پر بارہ دلائل!

ہم ان کے اس کلام کے ابطال کیلئے ذیل میں کچھ آگے دلائل لکھتے ہیں جن کا کتاب فرمود

کی طرف سے تسمیہ ہے کہ اشتہار دار اپنی دل دہائے مبالغہ تھا۔

اس اشتہار کا عنوان ہے۔ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"۔  
**دلیل اول** یہ کہ لفظ "دعا" ہرگز تو دعائیوں میں ہونا چاہیے تھا۔ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق  
 آخری فیصلہ" میں لفظ "دعا" بتایا ہے کہ یہ فیصلہ ہے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی  
 دخل ہے۔ اور یہ فیصلہ ہر قسمی فریقین میں ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ دعائے مبالغہ ہے۔ نیز لفظ  
 "آخری فیصلہ" مذہبی رنگ میں مبالغہ کے لئے ہی براہِ جادہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 نے بھی لفظ "آخری فیصلہ" ہی مفہوم میں استعمال فرمایا ہے۔ (درتبین قاسم) بلکہ اللہ تعالیٰ  
 نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے قلم سے بھی اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کروایا ہے۔  
 مولوی صاحب آیت مبالغہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"کیسے لوگوں کو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سمجھیں، غرض وہاں  
 بدبایہ جانید کرد۔ کہ کوئی ایک آخری فیصلہ بھی نہ ہو، ہم اپنے بیٹے، اور  
 تیار سے بیٹے، اپنی بیٹیوں اور تہمدی بیٹیوں، اپنے بھائی بند نزدیک، اور  
 تہمدی سے بھائی بند نزدیک نکالیں۔ پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خود کی نصرت کریں  
 خدا خود فیصلہ دنیا ہی میں کر دے گا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔  
 وہ دنیا میں برباد اور مودو غضب ہوگا" (تفسیر ثنائی جلد ۲ ص ۱۴۱)

غرض اس اشتہار کا عنوان صاف بتا رہا ہے کہ یہ دعائے مبالغہ ہے،  
 حضرت اقدس نے لکھا ہے۔

**دلیل دوم** "خدمت مولوی ثناء اللہ صاحب"۔

اب اگر یہ بھلاؤ دعا تھی، اور یہ اشتہار بھی اعلیٰ دعا، یکطرفہ تھا، تو اسے  
 مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجے گا کیا مطلب؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشتہار  
 دعائے مبالغہ تھا۔

اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں غضب مبالغہ کر کے اے جھوٹے حکمران  
 پر بھاری ہوگا۔ اگر وہ مبالغہ سے انکار کرے گا تو دنیا میں صاحبِ حق نہیں ہوں آخرت کا عذاب ہوگا، ہم اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اشتہاد میں تحریر فرماتے ہیں۔

**دلیل سوم**

”میں جانتا ہوں کہ مسیح موعودؑ اب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور

آزاد ذلت اور صبر کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ظلم چاک چاؤا کروں گا۔“

یہ الفاظ اور یہ طریق فیصلہ صحت ظاہر کر رہا ہے کہ یہ اشتہاد اعلیٰ مہاجر مہاجر کے لیے لکھا

پر تاحی مہاجر بھی کی ضرورت میں جہاں پر مسیح موعودؑ اٹھائے گی اس کے بھی موعودؑ تھا، اللہ

صاحب کے نزدیک بھی اور خود حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ حضورؑ نے

خود فرمایا ہے۔

”کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء اُن کی زندگی میں ہی ہلاک

ہو گئے تھے؟ بلکہ ہر دین اعدائے آپؐ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ اُن جھوٹا

مہاجر کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو کر رہا ہے۔ ایسا ہی چاہیے

حقائق بھی ہمارے مریض کے بعد زندہ رہیں گے۔ ہم تو ایسے باطنی شکر

میراں ہوتے ہیں۔ دیکھو یہودی باطن کو کچھ کٹ پٹ کر پیش کیا ہوا ہے اور

قرینہ کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودی کے بھی کٹ کٹ دینے ہیں۔

کیونکہ کسی نبی، ولی، قطب ملت کے زمانہ میں ہوا کہ اُن کے سب اعداء مر گئے

ہوں۔ بلکہ کافر ممانی ہائی وہی گئے تھے۔ اُن انبیاء کے سچے کسبے کے

ساتھ جو جھوٹے مہاجر کرتے ہیں وہ سچے کی زندگی میں ہلاک

ہوتے ہیں؟ (انوار النعم، رکنیہ ششماہیہ)

لہذا اندازہ لگا کر اشتہاد آخری فیصلہ اس قافیہ پر مبنی ہو اشتہاد اعلیٰ مہاجر مہاجر۔ (دعوت المسیح)

حضرت اقدسؑ نے موعودؑ صاحب کو گھٹا ہے کہ۔

**دلیل چہارم**

”میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے ممانی

کے ہیں کی سزا سے نہیں بھیں گے؟“

اور پھر اس کی تشریح میں اس کی نعمت کا پہلے واقع ہو جانا اس کی سزا پہنچنے سے ظاہر

ہے کہ یہ سزا جیسا کہ حق کے اقتباس سے معلوم ہے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے نزدیک





## دلیل ششم

حضرت اقدسؒ نے اس اشتہار میں تحریر فرمایا ہے۔  
 ”کسی اہم دوی کی بند پر بیگانگی نہیں۔ بلکہ حسن اُچار کے طور پر

میں نے شہادۂ فیصلہ دیا ہے۔“  
 بڑا بڑا مولوی اور اہم صاحب سب کو لکھ کر تسلیم کیا ہے کہ۔  
 ”اس اشتہار حد درجہ مشکوکہ میں طرح فیصلہ ایسا نہ لکھا ہے جو  
 مستند یا نہ ہے۔“ (دو ذرا مبالغہ اور حد نہ لگا)

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ بیگانگی نہیں، اہم دوی کی بند پر خبر بھی نہیں، لیکن  
 ایسی ہر طرح فیصلہ مستند یا نہ ہے۔ تو کیا اسے سوئے ڈھانے مبالغہ ماننے کے ”مستند یا نہ  
 طرح فیصلہ“ کہا جا سکتا ہے؟ پس اس اشتہار کا بیگانگی نہ جاننے کی شدت میں بھی  
 مستند یا نہ ہونا بتا کر اسے کہیں ڈھانے مبالغہ ہے کیونکہ مبالغہ کہنے کی صورت میں ہی کاذب  
 کی شدت کی تحدید کی جا سکتی ہے۔

## دلیل ششم

اس اشتہار کے اخیر پر مینا حضرت کبیرؒ موجود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔  
 ”بائو مولوی صاحب سے اسی سے کہ میرے اس شخص کو چاہئے

میں چاہیے کہ اس کا نام بھی لکھ دے۔“  
 یہ الفاظ بھی صاف صاف سے بتا رہے ہیں کہ یہ اشتہار ڈھانے مبالغہ تھا۔ ورنہ انہی  
 کی ضرورت تھی اور نہ انکے نیچے مولوی صاحب سے کہ لکھو اسے کی ضرورت تھی۔  
 معلوم ہو کہ یہ ڈھانڈا ڈھانڈا تھا جس کی تکلیف مولوی شاد اللہ صاحب کے لکھنے کے بعد  
 ہی ہو سکتی تھی۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ ”اب میدان میں نکلنا“ تا خدا فیصلہ کرے۔ مگر  
 مولوی صاحب کو ”بُرائت“ نہ تھی۔ ہر حال یہ ظاہر ہے کہ یہ اشتہار ڈھانے مبالغہ تھا۔  
 جس طرح اشتہار لکھنے والی شہادت بتا رہی ہے کہ ڈھانے

## دلیل ششم

مبالغہ تھا۔ اسی طرح بیرونی شہادتوں سے بھی ظاہر ہے کہ یہ ڈھانڈا  
 یکطرفہ ڈھانڈا تھا۔ چنانچہ اس ڈھانڈے کا جواب میں مولوی شاد اللہ صاحب نے لکھا کہ۔

لے آپ اپنی سرشار کے بہت بڑے عالم تھے۔ طبع لکھنے کے وقت موت ہو چکے ہیں۔ (مؤلف)

”اس زحاک کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے  
اس کو شایع کر دیا۔“ (الحدیث ۱۰۰) اور پہلی مسئلہ

ابن القاضی سے ہر حکمت الہی کیجہ سکتا ہے کہ مولوی صاحب نے خود بھی اس اشتہار  
اور پہلی مسئلہ کو یکطرفہ نہ نہیں سمجھا۔ خود منظوری نہ لینے کا اعتراف کیوں؟ اور اس کی  
اشاعت ”بغیر منظوری“ پر بھی یہیں ہونے کہ وہ کیا؟ ظاہر ہے کہ مولوی صاحب  
خود بھی اس اشتہار کو یکطرفہ نہ سمجھتے تھے۔

**دلیل نہم** مولوی شہداء صاحب اشتہار پہلی کے ذکر پر لکھتے ہیں:-  
”ایک ایسے شد مخالف کے مقابل میں ایک اور خدا فیصلہ کی  
شہادت شایع کرنا ہے۔ اور وہ خدا ہمارا خدا ہے۔“

گویا آپ اسے ”فیصلہ کی شہادت“ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حضرت نے شایع فرمائی۔ مگر  
مولوی صاحب نے اس صورت فیصلہ پر صاف نہ کیا لہذا اب اسے قطعی اور حتمی فیصلہ  
قرار دیکر اعتراف کرنا درست نہیں۔

**دلیل دہم** مولوی شہداء نے اس اشتہار مبارک کے متعلق لکھا ہے:-  
”موتیو! کسی نے بھی اس طرح اپنے مخالف کو اس  
طریق سے فیصلہ کی طرف نہایا ہے۔ بتانا تو اسامہ لو۔ وہ نہ منہاج  
نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرے۔“ (الحدیث ۱۰۰) اور پہلی مسئلہ

اب اصحاب اہلسنت مروج ہیں کہ مولوی صاحب نے ایک طرف تو اس اشتہار کو  
”طریق فیصلہ کی طرف نہایا“ قرار دیا ہے۔ اسے یکطرفہ نہ قرار نہیں دیا۔ دوسری طرف  
اسے ”منہاج نبوت“ کے خلاف نہایا۔ بلکہ اس کی تعمیر بنکے ہے انہما بنے تک آباد  
ہو رہے ہیں۔ مگر اشتہار یکطرفہ بددعا تھی تو کیا مولوی صاحب کے نزدیک کسی نے  
اپنے مخالفوں پر بددعا نہیں کی۔ مگر ان کا یہاں افراد موجود ہے کہ:-

”اس قسم کے واقعات پیش نظر ملتے ہیں جن میں حضرات انبیاء علیہم السلام  
نے مخالفوں پر بددعا نہیں کی، اور خدا نے قبول کر کے فیصلہ فرما دیا۔“  
(دعا کا نام نہ لے کر خدا کا نام لے کر)

جب نہیں کے یکطرفہ رد دعا کرنے کے تب شمار معاملات" ملتے ہیں تو پھر مولیٰ صاحب  
 اگر اشتہار دار اپنی کو یکطرفہ رد دعا سمجھتے تو اسے "منہاج نبوت کے خلاف کریں قرار دیتے۔  
 لہذا ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس وقت یہ اشتہار یکطرفہ رد دعا نہ تھی۔  
 اگرچہ الٰہی حکم جب اشتہار دار اپنی دماغ نے مباہلہ تھی تو پھر بھی اسے خلاف طرح  
 انبیاء قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی صاحب نے دماغ نے مباہلہ  
 کی صورت میں اسے اسلئے منہاج نبوت کے خلاف قرار دیا تھا کہ آپ کو کسی مسابہ  
 کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہوئے تھے۔ اور نہ ہی آپ کو مباہلہ کرنے کی ہرأت  
 تھی بلکہ ہر راج مشعلہ کے اجلاس میں جو قتل کی تھی وہ تو لوگوں کے تقاضوں سے  
 شگ اگر گھڑ بھیکی تھی۔ گویا مولوی صاحب ایک طرف اپنے دل کے انکار اور  
 انکار پر اصرار کو دیکھتے تھے تو آپ کہتے تھے کہ الٰہی یہ کیا مہر ہے کہ میں مباہلہ کیلئے  
 تیار نہیں اور مباہلہ کے نام سے ہی کانٹوں پر اتر دھرتا ہوں۔ اور دوسری طرف  
 مباہلہ کیلئے اصرار پر اصرار کے جادے ہیں۔ اسی حالت میں آپ نے اسلئے اشتہار دیکھتے  
 کو خلاف منہاج نبوت قرار دیا ہے۔ یہی وجہ یہ کہ آپ نے اس طرح بیان کی تھی مخالف کے  
 شدید انکار کے باوجود دعوت مباہلہ دیتے جا رہے بلکہ دماغ نے مباہلہ شریعہ کو دیکھتے کو  
 اپنی عقل کے مطابق خلاف منہاج نبوت قرار دیا ہے۔

پھر حال مولوی صاحب کے جو اب کے یہ فقرات فرود دست دلیل ہیں کہ مولوی  
 صاحب نے کم از کم اس وقت اس اشتہار کو یکطرفہ رد دعا نہ سمجھا تھا۔  
 مولوی شاد ان صاحب نے خود متعدد مقامات پر اس اشتہار کو مباہلہ کا  
 دلیل بیان کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ ہے۔ بطور نمونہ سب ذیل جملہات ملاحظہ ہوں:-

(۱) "کوشش کاویانی نے ۱۵ اپریل مشعلہ کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار  
 شائع کیا تھا؟ (مرقعہ کاویانی جلد مشعلہ ص ۱۷)

(۲) "مرزا علی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طرز فی اشتہار دیا تھا؟  
 (مرقعہ کاویانی جلد مشعلہ ص ۱۷)

(۳) ”اچھے اشتہار مہاجر اور اپنی مشعل میں بیچ افشاخاک اہل بیت نے

میری خدمت کو بلا دیا ہے۔“ (اہل بیت اور جن مشعلوں)

کیا اس قدر تصریح کے بعد بھی آج اس اشتہار کو اشتہار مہاجر نہ مانتا یا تدری کا  
خون کر نہیں ہے

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں

نوع انصاف و خدا ترسی جو ہے دیں کا شہاد

دلیل و وار دہم | اخبار اہل بیت میں اشتہار مہاجر اپریل ۱۹ بہت کچھ لکھنے کے بعد  
مولوی صاحب بطور خلاصہ اپنا جواب دہی افشاخاکتے ہیں۔

”پتھر پر تہا دی مجھے منظور نہیں“ اور مذکور کی دانا اس کو منظور  
کر سکتا ہے۔“ (اہل بیت ۲۱ اپریل مشعلوں)

یہ الفاظ کچھ طور پر اس بات کی دلیل ہیں کہ مولوی صاحب نے اسے دھانے مہاجر  
بھا تھا۔ اس کی نا منظور کو ہی علامت و انائی قیود یافتہ۔ جیسے کہ پہلے لکھا مہاجر ہے  
گریز کہ دانا کی کائنات سے چلے ہیں۔ کہ کہ مولوی صاحب اور ان کے ”دانا“ قلعی طور پر  
ہانتے ہیں کہ خدا کے برگزیدہ سے مہاجر کہنے کے بعد کاذب کی موت یقینی ہے۔ چنانچہ  
حضرت امام فخر الدین رازی ایک پرانے ”دانا“ عبدالمسیح نصرانی کا قول نقل کرتے ہیں۔  
اس نے کہا کہ۔

”وَاللَّهِ مَا بَاحْتِمْ بِهَذَا لَوْ أَنَّ مَسِيحًا يَكْفُرُ عَزَّوَجَلَّ لَافْتَدَتْهُ مَسِيحِيَّةٌ خُفْرًا“

یعنی خدا کو سہی ہے کہ قوم نے مہاجر نہیں کیا اگر ان کے بھوٹے و بڑے

تہا ہو گئے۔“ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۱۱)

بہر حال اب ایک درجہ دلایل سے ثابت ہے کہ اشتہار مہاجر اپریل مشعلوں  
و حائے مہاجر کا اشتہار تھا۔ اب جب کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالحقابلی بد مذہبی، بلکہ  
مہاجر کرنا منظور کیا۔ لہذا حضرت شیخ موحود علیہ السلام پہلے وفات پا نا اور مولوی ثناء اللہ کا  
زندہ ہو کر آخر ناکامی کی وفات پا نا اگر کچھ ثابت کرنا ہے تو جس پر کہ حضرت شیخ موحود علیہ السلام

بروز سنی شریفی کاظم نے اور بھی شہداء شہداء کو قتل کیا۔ حال ہی میں لاہور میں  
موضع شریفی کاظم

مولوی شہناز علی کی اپنی زندگی

نہایت حیرت کج موجد علیہ السلام نے اختیار احمدی میں لکھا تھا۔

انگریزی میں لکھی ہوئی یہ کتاب صدیق سے پہلے مر جائے  
تو ضرور وہ پہلے مری گئے (امجدآبادی ص ۱۰۱)

علامہ اہم یہ کہ مولوی صاحب کی موجودہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبتاً  
اور مولوی ثناء اللہ کی بطالت پر تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ خلیفہ عتہ پہنچتا تو یہاں تک  
عتہ پہنچتا تو۔ اسی موقع پر ایک دوست نے کہا ہے کہ

کافروں کو حملی فتح ہے تو نے کہا + کذاب میں چکا تھا اپنے اگلے زندہ رہا  
میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت جری عتہ فی محل لا غبار کا اشتہار اور اپنی اعلیٰ  
مبارک تھا، بکھڑا دھڑکتی تھی۔ اسلئے مولوی ثناء اللہ صاحب مبارک سے انکار کر کے چلا گئے۔  
اس پر میں طالبی جن کے سامنے ایک اور طریق فیصلہ پیش کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ  
مولوی ثناء اللہ صاحب کھلے اور واضح الفاظ میں دسب عادت گولی مل الفاظ میں نہیں بولتے  
عظیم وغیرہ کو حاضر ناظر جان کر متوجہ رہتی تھیں۔ یعنی یہ

”اے عظیم خدا میں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ  
تجھے نے مرزا غلام احمد صاحبؒ کا دہائی کے اشتہار اور اپنی بی مشفقہ بیوہ  
مولوی ثناء اللہ صاحبؒ کے ساتھ آخری فیصلہ ”اگر کبھی میں کذاب یا بھٹکا پہلا“  
اشتہار مبارک اور دھڑکتی مبارک نہیں کیا۔ بلکہ میں ہمیشہ سے ہی اس کو بکھڑا  
فعلی تھا کہتا رہا ہوں جس میں میری منظوری و عدم منظوری کا کوئی دخل نہ تھا۔  
لئے شدید بطش اور ذوالا مقام خدا! اگر میں اس قسم میں جھٹا ہوں اور حق کو  
چھوڑنے لگا۔ تو تو مجھے ایک سال کے اندر خود سخت عذاب میں مبتلا کر دے گی۔“  
میں یقین رکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس طعن کیلئے تیار و ہرگز۔ لیکن اگر  
تو ایسا کر میں اور سال بھر تک عذاب الہی کی گرفت کا پتا جائیگی۔ تو ہم ملیں گے کہ جسک انہیں نے  
اس اشتہار کو دھڑکتی بکھڑا ہی کہا تھا۔ وہ دسب تو یہ کہ منہ جہاں سے بولتا تھا ظاہر ہے وہ میری  
طور پر کذاب بیوہ اور منافق ہی اختیار کر رہا ہے۔ میں اولیٰ مبارک یہاں تک غفلت یہ کہہ رہی کہ  
یہ اشتہار بکھڑا دھڑکتی۔ کیا مولوی صاحب اس طعن کیلئے عزائم کر رہے ہیں؟

لے طبع الہی کے وقت حق کی باجم موت بھی دانی ہو چکی ہے۔ خود اس وقت کی مصالحت یہ ایک عالمی اور عالمی  
تک مولوی صاحب نے ذرا بھروسہ نہیں کیا۔ اب طبع دہم کے تحت تو غفلت ہو گئی۔ اور خدا

## ایک غلط استدلال کا جواب | مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسی کے ہمنوا امام طور پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

اہم ایجنٹ دُخْرَةُ الدَّلَاجِ اِذَا اَذْعَلَتْ اِس دُحْلے مہالہ (اشتہارہ) پر علی شلہم کے متعلق ہے۔ لہذا یہ دُحْلے دُخْرَةُ الدَّلَاجِ ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات (نَعُوذُ بِاللّٰہِ) اسی کے کذب کی دلیل ہے۔ اسی استدلال کے جواب میں یاد رکھنا چاہیے کہ اشتہارہ ۱۵ اپریل دُحْلے مہالہ ہے، جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے، اِس دُحْلے مہالہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کَافُجُتْ دُخْرَةُ الدَّلَاجِ اِذَا اَذْعَلَتْ فرماتا انہی معنوں میں ہے میں معنوں میں کہتے مہالہ میں الظَّالِمُ قَسَمْتُ لَکُمُ الدَّلَاجَ عَلٰی الْکَافِیَّةِ ہے۔ یہ بھی خدا کا کلمہ ہے اور وہ بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتوایا کہ ان نصاریٰ خبرانی کو دعوت مہالہ اور ہم ان مجبوروں پر لعنت نازل کر دیں گے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو دعوت مہالہ دی۔ اور اسی یقین کے ساتھ دی کہ اگر یہ مہالہ کرے گا تو ایک سال کے اندر اللہ تبارک و تعالیٰ کے جیسا کہ حضور کے اَلَا لَمَّا خَالَ الْمَرْءُ عَلَى النَّفْسِ لَوْ فَلَاحُ حَتَّى يَكُوْلَ لَکُمُ (التفسیر کبر مرد) سے ظاہر ہے۔ مگر نصاریٰ خبرانی نے مہالہ سے انکار کر دیا اسلئے وہ بچ گئے۔ بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک کی کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مہالہ کا اشتہار شائع کر دو۔ یہی دُحْلے کو سنتا ہوں یعنی اگر مولوی ثناء اللہ دُخْرَةُ الدَّلَاجِ نے مہالہ کیا تو وہ ضرور پہلے مر جائے گا۔ جتنا کہ حضرت اقدسؑ نے اسی یقین کے ساتھ دُحْلے مہالہ شائع کر دی لیکن نصاریٰ خبرانی کی طرح اس جگہ بھی مولوی ثناء اللہ دُخْرَةُ الدَّلَاجِ نے مہالہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرسکی دُحْلے کو اختیار کی اسلئے وہ بچ گیا۔ پس حضرتؑ کے اِس اہم کام کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے واسطے کی نگاہ فرمائی ہے۔ چند حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ اسی اپنے الفاظ میں لکھ چکے ہیں کہ۔

”اگر اِس پہلو پر دُحْلے مولوی ثناء اللہ صاحب مستعد ہوئے گا کاتب صادق سے پہلے فرمائے تو ضرور وہ پہلے فرمے گا۔“

پس اہم ایجنٹ دُخْرَةُ الدَّلَاجِ اِذَا اَذْعَلَتْ سے بھی مولوی صاحب اور اسی کے ساتھ لکھا کہ استدلال غلط ہے۔



بدتر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کا جواب | مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار قدس شریف  
 سے بھی استفسار کیا گئے ہیں۔ مگر وہ  
 حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ذاتی ہجرت | جواب (دوبارہ حقیقۃ الموسیٰ) ایڈیٹر اخبار  
 حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ہے، حضرت اقدس کے جواب نہیں ہے۔ مسئلہ  
 میں حضرت مفتی صاحب نے ذیل کا خط لکھا تھا جو تقیہات دہانیہ کے پچھلے ایڈیشن  
 میں اسی وقت شائع ہو گیا تھا۔ وَفَوْضًا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ الحمد للہ واصل علی رسول اکرم  
 مکرم بندہ مولوی ثناء صاحب ہالندھری مولوی فاضل۔  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے سوال کے جواب میں اتنا لکھا ضروری سمجھا ہوں کہ اخبار قدس  
 مورخہ ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کا نمبر اتالی میں جو نوٹ بعنوان ”نقل خط بہام مولوی  
 ثناء اللہ صاحب“ شائع ہوا ہے۔ یہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مطالب  
 حقیقۃ الموسیٰ کا جواب ہے جو میں نے خود لکھا تھا اور یہ میرے ہی  
 الفاظ ہیں۔ کیونکہ حضرت اقدسؒ نے اس کے متعلق کوئی ہدایت  
 مذہبی نہیں دی تھی۔ میں نے اپنی طرف سے جواب لکھ دیا تھا۔ اس سبب اس کی  
 اشاعت مناسب ہے۔ تاکہ کوئی شخص اس نوٹ کہ حضرت کی طرف منسوب  
 کہے متناظر نہ کر سکے۔ والسلام۔ المرقوم۔ دردمیہ مسئلہ۔

خانگہ محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدتر کا دیان ؟

اس خط کا مضمون نہایت واضح ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی لکھا ہے۔  
 ”کتاب حقیقۃ الموسیٰ باوجود تحریر کے بعد سے کہ میرے پاس آج تک  
 نہیں بھیجی۔ رجسٹری خط کے ذریعہ یاد دہانی کی تو جواب صاف کیا۔ جس پر  
 آپ کے بے تردید کے ایڈیٹر نے کمال پایا مولوی سے اپنا جواب تو شائع  
 کر دیا۔ مگر میرے خط کا ذکر تک نہ کیا اور مجھے کوئی اپنی امرتسر وغیرہ مسئلہ“

یہی ہر صورت میں اختیار بقدر ۲۴ بجوں کی عبادت وہاب مفتی صاحب کے اپنے الفاظ  
 ہیں حضرت تھانی کے نہیں ہیں۔ لہذا ان کا وہ مفہوم ایسا ہے جس طرح مروجہ علیہ السلام کے  
 تصورات بلکہ مولیٰ ثناء اللہ صاحب کے اپنے بیانات کے بھی خلاف ہے۔ درست نہیں۔ اور  
 اگر اسی مفہوم پر اصرار ہے تو سب راہنمائی کی صحیح بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھنوی کے  
 کو نہیں مانگتے راہنمائی ہر انکوہر مسئلہ کو جامع سمجھتے ہیں اس طور سے کہ مفہوم کی بنا پر  
 کیا مگر اعتراض کر سکتے ہیں۔ ہر مسئلہ مولیٰ ثناء اللہ صاحب کا یہ ضد بھی تاریکیوں کو زیادہ  
 حقیقت نہیں دیکھتا۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیۃ اللہ بنصرہ کا حلفیہ تحریری بیان

ایک اعتراض جو اس وقت ہر مولیٰ صاحب کی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ  
 حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیۃ اللہ بنصرہ العون نے رسالہ تشہید الاذیان میں لکھا ہے کہ اشتہاد  
 اور بیعت کو مبادلہ کہنا دھوکہ اور فریب ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ اشتہاد دھوکے سے مبادلہ تھا۔  
 اجماعاً عرض ہو کہ مبادلہ کہنے ضروری ہے تاکہ فریبی بدعاری اگر ایسا فریبی ہے تو  
 الجواب کی اصطلاح مبادلہ واقع نہیں ہوا۔ اور اسی مولیٰ ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ  
 حضرت مرزا صاحب میرے ساتھ مبادلہ کے تجربے میں سے پہلے فوت ہو گئے وہ ان کی سوا  
 دھوکہ اور فریب ہے۔ کیونکہ جب مولیٰ صاحب نے بالکافی بدعاری نہیں کی بلکہ اس طریق  
 سے ہی انکار دیا تو مبادلہ واقع نہ ہوا۔ میں اشتہاد دھوکہ ہی حضرت ادا سنی کی طوط سے  
 دھوکے سے مبادلہ ضرور تھا۔ اسی فرق کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیۃ اللہ بنصرہ العون نے  
 رسالہ تشہید الاذیان میں ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیۃ اللہ  
 بنصرہ العون کے ایک تحریری بیان کی نقل شائع کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب مسئلہ کو  
 قرین قرار دیا ہے جس صاحب نائب عالم انجمن دیکھیں وہ ہر کے مطالبہ پر انہیں درسی فرمایا  
 لکھا کہ یہ ہے۔

”میں خدا کو حاضر نظر رہی کہ شہادت دیتا ہوں کہ مجھے کالی نہیں ہے کہ اگر

مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر اس اعلان کے مطابق آئے۔ جو آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف شہادت میں کیا تھا تو وہ ضرور ہلکا ہوتے اور بھگتے یقیناً ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو میں نے مضمون لکھا تھا، اُس میں بھی لکھ چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے معلق جو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا تھا، وہ دُعا کے مبالغہ تھی۔ پس یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے مقابلہ پر دُعا نہیں کی، بلکہ اس کے مطابق فیصلہ جانے سے انکار کر دیا۔ وہ مبالغہ کی صورت میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اور مولوی صاحب عذاب سے ایک مدت کے لئے نکلتے۔ میری اس تحریر کے ساتھ میری کتاب مصادیق کی روشنی شک سے ضرورت ہے۔ مگر جبکہ اس کے انکار مبالغہ سے وہ عذاب اور طرح بدل گیا۔ تو اس نے فسق شدہ فیصلہ کو پھر دہرایا شروع کر دیا۔ نیز مگر وہ ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کی نعمت دکھانا اور ثناء اللہ صاحبی گنہ دانوں کا مزاحمت کرنا، مغرض میرا یہ جویشہ سے یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا دُعا کے مبالغہ تھی لیکن وہ جانتے کہ مولوی صاحب نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ دُعا مبالغہ نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طریق کو بدل دیا۔

نکسہ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ص ۱۰۹

پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری جیل بھی جاتا رہا۔ اور صاف کھل گیا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایقہ اللہ منصور العزیز بھی عدلیہ کی کے منتقل ہو کر دُعا کے مبالغہ ہی سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں نے جو اشتہار وہ اپریل کو ”مبالغہ کا اشتہار“ لکھا ہے ایک اور عذر کا جواب، تو یہ محض مرزا صاحب کے اس طریق پر ہے جس طرح انہوں نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی ایک طرف دُعا کو مبالغہ قرار دیا ہے۔ مولوی

ثناء اللہ کا یہ عذر رنگ حلقہ دہل کی فکر میں مضحکہ خیز ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ مولوی صاحب نے ہماری طرف سے قرآن و احقر ارضی ہونے سے قبل انہوں نے کسی یہ تصریح نہیں کی تھی بلکہ ہوش بھی لکھتے رہے کہ مباہلہ وہ ہوتا ہے جس میں فریقین بالتقائی نہ ٹکریں۔ علاوہ ازیں غلام دستگیر کی دعا کو بطرف قرار دینے میں بھی مولوی صاحب کا منالطہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بددعا صحیح طور پر دعا و مباہلہ نہیں۔ کیونکہ حضرت سید موحود علیہ السلام نے اپنی کتاب (انجامِ اتم) میں علماء کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے جن میں سے ستر شہری نمبر پر غلام دستگیر قصوری کا نام بھی ہے صاف تحریر کر دیا تھا کہ :-

”گوادر۔۔۔ اسے زمیں اُتو اسے آسمان اُکھٹا کی اُخت اس

شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوٹے“ (انجامِ اتم ص ۶۹)

گویا حضرت کی طرف سے بددعا ہو گئی۔ بعد ازاں غلام دستگیر نے بھی اپنی کتاب فتح رحمانی ص ۲۹-۳۰ مطبوعہ مظاہرہ مجری میں حضرت پر بددعا کی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پس غلام دستگیر کی ہلاکت مباہلہ سے ہوئی۔ لہذا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا بخوبی قلع قمع ہو گیا جو مولوی صاحب اپنے آپکو زندہ بنا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ مولوی صاحب کی موجودہ زندگی احمدیت کا ایک نشانِ گواہ کے لئے باعثِ حسرت ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ مولوی صاحب کو شہرِ احمدیت کی کامیابی دکھائے تاکہ اسکی موت حسرت کی موت ہو جو دلائل کی موت کے بعد بہت بڑا عذاب ہے۔ جو اُس نے کافی ٹھٹکتا دیکر یہ سدا نشہ دکھا دیا۔ اسے گاشش کہ مولوی صاحب اب بھی نصیحت حاصل کریں اور حق کو قبول کریں۔ دُعا علیہ السلام ص ۱۰

مراود نصیحت ہو و تکفیم ۶ حواصت با خدا کو ایم و رقیتم

## مولوی ثناء اللہ صاحب کی بے نیل مرام موت

شاعر نے درست کہا ہے ۔

مرا بزرگ عدد جائے ثناء دانی نیست

کو عمر ما نیز جب او دانی نیست

مولوی ثناء اللہ صاحب صدہا صبح حشر لکھنے کو سرگودھا میں فوت ہو گئے ہیں ۔

اب وہ مقابلہ جو زندگی بھر جاری رہا، وہ ختم ہو گیا۔ وہ خداوند تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ ہم سب اپنے اپنے وقت پر اپنے رب کے حضور حاضر ہونے والے ہیں۔

دلائل و حقائق کی نرو سے سلسلہ بحث جاری رہ سکتا ہے۔ بلاشبہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ہالینس ہسپتال کی طبیعت پائی ہے اور اس عرصہ میں مولوی صاحب نے اپنا پورا زور صرف کیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ نابود ہو جائے۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اس مقصد میں بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ ہم ذیل میں مولوی صاحب کی وفات اور ان کی ناکامی کے تذکرہ کے لئے چند اہم اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد جمید صاحب سوہدروی اپنی کتاب پیر حقائق  
حالات وفات مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور میں لکھتے ہیں:-

عموماً نامور جم شہر کے مسلم رؤسا میں سے تھے، انکوں دوسرے کا سامانی  
موجود تھا، ہر طرح دوسرے نقد، ہزار ہا دوسرے کے زیورات صندوق میں  
بند تھے، ہزار ہا دوسرے کا کتب خانہ تھا، حاجات کی کمی نہ تھی مگر مولانا نے کسی  
چیز کو نگاہ حسرت آنکھ سے بھی نہیں دیکھا، مذکورہ کتاب بکراٹھالیا، نزد سروں  
کو اٹھانے دیا۔ اُس وقت صرف بچاس دوسرے آپکی جیب میں تھے اور مولوی  
پکڑے زریب بدلی، اُسی حالت میں آپ مولائی و حیل ملای چھوڑ گئے،  
اور کسی دوسری جگہ شب باقی ہوئے۔

آپ کا مکان کو چھوڑنا ہی تھا کہ بد معاشی کشیدے، جو اسی انتظار میں

گمات لگائے بیٹھے تھے، ٹوٹ پڑے سہرہ تمام سامان، نقدی، زیورات وغیرہ  
ٹوٹ کر لے گئے، اور اس ٹوٹ کھسٹ کے بعد کال کو بھی بندہ آتش کر دیا۔

تیسروں نے اسی پر مبنی ذکر، بلکہ آپ کا وہ عروج ترین کتب خانہ جس میں  
ہزار ہا روپے کی کتابیں و قریب کتیری تھیں، اور جس کو آپ نے بڑی محنت اور  
ہمت و شجاعت سے جمع کیا، اور خرید و تھاں بجا کر خاک کر دیں۔ کتابوں کے پہلنے کا  
صدور ہوا تاکہ انکو بے فروزگی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کا  
سرمدیہ زندگی تھیں اور ان میں بسنے کو استفادہ کیا اب تھیں کہ انگلیاں بھی شکل  
بلکہ نام ممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدور بجا نگاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت  
میں آپ کی نگاہانی ثبوت کا سبب یہ دو ہی صدات تھے، ایک فرزند کی  
اسپانک شہادت اور دوسرے جیسی قیمت کتب کی سوختگی۔ چنانچہ یہ دونوں  
صدے تھوڑے عرصہ میں آپ کی یہاں لے کر رہے تھے میری تائی (مستطعمہ)

(۲) اخبار الامت تمام لاہور لکھتا ہے۔

”گسٹ مغلذاد میں امرتسر نہایت قیامت شغری کا فوڈ پیش کر دیا  
تھا۔ فسادات کے باعث خیر طوفانوں نے مولانا کی اقامت گاہ کو اپنی  
لپیٹ میں لے لیا اور ہر چند کہ اپنے دیگر عزیزوں کے ہمراہ سلامتی سے نکل  
آنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا جو جی اگلا  
بیٹا حمزہ اللہ جس بڑی طبع ذرا کیا گیا اس نے ان کے قلب پر ہلکا ہلکا سے  
ٹکڑے کر دیے۔ پاکستان میں تشریف لے کر مولانا کچھ عرصہ تک گوبراؤں میں  
شہر سے اور پھر وہاں سے سرگرداں جا کر اقامت پذیر ہوئے اور وہی چند  
ماہ کے بعد اپنے اللہ کے حضور تشریف لے گئے۔“ (امت تمام ۱۰ جون مغلذاد)

فائل پر میں مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف

عبر القیود مسافر المسیر سلسلہ صحیحہ کے شدید  
مناذریں۔ انہوں نے سلسلہ میں کچھ بندوں

سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور مولوی  
نثار اللہ صاحب کی ناکامی کا انحصار

احزان کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ۔

"ہمارے بعض واجب الامور ہم بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو قربان کر دیا  
 کامیابی کی ایک حقیقت سب کے سامنے ہو کر قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ  
 مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرناسا صاحب کے بالفاظ میں لوگوں نے کام کیا،  
 ان میں سے اکثر ترقی یافتہ تھے۔ مرناسا صاحب، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار  
 سے ہزاروں جیسے جیسے کہتے تھے۔ مستند نذر حسین صاحب دہلوی، مولانا  
 احمد شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا  
 محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبد الجبار غزنوی، مولانا شاہ احمد انیسوی،  
 اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ و غفرلہم کے ہاتھوں میں ہمارا حسن ظن  
 یہی ہے کہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و  
 رشتہ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے شخص تھے جن  
 ان کے ہم پایہ ہوں۔ مگر یہ عقائد تھے اور پڑھنے والوں کیلئے تکلیف دہ ہونگے  
 اور قادیانی اخبار اور رسائل ہندوؤں انہیں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے  
 رہیں گے لیکن ہم ان کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی  
 تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ متحدہ  
 ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان  
 میں مصروف ہوا۔ بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہیں انکا  
 یہ حال ہے کہ ایک طرف تو وہ اس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر کٹے والے  
 مائندہانہ رشتہ رکھتے ہیں۔ اور دوسری جانب مشرق کے عظیم قریبی ممالک  
 کے باوجود قادیانی جماعت اس کا خوش میں ہے کہ اس کا مشہور و کلام  
 انہیں ان کے رویہ کا ہوتا (التیہ کال ہد ۲۰۰۰ء اور ۱۹۹۹ء)

یہ کہ اپنی مشہور کتاب ہے اس کا مشہور و میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آٹھ سال کے بعد  
 جماعت احمدیہ کا قدم بہت آگے ہو اور ان دنوں ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پس مولانا شاہ  
 صاحب کی وفات کے قبل مراسم ہوئی لہذا ان کے محض چالیس سال بعد تک زندہ رہنے کو قادیانی  
 کی صداقت اور بھی نمایاں ہوتی ہوئے کاش لوگ غور نہ کر کہ کام میں دلائل کو انکی اللہ تعالیٰ





تھے کہ کیا ہم اس دیوانہ شاعر کی وجہ سے اپنے رتوں کو تنگ کر دیں؟ اشد تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا: **تَنَزَّلَتْ سَاقُوتًا مِّنَ السَّمَاءِ** (کو یہ قرآن مجید شاخِ کلام نہیں، گویا نہ حضرت رسول پاکؐ شاعر ہیں اور نہ ہی قرآن مجید شعر ہے۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو اصطلاحی معنوں میں کوئی جہاں سے جہاں عربی شاعر نہیں کہہ سکتا۔ قرآن پاک میں شعروں کی طرح اوزان اور نگو و قطعہ نہیں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرب لوگوں کی معنوں میں قرآن مجید کو شعرا اور رسول مقبولؐ کو شاعر کہتے تھے؟ امام براہی، مصنف اپنی مشہور کتاب میں لفظ شعر کے لیے لکھتے ہیں: **الْقَوْلُ يُقَالُ شِعْرٌ بِمَعْنَى الْقَوْلِ الْمَقْرُونِ لِلرَّحْبِ** (کہ شعر کا لفظ جھوٹ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے؟ اپنی معنوں میں عرب لوگوں نے صرف ہی شعر و علم کو شاعر کہتے تھے اور اس علوم میں قرآن پاک کو شعر قرار دیتے تھے۔ اشد تعالیٰ نے اس کی تردید فرمادہ: **وَأَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلٍ مُّبَارَكَةٍ وَأَنزَلْنَاهُ فِي الْقُرْآنِ عَرَبِيًّا** (قرآن مجید عربی ہے، بلکہ آپ صادق و صدوق ہیں اور قرآن مجید ذکر اور عقلی قانونِ شریعت ہے۔ آیت کریمہ میں قرآن مجید کے شعر ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے **ذِكْرٌ** قرار دیا گیا ہے نیز اسے **كُتِبَ فِي الْفُتُوحِ** کہا گیا ہے۔ اس تعالٰی سے جہاں سے کہ آیت میں شعر سے مراد کلامِ بیانی اور غلط گونے سے اس کی نفی کی گئی اور یہ بات دوزخ و جہنم کی طرح ثابت ہے کہ کلام کی جھوٹ نہیں ہاں سچ، عزت و کرامت موجود عیسویوں کی طرف شعر یعنی جھوٹ منسوب کرنا خود الزام ہے۔

**الجواب الثاني**۔ علم سلفی میں شریعت اُن مقدمات اور قیامات کو کہتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں مگر ظاہر کے جذبات پر اثر انداز ہو جائیں۔ گویا ایک قوم کا مذاق و طبع حقیقت کو حقیقت ثابت کرنے کا کام شعر و محاسبہ ہے جسکے ذریعہ وہی قوما جذبات سے کہیں کہتے ہیں یا غیبا عظیم مقام اس بات سے پاکہ ہوتے ہیں اہل کلام یا ہذا کلام اس قسم کے انداز سے سرد مہر مبرا ہوتا ہے۔ اس کا کلام ڈاکٹر جوتا ہے۔ ان معنوں میں شعر نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔

مشہور مطلق عالم پرستیہ شریعت لکھتے ہیں۔

”وَمَرْكَبَةُ الْمُسَوِّمِ عَلَى عِلَّةٍ غَلِيظَةٍ وَشَعْرُهُ كُنُكُلَانِ أَنْ يَطْلُقَ وَ  
تُكَلِّمَانِ مِنْ أَنْ يَطْلُقَ وَابْقَعُهُ قُرُونٌ كَأَنَّ مَفِيدًا يَلْحَقُ رِيشَ  
وَالْعَوَارِثِ قُرُونٌ النَّاسُ فِي بَابِ الدَّفْعِ أَوْ دَفْعِ نَجَائِرِ أَوْ دَفْعِ  
بِشْطِ بَيْتِلٍ مِنْهُمْ يَلْعَنُونَنِي وَلَا أَنْ مَدَّ لَدَا عَنِّي هَذَا كَأَنِّي  
ذَوْنُ شَعْرَةٍ بِمَنْزِلِ أَحْسَنِ الْبَاسِ الْكَلْبُ أَكْبَدُ عَنِّي يَلْعَنُونَ بِالْعَوَارِثِ  
الْمُسَوِّمِ كَمَا يَشْهَدُ بِهِمْ قَوْلُهُ تَكَلَّفِي وَمَا عَلَّمْنَا الْبَقْعَ  
وَمَا يَجْتَنِبْنَ لَهَا“ (الْمُنَاسِبَةُ الْكَبِيرُ مِنْ طَرَجِ الْمَطَالِحِ مَكْتَبَةُ)

ترجمہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو مقام اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ کہیں  
غلط بیانی کریں۔ یہ آپ کی شان کے معافی ہے۔ شعر اگرچہ حرام و خواہش  
کے لئے مفید ہے کیونکہ لوگ آگے بڑھنے اور پسپا ہوجانے میں حقیقت کی  
نسبت تمیز کھنڈا وہ تارک ہوتے ہیں مگر ایسے شعروں کا مدار بصورت  
پر ہوتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ بہترین شعروہ ہے جو زیادہ بصورت پر مشتمل  
ہوتا ہے۔ اس شعر صادق نبی کے شایاں نہیں جیسا کہ آیت ”مَا عَلَّمْنَا  
الْبَقْعَ“ گواہی دیتی ہے۔

یعنی آیت ”مَا عَلَّمْنَا“ الیقضو میں شعر کے مروجہ کتب شعر ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت  
مسیح موعود علیہ السلام نے ان سمنوں سے کوئی شعر نہیں کہا۔

شخص العلما خواجہ الطاف حسین حالی نے شعر کے تعلق لکھا ہے۔

”بعض سمنوں آدمیوں سے بڑھ کر کوئی مؤثر اور دلکش تقریر کرنا تھا  
اس کوٹا عوجا نہتے تھے۔ جاہلیت کا قدیم شاعری میں زیادہ تر اسی قسم کے  
برہستہ اور دغا و ہتھکڑے اور شلیں پائی جاتی ہیں جو عرب کی عام ہول جہاں  
سے لوہیت اور امتیاز رکھتے تھے۔ یہی جوہر تھا کہ جب قریش نے قرآن مجید  
کی نواں اور عجیب جگہ کی تھی تو انہوں نے اس کو کلام اہل ذمہ و دینی خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے لگے حالانکہ قرآن شریف میں مذکور کا مطلق التزام



الجواب: معراج کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے۔ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا ہے۔۔

”در حقیقت یہ غیر کشفی تھا جو بیداری سے اللہ پر درشام ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری کا ہے جس میں کائنات نام خواب ہرگز نہیں دیکھتا اور نہ کشف کے لائق وہ جوں ہی سے وہی کو دیکھتا ہوں بلکہ کشف کا بدلہ تو یہ تمام ہے جو در حقیقت بیداری سے یہ حالت نیا ہے۔ صحت اور اہل ہوتی ہے۔“  
(از آلاء اللہ علیٰ سید محمد صالح بن علی)

گویا ہم معراج کو بیداری کا واقعہ دیکھتے ہیں اور اس وقت آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ کافورانی وجود اس لیے کہنے لگیا۔ ہاں کیم خاک! یہی زمین پر رہا۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو اہل حق اور حق کے ایک عقیدہ پر گرا۔ کادہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے۔۔

”محدثوں میں اس اور بہت سے صحابہ کا اتفاق تھا کہ رسول اللہؐ نے معراج میں خدا کو آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت عائشہؓ نہایت عرصہ سے اس کے مخالف تھیں۔ امیر معاویہ کو معراج جہان سے نکال دیا تھا۔ (امیر) اصحاب حضرت شیخ احمد رضاؒ الجواب: معراج میں بیداری سے اپنا ”جمہوریت“ کے لئے زوال اللہ کا سماں لکھا ہے۔ زوال اللہ میں لکھا ہے۔۔

”وَوَيْدَ لَكَ لَبَنٌ بِمَنْ رَأَيْتَ عَنْ عَائِشَةَ وَصَفِيَّةَ أَنَّهُمَا قَالَا رَأَيْنَا مَا كَانَ الْأَمْرُ أَنْ يَرْجِعَ وَكَأَنَّهُ يُعْطَى حَسْبُهُ وَأَنْ يُقْبَلَ مِنَ الْفَتَنِ الْبَشَرِيَّةِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا وَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يُسَلَّمَ لِلْعَزِيزِ بَلَوْنِ أَنْ يُعَالَ كَمَا كَانَ الْأَمْرُ مَعَنَا وَبَيْنَ أَنْ يُعَالَ كَأَنَّهُ يَرْجِعُ وَأَنَّ حَسْبَهُ بَيْنَهُمَا مَرَّتَيْنِ قَطْبِيَّةٌ وَهَائِشَةُ وَصَفِيَّةٌ لَمْ يَكُنْ إِلَّا كَمَا كَانَ عِلْمًا وَأَنَّ مَا قَالَا أَصْبَحَ يَرْجِعُ وَكَأَنَّهُ يُعْطَى حَسْبُهُ وَكَأَنَّهُ بَيْنَ الْأَمْرِ وَبَيْنَ مَا بَيْنَهُمَا أَلَا الشَّيْءُ قَدْ يَكُونُ أَمَّا لَا مَضْرُوبَةَ وَيَسْتَلْزِمُ فِي الْعُضْوِ الْبَشَرِيَّةِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا كَمَا قَدْ خَرَجَ بِمَنْ رَأَى الشَّيْءَ الْأَمْرُ

بِهِ إِلَى ثَلَاثَةِ أَوْ أَكْثَرَ الْأَرْبَعِينَ وَرُؤُسُهُ لَمْ تَنْصَعِدْ وَلَمْ تَنْهَضْ  
وَالْأَسْمَاءُ تَلَاكَ الرُّؤُوسُ بِمَا كَسَبَتْ لَهُ الْوَيْسَالُ وَالْيَدَيْنِ مَا لَوَا حُسْبِيًّا  
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَفَتَّحَا لَهَا بَعْدَهُ فَأَلَتْ خَيْرًا  
يُرْزَقُ مِنْ ذِي بَنِيهِمْ وَحَالِ بَعْدَهُ فَأَلَتْ خَيْرًا مِنْ ذِيهِمْ وَتَطْلُقُ بَعْدَهُ  
وَلَوْ لَا لَمْ يَخْبِرِيكَ أَنَّ الْيَوْمَ كَانَ مَسَامًا وَالْأَسْمَاءُ أَزْوَاجًا  
أَنَّ الرُّؤُوسَ ذَاتُهَا أَشْرَفُ مِنْهَا وَخَيْرٌ مِنْهَا حَقِيقَةً ذَا شَرَفٍ مِنْ وَجْهِ  
مَا كَانَا يَرْضَوْنَهُ السُّكَّارَ قَبْلَهُمَا لَهَا فِي ذَلِكَ كُنْزٌ إِلَيْهَا بِشَدَّةِ  
الْمُحَارَبَةِ فِي مَسَامٍ وَحَالِ الْيَوْمِ سَيِّئًا سَيِّئًا حَقٌّ يَنْتَهِي  
بِهَذَا إِلَى الشَّامِ وَالْأَسْمَاءُ تَلَاكَ بِهَا يَدُ اللَّهِ وَفِيهَا مَسَامٌ  
فِيهَا بِمَا يَسْتَلِمُ لَمْ يَخْبِرِيكَ أَنَّ الْأَكْبَنَ كَانَتْ فِيهَا رُسُلُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ الْأَسْمَاءُ تَلَاكَ بِهَا يَدُ اللَّهِ  
وَعِنْدَ السُّكَّارِ قَبْلَهُ وَفِيهَا كُنْزٌ كُنْزٌ مَا يَكُونُ الْيَوْمَ  
لَهَا كَانَتْ رُسُلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسَامٍ وَفِيهَا  
حَقٌّ بَطْنُهُ وَهُوَ خَيْرٌ لَا يَكُونُ لَهَا بِهَا يَدُ اللَّهِ وَفِيهَا  
السُّكَّارُ سَيِّئًا حَقِيقَةً مِنْ خَيْرٍ مَا يَكُونُ وَفِيهَا لَا يَكُونُ  
رُؤُوسُهُ الشَّامُ وَالْأَسْمَاءُ تَلَاكَ السُّكَّارَ قَبْلَهُمَا لَهَا  
وَالْأَسْمَاءُ تَلَاكَ الْأَسْمَاءُ تَلَاكَ بَعْدَ السُّكَّارِ الْأَسْمَاءُ

(وَمَا كَانَا يَرْضَوْنَهُ السُّكَّارَ قَبْلَهُمَا لَهَا فِي ذَلِكَ كُنْزٌ إِلَيْهَا بِشَدَّةِ

ترجمہ۔ اہل اسلام نورِ خستہ حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ سے عقل کیسے کہہ کہتے تھے  
کہ حضرت اسماءؓ اور رؤوس کے ساتھ ہوا تھا اور حضورؐ کا جسم گرم ہوا تھا اور بکرہؓ  
بکرہ پر موجود تھا حضرت اسماءؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ لیکن چاہیے کہ اسرار  
کے معانی اور باتوں سے ہرے میں فرق کچھ کیا جادے کیونکہ ان دونوں میں بڑا فرق  
ہے حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ نے اسرار کو خوب نہیں کہا ہرے کی بکرہ

کہ وہ آنحضرت کی روح کے ساتھ ہوا تھا۔ ان دونوں فرقوں میں سے کونسا  
 انسانی محسوس صورتوں کی مثال دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ انبی اسماں پر جا کر  
 پہنچا گیا ہوں یا زمینی کے کناروں پر پہنچا گیا ہوں لیکن اس کی روح نہ انسانی  
 لگتی مانتی ہے اور دیکھیں جاتی ہے کہ صرف خواب کا رشتہ وہ مثال پیدا کر دیتا  
 ہے۔ جو ملک آنحضرت کے روح کے قافی ہی ان کے دگرگوں ہی (۱) ایک ایک  
 اسکے روح اور حکم کے ساتھ آتا ہے (۲) اور ہر جہالت کے صرف روح کے ساتھ  
 ماننے ہے۔ مگر ان کے جہالت کا یہ وہاں نہیں کہ سراج خواب ہے ان کا مطلب صرف  
 یہ ہے کہ حضور کی روح کو حقیقتاً اٹھایا گیا تھا اور اُس کے وہی حالات میں اُسے اُٹے تھے جو حکم  
 پھوٹنے کے بعد آتے ہیں اسی حالت میں وہ آسمانوں پر یکے بعد دیگرے چڑھ گئے  
 یہاں تک کہ ساتویں آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے اس کے حضور حکم کیا اور وہ پھر زمینی پر واپس آگئے ہیں۔ اسرار کی رات آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر جہالت اور انتہائی غایت کا وہ ہے کہ وہ خود اللہ کی خواہش  
 پر جہالتانہ ہے کہ وہ حضور کی اسی حالت میں خدائی عبادت اور ظاہر ہوئے۔  
 آپؐ خود تھے آپؐ کا بیٹا بہادر کہ جہالتانہ لگا آپؐ کو وہ محسوس نہ ہوئی یہی حقیقت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تھی یہاں اٹھائی گئی تھی اور یہ واقعہ غیر ممکن کے  
 ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی انسان ایسا نہیں کہ اس کی رات غیر  
 موت آسمان پر ہوا تھی۔ زمین کی دوسری آسمان پر سکون کو چھوڑ دینے کے بعد  
 قرآن کریم میں لیا۔

تقریباً کہ اس طرح اس اعتبار سے ظاہر ہے کہ صاحب کے ایک عظیم انسان گو وہ نے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سراج کریداری کا کشف قرار دیا ہے مگر یہی ہمارا مذہب ہے اس  
 اس اعتبار کے آخری فقرات سے ظاہر ہے کہ جتنے بھی نبی آسمان پر تھے یہی وہ سب جہالتانہ  
 وہاں ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں فوت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ سراج کی رات حضور  
 علیہ السلام کے سراج کو بھی حضورؐ کی رات کے ساتھ دوسرے آسمان پر دیکھا تھا۔

سفر میں لے گیا ہے کہ جن لوگوں میں سے کسی نے اس کی سراج کے حکم کو یہ سمجھا کہ یہ سراج صرف ہے، کیا حضرت عائشہؓ، حضرت سادقؑ اور حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے ساتھ بھی قائل ہیں یا آپؐ کیسے تھے جو انہوں نے ایسا عقیدہ ظاہر کیا؟ ہرگز نہیں! آپؐ یہ استقامت کامل ہے۔ جمالی سراج اللہ کیچ کے قطرہ اور جس آسمان پر زندہ ہے جی کوئی کھڑم نہیں۔ جہاں اگر جمالی سراج ہی کا وہ صرف ایک شب ہے، حضرت کی اخصیت کا دلیل ہے تو پھر سچ کا اتنا وہ ہمہ جہت آسمان پر بیٹھے رہنا کیوں ان کی اخصیت علیؑ کا خیال رکھیں وہ ہو گا۔ اسلام کے یہاں دوست ہر رنگ میں اسلام سے دشمن گرد ہے۔

(۳) **يُذِنُ مَعْنَى فِي قَابِرِي** | منشی محمد مقبول صاحبؒ اپنی تہذیب کی اس روایت کو پیش کر کے حضرت

میں علیؑ کے زمانہ کی زبان کے حضرت علیؑ علیہ السلام کی قبر میں دفن ہونے کا ذکر کیا ہے ہم اس پر اس روایت کے ضمنی تفصیلی نقد و معرکہ نہیں چاہتے صورت کو سچ تسلیم کر سکتے ہوتے صرف انتہائی ضروری ہے کہ اس کے ظاہری معنی ہرگز ہرگز درست نہیں بلکہ نزول یا نزول الیٰ اللہ میں جمعی خاکی بیت آسمان سے اتارنے کا استلزام نہیں۔ نزول کو یہ معنی علیہ السلام کے حضور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قَدْ أَزَلَّ اللَّهُ الْأَنْبِيَاءَ كَرَاهًا مِّنْهُمْ لَا يَشْكُرُونَ آیات اللہ و احادیثیٰ (اگر ہم نے اس نزول کو جو تم پر آیات اللہ کی تائید کرتا ہے نکال دیا ہے؟ آیت میں لفظ نزول بھی یہی ہے وہاں لکھا گیا کہ خاکی کر کے (ایک دم بھی موجود ہے مگر پھر بھی آپؐ کا آسمان سے جمعی خاکی کے ساتھ نمودار نہیں۔ یہی حال ہی صورت۔ لفظ نزول کا یہی معنی صحیح و معنی علیہ السلام کی پشت کو ہی لکھا تھا کہ ان نزول کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ہرگز اپنی مسمویت سے پیشتر نہایت مستحکم ہو کر لکھا تو قرب اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے چاہے جتن کے لئے بھیجتا ہے۔ پس یہی نزول کہا گیا ہے۔ ورنہ جس شخص کی وفات پر قرآن انھیں توضیح اللہ و رحمت ہوتی ہے

کا آسمان سے جسد و صفیٰ کا چھ سنا اور

(اس حدیث کا جملہ یٰ ذُنُوبِیْ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ میں اپنے ظاہری معنی پر مبنی نہیں ہو سکتا۔

وہ حسب ذیل نمایاں لازم آئیں گی۔

۱۔ ائقلم۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم کی قبر کو پاک کر کے سیچ کو دیاں دلی کرنا ہر گز ممانکتہ  
غیر سلطان اس کو ہر اہانت نہیں کر سکتا۔ اگر کہو کہ اگرچہ سنت میں قبر یعنی مقبرہ نہیں ہوتا مفسدہ تو  
روضہ حقیر کو کہتے ہیں لیکن ہم کہہ چاہیں قبر سے مراد مقبرہ دیکھتے ہیں تو یہی کہتا ہوں کہ اس سے  
بھی ہمدایہ دعویٰ ثابت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ بجز مکاری و دست نہیں ہو سکتے۔ اور یہاں پر  
کے معنوں میں مکاری کہہ سکتے ہو تو وہ دوسرا شخص بھی قبر سے روحانی قبر مراد لے سکتا ہے۔

۲۔ اذہر دعوای قبول علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ خَشَاةَ الْقَبْرِ  
اَتَمَّ جَدِّهِ صَلَاتًا۔ میری ہی خصوصیت ہے کہ نقود کے وقت سے پہلے میری قبر کھلی جائے گی۔  
اگر مسیح بھی ساتھ ہوں تو یہ خصوصیت بدل ہو جائے گی۔

۳۔ سور۔ حضرت عائشہ صدیقہ کبریٰ نے فرمایا میں دنیا کو میرے قبر سے ہی زمین چاند گرے  
جی۔ زَايَتْ لَكَ اَيُّ ذَاكَ اَلْكَابِ شَقَطُ فِي الْخَبَرِ فِي الْحَدِيثِ (متفقہ امام علیہ السلام)  
مصرعہ اوردہ تینوں چاند ائقلم حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اس جگہ  
دفن ہو چکے۔ اب اگر حضرت مسیحؑ بھی وہاں دفن ہوں تو حضرت عائشہؓ کی دُعا میں تلامذہ بزرگ  
ابواب اس حدیث کے تقابری محض مراد نہیں ہو سکتے تو انا ہی کے روحانی معنی  
ہوں گے۔ حدودی صورت اس جگہ پر زنی قبر مراد ہوگی۔ کیونکہ ایک روحانی قبر میں ہوتی ہے  
جیسا کہ ترجمہ کی حدیث اَلْقَبْرُ نَدْوَةٌ مِنْ رِيَابِ الْاَشْجَارِ اَوْ خَشْرَةٌ مِنْ شَجَرِ الْفَيْزِ کا  
سے ثابت ہے اور ایسا ہوا بیت ثُمَّ اَمَّا كَيْفَ فَاَقْبِرْنَا (الحسن) کا بھی عربی منشا ہے  
کہ ہر شخص کی قبر اُشدرنا ہے مالا کریمت سے فلک فخر آتش ہو جاتے ہیں وادہ سے علیؑ کو  
کھا جائے ہیں کیا ان کی قبر نہیں؟ غرور ہے۔ اگر ہر ذی قربانی جاسے تو یہ بھی ماننا پڑے گا  
کہ خطاب ہر شخص میں توں سکے ہے۔ الغرض ہر انسان کی اس کے واسطے کہ بعد ایک  
روحانی قبر ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی سیج روحوں کے ہی قبری ساتھ دلی ہوئے کا ذکر فرمائیے  
کاواک کھیں کہ روحی حضرت مسیحؑ ایک نہیں بلکہ ان کا بھی جلتی ہے۔ انہی جہوں کے ساتھ سے  
ایمان حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے۔



عَنْ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ مَرْثَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : «مَا تَقْلَدُ هَذِهِ اَسْمَةً يَا ثَوْبَتُ فَقُلَا  
(الْقَصْدُ ص ۲۰)

کوئی پہنے ہوئی بیوی کے ہاتھ مفرد لکھو نہ ہی قریٰی تھوڑے کے مفرد ہوگا۔  
وایت کے ترک کرنے والے قریٰی مجید کہیں جاتا؟

(۴) کیا نبی کا نام مفرد ہونا لازمی ہے؟  
اعتراف۔ ہر نبی کا نام مفرد ہونا  
اہم ہے کیونکہ مرکب نام دھما سڑھکا؟  
کا نام مرکب ہے یعنی غلام محمد علیؑ آپ نبی نہیں ہو سکتے۔

الجواب۔ نبی کا نام مفرد ہونا چاہیے کہ قانون قرآن مجید کی کسی حدیث میں ہے اور اگر  
کسی حدیث میں نہیں ہے تو اس پر خود ساختہ ہے یا بالفاظ دیگر قرآن مجید پر تقدم ہے۔ سیارہ  
ہوتا ہے جسے خدا یا اس کا رسول بیان کرے، تو صرف حضرت مسیح موعودؑ کی شانیت میں آتا  
ہو اسیارہ ہے۔

مثلاً۔ نبی تو ایک ایک ہی ایسے ہزار ہوتے ہیں آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ان اب  
کے نام مفرد ہی تھے کسی کا نام مرکب نہ تھا۔

مثلاً حضرت اسماعیلؑ کا نام مرکب ہے۔ دراصل صبح ایل و شام ملک الفقیہی۔ یہی  
کے سمجھنے میں اخصائے شیعہ لایا۔ ہماریم نام مرکب ہے جس کے معنی ایک رنگ کا ہوا ہے۔  
ذوالفقار مرزاؒ مرکب ہے۔ دیکھو جب اشر تھالاسے حضرت مریمؑ کا قول فرشتے کی بات  
دی تو ساتھ ہی بتایا اَلْمَرْسِيَّةُ الْوَسِيَّةُ جِنْسِي اَيْنَ تَرْسِيَّةُ (ایں قول) کہ اس کا نام  
چھ قیسیتیں مرتب ہوگا۔ اب یہ نام چار الفاظوں سے مرکب بتلایا ہے۔ اور یہ نام بھی بدلنے  
دکھایا ہے۔ تو کیا آپ لوگوں کے ایں تواسیہ کا معنی حضرت عیسیٰؑ، حضرت  
اسماعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی نبوت کا بھی اظہار کر دیا جائے؟

مثلاً حضرت آدمؑ کی سچ مرعہ کا نام بھی ایک لحاظ سے مفرد ہی ہے۔ کیونکہ قوام کا  
لفظ تو خداؤں کے ناموں میں شریک ہو رہے حضورؑ کا امتیازی نام آدمؑ ہی ہے۔ اہل سنت  
میں آپ کو یا احمدؑ کہہ کر خطاب کیا گیا ہے یہی یہ اعتراف مراد مراد ہے۔



صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کفار و منافقوں نے یہی الزام دیکھا تھا کہ اس کے پاس جادو ہوتا ہے۔  
 قریم سے یہ باپ بیٹے بھائی بھائی اور میاں بیوی کی نگاہوں سے نفرت اٹھاتی کہتا ہے۔  
 (الشکبراء ص ۱۱۱) یہی اعتراض آج غیر احمدی مستند حضرت شیخ موصی  
 علیہ السلام پر کرتے ہیں، پروردگار یہ اعتراض غلط ہے۔

(۶) **حدیث نبوت کے ساتھ چند اہل علم** | **مفسرین ثبانی حضرت مولانا**  
**امام ابن اعظم رحمہ اللہ** حضرت امیر مومنین حضرت مولانا  
 بڑا ملکا ہے کہ کاذب و حیاں کو ہمیشہ ہی چند اہل علم اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

الحواہب۔ اول ذیہ اعتراض بیسہ درجہ ہے جو نادان عیسائی اور ان حضرات  
 مدعی اکبر کی رقابت ہوئی پر کیا کرتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ مفسرین نے اس  
 صورت حال کو کاذبین کی علامت بنا کر قرآن مجید کی آیت اَوْ كَذِبْتَ لَوْ كُنْتَ نَذِيرًا  
 اَنْ يُّشْكَبَ عَلَيْهِمْ كَذِبًا وَيُنْزِلَ اَشْرَارًا مِّنْ لَّمْ يَكُنِ الْاِنْسَانُ لَدُنْكَ  
 قَرِيْنًا کہتے ہیں اہل علم کے ایمان والے اور جاننے والے اس بھی کی صداقت کی دلیل بتاتے ہیں۔  
 پناہی اس میں حضرت جلیل القلم ابن سلام کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا کہ مفسرین نے لکھا  
 ہے لیکن مفسرین ثبانی کی حد و حریت کے باعث اسے دلیل کذب بتلاتا ہے۔  
 فقہر تو اسے جھوٹا گڑھوں قند

(۷) **حضرت کی وفات لاہور میں** | **مفسرین ثبانی نے متعدد مقامات پر لکھا**  
 ہے کہ مرزا صاحب غریب الدین کی حالت میں

لاہور میں حکومت ہونے والے دن وقت دہلی آکر صوفیہ ائمہ پڑھائے۔ (امام مشرک و فاجر)  
 ہم ان کم علم مفسرین کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت شیخ موصی علیہ السلام کی بیشک نبوی اور  
 اہدات کے مطابق حضور کا لاہور میں وصال چنانچہ آپ کی صداقت کی دلیل ہے باقی افراد  
 کے جس بدھیت و گدگی کی ترجمانی اس کی وجہ یہی کامیاب ہے اس سے حضرت چکیا، غرض  
 مولوی ثناء اللہ سندھی بھی ملکا ہے۔

تبہ ناس کا فردی اور جن کے مخالفوں کے حضرات و مخالفین علیہم السلام

سخت سے سخت بدکاریاں لگائیں مگر بعد از انہوں نے کئے رہے۔ (۱۰) (مکمل)

پا ہے۔

وہاں سے آکر کوہِ جنتِ اُمیر کے کیم + عود کی کوئی عورت کی قبر جو کیم پر  
ہاں سا رازِ رازِ راز تو خود اسلام میں خجاست کا علم رکھتا ہے۔

(۸) محمد حسین بٹالوی کی فرسٹ کے لئے تاریخ | مستحقِ شہادت نے

”مستحق“ یہ ہے کہ حقیر الہی بیڑ پر بیٹھتی ہوئی کوئی اور میں اوردن کے  
ساتھیوں کے لئے کوئی تاریخ مستور تھی۔ اسی کتاب میں ان کی کوئی عورت  
الجواب۔ اسی اثر میں بھی مستحق صاحب نے دھوکے سے کام لیا ہے۔ ہم حقیقتاً الہی  
کے اصل علم کے ذیل کہتے ہیں۔ حضرت یحییٰ مودودی نے فرمایا ہے کہ۔

”جو کچھ مولوی نور حسین اوردن کے وقت کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے  
الہام میں ملنے لگی تھی اسی کی نسبت کوئی تاریخ مستور تھی صرف میری دعا میں  
اپنے الفاظ تھے۔ الہامی الفاظ نہ تھے اور صرف میری طرف سے دعا  
کہ اتنی مدت میں ایسا ہو۔ سو خدا تعالیٰ اپنی دی کا پانچواں ہے کہ  
فرمان ہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے، اللہ کی جائے بیٹے اسی کو ٹھوکر رکھے؟“  
(حقیقت الہی ص ۱۷۷)

گویا حضرت نے اپنی دعا میں ان کی ذات کے لئے تین سال کی حد بندی کی تھی لیکن اللہ  
الہام میں ایسا تاریخ کا مستور نہیں اوردن۔ الہام مستور ہر روز ہر لمحہ میں عروج و زوال میں  
ہے۔ اسی طرف گویا دعوت اپنی تین برس کے عرصہ میں مولوی نور حسین کی ذاتیں حضرت کے وقت  
کا ثبوت ہیں بلکہ تا یہاں ہر وقت اسی الہام کے تحت آسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود نہیں، فیض ہے  
پھر اس کو کتبِ باری تعالیٰ سے ملنے کے بعد انہوں نے آؤد کو کہا ہے۔

(۹) کیا نبی ان پڑھ ہوتا ہے؟ | اثرِ اخیر رخسود ہوتا ہے جو کسی استاد سے  
یکہ دیکھے۔ چو کہ مرزا صاحب نے بعض لوگوں سے



نہیں تو کہن ہے؟ (انقاد دوم مملکت میں سوم)

عجل۔ پھر اگر سلطان تعلیم ہی ممالی نبوت ہے تو یہود کی اس تاریخی روایت لکھیا  
براب ہے جہاں لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے ایک استاد سے سبقاً سبقاً قدرت پڑھی  
تھی ۱ نیز قرآن مجید سورۃ النجم ۱۱ میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا قصہ گو ہے حضرت  
موسٰیؑ نے ان سے کہا کہ تم تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کی پیروی کرتا ہوں۔ ھٰلَا  
أَتَيْتُكَ هَلَا أَنْ تَتَوَلَّيْنِي وَتَأْتِيَنِي رُحْدًا۔ چنانچہ وہ ایک موعظ کا اسی  
کلام میں اس قدر پرکار بند ہے۔

ان سب کے بعد کہ حضرت انجیل میں عدم کے ضمن میں ہے۔ یہاں تواریخ میں قید جرم کا  
ذکر ہے۔۔

مَوَدَّةُ الْإِنِّ بِهَا أَهْلُ الْإِيمَانِ مِنْهُمْ وَكُتِبَ الْقَلَامُ وَكُتِبَ  
الْعَرَبِيَّةُ مِنْهُمْ وَأَنْتُمْ مِنْهُمْ وَأَنْتُمْ مِنْهُمْ وَكُتِبَ الْقَلَامُ  
أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُرْقَةَ الْفُرْقَةَ الْفُرْقَةَ الْفُرْقَةَ الْفُرْقَةَ  
(فی المثل)

کہ قید جرم کے کچھ گھر آپ دوزم پر کار ہو گئے۔ حضرت انجیل ان میں  
ہو اور جس نے اور انہوں نے ان سے ہی علی۔ کسی۔ وہ ان لوگوں  
کو بہت مغرب خاطر تھے اسلئے جب وہ بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے  
میں سے ایک لڑکی کا ان سے نکاح کر دیا۔

اس میں صاف ذکر ہے کہ حضرت انجیل نے قید جرم سے علی سیکھی تھی مگر تعلیم  
تعمود مسلم کی بجا واضح تصریح ہے۔ کیا اب حضرت انجیل کی نبوت سے بھی انکار کر دیا  
یہ ایک نئی کہ طریق صالحی قوم ہے + ایک نوپڑے میں ہوں انگریزوں کا لکھ  
(سبح سرمد)

سوال۔ مرزا صاحب نے ان مسلمانوں کو کہ فرمایا۔  
کہ مرزا صاحب کہانے کے بغیر عدم مملکت ہے (مستور)

مرزا صاحب کا سوال

الجواہر اب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو کسی کو کافر نہیں بنایا بلکہ کفر  
 کافر بن گئے وہی کافر اپنی مسلمان بننے والوں کی حالت کے متعلق ہم گزشتہ فصلوں  
 میں ملاحظہ فرم کر چکے ہیں۔ مثلاً۔ "اسمانی کراک" کے دیباچے میں بھی لکھا ہے۔۔  
 "کج دین و مذہب مصائب کے گنہگار ہیں ہے بخشش اسلام پر مہل فرما  
 ہونے کہے۔۔۔ بنیادی امتداد کا مسئلہ متنازع ترقی پر ہے مسئلہ مسیحیت  
 اور کفریتوں کے کیا جگا رہے ہوئے، عیسائیوں و طوائف تہذیب کے علوم پرشے  
 ہیں، حوادث و سوانح مصائب و آلام کے گہرے بنے ہوئے ہیں۔ دنیا ان  
 کے تہہ و برا و نیست و نابود کرنے میں کساحی و کوشاں ہے۔ ان کی مخالفت  
 مسالحت اور خاموشی میں کوئی دقیقہ فرو کرنا مست نہیں کرتی۔ مگر حیکمت  
 پر محبت ہر طرف سے ان پر مصائب کے در ٹوٹ پڑے ہیں۔۔۔۔۔ مصائب و  
 آلام طبعی و بشری گراں (مسلمانوں) کے قلوب سے قرار اور ان کی ہمت و شہادت  
 نہیں ہوتیں۔ کمالی اسلام کا زوال اور دنیوی اسلام کا انقطاع ہو گیا ہے مگر  
 آنکھ نہیں کھولتے، ان کی جہتوں نہیں غرائی اور ان کے تہہ پہنے نہیں جھٹکتے  
 واسطے برتاؤ اس کے برعکس! + کفر و اور مدار پر اسلام +  
 (کوئی آسمانی صلہ)

جب حالات یہ ہیں مگر میں اس اسلام سے عداوت کرتا ہوں تو پھر حضرت پر کیا لازم ہے  
 کتاب نے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے؟ کیا تم حالات پر خود نہیں کہتے "کیا بڑا بظاہر  
 بظاہر کہ ایک صالح کو نہیں چاہتا؟ دنیوی اسلام بے شک مکمل ہے لیکن مسلمان بننے والے  
 اس کو مکمل ضرورت میں پیش نہیں کر رہے۔ ایسے ضرورت ہے کہ لوگ حضرت مسیح موعود  
 علیہ السلام پر جو اس زمانہ میں مذکور قرآن میں ایمان لادیں اور اسلام کی اہل معرفت کو کھانکھان  
 خود کہہ کر اگر کسی ایک نام نہاد مسلمان شخص کہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن حضرت  
 جیسے علیہ السلام کو سچا نہیں مانتا تو کیا تم اس کو حقیقی مسلمان کہو گے؟ قرآن مجید نے حضرت جیسے  
 کو ہی قرار دیا ہے اور قرآن مجید ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہے





ہے۔ اجنبی ظاہر کے لحاظ سے ماننے والے کو مومن کہیں گے اور دیکھنے والے کو ملحد کہیں گے۔  
 کو کافر نہیں بناتا۔ لیکن مثالی کتاب کی چوٹی پہنچنے کے طور سے خواہش و صورت  
 میں اختیار ہو جاتا ہے مگر صورت کسی کو خوبصورت یا بد صورت نہیں بناتا۔ باقی وہ صورت  
 جو ظہور کا سوا ذرا سوا تمام جنت سے قطع رکھتا ہے۔ جب تک اس شخص پر اتمام جنت نہ ہو اس  
 سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اور تمام جنت جو سنے کا بعد موت اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے جو دلوں کے  
 سبب دوزخ جاتا ہے۔ اس لیے ہرگز یہی کہا جا سکتا کہ ہر انکار کرنے والے پر اتمام جنت  
 ہو چکی ہے اور دیکھتے ہیں کہ سزا ہے۔

## مولوی ثناء اللہ ام ترسری کے چند اعتراضات کے جواب

مولوی ثناء اللہ ام ترسری نے اپنے رسالہ تعلیمات قرآنیہ میں جو اعتراضات پیش کیے  
 مطراق سے شائع کئے تھے اور ان میں لا جواب قرار دیا تھا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل  
 سے ان کے رسالہ کا تکتی جواب اپنی کتاب تجلیات و محانیہ میں پانچ حصے کے ساتھ  
 دیا ہے جو مسند میں شائع ہو چکی ہے۔ اب یہی چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کے چند  
 نئے نئے اعتراضات میں جوابات میں جگہ میں اس مسئلہ میں مدعا کر دیتے جاؤں۔ ان اعتراضات  
 کا تکتی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہے۔

(۱) مسیح موعودؑ اور غلبہ اسلام | مولوی ثناء اللہ صاحب نے براہین احمدیہ جلد ۱۲  
 اور پیشہ سرفت مسک کے حوالہ سے دو جہازیں

تقل کی ہیں مگر مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اسلام کو غلبہ دیا جائے گا اور تمام قریں گویا ایک ہی  
 قوم کی طرح ہو جائیں گی۔ ان جہازوں کے بعد آپ کے اعتراضات کے علاوہ صلیبی ہیں۔

• تاہم کیا وہی ہرگز کہ تمام اقوام دنیا میں مسیح موعودؑ کے  
 وقت میں ایک ہی قوم بن گئیں؟ فیصلہ بالعدالت تاہم یہی کہ یہ قیام ہے۔

(تجلیات قرآنیہ ص ۱۲۱)

الجواب فیصلہ بالعدالت یہی ہے مسیح موعودؑ کے زمانہ میں وہی صلیبی ہوتی

مقتدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے مولوی صاحب نے یہی ثابت کیا ہے۔ اب اہل طلب امر یہ ہے کہ مسیح موعود کے وقت کتنا دور مراد ہے اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن کی تحریر پر مولوی صاحب کے اعتراض کی بناء ہے اس کو نظر کیجئے۔ کوئی وقت مفرد کی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے مندرجہ ذیل سوالات جن کو غور سے کرنا چاہئے۔

(۱) "مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک اسی کے دلچپنے واسطے دلچپنے دلوں کے دلچپنے واسطے یا پھر دلچپنے دلوں کے دلچپنے واسطے دنیا میں پائے جائیں گے اور اسی کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ غرض قرونِ ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے۔" (ترقیاتِ انقلابیہ، دوم، ص ۱۱۷)

(۲) "نئی نئی چیزیں کہہ سکتا کہ پہلے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوئی یا میرے بعد میں۔ ہاں یہ خیال کرتا ہوں کہ پوری ترقی دین کی کسی بھی کی حین سیاست میں نہیں ہوئی بلکہ دنیا کا یہ کام تھا کہ انہوں نے ترقی کا کسی قدر نمونہ دکھلایا اور پھر بعد ان کے ترقیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر آشود و الکفر کے لئے مبعوث ہوئے تھے لہذا آپ کی حیات میں احمرین و یہود کی قوم کو کہ اسلام سے کچھ بھی معتد نہ کیا کسی بھی مسلمان نہیں ہوا اور جو امور تھے ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیلا اور مسلمانوں کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو یہ خیال کرتا ہوں کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر بار یہ دکھاتا ہے کہ ہماری ہی قوم کو کہ اسلام سے کچھ بھی معتد نہ کیا کسی بھی مسلمان نہیں ہوا اور جو امور تھے ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیلا اور مسلمانوں کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو یہ خیال کرتا ہوں کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر بار یہ دکھاتا ہے کہ ہماری ہی قوم کو کہ اسلام سے کچھ بھی معتد نہ کیا کسی بھی مسلمان نہیں ہوا اور جو امور تھے ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیلا اور مسلمانوں کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو یہ خیال کرتا ہوں کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔" (ضمیمہ برائے احمق و حقیر، ص ۱۱۷)

(۳) "خدا تعالیٰ قوی کائناتوں کے ساتھ آئی (ذبیحوں) کی تہائی ظاہر کرتا ہے اور میں راستہ ان کو دنیا میں وہ پھیلا ہوا ہے جسے ہی اُس کی تحریر ہی انہوں کے

ہاتھ سے کر دیا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل آپ کے ہاتھ سے نہیں کرنا۔  
بلکہ ایسے وقت میں آپ کو وفات دے جو بظاہر ایک نکاحی اپنے ساتھ  
رکھتا ہے مگر حق کو ہنس اور شے اور وطن کو شہنشاہ کا مرقع دیتا ہے۔ اور  
جب وہ ہنس اور شہنشاہ کی جگہ پر آتا ہے تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا  
دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ خدا سے وہ محتاط  
جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اسے کمال کو پہنچے ہیں۔ (الامین ص ۱۰)

(۲) یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ بھائی صاحب! خدا کا نام نہ لیں  
موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی آپ میں سے عین میں مریم کو آسمان سے  
اُترنے نہ دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو جاتی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور  
ان میں سے بھی کوئی آدمی عین میں مریم کو آسمان سے اُترنا نہیں دیکھے گا۔ اور  
پھر وہ دیکھنا دوسرے کی اور وہ جو مریم کہے کہ آسمان سے اُترتے نہیں  
دیکھے گا۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زنا دھریب کا خبر  
کا بھی گزرا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگیا مگر مریم کا بیٹا عین اب تک  
آسمان سے نہ اُترتا تب مائند یک دھرا اس عقیدہ سے بڑا ہو جائیں گے  
اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی کہ بیٹے کا اعتقاد  
کرنے والے کیا سلطان اور کیا بیانی کلمت نوید اور بدین ہو کر کسی  
جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک  
ہی پیشوا۔ میں تو ایک گریزی کر نے کے لئے آیا ہوں سو میرے  
ہاتھ سے رہ کر رہا اور وہ بڑے گا اور پھوٹے گا اور کوئی نہیں جاس کہ  
روک سکے؟ (ذکرۃ الشہدائین ص ۱۱)

ابن جبار توں سے واضح ہے کہ سیدنا حضرت عیساؑ جو محمد علیہ السلام کے پیغمبر  
نہاں ہیں وحدانیت قومی کا ذکر فرمایا ہے اور غلبہ اسلام کے ظہور کا جو وقت بتایا  
ہے اس کے لئے حضورؑ نے خود ہی تین صدیاں مقرر کی ہیں لہذا اس سے قبل اگر کذب



(۲) اس طرح ایک نئی سوادہ میں جس کی طرف قرآن شریف اور سونوں میں اشارہ  
 تھا وہ بھی نمودار ہو گئی یعنی سوادہ میں جو اونٹوں کے قائم مقام ہو گئی؟  
 (ضمیمہ برائین تبلیغ مکتبہ)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مطلق طور پر یہی اس کا پلہا جو نام دیا گیا ہے۔  
 لہذا مولوی صاحب کا مقصد میں ملک کے مطلق استغناء و حقیقت پیشگوئی کی

حقیقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہدویت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

یہی سمجھتا ہوں کہ عام طور پر غیر اصولیوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ گرجا

کے وقت اونٹ تھیں پھلاؤ اور انگلیں ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ موعود علیہ السلام پر آیات قرآن

تخلیق لکنکے عافی الا سرجین بلیعیناً اور ذبنا منا خلقتک هذا یا یطلا کعبہ عکوان

ہے۔ اونٹ خدا کی ایک مخلوق ہے اور ہر حال ایک کائنات میں ہے۔ حضرت مسیح

علیہ وسلم نے جب کیئرنگ، ایلائی فرمایا تو اس کا مطلب یہی متروک ہونا نہیں تھا۔

چنانچہ اسی لئے حضور علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہی قلنا یسبحن قلینا لرباکرہیں

ترک کی تشریح فرمادی کہ تیز رفتاری میں متروک ہو گا۔ چنانچہ اب دیکھ لو کہ

تیز رفتاری کے لئے اونٹ استعمال نہیں ہوتے بلکہ جہاں تیز رفتاری منظور ہوتی

ہے وہاں یہ مائیکل، موٹر سائیکل، موٹر گاڑی، ریل اور ہوائی جہازوں وغیرہ کی استعمال

کیا جاتا ہے۔ اونٹوں کا استعمال جہاں بھی ہے قریباً باریک اور کھلے رہ گیا ہے

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نمایاں طور پر چھٹی ہو گئی۔ لہذا وہ موعود میں بھی

بکرات موثری اور عیسائی چھٹی ہیں۔ عام طور پر حاجی مومنوں پر سفر کر سکھ ہیں۔ ان جو تار

جو چھکان اور شاہد مسند وغیرہ میں بھی تیز رفتاری کے لئے ریل یا موٹر ہی

مستعمل ہوتی ہے۔ بلکہ ان علاقوں میں اکثر بار بار ریل بھی دیوں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

ان اونٹوں کی نسل کا موجود رہنا اور اس سے بھی بار بار ریل کا کام لینا نہ پیشگوئی کے

خلوت ہے اور نہ ہی اس بنا پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ سوریہ علیہ السلام کا جسے حضور ہندوستان پہنچنے والے پہلے لوگوں کا ہندو بھی  
 چھوہاں سے دیکھنا چاہیے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ دنیا کی مسافت کا جیڑا اور کڑھٹا ہونے کے  
 بغیر یہ ہوتا ہے اور تیز دلت دہری تو دھوٹ بائلی ترک ہو چکے ہیں حتیٰ کہ اب شہرِ بادینہ  
 الشاہر بھی ٹوڑوں کے ذریعے ہی چھوڑا جاتا ہے۔ وفاقِ انعام، فلسطین اور دیگر جگہوں پر  
 میں بھی دہلی اور موڑ کا رواج غالب ہو چکا ہے۔ چنانچہ اگر شہرِ ہندو اور شہرِ صاحب اپنے  
 سفر نامہ پاکستانی مسافر پر یہاں کے ذریعوں لکھتے ہیں۔۔۔

”پھر میں بھی طرفہ باندھ کر آؤں گا۔“ یہ سن کر وہاں کے لوگوں نے ہنسی مانی  
 جو بہت کاٹنے سے سٹل ہو چکی ہوئی ہو رہی ہے کہ جی۔ اب کہاں، اور میں کیا کاٹوں؟ قلعہ اور قلعہ  
 جت سے چلی کر گئی تھیں تھیں کے جو تو خود مرضی نہ تھے۔ اب تو پاکستان میں وہی تھی تو توڑ  
 چلا ہے، اقرب آپ بچ میں گئے کہ اونٹ کی کاروبار تھیں ہر ہائی جہاز میں دیکھنا تھا کہ یہ  
 ہوتا تھا۔ یہ حالت میں جو حق است کے قریب بٹھ رہے تھے وہ خود بخود ہندو اور ہندوستان  
 کیا اب بھی کوئی خداؤں شخص کہہ سکتا ہے کہ شیخ سوریہ کا زمانہ نہیں نکلیا اور اونٹوں سے  
 متعلق انھیں علیٰ شانہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہو رہی نہیں ہے؟

(۱۳) مگر مدینہ کے درمیان میں اور لوگ بھی کی خیانت | اگرچہ مولیٰ صاحب  
 نے اپنی کتاب تعلیمات

میں دعوہ کیا تھا کہ ہم ان (حضرت شیخ سوریہ کے صحابہ) کو۔۔۔ قتل، ان کو جہازوں اور تقریبات  
 اصل صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیے) انہوں نے خاص دعوہ کے بلحاظ  
 اہل تشیع کے ”خصوصی جب تھے! بھتہ اختیار نہیں کیا، چنانچہ یہاں مولیٰ صاحب نے  
 ایجاد مولیٰ کی حجات مدح کی ہے وہاں لکھتے ہیں۔۔۔

”یہاں تک کہ وہ عالم کے بیڑا میں انہیں اور صحابہ کے اپنے پرچوں  
 میں دہلی آئے کہ مدینہ اور مدح کے درمیان جو دہلی تیار ہوئی ہے وہ بھی اس  
 پیشگوئی کا چھوہاں ہے۔“ (تعلیمات ص ۱۷۰)  
 حالانکہ عجلت مولیٰ کی عبارت میں الفاظ ”دہلی تیار ہو رہی ہے“ ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ایڈیٹر این اخبار کا مقولہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نقل کیا ہے اور اس وقت دینی تیار بھی ہو رہی تھی دیکھئے اس کے بعد پر حضرت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔  
 ہاں خدا تعالیٰ نے دلی کے اتوار تک موٹری جاد کی کہی تھی۔ اِنَّهُ لَیْ ذَالِکَ لَعِبْرَةٌ لِّمَن  
 کَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْفَی السَّمِیْعُ وَ هُوَ شَهِیْدٌ۔

(۱۴) مسیح موعود اور مسیح کی جدتیں نقل کرنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ اس میں کون سا  
 وہ کیا ہے۔

”مسیح مسلم میں حدیث ہے کہ مسیح موعود کا کوئی گارہ نہ صاحب اس کو  
 تسلیم کرتے ہیں اور صاحب نے کہا میں کیا سنا کہ مسیح موعود کا گارہ نہ ہے  
 یہاں کہ ان کو خود تسلیم ہے۔“ (حقیقات ص ۱۰)

الجواب۔ حضرت مسیح موعود کی جدتیں بتا رہی ہیں کہ مسیح موعود کا گارہ نہ کشتی  
 واقع تھا۔ چنانچہ آیات صلیح کی جہات نہایت واضح ہے۔ لہذا آدم کا جہت میں بھی  
 طوائف کبیرہ کو روایا بتایا گیا ہے۔ لہذا آدم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود  
 مسلم شریعت اور بتاری شریعت کی حدیث نقل کر کے لکھے ہیں۔

”اس حدیث میں جو توفیق علیہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 کہ میں نے مسیح ابن مریم کو خدا کبر کا طوائف کوئے دیکھا۔ اسی بیان سے یہ  
 لازم آتا ہے کہ مسیح ابن مریم اور مسیح و جمال کا مدعا و مقصد ایک ہی ہوا اور  
 وہ دونوں عظام و استقامت پر چلنے والے ہوں اور اسلام کے سچے تابع ہوں۔ حالانکہ  
 دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ قابل خدائی کا دعویٰ کرے گا۔  
 پھر اس کو خدا کبر کے طوائف سے کیا کام ہے؟ اس کا جواب دینے پر جواب دیا  
 ہے کہ ایسے الفاظ و کلمات کو ظہر پر ملنے کا بڑی غلطی ہے۔ یہ تو درجیت  
 مکاشفات اور خواہشوں کے پرانے ہیں یا نہات ہیں جن کی تعبیر و تفسیر  
 کرنی چاہیے یہاں کہ عام طور پر خواہشوں کی تعبیر کی جاتی ہے۔ سو اس کی تعبیر

یہ ہے کہ طوافِ کعبہ کی گروہوں کے کہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ  
جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے زوال کے وقت میں اشاعتِ دین کے  
کام کے گرد پھریں گے اور اس کا انجام فیہ یروجوا چاروں گے یہاں ہی  
مسیح و حال میں اپنے ظہور کے وقت اپنے ظہورِ اشدی کے کام کے گرد پھریں گے  
اور اس کا انجام فیہ یروجوا چاہے گا: ”وَأَن تَأْتِيَهُمُ الْغُيُوبَةُ“ (طیغی سوم)

اسی اقتباس سے عیاں ہے کہ احادیث میں یہاں کیا موجود کے طوافِ کعبہ کا ذکر ہے  
اس سے مراد اشاعتِ دین ہے۔ حضرت یحییٰ موجود علیہ السلام نے بھی یہی مراد لی ہے۔  
ہذا مولوی خاں شاہ صاحب یا کسی اٹھ کا برگزیدہ جن میں کراں عبادتوں کی بناء پر ظاہری گنا  
ذکر کے کی وجہ سے اعتراض کرے۔ حضرت یحییٰ موجود علیہ السلام کو جو گناہ مسیح موجود کہئے  
مستقم ہے اس کی تشریح آپور ہو چکی ہے اور گناہ اشاعتِ دین ضیعت (جیسے بے اختیار دین  
پر حضرت اگوستین کی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی لکھا ہے)۔

”بمادی واسطے میں یہ کتاب (برآتی صحیح) اس زمانہ میں اور موجود حالت  
کی نظر سے اسی کتاب ہے کہ میں کی نظیر آج تک اسلام میں نہ یافت  
نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اور اس کا خالق (حضرت یحییٰ موجود علیہ السلام) کا نقلی اسلام کی  
مال و معانی و علمی و لسانی و مالی و کالی نصرت میں ایسا ثابت قدم لکھا جس کی  
نظیر پہلے زمانے میں بہت ہی کمی پائی گئی۔“ (اشاعتِ مسند مجدد نمبر ۹)

ہذا مولوی خاں شاہ صاحب کا اعتراض باطل ہے۔

مسیح موجود کے طوافِ کعبہ کی یہ بات کہ وہ طوافِ کعبہ کرے گا خدا کے درمیان ایک  
مشہور اور مستقیم تعبیر ہے۔ لکھا ہے۔

”یہاں ایک اشکال یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہاں کا فرہے اس کو طوافِ کعبہ  
کام انجام دے گا اس کا یہ واسطہ ظاہر ہے کہ ایک روز جو گناہ مسیح گروہوں کے  
پھریں گے وہ اس کے قائم کرنے میں سکے اور وہ اس کے غلطی و فساد کے اور حال  
میں پھریں گے گروہوں کے بقصد غلطی اور فساد ڈالنے کے وہی ہی اس کے افعال



خطیبی: "مختارین شرح مشکوٰۃ ص ۱۰۸ ط ۱۰۸"

نوٹ: ۱۔ یہ مضمون مجلہ مذہبی کتب میں بھی موجود ہے۔ ۲۔ اس کی تفسیر جلد ۱ ص ۱۰۸ ط ۱۰۸ کے مطابق ہے۔ ۳۔ حاشیہ (۲) مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۰۸۔

اس فرض پر افسوس کہ اگر اس فرض کی وجہ سے اسلام نے مسیح کو ملکہ کے طور پر  
مذکورہ کے ہم عصر بنایا تو اس کی تفسیر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ الامکان  
موسیٰ صاحب کے پیش کردہ امت مسلمہ کا اصل جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جس کے شرائط | بعد میں بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس امر کی وضاحت کریں کہ حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکہ کے لئے سے آپ پر کوئی اثر نہیں آیا کیونکہ اس ملکہ کے لئے حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم  
کی فرمائشیں سے ہے جو مخصوص شرائط کے موجودگی میں واجب ہوتے ہیں۔ جیسے مذکور ہے۔  
۱۔ وہ ذات (جاء الذکاۃ) اسلام کے اور کائنات کی سرحدوں سے علیٰ طریقت رسول کو ملنے والی  
عصر و علم نے مگر بھر کچھ ذکر کیا، جیسا کہ فرماتا کہ ملکہ کے پاس کبھی علیٰ حال جبرجہ بھی نہیں  
ہو تا کہ ذکر فرض ہو۔ اسی طرح ملکہ کے لئے بھی شرائط ہیں۔ قرآن مجید نے بھی ان شرائط  
الکثیرہ بیان فرمائی ہیں۔ انصاف علیٰ مشرعیہ و علم نے اس کی تفسیر میں اس کی اور ذکاۃ  
کا ذکر کیا ہے اور بعض بزرگوں نے صحت کو بھی لازمی شرط قرار دیا ہے۔ تفسیر  
ابو سعید ذریا کہتے ہیں کہ انصاف علیٰ مشرعیہ و علم نے صلی اللہ علیہ وسلم کے کو تو یہ لکھا ہے کہ  
اسی لئے بھی شرط ہے۔ ان شرائط کے فقدان کی صورت میں اس فرض نہیں ہوتا۔

سیدنا حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمن و راہ نہ ہونے کی صحت کی ضرورت کے  
بابت نیز ذرا اور اس قدر بھی نہ ہونے کی وجہ سے اس فرض نہ تھا۔ لہذا آپ کا ملکہ کا نام  
اور نام نہیں۔ اس کی طرف سے کلمہ کا حکم اس شخص پر جو کلمہ نہ دیتے کہ کلمہ  
کیا تھا۔

۱۔ یہ شرط تیسری لکھی گئی ہے۔ ۲۔ یہ بھی ہے۔ ۳۔ اس کی تفسیر جلد ۱ ص ۱۰۸ ط ۱۰۸۔ ۴۔ اسی نام اس شرط کو قرار دیا  
ہے۔ اس کے ساتھ کہ تیسری۔ ۵۔ اس کی تفسیر جلد ۱ ص ۱۰۸ ط ۱۰۸۔ ۶۔ اور انصاف

**فراہم** اس پر مقرر نہیں ہے کہ مخالف لوگ وہ حدیث پیش کریں جس کے الفاظ میں یہ ظہور  
 نہیں ہے۔ لیکن ان ترمذیہ پہنچے اور ذخائر دسملہ اور کتبیں کہ اس سے ثابت ہے  
 کہ صحیح موجد و فردی کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قول ترمذی اور حدیثات نہیں  
 تسمیہ ہونے کا یہ (اکمال ترمذی علم ہند) اس کے اس جگہ سے کسی طرح (مقام ہند) کا۔  
 کیا وہ ان شریعت قائم کرے گا؟ وہ ترمذیہ حدیثات پر اس کا ثبوت کا ذکر ہے جس میں انحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ الفاظ اور حدیثیں ہیں کہ وہ کہیں کہے تھے کہ حدیث مسلم شریعت  
 کی دوسری حدیث میں ہے کہ وہ ان الفاظ میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کہ ایک  
 ایک کہے تھے کہ حدیث اور وہ الفاظ پر ترمذی میں حدیث میں اس کو ترمذی اور ترمذی کہے تھے کہ حدیث  
 جاتے ہیں (مشکوٰۃ ترمذی) مسلم ترمذی (کی) کہ اس طرح حدیث ترمذی اور حدیث ترمذی کہ ایک  
 ایک کہے تھے کہ حدیث اور وہ الفاظ کا ایک ترمذی واقعہ ہے کہ اس کے صحیح موجد سے اس حدیث کا  
 کوئی نسخہ نہیں۔ لیکن ترمذی نے وہ الفاظ کہ حدیث میں حدیث کے وہ ترمذی کہے تھے کہ حدیث  
 ترمذی و مشکوٰۃ ترمذی اور ترمذی باحدہ و اونیۃ الترمذی و ترمذی ترمذی ترمذی  
 جامع اس بیان کی تصدیق حضرت ابو موسیٰ کہ اس حدیث سے میں پہنچا ہے میں میں  
 تھا ہے۔۔۔ قَالَ أَبُو مُوسَىٰ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ زَيْدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ  
 ترمذی باحدہ و ترمذی اور ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی  
 الترمذی۔۔۔ میں اور ترمذی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ الفاظ اور حدیث  
 سے ترمذی غلطی پا رہی اور ترمذی کے جو کہ حدیث ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی  
 ترمذی (تسمیہ الترمذی ترمذی)

ملاحظہ ہو کہ اس میں سے ایک صحیح بن مسلم میں ہے کہ وہ الفاظ میں کہ حدیث  
 ترمذی کہے تھے کہ حدیث اور اس کا ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی  
 کہے سے کہ حدیث ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی  
 عام مولیٰ صاحبان ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی  
 ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی

**(۱۵) ذرّیۃ البغایا کا جواب**

دہرے دہرے ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی ترمذی

ملا ہے جس میں اس پر خاص زور دیا ہے کہ سیدنا حضور کی موجود علیہ السلام نے اپنی اس  
کتابوں کے ضمن میں جو حضور کے رسوم کے دفاع میں تحریر فرمائی ہیں اور جن میں انہیں  
کو جو بات دینی میں لکھا ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ يَنْتَبِهُنَّ وَيُحْذَرْنَ عَنِ الْفَوَاحِشِ وَالْأَكْرَبِ  
الْفُحْشَاءِ (آئینہ گاہِ معلوم ص ۳۹) کہ تمام خلقی مسلمان مجھے قبول کریں گے اور میری  
وحی کی تصدیق کریں گے مگر اسے نہ ترک کریں نہ وہ نہ لوگوں کے۔

مولوی شاد صاحب عربی فقہ کا نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

”تجربہ صاف ہے کہ نہایت دلوں کی دائمی نافرمانی اور نہایت عداوت“

(تفسیر ص ۳۹)

الجواب الخ۔ ذریعۃ البغایا کے سننے بکا اور نہ کرکٹ لوگ ہیں۔ اس کا  
فعلی ترجمہ کرنا یہی ہے کہ کسی کی بھائی ایک ملک کے ملک کی ماؤں کو ذریعہ قرہ  
وہی فعلی ہے جبکہ ”ابن اسبیل“ کے سننے کرنا اور نہ کرکٹ لوگ ہیں اور پھر اس سے حصول  
کرنا کہ ہر ”ابن اسبیل“ اپنے آپ کا نہیں بلکہ اپنے کا بیٹا ہے اور وہ لوگ اپنے اپنے  
ہے۔ یہ ذہن کا ایک لحاظ ہے کہ ”ابن اسبیل“ کے معنی مسافر ”ابن اہل قریہ“ کے معنی مکمل  
ابن اہل قریہ کے معنی ”ابن اہل ذریعۃ البغایا“ کے معنی کرکٹ لوگ ہیں۔ چنانچہ اہل قریہ کے لفظ  
سے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو ”افسوس کے بچو“ اور ”اپنے آپ ایسی  
سے ہو“ کہا ہے۔ یہی حقیقت ہے کہ مولوی صاحب نے لفظ ”ذریعۃ البغایا“ کے ترجمہ  
یہ ہے کہ ”کہہ کہہ“ نہایت دلوں کی دائمی نافرمانی ہے۔ اصل میں ”بغایا“  
کا لفظ ”بغی“ سے بنا ہے کہ کہہ کہہ۔

”ماہر کم وقت ابو شاد وقت امور و قیود و غیرہ کی نافرمانی کرکٹ لوگ اور نہ کرکٹ لوگ“

مولوی شاد صاحب اس کی کثرت بڑھانے پر یہ لکھ چکے ہیں کہ ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“  
مکمل ترجمہ کرکٹ لوگ ہیں کہ ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“  
”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“  
”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“ کے معنی ”ابن اسبیل“

الجواب ہے۔ مرنے والوں کے لئے سے ذریعہ آہستہ آہستہ کے ایک نئے نئے عوالمات کا قتل  
 بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے: اَنَا مُقْتَلٌ مُقْتَلٌ وَمَقْتُولٌ مُقْتَلٌ (میں مارا گیا اور  
 مارنے والا اور مارا جانے والا کے نئے عوالمات میں سے ہیں۔) (معارف جہاں) حضرت اقدس نے ذریعہ جہلیا  
 کے بعد انھوں نے کہتم اللہ عن قلوبہم فہم لا یفہموا (ان کے عوالم میں ان عوالم کی  
 تشریح بھی فرمادی ہے۔

الجواب ہے۔ حضرت کج سوجو علیہ السلام کے اس کلام کے مخالفین میں کئی طرح کی  
 بی جہانی شراکت اور نہایت ہی عرصے سے چلے گئے تھے۔ اور اس عبادت میں استغناء و استقلال  
 ہے۔ لیکن ذریعہ جہلیا کے خلاف کلام کے تحت افراد نہیں بلکہ مطلب جماعت میں ہے کہ خدا کے  
 فرمانبردار بندے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان جو لوگ سرکش ہیں وہ مخالفت ہیں۔ خود وہ عیسائی  
 ہوں یا کدو ہوں وہ اس کے نام مسلمان۔ استغناء و استقلال کی مثال عام کتب میں بخارہ القورۃ  
 والا و سائر بیان کی جاتی ہے۔

الجواب ہے۔ فقروا کل منہ یقبلن ویصدقن و عوقد الا فتویۃ البغلیا  
 مستقبل بعید کے متعلق ایک پیشگوئی ہے۔ لیکن قرون کاٹ (ذکر آیتا میں کی چلیں  
 کے اندر سب لوگ داخلی اسلام پر مائل ہو جائیں گے اور بعض گندہ علیہ لوگوں کے کتب پڑھتوں  
 میں حضرت نے اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سب قومیں ایک ہی درجہ اسلام  
 پر ہو جائیں گی سو سترے ان گندے لوگوں کے پھر پڑے اور چاندی کی طرح رہ جائیں گے۔  
 گویا اس عبادت میں آئندہ زمانہ اتر قیامت کا ذکر کیا گیا ہے نیز کہ موجود مصلحتوں  
 کو نہ لے کر فرمایا ہے۔ بلکہ اس بیان کی تشریح حضرت کج سوجو علیہ السلام کے  
 سند جہلی ذل و قرون سے بھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔

(قلت) اس مختصر فقرہ (یا اذکر) میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ سب لوگوں  
 کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور میری  
 ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی۔ (برائے حق) (میرے حق میں ملک)  
 (عبد) ہر ایک جو سید ہو گا وہ حق سے محبت کرے گا اور میری طرف کھینچا جائیگا  
 (برائے حق) (میرے حق میں ملک)



قرآن مجید میں مفسرین اس فقہ اور مجہود وغیرہ کے لئے سب ذیل احادیث کی تکرار ہے۔

(۱) القیومۃ - بخیر (مکتوبہ) + (۲) الخلاء فی السورۃ (مکتوبہ) + (۳) السورۃ

گھڑے (الدری) + (۴) شوالہ ویتہ - سورۃ النکاح + (۵) شوالہ ویتہ

نہج - جہتہ (مکتوبہ) + (۶) جہتہ - ذیل (العلم فی) + (۷) جہتہ

نکرتہ (العلم فی) + (۸) مکتوبہ - جہتہ (العلم فی) + (۹) مکتوبہ - جہتہ

سے روکنے کے (العلم فی) + (۱۰) معتبر - جہتہ (العلم فی) + (۱۱) معتبر

فاسق و فاجر (العلم فی) + (۱۲) عتق - سرکش (العلم فی) + (۱۳) زنجیر - ولولہ

(العلم فی) + (۱۴) غش - کپاک (توبہ) + (۱۵) وحش - گندہ (توبہ) + (۱۶)

شوالہ ویتہ - سب مخلوق سے بدتر (الہیت) +

ہم احادیث فقہین کا فرق ہے کہ ان میں نازل شدہ احادیث کو قرآن مجید کی احادیث

مستند کہیں۔ اور سوچیں کہ حضرت شیخ مولانا علیہ السلام کا بعض روایں احادیث مستند کہیں

قابل اعتراض ہو سکتے ہیں؟

اعتراف - مولانا شامی

(۱۶) "بد ذات فرقہ مولویوں کا جواب"

لیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا صاحب

"اپنے حکمرانوں اور اسامہ چھوٹے اور بڑے سب کو مخاطب کر کے فرماتے

ہیں۔ اے بد ذات فرقہ مولویوں! اسے یہودی شخصیت مولوی! (مکتوبہ مولانا)

اس اعتراض کا مولانا جواب کہ یہ بظاہر ہے۔ نیز مولانا فرماتے ہیں کہ جواب میں بھی یہودی کا

جواب ملے چکا ہے۔ سب کچھ حیرت و حیرت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شیخ

مکتوبہ کے یہودی مولانا

فرمودہ فرماتے۔ اگلے مولانا

الجواب الاقل -

شیخ نامہ مصری اور شیخ محمدی میں عجیب ملت

ان کے مکتوبہ کی تکرار

"اسے دیکھو کہ فقہ اور فریسیہ قوم پر انہوں نے کتنی سیدھی چوری چوری

کی مانند جو برادر ہستے خوبصورت دکھائی دیتی تھی مگر اندرون میں کئی لمبوں  
اور بڑی لمبائی کی نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ (فتح ۳۳۴)

اور جب حضرت سید محمدؑ کے وقت کے علاوہ خود بھی صورت نبویؐ ملنا ہیضہ طبع  
میں تھے اور وہ انشاء اللہ کے صاحبزادے تھے لہذا آپؑ نے حضرت سید محمدؑ کے  
طریق پر ان علاوہ خود سے کہا کہ :-

”میں بدوقت فرماؤں اور ان تم کب تک میں کو چھپاؤں گے؟ کب وہ وقت  
آئے گا کہ تم پروردگار خلعت کو چھوڑو گے۔ اسے ظالم مولوی اتم پر انصوبی  
کو کہہ دے جس نے ایمانی کا پیڑ پیادہ ہی حرام کا نام کر لیا۔ چاہے وہ کس نام پر  
ہو مگر خدا خود سے آپؑ کا یہ خطاب تو سید محمدؑ سے ملے گا کہ جب سے وہ اس حدیث سے

**الجواب الثانی** مولوی شاد صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ :-

”یہ سچ ہے کہ مرزا کے مخالفوں نے بھی مرزا صاحب کے حق میں  
محنت و محنت و الفاظ لکھے۔ مگر ان کا ایسا لکھنا مرزا صاحب کے  
لکھنے کو جائز نہیں کر سکتا۔ دیکھئے کہ مرزا صاحب نہایت شعلہ صلیبی کو اسے  
تھے اور لوگوں کا یہ حیثیت نہیں۔ بیمار کی پرہیز طیب کرے تو طیب  
نہیں۔“ (تعلیقات ص ۱۱۱)

یہی جگہ میں مشہور ضرب المثل ”الْكَلْبُ قَدْ قَدْ يَنْقُذُ“ کا تفسیر کے لئے مولوی صاحب  
نے ان الفاظ میں واقعات کے علاوہ سے کچھ شہادت لیا کی ہے۔ لیکن الحزبان کر لیا ہے  
کہ محنت و محنت و الفاظ لکھنے میں حضرت سید محمدؑ علیہ السلام کے مخالفوں نے اجتہاد کیا  
حضرتؑ نے جو میں بعض محنت و الفاظ استعمال فرما سکے ہیں۔

ان مولوی صاحب کے تفسیر کہ مرزا صاحب کا ایسا کہنا جائز نہ تھا کیوں کہ وہ طیب تھے  
اور لوگ بیمار۔ حالانکہ یہ مثال ہماری تائید کرتی ہے کہ یہ طیب کا جس طرح سے یہ فرما کر  
کہ مرزا صاحب و مرزاؑ کے خلاف کرے دیکھئے یہی اس کا یہ فرض ہے کہ مرزا صاحب و مرزاؑ

یہی کہے۔ مگر کوئی مریض خطرناک مرض میں مبتلا ہو اور پھر ناصح طبیب کی بات پر کان دھرنے کی بجائے اس کے گائیڈ دے اور دہر پر ہیزی میں بڑھ جاسکے تو طبیب کا فرض ہے کہ اس کو دہر پر ہیزی کے آنے والے خطرات سے نکلنے الفاظ میں آگاہ کر دے۔  
 ہیں اگر حضرت سید مودود علیہ السلام نے ایسا کیا تو اس میں قاطبی اعتراض کوئی بات ہے؟  
 یہی عرض خطا ہے کہ مودود باوجود الفاظ سب ظاہر کے لئے ہوا۔

### الجواب الثالث

کیونکہ حضرت سید مودود علیہ السلام نے خود قرآن فرمایا ہے۔  
 (الغفر) ایسے لوگ جو مولوی کہتے ہیں انصار دین کے دشمن اور یہودیوں کے  
 قدموں پر چل رہے ہیں مگر ہمارا یہ قول کلی نہیں ہے۔ راستباز ظہار  
 اس سے باہر ہیں۔ مومن خاتون مولویوں کی نسبت پر نکاح کیا ہے؟  
 (مشہور اور سرکش)

(مبہ) کہیں گلاؤں میں آگیا دھیم بنی یا آشواہیہ حضرت ۱۶  
 بخیر عارایہ کلام شرعی ظاہر کے متعلق ہے، نیک ظاہر متعلق نہیں؟ (اقتدای شنبہ)  
 اصل بات یہ ہے کہ یہ الفاظ اس گروہ کے ہیں جن کے تعلق حضرت مجددؑ  
 قرآن فرماتے ہیں کہ۔

”ظہار کے کہ باہر مبتلا اندوہ بہت ہے ایسی دنیا گرفتار اندوہ ظہار و دنیا میں  
 ایشان از ظہار و شور و شر و مردم و لغو و درج و حال کہ از ایشان غرض احتساب  
 دین پیدا اند و بہتری عاقلان سے انکار اند و عجبوں انہم حق شہاؤ الا  
 انہم ہم الکاذبون استحوذ علیہم الشیطان طغی۔ عزیزیت  
 شیطان لعین راوی کہ تاریخ فحشہ است و از تضلیل و الخ و غا طریج  
 سالک۔ آنروز آفرین سید لعین گفت کہ ظہار و شور و دین وقت درین کا  
 باہر مدحیم کردی۔ ورا ازین ہم تاریخ ساختند۔ واکہ درین زمانہ ہر سنی  
 و خلافت ہدایتہ کہ وہاں شرعیہ واقع شدہ است و ہر فرقہ کے کہ در توحید  
 وقت و دین ظاہر گشتہ است۔ ہمہ از شومنی ظہار و شور



است : (مکتوبات عام ردّی علیہ ردّی مسئلہ کتبہ مشک)

پھر جن علماء کے تعلق خود اخبار احمدیہ سے ہوتا ہے۔

”مشکوٰۃ“ میں حضرت علیؑ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر مغرب ایسا نمان آئے گا کہ اس کا نام نہ جانے گا اور قرآن کا رسم خط۔ اس وقت کے مولوی آسمان کے تلے بدترین مخلوق ہوں گے۔ سدا قرآن و سدا ہنسی کہ جو سے ہو گا یہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کل وہی زمانہ آگیا ہے :

(۱۵) ردّی علی مسئلہ مشک کالم ادلی

ہمارا۔ یعنی ہے کہ جن تصریحات کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھائی انکار ہو گا  
مصرحاً کہ موجود حیات کا ایسے مولویوں کو ”جو ذات قرآن و سدا ہنسی“ ضروری اور کتب  
صلوات کی پابندی تھی۔

(۱۶) خزانہ الفقہاء کا جواب : مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

”مرزا صاحب اپنے مخالفوں پر تامل کی گنجائش نہیں دیتے

یہ ہے

وَأَنَّ الْيَوْمَ نَخْتَارُ خَيْرَ الْأَعْلَاءِ

وَلِنَسْأَلَهُمْ مِنْ ذُنُوبِهِمْ الْأَعْظَمَ

یہ ہے نماز کے جگہوں کے طور پر اور ان کی عورتیں بھی بڑھ کر ہیں :

(تعلیمات مرزا علی)

یہ الفاظ ان اعداد و رسوم مسافرین حق اور فخر پر دوزخ کے تھیں  
الجواب : مرزا جنہوں نے اپنی بد چلتیوں سے اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کیا تھا۔

نہایت اور گندہ مدلی ان کا شیوہ ہو گیا۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید میں نکتہ  
كَشَلِي الْعُظْلَبِ (اور ص ۴۲) كَشَلِي الْاِنْشَارِ (۱۵) جَعَلِي وَلَهُمُ الْقِسْرَةَ

وَالْمُتَكَاثِرِينَ (ماتہ) کہہ کر گئی، اگرچہ اسنو اور ہندو قرار دیا ہے۔ مسیحی مصری کے الفاظ  
 ہیں ایسے لوگوں کے حق میں اور بچہ بھی۔ ایسی یہ الفاظ برائے اور عداوت اور عداوت اور  
 حق کی خاطر نہیں نہ ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (وَالَّذِينَ كَفَرُوا  
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ إِنَّ قُلُوبَهُمْ مُنْجِلَاتٌ لِّذُنُوبِهِمْ فَبِمَا كَفَرُوا كُفِّرُوا  
 عَنْهُمْ كَسْرٌ الْقَبْرِيَّةِ (سورۃ البقرہ) جو لوگ کافر یا مشرک ہیں یا ایلی کا بت ہیں  
 کہ لوگ میں رہیں گے اور یہ سب مخلوقات سے (جن میں اسنو اور ہندو اور گتے بھی شامل  
 ہیں) بدتر ہیں؟ یہ الفاظ حقیقتاً کافر یا مشرک کے لوگوں کی روحانی بُری حالت کا بیان ہے۔  
 اس کے متبادر میں دشمنی حق کو۔ غنا و فراخ و عداوت اور دنیا و مافیہا کے لیے کی اہم  
 تفسیر ہے۔ لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

بہیں تجب ہے کہ صوفیوں نے ان الفاظ کو جو شخص خاص بدذات و عداوت کے لئے بولی ہو چکے  
 تھے اپنے اور یہ سپاہ کرنے کی خواہش اور دشمنی کہتے ہیں اور عوام کو اشتغال سے بے  
 یاری و عداوت کے کہتے ہیں کہ ایک ہی قوم و امت کو دشمنی کہتے ہیں۔ ہم اس بزرگ جناب پر یہ حق  
 صاحب کا ایک عداوت اور خود کو کہتے ہیں۔ خود مولیٰ شاد و شاد صاحب نے یہ صاحب کا  
 اور شادی کے صوفی اپنے اخبار و بصیرت میں نقل کیا ہے۔ یہ صاحب نے کہا ہے کہ۔

”بعض لوگوں سے جو بھا جاتا ہے کہ تم کو کون ذریعہ ہو تو یہاں ذریعہ ہیں  
 بتاتے کہتے ہیں کہ تم غریب ہیں۔ میرے صراحتاً اس کے کہ کہیں میں تو غریب

ہوں۔“ (الحدیث اور الکتب ص ۱۷۷)

مولیٰ شاد و شاد

(۱۸) هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيِّ كَاتِبِ

کے خدامۃ القرآن کا عبارت

میں یہ حدیث خذْ أَمْرُكَ اللَّهُ الْمَهْدِيُّ كَاتِبِ كَاتِبِ كَاتِبِ كَاتِبِ كَاتِبِ  
 ”یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اتنا بڑا سزا دہکائیں تو ہم شکوک و شبہات سے

یہ حدیث ابو نعیم تفسیر التفسیر میں موجود ہے۔ لیکن اس حدیث پر بھی شک ہے۔  
 الجواب  
 اس حدیث کے ”هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ“ والی روایت ہے۔

”كَذَّابًا كَثِيرًا ۖ سَيُجَنَّبُهَا النَّاسُ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا حَلَّدُوا حُلُومَهُمْ شَاءَ صَلَاحُهُمْ وَشَاءَ عَصِيانُهُمْ ۖ يَوْمَ تَبْيَضُّ بُيُوتٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَتُظْلَمُ لُجُومُهُمْ ۖ وَيَوْمَ تَنقَضُ الْوَعْدُ ۖ وَالَّذِينَ أَدَّاهُم مَّا وَعَدْنَاهُمْ ۖ وَنَحْنُ فَاعِلُونَ ۚ“

ترجمہ۔ اسی کو سید علی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اسی کا سند بھی اردو دایۃ علیہ۔ امام  
عالم نے اسی کو استسک میں بیان کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط  
کے مطابق بھی صحیح ہے۔ ”(حاشیہ ابن ماجہ و صریح ج ۱ ص ۱۲۱)  
پس یہ حدیث نہایت مستبرک و نایبہ حضرت ائمہ کے ہوں کہ کتب قرآنیہ خط ہے۔

**الجواب** حضرت شیخ سید علی ہمدانی رحمہ اللہ نے اسی حدیث پر فرمایا ہے۔

(اللہ) ”وَالَّذِينَ آمَنُوا حَلَّدُوا حُلُومَهُمْ شَاءَ صَلَاحُهُمْ وَشَاءَ عَصِيانُهُمْ ۖ يَوْمَ تَبْيَضُّ بُيُوتٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَتُظْلَمُ لُجُومُهُمْ ۖ وَيَوْمَ تَنقَضُ الْوَعْدُ ۖ وَالَّذِينَ أَدَّاهُمْ مَّا وَعَدْنَاهُمْ ۖ وَنَحْنُ فَاعِلُونَ ۚ“

یعنی امام بخاری و امام مسلم نے ہمدانی کہ بہت کئی حدیث اپنے صحیح میں ذکر فرمائی ہیں  
”ابن ماجہ“ میں کہ ہمدانی کی خبریں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث  
حدیث نے ان کو بھی لیا۔ ”(الآلہ و امام ص ۱۲۱ ص ۱۲۱)  
ابن ماجہ و ابی داؤد سے لے کر ہمدانی کے صحیح و صحیح مسلم کے نزدیک ہمدانی کا  
کوئی روایت بخاری میں موجود نہیں ہے۔ شہادۃ ائمہ کی حدیث میں بخاری کے علاوہ  
بہت سے کتب ہیں۔ اسی کتب قرآنیہ خط ہے۔ بخاری و ابی داؤد میں ہے۔  
انبارہ بخاری میں لکھا ہے۔

”فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اسی کے آدمی کچھ نہیں  
میں بشر ہوں بشر تھا ہے۔ یہی بھی بخاری و ابی داؤد میں ہے۔  
فرمایا کہ میں آدمی ہوں۔ بعض دفعہ غسل جناب سے بخاری و ابی داؤد میں۔





کا انکار کیا ہے۔ میں نے حضرت حضرت زہراؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ سب کچھ ہے۔

(۲۱) نبی پر دوسری زبان میں الہام | سوال: نبی پر الہام موت الکی فی زبان  
میں ہوتا یا نہیں؟ فرمایا: تمنا آؤ تمنا کہ میں سنوں۔

الہامی زبان قرآن و احادیث میں الہام ہے۔ نبی نے کوئی بھی چیز نہیں فرمائی کہ اس کی زبان کے ساتھ  
الہامی زبان ایک قوم کی طرف بہت دور ہے۔ الہامی قوم کی ایک ہی زبان  
ہو تب تو سوال پیدا ہوتا ہے مگر یہ کوئی بھی زبان قوم کے لئے نہیں

ہو تو اس کو اس کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ نبی نے کوئی شے نہیں فرمائی کہ اس کی زبان کے  
ساتھ الہامی زبان ہے۔ اس کی زبان کے ساتھ الہامی زبان ہے۔

الجواب | بیان کر کے معلوم ہوا کہ نبی کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کو اپنی خاص قوم کی زبان  
میں الہامی زبان سے الہام ملتا ہے۔ تاہم الہامی زبان کے ساتھ الہامی زبان کے ساتھ

الجواب | قرآن مجید فرماتا ہے: وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَأَنبَأْنَاهُ الْبَشَرِ  
میں ہے؟ اس کے معنی میں ان کو یہ خبر دی کہ زبان کس کے لئے نازل ہوئی۔

فرمایا: اس کے نزدیک یہ ثابت ہوئی کہ وہ سب انسانوں کی زبانیں کو الہامی زبان  
الہامی زبان میں کو یہ خبر دی کہ زبان کس کے لئے نازل ہوئی۔

یہ سب کچھ ہے۔ الہامی زبان کے ساتھ الہامی زبان کے ساتھ

(۲۲) آپ لوگ سچ مٹھائے کے فقہاء کو صحابہ کہیں کہتے ہیں؟  
الجواب | قرآن مجید نے سورۃ الاحزاب میں فرمایا: وَتِلْكَ الْأَمْثَلُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَأَنبَأْنَاهُ الْبَشَرِ

اور آپ ان کی تعلیم فرمائی کہ وہ صحابہ کی ایک قسم ہیں۔ اور ان کی تعلیم فرمائی کہ وہ  
وَسَيُكْفِّرُ عَنْهُمْ سُوْعُهُمْ وَأَلَا تَصِفُوهُمْ فَأُولَٰئِكَ خَالِدِينَ فِيهَا

یہ سب کچھ ہے۔ الہامی زبان کے ساتھ الہامی زبان کے ساتھ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ يُدْعَوْنَ بِهَا  
 کہ اس بات کے آخری حصے ایک قوم ہوگی جنہیں سدا بہ کا سوا ہر دلوں میں  
 وہ اسرا معروف اور جنہیں انکار کریں گے اور فتوں والوں کا مقابلہ کریں گے  
 (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰)

یہ ایک عظیم الشان روحانی جماعت ہے، اس لیے کہ یہ سدا بہ کے دنگ میں دنگیں اور سدا بہ کے  
 مستحق ہیں۔

**الجواب** | محکم کی دعوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسے دیکھ کر  
 کہنے پر مجبور نہ تھے، لیکن اللہ کا حفظ استعمال فرماتا ہے وہاں پر آپ نے اس  
 صحیح اور عمدہ کے عقائد کے لئے چار مرتبہ خط صحابہ استعمال فرمایا ہے (۱) خط (۲) خط (۳) خط  
 پس ہم قرآن مجید اور حدیث نبویہ کی اتباع میں حضرت شیخ سرور علیہ السلام کے اہل خانہ  
 والوں کو صلہ کہتے ہیں رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی۔

## (۲۳) حکومت برطانیہ اور جماعتِ صاحبزادے

ان انیس کی طرف سے اس کے لئے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جماعتِ صاحبزادے نے انگریزوں کو فرسٹ  
 سٹیج پر بلوایا تھا، مگر یہ جانتے ہیں کہ اس جماعت کو انگریزوں نے قائم کیا ہے اور ان کے ہائی  
 کورٹ کی حکومت نے لکھا کیا تھا۔

مقامِ حیرت ہے کہ یہ اعتراض جتنا خوبصورت ہے، جتنا ہیاد ہے، اتنی ہی اسے بے پروا کر دیتا  
 جاتا ہے اور ہم کے جذبات کو اُجھڑنے کا زور دینا یا جانا ہے، لیکن ہم اس پر ہذا غصہ انگیز کرتے ہیں۔

**انگریزوں کے پہلے کے حالات** | اس بات پر اعتراضات لا سکتے ہیں۔

(۱) انگریزوں کی عدالتوں کے عدالتِ غریب کا جہیز ہے، یہ تھا کہ ان عدالتوں کی عدالتوں کو  
 جس طرح قتل کیا گیا ان کے کانوں، دھن، تانہ کو لے گئے۔ عدالتوں کے عدالتوں کی گناہ اور جرم  
 سب کو لے گئے۔ (۲) انگریزوں کی عدالتوں کے عدالتوں کو لے گئے۔





اور جہاد سے نہ گئے تھے چنانچہ ان کے گھسٹے لٹا دیے اور قتل کیے۔ ہم گھسٹے  
 نہ کھانے اور ہم نہیں جانتے بلکہ ان کی کشتی زیادہ بڑی ہے تو اس کو نہ روک سکتے تھے۔  
 (سوانح احمدی قتلہ سرحد، احمدیہ صحیفہ ص ۱۰۰)

حضرت سید خلیل نے اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

۱۵۵۔ ایک قتلہ اور کلمہ علیہ السلام  
 ان کی جہاد کے خلاف حضرت سید خلیل نے ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

(۱) مولوی قاسم علی نے لکھا کہ۔

حضرت سید خلیل نے اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

(۲) حضرت سید خلیل نے اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

(۳) حضرت سید خلیل نے اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

۱۵۶۔ ایک قتلہ اور کلمہ علیہ السلام  
 ان کی جہاد کے خلاف حضرت سید خلیل نے ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

ہم نے ایسا ہی کیا اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

حضرت سید خلیل نے اور حضرت ابو سرور اور سید کریم کے خلاف ایسا ہی کیا اور  
 حضرت سید خلیل کے قتل کی خبر پر لکھ دیا کہ خدا کا حکم ہے۔

کہ یہ کھٹ مٹ کر یا حضرت تیرا عہد سب سے پہلے کہ خباہت کے زہن چا و مال بھرا کر بیٹھنے لگا کہ  
 حق و جہد و جدائی جب اگر زور لے چاہے کھڑی ہو سکتی ہے شامی کو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی  
 حق سب سے پہلے نہ ہوا اور ظالم سب سے پہلے نہ ہوا اور یہ کہنے کا اعلان کر لیا۔ اُن دنوں ہندوستان اور پنجاب  
 میں یہودیوں کا زور تھا اور ان کے خلاف میں نے کثرت میں مسابقت کر دی اور شروع ہو گیا اور سارا ملک میں  
 یہودی حکومت کے خلاف ہندو دیوں کے ملک کی وجہ سے کافروں کی حالت تباہی و بربادی تھی۔

مشرق و شمال میں حضرت مرزا صاحب کو کافی وجہ تھی کہ کج سوچ و دھندلا سمجھ بھلا سمجھ  
 فرمایا اور آپ نے ہاتھوں میں سب زبانی بیان فرماتے۔

اولیٰ: یہاں کہ فتح ہوگئی اور اسلام کھٹے پھر میں تھکا ہوا و زخمی کا وہی ایسا جو پہلے وقت  
 میں ایسا کہ ہے۔ (ان کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک)

دوسرے نے سلاخوں کو تم چنے دل سے خداوند تعالیٰ اور اسی کے مقدس رسول علیہ السلام پر کیا  
 دیکھتے ہو اور نصرت اپنی کے منتظر ہو تو یقیناً کھو کر نصرت کا وقت آگیا۔ (ان کا دھمکی)  
 صورت بہتر ہوئی جس کی نصرت سے لایا نہ ہو گا تو کسی دھمکی و جال کرنا کہ اس وقت ہوا  
 (ان کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک)

چہ آواز ہو (اپنی) میں آواز کی جیسے ہی کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک  
 پنہون کی طرح کے ڈالنے اور زخمی کے کھٹے میں آگیا ہو۔ (ان کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعوتِ اسلام | حضورؐ کی دعوتِ اسلام نے ہندوستان  
 میں بڑا زور لیا ہے۔ یہاں ہندوؤں کے دھمکے اور زور کے دھمکے کو اس کی جگہ  
 کے طور پر ہندوؤں کا ہندو حضرت مسیحؑ کی دعوتِ اسلام نے ہندوؤں کے دھمکے اور زور کے دھمکے کو اس کی جگہ  
 "کبھی ہندوؤں کے خدا کو نہ ہو گا کہ اس کی دعوتِ اسلام نے ہندوؤں کے دھمکے اور زور کے دھمکے کو اس کی جگہ

انتہا بھی ہے۔ (ان کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک)  
 آئیے ہندوستان و شرقی سے بھی دعا کہ ہے تھے یا تو یہی یزید کا کٹو سٹیک و ہم کہ کھٹ  
 جب بھی وہی مسلمانوں کا صلیب کے نشانے کا دھمکے کا دھمکے (ان کا آسمان ملبورہ سواری و طاقی حلقہ و سٹاک)  
 میں یہی دعوت تھی۔ آپ نے کھٹو کو کھٹو کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے لکھا۔

تک کہ تو کہہ دو اس ملک خدا کی ممانعت ہی جا میں کا ذکر کی شاید اس وقت تک  
..... ہے زمین کا ملک اس کو قبول کرنا تو چاہئے اس لئے اس میں ہر جہت سے آزادی کا حکم

## انگریزی حکومت کے متعلق علماء و علماء کے فتویٰ

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بنالی ڈیویٹ اہل حدیث نے لکھا :-

(افت) مسلمان علماء کو اپنی گورنمنٹ سے خود راہیں مذہب پروردگار کے طریق پر چلنا  
اس کے ان وجوہ میں وہ آزادی کے ساتھ شعا ربیہ کی اما کرتی ہو سکتا یا اس  
سے لڑنے والوں کے یہاں وہ اس سے ممانعت کرنا جائز نہیں۔ بنا اعلیٰ اولیٰ  
اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و ممانعت  
حرام ہے۔ (افتادہ مسند جلد اول ص ۱۱۱)

(ب) بھائی: اب بیعت کا وقت نہیں رہا۔ اب تو بھائی کے بیعت قلم ہی سے کام  
لینا ضروری ہو گیا ہے۔ (افتادہ مسند جلد اول ص ۱۱۱)

(۲) مولوی محمد عالم صاحب بدوی لکھتے ہیں :-

"ہندوستان کو برصغیر میں..... کے سرکار مولوی محمد حسین صاحب بنالی  
..... نے سرکار انگریزی کی ممانعت کو جب قرار دیا..... جہاں کا مسلمان پر ایک بار  
"الاقتصادی مسائل البھارت" فارسی زبان میں تصنیف فرموا تھا "وہ مملکت زبانوں  
یہ اس کے ترجمے میں شائع کر کے تھے۔ سترہ روپے داروں کا بیان ہے کہ ان کے ساتھ  
میں سکوا انگریزی سے اپنی جاگیر میں لیا تھا۔" ان کے ہندوستان کی اس ہی کو کہہ سکتا  
(۳) مولوی محمد امجد علی صاحب کشمیری نے کہا کہ :-

مشرقی جماعت میں علامہ محمد اسد خان صاحب بدوی نے بھی ہدایت سے  
کہہ کہ ان کی انگریزی کی ممانعت کو قرار دیا ہے۔ لکھا ہے کہ "ہندوستان میں ہندوستان  
اسی طریق پر چلتے ہیں۔"

اسی دلی نے حوادث کے حوالہ سے فرمایا کہ انگریزوں کے حوالہ سے لکھا ہے :-





ایکے ہر طرح لوگوں کو ہر ایک مذہب کے اصول اور دعائی پر کھنکھنے اور لہو پر  
خود کو کھنے کا سوچ ہی گیا ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں  
اور اپنی تقریر و مدنی گورنٹ، انگلش کے اسلوب کا ذکر کرتے ہیں؟

(دوستدار جانشینا)

حضرت سید محمد علی اسلم نے مذہبی کاغذ سے قیام، اشکار اسلام کی حقانیت ثابت  
اور حقیقت ثابت ہو کر، عزم، کثرت اور دیگر غذا آپ بھلا کا ابطال اس ملک سے فرمایا کرتی  
مسلمانوں کے دل پر باغ و بانا ہو گئے اور جماعت احمدیہ کی کوئی نہ تھی۔

**مولویوں کی حاسدانہ بھڑائی و تحریروں** | حضرت سید محمد علی اسلم کی کامیابی سے  
اس کی حالت دیگر ہو گئی، اس کا ہر عالم

آفتاب ہو گیا ایسے انہوں نے فتویٰ تحفہ کے حکام کے خلاف، کینڈیز میں خیر اور عافیت۔  
گورنٹ کو بھڑکا تا شریعت کو دیا۔ یہاں تک کہ یہی آتش مدخل تھے، مقامی گریہ و طراں بھی  
احمدیہ تحریک کے داخل تھے۔ حضرت سید محمد علی اسلم کی تحریروں میں کئی بار لکھی ہوئی تھیں۔ ان کی  
انجمن کے دفتر فرسٹ کا خط فرمایا ہے۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب ڈالوی نے لکھا۔

”گورنٹ کو اس کا اعتبار کہ صاحب نہیں اور اس سے بڑھ کر جتنا  
مزدور ہے وہ اس مہدی کا دیوانی سے اس قدر نقصان پہنچے گا  
احتمال ہے کہ مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا۔“

(اشتراک سہ ماہیہ، ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء)

(۲) مفتی محمد شفیع نے کتب خجانت قرآنی میں حضرت سید محمد علی اسلم کے حلقی لکھا۔

”ایسے ہی دیگر کلمات قرآنیہ اپنے پیروں کا شہرہ مشہور گورنٹ  
سے جنگ کرنے کے لئے مستعد کرنا چاہتا ہے۔“ (خجانت قرآنی)

سید محمد علی اسلم پر یہی مشعل (۱۹۰۷ء)

**حضرت سید محمد علی اسلم کا واضح موقف** | حضرت سید محمد علی اسلم کا موقف واضح تھا کہ ہم

مسلماً غیر مسلم غلاموں سے تیرہ سو روپیہ پانچ سو روپے لگا کر سچ سو روپے کے آٹھ پانچ سو روپے کے  
جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے چوروں کے بعد تلواریں کوئی چلا نہیں۔ ہماری طرف سے  
ان اور ملک کی کامیابی کا سفیر جھنڈا بنو گیا ہے۔ (ختم ہوا ہے)

بہت کر دیا اور ملک کی شرافت گیری کے وغیرہ کے لئے انگریزی حکومت پر اپنے  
موقع کی وضاحت کرنی چاہی اور مشکوک اور اگر ہٹا۔ یوں ہی یہ صورت حال تھی جو حضرت  
سیح نامی کو چور کی ملک کی وجہ سے دہلی حکومت کے ساتھ پیش آئی جو ہرگز تاج  
اعزازی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ساتھ تھی۔

**ہمارا چیلنج** | علامہ اور سلطان زکریا نے انگریزی حکومت کی تعریف و حکومت  
کرنے پر ہار گئی اور انہوں نے انکو حضرت سچ موعودؑ کے حق میں  
کی سچ تعلیم کی اشاعت کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ کوئی جاسٹس کے آپ نے یہ جانتا ہے۔  
انہوں نے حکومت سے کوئی فائدہ اٹھایا ہوا ہرگز نہیں۔ یہی غیر احمدیوں کا اعتراف ہے۔  
کیا اس غیر احمدی ملک کے قتلوں کے بعد انگریزوں کو قادیان کے ایک لاکھ جنس کو کھانا  
کھانے کی ضرورت تھی اور وہ بھی ان علاقوں کے ساتھ جن کا ذکر نہیں ہو چکا ہے۔ کیا انگریز  
کا سر اٹھایا کر اپنا نام نہاد بنا سکتے تھے؟ چاہیے کہ ان افسانوں اور حیرت انگیز جوش  
پر وہ پگھلا کر تڑک کر دیں۔

# فصل دوازدهم

## احدیت اور اس کے عفتائید

۱۔ قوم کے لوگو! ادھر کاؤ کر نکلا آفتاب  
وادی خلعت میں کیا بیٹھے ہو تم بیل و نہاد

اسلام و احدیت میں ذمہ اور کامل یقین کا نام ہے جو انسان کا سہاگے مقصود ہے۔ وہ یقین جس میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے اس کے سخی خیالات اور ناپاک جذبات کو جسم کو کے اس کو کائناتی اور روحانی وجود آتش تپا ہے۔ خود بخود اس کو حیرت و حیرت کتب کائناتی اور کتب ربانی، قیامت، مشرور و نشر اور سب ایمانیات کے لئے کا نام احدیت ہے۔ گویا آج احدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ مسلمان بننے والے اسلام کے مغز سے بے پردہ تھے۔ عالم و ایم دست و گریباں ہو رہے تھے۔ اور وحشی پرستی میں پہنک گئے۔ اسلام ان کا ذہن بدل دیا تھا۔ مگر دل ایمانی سے خالی تھے۔ وہ اسلام کے وجود پر تھے مگر اسلام کو ان کے نام سے نہ ماننے۔ بعض لوگ اس کا اعلان بکارت تھے مگر کورائیت سے خالی تھے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں :-

وہ گئی درگم اذان شایر علی ذریعہ :۔ وہ گئی طغیہ تخلیق غزالی ذریعہ  
اس تمام سکون حالت کا موجب یہ تھا کہ اس کے عین مذہب ہو چکے تھے اور وہ خود بخود  
کی تو سب سے داخل ہو رہی تھی سب سے بڑے اور بڑے ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خلعت سے بے خبر تھے۔ انہوں نے نصاریٰ کی ابتداء میں حضرت مسیح علیہ السلام



کے متعلق غلط سے کام لیا اور اسی کو جو "مُشَوَّلٌ" یعنی "مُشَوَّلٌ" تھا "تھا" نسبت کر دیا۔  
 یقین کر لیا تھا ان کے نزدیک خُجّی اکرم علیہ السلام کے خدام میں سے کوئی ایسا قابلِ د  
 ہو سکتا تھا جو اسی قوم کی بڑی رہبر سے۔ لگ جہاں نیابت میں فرق تھے کہ انہیں صدی کے  
 سر پر جتنی صدی پر ہوا ہم بھی اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تہذیب میں سے تھے۔  
 ہونے اور اپنے لئے جس طور پر مسیحی حکمت کو قائم کیا۔ اگرچہ دوسرے عقول سے جدا تھا  
 نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی اور ان کی کوئی اختلافت نہیں تھی۔ ایک حقیقت ہے  
 کہ ان افعال کا سرچشمہ جو بصیرت ہونی چاہیئے وہ ان میں نہیں ہے اور خدا کے نوا  
 مجربات سے ہم میں پیدا کی ہے۔ ایسا ہی ان افعال کے نتیجہ میں جو روحانیت موعود  
 اور اللہ تعالیٰ سے شریعت مکملہ روحانی طبع حاصل ہونا چاہیئے وہ بھی آج امریت کا  
 ہی ظہر اس کے استوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہم ان مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک  
 بہت ہی قلیل استعداد میں نظر آتے ہیں مگر دنیا میں جس موعود و موعود سے مسیحی فتوحات کے لئے کوئی  
 ہی موعود، وقت، وطن اور زبان کی قراری سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ ایک اختیاری  
 نشان ہے جس کا پہلے دیکھا ہے کہ، حضرات کو کہہ ہیں۔ اس نکتہ کے علاوہ جملہ عقیدہ  
 ہمارے ان عقائد میں ان سے اختلاف ہے۔ (۱) حضرت مسیح کو کہہ، آخری آسمان  
 پر زندہ ہونے میں۔ ہم آیت قرآنیہ و احادیث میں اس کو جملہ نبیہ کی طرف  
 قوت شدہ یقین کرتے ہیں۔ (۲) خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 بعد قریشی و غیر قریشی نبوت جب ہے اور امت کے لگ اس امت سے کچھ بھی نہ ہو سکتا۔  
 ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاں قریشی نبوت بند ہے وہاں کوئی نہیں آسکتا جو آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم کے فیضان سے پہرہ و درہ ہو گا ایسے ہی آسکتے ہیں جو شریعت اسلام کے تحت  
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے یہ اختتام پانے والے ہیں کہ ایسے دنیا کا  
 ۱۲ اسلام کی نشان کو بند کرنے کا موجب ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 حضور کا ایجاد ہو سکتا ہے۔ گو یہ ہمارے نزدیک موعود ہوتی ہی آسکتا ہے۔ (۳) دیکھتے ہیں  
 کہ آسمان کا موعود آفتابِ ثانیہ کا موعود ہے۔ ہم بہت آسمان کے آسمان کا موعود و موعود مسیح

ہوں گے۔ ہمارے یقین ہے کہ آسمان پر موجود اچھا اور برا سب سے بڑا حضرت مرزا غلام احمد صاحب  
 کے وجود پر جو دینی ظاہر ہو گیا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کچھ کو قبول کریں۔  
 ان پر سرسماں پر اختصار سے اصولی مافی حد تک ذیل میں نیز غافلین کے اعتراضات  
 کے جوابات بھی شامل ہیں۔

## مبحث اول۔ وفات مسیح

اسلام کی زندگی مسیح تاحری کی موت میں ہے | موجودہ مسلمانوں کا خیال  
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو  
 حضرت کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور کبھی باطل و بد مذہب میں آپ ہی دوبارہ کثرت  
 فکر تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوں گے۔ ہمارا یہ خیال کہ وہ جس سے یہ لوگ حضرت کی سچ سچ  
 علیہ السلام سے برگشتہ ہیں۔

آج کے قریباً دو ہزار برس پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ہمارے یہاں ہزار  
 کیا اور کیا کہیں ایسا کہ آسمان سے آکر تضرع دیا ہے۔ گوئی یہ ہے کہ یہودی الہیہ  
 کتاب مسیحین کا میں صحت لکھا ہے۔

”اور ایسا بلاشبہ ہو گا آسمان پر چلا رہا“

اور پھر آگے لکھا ہے کہ وہ دوبارہ آکر ہوں ذکر فرمایا ہے۔

”و یجوز ان وہ کے نزدیک اور ہر جگہ ان کے آنے سے پیشتر ہی ایسا

نہی کو کہا جسے پاس میںوں گا“

مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا کہ۔

”و یجوز ان وہ آئے وہ ہر جگہ ہے جس کے ٹھکانے کا میںوں دینی سے“ (آج)

گو حضرت مسیح کے نزدیک اس کی کائنات و حضرت کا آسمان پہنچا اور پھر ان کی ایک اصول  
 اور عقیدہ کثرت اللہ کام ہے کیا کہ رب السموات والارض من نے آدم اور اس کی ذریعہ کثرت  
 انزل سے لیا وہ ہے رَبُّهَا تَحْتَوْنَ وَ رَبُّهَا تَحْتَوْنَ وَ رَبُّهَا تَحْتَوْنَ (سورہ فتح)

کہ ان کا سفر اور ٹھکانا زندگی اور موت پر محدود ہے۔ ان کو بھی یہی ہے۔ یہی اسے جانچو !  
کیونکہ ان کے یہ کہنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو کمال کا بتا رہے ہیں کہ جو وہ کہہ رہے ہیں  
اب خود ہی دوبارہ حاکمی کے ساتھ آسمان سے اتر آئے۔ کیا یہ خود آپ کے پہلے فیصلہ  
کے برخلاف آپ کا اپنا عمل (دوبارہ آمد) پیش نہ کر دیں گے ؟

ہمارے نزدیک اگر کوئی یہی یا اسلئے زندہ رکھا جاتا تو یہ کیا باعتبار اپنے ذاتی مفاد  
کے اور کیا بلحاظ اپنے کارہائے نمایاں کے عزت اور عزت پہلے کے سید و آقا حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

بُنِیَا اُرْکَے پَیْنْدَہ بُدْہے + جو اقصا سم تھوڑوہ لہوے

ہم انچہ خدا سے پاک نے میں فرمایا۔ وَ مَا بَعَثْنَا اِلَیْکَ مِنْ قَبْلَکَ الْمُرْسَلِ  
وقتِ اُنھیں اُنھیں زندہ (ایجاد) اسے رسول : تو سے پہلے کوئی اب تک زندہ ایک  
حالت پر قائم نہ تھے والا انھیں رہا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ زندہ ہوئے مگر میں اور تو ان کو  
نہیں کہیں کہ رسول : حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ جوئی کوئی ہوتے ہیں یہی کہتے  
ہیں کہ سیدہ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو عین سترہ میں ان کے بچے حنون میں مگر سچ نامی  
ہوئے آسمان پڑی۔ یَا قَلْبُجِبْ سے

طیوت کی جہے میں زندہ ہو آسمان پر + حنون میں میں شاہ جہاں ہمارا  
تو ہمیں کوئی یہی ایسا نہیں گویا جس پر صاحب اور مخلوقات نہ آسکے ہوں حضرت ہمارے  
کو دشمنوں نے آگ میں ڈالا اور حضرت جبرائیل کو کوئی برائی نہ تھی خدا کی تائید کو نظر میں  
رہا پڑا۔ حضرت مولانا کو شک و دہرہ پڑا۔ پھر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر  
کے تصور سے تلک اگر یہ داخلی حالت چھوڑ دے اور آپ خدا کی عبادت میں نہ لے جائے پر ہر  
ہوئے۔ آپ کبھی انھوں تک چھوڑا نہ ہوئے اور ان کے مقام پر ہم کو کشتی لگے۔  
اور آپ کا سر جہان خون آلود اور سخت خمیدہ ہو گئے۔ خون کوئی کی بھی اس سعادت سے  
محروم نہ رہا کہ اپنے محبوب کے نام پر سکھایا جائے لیکن اللہ تعالیٰ انھیں کو آسمان پر نہ لے گیا  
بلکہ زمین پر ہی رکھ کر ان کو کائنات کا نشانہ بنے۔ یہاں تک ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے



بحسب قولے میری قوی (اثر و قوت) کوئی نہ تو ہی مخلوق تھا جسوقت میں اپنے اسی جواب  
 میں یہاں عقیدہ تخلیق کے بعد میں میں بیٹنے سے عالمی کا اقرار کرتے ہیں۔ وہاں پر وہ  
 اسی امر کی بھی پر زور شہادت دیتے ہیں کہ میری زندگی میں یہ گروہ کی عقیدہ پیدا نہیں ہوا تھا  
 بلکہ میری قوی کے بعد یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اب اگر حضرت عیسیٰؑ زعمہ ہیں اور وہ اگر لوگوں  
 کو براہِ سلطان بنائیں گے اور عیسویوں کو شکستہ اور نصاریٰ کو تہیج کریں گے تو کیا یہ قیامت  
 کا بعض اظہار میں جواب دیکھو (نمودہ اند) بھوت (میں) گے، ہرگز نہیں کیونکہ بھوت اور  
 ضابطہ و قہر یہاں ایک ہی تو کیا ایک دوسری کی شان سے بھی پیدا ہے۔ پس یہ عقاید کے  
 حضرت جیلے اس وقت ذمہ نہیں۔ یہاں لفظ میں لکھ دیا ہے اور وہ ہرگز نہیں لکھیں گے  
 کیونکہ وہ بارہ اسے پر جب وہ عیسائیوں کو لگا رہا ہے، تو بعد سے خوف تخلیق برقام  
 دیکھیں گے تو پھر کچھ نکرت، اسوقت کے جنود پر لکھیں گے کہ جے علم نہیں، پھر حضرت عیسیٰؑ  
 عقیدہ تخلیق کا زیادہ اپنی قوتی کے بعد بتاتی ہے اور اسی وقت بلکہ حضرت جیلے کو دیکھا  
 کے بعد بعد ہی نصاریٰ نے یہ عقیدہ گھڑ لیا۔ اسی لئے قرآن پاک نے فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الْيَهُودُ  
 كَاكَرُوا لَكُمْ اِنَّهُمْ قَدْ كَفَرُوا (مائدہ ۲۰) کہ نصاریٰ جو تخلیق کے قائل ہیں وہ خدا کے  
 مخلوق ہیں، لہذا کھوت یہاں کہ فرولی قرآن کے وقت یہ یہاں حضرت عیسیٰؑ کا کفر ہو چکا تھا مگر یہ  
 سوال یہ کہ قوی کے کیا معنی ہیں، تو یہ وہ ہے کہ قرآن کریم بعد از حدیث مدنی ظہر و نہر یہی چاہا  
 کہیں یہ لفظ اپنی اس نوعیت میں استعمال ہوا ہے وہاں پر صرف بعض روایات کے نسخہ میں در  
 بعض رسم کے پہلے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مَشَرُّوْا تَبِيْكَتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَعَالَى  
 بَاب مَا جَعَلَ اللهُ مِنْ عَصِيَّةٍ (کہ قوی کے معنی نوبت ہیں)۔ پھر حضرت کی کتاب میں لکھا ہے  
 اَلتَّوْبَةُ اَلْقَبْلُ مِنْ اَلْعَوَاثِ اَلتَّوْبَةُ تَنْ مَّاءَ تَبِيْكَتُ تَابِعًا لِأَنَّهُ اَوَّلُ تَابِعَاتٍ  
 لَا يَتَوَلَّى نَفْسُهُ كَا تَعْبُوْا فِيْ حَقِّ اللهِ تَعَالَى اَللّٰهُ حَقٌّ مِنْ حَقِّهِمْ اَللّٰهُ تَابِعًا  
 حَقٌّ لِّلْعَوَاثِ (تائبات اور عبادت) کہ قوی کا معنی وہ ہے کہ توبہ فعل مجہول استعمال  
 ہوتا ہے اور انسان قوی کہ قوی کا فعل مشدود کوئی فرشتہ ہو کہ ہے کیونکہ کوئی انسان اپنے قوی  
 نہیں کیا کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ قوی کرنے والا ہے اور اس کی توفیق ہوتا ہے۔ خاص مذکور۔

آیت کے حصول تو آنحضرتؐ نے بھی فیصد فرمایا لیکن ہر حال تو فی بعض قبض روح ہے ۔  
 قیامت کے دن آنحضرتؐ آپؐ نے بعض صحابہ کو دوزخ کی طرف اشارہ کیا کہ کہیں لگے کہ تو  
 میرے صحابہ ہی تو جو اب سے لگا کر تجھے کیا معلوم کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا کیا کیا کیا  
 میں مَآ تَزُولُ کُنَا قَالَ اَفَتَبَدَّ الشَّامُ وَ کُنْتُمْ تَحْکُمُونَ مَکَیْنَةً مَّا ءُتُوْا مَکَیْنَتِمْ  
 لَکُمْ ءُتُوْا فَاَنْتُمْ کُنْتُمْ اَفْتًا الرَّحْمٰنُ یَبْخُلُوْنَ لَکُمْ (مکہ مکرمہ، تاریخ مدینہ منورہ)  
 کہ تم بھی ایسی ہی تھی توئی کا اترو کہوں گا میں میں ہی صورت میں لگے کیا ہے ۔ گو کہ حضرت  
 عیسیٰؑ کی توئی بھی کریمؑ کی توئی کے ہم سننے سے اور موت ہے ۔ یہی صورت عیسیٰؑ کی  
 توئی کے سینے میں موت ہوئی ۔ اپنا ثابت ہوا کہ کب فوت ہو گئے ہیں اور قرآن مجید  
 آپؐ کی وفات پر شاہد ہے ۔

ہوتا ہے اس کو قرآن میں سریر ۔ اس کے برابر سے کہوتا ہے خبر  
 آج قریباً پانچ سو برس ہوئے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ موعودؑ نے توئی کے حصول میں سب ذیل  
 اشتہار سے دلگاہ ہے کہ ۔

”اگر کوئی شخص قرآن کریم سے ایک سو سو روپے وصول کر لے اور اسے  
 سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قرآن و جدید عرب سے کسی شے سے پیش کرے  
 کہ اسے بجز توئی کا حفظ خدا تعالیٰ کا فضل ہوئے کی حالت میں مجھ سے وصول  
 کا نسبت استحقاق کو کیا ہو ۔ بجز قبض روح اور وفات فیض کے کسی  
 اور صحن پر بھی اطلاق دیا گیا ہے یعنی قبض روح کے حصول پر بھی حصول ہو ہے  
 تو فی شریعت کی قسم کھا کر قرآن صحیح شریف کو کتابوں کے ایسے شخص کو دینا  
 کوئی سہ طریقت کا فروخت کر کے بیچ کر آئندہ میرے نقد و مال کا سود آئندہ  
 اس کی کفایت میرے مال اور ذرا کن دالی کا اثر نہ کرے گا “

(الذکر آدم ص ۱۱۱)

مگر کسی نے آج کب کوئی سو روپے دیکھا ۔ یہ سچ بیٹھ کر کہتا ہے ۔ اگر کسی نے بتا ہے  
 ہے وہ بیچنے والے کے داند میں بیچے ، قریباً پانچ سو روپے کے کسی نے نقد نہیں کونہ دیکھا

قرآن کی ایک تفسیر ہی دکھلا دے یہاں پر قرآن مجید اور قرآن قبلی دونوں کے معنی کے بغیر کسی اور معنی یعنی ہم نسبت اٹھانے کے معنوں ہی احتمال ہوا ہو۔

پس اسے بھائیو! حضرت شیخ کو فہم کرنے کے لئے اس معنی پر ضرور مصلحت ملے۔

وفاقی شیخ اور قرآن مجید کا نااطاق فیصلہ | اشراف علی کو حبيب معلوم تھا کہ قرآن

مذکورہ کے معنی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ سیدہ اوسم کی وفات کا اقرا تو کچھ بعد ہی کریں گے لیکن حضرت شیخ کی موت کے قائل کو اگرچہ وہی قرآن ہی ملے، لیکن وہی نے قرآن پاک میں اس وفات سے حضرت شیخ کی موت کا اعلان کیا ہے تاہم وہی سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہی کی وفات کا ذکر اس رنگ میں نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ انہیں کا اعتقاد ہے کہ حضرت شیخ زعمہ، مجسود، انصاری، اسماعیل پر تشریت دیتے ہیں اور وہی کسی نامعلوم وقت پہاڑیوں پر تشریف لائے جس پر انشاؤ آئینل کے طوائف انصاریہ میں نزول فرما ہوں گے۔ اس خیال کی بنیاد کہاں تک قرآن مجید پر ہے؟ اس کے لئے ہم جیسے دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص قرآن مجید سے حضرت شیخ کے لئے زعمہ، مجسود، انصاری، یا حکم، ذکم، اسماعیل کا لفظ ہی دکھلا دے لیکن وہ

اس خیال است و حال است و حال

حضرت شیخ مجسود بنیاد کی طرح اس دہائی سے جہل ہے اور قرآن پاک ان کی وفات پر شاہد ہے حضرت شیخ کی عمر تیس تیس تھی۔ (۱) انسانوں میں سے ایک انسان (۲) عربوں میں سے ایک عرب (۳) دنیا کے معنوی خداؤں میں سے ایک خدا۔ قرآن کریم نے ہر حیثیت سے آپ کی موت کا عام اعلان کر دیا ہے۔

پہلی حیثیت اور وفات شیخ | (۱) اشراف علی نے تمام انسانوں کے لئے وفات پائی

اور لفظاً انھو مٹوئے (۲) موت (۳) کو تم گزراؤ میں زعمہ، مجسود، اسماعیل، یا حکم کے اس سے پھر اٹھائے جاؤ گے۔ یعنی رحلت زندگی موت اور سفر میں تم ہی خاک گزراؤ میں دھو گے۔ اور وہی جگر فرمایا انھو مٹوئے الا زعمی یفنا تا آخرا تا آخرا تا آخرا (۴) اور وہی کہہ دے کہ ہم نے تم







آپ سجدہ الحرام میں ہی تھے؟ بلکہ خود قرآن کریم میں بھی اس کو ایک روایاً قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا: مَا يَخْلُقُكَ اللَّهُ يَا أَلَيْقُ أَتُرِيدُ أَنْ لَا يَخْلُقَكَ إِلَّا بِمَنْ هُوَ مُرِيدُكَ؟  
 اگر سوچا ایک اللہ ہی کائنات کا خالق ہے تو سوچو کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے وہ کون ہے؟  
 عیسائی: یا حضرت مسیح علیہ السلام کائنات کا خالق ہے۔

## تیسری حیثیت اور حالت مسیح

مخلوق فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِي يَذْكُرُكَ مِنْ مَعْلُومٍ ائْتِلُوكَ بِخَلْقِكَ شَيْئًا وَهُوَ يَخْلُقُكَ؟ اَللَّهُ اَكْبَرُ اَخِيَارًا وَمَا يَخْلُقُكَ اَيُّهَا الَّذِي يَخْلُقُكَ؟ (انور علی)  
 کہ میں کو لوگ اللہ کے سوا سجدہ کرنے کے پکارتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں پیدا نہیں کیا، بلکہ خود پیدا شدہ ہوں۔ وہ فوت شدہ ہیں، زندہ نہیں۔ اعدا نہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کب  
 اُن کے ہاتھ لگے؟ اب بھلا بتائیے کہ اس طرح اللہ کی موجودگی میں اس کوئی شخص پیدا ہو  
 مسیح پر ٹھہر رہے تو کیا وہ لٹھاری کا درد گارن ہوگا؟

ہر عیسائی میں رازِ متعالیٰ خود بخود آتا + دلیری کا چرچہ گندہ پستاد الہی حقیقت  
 گو یہ خودی نہیں تھا کہ جس قدر اُصولی کہہ رہا  
 حضرت مسیح کا نام لیکر اُن کی وفات

نے قرآن مجید میں سورۃ الحج کا نام لیکر بھی اس کی وفات کا ذکر کر دیا ہے۔ فرماتا ہے۔  
 (۱) لَا تَأْتِ اللَّهَ بَعِثَتْنِي وَإِنِّي مُتَوَقِّئَاتٌ وَذَرَايَتُكَ يَا كَيْدَ الْمُطَهَّرَاتِ  
 مِنْ أَلْوَيْنِ كَلْبَتْنِي وَمَا جِئْتُ أَلْوَيْنِ اَلْمُتَوَقِّئَاتِ كَلْبَتْنِي  
 وَإِنِّي يَتَوَقَّعُ اَلْبَعِثَتْنِي (آل عمران علی)

ترجمہ۔ یاد کرو یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے صیغہ نہیں تجھے وفات دے گا  
 پھر تیرا رخ کروں گا اور کائناتوں کے انصاف سے تیری تفسیر کروں گا اور  
 تیرے جسم میں کئی تیرے مگر میں پر کائنات سے خبر دوں گا  
 اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج سے چاروں حدیثیں فرمائی تھیں اور سب سے  
 پہلے وفات کا وعدہ ہے۔ ترتیب قرآن مجید میں صریحاً: "أَنْتَ ذَا بَخَابَتِكَ اللَّهُ"





و قد حول هذا السؤال إلينا فأجبنا بالفتوى التالية التي  
بشرتها مجلة الرسالة في سنتها العاشرة بالعدد ٤٦٢ .

## القرآن الكريم ونهاية عيسى:

أما بعد فإن القرآن الكريم قد عرض لعيسى عليه السلام  
فيما يتصل بنهاية شأنه مع قومه في ثلاث سور:

(١) في سورة آل عمران قوله تعالى " فلما احس عيسى منهم  
الكفر قال من الصادق إلى الله قال الخواصيون نحن أنصار الله  
آمنا بالله وما شهد بأننا مسلمون . وبنا آمنا بما أنزلت واتبعنا  
الرسول فأكتبنا مع الشاهدين . ومكروا ومكر الله . والله طير  
المباكرين . إذا قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعت إني و  
مظهرتك من الذين كفروا ، وجاعل الذين أتبعوك فرق الخائن  
كفروا إني يوم القيامة ، ثم إني مرجعكم فأحكم بينكم فيها  
كنتم فيه تختلفون " ١٥٢ - ١٥٥ .

(٢) وفي سورة النساء قوله تعالى " و قولهم إنا قتلنا  
المسيح عيسى بن مريم رسول الله ، وما قتلوه ، وما صلبوه ، وإنك  
شبه لهم ، وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ، ما لهم به من  
علم إلا اتباع الظن ، وما قتلوه يقيناً بل دفعه الله إليه ، وكان  
الله عزيزاً حكيماً " ١٥٧ - ١٥٨ .

(٣) وفي سورة المائدة قوله تعالى : " إذا قال الله يا عيسى  
بن مريم أأنت قلت الناس اتخذوني وأبي إلهين من دون الله  
قال سبحانك ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق ، إن كنت  
تلك فقد طغت ، أعلم ما في نفس ولا أعلم ما في نفسك ،  
إنك أنت علام الغيوب . ما قلت لهم إلا ما أمرتني به ، أن

اعبدوا الله ربي وربكم<sup>١</sup> وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم<sup>٢</sup>  
 فلما توفيتهم كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء  
 شهيد<sup>٣</sup> ١١٩-١٢٠ .

هذه هي الآيات التي عرّف القرآن فيها لنهاية شأن  
 عيسى مع قومه .

والآية الأخيرة (آية المائدة) تذكّرنا شأناً آخرورياً  
 يتعلق بعبادة قومه له ولأمه في الدنيا وقد سأله الله عنها  
 وهي تقرر على لسان عيسى عليه السلام أنه لم يقل لهم إلا  
 ما أمره الله به<sup>١</sup> (اعبدوا الله ربي وربكم) وأنه كان شهيداً  
 عليهم مدة إقامته بينهم وأنه لا يعلم ما حدث منهم بعد  
 أن (توفاه الله) .

### معنى التوفي :

وكلمة (توفي) قد وردت في القرآن كثيراً بمعنى الموت  
 حتى صار هذا المعنى هو الغالب عليها المتبادر منها ولم تستعمل  
 في غير هذا المعنى إلا في مجازاتها ما يصرّفها عن هذا المعنى المتبادر  
 " قل يتوفاكم ملك الموت الذي وكل بكم<sup>(١)</sup> " أن الذين توفاهم  
 الملكة قالوا أنفسهم " (٢) " وتوفوا<sup>(٣)</sup> ولم يتوفى الذين كفروا  
 الملكة " (٣) توفاه رسلنا ومنكم من يتوفى . حتى يتوفاهم  
 الموت . توفوا مسلماً وألحقنا بالصالحين<sup>٤</sup> .

و من حق كلمة " توفيتهم " في الآية أن تشمل هذا المعنى  
 المتبادر وهو الامتانة العادية التي يبرئها الناس و يذكرونها

(١) الآية لا من السجدة . (٢) الآية ٩٧ من سورة النمل .

(٣) الآية ٤٠ من سورة الانفال .

من اللفظ و السياق المناطقون بالضماد . و إذن فالآية تروى  
بتصل بها غيرها في تقرير نهاية عيسى مع قومه لما كان هناك  
مجرد القول بأن عيسى لم يمت  
ولا سيبل إلى القول بأن الرقعة هنا مراد بها وفاة عيسى  
بعد نزوله من السماء بناء على زعم من يرى أنه من في السماء ،  
و أنه سيظل منها آخر الزمان ، لأن الآية ظاهرة في تحسده  
جلائحه بقومه هو ، لا بالقوم الذين يكونون في آخر الزمان وهم  
قوم محمد باتفاق ، لا قوم عيسى .

### معنى "رقعه الله إليه" وهل هو إلى السماء؟

أما آية النساء فانها تقول "هل رضعه الله إليه" وقد فسرها  
بعض المفسرين بل جمهورهم بالرفع إلى السماء و يقولون ، إن الله  
ألقى على غيره شبهه . و رضعه بجسده . إلى السماء فهو في فيها  
سيظل منها آخر الزمان ، فيقتل المظفر ويكسر الصليب ، و  
يعتبدون في ذلك .

أولاً ، على روايات تفيد نزول عيسى بعد الدجال ، و هي  
روايات مشطوية منتحلة في الفاظها و معانيها مختلفاً لا مجال  
صحة للجميع بينها ، و قد نص على ذلك علماء الحديث و هي  
فروق ذلك من رواية و هب بن منبه و كتب الأخبار و هما من  
أهل الكتاب الذين اعتنقوا الاسلام و قد عرفت درجتهم في  
الحديث عند علماء الجرح و التعديل .

ثانياً : على حديث مروى عن أبي هريرة الكسريه على  
الأخبار بنزول عيسى و إذا صح هذا الحديث فهو حديث آحاد .

وقد أجمع العلماء على أن أحاديث الانحلال لا تقيد عقيدة تولايع  
الاعتماد عليها في شأن المظنيات .

ثالثاً ، على ما جاء في حديث المصراع من أن محمد صلى الله  
عليه وسلم حينما صعد إلى السماء وأخذ يستفتحها واحدة بعد  
واحدة فتفتح له ويدخل ، رأى عيسى عليه السلام هو و ابن خالته  
يخمن في السماء الثانية - و يكفينا في توهمين هذا المستند  
ما قرره كثير من شراح الحديث في شأن المصراع و في شأن اجتماع  
محمد صلى الله عليه وسلم بالأنبياء ، وأنه كان اجتماعاً  
لأجسامنا ( انظر فتح الباري و زاد المعاد وغيرهما ) .

و من الطريقت أنهم يستدلون على أن معنى الرفع في الآية  
هو رافع عيسى بجسده إلى السماء بحديث المصراع بينما ترى طريقاً  
منهم يستدل على أن اجتماع محمد بعيسى في المصراع كان  
اجتماعاً جسدياً بقوله تعالى " بل رفعه الله إليه " فكذلك أخذت  
الآية دليلاً على ما يفهمونه من الحديث حين يكونون في تفسير  
الحديث ، ويتخذون الحديث دليلاً على ما يفهمونه من الآية  
حين يكونون في تفسير الآية .

## الرفع في آية آل عمران :

والن وادرجعنا إلى قوله تعالى : " إني متوفيت و رافعتك  
إلى " في آيات آل عمران مع قوله " بل رفعه الله إليه " في آيات  
النساء و هذا الثانية الحياتاً من تحقيق الوعد الذي تضمنه  
الأولى ، وقد كان هذا الوعد بالتولية و الرفع و التظهير من القرن  
كفراً ، فلذا كانت الآية الثانية قد جاءت خالية من التوفية



والتطهير، و اختصرت على ذكر الرفع إلى الله فإنه يجب أن يلاحظ فيها ما ذكر في الأولى جمعا بين الآيتين .

والمعنى أن الله تولى عيسى ورفعه إليه وظهره من الذين كفروا . وقد فسر الأئمة قوله تعالى "إني متوفيك" بوجوه منها : وهو أن يظهره إلى مستوى أجلك وميتك حتف انك لا تسلط عليك من يقتلك ، وهو كناية عن عصمته من الأعداء وما هم بضدوه من الضلالت به عليه السلام لأنه يلزم من استيفاء الله أجله وموته حتف أنفه ذلك .

وتظاهر أن الرفع الذي يكون بعد التوفية هو دفع الملائكة لأرفع الجسد خصوصا وقد جاء بها به قوله ، (وسطرك من الذين كفروا) مما يدل على أن الأمر امر تشريعي وتكريم . وقد جاء الرفع في القرآن كثيراً بهذا المعنى ، في ميوت آدم الله أن ترفع ، ترفع ، ورجلت من نشاء ، ورفعتك ذكرك . ورفعتك مكاناً علياً . يرفع الله الذين آمنوا رافع .

وإن كان التعبير بقوله (ورفعتك إلى) وقوله (ويل رفعة الله إليه) كالتعبير في قولهم بحق فلان بالرفيق لا على وفقه (معنا) في (صد عليك مقتدر) وكلها لا يفهم منها سوى معنى الرعاية والحفظ والدخول في الكنف المقدس ، فمن أين تؤخذ كلمة السماء من كلمة (إليه) ؟ اللهم إن هذا الظلم للتعبير انقرا في الواح خطو ما نقصت ودوايات لم يقم على الحق بها .

فعلنا عن اليقين برحان و لا خيه برهان !

### الفهم المتبادر من الآيات

وبعد فلما عيسى إلا وصول قد حلت من قبله الرسل

'فأصبه قومه العدد'، وظهرت على وجوههم برادة الشر والنسبة إليه، فالتجأ إلى الله شان الأنبياء والمرسلين فأنقذه. الله بعزته وحكمته وخيب مكر أعدائه. وهذا هو ما تضمنته الآيات (فلما أنس عيسى منهم الكفر قال من أنصاري إلى الله) إلى آخرها، بين الله فيها قوة مكره بالنسبة إلى مكرهم، وأن مكرهم في اغتيال عيسى قد ضاع أمام مكر الله في حفظه وعصمته إذ قال (يا عيسى إني متوفيت ورافعتك إلى ومطهرتك من الذين كفروا) فهو يبشره بأنجاهه من مكرهم ورد كيدهم في غورهم وأنه سيتولى أجله حتى يموت حتف أنفه من غير قتل ولا سلب، ثم يرفعه الله إليه.

وهذا هو ما يخبره القارئ للآيات الواردة في شان نهاية عيسى مع قومه متى وقف على سنة الله مع أنبيائه حين يتألب عليهم خصومهم، ومتى خلا ذهنه من تلك الآيات التي لا ينبغي أن تحكم في القرآن ولست أدري كيف يكون انقاذ عيسى بطريق الانتزاعه من بينهم ودفعه بمجده إلى السماء مكرًا وكيف يومن بأنه خير من مكرهم مع أنه شيء ليس في استطاعتهم أن يتكلموه شيء ليس في قدرة البشر؟

ألا أنه لا يتفق مكر في مقابلة مكر إلا إذا كان جاريا على أسلوبه، غير خارج عن مقتضى العادة فيه. وقد جار مثل هذا في شان محمد صلى الله عليه وسلم (وإذا يكر بك الذين كفروا يرشدوك أو يقتلونك أو يخرجوك ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين).

رفع عيسى ليس عقيدة يكفر منكرها

والتلخيص من هذا البحث :

۱۔ اُنہ لیس فی القرآن الکریم ولا فی السنۃ المطہرۃ  
مستند یصلح لتکون عقیدۃ یطمئن الیہا القلب بأن عیسیٰ  
دفع بجسمہ الی السماء وأُنہ سی الی الآن فیہا وأُنہ سیزل  
منہا آخر الزمان فی الازلین۔

۲۔ اُن کل ما تغیدہ الآیات الواردة فی هذا الشأن من  
وعدۃ اللہ عیسٰی بأنہ متوفیہ أجلہ ورافعہ الیہ وعاصمہ من  
الذین کفروا وان هذا الورد قد تحقق فلم یقتله اعداؤہ ولم  
یصلبواہ ولكن وقاه اللہ أجلہ ورافعہ الیہ۔

۳۔ ان من أنکر أن عیسیٰ قد دفع بجسمہ الی السماء  
وأُنہ سی الی الآن وأُنہ سیزل منہا آخر الزمان فسانہ لا  
یکون بذلک منکراً لما ثبت بدلیل قطعی فلا یخرج عن  
اسلامہ وایمانہ ولا ینبغی أن یحکم علیہ بالردۃ بل هو  
مسلم مؤمن بالما مات لہ من المؤمنین یصلی علیہ کما یصلی  
علی المؤمنین ویدفن فی مقابر المؤمنین ولاشیۃ فی ایمانہ  
عند اللہ واللہ بعبادہ خیر نصیر۔

ترجمہ۔

### حضرت عیسیٰؑ کے دفع کی حقیقت

جامع ازم کے علماء کا کہنا کہ جس میں مشرق وسطیٰ کے کوئی قیادت عیسائی  
جدا کر یہاں ماسک کی طرف سے سوال کیا ہے کہ کیا قرآن مجید اور تفسیر  
کے مطابق حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں یا وفات پا گئے؟ نیز اس سوال پر کیا نوکری ہے  
جو ان کے زندہ ہونے کا منکر ہے؟ نیز اس شخص کو کیا کہیں گے جو باغی ہوئے ان  
کے دوبارہ اُٹھنے پر ایمان دہائے؟

یہ سوال جس کی طرف سے ہم نے پہنچا دیا اور ہم نے اس پر ذیلی کا

قرآن دیا جسے صحر کے ماہنامہ الرسالۃ نے جلد ۱۱ اور نمبر ۶۲ میں شائع کیا ہے۔

## حضرت مسیح کا انجام از روئے قرآن مجید

قرآن کریم نے تین مختلف سورتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے اسی آخری صاف کو ذکر کیا ہے جو ان کو اپنی قوم کے تعلق میں پیش آئے۔

(۱) سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَمَّا احْتَقَّ عِيسَىٰ مِنْهُمْ الْكَفْرَ— لِيَمَّا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلَفُونَ (آیت ۵۲-۵۳)

(۲) سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَوْلُهُمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ— عَزِيزًا حَكِيمًا (آیت ۱۵۷-۱۵۸)

(۳) سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ— اذْهَبْ عَلَىٰ شَوْءِ شَعِيدٍ (آیت ۱۱۶-۱۱۷)

یہی وہ آیات ہیں جن میں قرآن کریم نے حضرت مسیح کے اس انجام کو بیان فرمایا ہے جو انہیں اپنی قوم کے تعلق میں پیش کیا تھا۔

آخری آیت یعنی سورۃ المائدہ کی آیت اگلے جہان کی اس گفتگو کو بیان کرتی ہے جو نصاریٰ کی طرف سے دنیا پر مٹا شیخ اور ان کی والدہ کی عبادت کرنے کے بارے میں ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ صحر کے شیخ سے ان کے متعلق دریافت فرمائے گا۔ یہ آیت تصریح کر رہی ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ کو یہی گئے کہ انہوں نے عیسائیوں کو صرف وہی بات کہی تھی جس کے کہنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ یزید، عیسیٰ کو یہ گئے کہ انہیں جب تک ان کے درمیان موجود تھیں ان کا اگر ان تھا۔ بہت جگہ ان کے بعد ہونے والے واقعات کا علم نہیں جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم کی آفات دے دی تھی۔

## توفی کے معنی

قرآن کریم میں لفظ توفی بکثرت وفات کے معنوں میں وارد ہوا ہے یہاں تک کہ اس لفظ کے یہی معنی عام پر مستعمل ہونے لگ گئے اور لفظ توفی سے موت کے معنی متبادر طور پر سمجھے جانے لگے۔ اور جب تک لفظ توفی کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اسے اس متبادر معنی سے جدا کرنے کی طرف پھیر دے یہ لفظ موت کے معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں استعمال ہکا نہیں ہوتا۔ آیات قُلْ يَتُوفَاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي ذُكِّلَ بِكُمْ (المائدہ: ۱۱) اِنَّ الَّذِيْنَ تُوْفَاھُمْ الْمَلَائِكَةُ هَآئِھِ الْغَاسِقِھِمْ (النبا: ۱۷) وَتُؤْتٰھِمْ اَلَّذِیْنَ تُوْفٰی الْغَاسِقِھِمْ (النحل: ۸۰) قَوْلَہٗ رَسُلَہٗ۔ اَوَّلَھِمْ مِّنْ یُّتُوْنِ۔ حَتّٰی یَتُوْا ہُنَّ الْمَوْتَ۔ تُوْفٰنِیْ حَسْبَہُمْ اَوَّلَھِمْ مِّنْ یُّتُوْنِ۔ حَتّٰی یَتُوْا ہُنَّ الْمَوْتَ۔ تُوْفٰنِیْ حَسْبَہُمْ مَّا لِعَالَمِیْنَ چھٹی ہے۔

آیت میں لفظ توفی متبع کا اق ہے کہ اس سے پہلے متبادر معنی مراد لئے جائیں جسے سب لوگ سمجھتے ہیں اور جسے اس لفظ اور اس کے سیاق سے سب عربیوں نے واسطے سمجھتے ہیں یعنی معرک موت۔ اندری صورت جب تک اس آیت کے ساتھ کوئی اور چیز مثالی کر کے پیش کا اپنی قوم کے ساتھ کوہ انجام متحقق دیکھا جائے۔ اس آیت کے کوہ سے یہ کہنے کی ہرگز گنجائش نہیں کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ ہی اور ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔

پھر ان لوگوں کے خیال کی وجہ سے جو حضرت مسیح کو نور آسمان پر زندہ گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخر کا زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اسی بات کی بھی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ آیت میں وفات سے مراد مسیح کے آسمان سے اترنے کے بعد کی وفات ہے۔ کیونکہ آیت (علیہ السلام) جو مسیح علیہ السلام پر ان کی اپنی قوم سے تعلق کی مدح بنی کر رہی ہے ان لوگوں پر مثالی نہیں ہے جو

آخری زمانہ میں ہوں گے کیونکہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں نہ کہ  
مشیخ کی قوم۔

## رفعه اللہ الیہ کے معنی

سورۃ النسا کی آیت میں بول رفعه اللہ الیہ وارد ہوا ہے یعنی  
مفسرین بجز یہود و نصاریٰ نے اس میں رفیع کی تفسیر آسمان کی طرف اٹھانا کی ہے۔  
وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو مشیخ کی شیعہ بنا دیا اور شیخ کو جہنم میں  
آسمان پر اٹھایا۔ وہ وہاں فتنہ ہے اور آخری زمانہ میں وہاں آئے گا۔  
مفسرین کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا۔ مفسرین اس بارے میں  
قول قرآن و روایات پر اجماع کرتے ہیں جو وہاں کے بعد نزول صلیبی کا ذکر کرتی  
ہیں۔ یہ روایات مضطرب ایضاً آٹھ غلط روایات ہیں اتنا شدید اختلاف رکھتی ہیں کہ  
ان میں قطعی ممکن نہیں۔ اس امر کی تصریح خود علماء حدیث نے کی ہے مزید برآں  
یہ وہ محدثین منہج اور کتب الامجاد کی روایات ہیں جو اہل کتاب میں کے سلطان  
ہوئے تھے۔ علماء جرح و تعریف کے نزدیک ان راویوں کا درجہ تم بھیجی جانتے  
ہو۔ وہ ترکیبی و خیالی مفسرین کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔  
جہاں انہوں نے نزول صلیبی کی خبر پر انکشاف کیا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہی ہو  
تب بھی یہ حدیث اہل حدیث کے خلاف ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ احادیث احادیث سے نہ تو  
کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی امور غیبیہ کے بارے میں ان پر اجماع  
کرنا درست ہے۔

مفسرین کی تیسری کسبہ سند وہ بیان ہے جو حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ  
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف مصوٰۃ فرمایا اور دیکھے بڑے عجیب  
آسمانوں کو کھوئے گئے اور ان میں داخل ہوتے گئے تو آپؐ نے حضرت جبریلؑ  
ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰؑ کو دوسرے آسمان پر بھیجا۔ چنانچہ اپنے اپنے

استناد کو مکرر ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ خود شارحین حدیث کی اکثریت نے قرار دیا ہے کہ سراج کے موقر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبیوں سے علافاً روحانی و ملک کی تھی جسمانی نہ تھی۔ (فتح الباری اور زاد المعاد و فیوض المعجمین) اور عجیب تر یہ ہے کہ سفسرین ایک طرف حدیث سراج سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ آیت میں حضرت عیسیٰ کے رفع سے عہد وجمہوریت مسلمان پر اٹھا یا جاتا ہے جبکہ ان میں سے ایک گروہ آیت بلی دفعہ اللہ علیہ کو اس بات کی دلیل بنا رہا ہے کہ سراج کے موقر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت یحییٰ سے جسمانی طور پر ملاقات ہوئی تھی۔ گویا اس طرح ہر ملک جب حدیث کی تشریح کرتے ہیں تو اپنے مزعومہ معنوں پر آیت کو دلیل گردانتے ہیں اور جب آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس تفسیر کے لئے حدیث کے مزعومہ معنوں کو بطور سند لاتے ہیں۔

### سورۃ آل عمران کی آیت میں رفع سے مراد

جب ہم سورۃ آل عمران کی آیت اَنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَدَافِعُکَ اَنِّیْ کو سورۃ نسا کی آیت بلی دفعہ اللہ علیہ سے جا کر پڑھتے ہیں تو مسلمان معلوم ہو جاتا ہے کہ پہلی آیت میں جو وعدہ تھا دوسری میں اُسی کے پورا کرنے کا ذکر ہے۔ یہ وعدہ وفات، رنج اور کافروں سے ظہیر کا تھا اگرچہ دوسری آیت (نسا والی آیت) میں وفات اور ظہیر کا بیان نہیں اور صرف رفع الی اللہ ذکر ہے تاہم دونوں آیتوں میں طبیعت کے لئے مژدہ لایا ہے کہ اسی سادے وعدے کو اسی جگہ بھی مد نظر رکھا جائے۔ پس آیت کے محض یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وفات دی پھر ان کا رفع مسند دیا اور انہیں کافروں سے پاک ٹھہرایا۔

مشہور مفسر علامہ ابوالوسی نے متوفیات کی جو متعدد تفسیریں کی ہیں ان میں سے واضح ترین یہی سمجھتی ہے کہ نبی تیری اجل کو پورا کروں گا اور تجھے

طبعی موت سے وفات ہونے کا۔ تجھ پر کوئی ایسا شخص مسلط نہ ہو گا جو تجھے قتل کر سکے۔ لہذا اس میں بطور کتابہ جاوایا کہ حضرت یسوع مسیح دشمنوں کے قتل وغیرہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ یہ بات پوری طور پر دیکھے جانے اور طبعی وفات پانے سے لازم آتی ہے۔

یہ بات بالکل جلیل ہے کہ وفات کے بعد روح کے مراد عرف جندی درجات ہی ہو سکتی ہے نہ کہ جسمانی رفیع۔ بالخصوص جبکایت میں ساتھ ہی و معطہ لٹ من الذین کفروا کا لفظ بھی موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں پر مشرف و عزت اور تکریم شان کا ذکر مقصود ہے۔

قرآن مجید میں اظہار فی ابن معنوں میں بکثرت آیا ہے مثلاً آیات: قی بیوت الذین اللہ ان ترفع۔ ترفع درجات من لفظاء۔ رقعنا لک الذکر۔ و رقعنا۔ مکاناً علیاً۔ یرفع اللہ الذین آمنوا۔ الخ

پس کایت رافع لک الیٰ اور بل رفعہ اللہ الیہ میں کلمہ معن اور تعبیر راوی ہے جہاں قول "لحق ثلاث بار فیق الاعلیٰ" اور کایت "ان اللہ معنا" اور "عند علیک مقعدہ" میں مراد ہے۔ ان سب جگہ حفاظت انحرافی اور مقصدی بندہ میں داخل ہونے کے سوا کچھ مراد نہیں۔ ہر لفظ "الیہ" میں آسمان کا لفظ کہیں سے لیا جاتا ہے! بخرا قرآن کریم کے واضح طریق بیان پر یہ مرتبہ ظلم حسن من قصوں اور درجہ کی انتہا میں دوہرا ہوا ہے کہ جن کے دست ہوتے پر یقین طور پر نہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی دلیل و ایم دلیل قائم نہیں ہے۔

### آیات واضح اور متبادر معلوم

علامہ بری حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ان سے پہلے کے کتبہ اسل فوٹ ہو چکے ہیں۔ حضرت یسوع کی قوم نے ان سے دشمنی کی اور ان کے بارے



ہیں اُن کے لیے اور اسے نمایاں تھے۔ تب حضرت شیخ نے نبیوں بعد کالوں کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور انجاء کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت اور حکمت سے انہیں محفوظ رکھا اور دشمنوں کے ملکر کراہ کام کر دیا۔ یہ دشمنوں ہے جو آیاتِ فلانہا احتسبوا منہم الکفر الخ میں مذکور ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تعزیر یا قیوں کے ملکر کے مقابلہ پر نہایت قوی اور زبردست ہوتی ہے۔ اسیلئے حضرت شیخ کو پچھلے اور محفوظ کرنے کی اپنی تدبیر کے سامنے یہود کا شیخ کو قتل کرنے کا منصوبہ ہراسرِ کائنات گیا۔ ایت یا عیسیٰ الی متوفیت ودا فعلت الی و مظهر الی من الذین کفروا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو بشارت دی تھی کہ وہ اسے دشمنوں کے ملکر سے نہایت دیکھا اور اُن کی بُری تدبیر کو اُن کے منہ پر مانے گا۔ وہ حضرت شیخ کو طبعی عود سے گاہا کہ وہ انکارِ غیر قتل اور صیب کے طبعی طور پر قوت ہوں گے۔ نیز خدا تعالیٰ ان کا اپنی طرف رخ کرے گا۔

یہ وہ شخص ہیں کا ذہن اُن رد آیات سے خالی ہو نہیں سکتا کہ یہ پُرکلم ہونا جائز نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کو بھی سمجھتا ہو جو نبیوں پر دشمنوں کے ملکر اور ہونے کے وقت ظہور ہوتی رہی ہے۔ خدا جہاں آیات پر چلتے وقت ان کا ذکر و مضمون ہی گئے گا نہ کہ اور۔ بات میری گج سے بلا ہے کہ شیخ کو یہود کے وہ بیان سے اُٹھا کہ اسان پر ہے جانے کو "ملکر کس میں قرار دیا جاسکتا ہے اور پھر یہ کہ ملکر جاسکتا ہے کہ یہود کے ملکر سے پھر تھا حالانکہ وہ اس صورت کا سرے سے مقابلہ ہی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ انسانی طاقت سے بلا ہے؟ انسانی ملکر کے مقابلہ پر اپنی تدبیر پر لفظ ملکر کا اطلاق اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ تدبیر عام طاقت سے خارج نہ ہو اور انسانی ملکر کے اسلوب پر نہ ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيُخْلَقُنَّ أُولَٰئِكَ** اور پھر جو لوگ کفر کریں۔

## سُجَّ کے آسمان پر جانے کا منکر کا قرار نہیں دیا جاسکتا!

اس مباحثہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

**آئیل**۔ قرآن کریم میں نیز شکست نہیں مقدس میں کوئی ایسی شخص موجود نہیں جس پر اس عقیدہ کو ایمان قلب سے بھی بجا جاسکے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سمیت آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اب تک وہاں فرغہ ہیں اور وہاں کے آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔

**حضور**۔ اس بات کے قرآن کریم کی اکیس سے عورت اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اسے وقتِ غروب پر وفات دے گا اور اس کا اپنی طرف رافع کو لے گا اور کافروں سے لے کر محفوظ رکھے گا اور وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ کے دشمن اُسے قتل و مصلوب نہیں بنا سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کثرت پر ہی کہہ کر انہیں وفات دے دی اور اپنی طرف رافع فرمایا۔

**سورج**۔ یہی جو کھنکھانے والے آسمانوں پر اٹھائے جاتے اور وہاں زندہ رہتے اور آخری زمانہ میں آسمان سے اترنے کا انکار کرتے ہیں وہ کبھی ایسی چیز کا انکار نہیں کرتا جو عقلی طور سے ثابت ہو لہذا وہ ایمانی و اسلام کے خارج نہیں ہو جاتا۔ اس پر اللہ کا حکم لگا ہوا ہے کہ وہ کافر نہ بنیں بلکہ وہ مسلمان اور مومن ہیں۔ جب وہ فوت ہو تو انہوں کی طرح اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن کیا جائے گا۔

عند اللہ ہی کے وہاں میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ بعبادہ وعبادہ وعبادہ

(کتاب التوحید، ج ۱، ص ۱۰۰)



تو میرے کا ہمدرد ہوتے ؟ (ابن مسعودؓ کا حال کا بطور طریقت منشا)

دوسری حدیث : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اِنَّ عِيشَتِي اِنَّهَا قَرَارٌ قَائِلٌ بِسُورَةِ اَوَّلِ مَا خَلَقَ . تحقیق حضرت عیسیٰؑ ایک نکتہ میں سال زندہ رہے ہیں اور کون احوال چلتا ہے احوال آرمش (موتوں جتنی موت) گوید صرف حضرت عیسیٰؑ کی موت کا سالوں فرمایا بلکہ اس کی عمر بھی بتادی۔

احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کے زخم یا جسم سمیت آسمان پر ہونے کا قطعاً کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ البتہ نزولی ابن مریمؑ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ذکر ہے کہ وہ آسمان سے اتر کر (یعنی اللہ کے) کردہ تہہ و نام تم میں سے ہوگا۔ گویا وہ آسمان سے اتر کر آ کر ہوگا۔ اسی اسرائیل میں سے ہوگا۔ نیز کہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روٹیاں کا ڈال کر کے واضح فرمادیا کہ اسرائیل کی سچ اور تھا اور آسمان سے اتر کر آ کر ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی کے طور میں فرمایا اَنْتُمْ بَعْدُ کہ اس کا رنگ سٹوٹا ہے اور بال گھونگر ہے۔ اور سچ موعود کے تحقق فرمایا اَنْتُمْ بَعْدُ کہ وہ گندم کی رنگ کا ہوگا اور اس کے بال مسید سے ہوں گے۔ (درجہ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰) موعود صراحتاً یہی نزولی ابن مریمؑ والی احادیث سے حضرت عیسیٰؑ کی بھائی زندگی کا استدلال میں ہے احادیث میں حیات عیسیٰؑ کے عدم ذکر کا حراں سبب اللہ کرہ ہے یہی تقدیر احزان یہ ہے کہ :-

”موجودہ روایتیں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی اس موضوع پر ارشاد فرمایا نزولی ابن مریمؑ ہی ذکر فرمایا کبھی بھی حیات عیسیٰؑ علیہ السلام کا لفظ آپ کی زبان مبارک پر نہیں آیا“  
(ماہنامہ تحفہ القرآن راولپنڈی (میرٹھ اللہ ص ۱۰۰))

صحابہ کرامؓ کے ورثہ عظیم الشان اجماع و فائز مسیح پر

(۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جہاں نماز کا

ورفتگی اور عاشقانہ محبت کو دیکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لیے بھی یہ وہم نہیں کیا جاسکتا کہ آپ پر وہ کسی دوسرے نبی کو کس طرح کی بھی فضیلت دیتے تھے چہ جائیکہ کہا جاسکے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ سرورِ ابد و جہانِ زیرِ زمین و فروع اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ انصاری آسمان پر زندہ و مجدد ہیں سماعتاً و کلاً۔

د معلوم ان بزرگ ہستیوں کی طرف یہ عقیدہ کیونکر منسوب کیا جاسکتا ہے بلکہ جنہوں نے ایک نہیں بلکہ دو دو فقہ عظیم الشان اجتماع کے ذریعہ اس حقیقت پر غور کر ہی کہ حضرت عیسیٰ بھی دو غلط افہامِ مبہم استقام کی طرح اس دلیروانی سے ہمیشہ کے لیے آفتابِ فساد ہو گئے۔ چنانچہ حضور سرورِ کائنات کی وفات کے موقع پر جب حضرت قرآنِ کریمؐ نے فرمایا کہ آپ کو وفات یافتہ قرار دے گا میں اس کی گردن اُٹا دوں گا حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نے سب صحابہؓ کے سامنے سب ذیلِ طبع پر اُٹھا۔

أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَتْ وَجْهَتُهُ بَعْدُ مُعْبَدًا مَعْلَى اللَّهِ فَكَيْفَ وَكَيْفَ  
كُنَا مَعْبُدًا أَفَعَدَّ مَنَاقِبَ مَنْ كَانَتْ وَجْهَتُهُ بَعْدُ مَعْبُدًا اللَّهُ فَمَنَاقِبُ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَقْوَمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا مَعْبُدٌ إِلَّا وَكَلٌّ  
فَعَدَّ مَنَاقِبَ مَنْ كَيْفَ وَكَيْفَ وَكَيْفَ۔ اے قولہ اُنٹا کرین۔

(فقہی کتاب المغازی باب مرقع النبیؐ بدم مکتا معلوم و سر)

ترجمہ۔ جو قسم میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جہان کے کہ آج آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اُسے وہ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ اور غیر فانی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ خود درازا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خطبہ صحابہؓ بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام امیدوں پر پانی پھیرنے والا تھا۔ انہوں نے آپؐ کی قرآنی کجی بنا دے یقین کر لیا کہ یہ اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں کیونکہ آپؐ سے پہلے بھی تمام رسول فوت

ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے تھک چکے ہیں کہ سترتہ ہی زور دے کر آواز فرماتے ہیں کہ باوجود ان کی  
 کی موت کے قائل نہ ہوتے۔ چنانچہ لکھنؤ وایتی آٹا بھی بھجوا کر اپنے حضرت لڑے فرما رہے تھے کہ  
 حضرت زہراؑ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِلٰی اَشْفَاعِ کُلِّ اَلْفِیْعِ وَنَسِیْ اَمَّا مَرْثَتُہُمْ (وَلِیْ اَمْرُہُمْ))  
 جیسے حضرت حسینؑ کا رنج ہوا ہے ویسے ہی آپؑ کا بھی رنج ہوا ہے اور آپؑ بھی وہی آفرین  
 والی تھے۔ بلا حضرت ابو بکرؓ کے زبردست استدلال اہل اہلبیتؑ قرآن کی نص سے انہیں بھی  
 دھماکا نہ دیا کہ آپؑ ہی فوت ہو گئے ہیں بلکہ صحیح انبیاء کا نام بھی دعوات پا گئے ہیں چنانچہ حضرت  
 عزاؑ خاموش ہو گئے اور بالی صاحبؑ نے بھی سکوت اختیار کر کے حضرت حسینؑ کی موت پر غمزدہ رہیں  
 ثبت کر دی۔ حضرت عزاؑ فرماتے ہیں:-

”وَاَطْرَقَا هُوَ اِلَّا اَنْ یَّجِئْتُ اَبَا بکرٍ فَاَنْتَحَرْتُ عَنْهُمَا فَاَنْتَحَرْتُ  
 وَیَحْلَاہِ وَیَحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اِنَّہِ الْاَکْبَرُ جِئْتُ یَحْشَاہُ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ  
 سَلِّ اَللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَاسَلِّمْ کَذَہْ مَا تَ“ (مختصرہ صفحہ ۷۳۵)

کہ ابھرا جب میں نے حضرت ابو بکرؓ کو آیت و مَا شِئْتُمْ اَوْ یَحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ  
 میں لگا کر آیت تو لکھی وہی معلوم ہوئی ہے پھر قرآن سے پانچویں حالت نہ  
 رہی اور میں نے میں نے گر پڑا کیونکہ ابو بکرؓ نے یہاں فرمایا کہ اَنْتَحَرْتُ عَنْہُمْ  
 صحیح و علم فوت ہو گئے ہیں؟

دریغ صحابہؓ کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ

کَلَّمْتُ اَهْلَ بَیْتِہِ اَوْ یَحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ  
 عَنْہُمْ مَا اَوْ یَحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ اَنْ یَّحْلُو اَهْلُ بَیْتِہِ

یعنی: اُو میری آنکھ کی پتلی تھا تیرے سر سے میری آنکھ اندھنی ہو گئی

تیرے سر پر چاہے تیرے بچے تو میری آنکھ کو فوت نہ ہو جائے؟

اے اہل بیت! وہاں سے اور کچھ سوچو۔ مسلمانوں کے خیالات

بھی تنہا ہی رہا ان کا است تا کیا

صحابہ کرامؓ کا یہ زبردست اجماع دوزخ میں کی طرح جگمگا رہا ہے کہ کوئی صحابیؓ ہی حضرت

جیسے انکی زندگی کا مستند تھا۔ اگر کوئی روایات تصدیق کے تحت اس کو پچھڑا دے تو کھڑی  
تھا تو حضرت ابو بکر کے غلبہ نے اس کی عقل کا بھی اثر کر دیا اور وہ بھاڑ کا ہوا سٹری  
و امرد ملک (وہاں کیسے) ہو گیا۔

(۲) حضرت ام کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰؑ فرمایا۔

« اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ قُتِلَ الْبَيْتَةُ زُحَلٌ لَمْ يَسْبِقْهُ الْوَاكِلُ وَلَا  
يُذَوِّكُهُ الْوَكُوفُونَ قَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَقْلِهِ  
الْفَتْحَ قَبْلَ الْبَيْتَةِ وَفِيهِ نَبِيٌّ يُؤْمِنُ بِهِ رُوحٌ كَرِيمٌ عَنْ شَيْءٍ لَمْ  
يَلْزَمْ يَشْكُرُ حَتَّى يَنْتَبِذَ اللَّهُ لَكُمْ وَمَا تَرَكْتُ إِلَّا سَبْعَ مِائَتٍ وَلَعَلَّكُمْ  
أَرَادُوا أَنْ يَكْشِفُونِي بِهَا خَلْعًا وَنَقَذَ قَبْعِي مِنَ الْبَيْتِ الْوَقْتُ صَبْرًا  
فِيهَا بِرُفُوحٍ وَنَسَى الْوَيْ مَرَاتِمَ كَيْلَةٍ سَبْعَ رُوحِيَّةٍ مِنْ رُوحَانِ »  
(طبقات کبیر ج ۲ ص ۱۸۱)

کہ اس لوگو! آج رات وہ انسان فوت ہوا ہے کہ پچھلا اور اچھے اس کے  
مرنے کو نہیں پا سکتے۔ یہ شخص علیؑ سے دیکھو کہ آپ کو جنگ کے لیے بھیجا کرتے  
تھے تو میری آنکھوں سے دھواں اُڑا دیا کہ کھیل ڈال دیا کہ موت آئی اور آپ نے کھیل  
واپس نہ فرماتے تھے۔ آپ کا ترکہ سات سو رہا ہے جس کے متعلق آپ کا  
ارادہ تھا کہ ایک قوم خریدی۔ آپ اس رات میں فوت ہوئے کہ میں حضرت  
جیسے بن مریم کی رُوح اُٹھائی گئی تھی پچھستہ رخصان؟

اس بیان میں نہایت تصریح کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ آسمان پر اسے وہی چیز موت ہوئی  
جیسے علیؑ السلام کی رُوح تھی اُن کا جسم آسمان پر ڈالیا تھا۔ اور پھر یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ  
جیسے انکی موت کی تاریخ ۷۲ رخصان تھی۔

بھائیو! عجیب غریب بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد اگر  
مہاجر کا کچھ مسئلہ پر اجماع ہوتا ہے تو وہ وفات کیسے ہے۔ اور غلامت یا شہد کے  
بعد بھی چلا اجماع اس عقیدہ پر ہوتا ہے۔ اور یہ وہ دعویٰ ہے جس نے وہاں خلیفہ بن گیا۔

بڑا ستا ہے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہ سکے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی بعض لوگ تباہ انگلیوں  
 ذرا آستانہ "یہ گارن ہوئے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ کے قائل ہیں۔ یا قلمب !  
 عزیز و اہل خود کردہ قرآنی اصولوں "امادہ شری" بیانیت "اور اجماع کے خلاف  
 عقیدہ رکھ کر آپ کی عمر "پن گنت و اجماعت" کہلا سکتے ہیں ؟ بھئی پاک مٹی اٹھ  
 علیہ وسلم نے حضرت مسیحؑ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا (تھوڑی بہت الامراء جھوٹا ملے)  
 کیا یہ کافی شہادت دیتی ؟ پھر آپؑ نے خود فوت ہو کر بتلایا کہ مجھ سے پہلے بھی کوئی  
 رسول نذر نہ نہیں کیا۔ اس سے آپؑ کی قسم نہیں ہوتی ؟ پھر کیا صحابہ کرامؓ کے یہ دو تین  
 اور اہل قرآن ائمہ اجماع آپؑ کو اطمینان نہیں دلا سکتے ؟ اگر نہیں تو کیا اس کے خلاف  
 "صحابہ کرامؓ کے متعلق بھی آپؑ کے پاس کوئی ثبوت نہیں قرآنی یا اجماع صحابہؓ ہے ؟  
 ہرگز نہیں !

اب آپؑ ہی خود فیصد فرمائی کہ کونسا فرقہ آئینہ پالائے ہوئے ہے ؟ کیا یہ دعویٰ درست  
 وہ انسان ہے جس کے لئے یقین اور بصیرت کے دروازے کھولے گئے اور اسٹیج  
 حق کو پایا۔

## عقیدہ وفات مسیحؑ کے متعلق حضرت مسیحؑ موعودؑ کی وصیت !

بعض لوگ یہاں کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اپنی بے ضرورت حضرت مسیحؑ پر اصرار  
 کہ وفات پر مزدور سے وہی ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے کیونکہ :-  
 اولاً قرآن مجید نے اپنی مزاج تصور میں حضرت مسیحؑ علیہ السلام کی وفات کا  
 ذکر فرمایا ہے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس عقیدہ کو اختیار کرے "اسس کا  
 اعلان کرے اور اس کے خلاف کسی سے لوگوں کو آگاہ کرے۔

دوسرا آج اس زمانہ میں اس عقیدہ کی اسلام کی زندگی اور شخصیت علیٰ قدر حق و حکم کی  
 برتری و افضلیت کے اعلان کے لئے اسلامی ضرورت ہے۔ عیسائی  
 باوجود اس نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے اس کے ازالہ کے لئے عقیدہ





پادریوں کی شکست فاش کا اعتراف

مکمل طور پر دلی سے نورد صاحب  
 ایک ایچ ایم ایچ کے حضرت پادریوں  
 صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کے دونوں ترجموں والا ایک قرآن خیریت شائع  
 کیا۔ اس کے دیباچہ میں صاف اور واضح اقرار کیا گیا ہے کہ عیسائی پادریوں کی جنگ  
 کو عیسائی ناسف کی شکست ہوئی اور تمام احمد قادیانی نے عقیدہ و کتاب سے سراسر  
 ناکام بنا دیا اور پادریوں کو ہندوستان سے لے کر واپس پاکستان کی شکست دی۔  
 اصل الفاظ یہ ہیں۔

”اسی زمانہ میں پادریوں نے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لیکر  
 اور ملحقہ اٹھارہ ولایت سے چلا کر تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان  
 کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں کے دہ سے لے کر بہت بڑی دور  
 اور کٹھن کی حد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں  
 داخل ہو کر بڑا قحط برپا کیا۔ اسلام کی سیوت و احکام پر جو اس کا عمل ہوا  
 تو وہ ناکام ثابت ہوا۔ کیونکہ احکام اسلام و سیرت رسولی اور احکام  
 انجیل و نبی صریح اور ان کی سیوت میں ہے اس کا ایمان تھا یسائی تھے۔  
 پس الہامی و نقلی و عقلی جواہر سے ہر گیارہ ملک حضرت عیسیٰ کے اسماء پر  
 مجسم خاک زدہ موجود ہونے اور دوسرے انجیل کے زمین میں دفن ہونے  
 کا عمل حوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی نظام احمد  
 قادیانی کھڑے ہو گئے اور یفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ  
 جس کا تم نام لیتے ہو وہ سبے انسانوں کی طرف سے فوت ہو کر رہی ہے  
 وہی اور جس جیسے کے آسمان کی خبر ہے وہی ہوں پس اگر تم سداوند  
 تو مجھ کو قبول کرو۔ اسی ترکیب سے اسی نے یفرائے کو اس قدر شک  
 لگایا کہ اس کو اپنا بیٹا سمجھنا مشکل ہو گیا اور اس کی ترکیب سے  
 اسی نے ہندوستان سے لے کر واپس پاکستان کے

پادریوں کی شکست دیدی ۶ (دو بیانیہ سچے ناکام قرآنی شریف ترین ترجم  
مطبوعہ مشکلاہ مشرق)

کیا اس واضح حقیقت کے باوجود کہ اس کی کو حقیقہ وفات شیخ کا انکار  
کرنا چاہیے؟ سچ ہے۔

ابن مریم مرگیا حق کی قسم  
داخل جنت ہوا وہ عزم

## مبحث دوم

### ختم نبوت کی حقیقت

ایک ضروری وضاحت | بحالت ۶ پاکستان نبوت میں جو نقائص ہوئے۔  
علاوہ اس کے پہلے اسے کہہ لیا چاہیے۔ یا صرف کہ اس نے  
انبیاء حضرت آدم سے شروع ہوا۔ ہر ایک ملک قوم کی طرف اور محدود زمانہ کے لیے  
کیا گیا تھا۔ ہر نبی کا انتخاب بنام خدا اور بغیر کسی دوسرے نبی کا بیرونی اور اجتماع کے  
ہوا اگر خدا کو یا ہر نبی مستقل ہوتا تھا کبھی کا اتنی نبی نہ ہوتا تھا پھر یہ سب انبیاء  
دو قسم کے ہوتے تھے، بعض شریعت جدیدہ دیکھ سکتے تھے اور بعض نیا شریعت  
دے سکتے تھے بلکہ سابقہ شریعت کی بیرونی گواہی کے لئے آتے تھے۔ نیا شریعت دے  
دے سکتے تھے کو تشریعی نبی کہا جاتا ہے اور جو نبی پہلی شریعت کی بیرونی گواہی کے لئے  
آتے تھے وہ غیر تشریعی نبی کہلاتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یحییٰ فرمایا کہ اب تمام نسل انسانی کو متحدہ مرکز پر جمع کر دیا جائے  
اور انسانی داغ میں یحییٰ کی طرح کیا تو اس نے قوی نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا

محدود الوقت انبیاء کے طریق کو بعد فرمایا اور اس عظیم الشان پیغمبر اعظم و صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت فرمایا جو نام کی حالت کا سامنے اور سب غریبوں کا جبر و تھا تا کہ جو لوگوں کا ٹکڑے تھا۔ اسے سب قوموں سب سطوں اور سب زمانوں کے لئے بھی بنا کر بھیجا اور اسے فرمایا۔

ثُمَّ يَأْتِيهِمُ الْمَلَأَمُ دَائِيًّا رُسُولٌ أَشْهَرُ مِنَكَ حَيَاتِيًّا ۝

کو تو اعلان کر دے کہ نے لوگو اچھی ظلم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو گا کہ ہو گی۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحن رسول دے تھے آپ خاتم النبیین بھی تھے نبوت کے انتہائی کمالات کے حامل تھے آپ نے آپ کی بعثت کے ساتھ براہ راست اور مستقل نبیوں کی آمد کا سلسلہ کھینچا بند ہو گیا۔ اب ساری دوسرے زمین پر کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں آ سکتا جس نے حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل نہ کیا ہو۔ نبی کیا اب کوئی شخص دینی اور مقرب بنا گا؟ ایسی ہی جگہ مومن بھی نہیں ہو سکتا اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہ ہو۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے بعد مہمان نبیوں کا سلسلہ اور حق کے فیضان کے اقطار کا اعلان کر دیا گیا۔

اب سوال یہ رہا کہ کیا ہے کو آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جاری ہے یا وہ بھی منقطع ہو چکا ہے؟ یہ سب فرمایا کہ کہ نبی کو فیضان لگتی بھی بند ہے اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی بھی آسانی برکات اور روحانی نعمتوں سے محروم نہیں پاسکتے مگر جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جاری ہے اور آپ کے پیروؤں کے لئے تمام نعمتوں کے دروازے کھلے ہیں۔ اتنی نبوت کیا ہے؟ وہ فیضان لگتی کا اعلیٰ ترین پرتو ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک اب نہ کوئی مستقل نبی آ سکتا ہے نہ کوئی براہ راست نبوت کو پاسکتا ہے اور نہ ہی کسی بشر بھی نبی کا آنا ممکن ہے۔ اب تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت جاری ہے آپ کا ہی لگ رہا ہے اور آپ کی ہی تربیت خاتمہ و دائم ہے۔ ان جملہ ذیل وہ ہند آپ کی پوری سے خالق اور رسول کے نگاہیں اتنی نبوت لگ رہا ہے۔ اس

غروی و فساد کے مطالعہ کے بعد اب ختمِ نبوت کی حقیقت یا فیضانِ محمدی کے بعدی  
دہکنے پر مثال و بیانات پر غور فرمائیں۔

خاتم النبیین کے متعلق دو نظریے | حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب

پہلوں سے نہ انوں اور ساری قوموں کے لئے رحمت بنانے والے فرمایا اور نہ ان کا  
وہ مقام بخیر ہو انسانیت کا انتہائی نقطہ اور نبوت کا آخری کمال ہے۔ ایمان  
انسانی میں پتھر و جودہی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سے ایک  
بہتر، افضل اور اکمل فرد ہیں۔ آپ کے اس مقام کو قرآن مجید میں فقط خاتم  
النبیین سے بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کہ کلامِ الہی ماننے والے سب مسلمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم  
النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ اس ضمنی نکتہ اور الہی تری لقب کا تفسیر و تشریح  
میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر اس باب میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں کہ مسعود کو نبی  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ یہ امر قرآن مجید کی عربی میں مذکور ہے  
غائب نگری یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے والوں کے دو اختلاف  
نظریہ ہیں۔ (۱) پہلا نظریہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نے  
دینی بنید کے فیوض کو بند کر کے فیضانِ محمدی کو سب و دہانہ کھول دیا ہے۔ آپ کی  
امت کے لئے آپ کی غروی کے افضل وہ تمام انصاف و انصاف ہیں جو پہلے  
منہم علیہم لوگوں کو تھے ہیں۔ (۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خاتمیت فیضانِ محمدی کے بند ہونے کے مترادف ہے۔ آپ کی امت حق تمام  
ان انصاف سے محروم ہو گئی ہے جو بنی اسرائیل یا پہلی امتوں کو تھے۔ یہ بھی

منکرین فیضانِ محمدی کے دو گروہ | چر دو گروہ ہیں۔ اول جو کہتے ہیں کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس دہانی و انحطاط کا جو ہنگامہ پیش آیا ہے وہی ہے اس

کے لئے حضرت مسیح ماری علیہ السلام آخری ذمہ دہی اسماں سے نازل فرمائیں گے۔ اور یہاں  
 عقیدہ ہے کہ مسیح دہدی کا آمد کا خیال غیر اسلامی ہے اور یہ جو سمیت سے اسلام میں  
 آیا ہے۔ مسیح اسماں پر زندہ رہی اور نہ وہ آئیں گے۔ یہ بھی خیال عام ہے۔  
 یہ دوسرا گروہ عقائد اقبال وصال کے ہونا تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے۔ منکرین فیضان  
 نقوی میں سے ہیں۔ گروہ جناب سرمدی صاحب عہدہ کی کہ تصدیق کرتے ہیں۔ یہ بھی صحیح  
 اور بہت سے علماء تحقیق کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہمیشہ جاری  
 ہے اور آپ کی کائنات کے لئے جملہ انعامات الہیہ کا حاصل کرنا ممکن ہے۔

جناب سرمدی صاحب منکرین فیضان نقوی کے میں مکتب فکر کی نشاندہی کے دہی  
 ہیں ان میں سے جبکہ تحقیق کوئی سے سخت اختلاف ہے۔ سرمدی صاحب نے مارچ  
 ۱۹۸۷ء میں جو رسالہ ”ختم نبوت کے عنوان سے شائع کیا اس میں آپ نے حضرت  
 مسیح ماری علیہ السلام کو جسمانی طور پر زندہ مانتے ہوئے رد دہی کیا ہے کہ وہی آخر کا  
 میں جسمانی طور پر نازل فرمائیں گے۔ مگر وہ اپنی اس بعثت میں نہیں نہ ہوں گے۔  
 مسیح ابن مریم کا جسمانی آمد کے عقیدہ سے یہاں تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مجاب ہوا ہے  
 وہ ان کے ”مسلوب الجنۃ“ ہوا کہ اس کے نکلنے کو آنت کے اکابر اور سرسرخ  
 ٹھہرا رہے ہیں۔

مقابلہ مجاہد ہے کہ سرمدی صاحب حضرت مسیح علیہ میاری شخصیت کے جو عقائد  
 والی بیحد آزمائش (آل عرب ۱۹۸۰ء) کے مصداق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بعد آنے کے قابل ہیں مگر آنت نگہ میں سے کسی میاری شخصیت کے آنے کے قابل نہیں  
 بلکہ شیخ الاسلام سرمد حسین احمد دہی لکھتے ہیں:-

”سرمدی صاحب نے رسول خدا کے بعد کسی بھی انسان کو میاری ہونے  
 کے لئے تیار نہیں لیکن کتاب و سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد  
 قیامت تک میاری شخصیتیں آتی رہیں گی۔“

(احوال سرمدی دستور و عقائد کی شخصیت ص ۱۸)

## علامہ اقبال کی طرف سے احمدیہ نظریہ کی معقولیت کا اعتراف

علامہ اقبال نے جو دوسرے صحیح تعلیمی باتوں کو  
حضرت مسیح کی جسمانی نمود کے خیال کو جو حقیقت کا  
نظریہ تھرائے میں اور دوسرے کا احادیث  
کی بناء پر مسیح کے جسمانی نمود پر ایمانوں کے اترنے کے قائل ہیں۔ یہ وہ متضاد نظریے ہیں  
ہیں اور غلط و تغریب کی ڈھنگی مثالیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے قرآن مجید حضرت مسیح کا  
آسمان پر جانا اور خلف ہونا ثابت دیکھا جائے تب تک اُن کے جسمانی نزول کا سوال  
پیدا نہیں ہوتا۔ رد و نہ خط و الفتاد۔ کیونکہ قرآن مجید سے ان کی دعوت ثابت ہے۔  
اگر کوئی حدیث، روایت یا کچھ کے اترنے کا ذکر کرے تو خصوصاً قرآن مجید کے مستطاب ہونے کی  
وجہ سے اس کی تاریخ کوئی پیش نہ کرے۔ دیکھ لی کی بات ہے کہ شیخ الاسلام مفتی عبدالرحمن بن محمد  
علامہ محمد طاہر نے کئی عہد پر فتویٰ دیے ہیں کہ قرآن مجید سے حضرت مسیح علیہ السلام کی  
دعوت روئے روشن کی طرف ثابت ہے۔ (کتاب الفتاویٰ مطبوعہ دہلی ۱۳۸۵ھ ص ۱۷۷)

یہی فتویٰ بحث قرآن مجید کے چکر میں۔

ان سے پہلے کتب خانہ احمدیہ مستند المراتبی اور اہل ایمان میں فروغ ہو گیا۔

”الطاہر منہ اللہ توفاہ واما تہ ثورقہ واما حرمین التوفیق  
بعد التوفیاء اللہ دافع ووجہات عند اللہ کما قال فی الارضین علیہ السلام  
(وہ صفا، ص ۱۸۱)“ (کتاب الفتاویٰ مطبوعہ دہلی ۱۳۸۵ھ)

کہ اہل ایمان سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی دعوت و کلمہ پوری فرمادی  
اور دعوت کے بعد نبی سے پہلے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کے دعوت  
ختم ہوئے جیسا کہ حضرت ادریس کے متعلق آیت و وصفا، ص ۱۸۱ میں مذکور ہے

تقریباً تمام اہل خود فراموشی کو ہی صورت ہی و صاحب مودت و صاحب کلمہ پوری فرمادی  
پر ہر ایک حضرت مسیحؑ کی خدمت میں آسمان سے اتاری گئی طرف درست اور معقول قرار دیا  
جاسکتا ہے۔

علامہ اقبال نے احمدیت کی مخالفت کرتے ہوئے بھی اعتراف کیا ہے کہ۔

”جہاں تک نبی سے اس ترکیب کے متنازعہ کو لکھا ہے، اس میں کا یہ اعتقاد ہے کہ شیخ کی موت ایک عام کافی انسان کی موت تھی اور جسے شیخ گویا جسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حقیقت سے اس کا مشاہدہ ہے۔ اس خیال سے اس ترکیب پر ایک طرح کا عقلی رنگ پڑا جاتا ہے؟“

(دراختاراً اقبال کا پیغامِ قرب، ص ۱۱۱ کے ہم مقام پر)

گویا عوام اقبال کی اس شیخ کے متعلق جو امت احمدیہ کے نظریہ کو مستعمل قرار دیتے ہیں، یہی سو دوی صاحب کو اگر حضرت شیخ کے جہانی نزول پر اصرار ہو تو انہیں پہلے حضرت شیخ کی جہانی سماوی زندگی اللہ سے قرآن میں ثابت کرنی چاہئے جو محال ہے۔

سو دوی صاحب اس شخص میں دوسری جگہ غلطی

**آئے الاشیخ بہر حال نہیں ہے**

یہ کہہ ہے جس کو شیخ کی آؤ والی پہلے مسطورہ اثبوت قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ بھی صحیح ثبوت سے معزول نہیں ہوتا۔ یہ مسلمانوں کا ستر

عقیدہ ہے ۔

وَرَبُّكَ الْكَافُّنُ الَّذِي أَتَتْهُ آفَافٌ

مِنْ الْأَشْيَافِ تَسْقُطُ وَاعْتَصِرُوا

عہدِ نبوت کے نئے حکمرانوں کے پریشانیوں کی طرح پانچ یا دس سال کی مدت متوڑ نہیں ہوتی جس کے بعد نیا سماجی صدر کی اصطلاح کے مطابق ”سماجی نبی“ کہلائے لگ جاتے۔ نبی ہمیشہ ہی ہوتا ہے اور ہر جگہ نبی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ جَعَلَنِي كَبَيْتًا وَجَعَلَنِي كَبَيْتًا لَا كَأَيْتِنَا كُنْتُ وَأَوْصَايَ بِالْقِسْطِ وَالْإِكْرَامِ وَأَمَّا كُنْتُ كَبَيْتًا (مریم زیت، ص ۳۰۰) اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا اور بابرکت بنایا تو میں کوئی جگہ نہیں اور ہر جگہ نبی ہوں۔ مجھے اس سے غور پڑھنے اور کلمہ دینے کی وصیت کی ہے؟ کہنے والے شیخ کو انہوں میں سماجی کی وراثت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مرتبہ نہیں، اللہ قرار دیا ہے (میں مسلم) خواب میں مدینہ میں خان صاحب آتے بھر پال لکھتے ہیں ۔



”مَنْ قَاتَى يَسْلُبْ نُفُوسَهُمْ فَكَيْفَ تَكُونُ لَكُمْ مَوَازِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَكُنْ لَكُمْ عُقْدَةٌ وَشَفَاعَةٌ أَفَتُؤْتُونَ بِهَا قِيَامَكُمْ وَلَا تَعْلَمُونَ“

گو جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت مسیح نبوت سے ہیں، جو کرائی گئے ہو گئے  
کافر ہے جیسا کہ امام سیوطیؒ نے تصریح کیا ہے۔ حضرت مسیح پر حال ہی کی وصفت  
نبوت اُن سے مذکورگی میں ایک ہو سکتا ہے اور زبان کی وفات کے بعد۔

(الحج الکرامہ ص ۴۴)

پس مسعودی صاحب اپنے خیالات میں چنانچہ قرآن و سنت کے خلاف چل رہے ہیں  
وہاں وہ سلف صالحین کے اصولی نگرشات کی مخالفت کرنے سے بھی نہیں بچ سکتے معلوم  
ہوتا ہے کہ مسعودی صاحب کے ایسے ہی غلط نگرشات کا اجماعی تجربہ کرنے کے بعد  
شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو لکھنا پڑا تھا کہ۔۔

”مسعودی صاحب کا کتب و سنت کا بار بار ذکر فرمایا بعض ڈھونڈت ہے۔  
وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خود ہی جانتے ہیں  
ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور ای پر لوگوں کو جھاکر ورنہ یہ دھوکا چاہتے ہیں؟  
(کتاب مسعودی استور ص ۱۱)

جماعت احمدیہ اور عقیدہ ختم نبوت | حضرت باقی مسعودی نے مسعودی صاحب کے  
خطبہ کو لے کر جوئے توڑ فرمایا ہے کہ۔

”نبیائے علیٰ ایک فرد کا تعلیم ہے کہ قرآن شریعت کو چھوڑ کر چھوڑ  
کہ تباری وہی مذہب ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دی گئے، آسمان پر  
وہ پہنچیں گے۔ جو لوگ ہر ایک صورت اور ہر ایک قول و قول کو مقدم کریں گے  
ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ جو لوگ آسمان کے لئے نہ لے زمین پر اب  
کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدمی اور اولیٰ کے لئے اب کلمہ بھول گئے  
شیخ نہیں مگر محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کو شوش کو رکھنا ختم اس  
جہاد و جہاد کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے بغیر کوئی دوسرا کوئی کتاب نہ لے



ہو چکا۔ اور وہ نعمت بڑی بہت اتمام پہنچ چکی جس کے فدیہ کے لئے انسان کی وسعت  
کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی مدد پہنچا سکتا ہے۔

(اور ان کو تمام حق تعالیٰ کے محبوب و مخلصین)

(۳) "میں ہر باب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالیٰ کا قائل ہوں اور جو شخص  
حق تعالیٰ کا منکر ہو اُس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج  
بھیج دے گا۔ ایسا ہی میں مانگتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کا قائل ہو  
(اور یہ وہی ہے جو محبوب و مخلصین)

(۴) "اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول (مستند و محقق صلی اللہ علیہ وسلم)  
تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں اور  
افضل ہیں ہر ایک انسان سے جو آئندہ آئے یا جو گذر چکا ہو۔

(آئندہ گاہ تمام حق تعالیٰ کے محبوب و مخلصین)

(۵) "تمام قریشی خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام جانوں کا پروردگار ہے۔ اور  
دو گروہ سلام اُن کے نبیوں کے سردار ہیں جو اُن کے دوستوں میں سے ہوں گے  
اور اُن کی مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء  
اور خیر الاولیاء رہے۔ ہمارا مستند ہمارا امام ہمارا نبی محمد مصطفیٰ جو حق کے  
پسندیدہ کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔"

(اور ان کو تمام حق تعالیٰ کے محبوب و مخلصین)

(۶) "وہ ہمارا نبی حضرت خاتم الانبیاء امام المصلیٰ و خاتم المرسلین (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اسے پہلے خدا ہی پیدائی پھر ہر امت  
اور مقرر بھیجے جو خدا کے دنیا سے گئے کسی پر نہ بھیجا ہو۔"

(خاتم و مخلصین و مخلصین)

(۷) "بھئی خدا تعالیٰ کا قسم ہے کہ میں نے کفر نہیں کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
پر میرا عقیدہ ہے اور وہی رسول اللہ و خاتم المرسلین و حضرت الانبیاء علیہم السلام

کی نسبت میرا ایمان ہے۔" (ذکر اہل اہل بیت علیہم السلام)

(۷) "پھر کو خدا کی عزت و جلال کی قسم کہ میں مسلمان ہوں اور وہی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم اللہ اس کی کتابوں پر اور تمام دوسو اہل اور تمام فرشتوں اور عرش کے جہنم کے جہنم پر اور میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دوسو اہل سے افضل اور تمام انبیاء میں ہے۔" (حدیث ابی ہریرہ علیہ السلام)

(۸) "دُعاؤں سے تمام دوسو اہل سے بہتر اور تمام برگزیدوں سے افضل اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خاتم الانبیاء اور خلیفۃ المسیحین اور تمام اولیاء و آخرین کے سرور ہیں۔ ہر ایک کی آل پر کہ ظاہر و باطن میں اللہ آپ کے ظاہر و باطن کا نشان اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی جہاں کے ہے۔"

(خاتم آئمہ علیہم السلام)

(۹) "اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر دیر کی کہیں ہے کہ خود اللہ اپنے شخص کو کار بٹایا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی مسیح کی طرف سے خاتم الانبیاء رکھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتاب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان ہے اور اللہ اپنی قبلہ ہے۔ اللہ شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہتا ہے۔" (سوانح میرزا مظہر علیہ السلام)

(۱۰) "ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و سرور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے حامل ہیں۔" (کتب البریہ ج ۱ ص ۱۰۰)

(۱۱) "قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا کہ وہ حدیث میں خود آنحضرت نے لافنیق بعدی فرما کر اس کو افسوس کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی دُعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔" (کتب البریہ ج ۱ ص ۱۰۰)



مذکور ہیں جو اسی درجہ کے قیام پر ہیں، تاہم تازہ صفا نشان ایسے ظاہر  
فرماتے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔

(ترتیباً اقلوب صفحہ ۱۰۰ منظر ۱۰)

(۱۹) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء قرار دیا گیا جس کے برصغیر میں گناہ  
کے بعد دوبارہ امت مسلمہ میں نبوت متعلق ہو گئے اور اب کوئی نبوت دعویٰ اسی  
شخص کوٹے گا جو اپنے افعال پر امتیاز نبوی کی کج دیکھتا ہو گا اور اسی طرح  
پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا دوست ہو گا۔“

(دیرپا رہنما شرعی و فکری اصولی مسئلہ مطبوعہ مسئلہ)

(۲۰) ”صرف اسی نبوت کا حوالہ دہنا ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی  
ہو گی ایسا دعویٰ جو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے منسلک نہ ہو  
لیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو یک طرفہ اس کو خدا تعالیٰ ہی کی دعویٰ امتی  
بھی قرار دیتا ہے، پھر دوسری طرف اس کا نام نبی ہی رکھتا ہے یہ دعویٰ  
قرآن شریف کے احکام کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت باہمت امتی  
ہونے کے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک مسئلہ ہے کوئی  
مستقل نبوت نہیں۔“ (مختصر برہان احمدی صفحہ ۱۰۰)

(۲۱) ”مجموع مسلمانوں میں ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید پادشاہی  
رکھتے ہیں کہ جہاں سے سرور ارحم الراحمین صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے ہی لہجے کے  
وصول ہوا اور وہ سب رسولوں سے بہتر ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے  
ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔“ (مواہب اللہ صفحہ ۱۰۰)

(۲۲) ”پانچوں ہزار کی اور ہر امت کے پیچھے کا ہے وہ ہزار ہے جس میں خدا سے  
ستید مولا امتی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مسلمان  
کے لیے مصوت ہوئے۔“ (انجمن ہدایت مطبوعہ مسئلہ)

(۲۳) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف

خاتم الکتاب : ” (پیغامِ امام سے عظیم مسئلہ)

(۲۴) ” لکھ پڑ اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افزائشِ ظلم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین و معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین رکھتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے : ” (الحکم عہدہ چ مسئلہ)

(۲۵) ” اب اگر محمدی نبوت کے سبب تو انی بدیہی، شریعت و احکام کوئی نہیں سکتا اور غیر شریعت کے ہی ہوا سکتا ہے مگر وہی جو پہلے آتی ہو : ”

(تحقیقات، جلد ۱۱، ص ۱۰۰)

(۲۶) ” جماعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہی : ” (حقیدۃ الہی ص ۱۰۰)

(۲۷) ” راق نہ یکنّا خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ الا البدیٰ جو نور نور و یسکون ظهورہ ظلّ ظهورہ : ” (الاستفتاء ص ۱۰۰)

(۲۸) ” اللہ جلّ شانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنادین آپ کو اعجازِ کمال کے لئے نبوی جو کسی اور نبی کو کر سکیں دی : ” (اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین شہرِ ارمنی آپ کی پیروی کا حقِ نبوت بخشا ہے اور آپ کی توجہ روحانی ہی ترائی ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کی اور نبی کو نہیں ملے۔ )

(حقیدۃ الہی ص ۱۰۰)

(۲۹) ” خدا اس شخص سے پیدا کرتا ہے جس کی کتاب قرآن شریف کو دینا دستورِ اصل قرار دیا ہے اور اس کے رسولِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء کہتا ہے : ” (چتر معرفت ص ۱۰۰)

(۳۰) ” یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں میں سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں مستقل طور پر اپنے نہیں آیا بلکہ میں قرآن شریف کی پیروی

کی کہ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا طریقہ اگر وہ طریقہ قبلہ جاتا ہوں اور  
شریعت اسلام کو مسخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور حضرت علیؑ کے  
طریقہ علم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام بھی نہیں  
ہے بلکہ ایمان و حقانیت کا میرے نزدیک کفر ہے..... اور میں  
بنامہ پر بھی اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف وہی قسم ہے کہ نبی خدا تعالیٰ  
کی ہمت سے مشرق ہوں بلکہ میرے ساتھ بخیرت ہونا اور کلام کرتا  
ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت کوفیہ کی باتیں میرے  
پر ظہور کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راوی میرے یہ کھوتے ہے کہ جب  
تنگ انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب دہم دوسرے یہ وہ اصرار  
نہیں کھوتے اور اپنی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام بھی رکھا  
ہے..... ان حضرات سے میں نبی بھی ہوں اور انہی میں تاکر ہمارے  
ستیدائگان کی وہ پیشگوئی پڑی ہو کہ آئے وہ کیسے آتی ہیں ہونگا اور  
نہی بھی ہوگا۔ ورنہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کے بارے میں  
ایک جھوٹی امید اور جھوٹی امن لوگوں کو دامگیر ہے وہ اتنی کڑی غری  
سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے آنے کو سنے میرے وہ مسلمان ہوں گے۔ کیا اس  
وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؐ نہیں رہیں گے؟ (مکتوب  
نوشتر ۳ ہر مئی سنہ ۱۳۵۷ م مطبوعہ اخبار عامہ ہمدان ہر مئی سنہ ۱۳۵۷ م)

یاد رہے کہ کفایہ خاترا التبتین ص ۱۱۰  
ایک کثرت نام میں درج ہے ۔

آیت خاتم النبیین کا شان نزول اور معنی  
ساری آیت میں ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ لَّذَا تَبَا أَعْرَبِيٌّ قَبْلَ إِسْلَامِهِ وَ لَكُنْ رَسُولٌ مُّسَلَّمٌ  
وَمَا كُنَّا لِنُؤْتِيَهُنَّ الْكِتَابَ وَالْحِجَابَ لَعَلَّ نُنْفِذَهُ أُولَئِكَ لَفِي ضَلَالٍ عَمِيقٍ  
موسمی شریعت و خاتم نبیوں میں سے کسی کے باپ نہیں رہے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو نازل کرتے دلا ہے ؟



مفسرین اور مؤرخین متفق ہیں کہ یہ کثرت سستی پانچ بھری سی حضرت زید علیؑ کے حضرت زینبؑ کو عطا کیے اور پھر حضرت زینبؑ سے رسولی قبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج کچھ لینے کے بعد حق پر تامل ہوئی تھی۔ موردی صاحب بھی لکھتے ہیں :-

”اسی دعوے میں اللہ تعالیٰ نے اُن کفار و منافقین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے جو حضرت زینبؑ رضی اللہ عنہا سے سستی کا اصولی اثبات کے علم کے علاج پر اُنھیں قانع اور پرستان و الحزاز کے طوفان اٹھا رہے تھے۔ ..... ان کا اولین اعتراض یہ تھا کہ آپؑ نے وہی پیٹھ سے علاج کیا ہے حالانکہ آپؑ کی اپنی شریعت میں اس جیسے کی منگوا رہا ہے پر ہم کہے ہیں کہ جواب میں فرمایا گیا تھا کہ اَنَّا نَحْمَدُہٗ قَبْلَہٗ وَبَعْدَہٗ قَبْلَہٗ وَبَعْدَہٗ قَبْلَہٗ وَبَعْدَہٗ قَبْلَہٗ سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی جس شخص کی مصلحت سے علاج کیا گیا ہے وہ جیسا تھا کہ کہ اس کی مصلحت سے علاج صحیح ہے؟ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سرے سے کوئی بیٹا ہے ہی نہیں۔“ (ختم نبوت صفحہ ۱۵۸)

ہمارے غرضیکہ جناب موردی صاحب کے بیان کا یہ حق باطل درست ہے آیت کے اگلے حصے کے متعلق موردی صاحب لکھتے ہیں :-

”پچھلے فقرے کے بعد وہ لکھیں (مگر) کے لفظ سے دوسرا فقرہ شروع کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پچھلے فقرے میں مخاطب کی ایک بات کا جواب دہ ہونے کے باوجود اس کا ایک سوال یا اعتراض باقی رہ گیا تھا جس کا جواب دوسرے فقرے میں دیا گیا ہے۔“ (حاشیہ صفحہ ۱۵۸)

اسی طرح درست تجربہ پہنچنے کے بعد آگے موردی صاحب کی ٹھوکرا بحث ہے کہ انہوں نے باقی وہ جاننے والے سوال یا اعتراض ”کہ قرآن مجید کی کیا بات مابعد کی روشنی میں حقیقی نہیں کیا اور کونسی قیامی دھڑکے سے اگلے حصہ آیت و لکھ رسول اللہ ﷺ و خاتم النبیینؐ کو اپنے فخر علی سوالوں کا جواب قرار دینا ہے کہ آخر اس علاج کا کرنا کیا ضرور تھا اور ایسا ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی؟“

اگر مردودی صاحب قرآن پاک پر تو تیرا راستہ تو اس خلقت اور تعصب کی بڑی عروج  
ذاتی۔ بات بالکل واضح تھی اور سیاسی و سیاسی میں طوری نمایاں تھا۔

یہ درست ہے کہ کلر لیکن دستور ایک کے لئے آتا ہے (وَالْفُجُورُ لَوَظِيمٌ تَابِعِ  
لَهُنَّ الْفُجُورُ تَابِعِ) یعنی اگر سشتہ کام سے پیدا ہونے والے سوال یا اعتراض کا  
اذا کر کے کہتے۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ سابقہ قرآنی آیات کے مطابق کفار و  
من لعین کے کس اعتراض کا جواب دوسرے حصہ آیت دیکھیں رسول اللہ و خاتم  
التبیین میں دیا گیا ہے اور وہ جواب کیا ہے؟ بات یہیں ہے کہ سنی دنگ میں کفار  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجترکیتے تھے۔ لکھا ہے۔

”کہتے تھے کہ قرآن میں جس کے بیجا ہیں مرنے لگا کہ اس کا نام ہے پیچھے  
کون نام ملے گا؟“ (موضح آخری)

اس پر آیت وَنَزَّلْنَا بِكُنْزٍ لِّمَنْ هُوَ الْاِنْشَاءُ نَزَّلْنَا بِكُنْزٍ لِّمَنْ هُوَ الْاِنْشَاءُ  
قرآن تعالیٰ اور لا دیکھ کر ملے گا۔ جہان میں لکھا ہے۔

”اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا  
اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا“

کہہ آیت عامین وائل کے حلق میں وقت نازل ہوئی تھی جب اس  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے مجراہ کا حکم کہ وفات سکھائی پر  
اجترک تھا؟ (جہان جود ۱۵۵)

اس کے ساتھ یہ مجراہ دیکھیے کہ سورہ اس اب کی آیت میں اعلان کیا جا چکا تھا کہ  
اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ  
ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا تِلْكَ اَنْزَلْنَا فِي الْقَامِرَةِ ذِكْرًا

ہاتھ سے بھی زیادہ میری دیکھا اس کی جہان جود میں لکھا ہے کہ  
نہایت کہ جب یہ میری اسلام کی جہان جود میں لکھا ہے کہ انہیں خبری قرآن کا دوسرا  
کے باب قرار پائے۔

اب اس کے جی کہ حضرت ذی کا معلقہ سے رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کے شادی کہنے



جہاں شہاد ہے۔ انہی کی روحانی اولاد جو ترقی منصب کی وحدت سے گریز کرتے ہیں رسول اللہ  
عالم انبیین ہیں۔

یہ تفسیر ہدایت واضح اور سہاوق و سہاوق کے میں مطابقت ہے لیکن اہل تاریخ  
کے لئے ایسے قابل تسلیم دھوکے کا بیج نہ لگے اور ایک احمق ہے جس کا ہم فریق میں  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نوری ہائی نور سرور ہند کے اہل حق و سچا کہتے ہیں۔ آپ  
قریر فرماتے ہیں۔

”حاصل مطلب ایت کریم اسی صحت میں ہے کہ اگر اہل بیت سرور فرقہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سو کی نسبت حاصل نہیں ہے اہل بیت معنوی اہل بیت کی  
نسبت میں حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت میں حاصل ہے۔ انبیاء کی  
نسبت نہ فقط خاتم انبیین شہاد ہے بلکہ اور صفات سرور و صفات  
ہم دینی سرور و صفات ہلاکت کے قریب ہوتے ہیں۔ سرور و صفات ہلاکت ہلاکت  
حضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل۔ اور ظاہر ہے کہ والد کو والد  
اولاد کو اولاد اسی طرح سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو حاصل  
ہوتا ہے چنانچہ والد کا اسم حاصل ہوتا اس کا شہاد ہے۔ اور یہ معنوی ہوتے ہیں۔  
چنانچہ اولاد کو سرور کہتے ہیں کہ دلیل ہے۔ سرور جب ذات باریکات اللہ کی  
صفت سرور و صفات ہلاکت یا قبوۃ یحییٰ اور انبیاء ہائی سرور و صفات ہلاکت  
قریر بات ثابت ہے جو گئی کہ آپ کے والد معنوی ہیں اور انبیاء ہائی آپ کے  
کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی“ (در سلاخ توحید اناسی ص ۱۷)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کی اس پاکیزہ اور معقول وضاحت کے بعد یہ سب  
مرد و دیو صاحب کی بے نیکی تنقید کا سحر ہو۔ نکلے ہیں۔

”آخر اس بات کا کیا خاک ہے کہ آپ سے تو ظاہر از غیب پر حق میں  
کے اعتراضات اولاد کے پیدا کئے ہوئے ہوں کہ وہ شہادت کا سبب دیا  
جاء ہو اور کیا ایک یہ بات کہہ ڈالی کہ محمد نبیوں کی خیر ہیں اور آئندہ جو کہ

بھی جیسے لکائن کی ٹہر تک کہ بنے گا اس کی سیاق و سباق اس سے بات  
 نہ صرف یہ کہ بالکل بے گن ہے بلکہ اس سے وہ مستعمل الائی مکرور ہوتا  
 جاتا ہے جو ان پر سے عزتیں کے جوہر ہیں جو ان کے لئے ہوتا ہے اور وہ تمام عزتیں  
 انہوں کو جو وہی صاحب الحق موصیٰ بہت نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اہل حق کے  
 جو وہ ہیں ان حضرات علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی مصلحت سے شادی کر لی ہے جب  
 اعتدالی سے فرمایا کہ آنحضرت علیہ السلام کو کسی مرد کے باپ نہیں تو آپ کی روحانی  
 اہلیت کے تحت اس سوال فرمایا ہو گیا تھا یہودی مروج تھا کہ بتایا جاتا کہ جو روحانی طور پر آپ  
 کسی مرد کے باپ نہیں مگر اس لئے کہ آپ کا نام کن ہے کہ آپ کی تعریف کن کر چکا  
 کہ لکائن کو روحانی اہلیت کے لحاظ سے صاحب الکوار ہونے کا مقام حاصل ہے۔  
 سب اہل ایمان آپ کے رسول ہونے کے لحاظ سے آپ کے فرزند ہیں اور وہ خود  
 ہیں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے لحاظ آپ کی مسخوری اولاد ہیں اور یہ مسخوردہ نہیں  
 بلکہ آپ کی ٹہر اور روحانی قوجہ اور قوت قدسہ ہمیشہ نہیں ترائی ثابت ہوتی رہے گی۔  
 پس آپ کا شخصہ (عالیٰ تعریف و مورد عبادت) اس بات کا منہج نہیں کہ آپ کا روحانی  
 بیٹا ہو۔ آپ کی محرابیت کو اعتدالی آپ کے رسولی و خداوند خاتم النبیین ہونے سے ثابت  
 کرنا ہے۔

حضرت سجاد علیہ السلام نے خاتم النبیین کے اہل علوم کے ہاتھ میں فرمایا ہے کہ۔  
 "آنحضرت علیہ السلام کو خاتم النبیین اور نبیاء خیرینا گیا جس کے یہ معنی ہیں  
 کہ آپ کے بعد راہ راست فی حق نبوت مطلق ہو گئے اور وہ کمالی نبوت  
 حضرت اہل شمس کو ملے گا جو اپنے اہل حق پر انبیاء نبوی کی ٹہر رکھتا ہو گا۔  
 اور اس طرح یہ وہ آنحضرت علیہ السلام کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا۔  
 قرآن میں آیت میں ایک جگہ ہے آنحضرت علیہ السلام کے باپ ہونے کے  
 غرض کی گئی اور وہ سرے سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا ہے اور  
 اعراس میں کا ذکر آیت وَاَنْتَ شَارِطُكَ حَلُوًّا الْاَنْبِيَاءُ میں ہے اور کیا جائے

اصول میں اسے گنہگار ثبوت گنہ گری ضرورت میں اس طرح کہ وہ متعلق ہے کہ کوئی شخص  
برابر اس سے مقام ثبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر متفق ہیں کہ وہ ثبوت  
پر اپنے ثبوت فقیر سے منسوب ہو سکتا ہو۔ یعنی ایسا صاحب کمال  
کیسے جیت سے تو اتنی ہوا اور وہ دوسری جیت سے ہو جو اکتساب فقیر  
ثبوت کے کلمات بھی دیتے ہو کہ کتا ہو اور وہ بڑا بڑا ہو اور کتا ہو

ہاں اسے نزدیک موجودی صاحب کی کو کتا ہو بھی ہے کہ وہ صورت اس صاحب کے قائم نہیں  
وہ کتا کو صرف صورت فریق کے تاج پر کئے گئے اعتراضات کے جو بہت تکلف  
کئے ہیں صاحب کی آیات میں دیگر مساوات و مخالفین کا بھی ایک بھر زیادہ ہو ہے۔ موجودی  
صاحب کے نزدیک قائم متفق کے معنی صرف آخری ہی لینے اسے ہادی ہی کہ اسے  
متفق کی رسم کے ابدال کے بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ گویا وہ کیا گیا ہے کہ چونکہ آپ کے  
بھلا اور کوئی ہی کہنے والا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم تھا کہ اپنے  
امان کے علاوہ اپنے قلب سے میں صورت فریق سے نکلی کہ کتا ہی ایسا دھوکا دل کی  
اور تو لوگوں کے دلوں سے کہہ سکتے کہ ہر صورت کا قطع فیہ کہ میں شیخی ہدایت دہب سے عرض  
کہ وہ ہوں کہ میں تعبیر فقیر کو اس دین میں لینے سے ہی اتنا ہی ثابت ہو گا کہ آپ آخری  
صاحب شریعت نبی ہیں کیونکہ اپنے اسلام ہادی کہ صرف صاحب شریعت نبی کا کام  
ہے اتنی نبی کا کام نہیں۔ میں حاضر انبیاء کے لئے موجودی صاحب کے اعتراضات و  
مساوی کے لئے سے ہی ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی شریعت کا نہ والا ہی کہنے والا تھا  
ہاں سے اتنی نبی کی نفس لازم نہیں آتی۔ حاضر انبیاء کا یہ علوم یعنی خدا ہوں میں سے  
آخری نبی اگر یہ لفظ خداوند انبیاء کے درجہ صفوں پر ملو کی ہونے کے لئے اپنے قائم  
ہے علم میں یہ بھی مسلم ہے کیونکہ امت کے علم و تحقیق کا ایک علم گویا ان صفوں کو ایک  
کہا گیا ہے۔ جماعت اکبر کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شارع نبی  
آپ کی شریعت ہمیشہ قائم رہے گی اور آپ کے بعد کوئی شارع یا متعلق نہیں رہ سکتا ہے نہ  
پیدا ہو سکتا ہے۔ صرف ایسے ہی اتنے فقیر میں سے آئے ہیں جنہوں نے آنحضرت

مسلماً اللہ سے دُعا کی ضرورت نہ تھی بلکہ برکت سے یہ مقام حاصل کیا ہے۔

**آیاتِ قرآنیہ کے دُوسرے خاتمِ نبیین کی تفسیر** | قرآنِ مجید سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد بھی آپ کی امت میں سے کسی پر خلعتِ خلافت کے علاوہ آپ کے امتی نبی آئے۔  
 (۱) آیاتِ قرآنیہ پر غور فرمایا جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ شمرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اللَّهُ يَسْطِيفُ رِيحًا مَشْكُورَةً رُشْدًا وَرِيحًا لَّيَالٍ لَّيَالٍ اللَّهُ  
 سُبْحَانَهُ تَعَالَى (۱۱۰، ۱۱۱)

کہ اللہ تعالیٰ درشتوں میں سے بھی اور نیکو لوگوں میں سے بھی رسول  
 منتخب کرتا ہے اور کون کہتا کہ یہ کفر ہے؟ اور دیکھنے والا ہے؟

یہ آیت میں اللہ تعالیٰ صاف ہے جو اس قدر اسی طور پر حال اور مستقبل کے لئے  
 متعلق ہے جیسے ایک شاعر کہتا ہے کہ

أَكُنَّا قَوْمًا مُّشْكَاةً لِّسَانِكُمْ  
 أَتَشْكُرُونَا لِمَا عَرَفْنَاكُمْ بِشُكْرٍ

ہماری برکت میں اللہ تعالیٰ کی شکر کا کد ہے کہ وہ درشتوں اور نیکو لوگوں میں سے  
 رسول منتخب فرماتا رہا ہے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے وَكَانَ يُجْعِلُ رُشْدًا لِّشُكْرِهِمْ وَرُشْدًا لِّكُفْرِهِمْ جَعَلْنَاهُمْ  
 نہیں ہے۔ درشتوں کا بھی یہاں آج ہی سب مسلمانوں کو مسلم ہے مگر جب سے کہ وہ  
 مسلمان ہیں سے کسی کے رسول بنا کے جانے پر اعتراض کر رہے ہیں۔

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمْ رُشْدًا لِّتَشْكُرُوا لِمَا كُنَّا نَبْعَثُ  
 قَسَمٍ الْغَنِيِّ وَالْمَلَكُوتِ لَكُمْ لِمَا كُنَّا نَبْعَثُ لَكُمْ رُشْدًا (۱۱۰، ۱۱۱)

کہ اس صاف اور واضح بھی تھا جس پر اس قرآن میں رسول آئیں اور تم پر  
 میری آیات پڑھیں تو یاد رکھو کہ وہ تم کو نصیب دے گا کہ اور اس صاف

کری گئے اُن پر دُختِ ہرگا اور دُورِ غمگین ہری گئے۔

اس آیت میں بجاات ہے کہ جب تک کہ مرد و عورت جو سب سے پہلے اور سب سے پہلے  
 کے ابو جان میں ہی اور رسول کے دہی کے نور و صفات اور صفات کے کون و پائی ہوئی۔  
 اور ہے کہ اس سورۃ میں کہتے ہیں کہ اور کہ سورۃ میں کہتے ہیں اور کہ سورۃ میں کہتے ہیں  
 ہے اس سے ہر جگہ ساری پہلی آدم مراد ہے۔ بلکہ اگر خود کیا جائے تو وہ حقیقت اس  
 سے ہی لوگ مراد ہیں جو نزول قرآن مجید کے وقت اور اس کے بعد موجود تھے یا نہ تھے  
 ولے تھے۔ ایک آیت میں فرمائی جاتی ہے: مَا وَرَدَ ذَاكَ وَرَدَ كَرِيْمًا كَرِيْمًا كَرِيْمًا  
 وَكَلَامًا شَرِيْفًا وَلَا تَسْبِرْ لِقَوْلِهِ لَا يَحِبُّ الشُّرَيْقِيْنَ ہ کہ اسے آدم مراد  
 پر مسجد میں دین زینت کے طور پر پہنا کر اسے ذکر و کلمہ کا اہل تھے اس بات کے  
 دلوں کو پسند نہیں کرتا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس میں آدم سے حضرت آدم علیہ السلام  
 وقت کی ان کی اور وہ مخاطب تھے؟ پس آیت و ابی آدم مراد یا تو سب کے سب ملے  
 میں اصل خطاب انہی کے افسانوں سے ہے۔ ان میں دیکھی جاتی ہیں جو مثال کے ہر  
 میں ملے ہر حال اس کی کو ہر گز گناہ نہیں کہ نہ آدم سے مراد صرف پہلے کا نام ہے  
 گویا بعد کے انسانی آدم مراد نہیں۔ حضرت امام حسینؑ و ابی آدم کے خلق تھے ہی۔  
 نَسَائِهِ يَتْلُوْنَ اَلْاٰتِ الْاَلْوَحْيِ وَلَا يَكْفِيْ تَنْبِيْهُنَّ اَلْاٰتِ الْاَلْوَحْيِ يَتْلُوْنَ  
 کے لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ (دقائق جلد ۱)



اس نیت ہی، اللہ تعالیٰ نے ہیٹھ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کا نسل کے لئے اسی نام کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہر صورت ابراہیمؑ کو صحت ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس بڑا دست سے مردانہ قوت ہی ہے۔ نصرت کے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور قرآن مجید میں فرمایا ہے: **وَبَنَّاكَ إِتْيَاؤًا وَنَجْنًا وَنَجْنًا** اور حکمت ۱۰۷: **اِذْ جَعَلْنَا نِسْلَ اِبْرَاهِيمَ مِنْ نَجْوٰتٍ كَوْجَدٍ كَوْنًا**۔

اس نیت کی گروہ سے جیسے تک نسل ابراہیمؑ تھے کہ نسیں پر آگاہ ہے اور وعدہ دہی کی گروہ کا لیں کے گروہ میں شامل نہیں ہو جاتی ان میں مسلمان، وغیرہ داخل جلدی رہنا ضروری ہے۔ اگر مسلمان خود کریں کہ انصورت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ وشریعت میں کتنا اسکیئت نقل **اِنَّا جَعَلْنٰمُوهٗمُ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ اٰمِنٍ اٰمِنٍ** اور کتنا بنا **وَكُنْتَ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ جَعَلْنٰمُوهٗمُ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ** کے الفاظ خاص طور پر کہیں مقرر فرمائے ہیں ان کی کیا حکمت ہے؟ تو وہ فرمایا کہ کتنے ہی کتاب پر ذکر جملہ ابراہیمؑ وعدہ وشریعت کی وارث تہمت کو یہ ہے اور ان سے باہر کے گروہ خالین میں شامل ہو گئے ہیں پہلے اب یہ نصرت اور دیر دست ابراہیمؑ صرف تھے پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شعبیں کے لئے انصورت ہے باقی لوگ وہ نصرت کے ہونے سے محروم ہیں مگر حضرت خاتم النبیینؐ کے نیر و دست ابراہیمؑ کے انصورت کو پاتے رہیں گے۔

(۴) **يَا اٰهْلَ الْاَرْضِ اِنَّا كُنَّا نَعْلَمُ مَا كُنَّا جَعَلْنٰمُوهٗمُ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ اٰمِنٍ اٰمِنٍ**  
**وَكُنْتَ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ اٰمِنٍ اٰمِنٍ** اور کتنا بنا **وَكُنْتَ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ جَعَلْنٰمُوهٗمُ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ**  
**يَا اٰهْلَ الْاَرْضِ اِنَّا كُنَّا نَعْلَمُ مَا كُنَّا جَعَلْنٰمُوهٗمُ قُلُوبًا لِّاٰمِنٍ اٰمِنٍ اٰمِنٍ** (۴۰-۴۱)

ترجمہ۔ اے نبی! ہم نے جیسے ظاہر بنا کر بھیجا ہے تو میرا اور تیری ہے اور اللہ تعالیٰ کے اعلان کے اس کی طرف ہمارے وعدہ ہے اور تھے روشن کر کے والا پر ارفع بنا کر مہرٹ فرمایا ہے۔ ہیں تو سرمنوں کو بدست ہے کہ ان کے بچے لوگ ان کی طرف سے فضلی کبیر مقرر ہے۔

خاتم النبیینؐ کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں انصورت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کی اہمیت کے خاتم کی وضاحت کی ہے جو کہ انہی کو سرا جائے انہی کو سرا جائے انہی کو سرا جائے انہی کو سرا جائے۔

ظلمہ سرا جاسیراً کے متعلق عام صحیح جبرہائی اور قافی لکھے ہیں :-  
 "كُلُّ الْفَاسِقِ أَتَمُّ بِطْنٍ نَبِيٍّ مُّخْرَجٍ مِّنْ قُلُوبِ قُلُوبِكُمْ وَكَانَتْ حَقّاً لِّقُلُوبِكُمْ  
 الْفِتْرَةُ أَيْ الْوَأْوَدُ يُؤْخَذُ بِسَلَّةٍ مِّسْكِيَةٍ أَلَا تَتَذَكَّرُونَ وَلَا تَتْلُونَ  
 حَقَّ رَبِّكُمْ فَحَسْبُ" :-

ترجمہ کہ فاسق اور کفرین اس طرح کہتے ہیں کہ ہمارے ظلمہ سرا نے فرمایا ہے کہ انصورت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو سرا (ج) (خ) ، ایجنٹ قرار دیا گیا کہ ایک چارٹ سے حدود  
 عصر سے چارٹ دشمنی کے ہدایت کے ہیں مگر اصل چارٹ کا دشمنی میں اس سے کوئی  
 کہ نہیں آتی :- "اور قافی شرح سرا (ب) ص ۱۲۲ (ملاحظہ) :-

عام لوگ انصورت عظمیٰ انصورتی کو انصاریہ کے متعلق اس کے لئے بطور دلیل دیتے ہیں  
 مگر انصورتی اس کے ساتھ ہی انصورت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرا جاسیراً قرار دیتے  
 ہر کے طرفہ ہے ذی قیوم الشَّهِيدِينَ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ كَيْلَهُمْ (۱۰۰۰۰)  
 کہ آپ اپنے اتمی مومنوں کو شہادت دیدیں کہ ان کے لئے انصورتی کی طرف سے  
 فضیل کبیر (بڑا فضل) مقرر ہے۔

(۵) اتمی عظمیٰ کے لئے بڑا فضل اپنی مقرر ہے اس کی تشریح حروف انصورتی کے لغوی معنی :-

وَمَنْ يَّلِيْعَ اللَّهُ ذَا الرُّشْدِ قُلُوبُ قُلُوبِكُمْ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ  
 قُلُوبُ قُلُوبِكُمْ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ  
 وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ وَأَنْتَ لَعَمْرُكَ أَكْبَرُ قُلُوبِكُمْ

ترجمہ جو لوگ انصورتی اور اس کے اصول (اصلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے  
 وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی ان کے ہم پائے ہوں گے جن پر انصورتی نے  
 لئے چیلہ انعام فرمایا ہے میں نہیں مقرر ہوں فیہود و النصارى کے ہم ہم  
 ہوں گے یہ لوگ بہترین فریق ہیں :- انصورتی کی طرف سے نفسی ہے اور انصورتی  
 خوب جانتے رہا ہے :-

اس کثرت پروردگار کے لئے تو صاف معلوم ہے کہ اس ہی اتمی عظمیٰ کے عبادت و سربگ

بیان ہے۔ گویا سورۃ اعراب میں مسلمانوں کو کسی فضل کی بشارت دے گا لگتا ہے وہ یہی چاندورجاست ہی جو سورۃ نسا میں بیان ہوئے ہیں۔ (میں نے ان کے ذکر کے فوائد فرمایا ہے ذیل اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ کریم یہی سورۃ فضل الہی ہے جس کا وعدہ عظیم اُمت عالم انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ اعراب میں دیا گیا تھا۔ اُسے عالم انبیاء کے اکرے و نکات اللہ پر لکھی تھی ۵ قیلاً ۵ قلیلاً ۵ قلیلاً ہے اور آیت تَمُنَّ بِحَبْلِ اللَّهِ جَدَلًا سَدَلًا کے آخر پر بھی اسی کلمہ معنی کئی و اقلو قلیلاً ذکر ہوا ہے تاہم اس دعا میں جو کہ جس آیت میں حاتمت کبریٰ کی تشریح کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات و انعام کا ذکر ہے برآئ کی اُمت کے لیے عطا قدیر واجب مقرر ہیں۔

امام راجب ابن کتب المخطوطات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں :-  
 "مَنْ يَلْتَمِسُ الرَّاحَةَ فِي الدُّعَاءِ الْفَلَانِ تَعْرِضُهَا سُبْحًا فِي الدُّعَاءِ  
 آذَانَ الْأُخْبَانِ تَعْرِضُهَا سُبْحًا آذَانَ الْفَتَنِ تَعْرِضُهَا بَلَدَيْنِ  
 تَعْرِضُهَا الْأَيْحَ وَالْأَيْحَ فَإِنَّ أَخَذَ حَتَّى سَارَ أَخَا يَلَا تُخْرِجُ خَالِي سَا  
 تَعْرِضُهَا الْأَيْحَ أَخَا وَرَأْسًا فِي الْكُرْبِ وَالْأَيْحَ تَعْرِضُهَا حَتَّى  
 فِي الْكُلْبِ ۵ (الفرات نزلت مع مفسر)

ترجمہ: مَنْ يَلْتَمِسُ الرَّاحَةَ کا معنی ہے اور یہاں جماع چار طرح سے ہو رہا ہے  
 (۱) دونوں ایک مکان میں اکٹھے ہوں (۲) دونوں ایک مذہب میں اکٹھے ہوں۔  
 (۳) دونوں ایک اعتقاد میں ہوں (۴) دونوں ایک درجہ اور  
 مرتبہ میں یکساں ہوں۔"

۵ پہلے کہ اُمت محمد کے لئے یہی تین "مذہبوں" شیعہ ہیں اور صاحب کے ساتھ  
 اپنی اور مکانی میں حاصل نہیں تھی۔ یہی مسلم عقیم لوگوں کے ساتھ اُمت محمد کی تھی  
 صرف درجہ اور مرتبہ میں یکساںیت والی ہی ہو سکتی ہے۔ (۱) اجماع کا معنی آیت قرآنی ذَلِكُنَا  
 تِلْكَ الْأُمَّةُ رَأْسُهَا (آیہ ۱۳) میں مود ہے۔ کیونکہ اس کے دو معنی ہیں کہ ہیں، یکساںیت  
 کا معنی بھی صحت درجہ۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ جب کوئی ایک مرتبہ کے قریب ہی رہے

قبض کر لیں۔ چو نکھارت و مرنے کیلئے اٹھو و اٹھو سنو! میں غیر اقامت کے عرصہ میں اور  
مناقب کا ذکر ہے اس فصل کا بیان ہے جو اٹھ کھڑی ہو اس اقامت کے لیے مقرر فرمایا  
ہے لیکن اس جگہ اشتراک و تہمید کے بعد جو ہو سکتے ہیں۔ اگر کہو کہ کچھ کوئی نہیں، یہ  
سکتا تو بھی تسلیم کر دے کہ اقامت میں سے کسی کے عدا، شہید اور متعلق ہونے کا  
بھی امکان نہیں کیونکہ شیخ کا لفظ قاسب کے ساتھ ہے۔ ہم تسلیم کر سکتے ہیں کہ شیخ کے  
موتی کے لحاظ سے غفلت سمجھنے ہو سکتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ غفلت معنوں  
میں آیا ہے جس سے بعض لوگوں کی غلطی تک جاتی ہے لیکن لفظ شیخ غفلت اور اقامت  
کا تعلق سے اشتراک کی وجہ سے سمجھنے میں رکھنا ہے اور اقامت غیر فقر میں اس معنی  
کے ساتھ کوئی سمجھ نہیں سچائی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہی اس تشریح سے جناب خود وہی  
صاحب ایسے لوگوں کی غلطی یا غلطی میں ہو جاتی ہے جو اس اقامت کے عدا میں اقامت  
مُتَعَدِّ كَسُوْلٍ اَطُوْا وَ اَلَّذِيْنَ مُتَعَدِّ وَ اَطُوْا شَيْءٌ اَمَّا الَّذِيْنَ اَطُوْا  
فِي الشَّيْءِ الَّذِيْنَ - شَوْ مُتَعَدِّ اَيْ شَيْءًا اَتَمُّوْا مِيْنُ كَسُوْلٍ - یہ ان لوگوں کا قاسب  
مع الغفلت ہے۔

۱۰ اَطُوْا كَمَا اَتَمُّوْا اَمَّا الْمُتَشَقِّقِيْنَ ۝ وَسَا اَطُوْا اَلَّذِيْنَ اَتَمُّوْا  
وَلَا الْمُتَشَقِّقِيْنَ كَلِمَتٌ اَوْ لَا اَلْحَقَّ اَيُّهَا ۝ (سورۃ الاحق)

یہ اشد آواز میں عز و جلال کا طوطی فرمائی فرمائی لوگوں کے ساتھ  
پر چلا میں پر تو سنا انجام فرما ہے۔ ان کو داء سے بچا جو مضروب علیہم یا علیہم  
اس آیت میں اقامت الشہید کا مضروب علیہم اور ضامین کداء سے بچنے اور  
منہم علیہم کداء پر بچنے کداء سکھائی گئی ہے۔ اقامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا قول مروی ہے کہ مضروب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضامین سے مراد  
انصار ہیں۔ یعنی جب ان دونوں پر دوا کی نوبت آئے تو وہ مضروب علیہم اور ضامین  
ہو گئے وہ بچے وہ انصار ہیں وہ بچے تھے۔ اشد تھائی خود فرماتا ہے وَا اَتَمُّوْا  
مَنْ مِّنْ اَطُوْا بِهِ كَمَا اَتَمُّوْا اَمَّا الْمُتَشَقِّقِيْنَ اَطُوْا عَلَيْهِمْ كَلِمَةً اَوْ لَا اَتَمُّوْا





مِنْكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى كَذَّابِينَ ۖ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَدْعُونَ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنْ يَدْعُوا بِهِمْ مُوسَىٰ وَآلَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا خَافِينَ ۚ  
 کی طرف بکائی اور ایک دوسرے کی تصدیق کری۔ یہ ہر ایک کو بے شک است  
 دیں اُس پیغمبر کی کہ ان کے بعد ہو گا۔ اور یہ جدید پیغمبروں سے روئے  
 است میں آیا گیا۔ وَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَدْعُونَ بِهِمْ أَنْ يَدْعُوا بِهِمْ مُوسَىٰ وَآلَهُ ۚ  
 (تفسیر سبحانی اردو مطبوعہ لاہور ج ۱ ص ۱۷۷)

(۹) مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتَ عَلَىٰ فِيهِ مِنْ ظُلُمٍ ۚ إِنَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ النَّاصِحِينَ ۚ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُخَلِّقَ لَكَ وَلَدًا ۚ عَلَىٰ الْغَنَيبِ  
 وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشِمْ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَلْبِثُ إِلَّا رَجُلًا ۚ  
 كَذَّابًا ۚ لَّئِنْ لَّمْ يَنْفَكُوا لَا تَبْقُوا فَتَحْكُمُوا لَهُمْ جَزَاءُ ظُلْمِهِمْ ۚ (آل عمران، ۱۷۹)  
 ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے خدایان شان نہیں کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر  
 چھوڑ دے جس پر تم ہو۔ بلکہ وہ غیب و نہایت میں اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ  
 تم کو دسرا و راست، غیب پر مطلع نہ کرے گا لیکن وہ جس کو چاہے گا اپنے دشمن  
 کے طور پر منتخب کرے گا۔ تم اسے مسلمانو! اللہ اور اس کے سب رسولوں پر  
 ایمان دے۔ اگر تم ایمان نہ دے گے اور تقویٰ اختیار نہ کر گے تو تمہارے لئے بہت  
 بڑا اجر ہو گا۔

تاریخی کرام ۱۱ اسی آیت میں مخالف مخالفین اللہ جنم اور ماری آیت پڑھو  
 یہ غیب پہلے آدمی سے نہیں مسلمانوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ  
 غیب اور غیب میں اختیار کرے گا لیکن اس کے لئے یہ صورت دہم لکھ کر دے گا  
 ہر شخص کو یہی بات بتائی جائے کہ ان غیب ہے اور کہ ان میں بلکہ اللہ تعالیٰ اس  
 اختیار کے لئے یہ طریق اختیار فرمائے گا کہ وہ اپنے برگزیدہ رسول مبعوث کرنا چاہے  
 اس وعدہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے  
 سب رسولوں پر ایمان لائیں۔ ایمان دے اور تقویٰ اختیار کرنے کی صورت میں  
 انہیں اجر عظیم ملے گا۔ چنانچہ حقاریہ میں اس آیت کا تفسیر میں لکھا ہے۔

”وَعَايِرْ مَعْنَى الْوَايِرُ مَا قَدْ تَنَاءَى مِنْ أَكْثَرِ كُنَانٍ هُوَ الْغُيُوبُ  
يُتَعَيَّرُ بِهِنَ الْغُيُوبُ وَالْمُتَعَيَّرُ أَشَدُّ أَكْثَرُ لَا تَقْدِرُ وَكُنْتَ أَكْثَرُ  
لَا يَكُنْ بِأَكْثَرِ كُنَانٍ كَثْرَتُ طَلِيفِكَ عَنْ مَا أَكْثَرَتْهُ الْغُيُوبُ مِنَ الْإِنْجَانِ  
وَالْإِنْجَانِ وَتَرَكْتَهُ كُنَانٍ يَحْتَارُ مِنْ دُرِّهِمْ عَنْ تَيْلٍ وَتَطْلُفِكَ  
عَنْ ذَوَاتِ تَطْلُفِيْعَتِكَ تَقْنِنُو مِنْ جَهَنَّمَ أَلَا تَسْأَلُونَ“

پھر قائلوا یا اے درود کے نیچے لکھا ہے ۔

”كُنَانٌ لَا تَكْثُرُ أَكْثَرُ كُنَانٍ يَحْتَارُ مِنْ دُرِّهِمْ عَنْ تَيْلٍ وَتَطْلُفِكَ  
عَنْ الْغُيُوبِ أَيْ أَمْرٌ بِالْغُيُوبِ لَيْقٍ بِالْمُتَعَيَّرِ لَيْقٍ بِمُرْكِهٍ مَرْدُودٍ“

یعنی غیبت اور حقیقت کے امتیاز کے بارے میں علماء کمالی رسول منتخب ہند کے  
اصلاح و پاک کرنے کا جو سونوں کی نگاہ کے ساتھ ہر رنگ و نام کی تحقیق فرماتا ہے۔  
یہ گویا غیبت میں شریعت و علم کے بعد کے اُمتی نبیوں پر ایمان و خدایا میں حق ہے  
کیونکہ غیبت کے بعد صرف آپ کی اطلاع کو نہ دے اور آپ کی شریعت کا انداز  
کہ نہ دے اور غیبت ہی آئینہ ہے جیسا کہ دوسری حق و حق ٹیپو حلقہ و اڑا سونوں  
کے بعد بہت ثابت ہے۔

(۱۰) (الف) كُنَانٌ قَدْ تَنَاءَى وَلَا تَكُنْ مُتَعَيَّرًا قَبْلَ يَذُو الْقِيَامَةِ  
أَوْ مُتَعَيَّرًا بِمَوْحَا عَدَا بَأْ كَوْنُ يَدَا نَهْتٍ لَاهُكٍ فِي الْغُيُوبِ  
تَسْأَلُونَ ۝ (بخاری ص ۱۰۰)

(ب) وَمَا حَقُّكَ مَعَهُ بِمَنْ حَقُّكَ تَكُنْتَ دُرِّهِمْ (بخاری ص ۱۰۰)  
ترجمہ: ”قوامت سے پہلے پہلے ہم پرستی کہ جو کہ کونے دے میں یا حق تھا؟  
دیکھ دے مجھ۔ یہ کتاب میں نظر ہے“

(ب) آہم عزاب نہیں دیا گئے ہیں کہ رسول بھگتہ کریں؟

ہاں وہ قول کہ حق پر نظر کرنے کے علوم میں رہتا ہے کہ خواب اور چوک سے پہلے  
بیشب رسول مژدہ دے ہے تا مگر یہ یاد رکھیں کہ کون کون سا مسئلہ و ایسا



وَسُوْلًا فَتَقْبَلُ عَلَيْهِمْ اَيُّهَا رَجُلٌ مِنْ قَبْلِكَ اَنْ تَسُوْلَ وَتَقْرَأَ ۝ (نور ۱۲۲) کہ اسے  
خدا اگر کوئی عبادی طرف سے رسول کو مبعوث فرمادیتا تو ہم پہلے رسول کو پہنچنے سے پیشتر  
تیری آیات کا پُروردہ کر دیتے؟

اب یہ شخص واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے دوسرے اہل حق  
دوسرے ایمان والے بھی ضرور دیئے گئے اور مگر ان اور صحابہ کرام پر ان کے  
نہیہ سے اقدام جنت ہو گیا اور وہ کسٹیں خدا پر قرار پائیں گے۔

ان وحی کی آیات پر ہونے والا توجہ کرنے سے یہ حقیقت نکل جاتی ہے کہ (ان نبی کے بعد  
سے تھیں یٰٰلَیْہِمْ اَللّٰہُ ذَا الْمُلْکِ الْمُبْدِیُّ کی قید کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انکی ایجاد  
کاملاً ممکن ہے۔ البتہ قرآنی شریعت کو منسوخ کرنے والے وہ فیضانِ لہری کے ٹکڑے نہیں  
اسکتے۔ پس ان حقیقت کی روشنی میں خاتم النبیین کی یہ تفسیر درست اور کمال قبول ہے کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت نہیں آئے گی اور ان کے بعد بھی  
کی بہشت جاری ہے۔ اس سے فیضانِ لہری کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔

شیعہ کتب تفسیر و عقائد کے ختم نبوت کی حقیقت | جو کتب تفسیر و عقائد کے  
دست و پاؤں کی جاتی ہے تا شیعہ بھی ان کو بھی کچھ بڑی بھولت رہے۔

(۱) اَیُّہُ الَّذِیْ یَاۡدُعُہُمْ لِلْاٰیۡتِیۡنِ وَیَاۡمُۡنَاۡ اَیُّہُ الَّذِیۡ یَاۡدُعُہُمْ لِلْاٰیۡتِیۡنِ اَلَا یَسۡتَکۡبِرُ  
تَعٰوِیۡیَ الْعٰقِلِیۡنَ ۝ (سورہ بقرہ ۱۲۴) کے حقیقی شیعہ تفسیر میں لکھا ہے۔

”اَلَا یَسۡتَکۡبِرُ عَلٰی مَاۤ اٰتٰیہُ الْاٰیۡتِیۡنِ اَیُّہُ الَّذِیۡ یَاۡدُعُہُمْ لِلْاٰیۡتِیۡنِ اَلَا یَسۡتَکۡبِرُ  
اَلَا یَسۡتَکۡبِرُ عَلٰی مَاۤ اٰتٰیہُ الْاٰیۡتِیۡنِ“ (تفسیر مہدوی ص ۱۷۷)

کہ ان کی بڑائی نے قیامت تک کے لئے ہر ایک کی اعانت کو باطل کر دیا۔

بارہوی سے پتہ چلتا ہے کہ اہل حق قیامت تک نبوت پہنچے؟

گویا اہل حق پر ان کی کابھی ہمارا ہی رہے گا۔

(۲) اَیُّہُ الَّذِیۡ اَآزَشَکَیۡکَ ذٰلِکَ اَلَا یَاۡدُعُہُ اَلَا یَاۡدُعُہُ ۝ (سورہ بقرہ ۱۲۵) کے حقیقی

کا ذکر ہے شیخ صاحبان کے ہیں لکھا ہے۔

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۱) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۲) (مکملہ)

اللہ ہمہد کے بارے میں تامل فرمائی ہے؟

(۱) (۲) مراد اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی دعا ہے (۳) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۴) (مکملہ)

(۵) (۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۷) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۸) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۹) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۱۰) (مکملہ)

توبہ و استغفار کی دعا ہے (۱۱) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۱۲) (مکملہ)

کہ بعض نے اسی آیت میں التَّوْبَہ سے مراد ہی لی ہے۔ مقتدی کہتے

ہیں کہ اس جگہ توبہ مراد ہے؟

پس اسی آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اللہ ہی توبہ کو جاری رکھے گا۔

(۱۳) (۱۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۱۵) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۱۶) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۱۷) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۱۸) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۱۹) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۲۰) (مکملہ)

(۲۱) (۲۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۲۳) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۲۴) (مکملہ)

یعنی توبہ و استغفار کی دعا ہے (۲۵) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۲۶) (مکملہ)

گویا شیخ صاحبانوں کے نزدیک امیر المؤمنین تمام جہی علیہ السلام کی توبہ کے لئے

سب سے پہلی تشریف لائیں گے۔ اس عقیدہ و رحمت کے لئے جب سب ہی لائیں گے

ہی تو ایک ہی کی بہشت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

(۲۷) (۲۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۲۹) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۳۰) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۳۱) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۳۲) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۳۳) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۳۴) (مکملہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ (۳۵) (عَدَّ اَنَّهُ رَجَعًا) (۳۶) (مکملہ)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے جی آدمی کا اللہ رکھا ہے جس سے تمام مخلوق انسان و

ہیں۔ وہ بھی جی سکھائیں رسول کا چلنے اور وہ بھی جی سکھائیں رسول کی باتیں۔  
 ہیں صبا سب آدمی اور وہی کو بھیوں کے آسٹک خیر و کھیر کے لئے ہیں مسدود قیامت  
 تک رہنا ضروری ہے۔

(۶) ایت قرآن طعناً و جھگڑوں میں افسوسناکیت کے متعلق لکھا ہے کہ ہم  
 پہنچیں کہیں گے اور وہی ایت کو اپنے آواز میں پکارتی گے۔ اگرچہ امام ہدیٰ علیہ السلام  
 میں سے ہوں گے۔ (کتاب الکالی ص ۱۷۷)

اب بھی ضرورت نبوت باقی ہے |  
 شیعوں کا ایک معتبر کتاب میں لکھا ہے۔

اگر کسی وقت میں نوح الہامی معجزہ روحانی کی حد تک تھی تو اب بھی نہیں  
 آیا کہ وہاں کے کبھی انسان محتاج پیغمبر و امام و معجزہ روحانی نہ تھا اور  
 بہشت متعلقین اپنی سادہ فاضل اور غریبے۔ سورہ بقرہ اولیٰ ضرورت کو  
 تسلیم کرتا ہے وہ اب بھی کرتا ہے۔ جو پہلے انبیاء و اولیاء و امراء کو کہتا  
 ہے وہ اب ماننے لگا اور وہ جو امام کو تسلیم کرتے گا۔ وہ امام کو خود بھی  
 کا حکم تمام انبیاء و اولیاء کا حکم ہے اور یہی اولیٰ پیغمبر کے لئے ثابت ہے۔  
 (الفرقان اسوقی ۱۷۷)

اقتضیٰ محمدیہ میں نبوت جاری ہے |  
 حضرت امام ابو جعفرؑ ہدیٰ علیہ السلام کی ایتوں  
 الاصل والا حسیب نام والا شیعہ کے ذکر

پہنچاتے ہیں۔

”لَا تَكْفُرُ بِمُؤْمِنِي فِي آلِي (نور) وَتَقُولُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَتَكْفُرُونَ  
 فِي آلِي مُوسَىٰ سَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَتَكْفُرُونَ سَلَّمَ“ (نور) وَتَكْفُرُونَ سَلَّمَ  
 کاتب بدست ہے کہ ان کی باتوں کا وجود الیٰ ہدیٰ علیہ السلام کے لئے ہے  
 الیٰ کتب میں ان کا انکار کرتے ہیں۔

پہنچتے ہیں کہ یہی باتیں ہیں کہ ان کے تہمت کے لئے ہیں کہ ان کے لئے ہیں کہ ان کے لئے ہیں

میں نہ دیکھا، مہجرت کا سبب ہو گا۔

## شیعوں کے نفوی حوالے

(۱) شیعوں نے توحید الامری میں لکھا ہے :-

”وَمُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ يُخَوِّزُ فِيهِ كُتُبُ الْعِلْمِ وَالْكَسْبِ عِلْمًا  
فَالْعِلْمُ بِمَنْفَعَتِهِ الْبَرِّيَّةِ مَا خُوِّدَ قَبْلَهُ الْعِلْمُ الْبَرِّيُّ هُوَ  
زَيْنَةُ دَوْلَتِهِمْ“

گو خاتم النبیین میں خاتم اور خاتم دونوں جائز ہیں اور خاتم کے  
معنی زینت اور خوبصورتی کے ہوں گے۔ یہ انگوٹھی سے ماخوذ ہے جو کہ  
پہننے والے کے لئے سبب زینت ہوتی ہے ؟

(۲) حضرت علیؑ کو تمام شہداء و مجاہد کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شان ہے :-

”الْحَاكِمُ يَسْتَأْذِنُ وَالْعَالِمُ يَسْأَلُ الْفَاتِحُ يَسْأَلُ الْفَاتِحَ لَا كَرَّ آيَةٍ كَلَّمَ الْخَلْقَ مِنْ  
جِهَةٍ وَدُرِّعَتْ بِمِنْجَلَيْهِ“ اور اب آپؐ کے دور کے کھولنے والے ہیں ؟ (فتح البیان)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو خاتم الامم و اولیاء القریب و البعد (نیکو کار و دور)

(۴) تمام محدثین نے اپنے رسالہ الصراط المستقیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین

قرارداد ہے ۔

(۵) حضرت علیؑ نے اپنے آپ کو خاتم المرسلین کہا ہے ۔ (سار آئینہ امتنا)

(۶) مشہور شیعہ کتاب ”عن لا یحضرہ الفقیہ“ کے تأسیس دیک پر شیخ الحدادی

کو خاتم المرسلین لکھا گیا ہے ۔

کیا شیعہ مہجرت ماننے کے لئے تیار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی معلم

نہیں ہوگا ؟ حضرت علیؑ کے بعد کوئی ولی یا وصی نہیں ہوگا ؟ یا جناب

الشیخ الحدادیؒ کے بعد کوئی محدث نہیں ہوگا اور دلائل

## شیعہ صاحبان کے لئے تین فیصلہ کن حوالے

اول شیعہ تفسیر میں لکھا ہے :-

”تَحْقَرُّهُ الْاَذَلَّةُ وَالْاَخْبَرُونَ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ“

کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیروں سے نیچے سمجھتا ہے افسوسناکوں کو انبیاء و مرسلین سے (مستطاب)

فالی غور ہے کہ اگر کسی نبی کے لئے کہ اسکا کوئی نہیں تو یہ کیسے؟ ایسا لے لے کر ہی کہن ہیں؟  
دوسرے شیعہوں کی مستند کتاب اکتال الدین میں لکھا ہے :-

”فَالِهَةُ الْاُمَمِ الْاَنْبِيَاءُ وَالْاَوَّلِيَّاءُ لَا يَجُوزُ اَنْ يَكُنْ اَقْبَلُكُمْ

مَعَ اَقْبَلُكُمْ مِنْ اَللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا فَوْقَ مَا يَلُوهُنَّ“

ترجمہ: ہر ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے اسکا م کے تحت ہی رہے گی جب تک ہدایت

دینے والے نبیوں اور وصیوں کا القطع جائز نہیں؟

سورہ اللہ تعالیٰ کا قول آئی میں لکھا ہے کہ ان کے کفر نے ان کو اللہ کو تعظیم لیکر لیا :-

”بَنَاتِ اَطْلَسُ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ذَوَاتِ اَنْبَاءٍ فِي السَّالِجِينَ

وَالْاَوَّلِيَّاءُ الْمَكْنُونِ وَالِهَةٌ قَالُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ وَاتَّبَعُوا عَهْدَ

ذَلِكُمْ يَوْمَ الْاَيْتَانِ“

ترجمہ: (اسے طرہ بانہ) نبی تھے سے قیامت تک ہی رسول ایک ہر جماعت

ہدایت و انتظام و نجات کے مددگار اور ان کے اتباع پیدا کرتے ہیں گا

اور جگہ کسی پر وادہ ہوگی

ان حوالہ جات سے باہر دست غیبت ہے کہ شیروانہ نظام سے قائم انتہی سکری

یعنی یہ کہ آپ کی امت کے لئے تمام ابواب نصرت مطلوب ہیں اور آپ سے

افضل نہیں ہیں۔ غلط عاقبت انتہی القطع پر تشریحیں بدلیل نہیں ہے۔

تختم نبوت احادیث نبوی کی روشنی میں

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دینا صحیح نہیں



کہ وہی حدیث کا قول ہے کہ ابوالکھیر بن عثمان (وہ اپنی حدیث زیر بحث سے  
بڑھ کر کسی نے تصاویر میں مولیٰ نہیں کیا۔ وہی حدیث کہتے ہیں کہ اس کی احادیث  
اچھی ہیں اور وہ۔ اور حجت سے بہتر راوی ہے۔  
پھر ارجح کے متعلق لکھا ہے۔

”وَالْفَقُّ الْمَذْكُورُ كَقِيْلٍ ذَكَرَ الْإِسْنَانِي فِيهِ؟“ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۷)

کہ امام دارقطنی نے اسے فقہ قرار دیا ہے اور امام ابوالکھیر نے اسے فقہ کہتے ہیں؟

اب سوال یہ رہ گیا کہ کیا اگر کسی ایک راوی کو بعض ائمہ ضعیف قرار دیں جبکہ بعض دیگر  
اسے ثقہ ٹھہرائیں تو کیا ایسے ایک حدیث کے دو حصوں سے حدیث کو فرجی اور مرسلہ ٹھہرا کر اسے  
بنیاد مستندالذکر بنایا جائے گا کہ حدیث زیر بحث صحاح ستہ کا کتاب ہے یا نہیں یہی  
ہے اور دیگر احادیث سے اس کی تخریج بھی ثابت ہے؟ اس کے جواب کے لئے حضرت  
مولانا محمد قاسم صاحب دکنوی باقی اور سرور مدنی کے کلامات ذیل قابلِ توجہ ہیں: فواسطہ ص ۷۷۔

”الغالب“ یہ بھی دشمن ہوا کہ روایت کا ثبوت اور اس کی قوت کچھ اسی میں منحصر  
نہیں کہ اس کی سند ہی اچھی ہو اگر کوئی آیت یا روایت صحیحہ اس کی  
مستند ہو تو یہ تصدیق آیت و روایت کافی ہے۔“

(کتاب حیات مسند مطبوعہ مقبالی مطبوعہ دارالکتاب)

(مب) ”بس خبر کے مستند عقل و نقل ہو اس کو حدیث ہی کہنا چاہیئے اگرچہ

اُس کے راوی ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔“ (کتاب حیات مسند)

پس حدیث بھری کُلِّ عَاشِي لَعْنَانٍ وَصِدْقًا يَنْبَغِي اسے اچھے اور اچس کرنا

اثر نے اس کے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن نفس کا بہانہ ہے۔ اپنی علم صاحب  
فی کایہ طریق ہرگز نہیں۔

”آخر۔ دوسری گروہی یہ ہے کہ حدیث کُلِّ عَاشِي لَعْنَانٍ وَصِدْقًا يَنْبَغِي کا

صحت کا بہت سے قول اثر حدیث نے قرار فرمایا ہے۔ حضرت امام علی نقوی کے  
مستقل تو مولوی صاحب کے دوا میں بھی لکھا ہے کہ ”اہل سنت و اہل بیت کے

مکہ مکرمہ ہے۔ (ترمذی، حراں، صحیح، مشکوٰۃ) پر مہینہ گاہ کے مہینے شہرہ ہوا میں ہوا  
 وانی طور پر درج ہے۔ ”ذَا شَهْرٍ عَدَا الْكُوفِيُّ فَلَا شَكَّ أَنْ يَفْزَحَ“ کہیں تک حدیث کے  
 کیا جوئے کا سوال ہے تو بہت پر شک و شبہ ہے۔ باہر کے کہ حدیث میں ہے (بخاری،  
 میں روایا ابوالخیر بن عثمان کے واسطے میں بعض لوگوں کے اعتراضی صحت کے جوئے حدیث  
 نبوی کی صحت میں کئی شبہ کی گنجائش پیدا نہیں ہو جاتی۔

سورہ: ”یٰسریٰ“ گزشتہ ہے کہ ابن ماجہ کی اس حدیث کی تائید مروی ہیں روایا  
 کے میں جوئی ہے بولتلف طرح سے مروی ہیں۔ حافظ ابن حجر اسفندی لکھتے ہیں :-  
 ”وَيُحْتَمَلُ أَنَّ يَطْلُقَ الشَّيْءُ بِمَا أَتَتْهُ مِنْ أَهْلِ سَيْلِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ لَا يَتَرُكُهُمْ كَلَّا لَا أَقُولُ وَكَشَفَتْ  
 اللَّهُ عَنْهُمْ لَوْ قَامُوا لَكَاتٍ وَسَوْفَ يَقْضَىٰ نَبِيًّا“

کہ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ کے روایت ہے کہ انھوں نے  
 سلی خدیجہؓ کو علم سے آپؐ کے جہاز سے ہوا بیچ کے بائیس میں پرچا گیا تو انہوں  
 نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ان کو نکال کر رحمت ابراہیم پر جو کہ وہ ذبح دینا تو  
 فرمودہ نبویؐ میں تھا۔ (اختصار فی الحدیث ص ۱۱۱) ابن ماجہ بیہقی ص ۱۱۱

یزید امام بیہقی فرماتے ہیں ”فَقَدْ كُنْتُ أَقْرَبَ مَنْ قَبْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَكَشَفَتْ“ (اختصار فی الحدیث ص ۱۱۱) کہ اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے انھوں نے سلی خدیجہؓ کو علم  
 سے حدیث کیا ہے۔

پھر مرقہ مسند میں کہتے ہیں ”وَلَمْ يَكُنْ مِنْ خَدَوَيْهِ أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَجَلِ قَالَ كَرِهْتُ  
 (ابن ماجہ) جوسم نے انھیں سلی خدیجہؓ کو علم سے آپؐ کے جہاز سے ہوا بیچ کے بائیس میں پرچا گیا تو انہوں  
 نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ ان کو نکال کر رحمت ابراہیم پر جو کہ وہ ذبح دینا تو  
 فرمودہ نبویؐ میں تھا۔ (اختصار فی الحدیث ص ۱۱۱) ابن ماجہ بیہقی ص ۱۱۱

”وَقَدْ قَامَ الْبَيْتُ بِمَا أَتَتْهُ مِنْ أَهْلِ سَيْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فِي الْبَيْتِ لَا يَتَرُكُهُمْ كَلَّا لَا أَقُولُ وَكَشَفَتْ اللَّهُ عَنْهُمْ لَوْ قَامُوا لَكَاتٍ وَسَوْفَ يَقْضَىٰ نَبِيًّا“



لَيْسَ كَذِبًا قَوْلُهُ وَكَانَ قَائِلًا لِقَوْلِهِ سَوْدًا نَبِيًّا؟

کہ امام جمعہ نے حضرت زکریاؑ کی روایت کو لیا ہے کہ جب صاحبزادہ  
ابراہیم فوت ہوا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لئے  
دو مقررہ ہیں جو اس کی دعا جنت کی تعمیل کرے گی۔ اگر وہ زندہ رہتا تو حور و  
ہو بہ۔ (تذکرۃ ابن عساکر ج ۱ ص ۱۱۱)

ان دوسری روایات سے ابن عساکر کی روایت زیادہ محکم کہ قائل لکھان سَوْدًا نَبِيًّا  
کہ روایت تأیید ہوتا ہے۔ (اس نے حضرت علیؑ کی روایت کو لیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ  
يُكُونُ بَيْنَهُمَا بَشِيحٌ کہ یہ حدیث تین طریقوں سے مروی ہے ان کے باعث یہ حدیث  
ذممت میں قرار پاتی ہے بلکہ قوی قرار پاتی ہے (موسمات کبریٰ ص ۱۱۱)

اس موقع پر ہم حضرت مروانؓ کا قول کا ایک افسانوی قول بھی پیش کر سکتے ہیں۔ آپ  
حیات النبیؐ کے سلسلہ میں بعض روایات کے ذکر پر فرماتے ہیں۔

”ان روایات میں بعض روایات کا باعتبار سند کے چند ہی قوی نہ ہونا  
چندوں میں نہیں۔ چند ضعیف۔ اہم علیؑ کی طرف قوی ہو باقی میں ہیں اور چند  
امدادی کہ متواتر نہ جاتے ہیں۔“ (آب حیات ص ۱۱۱)

یہی یہ امر ناہم دست ثابت ہے کہ حدیث لکھان سَوْدًا نَبِيًّا ایک صحیح  
حدیث نبوی ہے بلکہ اپنے متعدد طرق کے باعث قوی حدیث ہے۔  
حضرت شیخ ابو عبد اللہ امام غزالیؒ کا اور شاہ حدیث زکریاؑ کے سلسلہ میں منقول  
ہے۔ تقریر فرماتے ہیں۔

”ابراہیم فوت ہوا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی قبر پر  
پیشہ میں فوت ہو گئے تھے اس کی مصالحتی استدعا کی تھی اور اس کی  
صلواتِ قطرات کی صفت و شمار احادیث کے گو سے ثابت ہے۔“  
(اشعۃ کلمہ بر بحث ص ۱۱۱)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امام قوی دیکھتے ہیں جن لوگوں نے حدیث لکھان سَوْدًا نَبِيًّا







”مرزائی حضرات غلط خاتم کے لئے فنی کمال کے لئے مرزائی کا جنس کے نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خاتم کا لفظ کسی بھی فنی جنس کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ اگر ہزاروں مثال کے طور پر بتا دیا جائے۔ اس کا جملہ ہی ہے کہ جنس کو کثرت میں خاتم کے لئے فنی جنس کے دکھانے کو انجام دینا۔ فنی کمال کی مثالیں وہ دیتے ہیں کہ مثلاً کسی کو خاتم کا دیا جائے گا مطلب یہ جنس کو رویت اسی پر ختم ہوئی۔ مگر حقیقی مطلب یہ ہوتا ہے کہ رویت کا کمال اس پر ختم ہوتا۔ قبل کے اس فقرے کے بھی وہ نظیر میا پیش کر سکتے ہیں۔“

آخری شاعر جہاں کا بد کا خاتمہ ہے

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جہاں کا بد اس کے بعد کو لے شاعر یہ نہیں ہوا بلکہ ہے کہ وہاں کا بد کا آخری بالکمال شاعر تھا۔ اس کا حصہ پر خاتم ہستی کا مطلب یہ ہے کہ یہی کہہ کر اصل شعر میں نظم پر کما ہوتی تھی جو گتہ نہ کہ خود ہوتی ہی ختم ہو گئی۔“ (دعائی و مسائل صفحہ ۱۷)

موردی صاحب کوئی اور مورخ کج نگاہ اس پہنچ کا جواب نہیں دے سکا۔ چاہے کہ عربی زبان اور اس کے لغات میں یہ کبھی خاتم ہستی کے عربی پر کوئی مرکب اضافی کسی کی حد میں استعمال ہوا ہے۔ (اس استعمال کی وجہ یہ ہیں کہ ہستی میں شاعر اس پر خود میں) تو یہی ترکیب اضافی کے لئے ہمیشہ اس کا صحت مضامین کے معنی کمال اور انتہائی افضل فرد کے جوہر میں اور وہ فرد اپنے کمال میں ہے مثالی اور مدحیہ تصویر ہے۔ چنانچہ ایسے استعارات کی کم تر مثالیں شاعرانہ ہر جگہ بیان اپنے کسی اور جادو عربی میں ہیں اور ان کے کسی بھی صاحب نے نہیں۔

## خاتم مرکب اضافی کی مثالیں

- ۱۔ ابو تمام شاعر کو خاتم شعر دیکھا ہے۔ (وفیات الاعیان جلد اول)
- ۲۔ ابو العقیب کو خاتم شعر دیکھا گیا ہے۔ (مقدمہ ادبی و فنی مصری صفحہ ۱۷)
- ۳۔ ابو العلاء المعری کو خاتم شعر اور قزو دیکھا گیا ہے۔ (حوادث فکریہ حاشیہ صفحہ ۱۷)

- ۳۔ شیخ علی قرنی کو ہندوستان میں خاتم البشر اور کچھ ہے۔ (حیات مسک)
- ۴۔ حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم البشر اور کچھ جاتا ہے۔ (حیات مسک)
- ۵۔ حضرت علیؑ خاتم الاولیاء ہیں۔ (تفسیر حوالی سورۃ الاحزاب)
- ۶۔ امام شافعی خاتم الاولیاء تھے۔ (الفتاویٰ المستفیض)
- ۷۔ شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے۔ (سرود فی فتوحات کبریٰ)
- ۸۔ کالر خاتم الکرام تھا۔ (شرح دیوان الفتوحات)
- ۹۔ امام محمد معری خاتم الانبیاء تھے۔ (تفسیر الفاتحہ)
- ۱۰۔ السید محمد بن خاتم المجاہدین تھے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۱۱۔ محمد بن علی کو خاتمہ العلماء المحققین کہا گیا ہے۔ (مقدمہ الفیض)
- ۱۲۔ ابو الفضلؒ کو خاتمہ المحققین کہا گیا ہے۔ (سرود فی فتوحات کبریٰ)
- ۱۳۔ شیخ ابو یوسفؒ کو خاتم المحققین قرار دیا گیا ہے۔ (الترغیب)
- ۱۴۔ امام سہروردی کو خاتمہ المحققین کہا گیا ہے۔ (سرود فی فتوحات کبریٰ)
- ۱۵۔ حضرت شاہ ولیؒ شہرہ حبیبؒ کو خاتم المحدثین کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۱۶۔ شیخ محمد بن خاتمہ الحقائق تھے۔ (الترغیب)
- ۱۷۔ سب سے بڑا خاتم الاولیاء یہ ہے۔ (تذکرہ الاولیاء)
- ۱۸۔ توفی کہنے کو تھے ولی خاتم الاولیاء یہ ہے۔ (فتوح الغیب)
- ۱۹۔ شیخ نجیب کو خاتمہ الفقہاء کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۲۰۔ شیخ رشید رضا کو خاتمہ المفکرین قرار دیا گیا ہے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۲۱۔ شیخ محمد بن خاتمہ الفقہاء تھے۔ (تفسیر التلک)
- ۲۲۔ شیخ محمد بن خاتمہ المحققین تھے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۲۳۔ فضل قرنیؒ کو خاتم الولاۃ کہا گیا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون)
- ۲۴۔ عبد الحلیمؒ کو خاتم المحدثین و المفکرین تھے۔ (تہذیب الامم و تہذیب العلماء)
- ۲۵۔ خاتمہ الخلفاء المسماۃ یہ ہے۔ (تفسیر تہذیب الامم و تہذیب العلماء)



علیہم السلام : (تفسیر کبیر) (۱۰۰ جلد) (۱۰۰ جلد) (۱۰۰ جلد)  
 کو خاتم ہذا افضل ہوتا ہے جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب

جنت النعیم قرار دیا گیا تو آپ سب بیوی سے افضل ٹھہرے۔

۲۵۔ حضرت فریح النوری عقائد حضرت غرضی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

نعم کہ عدل و انصاف ہی : کا فرست شدہ و مژدہ نم سہی

(مستقل الطیر ص ۱۰)

۲۶۔ جناب مولانا حالی حضرت شیخ سعدیؒ کے متعلق لکھتے ہیں :-

”ہمارے نزدیک میں طرح طعن و غریب اور جنگ و حرب کا سب سے

غریب ہی شخص ہے اسی طرح اخلاق اصیبت و بند حشمت و جوانی اطراف

مزارع زہد و ریاض و غریب و کایاں شیخ پر ختم ہے۔“ (رسالہ جامعہ سعدی ص ۱۰)

۲۷۔ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نالوڑی تحریر فرماتے ہیں :-

”سو جس میں اس صفت کا ذرا ذرہ ہو جو خاتم الصفات ہو میں اس کے

اوپر اور صفت ممکن الظہر میں نہ کہ انتہا و اعلیٰ کے مخلوقات نہ ہو وہ

فخرف مخلوقات میں خاتم المراتب ہوگا اور وہی شخص سب کا سرور و اراد

سب سے افضل ہوگا۔“ (رسالہ اختصار اسلام ص ۱۰)

۲۸۔ جناب مولوی محمد رفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں :-

”انبیاء و جابرین ایک ایک فرد خاتم ہے جو اپنے دائرہ میں محدود

فیض ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں وہ فرد کامل اور خاتم مطلق جو کائنات بقوت

کا منبع فیض ہے جس کے تدبیر سامنے ہی جبر و انبیاء کو علوم و کائنات

تقسیم ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“

(تیسرا جلد علم طہریہ ص ۱۰۰ جلد ۱۰۰ جلد ۱۰۰ جلد)

۲۹۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ : ”اس نے لکھا ہے کہ :-

”جو کائنات علم خاتم ان صفات کا خاتم ہے جو مطلق عالم ہی تو میں کا اعجاز



علی ہو گا گویا اس پر تمام کائنات علی کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اسی کو  
 پہلے کے نزدیک خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔ (تہذیب القرآن ص ۱۱۰)  
 ۵۔ حضرت محمدؐ کا قلم اترنے میں یہ

پوری دنیا ختم شد دست ادا کو بخود

مثلی دہستے دہستے خود ہند بود

کہ حضرت علیؑ کا قلم اترنے کے بعد اُن کے ہاتھ سے علیؑ کے قلم اتر گیا۔  
 (مشکوٰۃ ص ۱۰۰، درود، فقرات ص ۱۰۰)

اسی اشعار سے ظاہر ہے کہ اہل عرب و ہند و دوسرے ممالک کے نزدیک  
 جب تک کہ رسولؐ کو خاتم النبیین یا خاتم المرسلین یا خاتم المرسلین کہا جاتا ہے  
 تو اس کے معنی بڑی شرافت و اہمیت ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ہے  
 "نبیوں کی بُرگ کا کام" کہ بُرگ کا کام یہ ہے کہ وہ پتوں کے پھلنے سے پہلے ہی  
 پھرنے کا کام کر لے۔

(۱) حضرت ابی بکرؓ کا قلم اترنے میں یہ

"خاتم النبیین" کا قلم اترنے میں یہ  
 افاضہ کمال کے ہے۔ نیز وہی جو کسی نبیؐ کو بُرگ کہتے ہیں وہی گئی۔ اسی وجہ سے  
 کہ کائنات خاتم النبیین ہے۔ اسی لیے کہ نبیؐ کا قلم اترنے کے بعد  
 نبیؐ کے کہہ جانے کے بعد نبیؐ کی آواز ہی ہے اور یہ قوتِ قوسیدہ کی آواز ہی کہ  
 نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۰، درود ص ۱۰۰)

(۲) جنابِ رسولؐ کا قلم اترنے میں یہ

"خاتم النبیین" کا قلم اترنے میں یہ  
 یہی ہے کہ نبیؐ کے قلم اترنے کے بعد نبیؐ کی آواز ہی ہے اور یہ قوتِ قوسیدہ کی آواز ہی کہ  
 نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۰، درود ص ۱۰۰)

اے وہ مسلمان! جو کفر میں مبتلا ہو گیا ہے اور ایمان کا ٹبر مٹ گیا!

(اس کے لئے منہ بھری چاروں طرف سے)

**حدیث لا ینتہی بعدنی کان فیہم** (اور حدیث میں)

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (وفات ششدر ہو کر فرمائی۔)

”لو کہ وہ لوگ عام موت لیں، وہ لوگ کہ لا ینتہی بعدنی (اور وہ لوگ کہ لا ینتہی بعدنی) لیں، تو میں ان کے ساتھ ہوں۔“

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے، جو کہ آپ کے بعد تمام لوگوں کے لئے ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (وفات ششدر ہو کر فرمائی۔)

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

”حضرت عائشہ کے قول سے حدیث لا ینتہی بعدنی کا لغت میں عربی کی حدیث

میں شریعت کا نام لے کر اور یہ کہ حدیث لا ینتہی بعدنی کی شریعت کا نام لے کر۔“

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (وفات ششدر ہو کر فرمائی۔)

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

ترجمہ: یہ حدیث میں اس حدیث کے ہیں، حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی

حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی

حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی

حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی

(۴) جناب خواجہ محمد بن علی صاحب البحر (وفات ششدر ہو کر فرمائی۔)

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

”خذ ایضاً لایساقی حدیث لا ینتہی بعدنی لائقہ الاموال لا ینتہی بعدنی“

(الترغیب والایمان ص ۱۷۷)

## ختم نبوت کے سلسلہ میں پیر صاحب کے شبہات کا ازالہ

مولوی عبد اللہ صاحب جواد نے اپنی قرآن کی تحریک جادہ لکھی تھی جنہیں عالم اسلام پر توجہ دینے والے بہرہ روبرو بات کو دینی بحث تسلیم نہیں کرتے، دینی کام کو فقط قرآن ہے، مسلمان قرآن کے خلاف کے امور کی طرح بات تو بڑی خوشنما ہے مگر تجربہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سے ان کی دل و عقل کی بات اور اعتراضات میں جو پیر صاحب یا ان کے کسے امور و اشیا پر رد کو شمول میں ہے توجہ صاحب نے مسلمان القرآن نامی کتاب میں ختم نبوت کا بھی ایک باب یا حصہ لکھا ہے جس میں جو احادیث کے عقیدہ پر تمام ”مولویان احمدی“ جو اس کی ہے، پیر توجہ صاحب کی احادیث القرآن کے خلاف نکال دینے میں اعتراض و جواب کے دنگوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ تب سے مولوی توجہ صاحب میں بخیرا“ کے مراد حاکم اور ابو نعیم ہے۔

(۱) آپ: ”بہرحال مولوی صاحبان کی پاسی بری ہے تاہم انہوں نے کچھ سادہ سادہ طور سے اس مسئلے کا احوال بیان کیا ہے کہ چنانچہ یہ بھی بخیر ہے جس میں پیر صاحب کی طرف سے مولوی کا وہی ہے اسلئے کہ مولوی صاحبان خود ایک آئینے والے کے انتظار میں ہیں۔“ (مشت)

۱۔ یہ غلط ہے کہ سادہ دینی کا وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کھوں انسانوں کے لئے اس معاملہ میں جو چکا ہے اور جو توجہ کے لئے ملے ہوئے کے قریب ہے، انہی قریب احادیث میں ترقی کر رہا ہے، معلوم ہوتا ہے آپ نے آئینے والے کے نظریے سے اس مسئلے کا کوئی ہے کہ مولویوں کی طرح آپ بھی پیر صاحب میں وہ آئینے کا ابھاری عقیدہ تو واضح ہے۔

ب۔ قرآن کی رو سے یہ غلط ہے، اصل یہ ہے کہ ایک شخص خدا کا نبی یا رسول ہو اور وہ کتاب نہ لائے۔ (مشت) ”تقریباً دو طرز تشریح کی تفریق بیکسر فرمائی ہے، ہر نبی خدا کا پیغام ہوتا ہے، ہر ایک کی شریعت ہوتی تھی۔“ (ماضیہ مشت)

۱۔ یہی وہ نقطہ ہے جس پر پیر توجہ صاحب نام علماء سے اختلاف کرتے ہیں، پیر توجہ صاحب کے نزدیک ہر نبی شریعت خود کتاب لائے، مگر ان کا یہ دعویٰ قرآن میں کے خلاف مطلق ہے۔



انکو اپنے سقوت کے گدے سے بھی اٹھاپڑے گا کہی اسکو کئی ہی آنسو ملا تیرہ سو گئے اور  
بارون کی قورامت کے تاج پہ گئے۔ وہ کوئی کٹا مڑیست نہ گئے تھے یہی فخر تیرہ سو  
کہلاتے تھے۔ پس یہ خبیثہ و ترکان میرے سے کیا ہے۔

اس باب : رسول کا فریضہ ہی پیغام خداوند کا پہنچانا ہوتا ہے۔ فریضہ پیغام کے نام سے کہنا  
جس پر آؤد کیا ہے؟ (مفسر)

۱۔ پیغام آؤد پر پناہ برقرار ہے مگر زیارت تو یہ میرے کہ وہ پیغام ہی شریعت پر چلے اور پناہ  
یہ اس قدر شریعت کی بدعتوں کو لے گا ہوتا ہے۔ آپ خدا جنت نکلیں۔ سو گئے حضرت یحییٰ  
اپنے اجداد کو پیغام شریعتی کر۔

”فقیر اور فریضہ کوئی کٹا مڑی نہیں ہے۔ یہی جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب  
کہ دور وادبیکر سن کے سے لازم نہ کرو کہ وہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں (اچھا)  
جواب میرا کہ حضرت خود ہی لکھتے ہیں۔

”ہی ہزاروں آجیاد کے ہاتھ سے کیا کیا جوتے گا۔ جس سرور سے کئی کئی کچھ ہوتا  
ہی نہیں کیا گیا بلکہ میں کی نبوت کا دور دورہ صورت لکھنے اور بچے کو اور اور رسول علی  
پر ہی اتوار ہے اور جو صورت مندرجہ و سفری کے درویشی اور ہر شکل میں کیا  
ان کو ہی تسلیم نہیں کیا جاسکتا؟ (لا تعجبی ہر دور ہر دور مختلف ہے)

۲۔ آپ خدا و مل و فریب کے ہی اطاعت و تہذیب کے ہی نبوت کے ہی نبوت ہی ان کے  
جنت کے گھر میں فریضہ ہی دیکھا گیا ہے۔ یہی مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ نہ صاحب کی نبوت  
یہی اگر تم کی عظمت کی دلیل ہے۔ جو ہر کسی کو حاصل نہ ملے۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
۱۔ پتہ صاحب ہی حقیقت کو جسے قرآن ہی نصرت و تہذیب علیہ وسلم و انزلنا و انزلنا  
تبع الذین انتم و انتم انکم من الذین و انتم انکم من الذین و انتم انکم من الذین  
و انتم انکم من الذین و انتم انکم من الذین و انتم انکم من الذین و انتم انکم من الذین  
یہی آپ علی و بیان سے بتائی۔

۳۔ آپ اگر نبی کی اطاعت کو ہی نبوت کے ہی ان حق کی تہذیب کی اطاعت سے لکھا















الْمُتَّقِينَ وَبَعَثْنَا نَحْنُ آيَةً يُقَالُ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ هَذَا الْحَرْجُ مَضُوعٌ كَيْفَ مَرَّ عَلَى سُلَامٍ  
 کے نزدیک باقی اور قرآن و احادیث کے دیگر کتبوں کے مطابق ظاہری کئی عدد اس کی ہوت  
 ایک ہزار بیس ہونگے۔ سنیہ حضرت کے ہونے کا یہاں ہرگز کوئی آخرا نقطہ کن کرنا فی الذکر  
 نہیں ہر اس شخص کو جو موت کے پہاڑی پہ چڑھی ہو وہاں سے ہی ہے۔ یہ وعدہ جنت کے  
 طور پر ہر راہنما۔ وَاَنْتَ فِي ذَالِكَ لَدَبْرَةٌ لَا تَدْرِي لَوْلَا ذَالِكَ

**معیارِ رحم** | اسی مغزی کو تیس سال پہلے نہیں دیا جانتی جیسے کہ آیت وَكُنْ تَحْتَ الْوَكْرَةِ  
 اَنْتَ لَهَا كَاشِدَةٌ لِّقُلُوبِ الْغَايِبِ (الاحزاب) سے ظاہر ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 سال سے زیادہ۔ جس تک پہلے ہی پہنچے آپ رضی اللہ عنہما۔ مستند پر تفصیل فصل اول میں گزر چکی ہے۔

**معیارِ رحم** | سورۃ النور کی آیت کہ سَلَامٌ وَكَفَّاتٌ وَهَذَا اللَّهُ الَّذِي فِيهِ اَسْتَوِي وَتَلْكَ خَلْقًا  
 الْقَوْلِ بِشَيْءٍ سِوَاكَ ظَاهِر ہے کہ عادی انبیاء کے بعد ان کی جنت کا حکم تھا  
 عید تھا ہے اور وہ صحیح معنوں میں الجماعۃ کا مصداق ہوتی ہے۔ ان کا ایک اور اہم اہم  
 خلیفہ ہوتا ہے۔ اس معیار کے مطابق جو حضرت ابراہیم کی عدالت و فیج ہے کہ ہرگز ملے  
 امور کی عدالت کا غیر رسولی طور پر مذاہب نصرت والا ہونا اور ان کے عقائد کا ان سے  
 بدل جانا دوست دشمن سب کو مستلزم ہے۔

**معیارِ یازدہم** | آیت اِنَّا كُنْزُكُمْ رُشْدًا وَ الْوَيْلُ لِمَنْ اَسْتَوٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
 اِنَّ الْوَيْلَ لِمَنْ اَسْتَوٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِنَّ الْوَيْلَ لِمَنْ اَسْتَوٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
 كُنْزُكُمْ رُشْدًا اَشْفُو الْغُيُوبِ وَرُشْدًا لِّمَنْ اَسْتَوٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِنَّ الْوَيْلَ لِمَنْ اَسْتَوٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
 ایک تبلیغی جماعت جو گری۔ یہ ہر وہ شخص جو جماعت امور کے شامل حال ہی اپنے سفر  
 میں موجود ہے اور اس کا خائبہ اندر ہونا ظاہر ہے۔

**معیارِ دوازدہم** | سچے رسول کی ایک علامت یہ جانی ہے کہ وہ ایک پاکیزہ جماعت  
 قائم کر دیتا ہے جیسے کہ آیت وَتَزَكِّيْهُمْ اِلٰلَ الْاَبْرَارِ سے ظاہر ہے  
 ہر ان مومن کا شہادت کا معیار انکم و ائسرتی فی الحبۃ و ائسرتی فی الحبۃ و ائسرتی فی الحبۃ  
 اہل ایمان ہی چھوٹا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ  
 کے اس وعدہ کے سوا ہی۔ اور یہی صورت کا کھڑا ثبوت ہے۔ ان کو ان کے نام ہم لوگوں  
 سوا دوسرے گندہ کریں جو محمدی نہیں ہوتے۔ ان کے کام یہ ہے کہ ان کے قائل و شاکہ کا نصرت ہے۔

عِدَاتِ حضرتِ یحییٰ موعود علیہ السلام وایتِ نبویہ کے رُوسے

(۱) انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے سچے سچے خدا کے ناموں کی کثیر الشعبیت کو ان کے حقیقی رب کے بیان فرمادیا کہ ان کے ذہن میں حیثیت اپنے نفس پر ہو گئی۔ خدا کے بے گناہ و کامل ہونا ان کے لیے براہین و شہادت اور ہر گز ان کے نزدیک ان کے لیے حقیقی خدا نہیں تھا۔

(۱۲) اے اللہ کا نام پڑھا اور اللہ کا نام پڑھنا اللہ کی طرف سے ہے۔

یہ دونوں حالتیں ممکنہ ترین ہیں۔ پہلی اس لیے کہ اگر وہ کسی ایک شخص سے ملے گا تو وہ اس کا مقصد حاصل کرے گا۔ دوسری اس لیے کہ اگر وہ کسی ایک شخص سے ملے گا تو وہ اس کا مقصد حاصل کرے گا۔

کون ایسے لوگ ہیں جن کے پاس

۱۳) حضرت علیؓ کے علم و فراست کی مثال ان کے قول سے ملتی ہے کہ میں نے اپنے علم کو اپنے لیے نہیں رکھا بلکہ اسے اپنے لیے نہیں رکھا بلکہ اسے اپنے لیے نہیں رکھا بلکہ اسے اپنے لیے نہیں رکھا۔

[illegible]

and the large number of

۵۸. موصوفت ہر کسی پر ہے کہ اللہ نے تحقیق و بطور و الاصلیہ حق و ثقیل و کبریا کے ساتھ مسکینہ سے تحقیق و کثافت و یثقلان و قسوت و جلا کا باطن ان کے شریعت پر ہر کسی کے سر پر مانتا ہے کہ حق و موصوفت کیا کرے گا۔





# تفہیماتِ ربانیت کے متعلق علماء اور بزرگوں کی مثالیں

کتاب "تفہیماتِ ربانیت" کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین علیؓ فرماتے ہیں: "اس کتاب نے اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد آپؐ نے کتاب کے شروع میں حاصل فرمایا ہے۔" (۱) اس کتاب کے متعلق بزرگ بھی جماعت اور تجرید کا وہ کامیاب طریقہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس کی مثالیں ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

- (۱) محترم حضرت صاحبزادہ مولانا ناصر احمد صاحب علیؒ نے تحریر فرمایا ہے: "میرے محترم صاحب ابو العطاء صاحب کی تصنیف "تفہیماتِ ربانیت" پہلی بار حضرت علیؓ میں ایک نئے باب و فصاحت کا دیباچہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی خود حضرت امیر المومنین ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا اتمام تفہیماتِ ربانیت" لکھا تھا۔ اس کتاب میں خدا تعالیٰ کے عطا کردہ ہمت سے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب جماعت کے افراد اور ذہنا نہیں کھینچے بہت ضروری اور مفید ہے۔ اب اس کا نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ اس کی افادیت ظاہر ہے اور وہ متعلق اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس کی اشاعت میں بڑھ کر حصہ لے کر مستفیض ہونے چاہئے۔"
- (۲) محترم صاحب مولانا جلال الدین صاحب شمس بطور اصلاح دارشعار، سالن مبلغ بدو حیدر و انکسٹنٹی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"تفہیماتِ ربانیت" کا یہ کتاب جماعت کے اعتراضات کے جوابات دینے کیلئے ایک نہیں مفید کتاب ہے جو مولانا جلال الدین صاحب نے سنہ ۱۳۳۵ھ میں تائید فرمائی تھی۔ اب دوبارہ مفید اصلاحات کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ دوستوں کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کا صرف خود مطالعہ کریں بلکہ غیر ان جماعت کے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔"

- (۳) محترم شیخ مبارک احمد صاحب نائب بطور اصلاح دارالعلوم اسلامیہ شریفی فرماتے



رقم فرمایا ہے ۔

”ہی خبر سے خوش ہوں کہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب اپنی تصنیف تفسیر مبارکہ  
 بر مشرک و کافر کے جواب میں ایک اور اب تصنیف ہے دوبارہ شائع کر رہے ہیں ۔  
 ہانگ و شبانی اعتراضات کے جواب میں جو غیر احمدی علماء کی طرف سے احمدیت  
 کے متعلق کئے جانے والے یہ تصنیف اور اب ہے ۔ ہر اعتراض کا مکمل و مثالی اور  
 مسکت جواب محفوظ انداز میں لکھا گیا ہے ۔ جب سالہا سال قبل پہلی دفعہ یہ  
 کتاب شائع ہوئی تو اس وقت کے مبلغین یا محدثین نے اپنے پاس رکھنے اور  
 مناظروں اور مدعا میں ہی لکھا کہ یہ سچ ہے بہت فائدہ بخشے تھے ،  
 اگرچہ آجکل غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی ذہانت کسی حد تک بدل چکی ہے ۔  
 تاہم بڑی بھاری تعداد اعتراضات اور کتب چینیوں کی سے مشرک و کافر کے مصنف نے  
 اپنی کتاب میں سچ کو کے احمدیت پر سخت حملہ فرما دیا تھا آج بھی محتاج کہتے ہیں  
 جماعت احمدیہ کے خلاف اس ہی کو پیش کیا جاتا ہے ۔ تحقیقات دہانیہ جب پہلی بار  
 چینی غشی انڈیا کے لئے بڑے شوق سے اسے خریدے اور ہمیشہ اسے زیر مطالعہ رکھا ،  
 اور اس سے استفادہ کرتا رہا ، بلکہ مناظروں اور بحث و مباحثہ اور دیگر تبلیغی امور میں  
 کے پیش نظر اس کا ادھر کسی بھی تفصیل کے ساتھ تیار کر کے کتاب کے شروع میں  
 لگا دیا تھا ، تاکہ ہر وقت ضرورت پڑی طور پر ضروری مواد اور حوالہ نکالا جاسکے ،  
 مجدد اعلیٰ طبقہ میں تحقیقات دہانیہ کی اشاعت خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی  
 مخالفت کا کارگر جواب ہے اور جہاد الحق و زعم الباطل کا اظہار پیش کرتی ہے ۔

محترم مولانا ابو العطاء صاحب کی بھلائی اور احمدیت کے لئے عظیم علمی خدمات  
 میں سے کتاب تحقیقات دہانیہ کی تصنیف اور اب اس کی دوبارہ اشاعت باریک  
 مرید کا پی خود تبلیغی و علمی خدمت ہے ۔ جزاء اللہ تعالیٰ باسم الجبار ۔

میرے عزیز و کسب و حاصل کے دوستوں کو اللہ تعالیٰ اللہ ہر ایک شرفی ، مسلم ، اور  
 تبلیغی جہاد کا جذبہ رکھنے والے اور اس جذبہ کو عملی جامہ پہنانے والے اسباب

بالخصوص چاہیے کہ وہ اس تصنیف کو بڑے مطالعہ رکھیں اور اس سے استفادہ حاصل کریں۔ بلکہ غیر احمدی احباب میں اسکا تقسیم کرنا کامیابی و باطل میں امتیاز کر کے نام و صواب پر گامزن ہو سکیں؟

(۴) محترم جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضلہ کی بڑی مہربانی پر مبنی ہمارے اس خط تحریر پر آپ کا کتب الخیریت و تاج الخیریت سے استفادہ حاصل ہوا۔ ایک اور باب تصنیف کا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر چٹگوٹھ اور اہلکات وغیرہ کا انھیں احمدیت کے اعتراضات کے خلاف جوابات دیئے گئے ہیں۔ میں نے غیر احمدیوں کے احادیث پر اعتراضات کے جوابات میں یہ بیوقوفی کی کتاب کو بہت مفید پایا ہے۔ میرے نزدیک ہر احمدی گورنر میں یہ کتب موجود ہونی چاہیئے۔ اس کے مطالعہ سے نہ صرف احمدیوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان کے مطالعہ سے اس قابل ہو سکتے ہیں کہ انھیں کے اعتراضات کا خود ہی تسلی بخش جواب دے سکیں۔ میں نے خود اس کتاب سے مناظرات اور تصنیفات میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ کتاب ایک حیرت سے ایجاب بھی ہے، معلوم کیے کہ از حد خوشی ہوئی ہے کہ مولانا ابوالفضل صاحب اب اس کتاب کو دوبارہ شائع کر رہے ہیں اور اس میں یکصد صفحہ کے قریب ضروری مضامین کا اضافہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بیش قیمت خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(۵) محترم جناب جی جی محمد شریف صاحب فاضل سابق پبلک پروفیسر و گورنر (غریب) نے

تحریر فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ کا فضل و امداد ہے کہ تفصیلات درج ذیلہ مولا خیریم مکرّم مولانا ابوالفضل صاحب فاضل جہانگیری، مکتبہ الفرقانی کی طرف سے مزج اعزازِ جہات کے ساتھ دوبارہ شائع ہو رہی ہے۔

عشرہ کاملہ کے مصنف صاحب نے اپنی کتاب کو دنِ غصوں میں تقسیم کیا تھا اور ہر فصل میں دایچہ دائرہ دار دینی اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کے انکو

جس کا جواب ان کے اور ان کے ہم خیالوں کے خیال میں ناممکن تھا۔

حسب چاریت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، آید و اللہ بخیر و العزیز و ارحم الراحمین  
بتقاء و فناء، مولانا ابو المصطفیٰ صاحب فاضل جہانہ جری کو حشر و کمال کا جواب  
لکھنے کا ارشاد ہوا اور آپ نے قیامت و ربانہ کے ذریعہ حشر و کمال کے تمام امور غفلت  
کا توہم و کجی کی طرح بکھیر دیا۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے اس جواب کا ارشاد لگایا،

هَذَا الْقَوْلُ يَكُونُ مِنْ تَقْدِيرِ الْفَرْقَانِ جَلَدٌ مِنَ الْفَرْقَانِ وَلَا عُدَاةَ

یعنی عقلی تمیز سے مراد ہی کلمہ کریم سے ایک جو ان ہی سب دشمنوں کیلئے کافی ہو،

ایک مرتبہ پھر بعد دشمن کی طرح پڑا ہوا۔ و ان الغضل بید اللہ بقاءہ میں پیشہ

تجلیات رہا تو ہر سب احمدی لڑکچہ میں ایک پیش ہوا اضافہ ہے اور بعد اس کا

بھی ایک شاہکار ہے۔ جس میں نوک صاحب کی جہان کا زور بھی آستاب

نصف انہما کی طرح نظر آ رہا ہے۔

یہ کتاب، مہر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی اور ۱۹۳۲ء سے پہلے ہی کلاس جامعہ احمدیہ

کامیاب کے حصص میں داخل ہو گئی تھی۔ احمدیہ پبلشنگ کمپنی میں بھی صدقہ مسیح مودود

طریقہ اسلام کی ذیلی میں اس کے مندرجات بطور خلاصہ درج ہوئے۔ اور اب تک

یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی ان اہم کتاب تصنیفات میں سے ہے جس کا جواب لکھنے

سے میں غفلت و کوتاہی ہے۔

میں اس کتاب کی دوبارہ اشاعت پر مولانا ابو المصطفیٰ صاحب فاضل جہانہ جری

سائی میلنگ اور عربیہ و انجیل جامعہ احمدیہ و جامعہ التبشیری کو روٹی مبارک پہنچا دیا

اور میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

مزید خدمات و عہدہ کی بھی ترقی عطا فرمائے۔

اے دعا از من و از ہمد جہاں آمین باد

(۶) محترم و سخیخ عبد القادر صاحب فاضل مری سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ معلوم کر کے لا محدود رہی ہوئی کہ عداۃ الفرقان کی طرف سے ”تجلیات رہبانہ“

کاؤنسر ایجنسی بہت جلد شائع ہو رہا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب یہ شائع ہوئی تھی۔ تو ہر مہینے بعد تبلیغ احمدیت کا شائع رکھنے والے دوست نے اسے ہر مہینے ہفتے خرچ کیا تھا اور اس کا تفصیلی انڈکس بن کر شاہی کتاب کو لیا تھا۔ اور جب بھی کوئی مخالفت اعتراض کرتا تھا جھوٹ اس کا جواب نکال کر پیش کر دیتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اس کا انڈکس بنایا تھا۔ جس سے میں اب تک برابر فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ میرے نزدیک یہ کتاب مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ایک قسم کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ یہ امراد بھی باعث مسرت ہے کہ مرد و زمانہ کے ساتھ ساتھ جو نئے اعتراضات پیدا ہو گئے ہیں ان کو بھی مد نظر رکھ کر کتاب کے جرمیں غلطیاں کر دی گئی ہیں۔ جس سے گویا اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ جب یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی تو مسئلہ کے ایک بزرگ نے اسے بڑھ کر فرمایا تھا کہ محترم مولانا ابراہیم علیہ السلام صاحب نے دفاع احمدیت کے سلسلہ میں یہ انتخاب اچھا کیا ہے کہ دینی دنیا تک مجاہدین احمدیت کپ کے مردوں مت دیں گے۔ میں وہ شخص زندگی اور تبلیغ احمدیت سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو پہنچانے کے لیے کتاب کو حاصل کر کے ایک کراؤن تبلیغی ہتھیار کو اپنے قبضہ میں کر لیں؟

(۷) جناب مولوی غلام ہادی صاحب سیت پرنسپل جامعہ اسلامیہ خرمیہ فرماتے ہیں۔  
 ”تجربہ کارانہ جویش و دہجہ ملتیں کے احباب میں رہی ہے۔ ایک ذاتی دہجہ سے نہیں اس کو کبھی نہیں بخول سکتا۔ طالب علمی کے دور میں اس کے نوٹ بہت تفصیل سے میں نے لئے تھے۔ غالباً ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ کے ایک کانٹن میں مناظرہ تھا۔ ہادی طرٹ سے محترم ملک عبداللہ صاحب نے کام منظر تھے۔ فرقہ گار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک اعتراض کیا اور ایک دوبار اس کے جواب کا مطالبہ کیا۔ اس پر میں نے ”تجربہ کارانہ دہجہ“ کے

ذائقہ میں سے حضرت کے سچے وجود و جلالت کا ہم کی ایک تحریر خاتم صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ حضورؐ نے اس کی جواب دیا ہے۔ لکھے کچھ تک پاس ہے، اگر خاتم صاحب مرحوم نے اس میری کاپی سے حضور علیہ السلام کی عبادت پڑھ کر شہادتی اور یہ نہیں لے تہنیت سے ہی نوٹ لے گئے تھے۔

جس کتاب کا جواب استادی الحرم نے دیا تھا اس کتاب پر غیر احمدی علماء بڑا ناخوش ہوئے ایک کتابا سلسلہ کے بہت مرتب تھے۔ قادیانیوں کا وہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والے تمام دوستوں کا خیال تھا کہ اگر وہ مطالعہ کر جائے اور اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ خدا کا شکر ہے کہ مولانا محترم اس ناپید کتاب کو دوبارہ اصحاب کے ہاتھوں میں دے سکے ہیں؟

(۸) محترم جناب مرحوم مولانا احمد صاحب علیہ السلام نائب انجمنیت اہل اہل غور فرماتے ہیں:-

”مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ تہنیت دہانیہ دوبارہ چھپوا رہے ہیں؟ اس کتاب کی افادیت کا مجھے بے گہوار ہے۔ جب میں مسئلہ میں احمدیوں اور میرے دھرم کے ایک دوست صاحب مولوی پرچہ صاحب اکیمل انگلشی نے مجھے حضرت کا مطالعہ کئے دیا کہ عرب قبل ایک شہرہ کے کہتے ہیں کہ صاحب کی تصنیف قادیانی مذہب پر پڑ چکا تھا۔ اور اسی کتاب نے اس وجہ سے میری طبیعت متغیر کر دی تھی کہ اس میں داخلی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے عقائد کی تردید کرنے کی بجائے نہایت چالاک اور شر پسند طریق پر حوالہ دیا کہ سیاق و سباق کی بناء پر ایک سر کے شخص نے اس عقیدہ کو مانگ دے دیا گیا تھا۔ لیکن حضورؐ کا مطالعہ کے بعد اس سے مجھ پر بڑا چٹکا اس کتاب کے مصنف نے نہایت شرافت اور دماغی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے عقائد کی تردید کی کوشش کی ہے؟ اس کتاب کا جواب تہنیت دہانیہ میں مجھے جلد ستر لگا جس کو پڑھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ یہ کہ جو اب نہایت سلیس اور عام فہم پیرایہ میں تھا۔ مصنف داخلی کے لحاظ سے جواب مسکت تھا۔ بلکہ

تقریباً ایک خاص دُوسمائی رنگ ظاہر ہو رہا تھا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 آپ کی اسی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ ظاہری حق کے لئے مفید ثابت کرے۔ آمین۔“  
 (۹) ممتاز مولانا محمد حسام الدین صاحب فاضل مبلغ سہارا تحریر فرماتے ہیں:-  
 ”تقریباتِ ربانہ“ تصنیفِ لطیف مولانا ابو الفضل صاحب فاضل زادہ اللہ مجدد و دانشور  
 تھے۔ یہ کتاب کو شروع سے لیکر آخر تک پڑھا ہے۔ یہ کتاب ”عشرۃ کلاؤں کے  
 جواب میں لکھی گئی تھی۔ کتاب کی ضخامت کو دیکھ کر جو سیکڑوں صفحات پر  
 مشتمل ہے۔ ایک عام آدمی پہلے گھبرائے محسوس کرتا ہے لیکن غرضی وہ اس  
 کا مطالعہ شروع کرتا ہے۔ اس کے پڑھنے کا شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے کیونکہ  
 اس کے الفاظ نہایت سستے اور دل کی نہایت بہتہ ہیں۔ مولانا کی عبادت  
 قابلیت اور عطورِ طہیت کے سبب کتاب کی اتنی بڑی ضخامت کے باوجود  
 کسی کو آپ کے فکر کی روکاؤٹ اور دماغ کی تنکاؤٹ کا احساس نہیں ہوتا  
 اور کوئی شخص ایسے مطالعہ کے وقت اپنی طبیعت کے اندر کسی قسم کی اکتاہٹ  
 اور طائل نہیں پاتا۔

ایک سوال کے متعدد جواب میں میں نے اکثر تحقیقی اور بعض الٰہامی بھی ہیں۔  
 اپنے تواتر کی وجہ سے دماغی تنکاؤٹ کو دُور کرتے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ  
 نہیں بلکہ کثرتِ دفعہ اُردو زبان کے محاورات اور ضرب الامثال کا ذکر شاشت  
 کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ جب میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا تو صلیبیٹ کی کو  
 ز کام چھوڑا۔ کا محاورہ پڑھ کر میں بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر مناسب جگہ پر  
 شعر بھی پیش کرتے ہیں جو دُرج انسان کی تانگی کا ایک نمونہ ہے۔

مولانا کو خدائے تعالیٰ نے یہ عہد بھی بخشا ہے کہ وہ ان باتوں میں بھی ایک  
 جنت پیدا کر دیتے ہیں جنہیں پہلے بار بار دُہرایا گیا ہے۔ مثلاً محمدی بیگم اور  
 عبد اللہ آغہم والی پریش گوئی اور مولانا شاد اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کو  
 میں پڑھتا ہی بہت کچھ لکھا جا چکا تھا، لیکن آپ نے اس کتاب میں ان

پیشگوئیوں پر اس طرح سے بحث کی ہے جو نہایت ہی عام فہم ہے۔ حتیٰ کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی بھی اسے خوب سمجھ سکتا اور اسکی سطح پر ہو سکتا ہے۔

پھر آپ کی ایک یہ بھی پسندیدہ عادت ہے کہ نئے نئے حوالہ جات پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور میرا تجربہ یہ ہے کہ آپ کے حوالہ جات نہایت صحیح ہوتے ہیں کم از کم ”تقیہیات ربانیہ“ جیسی ضخیم کتاب میں مجھے کوئی غلط حوالہ نہیں ملا۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ اپنی تصانیف میں کوئی حوالہ غلط و غلط کر کے نہیں دیتے۔

الغرض ”تقیہیات ربانیہ“ پراسمعی کیلئے ایک علمی خزانہ ہے اور پراسمعی مجاہد کیلئے ایک مضبوط ڈھال بلکہ تیز ہتھیار ہے۔ اور ہر حق کے منکاش کیلئے قابلِ قدر خدمت ہے۔ تو اسے کہ خدا نے تعالیٰ مولانا المکرم کی عمر، صحت، اعلا میں و علم میں زیادہ سے زیادہ برکت بخشے، انکار وہ ہمیشہ ہمیں ایسے مفید مواد سے مستفید فرماتے رہیں۔ آمین و ولایت العالمین۔“

(۱۰) محترم جناب مولانا ظہور حسین صاحبِ فضل سابق مبلغ بھارا تحریک فرماتے ہیں۔ ”کتاب ”تقیہیات ربانیہ“ ثلوثِ حضرت مولانا ابو الاعظم، صاحبِ فضل ایک اہم تصنیف ہے جس میں قرآنِ کریم اور احادیث سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ و آلہ السلام پر سیر کی بحث کی گئی ہے۔ اور غیر احمدی علماء کے تمام اعتراضات کے نہایت عمدگی سے محققانہ جوابات دئے گئے ہیں اور اس تصنیف نفع کا پراسمعی کے واسطے اپنے لئے اور بھول چلنے والا ضروری ہے۔ اور جبکہ اس کتاب کا نام ہے، ویسے ہی یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے بہت دلکش پیرائے میں لکھی گئی ہے۔“

اس کتاب کا مطالعہ کر کے پراسمعی نے جو بھی علمی اور فرائض کے ساتھ غیر احمدی علماء سے احمدی کے متعلق تبادلہ خیالات کر سکتا ہے۔ سو اسباب کو ہا ہیچہ کہ وہ اس سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو کر اپنے ذریعہ اثر اسباب کو اس سے مستفیض ہونے کی تحریک کریں؟

















